

# تہذیب و تمدن

صفحہ	موضوع	باب
۱	بیان حدود و عرض ملک چین وغیرہ	پہلا باب
۱۱	بیان صوبہ پٹیالی	دوسرا باب
۲۳	کیانگ نان کے صوبہ کے بیان میں	تیسرا باب
۲۹	صوبہ کیانگسی کے بیان میں	چوتھا باب
۳۳	صوبہ فوکنینگ کے بیان میں	پانچواں باب
۳۸	صوبہ جی کیانگ کے بیان میں	چھٹا باب
۴۷	صوبہ ہوکوانگ کے بیان میں	ساتواں باب
۵۰	صوبہ ہونان کے بیان میں	آٹھواں باب
۵۲	صوبہ شان ٹان کے بیان میں	نواں باب
۵۴	صوبہ شان سی کے بیان میں	دسواں باب
۵۷	چین سی کے صوبہ کے بیان میں	گیارہواں باب
۶۰	سی چوان کے صوبہ کے بیان میں	بارہواں باب
۶۴	کوان ٹان کے صوبہ کے بیان میں	تیرہواں باب
۷۰	کنو اسی کے صوبہ کے بیان میں	چودھواں باب
۷۲	ین نان کے صوبہ کے بیان میں	پندرہواں باب
۷۸	کوئی چو کے صوبہ کے بیان میں	سولہواں باب
۸۰	بیان میں بعض نئی اقسام حیوان و نبات و جمادات سے جو نہایت عجیب ہیں	خاتمہ دفتر اول

## دوسرا دفتر

۸۸	فقور کے دستور العمل کا بیان	پہلا باب
۹۳	نقا کے امراء اہل قلم اور ان کے محکات کے بیان میں	دوسرا باب
۹۵	سرداران فوج کا احوال	تیسرا باب

صفحہ	مضمون	الباب
۹۶	افواج ختا کا احوال	چوتھا باب
۱۰۰	ختا کے صدر محکمون اور شاہنشاہی محاسبوں کا بیان	پانچواں باب
۱۰۳	صوبوں اور شہروں کی تھانہ دار کا احوال	چھٹا باب
۱۰۵	ختا کی قانون یوانی کے بیان میں	ساتواں باب
۱۱۰	فوجداری تقصیرون کی شرح اور اونکی سزا دینے کا بیان	آٹھواں باب
۱۱۶	بیان میں معرفت حق پدری اور مادری کے اور تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کے	نواں باب
۱۲۷	ختائیوں کے مذہب اور طرقت کے بیان میں	دسواں باب
۱۳۹	دستورات سلطنت ختا کے بیان میں	گیارھواں باب
۱۴۸	زبان ختا کے بیان میں	بارھواں باب
۱۶۹	ختائی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی ساخت و آرایش	تیرھواں باب
۱۸۳	اور باغات اور چمن وغیرہ کا بیان	چودھواں باب
۱۹۷	علوم اور حکمت ختا کے بیان میں	پندرھواں باب
۲۰۵	بیہ کی رسوم اور لڑکوں کی تربیت اور تجنیز اور تدفین اور ماتم اور غم کی بیانیں	سولھواں باب
	ختائیوں کے فضائل اور رذائل کے بیان میں	



در ادب و نگارش

آزین کتابچہ از اشاعت  
کتابستان از برچشم

# تاریخ ممالک چین

بیاض کاغذ روی سواد خط نستعلیق

نگار خانہ چینی و تبتی

تہذیب و تمدن چین

## مجلد اول

جو اقوام ممالک توابع فضیلت بہن سبک حالات آئین مسطورین

جسے دنیا بعد فان ختم لوح علیہ السلام آباد ہوئی تہذیب و تمدن چین کا بنیاد

تصنیف افصح مان باہر علوم جغرافیہ کرکرن صلاحیت

اولا عدالت یوانی صدر ملک کے مترجم عہد و بعد صدر عدالت یوانی ممالک مغربی شمالی وکیل

مصنف جوہر اخلاق برگزیدہ عالم شہرہ آفاق

تہ تکمیل ضابطہ ایکٹ بستم سنہ اٹھارہ سو سینستالیس عیسوی

مطبوعہ مطبعہ منشی نو کشور محلہ محصور می معنوی



RECEIVED 1995



بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبان غور و تامل علم تاریخ کو اکثر علوم پر اسوا سطر شرف دیتے اور بہتر سمجھتے ہیں کہ تجربہ کاری اور مردم شناسی کے ملک میں پہنچنے کی راہ ہے اور وہاں کا سفر جسے تھوڑا سا بھی کیا وہ کچھ ہو رہا کیونکہ دنیا کے کارخانوں کی بے ثباتی اور اولاد آدم کی بد نہادی اور نیک صفاتی سے آگاہ ہوتا اور انقلاب روزگار سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اکثر امور دنیوی میں ایسی آنکھ ہو جاتی ہے کہ تفرس کو قوت پیشین گوئی کی اور زبان کو توانائی فال بیانی کی حاصل ہوتی ہے اور قیاس کو مزاولت کے باعث یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ سبب دریافت سے انجام کا حال آغاز حال میں کہہ دیتا ہے جیسا کہ اہل منطق صغریٰ اور کبریٰ سے نتیجہ نکال لیتے ہیں اور نتیجہ شناسی سے سبب کو معلوم کر لیتا ہے چنانچہ کسی ملک کے حکام اور امراء کے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جاویں گے تو غلبہ ہے کہ مال حال کو بے تامل کہہ دیو گے اسوا ان باتوں کے مورخ کا علم موجب اپنی فرحت اور غیروکی راحت کا ہے اسلیے کہ اہل دنیا کی عادات اور حرکات اور زیر نگین زمانے کی جو ہمیشہ دیکھنے اور سننے میں آتی اور زاد انوس کے دل میں حیرت اور افسوس کو پیدا کرتی ہے اس شخص کو تنہی اور اجنبی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ دنیا نے اپنی چال نہیں بگاری اور آج کل کی باتوں کی نظیریں سلک خستیا میں ملتی اور تسکین بخش ہیں چنانچہ جس ناقد روانی کا شکوہ حافظ شیرازی پانچ سو برس پیشتر کرتا اور فرماتا کہ

یسیت ابمان را ہمہ شربت ز کلاب قندست بدقت و نامہمہ از خون جگر می نیم و وہی  
 حال اب بھی ہے اور قیامت تک ہر گناہ اور نصیب و روبرو پائے گا مگر باکھا تیکا اور کوئی گیسہ ہی  
 لاؤ لا عقل او علم کا کیون نہ وہ فرزندش اور کمال انکو تھا چوسیکا اور کوئی نہیں پوچھیکا کہ تم  
 کس مرض کی دوا ہو الغرض مورخ کو تاریخ دانی عجیبے کی تسکین بخشی ہے اور اسکی صحبت جوان  
 اور پیر عاقل اور جاہل مفلس اور تو نگہ بد اطوار اور نیک کردار کو مفید ہوتی ہے اور غنیمت سمجھی جاتی ہے  
 اور جب اس کے پاس یہ لوگ جا بیٹھتے اور احوال تاریخ کا سنتے ہیں تو کم سن کو عجائبات کے بحث  
 سے افسانی کا مرام ملتا اور بوڑھے کو دوا ایک ماجر اپنے وقت کا مثال میں یاد آتا ہے اور عاقل کو  
 مادہ تصور کا جمع ہوتا ہے اور جاہل بیچارہ بھی اپنے ہچکچاہٹوں میں گپ کے سینکے لئے کچھ سیکھ لیتا ہے  
 تو نگہ عبرت پاتا ہے جب کارخانجات و نیوی کی ناپایداری کا حال سنتا ہے اور مفلس کا درد  
 مایوسی دور ہوتا ہے جب کسی نقل کے سننے سے دریافت کرتا ہے کہ بارہ برس میں گھوڑے کا  
 بھی دن بچھرتا ہے اور خدا اپنے بند کو تنبیہ دیکھ دیتا ہے مگر ہمیشہ مایوس نہیں رکھتا ہے اور بد  
 خوف زدہ ہوتا ہے کہ دنیا بازار انتقام ہے جہاں سودا نہ دست بدست کا حساب ہے اور گناہ کا  
 ثمرہ بھین پر ملتا ہے خصوصاً اس قصور کا جو مردم آزاری سے علاقہ رکھتا ہے اور نیک کردار کو  
 اپنی رفتار پسندیدہ دکھائی دیتی ہے جب یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحائف تاریخ کے مطالعہ سے  
 خلائق ہمیشہ نیک کرداری پر تحسین اور بد اطواری پر نفیر کر لگی حامل کلام ہر شخص اپنے مذاق اور  
 استعداد کے موافق مورخ کی صحبت سے لذت یاب اور بہرہ مند ہوتا ہے اور بڑا رتبہ اور بلند پایہ  
 اس علم کا ہے جسکے وسیلے سے اتنی باتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن ہر افسوس کہ بعض اہل ہند جو  
 اور علوم میں فضیلت پیدا کرتے ہیں اسکی طرف کم توجہ کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور اس بات کو دل  
 سے اٹھا دیتے ہیں کہ علم تاریخ سے لاعلم رہنا بہت معیوب ہے کیونکہ قطع نظر اور فوائد سے محروم  
 رہنے کے صحبت اور ہم کلامی کے قابل وہ شخص نہیں ہوتا جو اس کو چہ کی سیر نہیں کرتا ہے چونکہ  
 ہند کے کو علمائے ہندوستان سے محبت قلبی ہے اور اول بزرگواروں کے فیضان صحبت سے

اتنا ملکہ اس غیر زبان میں پیدا ہوا ہے کہ یہ عبارت سبے ہندوستانی کی مدد کے لکھتا ہوں لازم ہوا کہ ایسی عنایت اور رحمت کے عوض میں کوئی ایسا تحفہ انکے نذر کر دوں کہ جس میں اگر دوسرا تکلف نہ پایا جاوے تو اتنا تو ہو کہ نادر اور نایاب ہووے القصہ جس وقت کہ بازیچہ گردوں نے مجھے اپنا تماشا دکھایا اور دست تقدیر نے کلکتے میں دو باہو پہنچایا اسی فکر میں تھا کہ ایک وزیرہ یا تاجپوش جو ہر اخلاق دانشمندوں کی مجلس میں بیٹھا ہو ابوستان شہس کے پھولوں کی بو سے دماغ عقل کو معطر کر رہا تھا کہ اتفاقاً اوہر اوہر کی نقل اور حکایت اور اخبار اور روایت کے بیان میں کشور ختا کا ذکر آیا اور سوقت ایک بزرگ نے فرمایا کہ چونکہ اوس مملکت بزرگ کی تاریخ عرب اور ایران و ہندوستان کی کسی بائین میں لکھی گئی اس میں سے ہندوستان کے علماء معتبر کو بھی ہانکے حال سے زیادہ وقفیت نہیں ہے یہ سنتے ہی یہ خیال میں آیا کہ اگر کوئی اسی تاریخ تالیف کیجاوے کہ بسیل جمال و س ملک کے خبر و کل حالات کو شامل ہووے تو نہایت مفید اور مقبول خاص و عام ہووے اور اپنا دلی مطلب حاصل ہو کیونکہ ایسے تحفے سے بہتر کمان میسر ہو کہ سلاطین کشور فضل و کمال کے حضور میں اوسی دیار کا یہ ادنیٰ اور کم مایہ عبت مثل پیشکش حاضر کرے القصہ اس کتاب کی بنا ہوئی اور چونکہ ختا کا حال بالا جمال انگریزی زبان میں نہیں ہے اہل فرنگ کی دوسری زبانوں میں جو راویوں کی روایت اور سیاحوں کی سیاحت کے حال میں مرقوم ہوا تھا دیکھنا ضرور ہوا اور نہ نقشہ جو بندے نے اس تاریخ کا کیا نام تمام رہتا اور خبر و کل کا بیان نہ تو الحمد للہ کہ اب پہلی جلد چھپ کر ارون بزرگوار و نکلے حضور میں پیش کی جاتی ہے جنھوں نے اشتہارک چھپنے سے اپنا اپنا اسم مبارک خریداروں کے زمرے میں داخل کر کے راقم کو ہمنون احسان فرمایا تھا عرض چونکہ بموجب اوس اشتہار کے یہ چاہتا تھا کہ یہ جلد اول سال گذشتہ یعنی ۱۸۴۷ء کے اکتوبر مہینے میں قالب طبع سے فارغ ہو کر جاری ہوتی اور وہ نہو کر اتنے عرصے کے بعد چھپی ہے اس جہت سے سبب دیر اور توقف کا بیان کرنا واجب معلوم ہوتا ہے اور مختصر یہ کہ بعد چھپنے اشتہار اور نمونہ کے عشرہ بھی نہیں گذرا تھا بلکہ اکثر جگہ وہ پونچا بھی نہ تھا کہ صدر دیوانی عدالت کے حکام با احتشام نے راقم کو عہدہ مترجمی میں مقرر کیا اس سبب سے فرصت کی قلت ایسی ہوتی کہ بنجر



صبح اور کئی گھنٹے شب کے دوسرے وقت مطلق موقع نہ ملا کہ توجہ اسکی طرف کی جاوے فسانہ لکھنا ہوتا تو تمام دن کی سرکاری محنت کے بعد اسکی تصنیف میں صرف اوقات شغل حیرت و تصور کیا جاتا کیونکہ قصہ کہنا اور صرف لطافت اور سکے بیان میں کرنا دشوار نہیں ہے مگر تاریخ نویسی کچھ چیز ہی اور ہے اگر یہ کتاب کسی اور زبان سے صرف ترجمہ اردو میں ہوتی تاہم کوئی ایسی یادہ مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ جس حال میں کہ اصل سن کر بھی رہتی ہے تو بعینہ ترجمہ مطابق اور سکے ہوتا ہے اور تلاش اور جستجو کی حاجت یا دوسری کتابوں کے دیکھنے اور ان کے ساتھ تقابل و مواجہہ کرنے اور بالکل کی روایتوں کو تطابق دینے یا غور و تامل کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی ہے غرض اس تاریخ کی ترقیم کی یہ صورت ہوتی کہ باوجودیکہ راقم کو تاریخ نویسی کا مادہ موجود تھا کیونکہ ایام طفلی سے شوق اس علم کا رہا ہے لیکن باہمیہ جب قصد مملکت خفا کی تاریخ لکھنے کا شہم ہوا تو اٹھائیس پچیس معتبر کتب زبانوں میں جنکی بیانیوں سے جلد میں میں جمع کی کتین اور شروع سے آخر تک بالکل کو ساتھ نہایت تامل کے ایک دفعہ دیکھ کر ملاحظہ ثانی کرتے وقت جتنے مقامات قابل یاد کے تھے ان کا خلاصہ لکھ لیا گیا اور سکے بعد تمام مادہ اصل اور فرع میں تقسیم کیا گیا اور اسکی تحریر شروع ہوتی الغرض اس تاریخ کو ترجمہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس وضع کی کوئی کتاب مملکت چین کے حالات کے بیان میں کسی زبان میں نہیں ہے محنت جو اس تاریخ میں راقم نے کی ہے اگر نصف کا حال بیان کیا جا تو وہ لوگ جو تاریخ نویسی کی دقت سے واقف نہیں حمل لاف زنی پر کرینگے لیکن چونکہ اہل خرد کے نزدیک حقوق کے اظہار میں اگر کوئی لفظ افتخار کا آوے معیوب نہیں ہے اسوجہ سے جبراً مؤلف کو یہ کہنے کی ہوتی ہے کہ تحریر کی وقت کوئی امر بے تمام تاریخوں سے رجوع کرنے اور اکثر میں تطابق پانے کے نہیں لکھا گیا اور جو بات کہ باوجود بعض تاریخوں میں مذکور ہوئے کے خلاف قیاس کے معلوم ہوئے درج نہیں کی گئی اور جس صورت میں کہ راقم نے ویسی بات کو لکھا تو سہمی اور سکے سبب شک کا لکھا ہے تاکہ اگر کسی دوسرے کی عقل میں وجہ اس امر کو معتبر سمجھنے کی باوجود راقم کے شبہ کرینگے مگر تو مجال فکر اور غور کرینگی باقی رہے الغرض جب فرصت کا وہ حال اور محنت کا

تاریخ نویسی  
زبانوں سے

کایہ طور ہووے تو شکایت کی جانہیں ہے کہ اتنا عرصہ ہوا بلکہ بعض دوست جو راقم کے عہدہ  
 شہرچی کے کثرت کار سے واقف ہیں او کو تعجب یہی ہے کہ کیونکر اتنی بڑی تاریخ اس قلیل فرصت  
 میں بغیر کسی شخص کی مدد کر نیکی لکھی گئی یہاں تک کہ چھاپے کی وقت طبع کی صحت بھی جو اکثر دفع  
 دوستوں کے ذمے یا چاکرون کے سپرد اہل تصنیف اور تالیف کرتے ہیں راقم سے بالکل متعلق رہے  
 ذیل میں ذکر دونوں جلدوں کے مادہ کا مندرج ہے اور اس کے ملاحظہ سے معلوم ہووے گا کہ نام اس  
 کتاب کا اختصار کے لئے صرف تاریخ چین کھا گیا ہے والا تاریخ کے سوا اس مملکت عظمت  
 کی بالکل حقیقت اور جغرافیہ شہر اور پرگنہ اور ہر صوبے کا ساتھ تصریح کے مرقوم ہے یہاں تک  
 کہ ختائیوں کی زبان جو اس قدر ادق ہے اس کی حقیقت اور حاصل کرنیکا طریق بیان میں آیا ہے  
 حالانکہ تاریخ نویسی سے اور ان سب باتوں سے زیادہ نسبت نہیں ہے جلد اول میں دو دفتر ہیں پہلے  
 دفتر میں ختا کے پندرہ صوبوں کا جدا جدا بیان ہے اور ہر صوبے کے نفس حیوانی اور نباتی اور  
 جمادی کا احوال اور ہر شہر کی تجارت اور خرید و فروخت اور عجائبات طبعی اور صناعتی کا ذکر  
 اور ہر صوبہ زمین کی حیثیت اور قابلیت اور زراعت کی حقیقت اور اس کے باشندوں کی طبیعت اور جبلت اور ان کے  
 علم و ہنر کا بیان ہے سوا اسکے فقو ختا کو ہر صوبے سے جو آمدنی کہ محصول اجناس تجارت  
 اور خراج زمین اور محاصل ملک سے ہے سب کا حساب اس کتاب کے پہلے دفتر میں تفصیلاً لکھا گیا ہے  
 سوا ان باتوں کے بہت سے جزویات کی خبر دی جاتی ہے جس کا فقط اشارہ اگر کیا جاوے تو یہ  
 فہرست زیادہ طول کھینچے اور اپنی حد سے گزر جاوے پہلی جلد کے دوسرے دفتر میں نظام ملک  
 اور بندوبست سلطنت کا احوال بالتفصیل ادنیٰ سے ادنیٰ عہدہ دار کے اختیار سے درج ہے  
 فقو کے دستور العمل تک ساتھ شرح اور تفسیر کے مندرج ہے اور چہ ۶ محکمے جو امر اور وزیر کے  
 بین سبکی حکومت کہاں تک ہے اور آئین سلطنت اور ضوابط عدالت دیوانی اور فوجداری  
 سبکی خبر تفصیل تمام میں مذکور ہے علاوہ اسکے ختائیوں کے بالکل رسومات کتخانی اور تہنیر  
 اور تہذیب اور مہمانیوں کے دستور اور کورش اور صاحب سلامت کے قواعد صفحہ

تاریخ چین

بیان پر تفصیل اور مکتوب میں پورا ان حالات کے خدائیوں کے علوم اور فنون اور مذہب  
 اور حکمت علمی کے تینوں بات تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن جو اس ملک تک  
 ختم ہیں اور علم ریاضی کے تمام اصول یعنی چاروں فن ہندسہ اور حساب اور ہستیا اور موسیقی  
 اور علم ریاضی کے فروع یعنی علم جبر افعال اور جبر المار و نیرنجات وغیرہ سب کا احوال اسی  
 دفتر میں درج ہے اور غفور کی افواج خشکی اور بحری اور کوتوالی اور ضبط و ربط کا ذکر ساتھ تفصیل  
 کے کیا گیا ہے اور خاتمہ دفتر دوم کا خدائیوں کے فضائل اور زرائع کے بیان میں ہے ہفت  
 کی دانست میں کوئی بات ادنیٰ اسی خبریات سے بھی جو قابل بیان کے دکھائی دی ہے  
 نہیں چھوٹی اور غالب ہے کہ جو بزرگواران دو دفتروں کو ملاحظہ کریں گے وہ کشور خاکی حالات اور  
 دستورات اور تکلفات اور عجائبات سے اس قدر واقف ہووینگے کہ بدون تکلیف سفر و بیج  
 سیاحت ملک خاکی سیر اپنی آنکھوں سے کریں گے غرض پہلی جلد میں یہ دو دفتر مرتب ہیں اور  
 دوسری جلد جو سال آئندہ میں چھپے گی اس میں تین دفتر مرتب ہیں اور پہلے دفتر میں ختا کے  
 پادشاہوں کا تذکرہ حضرت نوح کی وقت سے ۸۴۰۰ سال تک ہے اور اس قیم ایام یعنی نو آبادی  
 دنیا سے آج تک ہر غفور کی عادات اور حرکات و سکنات اور مملکت ختا کی حالات ہر ایک کے  
 عہد دولت میں شرح دار بیان ہے اور اس دفتر میں تاریخ کے سوا نپند و نصیحت موقع موقع پر  
 قلمبند ہے تاکہ کم سن اور نا تجربہ کار پڑھنے والوں کو راہ دنیا داری کی معلوم ہووے اور  
 اسی خیال سے غفوروں کے خانوادوں کی ترقی اور تنزلی کے اسباب با تفصیل مرقوم ہیں اور  
 اس جلد کے دوسرے دفتر میں ملک ختن اور تبت اور یاپچین اور جتنے ملک اور خبرات کہ  
 باج گزار یا فرمان بردار ملک ختا کے ہیں کسی کا ذکر نہیں چھوٹا ہے اور تیسرے دفتر میں او  
 لڑائی کا احوال ہے جو خدائیوں اور انگریزوں میں بالفعل ہوتی ہے الغرض اس فرستے  
 ملاحظہ سے اصل حقیقت اس تالیف کی ظاہر اور یہ بات سب پر باہر بیشک ہوگی کہ کس قدر  
 محنت اور سعی سے یہ نسخہ مرتب ہوا اور اتنی باتوں کا مجموعہ بنایا گیا کہ اس کے دیکھنے سے

علمای ہندوستان کی لاعلمی ملک ختا کے باب میں باقی نہیں رہی اور کوئی خبر ضروری  
دست کے احاطے سے باہر نہیں چھوٹ جاتی لیکن اگر میرے اتنے خون جگر کھائے  
بعد بھی کوئی امر قابل ذکر نہ ہو اور خطا مندرج نہ ہو اور اب ادراک کو یہ تاریخ چین اس  
کمترین کی خطا پر چین پر چین کرے تو غدر بندے کا یہی ہے مصرع کہ سچ نفس شہر  
خالی از خطا نبود پس کشور ختا کے بیان میں جو خطا واقع ہوئی ہو عطا او سکون متافرتا

---



# تاریخ چین

دفتر اول

## باب اول

چین تاریخ دانی کے فغفورون پر واضح ہے کہ ایام قدیم سے مملکت وسعت آگین چین کا نام اور وہاں کی صنعت اور حکمت کا شہرہ تام ہر قلم میں تھا لیکن سبب ہونے راہ و رسم اوس ملک کے لوگوں سے کوئی عقدہ وہاں کے نفیر و قطمیر کا کہی کسی نہ کھلا اور جو کہ کہ احیاناً گہین ظاہر بھی ہوا تو لوگ اوسے فسانہ عجیب حکایت غریب سمجھے یہاں تک کہ عاقل اوسے باور نہیں کرتے تھے اور اہل خبرت اوسپر کان نہیں دہرتے اور چونکہ اہل خطا اجنبی کی صورت سے نفرت کرتے اور خود بھی خطا جہتہادی سے کسی قلم کی سیر کو بے کفایت سمجھتے تھے اس لیے اپنے ملک کو خسر لشر کے قلب میں پادشاہ ہوتا ہے عین ہا زمین میں واقع جانکر بلقب چنگوی یعنی سلطنت درمیانی نامزد کرتے اور کہتے تھے کہ اوسکے ملک کی چاروں طرف اور سب ولایتیں مثل خیراتر کے اس بے حقیقتی کے ساتھ واقع ہیں جیسے آفتاب کے گرد ستارے غرض غرور اور جہل اس خیال کے باعث تھے پر جب تجارت کے وسیلے سے اہل خطا کو عرب اور قترنگستان کے لوگوں سے راہ و رسم پیدا ہوئی اور اوان ملکوں کی خوبیاں اوس دیا زمین مشہور ہوئیں جب اونکی یہ کچ فمیان دور ہوئیں لم ولفہ

مہر پر نہ بھول اپنے اسے پر مہر	کہ تو ہے مہر سے ٹھین بھڑور
گلستان میں ہیں پھول اقسام کے	مگر ایک سے ایک ہیں کام کے

ہے مہتاب ہر چند عالم فرور	وے بے حقیقت ہے ہنگام روز
چہ خوش گفت گویندہ نیکمرد	خدا پنج انگشت یکسان نکمرد

الغرض چین کا نام جو اکثر زبانوں میں اندک تغیر اور تبدیل کے ساتھ مروج ہے ختن و لون سے سن نے میں آیا اور بعض خطائی مورخوں نے یہ بھی مذکور کیا ہے کہ غفور چنگی ہو گئی نے بنگالے کی طرف ایک جنگی بہر بھیجی تھی اور وہ بہر جن ملکوں سے گئی وہاں شہرت اوسکے نام کی پھیلی لیکن بنگالے کی کسی تاریخ کی کتاب میں اوسکا ذکر نہیں ہے اور نہ کسی تذکرے میں اسکا مذکور ہے اور قیاس سے بھی دور ہے کہ وجہ تسمیہ کا شہر اس جہت سے ہوے غرض یہ امر واقعی ہے کہ اوس مملکت عظیم الشان کا نام و نشان ہمیشہ سے نزدیک دور مشہور ہے چنانچہ ایام قدیم سے حکمت چین اور حجت بنگالہ عوام الناس میں ضرب المثل ہے خاص ملک چین کی سرحد شمالی پر ملک تاتار واقع ہے اور مشرق پر بحر چین اور مغرب کو ہستنا اور صحرا اور بیابان تبت اور جنوب میں بحر محیط اور ملک ناگلین اور خٹن اور دیوار خطا سے سمندر تک جو شمالی اور جنوبی سرحد میں خاص ولایت چین قریب آٹھ سو کوس طول میں اور مشرقی سمندر سے سرحد تبت تک ساڑھے ساٹھ سو کوس عرض میں ہے مگر غفور کی عمارت کی وسعت اس سے کہیں زیادہ ہے اور دفعۃً بیان میں نہیں آسکتی اور اوسکا حال تفصیلاً آگے چل کے کھلے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور بیان اتنا ہی کافی ہے کہ اسکندری و رمی اور دارا اور قیصر کے تابعدار اتنے بندہ خدا کہی نہیں تھے اور نہ اس وسعت کا ملک اونکے زیر فرمان تھا اور نہ کیسی سلطنت کو ایسا قیام ہوا جیسا کہ اس جہان حادث پر حوادث میں مملکت خطا کو دوام ہوا۔ **مثنوی لموافہ** دلا ملک دنیا پہست جی لگا کہ پل بھر میں سب کچھ یہ ہوگا فنا نہ دارا اور نہ وہ داوری نہ وہ چشمت جاہ اسکندری نہ قیصر رہا اور نہ قیصر شہی نہ وہ ملک و فیروزی و فہری نہ کسی کا نہ ٹھہرا بیان پر قدم نہ کا توں کسی نہ خسرو نہ جمہ ہی ملک خطا کچھ اکیال پر نہ گمراہی نہ دوسپہ ذرہ نہ اگر آسمان کینہ جوئی پر آئے تو دم بھر میں کچھ اور ہی کر دکھائے

مثنوی  
چین کا نام

مثنوی  
چین کا نام

مثنوی  
چین کا نام

جہاں اسے برادر نہ نماذہ کس بد دل اندر جہاں آفرین بند و بس ❖

## باب دوم

بعضے مورخ خطا کے ملک کو پندرہ صوبوں میں اور بعض سولہ اور بعض اٹھارہ میں تقسیم کرتے ہیں لیکن اس اختلاف سے کچھ قباحہ واقع نہیں ہوتی ہے کیونکہ ہر شخص نے اپنے تحقیق کے اعتبار سے روایت کی ہے لیکن جن لوگوں نے ان باتوں میں تردد کیا انھوں نے یہ کہا ہے کہ حقیقت اس سلطنت باعظمت کی قسمت پندرہ صوبوں میں کرنی درست ہے۔ پہلا صوبہ پچھلی کہلاتا ہے اور دارالامارہ پچھلے اسمیں واقع ہے جب سردار تارکادو وہاں ہوا اس پادشاہ نے اس سوچ سے وہاں بود و باش اختیار کی تاکہ اپنے وطن سے قریب رہے اور اگر خطائیوں کا بلوہ عام ہوئے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب اس کی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف مشاجب بھی بیت سلطنت کی تبدیلی نہوئی مگر موسم گرما میں غفورو اسے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہری ہول واقع سرحد تارمین جاتے ہیں اور وہاں کی سرزمین نہایت آئین اور آب و ہوا سے معتدل جہت آگین سے خطا اوٹھاتے اور شکار کھیلا کرتے اور جاڑوں کی آمد آمد تک رہ کر پھر دولت سرا پچھلے میں تشریف لاتے ہیں پھر اس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب میں صوبجات شانٹون اور ہونان اور پورب کی سمت سمندر اور پچھم کی طرف صوبہ شانگھا کے پہاڑوں کی قطار واقع ہے اور زمین یہاں کی بے نشیب و فراز مثل کھٹ دست کے برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی تمازت شدت ہوتی ہے اس لیے مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہیں ہے پھر بھی چانول کی فصل اچھی ہوتی ہے غرض اگر اس صوبے میں دارالسلطنت نہوتی تو تین کروڑ اسی لاکھ باشندے جو یہاں بود و باش کرتے ہیں ان کی غذا کی صورت ایسی ناقصا و ناقابل زمین سے میسر نہوتی لیکن چونکہ پچھلے کا شہر پائے تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مرجع ہے اور تجارت

پہلا صوبہ پچھلی کہلاتا ہے اور دارالامارہ پچھلے اسمیں واقع ہے جب سردار تارکادو وہاں ہوا اس پادشاہ نے اس سوچ سے وہاں بود و باش اختیار کی تاکہ اپنے وطن سے قریب رہے اور اگر خطائیوں کا بلوہ عام ہوئے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب اس کی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف مشاجب بھی بیت سلطنت کی تبدیلی نہوئی مگر موسم گرما میں غفورو اسے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہری ہول واقع سرحد تارمین جاتے ہیں اور وہاں کی سرزمین نہایت آئین اور آب و ہوا سے معتدل جہت آگین سے خطا اوٹھاتے اور شکار کھیلا کرتے اور جاڑوں کی آمد آمد تک رہ کر پھر دولت سرا پچھلے میں تشریف لاتے ہیں پھر اس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب میں صوبجات شانٹون اور ہونان اور پورب کی سمت سمندر اور پچھم کی طرف صوبہ شانگھا کے پہاڑوں کی قطار واقع ہے اور زمین یہاں کی بے نشیب و فراز مثل کھٹ دست کے برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی تمازت شدت ہوتی ہے اس لیے مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہیں ہے پھر بھی چانول کی فصل اچھی ہوتی ہے غرض اگر اس صوبے میں دارالسلطنت نہوتی تو تین کروڑ اسی لاکھ باشندے جو یہاں بود و باش کرتے ہیں ان کی غذا کی صورت ایسی ناقصا و ناقابل زمین سے میسر نہوتی لیکن چونکہ پچھلے کا شہر پائے تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مرجع ہے اور تجارت

پہلا صوبہ پچھلی کہلاتا ہے اور دارالامارہ پچھلے اسمیں واقع ہے جب سردار تارکادو وہاں ہوا اس پادشاہ نے اس سوچ سے وہاں بود و باش اختیار کی تاکہ اپنے وطن سے قریب رہے اور اگر خطائیوں کا بلوہ عام ہوئے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب اس کی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف مشاجب بھی بیت سلطنت کی تبدیلی نہوئی مگر موسم گرما میں غفورو اسے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہری ہول واقع سرحد تارمین جاتے ہیں اور وہاں کی سرزمین نہایت آئین اور آب و ہوا سے معتدل جہت آگین سے خطا اوٹھاتے اور شکار کھیلا کرتے اور جاڑوں کی آمد آمد تک رہ کر پھر دولت سرا پچھلے میں تشریف لاتے ہیں پھر اس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب میں صوبجات شانٹون اور ہونان اور پورب کی سمت سمندر اور پچھم کی طرف صوبہ شانگھا کے پہاڑوں کی قطار واقع ہے اور زمین یہاں کی بے نشیب و فراز مثل کھٹ دست کے برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی تمازت شدت ہوتی ہے اس لیے مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہیں ہے پھر بھی چانول کی فصل اچھی ہوتی ہے غرض اگر اس صوبے میں دارالسلطنت نہوتی تو تین کروڑ اسی لاکھ باشندے جو یہاں بود و باش کرتے ہیں ان کی غذا کی صورت ایسی ناقصا و ناقابل زمین سے میسر نہوتی لیکن چونکہ پچھلے کا شہر پائے تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مرجع ہے اور تجارت

پہلا صوبہ پچھلی کہلاتا ہے اور دارالامارہ پچھلے اسمیں واقع ہے جب سردار تارکادو وہاں ہوا اس پادشاہ نے اس سوچ سے وہاں بود و باش اختیار کی تاکہ اپنے وطن سے قریب رہے اور اگر خطائیوں کا بلوہ عام ہوئے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب اس کی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف مشاجب بھی بیت سلطنت کی تبدیلی نہوئی مگر موسم گرما میں غفورو اسے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہری ہول واقع سرحد تارمین جاتے ہیں اور وہاں کی سرزمین نہایت آئین اور آب و ہوا سے معتدل جہت آگین سے خطا اوٹھاتے اور شکار کھیلا کرتے اور جاڑوں کی آمد آمد تک رہ کر پھر دولت سرا پچھلے میں تشریف لاتے ہیں پھر اس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب میں صوبجات شانٹون اور ہونان اور پورب کی سمت سمندر اور پچھم کی طرف صوبہ شانگھا کے پہاڑوں کی قطار واقع ہے اور زمین یہاں کی بے نشیب و فراز مثل کھٹ دست کے برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی تمازت شدت ہوتی ہے اس لیے مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہیں ہے پھر بھی چانول کی فصل اچھی ہوتی ہے غرض اگر اس صوبے میں دارالسلطنت نہوتی تو تین کروڑ اسی لاکھ باشندے جو یہاں بود و باش کرتے ہیں ان کی غذا کی صورت ایسی ناقصا و ناقابل زمین سے میسر نہوتی لیکن چونکہ پچھلے کا شہر پائے تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مرجع ہے اور تجارت

اور بیاریوں کا مجمع اور بوسیلہ دریا خصوص بذریعہ نہروں کے وہاں تک پہنچنے میں  
وقت اور کلفت کم ہوتی ہے اس سبب سے چھیلی کے لوگ قحط کی صورت بدخواہی میں بھی  
نہیں دیکھتے ہیں اس شہر کے باشندے صاحب علم یا اہل حرفہ کم نکلتے ہیں لیکن لڑائی بھڑائی  
کے قابل خوب ہوتے اور دونوں قوتیں جو سپاہی کو لازم ہیں اور دونوں ان کے سپاہگہری  
میں خامی اور ناتمامی رہتی ہے یہاں کے باشندوں میں پانی جاتی ہیں یعنی طاقت جسمانی  
اور قوت طبعی کیونکہ اگر پہلی قوت نہ ہو تو لڑائی کی ضروری ورزشوں میں قصور پایا جاوے  
اور دوا و امارت کے اور کوشش و کوشش کر سکی تو انسانی نہ ہوے اور دوسری قوت جب تک  
نہیں ہوتی ہمت اور جفاکشی اور بھوک پیاس کی شدت کی برداشت اور میدان جنگ  
میں زخموں سے بے لگیری اور صحت سے چارپٹمی کرنی غیر ممکن ہوتی ہے الغرض چھیلی کے  
باشندوں میں یہ دونوں قوتیں ہیں اور جنگ و جدل کی طرف طبیعت ان کی بہت میلان  
کرتی ہے لیکن کسب علم میں توجہ کم ہوتی ہے دارالامارہ چھپن کا شہر بہت بڑا ہے اور  
اوشکل مربع متطیل نوکوس کے عرصے میں ہے اور شہر نپاہ کی دیوار میں ہاتھ سے زیادہ  
اونچی اور زریہ دیوار ایک چوڑی اور گہری کھائی کھدی ہوئی ہے اس دیوار کے اوپر شہر  
گرنے کے فاصلے پر چاروں طرف برج ہیں اور ان کی بلندی دیوار سے ستائیس ہاتھ اونچی ہے  
اور ہر برج کے دو طبقے ہیں پہلے میں توپیں چھپی ہوئی ہیں اور دوسرے طبقے میں پھر چوکی کے  
سپاہی رہتے ہیں شہر نپاہ کی دیوار کی نیو شہر ہاتھ چوڑی ہے اور فصیل کے اوپر اتنی ہے  
کہ بارہ سو ارٹے ہوئے اوپر گھوڑا دوڑا سکتے ہیں جبوقت کوئی مسافر فرنگستان کے کسی  
شہر کے قریب آن پہنچتا ہے تو بڑی عمارتیں شاندار اور گرجوں کے منار دور سے دکھائی  
دیتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس اہل اسلام کے شہر حیا پنچہ قسطنطنیہ کے نزدیک جب آدمی پہنچتا  
مسجدوں کی گنبدیں اور بالاخانوں کی چھتیں اور مناروں کی چوٹی پہلے دکھائی دیوگی مگر  
چھپن کا حال سکے برعکس ہے یعنی جب تک شہر نپاہ کی دیوار اور دیو شہر نپاہ میں نہیں پہنچتا

یہ شہر بہت بڑا ہے اور  
اس کی دیوار بہت اونچی ہے

یہ شہر بہت بڑا ہے اور  
اس کی دیوار بہت اونچی ہے

یہ شہر بہت بڑا ہے اور  
اس کی دیوار بہت اونچی ہے

یہ شہر بہت بڑا ہے اور  
اس کی دیوار بہت اونچی ہے

ایک حویلی کی صورت دکھاتی نہیں دیتی اور سارے شہر میں ایک بھی ایسی عمارت نہیں ہے کہ جسکی بلندی شہرِ پناہ کی دیوار سے زیادہ ہے اور اگر تیر بھر کے فاصلے سے کسی شخص جناب شہرِ پناہ کی دیوار باہر سے دکھائی دیکھا دے تو یہ سمجھے کہ کسی میدان وسیع میں دیوار کھینچی ہوئی ہے اور بڑے بڑے برج و برج و تاجانوں کی مانند جگہ جگہ بنے ہوئے ہیں لیکن جب وقت صبح و روز کے اندر قدم رکھیں تو شہر بارونق اور پر تکلف دکھائی دیکھا عین شہر کے سچ میں سے ایک چوڑی شرک گئی ہے اور دورویہ دوکانیں ہیں جہاں ہزاروں طرح کی جنس تجارت کی چنی ہوئی ہیں اور ہر دوکان کے سامنے اقسام رنگ کے فیمل یا کوئی شہرے کوئی روپے صیقل کے ہوئے اور اوپر اوسے دوکان کی چیزوں کی فہرست اور بچے والوں کی طرف سے اونکی تعریف لکھی ہوئی ہوتی ہے اور دوکانوں کی دیواریں اقسام طرح کے رنگ سے رنگی ہوئیں ہیں اور ہر پیل پائے پر جھنڈیاں طرح طرح کی اوڑنی رہتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بازار کے دونوں سمت کیفیت باغ و بہستان موسم بہارستان کی سی پائی جاتی ہے **شہنوی** دوکانیں قطعاً ہر سو بنیں ہر قریب سے انواع چیزیں چنیں کہ کسی سمت میں تو کا بازار ہے کہ کسی جا پہ پھولوں کا انبار ہے ہٹھائی کی دوکان پہ کیسے جھوم کہ شہر چرسی کرتی ہے جھوم ہٹھائی جو فرما دل بہ دھرے تو شیرینی سے دل اپنا کھٹا کرے کوئی سترخ روپاں ہے بیچا کہ تان سے جان ہے انچیا جہاں عطر والوں کی دوکان ہے تو پھر وہاں معطر دل و جان ہے کھلونے عجائب دھرے کی طرف غم دل جسے دیکھ ہو برطرف ہوا ہر کی دوکان پہ ایسی چمک کہ خود جو ہرون میں نہیں دیکھ کہ میں طلسم چین کی پوشاک ہے کہ شائق کا دل اوسے صد چاک ہے ہوتی شب تو بھر ہے عجائب سما کہ کیسے منور زمین آسمان غرض خوبیاں ایسی اے دو میں ہوں کیونکہ آخر ہے بازار چین غرض ختمی چیزیں دوکانوں میں چنی ہوئی ہیں اول میں سے تابوت بنانے والوں کے صندوق میں جو تکلف ہوتا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے تمام

۱۴  
 مملکت ختائین اس پیشے کے لوگ کثرت سے ہیں اور مردوں کی قدر و تعظیم جو ختائین  
 کی جاتی ہے روئے زمین پر کہیں نہیں ہوتی اوسکا حال شرح وارد دوسرے دفتر میں بیان  
 ہوگا پچپین کے شہر کی دو تقسیم کی گئی ہے ایک کا نام ختائی شہر اور دوسرا تاتاری شہر  
 کہلاتا ہے اور مورخوں میں اختلاف ہے کہ کس عہد میں یہ دو تقسیمیں شہر کی ہوئیں بعضوں  
 کی روایت یہ ہے کہ جب اس ملک میں مغلوں کی سلطنت سنہ ۱۳۵۶ء میں قائم ہوئی  
 اوس قوم کے جتنے لوگ تھے اہل چین سے الگ ایک جگہ جدا جدا رہنے لگے چونکہ  
 اوس محلے کی عمارتیں اونھوں نے بنائیں تھیں اس لیے اونکا مسکن اونکے نام سے  
 نامزد ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ جب مانچو تاتار کا دور ہوا جن کے خاندان میں باغیوں کی  
 سلطنت ہے اون کے رہنے کے لیے شہر کا ایک قطعہ ختائیوں سے الگ قرار دیا  
 اور وجہ تسمیہ یہی ہے کہ پچپین کا نصف شہر تاتاری کہلاتا ہے اور ایک دیوار اونچی اور  
 چوڑی اوسکے چاروں طرف گھینچی ہوئی ہے تاکہ علیحدگی صاف معلوم ہو اور یہ حصہ  
 پچپین کے شہر کا نہایت آراستہ اور پرستہ ہے دارالامارتہ کے شہر کی راہیں چوڑی  
 اور سنگی بنی ہوئیں اور دوکانیں بوقلمون ہاتھ اڑشیں گوناگون کے سجدی ہوئیں ہیں لیکن گلی  
 کوچے کا حال تباہ ہے یعنی بیشتر مقام پر بربادی کے صرف ایک آدمی کے جانیکی راہ  
 ہے اور کہیں کہیں ایسی تنگی ہے کہ اگر راہ چلنے والے اپنے بائیں ہاتھوں کو پھیلاتے تو دونوں  
 پہلو کے مکانات چھوے جائیں اور چونکہ کلیان کچی ہیں گرمیوں میں گرد و غبار سے اور  
 برسات میں کچڑ سے لوگوں کو سخت حیرانی ہوتی ہے شہر کے نو دروازے نہایت نڈار  
 اور اون میں سے جنوب کی طرف تین قریب قریب واقع ہیں اور بیچ کا دروازہ فقور کے  
 رہنے کے قصر عالی اور محل سرا اور دیوان خانے اور محکلات سلطنت کا ہے اور یہ سب  
 عمارتیں ایک جا پر ہیں بلکہ فقور کے ہر طرف کے علاقہ دار اوسی ایک دیوار کے احاطہ میں  
 رہتے ہیں اور اوسی عرصے میں جواڑ پانی کو س کا ہے سارا کارخانہ نظام انتظام مملکت



اور بندوبست ولایت کا دولتانہ فغفور کا واقع ہے ہر چند کہ یہ جگہ عین شہر کے درمیان ہے  
 پر صناعی اور کاریگری کی بدولت باغ اور صحرائوں کی فضائیت اور سبزہ اور آب و ہوا کی  
 کیفیت وہاں حاصل ہے چنانچہ ایک نہر فغفور کے دولتانے سے نکلی ہے جو آب زلال سے  
 ملبس بہتی ہے اور دونوں کنارے کی زمین میں کسیرت سنبر کی لہک اور مین پھون کی  
 مہک کسی جا رنگت گل کا ڈھلپاں اور کسی جانب ریحان اور سنبل سے کیفیت چمن ادھر  
 پانی کی لہر سے دل لہراتا اور دہر سنبرے کی بہار سے جی بھر جاتا نہر میں پانی کا زور دھتوں پر  
 چڑیوں کا شور ادھر ٹیلے کا مزہ اور ادھر دامن کوہ کی فضا غرض عجب طرح کی کیفیت تمام  
 ہر صبح و شام حاصل ہے کہ جسکی تعریف میں کلام نچون کے بھی خام ٹہرتے اور بیان  
 کا ملون نام دہرے جاتے **لظامی** سوادش ز بس سبزہ و مشک بیدہ چوباغ ارم  
 منتش صد امید بہشتی شدہ بشیہ پیراش دگر کوثرے بستہ بر دوش ز تہو و دراج و  
 کبک و تدر و نیابی تھی سایہ بید و سرو پگر اندہ بوش بر آسودگی و فرو شستہ خاش  
 ز آلودگی و ہمہ سال ریحان او سنبر شلخ ہمیشہ دروازہ نعمت فراخ و منیش با بے غشتہ  
 اند و تو گوئی دروزعفران کشتہ اند و جہرا مندرہ بر سبزہ آن زمین و خیالی نیابی بخر خرمی  
 اور لطیف تریہ ہے کہ اون سب تکلفات پسندیدہ میں بسیا ختہ پن پایا جاتا ہے اور اس  
 بے تکلفی میں بھی ایسا تکلف ہے کہ اوسکی تعریف ہو نہیں سکتی کیونکہ کمال تقلید کا یہ ہے کہ  
 ہو ہو اصل معلوم ہووے اور یہ بات اس چار دیواری کے درمیان اتنی پائی جاتی ہے  
 کہ کسیکو تیز نہیں ہونے کی لوق و دق شہر کے اندر دہات اور صحرائی کیفیت فقط حکمت اور  
 صنعت کے رو سے سیر ہے بلکہ ظاہر اسباب یقین ہی ہوتا ہے کہ ایک صحرائی  
 عمارتیں بناتیں گئی ہیں اور کئی بڑی بڑی جھیلیں ہیں کھدی ہوئی ہیں جسکی خوبان قابل دید  
 و شنیدہ میں القصہ ان جھیلوں کے درمیان جو صناعی خبریرے بنے ہوئے ہیں اون پر  
 فغفور کی مجلس ائین اور دولت خانے ایسے موقع کے ساتھ واقع ہیں کہ اونکے اوپر سے

بمجرّد ایک ہی نگاہ کے دریا اور صحرا اور کھسار اور باغ اور چمن اور سنہرا راز اور جہان کے تمام مناظر  
 حسن کی کیفیت معلوم ہوتی ہے غرض جب دفتر دوم میں چین کے باغوں کی حقیقت  
 بیان ہوو گی اس جگہ کی کیفیت تحریر میں آئیں گی شہر چین میں تیس لاکھ سے زیادہ باشندے  
 ہیں بلکہ بعض اولیوں کی روایت ہے کہ تیس لاکھ ہیں غرض اس حساب کو وہ شخص مہیا  
 نہیں سمجھتا کہ جو اس شہر میں ایک دفعہ بھی پھرا ہو گا خلاصہ یہ کہ اس نوکوس کے دائرے  
 میں ایک خطائی عورت کی صورت نہیں دکھائی دیتی ہے اور صرف مردوں کی ہتھکڑی  
 کثرت ہے کہ شانے سے شانہ چھلتا ہے اور حسب طرح سے دوسرے ملکوں میں میلے بھیلے  
 کے دنوں میں جمعیت ہوتی ہے اور جگہ کی تنگی کے سبب ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے  
 چین میں ہر روز ویسی ہی کثرت ہے اور جب کہ اس کثرت میں تخریب مستورات تیار  
 کے کسی اور عورت کی صورت دکھائی نہیں دیتی تو قیاس کے لئے کافی ہے کہ زن مرد  
 ملا کے کتنی خلقت ہوگی کیونکہ بختیہ کے جہان خلقت مرد کی عورت سے سہ گونہ زائد  
 ہے ہر ملک میں عورت کی کثرت مرد سے زیادہ ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ وہاں بھی مستورات  
 ذکور سے زائد ہوں گی غرض جب کہ سواری پادشاہی امرا یا شہر کے کبرا کی جلوس کے ساتھ شہر  
 میں نکلتی ہے اس وقت خلق کی ایسی بھڑبھڑ ہوتی ہے جس طرح چوٹیاں ماند سے نکلتی ہیں اب  
 یہاں کوئی گمانہ نہیں کہ ایام محط میں اس شہر میں بڑی تباہی ہوتی ہوگی کیونکہ جس  
 صوبے میں اتنے لوگ ہوں اور وہاں انج کی پیدائش مطابق خرچ کے نہ تو پھر وہاں کی  
 تباہی کا کیا پوچھنا ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ فقور نے ہمیشہ کے لیے ایسا بندوبست  
 کر رکھا ہے کہ اگر آٹھ برس تک بھی برابر بچھڑے تو چین اور چاروں گرد کی استیون کے  
 باشندوں کو سرکار سے برابر خوراک پہنچائی جاسکتی ہے غرض اس فیاضی کا حال آگے  
 چل کے کھلے گا خصوصاً دفتر دوم میں اس کا بیان تفصیلاً مرقوم ہے مابین کی قوم سے  
 ایک سردار تارذی شعور عالی وقار کو چین کے شہر کی کوتوالی کا عہدہ ہے اور پادشاہی



انبار خانے اوسکے سپرد ہیں جو قحط کے اندیشے سے ہمیشہ ذخیروں سے معمور رہتے ہیں اور دارالامارت کے اطراف میں بڑے بڑے دس شہر ہیں جن میں چانول کے گولے بہت ہیں اور اوروں کو بھی معمور رکھنا اوسے سردار کے ذمے ہے غرض سچ تو یہ ہے کہ اوسے اقلیم کے پادشاہ کو قبلہ عالم کا لقب اتنا زیب نہیں دیتا ہے جس طرح خسا کے شہنشاہ کو کیونکہ اپنی رعیت کی پرورش اور اوسکی بہبودی کے لیے کوشش کرنے کو سب کاموں سے مقدم اور سب مہموں سے عظم جانتا ہے اور قحط سالی کے ایام میں انبار خانے کے دروازے دہستے ہیں اور لوگ فکر اذوقہ سے رہا اور سب طرح کا خرچ اور خزانہ کی اس سرکافض آثار سے معافی ہوتی ہے اور غفور و الاشعور یہاں تک اپنی رعیت کے ساتھ فیض خاوندی سے پیش آتا ہے کہ خالق کی خلق کے آثار مخلوق کے دہن دل پر غبار تک نہیں لاتے \* \* \* پچپن کا ناظم باوجود اس جاہ و جلال کے شہر کو تو الگ ملاتا ہے اور تمام شب شہر میں اوسکو گشت کرنا ہوتا ہے تاکہ اپنے اپنے پہرہ پر سپاہی اور چوکیدار ہوشیار اور اپنے کام سے خبردار رہیں اور اسکے تابع کے جتنے لوگ ہیں ایسے ہوشیار اور دیانت دار ہیں کہ نہ تو کسی طرح کی چوری یا سرزوری کم ظہور میں آتی ہے اور اگر کسی نے مہینوں کی سعی اور محنت سے نقب بھی کھودی تو مال کے لیجانے میں سلامت جانا اور جان بچانا محال ہوتا ہے پھر رات کے بعد شہر کے سب دروازے جو شہر کے موڑ پر واقع ہیں بند ہوتے اور اون پر دربان کھڑے رہتے ہیں اور بجز طلبیہ کے یا جو اس کی طلب میں جاتا ہے کسی اور کو مکان کیا کہ گزر کرنے دیوین اور جو لوگ اس طرح جانے بھی پاتے ہیں تو بے مشعل کی روشنی سے ایسے آمدورفت نہیں کرتے پاتے اور یہ بڑا حق و دق شہر ہے تمام روز شور و غوغا سے حشر پارتی شبکو محلہ خاموشان ہو جاتا ہے کیونکہ شادی بیاہ ناچ رنگ کھانا پینا محفل مجلس اور ہر طرح کا چرچا پھر شب کے اودھر ہی تمام ہو جاتا ہے اور بعد دروازوں کے بند ہونے کے کسی کی مجال نہیں کہ دروازے کے باہر قدم رکھے یا اپنے مکان میں بھی غل غوغا مچاوے اور دن کو بھی

ہر گلی کو چے مین کو تو ال کے پیادے متعین مین تاکہ کوئی شخص فتنہ و فساد اور سیڑھاکی بے ادبی  
 نہ کرنے پاوے اور یہ لوگ ہر وقت کمر بستہ کمر مین تلوار مین باندھے اور ہاتھ مین چابک لیے  
 کھرے رہتے اور حکم شاہی یہ ہے کہ وہ بے تکلف اور شخص کو مار بٹھیں خواہ ادنیٰ خواہ  
 اعلیٰ جس سے کوئی حرکت خلاف ادب اور تہذیب کے سر نہ ہو وہ غرض اس نظام  
 و انتظام اور ربط و ضبط کے سبب سے چین مین یہ امن و امان ہے کہ روئے زمین کے  
 کسی شہر مین شاید نہ ہو وے اب ذکر سابق سے یہ گمان نکلیا جائے کہ چین مین ہر شخص  
 تو نگراور مایہ ور ہے یا کسی کو تنگی اوقات مین ہے کیونکہ کثرت خلاق کے سبب بیشتر و تنگی  
 اوقات ایسی ناچاری سے کٹی ہے کہ مفلسی اور تنگ دستی حد سے گزر جاتی ہے چنانچہ خشک  
 اور نمک اور کبھی ایک آدھ لسن اور پیانگی گرہ کے ساتھ اونکی غذا برسوں ہوا کرتی ہے اور  
 دودھ اور گھی کا تو کیا ذکر ہزاروں کی عمر کٹ گئی ہے لیکن روٹی کی صورت اونھوں نے  
 نہیں دیکھی بلکہ بعض کے حق مین قحط عام کے ایام باعث مسرت تام ہو جاتا ہے کیونکہ  
 سرکار سے اونھیں کو کھانیکو ملتا ہے اور ان بیچاروں کی پوشاک کی یہ صورت کہ نیل مزانی  
 مشابہ بغلی کرتے سے موٹی چکٹ کپڑے کی گلے مین پڑھی رہتی ہے اور اوس طرح کا ایک پایجامہ  
 اور گھاس کی بنی ہوئی ٹوپی سر پر اور گھاس ہی کا بنا ہوا جوتا چڑھا رہتا ہے اور غالب ہے  
 کہ بدن پر سے یہ کڑتا اور پایجامہ دم بھر کے لیے برسوں مین او ترنا جب تک کہ چھتر و تنگی  
 نوبت اور دوسرے جوڑے کی بہت حاجت مین ہوتی ہے اور شہر چین مین گرانی  
 ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ اہل حرفہ مین سے جو بہت کامل مین اونکو اگر آٹھ آنے روزا جر  
 کے مین تو وہ غنیمت سمجھیں اور اکثر غریب فقط کھانے کے پڑے پر خدمتگاری کرتے مین اور  
 چونکہ یہ سب باتیں فقور کے حضور مین روشن مین اسی سبب چانول اور جوار باجرے کے  
 ذخیرے سرکاری انبار خانوں مین ہمیشہ معمور رکھے جاتے مین ورنہ ایک سال کے قحط مین  
 نقشہ چین صفحہ زوئے زمین سے مٹ جاوے بلکہ اطراف و جوانب کے کانواو شہر

بھی نیست اور نابود ہو جاوین اور بعض سیاحوں کا یہ بیان ہے کہ حوالی دارالامارۃ کی بستیاں  
 میں لاکھوں آدمی ہر سال ایام سرما میں سردی کی شدت سے مر جاتے ہیں اور لباس گرم  
 تو کیا اوڑھنا بچھوانا تک میسر نہیں ہوتا اور نہ کوئی لکڑی اونکے نزدیک ہوتی ہے کہ اسے  
 جلانے کے سختی سے لکڑی کو دور کریں اور اگر جنگل پس ہوتا تو وہاں سے غربا لکڑی چن لاتے اور جلانے  
 بلکہ سیکڑوں کو س تک کف دست میدان ریگستان ہے اور علاوہ اس کے چاروں مین مفلسی  
 سے اور گرمیوں میں امراض حارہ سے کہ جبکہ سبب ظہر اکسافت کوچہ اور تنگی مکانات اور  
 ہر گھر میں کثرت باشندوں سے ہے ہر رات لوگ ضائع ہوتے ہیں باوجود اسکے آبادی کا وہ  
 حال ہے جو مذکور ہوا اب لازم ہے کہ کچھ بیان اول شہروں کا کیا جاوے جو بعد دارالامارۃ  
 کے صوبہ چیلی میں قابل تذکرہ کے ہیں و واضح ہو کہ دوسرا شہر چیلی کے صوبے میں ٹوئین فو  
 کہلاتا ہے اور بعد دار السلطنت کے اس کا رتبہ معلوم ہوتا ہے اور چیلی کا ناظم ہمیشہ اسپین  
 بود و باش کرتا ہے اسکی سرزمین بہت لطیف اور زرخیز ہے اور تمام صوبے میں سوا چیلین کے  
 ایسی آبادی کسی میں نہیں ہے یہو کین فو تیسرا شہر چیلی کا ہے اور بنجر اسکے اس شہر کی کوئی  
 دوسری بات مشہور نہیں ہے کہ فیما بین حدود اسی شہر کے ٹین چن نام ایک دوسرا شہر ہے  
 جسکو لارڈ مکارٹ نے بہادر پادشاہ انگلستان کے سفیر نے طول عرض میں برابر لندن  
 ٹھہرایا ہے حالانکہ خطا کے شہروں میں اس کا رتبہ بہت کم ہے چوتھا عالیشان شہر اس  
 صوبے کا چین ٹین فو کہلاتا ہے اور وہ اس قدر وسیع ہے کہ تیس شہر اسکے توابع ہیں اور  
 اسکے شمال کی طرف پہاڑوں کی ایک قطار ہے جس میں قسام طرح کی جری بونی پانی جاتی  
 ہیں فو کا شہر قریب مندر کے واقع اور کاغذ وہاں بنتا ہے اور چاروں طرف سے پہاڑ ہیں  
 جس میں ٹین کے بہتے معدن میں پوشیوں ہوا فو ایک شہر بزرگ اور عظیم الشان ہے اور عمارتیں اس میں  
 کثرت سے اور خوبصورت ہیں اور اسے بہت صاف اور وسیع اور ترپو لیے جگہ جگہ نہایت  
 پر تکلف ہیں اور یہ ترپو لیے بطور یادگار کے اون لوگوں کے لیے بنے ہیں جو سپاہ گری یا علم

منہریا خیر خواہی سرکار یا اور کسی امر میں مشہور تھے اور حسب طرح فرنگستان کے شہروں میں منار  
 وغیرہ ان باتوں کے لیے سرکار سے یا اتفاق رعایا سے بنائے جاتے ہیں اور سطح ختائین  
 ترپولیون کا دستور ہے کہ نام درون کے بقاے نام و نشان کے لیے تیار ہوتے ہیں چونکہ دیوار  
 ختا اس جگہ سے بہت قریب ہے اگلے دنوں میں جب چین میں ملکی پادشاہ تھے وہ لوگ  
 خوف سے پوش تاتار کے چند قلعے اس جگہ پر حفاظت ولایت کے لیے تعمیر کیے تھے اور  
 اب ہر چند بسبب متحد ہونے پادشاہ خطا اور تاتار کے او سکی کچھ حاجت نہیں ہے مگر کچھ بھی  
 وہ عمارت قدیم موجود ہیں اور ان میں بدستور سابق فوج متعین رہتی ہے کیونکہ دشتہ آید کاڑ  
 اس صوبے میں ایک اون شہر میں لیکن جنکا ذکر ہوا فقط اونھیں کا حال بیان کے قابل تھا  
 اس لیے معرض ارقام میں آیا صوبے چیمپلی کی سرزمین میں یہ خاصیت زور ہے کہ عین  
 سے تین میں شور ہے یعنی آب و ہوا و خاک میں شوریت حد سے زائد ہے چنانچہ بعض پرپون  
 میں اگر صبح کی وقت میڈیفون پر نظر کیجئے تو یہ معلوم ہووے کہ ایک سپید چادر کا فرش کو سون  
 تک بچھا ہوا ہے اور یہ فقط شوریت سے ہوتی ہے جو شب بہر میں جم جاتی ہے اور ہوا میں  
 یہ شوریت ہے کہ باوجود اسکے کہ غربا نہایت کثرت سے چھوٹے چھوٹے غلیظ اور تنگ کانون  
 میں رہتے اور اکثر گھروں میں یہ حال ہے کہ اونکے رہنے والے تمام شب گویا ایک کے اوپر ایک  
 پڑے رہتے اور دن کو جب آدھے سے زیادہ اپنے کار بار میں نکل جاتے ہیں تو باقی کو چلنے  
 پھرنے کی جگہ ملتی ہے اور باوصف اسکے کہ شہروں کی گلی کو چے کسافت سے بھرے رہتے ہیں  
 لیکن با انہم سبب شوریت ہوا کے وبا اور امراض مہلکہ جو دفعۃً اور ملکوں میں دکھائی دے  
 اور عالمگیر ہوتے ہیں صوبہ چیمپلی میں سنے میں نہیں آتے اور دوسری دلیل شوریت ہوا  
 یہ ہے کہ ہر طرح کے ماکولات چپین میں بے شرے اور گندیدہ ہوئے رہ سکتے ہیں یہاں  
 کہ مہلیاں غیر نمک سود دو مہینے تک بازاروں میں فروخت کیواسطے رکھی ہوتی ہیں اور نہین  
 ستر تین تیسری دلیل یہ ہے کہ برس کے نو مہینے پانی شب کو جھکاتا ہے اور اس پانی میں شوریت

ہوتی ہے کہ جب وہ ججاتا ہے تو دھوپ میں گنٹھوں بے پیلے رکھا رہتا ہے سو اسے اسکے پانی کی  
 شوریٹ اسی سے ظاہر ہے کہ اگر پانی جوش کیا جاوے تو دو گھنٹہ کے بعد اسکے اندر چارون  
 طرف سے ایک سفید ملائی کی طرح ججاتی ہے الغرض زمین و آب وہو اسب شورہیں لیکن زرا  
 پھر بھی بُری نہیں ہوتی اور اہل حنا کی جدو کہ اور محنت و مشقت کے آگے جبلی خاصیت زمین کی  
 بھی دور ہو جاتی ہے دارالامارہ پچپین کے مغرب کی سمت برنج باب یعنی گوشہ شمال مغرب  
 پہاڑوں کی قطار ہے اور اون میں بہترین نافہ دار پیدا ہوتی ہیں اور چونکہ یہ جانور مثل اور ہرن کے  
 گلے میں نہیں رہتا اور ایک دو پھاڑوں کی چوٹیوں پر چرتا پھرتا ہے اور ایسے اونچے مکانوں پر  
 سکونت اختیار کرتا ہے کہ اوسکی بلندی پرندہ دیکھ کر تھرائے اور وہاں تک جانے میں ورنہ کا  
 کلیجائے کو جلائے اور ورنہ کا پانچویں اس جہت سے تحقیقات کیا حقہ اوسکی عادات اور  
 حرکات کی نہیں ہوئی اور شاید نہ ہو سکی لیکن اہل ثبت و تائید اور خطایوں کی روایت یہ ہے اور  
 فرنگستان کے پادریوں نے بھی اوسکی صداقت پر گواہی دی ہے کہ ترکیب اس ہرن کی اور  
 ہرن کی طرح کچھ ہے اور کچھ بکری کی طرح ہے لیکن ہینگ نر اور مادہ کے سیکو نہیں اور ڈیل ٹول  
 قد و قامت بھی بنگالے کی بکری سے زیادہ نہیں لیکن نزاکت اور چابکی حد سے زیادہ اور سبک و  
 اور چالاک و اس قدر ہے کہ ہوا اور بجلی اور تشبیہ دینی مبالغہ نہیں اور اس ہرن کے مادہ کی فاس  
 میں مشک نہیں ملتا اور نر کی ناف پر ایک پھیلی میں مشک ہوتا ہے اب سنا چاہیے کہ خدا  
 کریم نے چونکہ ہر جاندار کو اپنی حفاظت جان کی تدبیر سنبھادی ہے اس لیے اس ہرن کو ہینگ  
 کے عوض مشک اوس نے عطا کیا ہے کیونکہ امر حقیق ہے کہ جب شیر یا بھیر یا یا اور ورنہ سے  
 کا خوف اوسکو ہوتا ہے تو مشک کی بو کا بقیہ اسطرح سے چھوڑتا ہوا اگر نر کرتا ہے کہ اوسکا  
 دشمن بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور بعض اوقات اوس بو کی شدت حرارت اور یہ بوستے سے  
 دماغ فوراً پھٹ کر مر جاتا ہے اور یہ پہاڑیوں کی روایت ہے کہ غذا حاصل کرنے کے لیے خداوند  
 تعالیٰ نے اس ہرن کو مشک عطا کیا ہے اور اونکا بیان یہ ہے کہ یہ جانور سانپ کو کھاتا

خانی خانی

پہاڑوں کی

ہرن کی

مشک

دشمن

اور سوا اوسکے گوشت کے دوسری غذا نہیں کرتا اسلیے جب سانپ کو دیکھتا ہے مشک کی بو سے اوسکو بیہوش کر کے کھا جاتا ہے غرض یہ بات مثل فسانے کے معلوم ہوتی ہے اور اگر سچ بھی ہو تو تعجب نہیں کیونکہ مشک کی بو سے سانپ دیوانہ ہو جاتا ہے اور یہ تحقیق ہے کہ کسی کے پاس اگر زیادہ مشک ہو وے تو سانپ اوسکو نہیں کاٹتا ہے بہر حال اگر مشک کی تین قسمیں ہیں سب سے بہتر وہ جو تھیلی کے اندر مثل سنگ کے سخت جما ہوا ہوتا ہے اور اوسکی ساخت یہ ہے کہ اگر سوت کو لسن کے گرد مین مل کر مشک پر ذرہ سا گھیسے تو لسن کی بو سے اور جاگی اور دوسری قسم مشک کی وہ ہے کہ جبین چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں اور وہی ہندوستان میں کہنے آتا ہے اور تیسری قسم مثل روغن کے ہے لیکن وہ دوا کے کام نہیں آتی اور پہلی قسم کو دوسرے ملک میں لیجانا اور بیچنا نہایت ممنوع ہے اور فقط فقہور کے حضور میں پہنچایا جاتا ہے اور انکے اقربا کو جو قرابت قریبہ رکھتے ہیں تقسیم ہوتا ہے اور ون کو اوسکا ملنا محال ہے تین طرح سے اس جانور کا شکار ہوتا ہے ایک یہ کہ جب شکاریوں نے دور سے دیکھا یا تپا لگایا کہ ہرن کسی مقام پر ہے تو تین بانسری بجانے والے شکاریوں کے ساتھ جاتے اور کسی گوشے میں ٹھیکر مٹھی اور در دناک آواز سے ملائمت کے ساتھ بجاتے ہیں اور چونکہ یہ لطیف جانور صدائے خوش کا نہایت والہ و فریفتہ ہے اوسکے سنتے ہی اوسی سمت کو آہستہ آہستہ ناچتا کرتا ہوا چلتا ہے اور باوجود خوف اور رسیدگی جبلی کے یہاں تک قریب جاتا ہے کہ بندوق سے اوسے مار لینا سہل ہوتا ہے لیکن بانسری سے زیادہ لڑکون کے مہین اور مہنی ٹر کے گانے پر پیش کھودیتا ہے اور بے ساختہ چلا آتا ہے اور جب شکاری بندوق سے شکار کیا جاتے ہیں ان دو ترکیبوں میں سے ایک کو کرتے اور دوسری صورت جال سے پھسانکی ہے اور تیسری یہ کہ جب وہ پانی پینے کو پھاڑے جھیل میں اترتا ہے تو سچے سے شکاری سب بڑے بڑے ڈھول اور جھانج بجانا اور حشرات مچانا شروع کرتے ہیں اوسوقت دہشت سے گھبرا کے ہرن پانی میں کود پڑتا ہے اور ڈوب مرنے سے غرض ان تینوں طور سے بندوق کا شکار

مگر اگر

وہ اگر

مگر اگر



بہتر ہے کیونکہ جانور جلد مر جاتا ہے اور مشک بگڑنے نہیں پاتا ورنہ اگر کچھ دیر تک اوسکو ایذا ہو سکے  
 تو مشک جو حقیقت میں خون ہے سارے جسم میں سرایت کر جاوے اور ناف میں مطلق نہ رہے  
 اسی لیے ہرن کے دام میں پھنسنے کے ساتھ ہی شکاری دوڑ کر ریشم کی ڈوری ناف کے گرد اسقدر  
 زور سے باندھتا ہے کہ بالکل گون کی راہ مسدود ہو جاتی ہے ورنہ اگر ذرہ بھی کسنے میں دیر کی یا  
 اچھی طرح نہ باندھی گئی تو مشک کی صورت دکھائی نہیں دیتی ہے اور گوشت اوسکا تلخ ہو جاتا  
 اور مشک کی بو پیدا کرتا ہے اور یہ جانور بھیڑ یا وغیرہ درندوں کے ہاتھ کم ایذا پاتا ہے کیونکہ علاوہ  
 چستی و چابکی اور رسیدگی کے بذاتہ اوسکو اسقدر خرم اور دور اندیشی ہے کہ اپنی مینگنی کو بلی کی مانند  
 خاک میں چھپاتا ہے اور پیشاب کو کے اوسکو چاٹ جاتا ہے تاکہ دشمنوں کو اوسکا پتہ نہ ملے  
 غرض حضرت انسان کی خونخواری درندوں سے بھی زیادہ ہے کہ جو جانور شیر اور بھیڑ یا کو اوس  
 ترکیب سے بھلاوا دیتا ہے وہ آدمی سے نہیں بچتا۔ زرد رنگ کے چوہے اس صوبے میں افراط سے  
 ملتے ہیں اور فرنگستان میں جو چوہے ہوتے ہیں اور اکثر لوگ اونکو کلکتے میں لاکر بیچتے ہیں اوس  
 قسم کے بھی بہت سے صوبہ پیلی میں پیدا ہوتے ہیں اور جادات سے اس صوبے کے پہاڑوں  
 میں معدنیات سنگ چٹاق اور بلور اور سنگ مرمر کے ہیں۔ چھپیلی کے صوبے میں تین کروڑ  
 اسی لاکھ باشندے ہیں اور نظامت کے جنگی کارخانجات اور دیوانی کے اخراجات کے وضع  
 کے بعد شہر لاکھ سولہ ہزار دو سو چالیس روپے سکے خراج زمین کی بابت اور تیرہ لاکھ اسی  
 ہزار چار سو روپے بابت فروخت نمک اور دو لاکھ اکیس لاکھ سولہ ہزار آٹھ سو روپے  
 روپے اجناس تجارت کی آمدنی و رفتی کا محصول سالانہ معفو کے خزانے میں اس صوبے  
 بطور پس انداز کے داخل ہوتے ہیں اور جمع ان مبالغ کی بانوے لاکھ چھپانوے ہزار دو سو  
 تیس روپے ہوتی ہے چونکہ ختا میں ہر ایک قسم کے پیسے کے روپے اشرفی کا سکہ جاری  
 نہیں ہے اس لیے رواج چاندی سونے کی کلیوں کا ہے اور ہر گلی ایک تھلے کی وزن کی ہوتی  
 اور ختا میں ٹیل کھلاتی ہے اور چونکہ کلکتے کے بازار میں تین روپیہ مرشد آبادی سکہ اور ایک آنہ اور

حضرت جانور  
 جانور

جانور

جانور

جانور

جانور

جانور

جانور

ایک پیسے کو ٹیل کہتی ہے اس حساب سے نامہ گار نے مبلغ مذکور کی مالیت اوس چتر ٹھہرائی ہے تاکہ اس تاریخ کے ناظرین کو مطلب تک پہنچنے میں دقت نہ ہو۔ \* \* \* \* \*

## تیسرا باب

گیانگ نان کے صوبہ کے بیان میں

یہ صوبہ ساری مملکت خطا میں زیادہ زرخیز اور قابل تجارت کے ہے اور چونکہ یہ دونوں صفتیں وہاں باہم جمع ہیں کیا نگنان کے برابر زرخیزی اور آبادی میں کم کوئی جگہ دکھائی دیتی ہے اور اسکی کچھ حد پر صوبجات ہونان اور ہو کو انک اور دکن پر چنگیانک اور چنگیانک اور پورب پر سمندر ٹانگین اور باقی صوبہ شان تانک سے متصل ہے جن دونوں کہ خطا کی فرائز وہیں کے لوگوں سے متعلق تھی اور شہر یار تار سردار قبلہ خان نے اوس دیار پر کوشش نہیں کی تھی اون دنوں اسی صوبہ میں دار السلطنت تھی اور تختگاہ پادشاہ شہر تانگین کہلاتا تھا لیکن جب کہ چنگیز خان کے پوتوں نے ایک عالم کو تہ وبالا کر ڈالا اور قبلہ خان چین میں پہنچا تو شہر چین کو اوس نے تختگاہ سلطنت قرار دیا یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور اوس میں چودہ شہر بہت بڑے اور ترانوں شہر چھوٹے چھوٹے ہیں لیکن سب بہت خاصے اور قابل تعریف کے ہیں اور بڑی تعریف تو یہ ہے کہ ان شہروں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو تجارت کے لیے مشہور نہ ہوے اور شتی اور جہاز کی آمد و رفت کی نہایت سہولیت ہے کیونکہ یانک سے کیانک جو سب گہرا اور چوڑا دریا خطا کا ہے اس صوبے کے درمیان سے بہتا ہے اور اکثر شہر اوسنی کے کنارے پر واقع ہیں اور جو کہ فاصلے پر ہیں اون تک پہنچنے کے لیے نہرین کھدیں ہوئیں ہیں اور وراے تجارت کے ایک اور عظیم اس صوبے کے زرخیزی کا یہ ہے کہ اہل حرفہ یہاں کے بہت ہنرمند ہیں اور انکی کاریگری کی تعریف ہفت اقلیم میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر جگہ سے سوداگر چیزیں خریدنے آتے ہیں اسلئے محصول کے بابت بہت تحصیل ہوتی ہے اور فقط ایک شہر چانگ ہیں اور اس کے متعلق موضوعوں میں دولاکھ

تاریخ گوانگ نان

تاریخ گوانگ نان

تاریخ گوانگ نان

تاریخ گوانگ نان

تاریخ گوانگ نان



جو اسے سونی کپڑے کے بنائے والے رہتے ہیں \* اس صوبے کے باشندے بہت اہل اور  
 خلیق اور عقل مند ہوتے ہیں اور علوم و فنون کی طرف بہت رغبت کرتے خصوصاً طبابت میں انکی  
 بہت چمکی ہوتی ہے اور اطباء کا لاکھوں کی تعداد ہے \* کیا تک نان صوبے کا سب سے بڑا  
 شہر ٹانکین کہلاتا ہے جسکا ذکر ابھی ہو چکا کہ ملکی پادشاہوں کا دارالامارہ تھا اور انون  
 ساری مملکت میں ایسا خوبصورت اور وسیع اور غذا شہر کوئی نہ تھا اور اس ایام کی جاوید  
 کا حال خدائی سب یوں بیان کرتے ہیں کہ اگر دشمن سوار تیز رفتا رکھوڑوں پر ایک دروازے  
 سے دم صبح نکلتے اور دہنے بائیں گھوڑے ڈال کر تمام روز تک پٹ دوڑاتے ہوئے شہر پہنچ  
 کی دیوار کے نیچے سے جاتے تو غریب کے وقت سے دونوں دوسرے دروازے پر جاتے  
 اور باوجودیکہ ان دنوں یہ شہر نسبت آگے کے بہت خستہ حال ہے لیکن پھر بھی یہ احوال ہے  
 کہ چوبیس کوس کے عرصے میں معمور اور آباد ہے اور ٹانکین بہت وسیع اور سنگ بستہ و رو  
 لکھو کھاؤ کا نوں شکل پین کے آراستہ و پیراستہ ہیں شہر کے باہر ایک مینار ایک سو چھتیس ہاتھ  
 بلند اینٹوں کا بنا ہوا ہے اور اس کے باہر سے وہ مصالحہ بجاچونے کاری کے جما ہوا ہے کہ جس سے  
 چینی کے برتن ہوتے ہیں اور کاریگروں نے اپنی بختہ کاری سے نیچے سے اوپر تک یہ تکلف کیا ہے  
 کہ باوجود نہ طبقہ ہونیکے ایک ڈال معلوم ہوتا ہے اور ایسے ایسے خوش رنگ رنگوں سے رنگا  
 ہوا ہے اور یہاں تک طلا کاریوں سے مطلقا کیا گیا کہ جب آفتاب کا شعاع اوپر پڑتا ہے  
 تو نظر اوپر نہیں ٹھہرتی اور آنکھیں چند لاجتین ہیں اور عجب ایک عالم نور کا سا ظہور میں آتا ہے  
 کہ دیکھنے والے نزدیک و دور کو قصہ کوہ طور کا یاد پڑتا ہے اور باوجود اس کے کہ چار سے برس ہو  
 امینک کے گھرانے کا ایک شہنشاہ نے اس منارہ کو بنوایا تھا مگر آج تک کل کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے  
 اور اندر اس کے ہر طبقے پر ایک ایک گھر باریب فر بہت مذہب و مطلقا تصویروں اور  
 بتوں سے بھرا ہوا ہے اور باہر کی دیواروں میں صد ہا طاقچے ہیں کہ جن میں گھنٹے بے شمار  
 بانقش و نگار ہیں انداز سے لٹکے ہوئے ہیں کہ جب کسی طرف سے ذری سی بھی ہوا جلتی ہے

تو اون سبھوں سے اقسام طرح کی صدا سے خوش بلند ہوتی اور نہایت میٹھی اور سریلی لے نکلتی ہے اور روایت ہے کہ قریب ساڑھے پندرہ لاکھ روپے کے اس عمارت دلپذیر کی تعمیر میں خرچ ہوئے تھے مگر اہل بصارت کے نزدیک اس عمارت کی خوبصورتی پر سے کروڑوں روپیہ تصدق ہے کہ جسکے دیکھنے سے بڑے بڑے معماروں کا رنگ فق ہے۔ **مثنوی مولفہ** ہے سنار کا کہ عمارت جسکے ہر طرف نور کا ہے ظہور اور اسکی نقشون کو کرکریں گے یاد چین مانگے مانی و بہزاد اگر کرین فکر سے وہ دہن چاک و کچھے اون سے نہ اوسکا خاک خاک کہین اوسکو تو عقل سے ہے قرین و فی الحقیقت نگار خانہ چین چونکہ شہر ٹانگین وہانکے ملکی بادشاہوں کا دارالامارہ تھا اسلئے جب قوم تاتار نے اوس دیار پر فتح پائی وہانکی عمارات اور شانہشاہوں کے مزارات کو ٹوٹا کھڈا ڈالا اور اوس آبادستان قدیم کو ویرانہ کر دیا اور سب کچھ اس شہر سے لوٹ کر اپنی بیٹ اپنی بچپن کو آباد کیا لیکن نہرورون کا نہر اور جد و جہد پیشہ وران نہرورون اور اہل علم کے علوم و فنون کو وہاں تک نہ پہنچا سکے کیونکہ یہ سب خیال یہاں کی آب و ہوا کی تاثیر سے متعلق ہیں لیکچسٹم کی لال روئی اس شہر کے گرد و نواح میں پیدا ہوتی ہے جس سے ایک طرح کا کپڑا خوش رنگ اور مضبوط بنا جاتا ہے اور وہ ہندوستان میں بھی بکنے کو آتا ہے اور عوام الناس اوسے لالین کہتے ہیں اور اس روئی کا عجیب خاصہ ہے کہ اگر اوسکے تختہ کو سواٹانگین کے اور کسی جگہ میں بوئے تو روئی سفید ہوتیگی اور وہ رنگ یابل بخرخی جو شہر ٹانگین کی اطراف میں بسبب تاثیر زمین کے روئی میں ہوتا ہے روئے زمین پر کہیں نہیں ہوتا ہے اور یہ ٹانگین وہ شہر ہے جہاں ۱۸۲۲ء میں بعد اتمام لڑائی کے صلحنامہ درمیان والی چین اور اہل برطان کے لکھا گیا ہے اور اوسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ دفتر دوم میں لکھا جاگیا ہے بعد اس شہر کے صوبہ کیانک نان میں سوچو کا شہر قابل مذکور کے ہے بلکہ ملکیت خٹا میں اس لطف کا کوئی شہر دکھائی نہیں دیتا ہے اور خٹائی سب اس بلدہ آباد میں سو افسحت بنیاد رشک ارم ذات العباد کے باب میں کہتے ہیں کہ زمین پر نقل بہشت کی موجود ہے اور جن انگریزوں اور دوسرے اہل فرنگ نے اس شہر کو دیکھا ہے

اور وہاں کی نقد خوبی کو محک امتحان سے پرکھا متفق لقول ہیں کہ روئے زمین پر ایسی جگہ نہیں ہے  
 اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب خداوند عالم و عالمیان نے اس خطہ کو عرصہ شہود پر لایا تو خزانہ عجیب  
 سے اس کے دامن حال کو نقد و صفات خوبی سے بھر دیا کیونکہ سرزمین وہاں کی یہاں تک زرخیز  
 اور لطافت آمیز ہے کہ جہاں کشتکاری ہوتی ہے وہاں خوشبو اور خوش رنگ پھولوں کا گل  
 ہو رہتا ہے اور توت کے درخت از خود پیدا ہوتے ہیں اور ہوا یہاں کی لطیف و دلکش اور پانی  
 خشک اور خوش ذائقہ مثل تھمبلور کے شفاف بلکہ آب گہرے آب اور صاف ہے اور  
 ہندوستان کے ایام بہار کا لطف وہاں پر چاروں موسموں میں ملتا ہے کہیں گل پھولا ہے  
 کہیں غنچہ کھلتا ہے اور غذا اور عیش و عشرت کے اسباب سستے اور کثرت سے ہمیشہ میسر ہوتے ہیں  
 لوگ فارغ البال مرقہ الحال مزے سے کھاپی کر آرام سے سوتے ہیں باشندے وہاں کے  
 خلیق خوش مذاق صاحب جوہر ادب اور تہذیب میں طاق ہیں مکانات ستھرے اور عالی  
 اور شکرین صاف و نچتہ وضع کی نرالی اور صد ہا نہرین شہر کے محلوں میں آب زلال سے  
 لبریز بیتین اور کشتیان اوہیں خوش قطع اور خوش رنگ پھرتی ہیں اور ان کے کھیونے والیان  
 صد ہا زندیان باحسن و جمال پری تمثال زہرہ چین شترخی خصال خوش عشوہ انداز سخن طراز  
 لطیفہ باز بات باتوں میں ناز طالب نیاز چول بھر میں ہزاروں ذوق دل کو دریائے محبت کے  
 پار لگاویں اور صد ہا سفینہ صبر کو قلم ناکامی میں ڈوبا دیویں اوں کشتیوں میں بیٹھے رہتے ہیں  
 لاؤ مکاتلی بہادر سفیر انگلستان کے مصاحبوں میں ہنہوا صاحب ایک شخص بہت لائق و فاضل  
 تھے وہ اس شہر کے باب میں فرماتی ہیں کہ سوچو کا شہر تعلیم گاہ صحاب علم و تجارت و ارباب نہرو  
 حرفت اور مجمع مسکن نٹوں اور بھانڈوں اور نقائون اور شعبہ بازون اور لولیان کلفام  
 و نسیرن تمنان سمن اندام کا ہے اور یہی شہر خیتائیوں کی وضع پوشاک زبان دستور اور رواج کی  
 کیساں ہے دلیل یہاں کا دستور سند یہاں کی چال ہے غرض ہر بات میں یہ شہر خراہ ہے  
 یہاں کا آدمی ہر فن میں استاد صاحب ایجاد ہے اور اس کی وسعت کی یہ ایک ٹہری دلیل

بے قال قویل ہے کہ لارڈ مکارٹھی بہادر نے اس شہر کی چوتھائی کی سیر کی تھی حسین چاکرھی کمال  
 گھوڑے کی سواری میں تھے اور اسی جگہ سے امیرون کے محلوں کے لیے حرمین خرید کی جاتی ہیں  
 اور بہت لوگوں کا بھی پیشہ ہے کہ حسینہ اور جلیلہ چھو کر یون کو مول لیکر گانے بجائے نشست  
 برخواست و آداب محبت میں تعلیم کر کے ختنائی امرائے محل سرا میں داخل کرتے ہیں اور تعجب یہی ہے کہ  
 ایک ہی شہر میں اس عیش و عشرت کے ساتھ علم و ہنر کا بھی نہایت چرچا ہے کیونکہ علم اور عیش سے ہمیشہ  
 ملی دشمنی ہے اور جب کو کہو اسے شکار و سیر ہے اور سکو علم و ہنر سے بیر ہے سو نک کیا نک ایک  
 اور شہر اسی وجہ سے ہے اور ساری ملک ختا کے علاوہ غیر ملکوں میں بھی اقسام طرح کے سوتی کپڑے  
 اسی جگہ سے جاتے اور نہایت باریک اور مضبوط ہوتے ہیں چوتھا شہر اس صوبہ کا چھوٹا سا ہے  
 اور یہاں کے پانی کی یہ تاثیر مشہور ہے کہ چائے جب اس میں ہوش دیجاتی نہایت لذیذ ہوتی ہے  
 اور اس کے تحت میں ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں پر ایک قسم کی پیالی چائیں کے لیے بنتی ہے جس میں  
 دم بھر رکھنے سے ذائقہ چاکا کا استقدر بہتر ہو جاتا ہے کہ فغفور اور ختنائی امر اور اسی مٹی کے ظرف  
 میں چائے پیتے اور شاید سردی کی پیالی کی اتنی قدر نہیں کرتے ہیں پانچواں شہر قابل الذکر چینک  
 کہلاتا ہے اور چونکہ سمندر کی طرف سے دشمن کی تاخت کی صورت یہاں ہو سکتی ہے اس لیے  
 فوج متعدد دشمن رہتی ہے اور قلعہ یہاں کا اور شہر پناہ کی دیوار میں خوبصورتی اور مضبوطی میں بانڈ  
 ہیں اور تجارت بھی بسبب قرب بحر محیط بہت چمکی ہوئی ہے پانچواں شہر مانڈ سوچ کے فضا  
 اور مختلف اور آبادی کے لیے نامور ہے اور لوگ بھی یہاں کے بہت عیاش ہوتے ہیں اور  
 اکثر دن کا پیشہ یہ ہے کہ چھو کر یون کو تعلیم کر کے اور طریقہ دل فریبی و جان ربائی ناز و انداز ادا  
 تحفہ و عشوہ سحر و کرامات رزم و کنایہ مخاورہ روزمرہ چستی و چالاکی سیما و شعی شعلہ مزاجی تراش و  
 خراش سخن غرض ساری ضروریات اس فن کے سکھا اور محاسن سیرت سے حسن صورت کو دو بالا  
 ثناء امیرون کے ہاتھ پہنچواتے ہیں اس شہر کی وسعت و فصاحت آراستگی و پیراستگی اکثر سیاہون کی  
 روایتوں سے ثابت ہیں ملک نے تاجروں نے اپنے خرچ سے فغفور کے لیے عیش کا ہنڈیا

اور وہ طول و عرض میں آسان ہے کہ بعض شہر اتنا وسیع نہیں ہوتا اور جو تکلفات فن باغبانی کے ملک ختامین معمول ہیں یہاں بھی پائے جاتے اور قیروم میں اوسکا حال بالا جمال عرض ارقام میں آو گیا۔ گنگا نگیں کا شہر اس صوبے کی ولایت مغربی کا پاسے تخت ہے یعنی تقسیمین جو بسبب وسعت صوبے کیانان کی گئی ہیں اور بہتر انتظام کے لئے ہر ایک میں الگ الگ صوبہ دار مقرربین ان میں سے ایک کی رہنے کی جگہ یہ شہر ہے اور چونکہ تاجران کی ترو کاہ ہے رخنیزی اور آبادی میں بھی مشہور ہے۔ چچو ایک اور شہر ہے جہاں کے لوگ بہت قانع اور قنات شعرا اور راست بازی اور نیک معاشی کے لیے مشہور و معروف ہیں اور ان صفتوں کے جمع ہونے سے یہ بات اونھوں نے پیدا کی ہے کہ اون لوگوں کا قول و قرار زبانی دوسرے شہروں کے روپے سے بہتر ہے اور اونکے یہاں کی چائے اور سیاہ روغن اور لکھنے کی روشنائی اور چینی برتن بنانے کی مٹی ہر جگہ رغبت سے خرید کی جاتیں اور اسکے اطراف میں جو ہاڑ میں اون میں معدنیات سونا اور چاندی اور تانبے کی ہیں۔ الغرض صوبہ کیانان میں سے تیس شہر چھوٹے بڑے ہیں لیکن عاصی نے سب کا مذکور ضرور نہیں سمجھا اور جو نامور ہیں اونھیں کا بیان کیا اور زمین کروٹیں لاکھ باشندے اس صوبے میں رہتے ہیں اور فغفور کے خزانہ میں بعد وضع اخراجات جنگی اور ملکی ایک کروڑ بابت خراج ملک و ترستھ لاکھ روپیہ بابت فروخت نمک ساٹھ لاکھ شیشی ہزار روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ پہنچتا ہے۔ اس صوبے کے متعلق سانگ بینک کا خبر یہ تیس کوس کا ہے اور نو کوس عرض میں ہے اور یہ جگہ اوایل میں جنگل اور بیابان تھی جہاں بد معاشوں کے واسطے تنبیہ کے شہر بد کرتے تھے بعد اسکے چند غریب آدمی سہولت معاش کے لئے وہاں بس گئے اسی طرح وہاں کی آبادی بڑھی اور دن بدن ایسی ترقی ہوئی کہ اب اس میں ایک شہر اور چند گاون بہت آباد ہیں وہاں کی اکثر جگہ اسقدر زرخیز ہے کہ سال میں دو فصلیں ہوتی ہیں اور نمک یہاں اس قدر بنتا ہے کہ فقط وہاں کی پیدایشی نمک سے کسی صوبے کا خرچ متعلق ہو سکتا

### صوبہ کی انکسٹی کے بیان میں

اس صوبہ کے نام کے ترجمہ سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ کیا لنگنان کے صوبہ کی کچھ طرف پر واقع ہے اور حالانکہ اوسکی سہرزین نہایت سیر حاصل ہے لیکن باشندے اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ بڑی تنگی سے اکثر غربا کی گذران ہوتی ہے اور لوگ چونکہ کفایت شعاری کے باعث سے خوراک اور پوشاک میں کم تکلف کرتے ہیں اور گراما اور سرا کی شدت کا دفعیہ ضبط بن پڑتی کر لیتے اونسے رنگیلے پڑوسی حضرات کیا لنگیان جنکا ذکر باب بق میں ہوا ہے ان عیاروں کی وضع قطع پر پھپھتیاں کستے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تحمل اور بردباری کے ساتھ پھٹے پرانے کپڑے اور زمان خشک بنے نمک پر اکتفا کرنا اوس کمخواب اور بخت سے ہزار گونہ بہتر ہیں جو سحر سے پن سے میسر ہوتے غرض اوس صوبے کے باشندے مزاج کے بہت مدبر ہوتے اور لیاقت بہر منازل اور سیاست مدن کی اونھیں ایسی ہوتی ہے کہ امور سلطنت میں دخل پانے کے ساتھ جلد درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہیں \* اس صوبہ کی حد میں جتنے پہاڑ ہیں وہاں معدنیات سونا اور چاندی لوہا اور سیسیا اور تین کی ہیں اور اون پہاڑوں پر جیری بوٹی اقسام طرح کی ملتی اور دوا کے کام آتی ہیں اگر ختاتیوں کو علم معدن اچھی طرح ہوتا تو اس جگہ کے پہاڑوں کے معدن میں ہتھ دیا کہ پدم بارو پیہ حاصل ہوتے لیکن ترکیبیں کھودنے اور دھاتوں کے فرق کر نیکی نہیں آتی اور یہ لاعلمی اس سبب سے ہے کہ حکماء قدیم جو چین کے دستور العمل کو درست کر گئے اونکا حکم یہ تھا کہ سونا اور چاندی کے معدن نہ کھودے جاوین اور فقط زراعت اور دوسری پیدایش ملک پر قناعت کریں اور اوہیں انھوں نے یہ مصلحت ٹھہرائی تھی کہ چونکہ زمین چین بذاتہ گویا ایک معدن ہے اوسکی دولت و گنج ہمیشہ مثل مدفن کے زہرہ سکتی ہے اور شکاری اور صنعت میں محنت کرنے سے دو طرح کے فائدے متصور ہیں ایک یہ کہ بسبب محنت بذنی قوت جسمانی اور روحانی دونوں حال سوتی ہیں اور دوسرے یہ کہ محنت میں ہمیشہ مشغول رہنے سے طبیعت طرف بدی کے مائل نہیں ہوتی اور کاہلی اور سستی میں انواع طرح کی شیطنت سو جھتی ہے غرض خلاصہ یہ ہے۔



کہ چونکہ انسان فائدہ نزدیک کو فائدہ دور سے بہتر سمجھتے اور نقد کو نسخہ پر ترجیح دیتے اس لیے عوام الناس کے نزدیک معدنیات کا حاصل زراعت سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ دفعہ ہاتھ آتا ہے اور دوسرا آئندہ سے پر موقوف رہتا ہے اور وقت تخم باشی سے ایام خریف تک انواع طرح کے اندیشے فصل کے نقصان ہونیکے ہیں اس لیے معدنیات کھودنے میں لوگ شغول ہوتے اور زراعت کی طرف چندان توجہ نہ کرتے اور جب آخرش مایہ معدن کا کم ہو جاتا تو فصل کا خیال پھر کرنے پڑتا اور عرصے تک کی افتادگی سے زمین ناقابل ہو جاتی اور زراعت بخوبی نہیں ہوتی الغرض ان سب تصورات سے حکماء چین نے پیش بندی کی راہ سے معدنیات کے کھودنے سے ممانعت کی ہے۔ اس صوبہ میں چاول اس قدر بہتر ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور امرا کے مطبخ کے لیے سیکڑوں کشتیاں ہر سال روانہ ہوتی ہیں اور دریا اور جھیل اور تالاب میں صیڈ قسم کی لذیذ مچھلیاں ملتی ہیں اور چینی کے باسن بھی بہت تحفہ بنتے ہیں۔ اس صوبے میں تیرہ شہر پڑے اور انھارہ چھوٹے ہیں۔ شہر نان چان سب سے عظیم الشان اور ناظم کی بود باش یہیں مقیم ہے۔ چار چورتیہ میں دوسرا شہر اس صوبہ کا ہے اور چینی کے باسن بنانے والے کہا اس جگہ میں بہت رستے ہیں اور ان کے پیشہ کو جیسا بیان رونق ہے اور مقام پر کم ہے اور وہ لاکھ باشندے اس شہر کی چار دیواری کے اندر بود باش کرتے ہیں اور اسی سے خیال کیا جاتے کہ گٹاٹرا اور کسقد آباد شہر یہ ہو ویکا۔ کین ٹی جن تیسرا شہر ہے اور اس میں پانچ سو چھٹے چینی کے برتن کے برین اور اس کثرت سے اس کی فروخت ہوتی ہے کہ ربوی کہتا ہے کہ شبانہ روزیہ بالکل پھٹے جا کرتے ہیں اور اگر اجنبی شخص دور سے دیکھے تو قیاس کرے کہ تمام شہر اور اطراف میں بڑی آگ لگی ہوئی ہے اور کئی منزل سے دھواں مانند ایک نئے آسمان کے چرخ کہن کے نیچے دکھائی دیتا ہے اور اس شہر میں قاعدہ ہے کہ شب کو سا فرج تک کہ وہاں کا کوئی معتبر شخص اس کی ضمانت نہ کرے رہنے نہیں پاتا اور سب اس کا یہ ہے کہ متعدد روپے وادنی کے سوداگر سب پیشگی سے کہاروں کو دے رکھتے اور وہ لوگ چونکہ ہر وقت بھٹے پر اپنے کام میں

مشغول ہوتے ہیں اور مستورات بھی رنگ پسینے میں مستعد رہتی ہیں تو یہ آئین اگر نہ تو اتوبہ معاملہ کو اوٹ اور تالاج کا خوب ہی داؤن ملتا کہ کو انک فینک کا شہر پہاڑوں کے محاصرے میں واقع ہے اور سرزمین اسکی بہت زرخیز اور کوہستان میں بہت ہی شفاف بلور کے معدن ہیں اور کاغذیہ کا بہت عمدہ مشہور ہے اور بتیان موم کی خوب بنتی ہیں شہر ننگ کانگ بھی واسطے چاول اور جوار باجرے کے مشہور ہے اور پہاڑوں سے لگری بہت عمدہ اور دریاؤں سے مچھلیاں افراط میسر ہوتی ہیں کہ کو گیان معمور آباد اور بڑی تجارت گاہ ہے یہاں تک کہ کوئی سر ڈیڑھ سو شہروں تک یعنی ختائی جہاز سب اس شہر کے بندر میں آن کے اکٹھا ہوتے اور سمندر کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور یہاں کا دریا حالانکہ ڈیڑھ سو کوس سمندر سے دور ہے لیکن چاند کی پہلی اور چودھویں تاریخوں کے جذر و ماو میں حاصل ہے کہ کنجیان سا تو ان شہر اس صوبہ کا چاول کی تحفگی کے لیے مشہور ہے اور نام اسکا ختائی زبان میں سونے کا دانہ ہے اور فقط مغفور کے باور چخا نہ میں اسکا خرچ ہے اور ایک قسم کی شراب نہایت نشی خوش ذائقہ اور معطر اسی چاول سے بنتی ہے اور بسبب مطبوعیت کے بہت گران قیمت بکتی ہے کہ فوج آٹھواں شہر میں تھبہ کا مشہور ہے لطیف اور آب خوشگوار کے لئے ہے اور حالانکہ تاتاری کی کوشش سے برباد اور ویران ہو گیا اور اب خرابہ کے مرتبہ میں پہنچ چکا ہے تاہم اسکا ذاتی حسن زائل نہیں ہوا اور پہاڑوں سے میان بہتی ہیں اور سہری کھانفس کے میدان میں ایسی معلوم ہوئی جیسے زمر کی پٹریوں میں الماس کی لہریں ہیں اس شہر کے باشندے بہت چست و چالاک اور محنت کش اور زراعت کے فن میں بہت کامل ہیں ایک طرح کا چاول اس شہر کے اطراف جوار میں پیدا ہوتا ہے جس کے دانے بسبب پیدی اور چمک کے دور سے بلور کے ریزے معلوم ہوتے ہیں کہ فوج اور چوہاں دو شہر اس صوبہ کے مشہور اس بات کے واسطے ہیں کہ ان کے دریا اور ندی میں سونے اور چاندی کی ریت ملتی ہے اور قریب کے پہاڑوں میں فیروزہ اور توتیا اور تھمکری کے معدن ہیں انھیں تین شہر کیا کسی کے صوبہ میں ہیں لیکن قابل تذکرہ یہی تھے اور شہنشاہ کی سرکار میں بعد وضع خرچا



نظامت و کاخ نجات دیوانی وغیرہ بائیس لاکھ اڑتیس ہزار اسی روپیہ بابت خرچ زمین بہت  
محصول جناس تجارت سات لاکھ بائیس ہزار تین سے چار روپیہ داخل ہوتا ہے اور ساٹھ لاکھ  
اسی ہزار من قہام اناج کے بھیجے جاتے ہیں اور باشندے اس صوبہ میں ایک کروڑ نوے لاکھ

## پانچواں باب

صوبہ فوکنینگ کے بیان میں

ملکت ختا کا چوتھا صوبہ فوکنینگ اگرچہ طول عرض میں اور صوبوں کے برابر نہیں ہے لیکن  
دولت خیزی کے حساب سے اونے کچھ ایسا کم بھی نہیں اور تمازت آفتاب کے باعث سے  
ہیان کی ہوا میں طاہر انہایت حرارت ہے اور بڑی گرمی پڑتی لیکن باوصف اسکے خاصیت  
ہوا کی بری نہیں ہے کیونکہ دبایا امراض متعدی کا بیان کبھی ذکر تک نہیں ہوتا۔ اسکے شمال میں  
صوبہ چی کیانگ اور جنوب میں صوبہ کوانگ تانگ اور مشرق پر بحر چین اور مغرب پر صوبہ کیانسی  
واقع ہیں اور مشک بیان بہتر میسر ہوتا ہے اور معدنیات اقسام جو اس ہرات گران بہا اور چین اور  
پارا اور لوہا بیان کے پہاڑوں میں ہیں اور جہاں اس قدر افراط معدنیات کی ہو وہاں طلا و نقرہ  
کے معدن کا ہونا قیاس سے دور نہیں اور اس دیار کے باشندے بھی اس طرح خیال کرتے  
لیکن وہ انکی تلاش کرنے سے ممنوع ہیں اور شہنشاہ کے فرمان میں انکا متفحص و جب ل  
ہے چونکہ بیان کا لوہا حقیقت میں اچھا ہوتا ہے جگہ کا لوہا اسکے آگے لوہا مان جاتا اس لئے  
ہر وضع کے ہتھیار اور اقسام آلات صنعت گری کے تمام ملک ختا میں نہیں جاتے ہیں  
فوکنینگ کی ولایت کو ہستان ہے لیکن ختا یون کی حکمت اور تردد نے کو ہسار کو اتنا برابر  
اور ہموار کر ڈالا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر زراعت ہوتی ہے اور جس جگہ کشتکاری ہوتی  
وہاں سے اکثر مقام پر پانی کئی ہزار ہاتھ نیچے میسر ہوتا ہے لیکن ختا یون نے بانس کے نل  
لگا کے ایسی ترکیب کی ہے کہ کھیتوں تک پانی بلا تکلف بخوبی آجاتا ہے مگر اس حکمت سے  
اغیار کو آگاہ نہیں کرتے اس جہت سے بندے نے بھی اسکی تحقیق اس اقلیم کے کسی

کے سیاحت نامہ میں نہیں پایا باوصف اسکے کہ اس تالیف میں اٹھائیس ستر کتب سیر  
 ملاحظہ میں آئے اور حالانکہ ہمارے یہاں یعنی انگریزی حکمت کی رو سے اس ترکیب کے باب میں  
 تفحص کرنا ممکن بلکہ آسان ہے مگر امر متحقق کو امر متفرض پر تفوق اور دیکھی ہوئی چیز کو سوچی ہوئی پر  
 ترجیح ہے اور ایسے مقام عقل لڑائی تاریخ کے داب سے نہایت خلاف ہے لہذا کہ مطلق سے غرض  
 پہاروں کی چوٹیوں پر دامن کوہ سے پانی پنچتا اور کھیتوں اور زراعتوں کو شاداب اور سیراب  
 رکھتا ہے \* اس صوبہ میں پھل پھلاہری اور میوے جو لہجی اور لونین اور موگن کی کھلاتی لذت  
 میں اکثر میوہ جات پر سبقت لیجاتے ہیں اور انہیں سے لہجی حبکو لوگ لہجی کہتے ہیں نہ کالے  
 تک پنچا ہے لیکن اور دو قسم کے میوے کہیں دیکھنے میں نہیں آئے غرض جنہوں نے کھایا  
 ان کی روایت ہے کہ وہ اگر یہاں آویں تو البتہ اہل مذاق کے مطبوع ہووین \* چونکہ اس  
 صوبے کے مشرقی حد پر بحر ختا واقع ہے بہت سے لنگر گاہ ہیں جنہیں جہاز اور کشتی لگانے کا  
 بہت سہجیتا ہوتا ہے اور ان میں مچھلیاں الفارون ملیر اور خشک کیجا تین اور بہت ملکوں  
 میں کہتی ہیں \* اس لایت کے رہنے والے البتہ بہ سمندر کے علم ناخدا فی اور مرکبانی میں  
 بہت دخل رکھتے ہیں چنانچہ زرائع کی طرف میل کرتے اور سمندری ڈاکو ہوتے ہیں تو ان کے  
 ہاتھوں سے سوداگر عاجز رہتے اور الامان پکارا کرتے ہیں اور پہاروں میں لکڑی استفادہ کرتے  
 کہ ایک دفع جب شاہ نے خبر یہ جاپان فوج بھیجنے کا قصد کیا تھا تب اس صوبہ کی رعایا نے  
 حضور میں عرض کی کہ اگر حکم ہووے تو سمندر پر سے لکڑی کا پل بندھوا دیا جاوے تاکہ کلر  
 کا لشکر خفہ پیکر اور سپرے گذر کر اس جزیرے کو پایمال کر ڈالے اور چونکہ اس لایت کے لوگ  
 ڈر اور الو الغرم ہوتے ہیں دور دور تک مال تجارت لیجاتے اور روپیہ کثرت سے پیدا کرتے ہیں  
 اور یہاں کی بولی ہر چند کہ مشتق ختائی زبان سے ہے لیکن اور جبکہ کے رہنے والے اسے  
 نہیں سمجھتے کیونکہ ایسے ایسے کوڈ ہب انوٹھے پہاڑیے فقرے ہر شہر میں نئی نئی طرح  
 پر سنے میں آتے کہ آپس کے پڑوسی بھی ایک دوسرے کی بولی نہیں سمجھتے ہیں \* \*

فوجوں نے شاید یہ سب اس صوبہ میں سب سے بہتر شہر ہے اور ملک ختا کے بیشتر شہروں  
 دولت خیر اور چونکہ لنگر کا ہون میں کنارے پر بھی اس قدر عمیق ہے کہ ایک بارگی بے وسیلہ ذوق  
 وسفینہ کے جہاز سے لوگ خشکی پر قدم رکھتے اس سبب تجارت کے لیے نہایت سہولیت  
 ہے اور سودا گروں نے اسے اپنی فرود گاہ مقرر کی ہے۔ اس شہر کے اطراف میں سیاہ چا  
 افراط سے پیدا ہوتی ہے اس لحاظ سے انگریزوں نے وہاں تجارت کے لیے جانے اور رہتا  
 کرنیکی شرط فغفور کے عہد نامے میں درج کروائی ہے اور چونکہ آب و ہوا وہاں کی نہایت  
 معتدل ہے اس لیے یقین کہ شہر کانٹانگ سے فرنگی تجارت نقل مسکن کر کے یہیں بوجہ  
 اختیار کریں اور جب وقت اس شہر میں جہاز لیجانے اور خرید و فروخت کرنے کے باب میں انگریز کی  
 طرف سے گفتگو شروع ہوتی فغفور نے بہت سے عذر نکالے منجملہ ان کے یہ کہ چونکہ اس جگہ پر  
 سیاہ چاے سمندر کے نزدیک پیدا ہوتی اور مزرع سے جہاز تک شیتوں میں جاسکتی ہے اس  
 لحاظ سے اگر فوجوں میں انگریز جاویں اور چاے خرید کریں تو شہر کانٹان میں آمد و رفت چھوٹ  
 جاسیکی اور جو رعایا کہ سبب چاے کے کھیتوں کی دوری سمندر سے خشکی پر بار برداری سے اوقات  
 گزاری کرتے ہیں انکی جو معاش بالکل موقوف ہو جائیگی غرض اصل سبب ہٹھہ کرنے کا وہی  
 خوف تھا جو اہل ختا ہمیشہ سے غیار کے ساتھ راہ و رسم کرنے سے رکھتے ہیں القصہ  
 انکی بات پیشرفت نہوئی اور جب انگریز قیاب ہوئے اور فغفور کے نزدیک ثابت ہوا کہ  
 انگریز سے مقابلہ دشوار مجبواً انھوں نے انگریز کی بات رکھی اور اس جگہ کو ان کے لیے تجارت کا  
 مقرر کیا۔ سی ہن چو کا بھی شہر بہت فدا راہ تجارت کی زیادتی اور سکون کی پاکیزگی اور  
 عمارتوں کی خوبصورتی کے لیے مشہور و معروف شہر کے قریب پایا ہوا ہے جس نے دیکھا تعجب سے نہ  
 دیکھتا ہی رہا اور سیکڑوں فہم اگر ملاحظہ کیا تو ہمیشہ انگشت حیرت کو دانستے دبا یا اور صورت اسکی  
 یہ ہے کہ تین سو پیل پائے پر اسکی ساخت ہے اور اسکی رکھڑ کی چوڑائی میں پانچ یا تین چھ  
 ہزار ایک ستر گز چوڑا اس صنعت کے ساتھ وصل کیا ہوا ہے کہ جوڑا و پوسٹگی کو غور کرنے میں آنکھ

تپھرتی جاتی اور نظر کام نہیں کرتی ہے اور ہزاروں تپھراتنے ہی چورے ایسے قرینے کے ساتھ  
وصل کیتے ہوئے رہ گزریں نصب ہین اور تمام پل مع پلپائے اور دیوار وغیرہ ایک ہی قسم  
کے سیاہ تپھر سے بنا ہوا ہے پل کیا ہے باغ معماری کا ایک خوبصورت گل ہے کہ کوئی ٹیسا ہی  
نابینا ہووے اس کے دیکھنے میں نگریں واراوسکی چشم حیرت کھلی رہتی ہے اور اہل نظر کے لئے  
اس پر نظر کرنا سرمہ لبناشی دیدہ دل میں لگانا ہے **جامی** چرخ بر معمارا و کار عمارت عرضہ کرڈ  
خشت مہرومہ کہ این از زرباب آن زرسبت \* گفت خشت سیم وز راینجامنی از زربہر پیح \*  
برزین افکن کہ فرش خشتش را و خورسبت \* کین نینگ کا شہر فقط ایک بات کے لئے قابل  
تذکرے کے ہے کہ جب تاتار نے ختا پر پوش کی تھی تو اس شہر کو انھوں نے دو دفعہ متواتر  
محاصرہ کیا مگر باشندوں کی مردانگی کے باعث سے فتحیاب نہوے آخر کار جب دخل ہوا تو  
انھوں نے قتل عام کیا اور زن بچے سمیت سبکو تر تیغ بیدریع کر ڈالا \* تین پینگ کا شہر اسی بات  
کے لیے مشہور ہے کہ پہاڑوں کے چشمے کا پانی بانس کے تل کی راہ سے کھڑکھڑھنچتا ہے اور  
چونکہ یہ شہر اس صوبے میں داخل ہونیکا گویا دروازہ ہے قلعہ نہایت مضبوط اور سامان کا زار  
لیل و نهار مہیا اور تیار رہتا ہے \* چانچو کا شہر بڑی تجارت گاہ ہے اور دور دور کے ملکوں  
میں یہاں کے لوگ خرید و فروخت رکھتے ہیں اور اس جگہ کی تخت میں چند پہاڑیں سنگی بلور کے  
معدن ہیں اور اسکے کھلونے بن کے تمام مملکت چین اور غیر ملکوں میں بھی جاتے ہیں اور ایک  
بڑی ذات کا گولہ لمبو شیریں اور خوشبو پھاڑ کے تلے پیدا ہوتا اور ہر جگہ باغبنت لیا جاتا ہے  
اور اس شہر میں ایسے چند آثار ملتے ہیں کہ اون سے مفہوم ہوتا کہ شاید عیسائی مذہب کسی ایام  
میں یہاں چند سے جاری تھا لیکن اب توبت پرستی کی ظلمت چھائی ہوئی ہے \*  
فونینگ چو کا شہر چھوٹا سا ہے مگر ایک بات عجیب غریب بان دیکھنے میں آتی ہے اور اگر  
راوی راست گواور صحیح البیان کے تذکرے میں بندہ نہ دیکھتا تو اسے فسانہ سمجھتا  
اور اس تالیف میں اسکا ذکر نہ کرتا یعنی خزان کے ایام میں پہاڑ کی طرف سے

ایک ندی ہر سال بہتی ہوئی میدان کی طرف چلی آتی ہے اور اوسکا پانی رنگت کا نیلا ہوتا ہے اور اسکے سوا ایک خاصہ یہ رکھتا ہے کہ جس کپڑے کو ایک دفعہ اوس میں ڈباے خاصا فیروزہ رنگا ہوا نکلتا ہے اور صرف ایک دفعہ ڈبانے سے رنگ کو اس قدر پختگی ہوتی ہے کہ کپڑے کے لئے تہو جاتے ہیں لیکن اواہٹ نہیں جاتی ہے اور اس صوبے کے متعلق خبر اتر سے ایک جزیرہ آئے مارے کہلاتا ہے اور قلعہ اوسکا ایک قسم سنگ مرمر سے ایسا تحکم بنا ہوا ہے کہ ۲۴ گھنٹہ کی لڑائی میں انگریز کے چونتیس جہاز سے چار گھنٹے تک گولہ اندازی اوسپر ہوئی اور شمار ہوا کہ چوبیس ہزار گولے صرف دو جہاز سے مارے گئے اور اسی سے خیال کیا چاہیے کہ باقی بتیس جہاز سے کتنے گولے چھوٹے ہونگے غرض اس قدر باروت اور گولے سے اتنا ہی حال ہوا کہ بعض بعض جگہ ہاتھ بھر غار صرف غصیلوں میں ہوا اور باقی دیوار سابق طرح سے ثابت رہی اور پتھر کی ایک چٹ نہ اٹھری اور اوسکا حال جلد دوم کے دفتر سوم میں تفصیلاً بیان ہو گا یہاں اتنا ہی کافی ہے کہ بعد چار گھنٹے کی گولہ اندازی کے انگریزوں نے دیکھا کہ جب حشر بپا ہو گا تبھی یہ قلعہ پامال کیا جا گیا والا تا قیام قیامت قائم رہے گا اور گولے کی ضرب سے زیادہ تو سنگین ہو گا حسب طح چھت کو پیٹ کر مضبوط کرتے ہیں غرض حکم بد کنیکا ہوا اور چند اہل فوج نے تھوڑی سی خونریزی کے بعد قلعہ کو چھین لیا اور اوسپر انگریز کا نشان اوڑایا الغرض یہ جزیرہ استحکام قلعہ کے سوا تجارت کے لیے بھی مشہور ہے اور وہاں پر تجارت کرنیکی اجازت انگریزوں نے فقہور کے عہد نامے میں درج کروائی ہے اور ایک اور جزیرہ تیونان یا فور موسا صوبے فوکنینگ سے پشیا لیس کوس پر واقع ہے لیکن چونکہ اسکا حال بالتفصیل جلد دوم کے دفتر دوم میں لکھا جا گا یہاں پر اتنا ہی کافی ہے کہ ۲۳ گھنٹہ تک اہل خطا کو اسکا حال بالکل معلوم نہ تھا اور ۲۴ صبح میں اونی عملداری وہاں ہوئی اور جزائر پونگ ہودر میان جزیرے ایامے اور جزیرے فار موسا کے واقع ہیں مگر اوسکا حال قابل مذکور کے نہیں معلوم ہوا اور قصہ فوکنینگ کے صوبے میں تبتیس شہر اور ڈیڑ کروڑ

باشند زمین اور بعد وضع اخراجات جنگی اور دیوانی کے خزانے میں پتیس لاکھ گیارہ ہزار  
 آٹھارہ روپیہ بابت مالگذاری زمین اور دو لاکھ چاسی ہزار چھ سے اڑتیس روپیہ بابت نمک  
 اور دو لاکھ باسٹھ ہزار چھ سے چھپن روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ اس صوبہ  
 سے داخل ہوتا ہے \*

## چھٹا باب

صوبہ چی کیا نگ کے بیان میں

چونکہ تمامی راحت کا موجب صحت مزاج ہے اس سبب اگلے فقور سب اکثر اوقات  
 اسی صوبے میں رونق افروز رہتے اور اسکی سرزمین کو نہایت پسند کرتے تھے تو کیا نگ  
 کا صوبہ جبکا احوال باب سابق میں لکھا گیا اسکی دھن کی طرف واقع ہے اور اوترب کی جا  
 کیا نگنان کا صوبہ اور چیم پر کیا نگسی صوبہ اور پورب کی سمت سمندر ہے جو جو چیز کہ روح  
 طلب کرتی یہاں پائی جاتی ہے چنانچہ سمندر کا کنارہ اور لہر و ٹکانا نظر گل و سنہرہ کی بہار  
 سرسبزی چمن گلزار گلشن میں رنگ بزرگ جانوروں کے نئے نئے رنگ ڈھنگ کے پھر  
 ہر جگہ خوشی اور دل لگی کے فسانے میوے عجائب غرائب تر و تازہ دختون پر تیار پھول خوش  
 پھل خوشگوار ہر جگہ آرام کا جلسا جد ہر دیکھو ساز و سامان عیش مہیا جھیلون اور تالابون اور  
 نہروں کی کیفیت پانی کی لذت اور لطافت ٹھنڈی ہوا کی راحت یہاں پر بے نہایت حاصل  
 ہے اور خوبی آب و ہوا اور صحت و فضا کے سوا زرخیزی اور آبادی بے پایاں ہے اور اس  
 سرزمین نہایت آئین کی خاصیت لطیف باشندوں کے مزاج سے بھی عیان ہے کیونکہ  
 خوش مذاق و عاقل اور غریب دوست مسافر پرور باجان دل بہن اور ہر علم کا ادراک رکھتے  
 اور ہر فن میں چالاک ہوتے ہیں لیکن یہ سخت عیب ہے کہ اپنے مذہب باطل اور عقاید باطل  
 کو بہت پسند کرتے اور اسکی و اہمیات رسومات کے ایسے پابند ہوتے ہیں کہ تعصب کا الزام  
 خاص عام پر پہنچتا ہے \* اس دیار میں رشیم بہت پیدا ہوتا اور انواع طرح سے صرف میں



آتا ہے خصوص کنبواب اور زلفیت کے تہان افراط سے بنائے اور پیچے جاتے ہیں قوت  
 کے درخت لگانے میں ختائیوں کا دستور ہے کہ درو کی طرح زمین ہی پر شاخون کو پھیلاتے  
 اور بلند نہیں بڑھنے دیتے ہیں کیونکہ چھوٹے درختوں کے پتے کی خوراک جب کھڑوں کو پہنچتی ہے  
 ریشم کی تحفگی زیادہ ہوتی ہے اور رنگالے میں اگر یہ سلیقہ عمل میں آوے تو شاید فائدہ بخشے  
 اس صوبے کے ریشمی کپڑے اکثر ملکوں میں مشہور و معروف ہیں اور تمام مملکت ختا اور تمام  
 فرنگستان اور جزیرۂ جاپان اور دوسرے جزائر میں ہزار ہا تھان بکتے اور خواہش و رغبت سے  
 خرید کئے جاتے ہیں اور اس کثرت کی اس قدر رفتی پر بھی اتنا باقی رہتا اور سستا بکتا ہے  
 کہ اس ملک میں کنبواب کے لباس کی تیاری میں اتنا خرچ نہیں پڑتا جو موٹی مہل کے جامے  
 کی بنوائی میں ہندوستان میں ہوتا ہے۔ اس صوبے میں کیا رہ شہر بڑے نامی اور ایک سیٹھ  
 اون سے چھوٹے چھوٹے ہیں سب میں عالی شان شہر مانگوچ ہے اور ناظم صوبے کی بودو  
 کے سب پاتخت اس صوبے کا کہلاتا ہے اور بقول خطائیوں کے یہ شہر شبت برین کے بعد  
 بھشت زرین ہے غرض جن لوگوں نے فرنگستان کے شہروں کو دیکھا ہے اون کے نزدیک  
 یہ مبالغہ ہے لیکن یہ راست و بجا ہے کہ ختا کے اور شہروں سے خوش وضع اور دلکش تر ہے  
 اور وسعت و تکلف میں بہتر اور آبادی میں بزرگ تر ہے کیونکہ شہر نپاہ کی چار دیواری کے  
 اندر دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہمیشہ رہتے اور مکان رکھتے ہیں علاوہ اون لوگوں کے جو  
 سوا دھرمین اور دریا پر بود و باش کرتے اور پشت با پشت سے کشتی کے سوا کبھی کنارے  
 پر قدم نہیں رکھتے ہیں۔ ختا کے اکثر شہروں میں علی الخصوص دارالامارہ پچمین اور شہر  
 مانگوچ میں لکھا آدمی کا شہر دریا میں بسا ہوا ہے اور اس جماعت کثیر میں بعض بعض گاہے گاہے  
 برس میں ایک دو بار کسی ایسی ہی ضرورت کام کے لئے شہر میں جاتے ہیں ورنہ کشتی ہی پر پیدا ہوتے  
 اور ساری زندگی وہیں کاٹتے اور تمام رسومات کو وہیں ادا کرتے اور زمین سے اونکو علاقہ  
 تب ہی ہوتا ہے جب مرتے اور گرتے ہیں۔ اس شہر میں ساٹھ ہزار کاریگر فقط ایک قوم زلفیت

کے تہان کے ہین اوختائیون کے حق بجانب ہے کہ اس شہر کی تعریف اتنی کرتے اور اپنے  
 زعم میں روزمین پر لاثانی سمجھتے ہین کیونکہ حسب طوف قدم اوٹھایے اور نظر کیجئے سوائے منظر  
 خوش کے کراہیت کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی ہے اور مکانات صاف و عمدہ اور ٹکڑیں نچتے  
 و پاکیزہ اور نہرین شفاف پانی سے بہری ہوتی ہیں اور دورویہ دوکانوں میں تکلف کی چیزیں ہری  
 ہوتی ہیں اور جگہ جگہ ترپو لیے کس خوبی کے بنے اور نہروں پر صد ہا پل معاری کی صنعتوں سے  
 مصنع اور آراستہ حاصل یہ کہ خبر و کل پر رونق برستی ہے اور جہنی ایک مرتبہ دیکھا پھر اونے  
 دیکھنے کو سالہا طبیعت ترستی ہے شہر پناہ سے تھوڑے فاصلے پر چنگ ٹانگ کا دریا ڈویرہ  
 کوں چوڑا بہتا ہے اور جزر و مد کا حساب اس میں ہمیشہ پایا جاتا ہے غرض اکتوبر مہینے میں  
 سمندر کی طرف سے ہمارے طرح سے موجہ مارتا اور شور کرتا آتا ہے کہ کانوں میں قفل لگ جاتا ہے  
 اور روایت یوں ہے کہ پانی کا ایک پہاڑ تیرہ وزخا میں تار سے زیادہ بلند اور طوفان سے زیادہ  
 تند ایسی مہیب ہبت سے نمود ہوتا ہے کہ کلیجہ دہل جاتا ہے اور اسوقت کوئی شاعر اگر اس  
 شور و شر کو سنے اور سب سے سمجھے تو یہ تصور کرے کہ قوم جن کے لاکھوں گھوڑے کسی دشمن  
 کے تعاقب میں جوش اور خروش سے ہنہناتے اور اپنی رفتار میں زمین اور آسمان کو تہ و بالا  
 کرتے چلے آتے ہین غرض حال یہ کہ نہ داستان کو وسعت نہ بیان کو قدرت نہ تحریر کو طاقت  
 ہے کہ اونکے وسیلے سے اسکی مہابت کا مرتبہ قیاس میں آوے \* اس وزیر چار گھڑی ن  
 رہے تمام شہر کے چھوٹے بڑے جوان بوڑھے لڑکے بالے امیر فقیر بیکار باکارب سب دریا کے  
 کنارے پر جمع ہوتے اور خدا کی قدرت کے اس منظر بزرگ کا تماشا کرتے ہین \* اس تاریخ  
 کے ناظرینوں نے دیکھا ہوگا کہ بعض امرا کے باغوں میں تقریبی اور طلائی مچلیاں پر تکلف و حوصلہ  
 میں چھوٹی رہتی ہین یہ مچلیاں چیا نکھو کے شہر میں پیدا ہوتی اور ختائی امیرون اور دوسرے  
 ملکوں کے اکابر کے یہاں بڑے داموں کو خرید کی جاتی اور بلور و مرمر کے حوضوں میں چھوٹی  
 رہتی ہین یہ شہر قریب ہانگچو کے واقع اور اوسکی تحت حکومت میں ہے چونکہ ہانگچو کا شہر

چچی گیانگ کے صوبے کا پاس تخت ہے تین ہزار ملکپاہ نائب ناظم کے تابع اور سات ہزار  
 تاراجکا سردار ایک سپہ سالار عالی وقار ہے اس شہر حفاظت کے لیے متعین ہیں تمام  
 مملکت خنائین سیھو کی جھیل مشہور ہے اور ہانچو کہیم کی طرف شہر پناہ کے زیر دیوار واقع ہے  
 اور تین سو تین کوس کا دائرہ ہے غرض صدافس کہ اہل ہندوستان یا ایران کے  
 کسی شخص لائق نے اقلیم خا کی تاریخ نہیں لکھی کیونکہ اکثر شہر اور مقام کا حال قابل اسکے ہے کہ  
 کوئی معقول انشا پرداز اسکے بیان میں طبیعت آزمائی اور اپنے فن کی تمام صنعتیں صرف کرے  
 چنانچہ اس مقام پر لےئے ہانچو کے شہر کے احوال میں سیھو کی جھیل کی تعریف ضرور ہے کیونکہ  
 وہ بہت مشہور ہے لیکن اپنے پاس مٹی گری کا اس قدر مایہ نہیں کہ اسکی کیفیت جیسی کہ چاہیے  
 بیان کروں اور یہ جو حال لکھتا ہوں اپنے مذاق طبیعت کے موافق ہے اسی سبب ہر بزرگ  
 سے امید رکھتا ہوں کہ میرے سخن کی تفصیل کو وہاں کے دفتر تحقیق کی محض فہرست سمجھیں  
 سیھو کی جھیل کا پانی شربت کے مانند شیریں اور خوشگوار اور الماس کی طرح آب و تاب لکھتا ہے  
 اور کول اور تہنہ اور نیلوفر کا تختہ ہر طرف کھلا رہتا ہے ادھر پانی موجیں مارتا اور دھڑھولوں  
 کی بہار سے دل لہراتا تین پتے جھیل کے درمیان سے اس کنارے سے اس کنارے تک  
 بنے ہوئے ہیں اور چونکہ دو گوشے مثل قنچی کے اور ایک درمیان سے نکلا ہے اس جہت سے  
 جھیل کی گویا چھ تقسیمیں ہیں جس طرح باغ کی کیاریاں روشن سے بنتی ہیں اور بڑے بڑے  
 ستون جھیل کی تہ میں گرے ہیں اور اسی پر پتے سنگ سے چنے ہوئے بنے ہیں اور جہاں سے  
 کشتی کی آمد و رفت کے لیے راہ رکھی گئی ہے اون مقاموں پر سنگ مر اور رنگا رنگ پتھروں  
 کے پل نہایت خوش وضع نمودار ہیں اور اوپر نفیس نفیس نیگلے نشست کے لیے جنکی ساخت  
 صندل کے تختوں کی ہے اور چھاوئی او سکی رنگ برنگ چینی کی کھپرلیوں کی ہے اور یہ پتے  
 اس قدر چوڑے ہیں کہ اونکے چچ میں گاڑی جانے کی ٹرک ہے اور اس راہ کے دونوں ہلو پر  
 بیچون اور شتالو اور کیلے کے درخت قطار سے بوئے ہیں اور جبوقت یہ بارور ہوتے خصوص

جب شفا لو کے ثمر نظر آتے ہیں اور پا کے پھول پھولتے ہیں تو عجیب ایک کیفیت نمودار ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کی صورت حال اور ہوتی ہے اور کیسا ہی دلگرفتہ ہوا و سکا غنچہ دل کھل جاتا ہے اور تین خبریرے جھیل میں عجب موقع سے شطرفت ایک اور ایک کھن اور ایک بیچ میں واقع ہیں سطح آب سے یہ خبریرے بہت بلند اور اہم کتنے رنگ کے سنگین مکانات اور دیوہرے اور نیچے چینی کے کپڑے چھائے پر یوں کی بود و باش کے قابل ایسے ایسے تحفہ باغون کے درمیان بنے ہیں کہ بہشت شدا کی کیفیت جو سننے میں آتی ہے ان کے مقابل میں ایک فسانہ بے حقیقت معلوم ہوتی ہے فقط وہاں کی عیدوں کے دنوں میں تب ختائی امرالباس فاضلہ پہنے ہوئے ساز و سامان عیش و عشرت کے ساتھ پرتکلف تہہ ہوئے بوقلمون کشتیوں پر سوار پناج کروائے ہوئے جھیل میں سیر کرتے پھرتے ہیں تو چاروں طرف لب آب پہاڑوں کی چوٹی تک اتنے مناظر خوش نما و خورشید طلعت مہیا جمع ہو جاتے ہیں کہ ان کی دید سے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے \* مولفہ خلق کو جگہ ٹال لب آب پر بسکی نگاہ روئے احباب پر اہل شوق ہزار در ہزار کوئی کسی سے بغلیہ کوئی کسی سے ہیکار \* کہیں چو کا جلسا ہو رہا ہے \* کہیں سخن کا چہر چاہو رہا ہے \* کہیں فوج شان و شوہل ہے \* کوئی سرخوش ہے کوئی مدبوش ہے \* کوئی کیسی جھانک تاک میں مشغول ہے \* کسکا داغ جگر پھول ہے \* کوئی اپنی پوشاک کے پھبن پر مغرور ہے \* کوئی اپنی بے توشگی میں مسرور ہے \* کہیں واہ واہ کا شور مچ رہا ہے \* کہیں صل علی کا غل پڑا ہے \* کہیں ناز ہے کہیں نیاز ہے \* غرض اولن مجموعہ عجیب انداز ہے \* فائدہ تو اتنا پر نقصان بہت بڑا اس میں ہے یعنی دل کو کسب لذت کی از بسکہ ہوس اور دنیا و مافیہا سے بخیری اور تحصیل علم و بہترین کاہلی اور سیری اور بجز عیش اور خیال عیش کے سب چیزوں سے نفرت کٹی ہو جاتی ہے \* سوا اس کیفیت کے جو جھیل کے درمیان میں موجود ہے جس لفظ سے ایسا ہے کہ اس کے تین طرف پہاڑوں کی قطار اور ایک سمت پر شہر واقع ہے اور اولن پہاڑوں ہزار ہا عمارتیں اور ثبت خانے اور نیچے اقسام وضع کے بنے ہیں اور باغون اور درختوں کے بیچ سے

فقور کی عیش گاہ سنگ مرمر کی ایسی نظر آتی ہے جس طرح زمرد کی تختی پر الماس کے پتے جڑے معلوم ہوتے ہیں اور پہاڑوں کے نیچے اور جھیل کے کنارے زمین ایسی ہموار ہے کہ روشین اور چمن بندی برابر ہے اور صد ہا قسم کے پھولوں کی بہار نمودار ہے غرض حاصل یہ کہ اگر دنیا کے شعرا اس مقام و لہریب پر جمع ہو کے فقط جھیل اور اس کے اطراف کی تعریف کرنے میں اپنے میں اپنی ساری عمر صرف کریں تو یقین ہے کہ مضمون سب خراج ہو جاوے اور تمام جہان کی سیاہی اور کاغذ بھی اکتفا کرے۔ جن پہاڑوں کا ذکر کیا گیا کہ جھیل کے تینوں کنارے پر واقع ہیں وہاں شہر ہانگچو کے لوگ دفن ہوتے ہیں اور چونکہ دستور رسم ختائیوں کا ہے کہ ہر شخص امکان کے مطابق اپنے عزیزوں کے دفن کرنے میں تکلف اور آراش کرتا ہے اس جہت سے قبریں نہایت بلند اور خوبصورت ہیں لیکن اس عیش کے مقام میں پھولوں کے درمیان گورستان کا ہونا عجیب عبرت افزا ہے اور چونکہ رنج و راحت اور موت و زندگی کا ساتھ دکھلاتا ہے اس لیے دنیا کی بے ثباتی کی دلیل چشم بصیرت کے آگے عیان ہوتی ہے اور انسان کی خاک نہادی اور بنیاد ثابت کرتی ہے۔ انہیں قبروں کے درمیان ایک وزیر نیک بخت خلاق پرور عاقل و عادل مزار ہے جس پر ہمیشہ اہل ختا ادنیٰ اور اعلیٰ لوہان جلاتے اور پھول چڑھاتے ہیں اور آٹھ سو برس کی بات ہے کہ اس شخص نیکو کی برائی اور بدگوئی مفتریوں نے فقور کے پاس کی تھی یہاں تک کہ پادشاہ کی طبیعت اس سے نفور ہوئی اور بچارے کی جان مفت گئی لیکن چند روز کے بعد جب ثابت ہوا کہ وزیر بگیاہ قتل ہوا تب پادشاہ کا قہراون کمینوں پر گرا اور بدترین سزا سے اوکو مارا اور اوکی لاشوں کو جلا کے خاکستر کو چھوڑا ہوں پر پھینک دیا اور اون بد ذاتوں کا یہ حال کر کے شاہنشاہ نے وزیر کے دفن پر مزار نکو کو لاکھوں روپے کے خرچ سے بنوایا اور تین برس تک اس وزیر خیر خواہ مقتول بگیاہ کے لیے غم کیا اور مٹی لباس پہنا جس طرح والدین کے لیے بٹا کرتا ہے۔ یہ مزار قابل دیکھنے کے ہے اور اس کی چار دیواری کے صدر دروازے پر انہیں چار مفتریوں کی موتیں سطح بنی ہوئی ہیں کہ سر نیچے کیے گھٹنوں کے بل خاک پر پیشانی دگائے وزیر کی قبر کے رخ کی سمت سجدہ میں ہیں اور

قاعدہ زیارت کرنے والوں کا ہے کہ جب اوس فرار پر لوہان جلانے اور پھول کی کرسی چڑھانے آتے ہیں تو کنکری اٹھا کے اون مورقوں کے سر پرارتے ہیں اور انکی حرکت سے نفرت ظاہر کرتے ہیں یہ ہو چو بھی ایک شہر اسی صوبے کا نہایت پاکیزہ اور عالیشان ہے اور خاص شہر میں اور متعلق بستیوں میں اسقدر رشیم کا کاروبار ہے کہ تمام مملکت میں نامزد اور مشہور ہے اسکے علاقے کا ایک چھوٹا شہر اس جنس سے یہاں تک معمور ہے کہ وہاں کا یہ دستور ہے کہ پندرہ لاکھ اوتالیس ہزار روپے کے تھان کجواب اور زلفت کے بدستور مالگذاری سرکار شاہی میں ہر سال دیے جاتے ہیں اور اسی سے قیاس کیا جاسیے کہ فقط ایک چھوٹے سے شہر میں کسقدر مال تیار ہوتا ہوگا جبکہ بعد سودا گروں کے ہاتھ بیچنے اور وجہ معاش کرنیکے اتنا پس انداز رہتا اور خزانے میں دخل کیا جاتا ہے اگر ختم کا یہ دستور ہوتا کہ سیم و زر کے سوا غلہ اور اجناس وجہ مالگذاری میں نہ لیا جاتا تو اکثر صوبوں اور شہروں کے لوگوں کو نقصان عظیم ہوتا کیونکہ بعض جگہ اسقدر افراط بعض چیزوں کی ہے کہ بیچنے اور صرف میں لانیکی بعد بہت باقی رہ جاتی ہے کہ جسکا کوئی خواہان نہیں ہوتا ہے لیکن سرکار غفور کو رعایا پروری اور غریب نوازی اسقدر منظور ہے کہ ہمیشہ سے سلطنت کا یہ دستور ہے کہ جو چیز کشتکاری اور سوداگری کی قسم سے پس انداز رہے بازار کے نرخ دام کیے مالگذاری میں دخل کیا جاوے غرض اسکا حال تفصیل نے مقام پر مذکور ہوگا اس جگہ اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ کیا کنک ایک شہر اس صوبے کا بہت خوش وضع اور اچھی جگہ پر واقع ہے اور نہایت دلکش باغرض فضائیت اور پاکیزگی کے سوا دوسری کسی بات میں مشہور نہیں اور شکرین سنگ کے چوڑے تختوں سے چھی ہوئی ہیں اور دورویہ قطار درخت سایہ دار کی اس خوبی کے ساتھ لگائی گئی ہے کہ اونکے سائے سائے راگیر جاتے اور بارش و تمارت آفتاب سے مطلق اندامین پاتے ہیں پائے تخت ہانگوں کے بعد نینگپو کا شہر اس صوبے میں نہایت خوبصورت اور بہت آباد ہے اور مخصوص وہ وہ سے تجارت کے لیے بہت مناسب ہے ایک تو یہ کہ دریا گہرا اور چوڑا شہر نہا کی دیوار کے نیچے بہتا ہے اور دوسرے یہ کہ سبز چاکی پیدائش اسکے قریب ہوتی ہے اس لیے خریدنے اور بیچنے والوں کو نہایت بہت



ہوتی ہے انہیں دو سببوں سے صاحبان انگریز نے جب غفور سے عہد و پیمان بالفعل کی  
لڑائی کے بعد کیا تو اس بندر کو چار اور شہروں کے ساتھ اپنے جہازوں کی آمد و شد کے لیے  
ٹھہرایا اور شرائط صلح میں وہاں کی تجارت کا اذن اپنی مرضی کے موافق قبول کروایا اور  
اوسکے قبل سوائے کانٹون کے شہر کے دوسرے بندر میں کوئی قوم فرنگستانی نہ جانے  
نہ تجارت کرنے پاتی تھی تیرہویں اکتوبر ۱۸۴۰ء کو انگریز نیپوس کے شہر میں دھلیاب ہوئے  
اور چونکہ چنگی کا قلعہ جو کہ ختائیوں کے زعم میں مفتوح ہوئیوالا نہ تھا چھین لیا گیا اس  
سبب سے انگریز کا رعب شہر والوں پر اس طرح غالب ہوا کہ بے لڑائی بھڑائی نینگپو قصبے  
میں آیا ہر چند کہ سمندر کے متصل یہ شہر واقع ہے لیکن سرزمین بسبب نہروں کے  
اور خاصیت خاص کے اس قدر زرخیز ہے کہ ہر سال وہاں دو فصلیں ہوتی ہیں پستی  
تھان اقسام طرح کے یہاں بہت پاکیزہ طیار ہونے اور دور و دراز سے سوداگر سب اوس  
خریدنے کے لیے آتے ہیں خصوصاً جاپان کے ملک میں ختائی تاجر اس رقم کو لیجاتے  
اور سونا چاندی تانبے سے عوض کرتے ہیں \* اسی شہر سے اٹھائیس یا انیس کو س  
کے فاصلے پر شرق کی طرف چوڑان کا خبریہ واقع ہے جسکو صاحبان عالیشان نے  
چوتھی جولائی ۱۸۴۰ء کو ختائیوں سے چھین لیا تھا لیکن صلح کے بعد واپس کر دیا غرض اوس جگہ  
کی بد آب و ہوا سبب قدر فوج انگریز کی نقصان ہوئی اوسکا ایک حصہ تمام لڑائی میں ضرت  
شمشیر سے مارا نہیں گیا چونکہ اس تانچ کی دوسری جلد کے تیسرے دفتر میں اوس لڑائی کا  
احوال لکھا ہے جو انگریزوں اور ختائیوں کے درمیان ۱۸۴۰ء میں شروع ہوتی تھی اور  
۱۸۴۲ء میں اختتام کو پہنچی اس سبب سے نینگپو اور چوڑان کے باب میں زیادہ بیانی ضرور  
نہیں \* چوہینگ بھی ایک شہر اس صوبے کا بسبب قدرت اور نوظرزی کے قابل تعریف  
کے ہے کیونکہ میدان وسیع اور سطح میں واقع اور فرنگستان کے شہروں کے مانند  
ہے یعنی جس طرح ویش میں اتنی نہریں ہیں کہ لوگ کشتیوں پر گلی کوچے میں پھرتے

اوسط طرح سے چوہنگ کی گویا شاہراہیں نہرین میں لیکن باوجود اس کے فضیلت ختائی شہر  
 کو ہے کیونکہ چوہنگ کی نہروں کا پانی شیریں اور خوشگوار ہے اور دس میں شورا بہ اوشور  
 شدت سے شہر چوہنگ کے باشندے بڑے مفری شہر میں اور قوانین میں اس قدر دخل  
 رکھتے اور اتنے ذی ہوش اور چالاک اور مقدمہ دان ہوتے ہیں کہ اکثر بڑی سرکاروں میں  
 یہیں کے رہنے والوں کو محرمی اور نشی گری کے عہدے تفویض ہوتے ہیں یہاں سے  
 دئیہ کوس فاصلے پر شہر کے اطراف میں فقوریو کی قبر ہے اور یہ شخص پہلے پادشاہوں میں  
 مشہور ہے اور بقول ختائیوں کے ایسا شخص سارے آفاق میں پیدا نہیں ہوا اور فضائل  
 ثلاثہ یعنی عفت اور عدالت اور شجاعت میں اس کے برابر عرصہ زمین پر کوئی نہیں آیا اور کیا  
 وجود کا نہیں ہوا اس قدر تعریف صاف مبالغہ معلوم ہوتا ہے لیکن اتنی بات تحقیق  
 ہے کہ اگر نہایت ذی شعور و دور اندیش و نیک نہا نہوتا تو اتنی بڑی سلطنت کا انتظام اہل  
 حال میں نہ کر سکتا فقوریو کا بالکل احوال بندے نے اسی تاریخ کی دوسری جلد کے پہلے دفتر میں  
 لکھا ہے جہاں ختا کے تمام پادشاہوں کا تذکرہ نوآبادی دنیا سے ۳۵۲ء تک درج کیا ہے  
 ہو چو کا شہر بھی بہت بڑا اور کوہستان کے قریب واقع ہے اور اس کے اطراف میں ایسے  
 جنگل ہیں کہ آدمی کو وہاں گزرنا سخت دشوار ہے اور وہاں کی خبر جو جان پر کھیل کر لاتے ہیں  
 کہتے ہیں کہ جنگل میں صنوبر کے درخت جڑھ کے قریب اس قدر موٹے ہیں کہ اگر چالیں آدمی  
 اس کے تنے کے گرد بیٹھیں تو فراغت سے جگہ پاویں الغرض جی کیا نگ کے صوبے میں  
 اٹھارہ قلعہ شل شہر کے وسیع اور آباد ہیں اور ان کے علاوہ تیس شہر نامزد ہیں بعض تجارت یا  
 صنعت کے سبب اور بعض فضائیت یا زرخیزی کے لیے لیکن بندے نے سب کا ذکر  
 بیفائدہ سمجھا اور ختائیوں کا خلاصہ احوال لکھا ہے جی کیا نگ کے صوبے  
 میں دو کروڑ س لاکھ باشندے ہیں اور نظامت کے کارخانجات جنگلی اور دیوانی کے  
 اخراجات کی وضع کے بعد ایک کروڑ سترہ لاکھ ستائیس ہزار ایک سو اسی روپیہ سکہ برسم

مالگداری ہر سال مغفور کے خزانے میں جاتا ہے اور اس مبلغ میں زمین کا خرارج پچانوے لاکھ  
ایک تالیس ہزار آٹھ سو روپیہ سکے اور نمک کی بابت سولہ لاکھ پانچ سو ساٹھ روپیہ اور اجناس  
تجارت کی آمدنی و رفتی کا محصول پانچ لاکھ چوراسی ہزار آٹھ سو بیس روپیہ سکے ہے \* \* \*

## ساتواں باب

### صوبہ ہوکووانگ کے بیان میں

چین کا چٹھواں صوبہ ہوکووانگ کہلاتا اور اس مملکت کے عین درمیان اسی طرح واقع ہے کہ  
آٹھ صوبے اسکے چاروں گرد ہیں اور چونکہ یانگ دی کیانگ کا دریا اسکے درمیان سے پورب کی  
طرف پچم سے بہتا اسیلی اوس صوبے کے دو حصے ہوئے ہیں اور یہ دونوں کی زرخیزی اتنی ہے  
کہ ضرب اشل ہوگئی چنانچہ خشتائی کہتے ہیں کہ کیانگ سی کے سال بھر کا محاصل اگر اکٹھا ہو تو چین کے  
نپدرہ صوبوں باشندوں کے لیے ایک وقت کا ناشتہ ہو سکتا ہے لیکن ہوکووانگ کی ایک فصل  
زراعت پر ساری مملکت کے باشندوں کا مدار اوقات برس روزنگ ہو سکتا ہے اور سوا اکثر  
محاصل اس صوبے کے سوتی کپڑے اور پہاڑ کی بٹری بوٹی اور معدنیات سونا چاندی لوہا مین  
بلور کے مشہور ہیں اور یہاں پر نہایت شفاف موم میسر ہوتا اور لباس کا کاغذ کثرت سے بنتا ہے  
بوچا نگفوپاے تحت اس صوبے کا بڑی تجارت گاہ اور نہایت کیفیت کی جا ہے اور دولت اور  
عالیشانی اور غداری میں مملکت خطا کے اکثر شہر سے کم نہیں اور چونکہ یانگ دی کیانگ کا دریا اس  
شہر کے نیچے بہتا ہے اس سبب پوچانگ فوالیسا بڑا بندر ہے کہ دس بارہ ہزار جہاز شہر کے سینے  
پایح چارکوس کے عرصے تک اکثر لنگر کئے رہتے ہیں اور اسے سمجھا جائیے کہ کس قدر خرید و فروخت  
اور ساکنان شہر کے سوا صرف مسافروں کی کس قدر جمعیت ہوتی ہے \* سیانگ ناگفوانگ ایک  
اور شہر ہے جسکے اطراف کے پہاڑوں میں معادن سونے اور چاندی کے ہیں مگر اون کے  
کھودنے کی ممانعت ہے لیکن جہرنوں اور ندیوں میں جو ریزے طلا اور نقرہ کے کوہستان  
کی طرف سے بہکے آتے ہیں اوسپر یکا اجارا نہیں اور جب کا جی چاہتا چن لاتا ہے فیروزہ اور

پھکری اور ایک قسم کی سبز چرخہ کو ختائی مصور بڑے مولوں سے تصویر کی رنگا میری کاپی  
 خریدتے اور ان کے معدن اور نین پھاڑوں میں واقع ہیں زمین کا ان فوٹو ہے جسکی سرحدیں  
 ایک قسم کا موم پیدا ہوتا ہے جسکی تینوں کا شرح سوا شاہ شاہ اور ان کے عزیز جو قربت قریب ہے  
 دوسری جگہ منع ہے اور اس موم کے کئی خاصے ہیں یعنی سپیدی اور چمک بلور کی سی ہوتی ہے  
 اور اسکی تہی دھواں نہیں دیتی اور روشنی کی صفائی اور تانندگی مثل مہتابی کے ہوتی ہے اور دو این  
 بھی اوسکا شرح ہے چنانچہ ہوں ل کیواسطے نہایت مفید ہے اور ختائی وکلا اور جو لوگ کہ  
 درباروں میں عرضیگی ہوتے ہیں اس موم کا ایک ڈالا سیلے کھلایا کرتے ہیں کہ قوت دل زیادہ ہو  
 اور دربار کے دبدبے سے مرعوب نہوجاویں اور اس موم کو ختایں پلاکتے ہیں اور ایک اٹ کا  
 درخت ہوتا ہے جسکی ٹہریں ایک قسم کا چھوٹا سا کھیرا چکا دینے سے وہ اوسکا رس کھاتا اور  
 فضلہ جو چھوڑتا اوسی سے یہ موم ہوتا ہے اور اسکی ایسی قدر ہے کہ سونے کے وزن سے بکتا ہے  
 اور حقیقت میں وہ ایسی ہی چیز کسیر خاصیت ہے کہ سونا اوسکے آگے مٹی ہے یہ ہوانگ چو ایک  
 شہر نہایت وسیع اور غدار اور مشہور بندر ہے اور ماتحت کے ایک شہر میں جھڑا ہے جسکے  
 پانی میں چائے کو جوش دینے سے بہت لطیف ہو جاتی ہے اور اس شہر کے قریب ایک خیرہ  
 نی کو اے کھلاتا اور لوگ اس خیرے کے بائیں ایک نقل کسی سپاہی کی کرتے ہیں کہ جب  
 دشمنوں نے اوسکو دریامیں ڈال دیا ایک سفید کچھوا اوسکی مدد کو آیا اور اپنی پیٹھ پر چڑھا کر اسی  
 پہنچا دیا یہ بات قریب قیاس کے نہیں غرض حقیقت یہ کہ اس خیرے سے چھوٹی ذات کا  
 سپید خوبصورت کچھوا اگڑا جاتا اور امیروں کے یہاں باغوں اور حوضوں میں پلتا ہے اور  
 تھوڑے عرصے میں اسقدر رام ہوتا ہے کہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے کھلاتے ہیں اور چو قو  
 کا شہر بہت وسیع و غدار اور سرزمین بھی اسکی نہایت زرخیز ہے اور پھاڑوں میں معادن فیروز کے  
 ہیں اور یہ شہر لون میں ہوگی جھیل کے کنارے پر واقع ہے اور اس جھیل میں ایک خیر عجب  
 کیفیت کا ہے کہ اس کے نیچے سے ہمیشہ پانی بہتا ہے گویا نے پر کھا ہوا اوجھڑا اوسکی یہ ہے کہ چار

سے اشجار اور نباتات کی خیرین آن ملی ہیں اور شل جال سنگین کے بل کھا کھا کے لپٹی ہوئی ہیں کہ اپنی  
 تہ متھی کی ایسی موٹی جم گئی ہے کہ قریب القیاس نہیں کہ کبھی پانی اوپر غالب ہو و گیا اور ہر چند کہ ظاہر  
 میں نقش بر آب مثل حباب اور متحرک مانند سیلاب ہے مگر حقیقت میں استحکم مثل الفت احباب ہے  
 چانگ چافو ایک اور شہر سرزمین کی سیرابی کے لیے مشہور ہے یہاں تک کہ اگر تمام مملکت میں سب  
 قحط کے غلہ کا نشان تک نہ ملے تو بھی یہاں کی فصل کبھو نہ جلے اور متعدد دندی اور نہر کے سبب  
 پانی کی تکلیف کبھی نہیں ہوتی ہے اور اطراف کے پہاڑوں میں کمی معدن شہر ف کے ہیں \*  
 ہینگ چوفو کا شہر دریائے جزیرے میں واقع ہے اور اگر یہ اطراف کی زمین سنگی اور بلند ہے  
 لیکن کسی جنس کی کمی نہیں اور سہولت معاش بدرجہ ہے اور پہاڑوں میں نقرے کے معدن  
 ہیں اور باشندے بانس کے کاغذ بہت بناتے ہیں چانگ فو ایک شہر ہے جس کا عرض  
 طول کم مگر نہایت زرخیز ہے اور کولہ لیمو افراط سے وہاں ہوتا ہے اور ایک قسم کا بیج بھی ملتا  
 کہ جاڑوں میں جب ایام دوسرے لیمو کا ہو جاتا ہے تب اسکے درخت با مراد ہوتے ہیں اور یہ  
 لیمو نہ توں تک میٹھا اور معطر اور خوش رنگ ایک رنگ پر رہتا ہے اور کچھ نیزگی نہیں دکھاتا  
 اور اس شہر کے اطراف کے پہاڑوں میں فیروزیکے کئی معدن ہیں چن چوفو ایک شہر پہاڑوں  
 میں معمور ہے اور معدن سونا اور چاندی اور سیلاب اور فیروزہ کے اطراف میں ہیں اس شہر  
 کی سرحد میں پہاڑوں کے درمیان ایک قوم جنگلی آدمیوں کی رہتی ہے جسے ختائیوں کی زبان  
 نہ چال نہ چلن نہ گفتار نہ رفتار ذرا بھی ملتی ہے اور اہل چین کی روایت یہ ہے کہ کتے اور آدمی  
 کی نسبت ان کی نسل ہے لیکن یہ بات صریحاً جھوٹھ ہے اور دشمنی اور ناجنسیت وجہ اس ملت  
 کی ہے \* الغرض کہ صوبے کی دو تقسیم میں چون شہر میں اس کی پہلی تقسیم یعنی ہونہ میں قریب ڈیڑھ کروڑ  
 باشندے ہیں اور دوسری تقسیم ہونان میں تخمیناً ایک کروڑ اور تیس لاکھ باشندے ہووینگے اور تیسویں  
 کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ نوے لاکھ روپے بابت خراج زمین اور  
 تیس ہزار روپے بابت محصول جناس تجارت دارالامارہ چھپین میں بھیجا جاتا ہے اور ہونان

۵۰  
کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ تیراٹھ لاکھ روپے بابت  
خرچ زمین اور ایک کروڑ پانچ لاکھ بابت محصول خالص تجارت فقہد کے اخراجات بین سالانہ داخل ہوتا ہے

## آٹھواں باب

صوبہ ہونان کے بیان میں

یہ صوبہ مملکت خٹا کے درمیان واقع اور اس ملک کے اکثر مورخوں کا اسپر اچھا ہے کہ جب  
ابتداء میں سلطنت خٹا کی بنیاد ڈالی گئی اسی جگہ سے پہلے آبادی شروع ہوئی اور یہ سرزمین  
کنہ آباد وہاں کی قدیم شہنشاہان والا نژاد کی تخت گاہ مدتوں تک ہی اور سچ ہے کہ اس جگہ  
اب وہو فصحت و فضا ایسی لطیف و خوش اور پاکیزہ و دلکش ہے کہ قابلِ بخوشی زندگی کرنے  
اور عیش و آرام سے رہنے کی معلوم ہوتی ہے اور وہاں کی زمین عمدہ اور بہتر اور سیر حاصل  
اور اس قدر شاداب ہے کہ پھولوں کے جنگل کاٹ کے لوگ زراعت کرتے اور گلشنوں  
میں مل جتوا اناج بوٹے ہیں۔ **مولفہ** سرزمین ایک لطیف و آبادان ہے آب و باغ میں  
روش پہ روان ہے جنگلوں میں بہار گلشن ہے رشک گلشن ہانکا گلخن ہے گل و سبیل  
کے ڈھیر ہیں ہر جا۔ بلبلوں کی بھیڑ ہیں ہر جا۔ لب غنچہ جہان کہ خندان ہے چشم  
بلبل وہاں پہ گریان ہے۔ سرو جس جا کہ بر لب جو ہے۔ لب قمری پہ شور کو گو ہے پیش  
بازار ہر طرف ہیں لگی۔ ہیں خریدار شوق سے پھرتے۔ عشرت آرام ہر جگہ موجود۔ شہر کیا  
بلکہ خانہ بہود۔ اور جب کہ حال یہ ہے تو نہیں تعجب بلکہ حکمت کی رو سے واجب ہے کہ  
لوگ بھی ایسے دیار کے پاکیزہ طینت لطیف طبیعت خوش مزاج عیش و آرام طلب ہووین کیونکہ  
کلیہ ہے کہ جہان سہولت معاش ہے وہاں عیش و آرام پر دل پاش پاش ہے بلکہ وہاں کے  
لوگ بالخاصہ ان صفتوں کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اس صوبے میں  
سوداگری نہایت سرد اور مدہم ہے اور تجارت کا بازار مطلق گرم نہیں کیونکہ حضرت انسان  
کی طبیعت ہمیشہ راحت دوست اور آرام طلب ہوتی ہے اور جدوجہد و کوشش و سعی ہی کو



کرتے جو فکر معیشت میں دلگیر اور زنجیر تنگدستی میں پائیدار سیر میں تردد وہی کرتے جنگی اوقات  
 بے تردد کیے نہیں بنتی اور بارگراں وہی اٹھاتے جبکہ او سکے بن اٹھاتے تلاش حاش کے  
 بوج سے سبکدوشی حاصل نہیں ہوتی۔ **لمولفہ** مالور محنت سے کوسون دور میں پختی  
 اس مرض میں رنجورین بہ سنگ غم سے روز و شب صبح و مسائیل شیشہ پتھرون سے چورین \*  
 اس صوبے کا پایے تخت کیفونگ فو ہے اور یہی ایک نئی بات اس دارالریاست کی مشہور  
 ہے کہ شہر کی کرسی خاک ریا کی سطح آب سے بہت نیچے ہے چنانچہ پانی روکنے کی کچھ نیچے  
 شپے اور باندہ کی حاجت ہوتی اور روایت ہے کہ ایک دفعہ جب نظام ملک میں فوج واقع  
 ہوا اور سرکشوں نے اس شہر کو بارادہ تخیر محاصرہ کیا تب شہر والوں کی مدد کو فوج کی  
 طرف سے بہت سے لشکر آئے لیکن اس فوج کے سردار کو دشمن غارت کرنے کی ایسی ایک  
 بری ترکیب سوچھی کہ اسے اپنی ہی طرف زیادہ ہلاکت ہوتی یعنی دریا کے لشپے کو اس نے  
 تڑوا ڈالا اور تمام شہر کو تہ آب کر دیا اور اس سانحہ عظیم میں تین لاکھ آدمی سے زیادہ شہرت  
 موت سے جام حیات کو لبریز کیے اور شراب مرگ پیالہ اجل سے پی غرض ہر چند کہ بعد چند  
 ایام کے شہر کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور سر فوجاٹھ ملک آباد ہوا مگر پہلے کی رونق پہر نہوئی اور نہ  
 پُرانی خوبی نے تازگی پائی مثل مشہور ہے اگلی بات ہمیشہ اگلون کے ساتھ جاتی ہے۔ **لمولفہ**  
 عالم فانی کی یار و چال دیکھی ہے عجب اس جہان سے جو کیا ویسا نہ آیا پھر کوئی بہ باز ہے  
 دنیا کی ہر ہر دانوں میں اسے ہمیشہ کھودیا ہاتھوں سے جو ویسا نہ پایا پھر کوئی نہ کوئی  
 دوسرا شہر اس صوبے کا بہت وسیع و غدار ہے اور اس صوبے کے اور شہروں سے یہ شہر اچھی  
 تجارت گاہ ہے اس کے اطراف میں باغ بہت با وسعت اور اقسام میو جات کی کثرت  
 ہے اور یہاں ایک جھیل ہے جس کے پانی کی تاثیر سے لشیم میں آب و تاب اور چمک و مکا و  
 مضبوطی اور ملائی ایسی ہوتی ہے کہ سیکڑوں منزل سے جولا ہے جاتے اور اس پانی میں  
 لشیم کو دھوئے ہیں اور اس شہر کے باشندے ایسے خوش خلق اور مسافر پر ہیز ہیں کہ ہر چہ

ختائی مضمون سے اس شعر کے واقعہ میں ~~شہر~~ خشت وطن از تحت سلیمان خوشتر  
 غار وطن از سبل و ریحان خوشتر باوصف اسکے اگر قضیہ اتفاقی سے اون میں کوئی شخص گیا  
 وہاں کی خوبیوں میں اوسکی طبیعت ایسی لگی کہ پھر اپنے گھر مشکون سے پھر ~~لمو~~ لقمہ باغ میں بلبل  
 یہی کہتی تھی کل صیاد سے کہ کب چین کو چھوڑ کر ظالم قفس میں جاوین ہم ہونان فواکب شہر  
 ہے حسین قدیم شہنشاہ سب اکثر رہتے تھے اور اب بھی اونھوں کی کسی معظمت شان قبرین  
 اطراف شہر کے باغوں میں موجود ہیں چونکہ ختائیوں کے قیاس میں اونکی مملکت نافت میں  
 میں اور ہونان کا صوبہ اوس مملکت کے بچو بیچ اور پھر یہ شہر اوس صوبے کے وسط میں واقع  
 ہے اس لحاظ سے بقول اونکے شہر ہونان فوسفہ زمین کے دائرہ کا نقطہ مرکز ہے وہاں پانچ  
 کا شہر بہت غدار اور وسیع ہے اور اوس کے اطراف کی سرزمین سے کئی دیاہتے ہیں اس  
 سبب وہ اتنی زرخیز ہے کہ جب فوجیں شہنشاہ کی وہاں پر ڈیرہ ڈالے مہینوں پر رہتے ہیں  
 تب بھی شہر کی گرانی کبھی نہیں ہوتی اور قریب کے کئی پہاڑوں سے فیروزہ حامل ہوتا ہے اور  
 وہیں ایک قسم کے سانپ کی خلقت ہوتی ہے کہ جس سے فالج و لقوہ و عیشہ کی بیماریوں کی  
 دو انتہی ہے اور اطباء ختائے اس سانپ کو شراب میں ڈال عرق اور جوہر کھینچ لیتے اور  
 اور لقوہ اور فالج کے مریضوں کو پلا کر اکثر اچھا کرتے ہیں چوہنگ فواہ شہر کے اطراف  
 میں بہت چائے پیدا ہوتی ہے غرض اسے بطرح چھوٹے بڑے شہر اس صوبہ کے سب  
 سمیت اوتیس ہیں اور یہاں کے باشندے اڑبائی کروہین اور کعبہ وضع اخراجات  
 نظامت اور دیوانی کے ایک کرو پانچ لاکھ چھ ہزار دوسے چالیس روپیہ بابت خراج زمین  
 بیالیس ہزار چھ سو بیاسی روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ مغفور کے خزانہ کا وہیں اخل ہوتا ہے

## یونان باب

صوبہ شان ٹان کے بیان میں

کنگ فوسی جو ختاکا حکیم الحکما تھا اور دانائی میں یونان کے فلاسفہ عظام ارسطاطالیس و فلطون

وغیرہ سے مرتبہ اوسکا سبقت کے کیا اسی صوبے میں پیدا ہوا تھا غرض اس حکیم نے بدل کا  
 تذکرہ دفتر ثانی میں لکھا جائیگا اور جہاں شنشایان فرخ فال کا حال درج کیا جائیگا وہاں اس  
 صاحب کمال عدیم المثل کے اوصاف حمیدہ اور خصال پسندیدہ کا ذکر زبان قلم پر آئیگا  
 چونکہ صرف اسی استاد فیلسوف کے قال لازوال پر انتظام مملکت چلا جاتا ہے اسی باعث سے  
 ختم کی ریاست کو اب تک بقا ہے حالانکہ کیانی اور روم قدیم کی سلطنتیں بے گتین نشان تک  
 بھی نہ باقی رہا نام کا نام لینا عقل صواب اندیش کے نزدیک بیجا ہے مگر ختم پر باوجود یورش  
 تا آرمطلق ادا رہا نہ آیا اس صوبہ میں پانی کم برستا ہے لیکن اس کی عوض اتنے دریا اور نہر اور جھیل  
 اور تالاب ہیں کہ زراعت میں نقصان نہیں آتا چھتا کی سب سے بڑی نہر جو شنشای کی مملاتی اس  
 ملک کے درمیان سمجھتی ہے اور شاہی انبار خانوں میں بھی اناج کی کشتیاں اس طرف سے  
 دارالامارت چھپن کو جاتی ہیں اور ان کی جمعیت کثیر کا ہر سال اس نہر سے گزرا ہے اور گیارہ بارہ  
 ہزار سے کم بھی ہیں جاتیں چچی نانگ فوکا شہر پاسے تخت اس صوبہ کا بہت وسیع و شہر غدار  
 ہے اطراف میں لیسک جھیلیں اور تالاب کثرت سے ہیں نہرین شہر کے درمیان پانی سے ہمیشہ  
 ملبس رہتی ہیں چوٹی اور عمیق ہیں ہزاروں من کی کشتیاں شہر کے ہر بازار میں لگی رہتی ہیں اور ان  
 نہروں پر نفیس کئی راہ چلنے والے کے آرام و شہر کی زینت کے لیے بنے ہوئے ہیں اور چونکہ  
 ایام قدیم میں کئی شنشای ختم اور باج گزار ملکوں کے پادشاہ سب یہاں سکونت کرتے تھے  
 اور ان کے مزار شاندار پہاڑوں میں ہیں اس سبب سے اس شہر کی بڑی غرت ختمیوں کی  
 آنکھوں میں ہے **موضع فی الحقیقت** شہر ہے یہ پرفضا کیجیے تعریف جو کچھ ہے بجا ہے  
 اولوالباب خطا ہے پر صواب ہے کرتے ہیں عظمت جو اوسکی بجا ہے اس شہر کے قریب  
 بن چنگ کا شہر ہے وہاں ایک قسم کا شیشہ لہاناک بنتا ہے کہ اگر تہ ہوا میں رکھ دیا جائے تو  
 اوسکے صدمے سے فوراً آسیب لے لے بغیر صاف ترق جاتے دیکھنے والا سوائے حیرت کچھ  
 نہ پا خاک پر ٹکڑے ٹکڑے دیکھ کر آئینہ دل چور چور حکمرین ہزاروں ناسور شکل خانہ زنبور نمایاں چہنما

سے نہ خون روان رہے اوسکا عکس نہ ملے \* اس میں مہنی سے رشک جلب کرنے کی جاست \*  
 ایک فقرہ ہے اوصاف سے یہ اوسکے لکھا ہے \* اس صوبے میں ایک قسم کا کثیر اشل کمار کے  
 پیدا ہوتا ہے اور اوستے موٹا ریشم نکلتا اور ایک طرح کا ریشمی کپڑا نہایت گت اور مضبوط بنتا ہے  
 ہر جگہ بوجھش لیا جاتا ہے \* میں چو فودوسرا شہر اس صوبے کا درمیان دو بڑے دریا کے واقع  
 ہے اس سبب سے آب ہوا اوس سرزمین کی نہایت لطیف ہے اور پل اسی شہر میں بہت عظیم  
 ایک سواستی گز لنبائے ایسا کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا اور اس شہر کے تحت میں کیو فوین کا شہر  
 ہے جس میں فلیسوف عظیم حکیم مکرم کامل زمان عاذق دوران حکیم گنگ فوسی کے کئی یادگار نمودار  
 از طرف سرکار اور بعض رئیسان خجستہ کردار بنے ہوئے ہیں حالانکہ حکیم ممدوح شہر چوہین میں جو  
 اوسکے قریب ہے پیدا ہوا تھا \* ٹانگ چینگ فو کا شہر بڑی نہری چونکہ واقع ہے اس جہ سے  
 تجارت کا عظیم ہے نہرا باہماز ہمیشہ وہاں لگے رہتے ہیں اور کئی معقول عمارتیں شہر میں ہیں  
 خصوص ایک ثبت پل اور بہت طبق کا منار مثل منار نان کنینگ کے ہے اور اس طرح چینی کا  
 نبا ہوا ہے اور باہر گھٹے اوسی انداز سے لٹکے ہیں اور ہوا کے بہنے سے صدا سے خوش اون  
 پیدا ہوتی ہے \* تین ہو فو اور لی چو فودو شہر کسی اور بات کے لیے مشہور نہیں بجز اسکے کہ دونوں  
 میں ایک ایک قلعہ بہت مستحکم بنا ہے اور لشکر شاہ حفاظت ملک کے لیے اون میں متعین ہیں  
 اور جنگی جہاز بھی نگہبانی کے لیے موجود ہر چار حدو دین رہتے ہیں حاصل کلام اٹھائیس شہر چھوٹے  
 بڑے اس صوبے میں ہیں اور قریب اڑھائی کروڑ کے باشندے ہیں اور اجدوضع اخراجات  
 نظامت و دیوانی کے ایک کروڑ بارہ لاکھ چورانوے ہزار دو سو آٹھ روپے بابت خراج  
 زمین اور چار لاکھ چھپیس ہزار آٹھ سو سولہ بابت نمک اور اٹھانوے ہزار چار سو چھپیانوے  
 روپیہ بابت محصول اجناس تجارت اس صوبے سے فقور کے خزانے میں سالانہ جاتا ہے \*

## دسواں باب

صوبہ شان سی کے بیان میں

اس صوبے کی آب و ہوا بہت اچھی اور زمین بھی نہایت زرخیز ہے سوائے چاول کے  
 سیر قسم کا اناج یہاں کثرت سے پیدا ہوتا ہے ہر چند یہاں کے لیے پانی بہت چاہیے مگر لیب  
 قلت نہر و تالاب پانی بقدر احتیاج دستیاب نہیں ہوتا لیکن مشک اور سنگ سماق اور سنگ مر  
 اور سنگ زبرجد اقسام رنگ کا نکلتا ہے فیروزہ اور بلور بھی اس صوبے کے پھاڑوں کا نام ہے  
 کان آہن و شورے کی کئی معدن ہیں اور اس ملک کے بعض پھاڑوں کی چوٹی پر میدان  
 وسیع اس طرح کا ہے کہ کو سون تک جس کا حساب نہیں اور سپر شکاری کی جاتی ہے فصل  
 بفضل افضال حقیقی معقول ہوتی ہے باوصفیکہ بخر باران حمت وہاں پانی کا نام نہیں اس  
 صوبے کے باشندے بڑے مضبوط اور بہادر ہوتے ہیں اور مطابق قاعدہ کلی کے حلیم  
 سلیم مشہور ہیں مگر حد سے زیادہ کون و ابلہ ہوتے ہیں کسی علم سے مطلق شوق نہیں رکھتے اور  
 مستورات یہاں کی حسینہ اور جمیلہ ہوتی ہیں اور اس طبقہ میں انکورا باغراط نہایت تحفہ  
 اس طرح کا پیدا ہوتا ہے کہ شاید رو سے زمین پر کمین میسر نہیں آتا اگر یہاں کے ختائی چاہیں  
 تو شراہین اسی کھینچ سکتے کہ قابل جام جمشید میں بھرنے کے ہوں لیکن او جڈگنوارا و سکو سکھا  
 کے کشش نہاتے ہیں کظم حماقت سے پر مغر ہیں و کشف کہ بد کرتے ہیں کیا عدائے  
 لطیف کہ کو تیلے کے معدن بھی یہاں نشدت ہیں اور اسکی تنگی یہ ہے کہ انکار سے بہت  
 صاف و شفاف ہوتے ہیں دیر تک رہتے اور دھواں نہیں دیتے ہیں اور فرش فروش  
 کے لیے قالین یہاں ویسی عمدہ اور خوبصورت بنتے جس طرح ایران اور روم میں ہوتے ہیں  
 لمولفہ بلکہ اوپر فوق رکھتے ہیں یہ بعض کام میں مشترک نام نکالتے کشمیر و مصر و شام  
 میں ہوتی ہیں فوا اس صوبے کا پاس تخت ہے کیوقت میں شاندار تھا جب پادشاہ  
 غزنیہ واقربا نے یہاں سکونت اختیار کی تھی لیکن جب سے کہ وہ خانوادہ بلبٹ گیا یہاں کا  
 بھی طبقہ اولٹ گیا بقول شاعر پردہ داری میکند و قصر قصر عنکبوت ہونم ہوت  
 سیرند برگنبد افراسیاب غرض لوہے کے باسن اور آلات اور ہتھیار جنگ کے یہاں

تجارت ہے پشینے کے کپڑوں کا بازار گرم ہے اور ساری مملکت کے سوداگروں کا لینون کی  
تھنگی پر لوٹے رہتے پائون پڑ کے سر کے بھل لیجاتے انکا ذکر عاصی کر چکا کہ رشک ایران و روم  
ہوتے ہیں پشین یاں فواس صوبیکادوسراشہراں بات کے لیے مشہور ہے کہ غنفور یوچکیت  
ختا کے پھلے پادشاہوں میں تھا اوس نے اسی شہر کو اپنا پایے تخت قرار دیا تھا اوس عالی سمت  
مرتب شجاعت شعار مدبر روزگار عادل بعیدل کا ذکر اس تاریخ کی جلد دوم میں کیا جا چکا اس جگہ  
اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ بڑی سلطنتوں کے بانی ایسے ہی شخص ہوتے جیسا کہ یہ تھا۔ **مولفہ**  
عادل ہو تو ایسا ہو جو سلطان ہو تو ایسا ہو وہ عاقل ہو تو ایسا ہو خاقان ہو تو ایسا ہو۔ اس کے  
قریب ایک جھیل شور اکیس کوس کے دائرے میں اور ہے اوسکا پانی کھاری مثل سمندر کے ہے  
اوس میں نمک افراط سے پیدا ہوتا ہے۔ فین چو فو بہت پرانہ شہر اور محمول تجارت گاہ ہے  
اطراف کی زمین حالانکہ کوہسار ہے لیکن کسانوں نے ریاضت کے زور سے اسے ایسا زرخیز  
کیا کہ بڑے فائدہ کی جاتے کتنے چشمے آب گرم کے اوس کے قریب ہین ترلون سے لوگ آ کے  
وہیں جمع ہوتے ہیں ایک قسم کا مالکھم نشی وہاں تیار ہو کے اور اور صوبوں میں بھی جاتا ہے اور  
سرور و ذائقے اور قوت کی بہت تعریف ہوتی ہے۔ ہائی ٹون فوکا شہر دیوار ختا کے نہایت  
قریب ہے چونکہ قوم تاتار کی یورش کرنے کی جگہ ہے اس لیے شہر کے موچے بہت مضبوط ہیں  
اور کئی سہار سپاہ بیان ہمیشہ متعین رہتی ہے اور اطراف کے پہاڑوں میں فیروزہ اور سنگ مرمر کی  
کان ہیں اور ایک قسم کا زبرجد ملتا ہے جسکی سپیدی اور چمک شیم کے مانند ہوتی ہے اور جنگلوں  
میں جڑی بوٹی بہت اقسام کی میسر آتی ہے غرض چھوٹے بڑے اٹھائیس شہراں صوبے میں  
ہیں اور سیکیڑوں قلعے دیوار ختا کے قریب جا بجا واقع ہیں تاکہ تاتار کی یورش ملک میں نہ پائے  
اور **مولفہ** رہن سب لوگ عیش و راحت سے بچ پہنچے نہ دست آفت سے۔ اس صوبے  
میں دو کروڑ ستر لاکھ باشندے ہیں اور بعد وضع اخراجات نظامت اور دیوانی کے ایک کروڑ  
ایک لاکھ ستھتر ہزار نو سو بیس روپے بابت خراج زمین اور سولہ لاکھ چوتھتر ہزار چار سو بیس روپے



بابت نمک تین لاکھ ترستھہ ہزار سات سو بارہ روپیہ بابت محصول اجناس تجارت مغفور کے  
خزانے میں برسم مالگذاری سالانہ داخل ہوتا ہے \* \* \* \* \*

## گیارہواں باب

چٹن سی کے صوبے کے بیان میں

یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور بعض مورخوں کی یوں روایت ہے کہ اسی جگہ سے خٹا کی آبادی شروع  
ہوئی اور قدیم مغفوروں نے یہیں سکونت اختیار کی تھی اس بیان کے خلاف اوصولوں کے  
باب میں یہی بات بعضے راوی نقل کرتے ہیں لہٰذا اگر یہ سرزمین پہلے نہ آباد ہو کر دوسری  
آباد ہوئی تو اس سے کچھ قباحت واقع نہیں ہوتی اور اگر وہ بزرگی نہیں حاصل تو یہ مرتبہ بیشک  
اوسکو دیا جائیے کہ شہنشاہوں نے اوس سرزمین کو نہایت پسند کی تھی اور مدتوں اسی طبقے  
میں سلطنت رہی لمو لقمہ رتبہ بلند کیون نہواو ت سرزمین کا مسکن یہاں تھا مدتوں مغفور چین کا  
اس صوبے کی تقسیم ہیں آگے تین ناظموں کو یہاں کی صوبہ داری سپرد تھی لیکن چند روز  
سے ایک موقوف ہو گیا چاول کی فصل یہاں اچھی نہیں ہوتی اس جہت سے کہ پانی کم پرستہ  
گھٹا کے دیکھنے کو دل ترستہ ہے کسی عنوان سے اکثر مقام پر حسب ضرورت پانی میسر نہیں ہوتا  
غرض اور اقسام اناج کی افراط سے باشندوں کو قحط کی شدتیں لاحق حال نہیں ہوتیں اکثر تھاق  
ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیاں ویران کر جاتی ہیں لیکن اوسکے عوض خٹائی اونہیں پکڑ کے کھا جاتے ہیں  
بقول شخصے عوض معاوضہ کلہ نذر تو انکی شکایت کرنی زیادتی ہے اس صوبے میں ریونہ چینی  
ومشک وشخرف وموم وشہد وصندل وشنگی کوتیلہ اور اقسام ادویات کثرت کے ساتھ ملتے طلا کی  
کئی کان ہیں اگر وہ کھودی جاوین تو یقین ہے کہ سیکڑوں من سونا پیدا ہو لیکن مغفور کی ممانعت  
ہے اونکا کھودنا وقت ضرورت پر موقوف رہا غرض مذیوں اور جھرنوں میں اوسکی ریت جو  
بکے آتی ہے اوسکے جمع کرنے میں صد ہا آدمی کی اوقات بسر ہوتی ہے اور سیاح جو اوس  
ملک میں گئے نہیں اونکی روایت یوں ہے کہ اس صوبے کے باشندے سلیم الطبع حلیم الوضع

اہل مخالفت و فساد سے بری شیرازہ بند رستی و دوستی نہایت کریم الاخلاق عمیم الاشفاق ہوئیں  
 لہذا جسے انسانیت عبارت ہے وہاں ہر ایک کی وہ عادت ہے کہ پاک نیت خجستہ  
 خصلت ہیں ہر طرح سے وہ سب غنیمت ہیں پختصیل علوم و فنون کی طرف اکثر رجوع کرتے ہیں  
 سی گھان نوکا شہر چونکہ ایک زمانے میں تخت کاہن غفوران چین تھا اور اب ناظم کے رہنے کی  
 جانتے ہیں ان دو سببوں سے بہت آباد اور دل پسند جگہ ہے شہر نیاہ کی چار دیواری مثل قلعہ کے  
 مورچوں کے بنی ہوئی اور زیر دیوار گہری اور چوڑی کھائی کھدی ہوئی ہے اور جگہ جگہ قطار سے  
 مورچوں کے اوپر اونچے اونچے برج مثل ہندوستانی امیروں کے نوبت خانوں کے بنے ہیں اور  
 اون میں سپاہی پہراچی دیتے رہتے ہیں اور دارالامارت چھپین کے بعد اس شہر کا رتبہ برب  
 مضبوط ہونے اور سامان جنگ سے مہیا رہنے کے سمجھا جا رہے اور شہنشاہی فوج کی وہ تقسیم  
 جو طرف شمال حفاظت سلطنت کی واسطے مقرر ہے اس شہر میں متعین رہتی ہے اس کے اطراف  
 کی رعایا اور حتماتیوں سے بہادر و محنت کش اور قد آور و وجیہ ہوتے ہیں اس شہر کے اطراف  
 میں ایک قسم کا باڑ بہت بڑا پیدا ہوتا ہے اس کا گوشت ایسا لذیذ ہوتا ہے کہ ذائقہ اور  
 ملاہیت میں حلوان فریبہ پر اس کو ترجیح دیتے ہیں اس سولہ سے پچیس سیجائی میں اس شہر کے  
 اطراف میں ایک لہنا تختہ تنگ مرمر کا زمین سے کھود کے نکالا گیا اس پر یہ مضمون کھدا ہوا تھا  
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ملک یہود میں پیدا ہوئے تھے تو اس حسان میں ایک نیا  
 ستارہ جو قبل ان کے کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا دکھائی دیا اور شرق میں کئی بادشاہوں نے اسے  
 ملاحظہ سے نذر دینے کے لیے ملک یہود کی راہ لی اور وہاں پہنچ کر اس طفل مقدس کو نذرین گزرا  
 اور ایک شخص عیسائی مسے الپین سن چھ سو چھتیس سیجائی میں درمیان چین کے آیا اور غفور و  
 نے اس کے مذہب کا حال دریافت کر کے اس کو راست سمجھا اس کے حق میں فرمان جاری کیا  
 اس شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کو ترقی مملکت چین میں از ابتدا سے  
 سنہ چھ سو چھتیس سیجائی کے سنہ سات سو بیس سیجائی تک تھی اور اسی سال میں اس شخص پر وہ

مضمون واسطے یادگار کے کھودا گیا تھا شہنشاہ نے ایک معبد گاہ میں اوسکو رکھوا دیا اور اوس مکان پر جب پت پرستی نے پھر سر اٹھایا ویرانہ اور خرابہ ہو گیا اور وہ پتھر بھی زمین کے نیچے دب گیا بالفعل کھود کے نکالا گیا اور لوگوں پر اوسکا مضمون ظاہر ہوا ہے \* ہاں چان فوکا شہر پتھریلی اور کنکریلی زمین میں کوہستان کے نزدیک واقع ہے لیکن دامان کوہ کی زرخیزی ایسی ہے کہ اور جگہوں کی اوسرائی کا عوض ہو رہتا ہے اور پہاڑوں میں مشک کا ہرن پیدا ہوتا اور اوسکا نافہ میر آتا ہے اور شہد و موم اسقدر میر ہوتا ہے کہ لینے والوں کے ہاتھ تھک جاتے ہیں گڑبھین کمی ہنیں آتی اور کئی معدن شجرف کے بھی ہیں \* اس شہر تک ایک ٹرک کئی منزلوں سے آتی ہے اوسکا حال سننے سے دل کو سخت حیرت ہوتی ہے روایت یہ ہے کہ ختانی فوج کو ایک دفعہ کئی پہاڑ اور جنگل اور دریا کو طے کر کے اتفاق آئیکا ہوا کوئی راہ نہ تھی ایک لاکھ مزدور رہتہ آراستہ کر کے مصروف ہوئے اور ہر روز ایک منزل کی راہ بناتے فوج کے آگے آگے چلے آئے اگر یہ راستہ میدان سے ہوتا تو کچھ زیادہ تعجب کا مقام نہ تھا لیکن جب خیال کیجئے کہ صد ہا پہاڑوں کو ڈھانکے دامان کوہ کو پا دیا اور ہزاروں برس کے جنگلوں کو صاف کیا اور عمیق اور چوڑے دریاؤں پر پل باندھ دیا یہ کارخانہ چند مہینے کے عرضے میں تمام کیا تو بیشک یہ نہایت عجیب معلوم ہوتا ہے اوس راہ کی مرمت ہوا کرتی ہے اور چوکی پھرے جا بجا خطرناک مقاموں پر اٹھوں پہر مقرر ہیں اور چھوٹی چھوٹی لبتیان ابلوڑ سر کے مسافروں کے سمجھنے کے لیے چار چار کوس پر مبنی ہوتی ہیں \* پن لیان فوکا بھی بڑا شہر ہے اوسکی سرحد کی زمین زرخیز آب و ہوا لطیف اور خوشگوار اور اوسکے قریب کی ایک جگہ ایسی گہری اور پانچ گوس تک برابر خندق اسقدر عمیق ہے کہ آفتاب کی روشنی دوپہر دن کو وہاں نہیں پہنچتی غرض اوسکے اندر سے بھی ختانیوں نے راہ بنائی ہے اور اندھیرے کے باعث سے روز و شب مسافر مشعل روشن کر کے راہ چلتے ہیں \* کون چان فوکا شہر درمیان کوہستان کے واقع ہے اور بب پہاڑوں کے شہر مذاہنہ ایک قلعہ اور یورش سے محفوظ ہے کیونکہ پہاڑ کی قطار اسقدر بلند اور بیدری ہے کہ اوسپر سے گذرنا ممکن ہے اس شہر میں ایک مزار ہے اور

خسائیوں کی روایت ہے کہ مغفور فوجی جو پہلا پادشاہ چین کا تھا اوسکی یہ قبر ہے اور اگر یہ بات فی الواقع ہے تو روسے زمین پر اس خزانہ کی سی قدامت کسکو نہیں ہے کیونکہ ہمارے یہاں کے بعض مورخوں نے حساب سے ثابت کیا ہے کہ ایام مغفور فوجی کا جو خزانہ تاریخی میں مذکور ہے وقت حضرت نوح علیہ السلام کا تھا اسکے سوا کئی اور وجوہات صاحبان دہش نے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور مغفور فوجی ایک ہی شخص تھے اور اوسکا حال زیادہ تر جلد دوم کی فصل اول میں بیان ہووے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ لکن ماؤفوکے شہر کے قریب دیوار خستہ تمام ہوتی ہے اور اس لحاظ سے وہاں کا قلعہ نہایت مستحکم ہے اور پہاڑوں سے جو ندیاں بہکر آئیں ہیں اون میں ٹکرے طمانی پرجلا کے بہت میسر ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے کے معدن کئی ہیں اور ایک ذات کا شیر اٹراف میں مارا جاتا ہے اوسکا چمڑا نہایت خوش رنگ اور ملائم ہوتا ہے اور بڑے داموں سے بکتا ہے۔ لیکن بان فوکا شہر قلعہ کہلاتا ہے اس لحاظ سے مورچے نہایت مضبوط اور کھاتیاں لبنت چوڑی اور گہری ہیں اور چونکہ ناکے پر ہے کوش کے خوف سے فوج بھی زیادہ متعین رہتی ہے اور عمارتیں اس شہر کی بہت پاکیزہ ہیں اور دوین شورا اٹراف میں ہیں جنہیں بکثرت سیاہ نمک پیدا ہوتا ہے۔ بسبب قرب دیوار خستہ کے کئی قلعہ نہایت مستحکم اس صوبے میں ہیں اور سوا اونکے اٹھائیس شہر چھوٹے بڑے واقع ہیں اور تین کروڑ باشندے اس صوبے کے دو تقسیم میں رہتے ہیں اور وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے بعد پانچ کروڑ آٹھ لاکھ اسی ہزار روپیہ بابت خراج زمین اور دو لاکھ چالیس ہزار بابت محصول اجناس تجارت مغفور کے خزانہ میں سالانہ داخل ہوتا ہے۔

## بارہواں باب

سلیچوان کے صوبے کے بیان میں

اس ملک سے محاصل بہت ہے اور انواع اقسام کی قیمتی چیزیں طبعی اور صنعی یہاں میسر ہوتی ہیں ریشم کی پیدائش اس صوبہ میں کمال ہے اور لوہا مین اور سیسے کی کان ہیں کہ بہا

و غیر وزہ اور سنگ مقناطیس و مشک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے ہاں لحاظ اسکی سحر میں سے  
 ثبت و ثبات کے یہاں نزدیک میں گھوڑے نہایت عمدہ جنگوں سے آتے ہیں خریدار فرو شدہ  
 و نو نوں فائدہ پائیں لال مفت مال مال ہو جائیں اور گنا ایسا نفیس شیریں ہوتا ہے کہ اسکی تعریف  
 و توصیف میں لکھنے کو بند کھانے والے کو ارض پسند ہے اسکی چینی ایسی تحفہ ہوتی کہ جس علی کس سے  
 تعریف ہوتی ہے اور اگر لذیذ ٹھانی کھا ہو کے سے خدا نخواستہ کوئی بیمار پڑے تو یونہی چینی جو ہلکے میں  
 بہت پر اثر پیدا ہوتی ہے کہ سہماں سے دم بھر میں فساد بیماری کو دور کرتی ہے یہ صوبہ ہندوستان سے  
 بہت فاصلہ پر ہے اس لیے ملک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے اور اگر قدرت کاملہ کی طرف  
 سے یہ بات نہوتی تو باشندوں کو نمک کے لیے بڑی تکلیف ملتی چرن ٹو فو پاسے تخت اس  
 صوبہ کا ایسا وسیع و غدار و شہر عالی شان ہے کہ مملکت ختا کے بڑے شہروں میں اسکی  
 گنتی ہوتی ہے اور جبوقت بعض شہنشاہ اوسمیں تشریف رکھتے تھے اون دنوں ایسی راستگی  
 اور درستگی اسکی تھی کہ باوجود اسکے کہ جب فتور نظام ملک میں من سولہ سو چالیس سیمیں میں  
 مان چوتار کی یورش کے قبل ہوا تھا اس شہر پر بڑی تباہی ہوئی تھی لیکن اتنا بھی رونق  
 بالکل نہیں گئی ہر چند کہ نہایت کم ہوتی ہے اس تاریخ کے ناظرینوں نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اکثر  
 شہر ختائی نہروں سے اندر اور دریا باندی جھیلوں سے باہر سیراب ہیں اور اگر دوسری کوئی  
 دلیل ختائیوں کی دشمنندی اور لطافت طبیعت کی نہوتی تو یہی بات بس کافی ہے کہ اپنے  
 شہروں کو اسطرچہ انھوں نے بنایا ہے اور ایسی ایسی جا پر واقع کیا ہے کیونکہ ٹھنڈی ہوا  
 اور شفاف پانی کے برابر کوئی چیز دنیا میں لذیذ نہیں ہوتی اور نہ اس کے کوچہ کوچہ بلکہ گھر گھر  
 ہے بنطر غور جس پہلو کو دیکھیے فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ تجارت میں ویسی سہولت ہوتی  
 ہے کہ مال کی کشتیاں بازاروں کے عین درمیان بکتی ہیں اور سوا اسکے ہوا جو پانی سے  
 مس کرتی ہوئی آتی خنکی اسکو لامحالہ حاصل ہوتی ہے اور اگر اجناسد کے شریک ہونے  
 تو پانی میں کچھ چھوٹ جاتے ہیں اور سوا اول دو فائدوں کے جو دنیا میں سب سے بڑے ہیں

کیونکہ جان و جان اور فتنے متعلق ہے ازین قبیل اور بھی اکثر دلیلیں ہیں لیکن اوتک ذکر کرنا ہے  
اس عبارت کو طول ہو گیا اور حکمت بہ لقمان آموختن کھلا گیا اس لحاظ سے جن بزرگوں کی نظر سے  
یہ تاریخ گذریکی اور کو اتنی اشارت کی بھی کچھ حاجت نہ تھی لیکن چونکہ ایک موقع بندے کو ملا انا ذکر  
بھی معرض ارقام میں آیا الغرض اس شہر کے اندر جب کا ذکر ہوتے ہوئے یہ جملہ معترضہ در بیان آیا  
نہرین بہت ہیں اور اطراف کی سرزمین زرخیز اور دریاؤں سے سیراب ہے پراونین نو کا شہر  
کیا کہین کے دریا کے کنارے پر واقع ہے اور آہو سے مشک اسکے اطراف میں بہت شکار ہوتا  
اور پہاڑ کی قطار میں ایک پہاڑ اچھوتا ہے اوس میں اقسام طرح کے جواہرات ہاتے آتے لیکن وہ ان  
بلند ہے کہ سخت مشکل سے چڑھائی ہوتی ہے اور جواہر اوس قدر نکلتا ہے جتنی گہری کھائی ہوتی ہے  
گویا یہ پہاڑ جواہر بشار کا انبار ہے۔ اوس شہر کے درمیان سے ایک ندی بہتی ہے اوس کے دونوں  
کناروں پر از خود ایک قسم کا پھول باغبان ازل کا مقبول ایسا پیدا ہوتا ہے کہ رنگ بوسے  
اوس کے دماغ جان خور سند ہے اہل خنہ کو نہایت پسند ہے کوئی چوہو کا شہر دریا کے کنارے پر  
واقع ہے اور بری تجارت کی جاسے اور سوداگری کی جتنی کشتیاں اس میں واپس ہیں داخل ہوتی ہیں  
اسی جگہ پر چھوٹا محصول ادا کرتی ہیں اور اوس کے اطراف کی سرزمین کی زرخیزی اکثر شہروں میں  
قریب و دور مشہور ہے اور اصناف میوہ جات و انواع پھل پھلاسی کی یہاں کثرت ہے خصوصاً  
نانج و چکو ترہ جب پھولتا ہے اتہناز سے نسیم سحری کے راتھ خوش اوسکا اطراف و اکناف ملک  
میں کوسوں تک پہنچتا اور دماغ خلایق کو معطر کرتا ہے یہاں کے پہاڑوں میں ایک قسم حشیون  
کی بڑوباش کرتی ہے اوس کے عادات و حرکات و شکل و شبہات میں شہر والوں سے بہت شبہ  
و مغایرت ہے و آہو ان مشک یہاں کے پہاڑوں پر پیدا ہوتے اور نمک کے چیتے بھی ہیں پر  
جا بجا کھودے جاتے ہیں اور نہروں میں نمک حاصل ہوتا ہے۔ لون کان نو کا شہر اس صوبے  
میں اوس نام کے پر ہے جہاں سے اون تاتاریوں کی یورش کا خطر شام و سحر مل آٹھوں پھر  
رہتا ہے جو تبت بزرگ کے قریب و جوار میں رہتے ہیں اس سبب اسکے قریب کئی مستحکم قلعہ



حفاظت مملکت کے لیے بنے ہیں اور اس کے قریب چلی سی ان کے شہر میں ہیا کے شاہی خاندان کا بانی مہمانی فقہور یو پیدا ہوا تھا اور جس دم اس شہنشاہ عالی وقار کی کیفیت لکھی جائیگی پر ہے وہ یہی کہینگے کہ ایسے شہنشاہ مقل مدبر کے پیدا ہونے سے بنیا دختا کو ایسی پاداری ہوئی کہ آج تک پادار ہے شاید بقاے زمانہ تک ہیگی **لمولفہ** از قدوم سچو شاہ بافرین پگشت طاسر دھان بنیا دھین چہ از کمال دہش و تدبیر شاہ بہ دختا آمد پدیدارین پاکاہ بہ تا ابد باقی ماند لازوال چہ شاید این تقدیر رب ذوالجلال چہ شوکت جمشید و فرغ بقباد چہ وقت کیخسرو شہ والا شد چہ پاکی و دوا شہ نوشیروان چہ تازہ بودے وقت عدش انجہان دولت پرویزان شاہ شہان چہ باد گشت و نیست زان دولت نشان چہ کر کے جوید از انشا بان خبر چہ کے تو اندیافت از فانی اثر چہ ملک شان بر باد گشت و دور شان چہ لیک قائم ہست چہین تا این زمان چہ کیاں چہ کا شہر اسطرح پشل خبر ز کے واقع ہے کہ ہر ہلو پر یا تو دریا یا جھیل یا ندی ہے اور جہان کی سرزمین ایسی شاب و سیراب ہو و اسکی زرخیزی میں کون گفتگو کر سکتا ہے سب قسم کا اناج مہیا علی الخصوص چاول فراط سے پیدا ہوتا اور یہاں کے متصل پہاڑوں پر آہوان مشک بشمار ملتے ہیں **لمولفہ** آہوان مشک رہتے ہیں ہدام چہ کو ہسارون پر یہاں بے کے لاکلام چہ کرتے ہیں او کو شکاری صید جب چہ نافہ مارے نخر پاتے ہینگے تب کیو چہ کا شہر تجارت گاہ عظیم ہے اور اس کے قریب ایک بہت بلند پہاڑ پاؤ کتا مشہور ہے کہ یہ ہے کہ آدمی کو کسی ہی تپ ہو او سپر چڑھنے سے ہوا او س بلندی کی ایسی موافق مزاج ہوتی ہے کہ چارپانچ پرین تپ چوٹ جاتی اور پھر نہیں آتی ہے اس سبب جس شخص کو یہ مرض لاحق ہوتا ہے وہاں جا کر شفا پاتا ہے **لمولفہ** نسیم موافق سے او س کوہ کے پیرین دورب تپ کے اندوہ سے چہ ہوا او سکی سے خوش زیاد شمال چہ ہوا کیا ہے وہ ربکی فضل کمال چہ ہر طرف فضل حق باد ہو چہ رہین او س کے بیمار شہ دہو چہ خدا کی عنایت ہوئی جب عیان چہ ہوئی یہ ہوا رشک باد جہان چہ ہوا چون نسیم سحر دلکش چہ ہوا چون دم عیسوی جان فزا چہ اس صوبے میں چار شہر ایسے ہیں کہ فقط سپاہیوں کی آبادی اول میں ہے اور رعایا وہاں کی پشت پشت ہے

مغفور کی فوج میں داخل ہوتی ہے اور تنخواہ کے ساتھ زمین لاجراج بھی تھوڑی سی عنایت ہوتی ہے  
 پر جب ان کی ضرورت فوج میں ہوتی ہے کہ کورکھ کے تلوار اٹھالیتے ہیں اور ایام صلح میں اپنے گھر  
 چلے جاتے اور مغفور کے حق میں بیٹھے ہوئے دعا دیتے ہیں اور جب طاقت جسمانی اور جلالت طہنی  
 سے وہ سب محفل ہو جاتے ہیں ان کے اہل و عیال کی گذران کے موافق سرکار فیض اثرات زمین بستی  
 ان چار شہروں کے سوا اس صوبے میں اٹھائیس شہر چھوٹے بڑے ہیں اور دو کروڑ ستر لاکھ باشند  
 ہیں بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے ایک کروڑ نوے لاکھ بیس ہزار روپیہ بابت خزان  
 زمین اور نوے ہزار روپیہ بابت محصول اجناس تجارت مغفور کے خزانے میں سالانہ داخل ہوتا

## تیسرا باب

### کوانٹان کے صوبے کے بیان میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک سو کیارہ برس شیراز صوبہ میں بادشاہ سرخو دھکا اور اوسکا  
 خاندان نان یو کسلاتا تھا مغفور چین کی کچھ ایسی پروا اوسے نہ تھی کیونکہ اوسکا ملک بادا و خزانہ  
 سمور غریب و مال افواج کثیر و بہادر تھے جب مانہ اسطرح اپنے ساتھ سید ہاتھاتوا گروہ مغفور  
 سے بیڑ ہے رہے اور ان کی اطاعت قبول نہ کی حق بجانب تھا غرض سنہ مذکور میں دن ادب کے  
 آئے مغفور و انگلی بیہیم ہو کر ایک فوج تہار و شکر جہاز بھیجا اوس خانوادے کو یکبارگی بنیاد سے  
 متاثر کر کے اوس ریاست کو مملکت ختم کے شامل کیا اوس ملک میں بسبب بعد دار سلطنت  
 اور محاصل برو بکر کی کثرت سے پائے تخت چپین کے امرار کبار میں سے ایک شخص عالی قدر  
 مقیم و دیانت دار والا اگر اس صوبہ کا عمدہ جلیقہ صوبہ داری میں مقرر ہوتا ہے اور جس ملک میں  
 کہ یہ صوبہ واقع ہے درجہ بدرجہ سمندر کے کنارہ تک ایک قطع کو ہستان اور ایک قطع میدان ہے  
 اور پروکاری ایسی عنایت ہے کہ اسکے دونوں قسم کی سرزمین سے بڑی آمدنی ہے اور چونکہ سمندر  
 اسکے تحت میں آیا ہے یہ بھی ایک محاصل کثیر کا باعث ہوا ہے اور زمین کشکاری کی ہقدر  
 شاداب و سیراب ہے کہ سال میں دو فصلیں ہر اناج کی ہوتی ہیں اور معاون ہونے وجوہ

و تین و سیلاب و تانبا و شورے کے پہاڑوں میں میں سوا اسکے کوہستان کے جنگلوں سے  
 آبنوس و صندل و کئی قسم کی خوشبو و قیمتی لکڑیاں میسر ہوتی ہیں و سمنہ میں گہر پیدا ہوتا ہے اور  
 مچھلیاں اس فراط سے ہیں کہ باوجود اسکے کہ لاکھوں ماہی گیر ہیں پر جا لین کھان نہیں کرتیں میں  
 بیشم و سوت و مصری و نمک بھی بہت بنتا ہے الغرض جتنی چیزیں امیہ کی خواہش آرام کیو اسطے  
 اور غریب کی رفع احتیاج کے لیے ضرور ہیں فضل انیز دی سے یہاں سب موجود ہیں اگرچہ گرمی یہاں  
 شدت سے پڑتی ہے مگر لطافت ہوا سے امراض متعددی نوادرات سے اور بانڈے یہاں  
 پر زور و قوی اور سال دراز تک ساتھ صحت و سلامتی کے رہتے ہیں کو ان چو فو کا شہر اس صوبے  
 کا پاس تحت ہے اور فرنگستانوں کی اصطلاح میں کان مان کہلاتا ہے اور ایسی تجارت کا  
 عظیم شاید جہاں میں کم ہوگی مشہور ہے کہ آٹھ ساڑھے آٹھ کروڑ روپے کے مال کی اس شہر سے  
 فقط فرنگستان کے ملکوں میں رفتی ہوتی اون میں سے صرف ایک رقم چارے کی کم و بیش پانچ لاکھ  
 ستائیس ہزار من ہے کہ ہر سال فرنگستان کو ارسال ہوتی اور معرض بیع میں آتی اور وہاں سے  
 تین کروڑ کے اسباب تجارت کی آمدنی یہاں ہوتی ہے غرض کان مان کا شہر ایک خطہ بزرگے سواد  
 اعظم ہے کہتے ہیں کہ پندرہ لاکھ آدمی مقیمان شہر سے اس جا پر بود و باش کرتے سوا اسکے  
 موسم تجارت میں جب غیر ملکوں سے سفائن و جہاز کی آمدنی ہوتی ہے تب کچھ ٹھکانا نہیں کہ کس قدر  
 اور کس کس وضع اور رنگ و روپ کے لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں حد ہر نظر کیجئے پہلو بہ پہلو فرنگی و  
 حبشی و ختائی و ملائی و سندھوستانی و مغل عرب و رومی دکھائی دیتے ہیں گویا نوع انسان کا ایک  
 باندہ نو دکھائی دیتا یا عالم زندگی میں حشر برپا ہوتا ہے اس تاریخ کے ناظرین کی خدمت میں عاضی اور  
 مقام پیرض کر چکا ہے کہ مملکت ختا کے اکثر بڑے بڑے شہروں میں یہ قاعدہ ہے کہ لکھا آدمی  
 دریا میں کشتیوں کے اوپر رہتے ہیں شہر کان مان میں بھی علی بن اہل اقیاس اسطرح ہے اور شہر کے  
 سامنے چوراسی ہزار سے زیادہ اوسطرح کی کشتیاں لگی رہتی ہیں راویک بیان ہے کہ اگر کوئی شخص  
 اندک فاصلہ سے زمین کی طرف دیکھے تو سواے جہازوں اور کشتیوں کے نہ دریا نہ شہر معلوم ہو

اور اگر افق آسمان کبہ برف کوئی ملاحظہ کرے تو مستولون کی کثرت کے باعث سے یہ خیال ہو کہ بڑے بڑے صنوبر قد کشیدہ و سرسبز ایک کٹھن درمیان عرش و فرش کے بنا ہوا ہے اور جب شہر کے اندر بارادین بنا مسافر داخل ہوتا ہے تو سفدر شور و غوغا برپا رہتا ہے کہ کانون میں ٹالا لگ جاتا ہے اور ہر وہ کانپرتی چیزیں مادی و کم یاب دکھائی دیتی ہیں کہ انکسین چند ہی جاتی ہیں اور گھیر یون ٹک ٹکی لگ جاتی اور حالت سکتے کی سی ہو جاتی ہے دوکاندار اس شہر کے ایسے خلیق ہیں کہ خواہ آپ کچھ اون سے خریدیے یا یونین برائے سیر جائے لیکن آؤ بھگت کے ساتھ آئیں وہ بھائی کے نیکم جھلین کے چاہے پلائین کے سٹھائی کھلائین کے پھولون کا گلہ ستہ ہاتھ میں ڈینگ اور جب تک آپ رہیے گا خاطر داری میں وہ ختائی ہرگز خٹانگری کے غرض تالیف قلوب کے سب مراتب اہل ختا پر ختم ہے اس جہت سے جو شخص کہ بغیر قصد خرید یا فروخت کے یونین تفریحاؤ کی طرف جانکلتا ہے تو ملاحظہ کے مارے بے کچھ لمبے نہیں آتا اور اگر کوئی جیسا خوب چکھی کر کے یونین اوٹھ آیا تو اس سے بھی تواضع سے خضعت کرینگے اور یہ اہل چین اسکی خطا پر مطلق چین مجبیں نہیں ہونگے۔ شکر کہ اس شہر کی نچتہ و صاف و پاکیزہ میں حالانکہ کثرت خلافت مقام ہے کہ شانے سے شانہ چھلتا ہے اس شہر کے کاریگر ایسے زکی اور زیرک ہوتے ہیں کہ فرنگستان کی مشکل صنعتوں کو دیکھتے ہی اسکی مانند بنا لیتے ہیں اور چوڑ توڑ اس صفائی سے کرتے ہیں کہ خود مو کو اصل و نقل کی تمیز میں حیرت رہ دیتی ہے اور چونکہ قبل اوس لڑائی کے جو فیما بین ختائی و انگریز کے واقع ہوئی تھی غیر ملک کے تاجرون کو نہایت حقیر یہ لوگ جانتے اور اپنے شہر کے اندر قابل رہنے کے نہیں سمجھتے تھے اس لیے فرنگستانی سوداگروں کی کوٹھیاں شہر کے باہر بنے ہوئے ہیں جب سنہ اٹھارہ سو بیالیس میں انگریز کی فوج نے اس شہر کو محاصرہ کیا اور بیک حملہ مردانہ و جرات تہمتنا سے دوس قلعہ پر جو حفاظت شہر کے لیے تعمیر ہوا تھا اپنا نشان اڑایا فوج ختائی دلاوری اور بہادری سے درکان نامان کو چوڑ کر رجہ لقمہ ہی اختیار کی اور پس پا ہوئے اگر کتیاں لپٹ لٹا جو اسوقت کارگزار سرکار انگریز کے تھے چاہتے یا کہ دوسرے سرداروں کی بات سنتے تو انگریز

کی فوج نجوبی شہر میں داخل ہوئی اور اپنے قبضہ میں کر لیتی لیکن انھوں نے یہ نکیا اور صرف ساٹھ لاکھ  
ڈالر یعنی ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ میں وجہ خرچہ زیر باری اس مقابلہ و معارکہ کے ختمیوں سے  
اقرار کروا کے لشکر کو شہر کے اندر جانے سے باز رکھا حقیقت اس اجمال کی جلد دوم میں تفصیلاً  
بیان کی جاگی انشاء اللہ تعالیٰ کانٹان سے چھہ کوس کے فاصلہ پر فوجان کی بستی ہے اور  
حالانکہ اوسمیں کوئی دس لاکھ باشندے ہیں اور بری تجارت گاہ ہے لیکن سبب چار دیواری  
نہونیکے پنجاب شہر نامزد نہونی کیونکہ ختامین قاعدہ ہے کہ جس جگہ مثل قلعہ کے مورچے نہیں ہوتے  
اوسکو شہر نہیں کہتے کانٹان کے دریا کے مہانے پر بندر مکا و واقع ہے اور یہ جاہلاد قوم پرکیز  
کی ہے اور انہیں یہ جگہ مغفور نے عنایت کی تھی جب اونکی دوسے ایک سمندری ڈکیت کہ سخت  
موذی غارتگر تھا کچرا اور مارا گیا تھا دوسری روایت یہ بھی ہے کہ اوس خبر نیے میں فقط ڈاکو  
بستے تھے اور مغفور نے پرکیزوں کو اجازت دی کہ انہیں مار پیٹ کے نکال دیں اور آپ ہیں  
بہر حال مکا و کا شہر اس قوم فرنگستانی کے ہاتھ سے آباد کیا گیا اور ان لوگوں نے اب یہاں  
نفیس نفیس جویلیاں بنائیں اور قلعہ بندیاں کیں ہیں حاکم اوس جگہ دو ہوتے ہیں ایک ہل پرکیز  
اور دوسرا ختائی لیکن سبب نذر سالانہ جو چین کی سرکار میں گزرائی جاتی ہے حکم حاکم پرکیز کا  
جاری ہے چا و چو فو دوسرا شہر اس صوبہ کا بہت آباد و زرخیز ہے لیکن اب ہوا آخر رسات  
میں ایسی پکڑتی کہ نہارون آدمیوں کو نقصان کرتی ہے اور شہر سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر  
ایک خانقاہ لا مارگو کے پوجاریوں کا ایک پہاڑ کے ٹیلے پر واقع اور سامنے ایک میدان مثل  
تختہ زمرہ اور مرغزار مینو کے ہے اور اوسکی حد پر قطار پہاڑوں کی جیسے درخت اقسام طرح کے  
قطار سے ساتھ اس انداز کے لگائے گئے ہیں کہ ہر قطار ایک دوسرے سے سیڑھی سیڑھی بلند ہے  
اس لیے مد نظر خانقاہ سے ہوتی ہے آنکھوں کو خشکی اور دل کو سیری اور دماغ کو طاقت اور  
مزاج کو فرحت پہنچاتی ہے اوس شہر کے توابع چھہ اور چھوٹے چھوٹے شہر ہیں ان میں سے  
ایک کے قریب ایک قسم کی سیاہ رنگ کی پیدا ہوتی ہے اوس سے کئی طرح کے باجے بنتے ہیں

آبنوس کے رنگ سے کچھ فرق نہیں ہے۔ نان ہیانگ فو کا شہر بڑی تجارت گاہ ہے اور اس کے  
اطراف میں ایک قسم کا پتھر ملتا ہے جسکی کلباڑی اور دوسرے آلات لکڑی چیرنے پھاڑنے کے  
بنتے ہیں اور شل لوہے کے یہ پتھر تیز اور مضبوط ہوتا اور اسی طرح کاٹتا ہے۔ چاؤکنگ فو کے  
شہر میں صوبہ دار صوبہ کو انک ٹانک اور کو انک سی کا رہتا ہے اور اقسام طرح کی خوشبو اور قیمتی لکڑی  
اس کے قریب کو ہستان کے اطراف سے کٹ کے آتی اور بڑے داموں بکتی ہے کاو جو فو کا شہر  
بہت سیراب اور پرفضا جگہ میں واقع ہے اس کے اطراف میں ایک عجیب طرح کا پتھر بہت کم  
پیدا ہوتا ہے کہ اوسمیں بذاتہ نقشہ دریاؤں اور پہاڑوں اور باغوں اور درختوں اور پھولوں کا بنا  
ہوا ہوتا ہے اور کلف زیادہ تر یہ کہ جس چیز کی صورت بقلم قدرت کھینچی ہوتی ہے اوسمیں ہر چیز کی  
مناسب رنگت ظاہر ہے اوس پتھر کی بڑی قیمت ہے اور امرا کے یہاں اوس میں بنائی جاتی تھیں  
**مولفہ** منقش کی مر مر آید پدید ہونے کے بہ نقش چن خط کشیدہ درو نقشہ باغ و فصل بہار و شگفتہ  
گلان ہر طرف صد قطار درختان خوش قامت و سر بلند بدیدن ہما ناسی ارجمند درو نقشہ  
کوہ و بجز و رازہ منقش شد از قدرت بے نیازہ اور اس سے طرفہ ترا یک قسم کا کیکڑا جو یہاں سمندر  
کے کنارے پر پکڑا جاتا ہے اور حال اوس کا یہ کہ جو بہن پانی سے نکلتا پتھر ہو جاتا ہے اور گوشت  
پوست وغیرہ سب میں خاصیت سنگ نمود ہوتی اور ہوا یہ تاثیر پیدا کرتی ہے۔ **مولفہ**  
چو سرطان رون آید از قعر آب ہو چون خورد سنگ گرد و شتاب کہ چون سنگ خارا شود  
گوشت او بہمان استخوان و ہمان پوست او کہ آگاہ بذران ہندوستان نہ حاش نوشتہ کس از  
پاستان مورخ بے زیر گل خفتہ اند بلکہ عدم بے خبرفتہ اند کہ کنون کا کرن گفت حاش تمام  
خدا یا ورا کن بے نیک نام ہیں چو فو کا شہر قریب سمندر کے ہے اور کچھوے بہت بڑے ہیں  
یہاں پکڑے جاتے ہیں اور انکی کھوپری سے کھلورنی اور گنگھیاں اور بہت سی اچی اچی چیزیں نکلتی  
نباتے اور پتے ہیں اور گوہر یہاں پیدا ہوتا ہے ایسا کہ تمام ملک میں پسند کیا جاتا ہے تے نان کا  
جزیرہ اس صوبے کی تحت میں داخل ہے اور کہیں چو فو شہر کہ اس جگہ کا معقول تجارت گاہ ہے



اور ختائی سوداگر کانٹان کے وہاں جا کر خرید فروخت کرتے ہیں تیرہ شہر اس خبر پرے میں ہیں اور اوسکی دوسو چالیس کوس کے دائرہ میں اتنا محاصل ہے کہ بے صوبے کا مقابلہ یہ اکیلا اگر کرے تو شاید سبقت لیجائے درمیان اس خبر پرے کے کوہستان ہے اور وہاں ایک نیم وحشی قوم رہتی ہے جو نہ فقور کو خراج دیتی نہ اوس کا حکم مانتی ہے اور قدیم الایام میں سارے خبرائے براون کا اختیار تھا لیکن جب ختائیوں نے چربائی کی میدان میں غفور کی فوج کا مقابلہ یہ لوگ کرنے کے تو کوہستان میں جا چھپے اور وہاں کی گٹائی ٹوایسا روکا کہ لشکر سرکار وہاں داخل نہ ہو سکا لیکن اگلے دنوں میں یہ لوگ سال بھر میں دو دفعہ پہاڑوں سے اوتر کے ایک جاے مقرر پر سونا اور صندل اور انواع طرح کی قیمتی چیزیں لاتے اور ختائی سوداگروں سے کپڑے کی عوض دے جاتے اور یہاں تک سے صادق بقول تھے کہ ختائی سوداگر بے اندیشہ اپنا مال اونکو دیتے کچھ خیال مال نہ کرتے اور وہ روز مقرر پہلے ایک ساعت کے کم پوشیں وہاں پھر جاتے اور جس چیزوں کی فرمائش تھی جسکے عوض کچھ انہوں نے لیا تھا موافق قول کے رتی رتی پہنچا دیتے تھے یہ ایک دلیل سنجیدہ برادلائل سے ہے کہ بیابانی اور دیہاتی آدمی اکثر باایمان ہوتے ہیں الغرض صوبہ دار کو انسان اور اونکے افسروں کو فائدہ کثیر کا موجب اونکا کاروبار تھا مگر غفور کانٹائی نے فرمان قضا تو امان جاری کیا کہ اگر کوئی شخص اون وحشیوں سے اتفاق رکھیکامیشک قتل کیا جائیگا اور مطلب اونکا یہی تھا کہ کپڑے کی حاجت اون لوگوں کو شہر کانٹان میں لے آئیگی اوسوقت کچھ خراج کا اقرار کروایا جائیگا لیکن انھوں نے اپنی سرخودی کو غفور کی تالعباری سے بہتر سمجھا اور زیادہ تر کشیدہ خاطر ہوئے اوسوقت سے علامتیہ تجارت نہیں ہونے پائی مگر استاد سب کب چوکنے والے ہیں وہ اپنا کام کر ہی لیتے ہیں اور چوری سے منفعت کثیر کھینچتے ہیں اوس خبر پرے کے باشندے نہایت بد شکل اور سپت قد اور تانبے کی زنگت کے ہوتے ہیں اور ایک نیلگون چادر کمر سے گھٹنے تک پہنتے اور باقی جسم کو برہنہ کیے رہتے اور ستورات بھی اس طرح کی پوشاک پہنتے ہیں اور نیل کے گودنے انکھ سے ٹھٹھہ ہی تک گداتی ہیں سنہ ۲۴ شمس شہر اس صوبے میں ہیں اور دو کروڑس لاکھ باشندوں سے زیادہ اسکی حدود میں

ہو و دہاں کرے ہین اور بعد وضع اخراجات نظامت اور دیوانی بیالیں لکھ دو ہزار چار سو چھیانوے  
روپیہ بابت خرچ زمین اور ڈیڑھ لاکھ بابت نمک اور پچاس ہزار بابت محصول اجناس تجارت  
بطور پس انداز فقور کے خزانے میں اس صوبے سے جاتا ہے \* \* \* \* \*

## چودھوان باب

کنواسی کے صوبہ کے بیان میں

یہ صوبہ مملکت خٹا کے اور صوبوں کے مقابل میں چھوٹا سمجھا جاتا ہے اور نہ اوکلی طرح یہ وسیع اور  
زرخیز ہے کیونکہ قریب نصف ملک پہاڑوں اور جنگلون سے آباد یعنی برباد ہے لیکن باہیمہ  
کشتکاری بفضل جناب باری خوب ہوتی ہے اور اسقدر شاداب و سرسبز دریا اور نہروں سے  
ہے کہ اس کے محاصل سے بعض بعض ایام میں گوانگ ٹانگ کے صوبہ کو فیض پہنچتا ہے ورنہ  
اوس ولایت میں خرچ چاول کا بسبب کثرت باشندوں کے بہت ہے اور اوس جنس کی پیشکش  
اوس قدر نہیں کہ کفاف کرے گوانگ سی کے پہاڑوں میں معدن سونے اور چاندی اور تانبے  
اور تین کے ہین اور ایک قسم کا درخت اس سرزمین میں ہوتا ہے جسکے گودے سے لوگ روٹی بناتے  
اور کھاتے ہین اور مشہور ہے کہ نان گندم کا فراہم دیتی اور کمال مفید ہوتی ہے درندے جانور یہاں  
ہین اور گینڈا بھی کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے اور اقسام طرح کے خوش رنگ اور خوش آواز پرندوں سے  
جنگلون میں شادی سدا مچی رہتی ہے \* **مولفہ** خوشابیشہ دران روئے زمین است \*  
چہ بیشہ رشک فردوس برین است \* دران مرغان خوش رنگ ہوائی \* زائہنگ نوا جان در ربائی \*  
تعالیٰ افتد مرغان نوا سا \* صداے ارغنون گوئی در آواز \* چو مطرب در طرب بالغنمہ و ساز \*  
بہ بزم آشیان نشستہ طناز \* کی منتظر البیان نمودہ \* نر صوت بخودی سامان نمودہ \* کی چون  
باربد و نغمہ سازی \* دل صاحب دلان آرد بیازی \* ہزاران ہزاران ساز و ساز \* کہ چون آود  
کشتہ نغمہ پرداز \* اگر ارباب وجد آسجا نشیند \* گلان از گلشن وحدت بچیند \* کوئی کین فو  
پاسے تخت اس صوبے کا ایک پھول کے باعث سے نامزد ہوا اور کوئی کا جنگل اس شہر کے نام کا

ترجمہ ہندی میں ہے اور اس شہر کے اطراف میں افراط سے ہوتا ہے اور اسکی خوشبو کو ہندو  
تیزی و پایداری ہوتی ہے کہ ساری سرزمین کو سون تک معطر رہتی ہے۔ خصوصاً ایک پہاڑ  
بلند عین شہر کے کونے پر اس پھول کے دھنوں سے بھرا ہوا ہے اور اس کے بسبب منزلوں تک  
جاتی ہے ایک عالم کا دل دماغ کو قوت بخشتی ہے لہذا قلمہ زمین ست از گل کوئی گلستان \*  
چند فصل بہار ان وزستان چرخان دیشکا ہش ز دروئے نسیم از خد متش فرخندہ خوتے \*  
ز طرش چون وز باد بہاران \* معطر دشت گرد ہم بیابان \* چور وئے مجینان و طراوت \*  
نضارت بخش در چشم بصارت \* سحر چون چاک گرد اند گریبان \* بلند گرد و صدائے غنایان \* کی  
پران و گریان دچپ و راست \* دگر اندر طپیدن بے کم و کاست \* کی مجنون گشتہ لیلے گل \* کی  
در کوئے الفت پاسے در گل \* و لیکن بہت نزد شہر یک کوہ \* فلک از عظمتش گشتہ در اندوہ \*  
ز دہن تا بفرقش آشکارا \* کشاید گر کسے چشم نظار اپگل کوئی درو صد جا شکفتہ \* رخ خود ز آب  
شبنم پاک شستہ \* کند معلوم کو کوہی ست از گل \* تعالے شانہ پذیرفت منزل \* کہ چون پیک  
نسیم صبح گاہی \* بغیرم سیر گہ گرد و چو راہی \* زمین تا آسمان گرد و معطر \* دماغ زہر گرد و عطر \*  
اس دیار میں چریان ایسی خوش رنگ ہوتی ہیں کہ ختائی ایک قسم کا لیشمی کپڑا اونکے پروں سے  
ملا کر بناتے ہیں اور اونکی خوش رنگی اور چمک دمک کے سببے اس کپڑے کو جلا ہوتی ہے یعنی  
اس ترکیب سے ختائی اون پروں کو داخل کرتے ہیں کہ لعل فرزد سے زیادہ زینت پوشاک  
کو حاصل ہوتی ہے کیونچو فو کے شہر کے قریب پہاڑوں میں جڑی بوٹی بہت طرح کی پیدا ہوتی ہے  
چنانچہ اس صوبہ کے تمام اطباء میں سے دوائی منگاتے ہیں ایک جھیل اطراف میں ہے وہاں  
بنگلے ایسے ٹھہر نہیںے کہ دیکھنے والے کی طبیعت نہایت صحت پاتی ہے اور عیش و عشرت سامان  
بے پایاں ہر مہیاں مہیاں رہتے ہیں اور قاعدہ یہ کہ تمام روز چھوٹے بڑے دنیا کے کاروبار میں ضرور رہتے ہیں اور  
شام کو یہاں آ کے استراحت کرتے ہیں \* پین کو فو کے شہر کے قریب سے م م کی بڑی پیشش ہوتی ہے جسکا  
دور قبل کے عہد کی جاکھلا کھلاتا اور بے دہوان کیے جلتا اور بہت سی صفتوں سے موصوف

ہوتا ہے اور سوا فقور کے خاندان کے دوسری جاسر نہیں ہوتا۔ چونکہ اوچو فو کے شہر میں  
کئی دریا ملتے ہیں تجارت یہاں اچھی ہوتی ہے اور وہ دخت جس کے گودے سے روٹی بنتی ہے  
اس شہر کے قریب بہت ہوتا ہے اور درندے جانور مثل شیر گینڈا وغیرہ اطراف کے جنگلون  
کو آباد رکھتے ہیں خصوصاً ایک فٹ کا بیٹا بہت قد آدم اور شکل پر مرد یہاں ملتا ہے اور اسکی انبی  
زرو ڈاڑھی اور آواز عورت کی سی ہوتی ہے۔ چین چو فو کے شہر کی سرزمین پر ایک قسم کی گھاس  
پیدا ہوتی ہے جس سے ختائی کپڑے بناتے اور ریشم سے زیادہ دامون کو بیچتے ہیں صفت آدمین  
یہ کہ ریشم سے مضبوط اور مہین ہوتا ہے اور اس رنگ میں ایک عجیب غریب نزاکت و ملاحظت پائی  
جاتی ہے جبکہ جگہ اس دیار میں ایک قسم کی مٹی ملتی ہے جسکی خاصیت زہر مہرے کی ہے اور جتنے  
اقسام سم کے ہیں خواہ وہ معدنی خواہ حیوانی خواہ نباتاتی سے ہوں سب کے لیے اس سے بہتر  
تریاق ختائیوں کے تجربے میں آج تک نہیں آیا حالانکہ کوئی تریاق ایسا ہوتا ہے کہ صرف یک قسم  
کے سم کو کھینچا اور اگر زہر معدن کو مارتا تو زہر نباتاتی میں اسکا استعمال مفید نہیں ہوتا اور علیٰ ہذا القیاس  
بعض تریاق فقط زہر حیوانی میں کارگر ہوتا اور معدنی اور نباتاتی کو ضائع نہیں کرتا لیکن اس زرد مٹی کے  
آگے کوئی زہر نہیں ٹھہرتا پس اسکو محفوظ جان لہاں حیوان نامزد کیا چاہیے اور یہ بھی شبہ ہے  
کہ جس شخص کی آنکھ میں موتیا بند کا آزار ہے اس مٹی کے استعمال سے فائدہ پاتا ہے لہذا اگر کیمیا  
گویم این خاک را بہ زنا پاک تشبہ دہم پاک را بہی یاد دارم من این داستان بہ ہانا کہ از گفتہ پتان  
یکی کو در رہ نشستی مدام کہ در دور عیسی علیہ السلام بہ چونکہ نشت یکروز روح آکہ بہ نزد ہماں کو رہا تھا  
بدو گفت عیسی علیہ السلام بہ چہ خواہی بیان کن شرح تمام بہ بگفتا کہ من چشم خواہم ہی بہ مراد خود از تو  
بجویم ہی بہ چو بشیند عیسی فرخ سیر بہ مہربان شد بران بے بصر بہ زلب کرد خاکی ہما وقت تر بہ  
بمالید و چشم آن بے بصر بہ ہما وقت ان کو بیندہ شد بہ ستایش کن آفرینندہ شد بہ بادے  
کہ شاید در آنجا وزید بہ ازان خاک بہری در بخار سید بہ زمین ہماں خاک پر مگرمست بہ شد این خاک صین  
کیمیا خاصیت بہ ایک قسم کی لکڑی چو لوہا لکڑی ختائی زمان میں کہلاتی اس اطراف میں پیدا ہوتی ہے

اور جتنی خاصیتیں لوہے کی ہیں سب اوس لکڑی میں پائی جاتی ہیں چنانچہ رنگت اور وزن اور مضبوطی  
لوہے کی سی ہوتی ہے اور پانی میں ڈالتے ہی مثل لوہے کے فوراً تہ زمین تک بیٹھ جاتی ہے اور جتنے کام  
لوہے سے نکلتے سب اوس سے چل سہوتے ہیں بلکہ لوہے سے شریف تر یہ لکڑی معلوم ہوتی ہے  
کیونکہ اوسکو ٹوٹنے اور جھکنے کا خوف ہوتا ہے مگر یہ لکڑی کسی حالت میں خطا نہیں کرتی اور ختائی  
جہاز کے لنگر اسی سے بنائے جاتے ہیں ایک وحشی جانور مثل گائے کے یہاں جنگلون میں پیدا ہوتا  
اور سینگ اوسکا ہاتھی دانت سے زیادہ سپید ہوتا ہے کہتے ہیں کہ نمک کا یہ ایسا عاشق ہے کہ شکاری  
جال میں نمک کی ڈبیری رکھ دیتے ہیں اور وہ پاٹ سے چلا آتا اور پھنس جاتا ہے جو مصروف کہ  
ہاتھی دانت کا ہوتا ہے اس جانور کے سینگ سے نکلتا ہے اور اس لحاظ سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر  
ہلاک کیا جاتا ہے۔ نانین فوکے شہر کے قریب جنگلون میں ہاتھی دکھائی دیتا ہے ختائی اسے  
گرفتار کر کے سدھاتے ہیں اور لڑائی میں دشمن کے پامال کرنے کے لیے دانو چھ سکھاتے ہیں گویا  
حیوان کو انسان بناتے ہیں ایک ایسی بڑی ذات کا سا ہی اس جگہ ملتا ہے اور کانٹے اوسکے  
اتنے لمبے اور تیز ہوتے کہ جب وہ جانور غصہ میں آکر اوبھین چھوڑتا ہے تو تیر تیر پیکان از رہ  
گذشتہ کا جواب دیتا ہے اس ملک میں مرغ کی قسم سے پرندہ ہے جو اکثر ایک چیز مثل سوت کے لچھے  
کے اگلتا ہے اور صورت و ماہیت اوسکی روئی کی سی ہوتی ہے یہاں تک کہ ختائی اوسکو صرف  
میں لاتے اور جالی کی انداز کے کپڑے نہایت تحفہ اوس سے بناتے ہیں الغرض ٹھانیس شہر اس  
صوبہ میں ہیں مگر ذکر اوبھین کا کیا گیا جسکے اطراف میں کوئی چیز ایسی ہے کہ اوسکا بیان ضرور تھا  
تاکہ ارباب تواریخ کے ملاحظہ سے کوئی نکتہ نہ چھوٹے ایک کروڑ باشندے اس صوبہ میں ہیں اور  
بعد وضع اخراجات نظامت دیوانی کے چھ لاکھ سنانوے ہزار چار سو تیر و پتہ اخلاضرانہ کے ہوتا

## پندرہواں باب

ہیلان کے صوبہ کے بیان میں

دو ہزار برس سے زیادہ ہوا ہو گا کہ اس صوبہ کا پادشاہ جو سر خود تھا سر کیا گیا اور سلطنت کی

تحت میں یہ داخل کیا گیا بزور شمشیر اور غفور کے جس نے دیوار ختا کو تار کی یورشون کے سبب سے  
 بنوایا اپنے خانوادہ کے کا وہ بانی تھا اور ایسا ہوا کہ دنیا میں گنتی کے کئی شخص اس انداز کے گزیر چکے  
 ہیں لیکن اس کی بات اسی تک رہی اور بعد اس کے جوہرے کی پوت نکلے اور ان کے راج میں اس  
 صوبہ کے لوگوں نے بل کر کے حلقہ اطاعت کا گردن سے نکال ڈالا اور بدستور سابق خود مختار ہو  
 غرض چونکہ تیارہ ان کے اقبال کا غروب ہو چکا تھا یہ چاندنی صرف چار دن ہی اور غفوریان لوہی  
 نے دوبارہ اس صوبہ کو ایسا سر کیا کہ اس نے پھر نہ اٹھایا اور مملکت ختا کے اوصوبوں کو  
 مانند اوسین ناظم رہنے لگا۔ اس صوبہ کے باشندے بہادر اور قوی ہوتے اور جنگ کی طر  
 سیان تک مائل بدل ہوتے ہیں کہ ہاتھیوں کو لڑائی کے آداب واقف کرتے اور غنیمت کی صفوں کو  
 پامال کرنا سکھاتے ہیں لیکن جب ان کے ساتھ کوئی شیر و شکر کی طرح ملتا اور بطون سے آگاہ ہوتا  
 تو مثل اور بہادری کے ان کو بھی خلیق اور سلیم الطبع اور خوش مذاق پاتا ہے علم کا بھی اونہیں شوق  
 ہے اور اکثر ان کو سواد معقول حاصل ہوتا ہے چونکہ ہندوستان کے قریب یہ صوبہ واقع ہے  
 باشندوں کی عادتیں ختائیوں کے خلاف ہندو سے ملتی ہیں ایک یہ کہ اکثر گنہوں میں مرد و نکو  
 جلاتے اور رسم ختا کے موافق دفن نہیں کرتے ہیں اور دوسرا دستور یہ کہ عورتیں باہر نکلتی ہیں  
 اور مثل اور صوبوں کی ستورات کے نہ پرے میں رہتی نہ اغیار کو دیکھنے چھپتی ہیں اور قدیم الامام  
 میں بھی دستور ہند میں تھا جب اسلام نے رواج نہیں لایا تھا اور اب تک جہاں ہندو کی کثرت اور  
 مسلمانوں کی قلت ہے یہ دستور قدیم بالکل متروک نہیں ہے۔ اس صوبہ کو ختا کے زرخیز صوبوں  
 شمار میں لانا چاہیے کیونکہ ہر طرح کا اناج یہاں افراط سے پیدا ہوتا اور مستابلکتا ہے سونیکے  
 معدن اتنے ہیں کہ گنتی نہیں مگر کوئی کھودنے نہیں پاتا سوا ہیرے کے اور سب جواہر یہاں  
 میسر ہیں اور یشلم اور شہب کی افراط ہے موتی سمندر میں پیدا ہے اور مشک میدانوں میں ملتا  
 اور گوند کے اقسام جنگلون میں اور کئی طرح کے کان مرمر کے اور معدن ٹین اور تانبے کے ہر اور  
 غیر سرخ پہاڑوں میں ہے الغرض خدا کی عنایت بیغایت سے نفس حیوانی اور نباتی اور حادی



کو ہر طرح سے یہاں ترقی ہے اور خا کے تمام قلم و زمین اس صوبہ کا ایسا نام پھیلا ہوا ہے کہ  
 آپس میں جتنائی جب ہنستے ہیں اور کسی مغرور یا طالع فر کو نباتے تو یہ فخر خواہ خواہ چھوڑتے  
 ہیں کہ شاید آپ کے والد کو غفور کی حقیقت صوبہ بن مان میں حاصل ہے الفصہ تجارت اس صوبہ  
 کی بہت چمکی ہوئی ہے نہ ناظم اس صوبہ کا شہر بن مان میں رہتا ہے حالانکہ اس پائخت کو تاروں  
 نے کئی بار لوٹا اور تاراج و پا مال کیا لیکن اتنی بات اتنی باقی ہے کہ طول و عرض اور آبادی اور  
 عظیم الماشانی اور تجارت اور زرخیزی میں خا کے بڑے بڑے لق و دق شہروں کی برابری یہ  
 کر سکتا ہے نہرین ہر محلے میں بلب و تمام شہرین مال کی ناوین رہتی ہیں اور اطراف شہر بن مان  
 اور کھیتوں سے آباد ہے اور حوالی شہر بن مان مینو سوا وہ ہے آب و ہوا نہایت لطیف و کوشا  
 ہے جدھر دیکھیے پر فضا ہے لمو لطفہ لطیف و دلکشا آب ہوائے مبارک مندرلی و خزندہ  
 جائے بہار اینجا کمر بستہ مدام ہے خزان زرد و زارندہ غلام ہے نسیم صبح کا ہے در  
 وزیدن زروئے غنچہ برقہ دنگدن شگفتہ گل چہ در دشت و چہ بہتان چہ چوروئے مصبنا  
 عین خندان اس دیار میں گھوڑے قدون کے چھوٹے مکافات کے پر کائے اور حدت و  
 چالاک میں مثل آگ کے شرارے پیدا ہوتے ہیں اور انکی بھی سوداگری مقول ہوتی ہے  
 پہاروں میں کئی کائین ایک قسم کے مرم کی ہیں جسکا سنگ ایسا خوش رنگ ہے کہ اوسکے  
 مشاہدہ سے رنگ نقش و نگار تختہ ارتنگ دنگ ہے یعنی ہر تختہ میں گل کاری جھاڑ بوٹے  
 اس انداز سے نڈاتہ ہیں کہ مصور کے ہنر کا گمان لوگ لیجاتے اور یکایک نہیں پہچانتے کہ وہ  
 نقش کاری اوسی مصور حقیقی کی ہے جس نے جمیع ممکنات کی صورتیں فطرت اولی کیوقت  
 اپنے علم کے احاطہ میں لا کر مطلع ابداع سے سبکو ظہور بخشا غرض یہ قسم مرم کی اس قدر خوش  
 ہے اور اوسکی یہ بہار ہے کہ گل بوستان کو اوس سے خار ہے اور کونسا شخص ہے کہ کچھ بھی جسکی  
 زبان طرا ہے جو اس مرم کو دیکھے اور مرم کی بھی تعریف نہ کرے الغرض اسی پتھر کا حال باب  
 سابق میں تحریر پایا ہے اور اسکی خرید و فروخت میں بھتوں کی مایہ ہے اور نیلم کے کئی معدن

پہاڑوں میں ہیں۔ مٹا کی فوکا بھی شہر غدار اور عظیم الشان ہے اطراف کی سبز زمین زرخیز اور دریاؤں  
 سے سیراب ہے پہاڑ تلیوں میں اور اکثر کنکریلی جگہوں میں چاے کی بہت پیدائش ہے اس شہر  
 کے چھ طرف ایک پہاڑ کی ضربتیا لیس کوس کا دائرہ رکھتی واقع ہے اور اس کی سترہ چوٹیاں  
 بادلوں میں چھپی ہوئی ہیں اور آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور ان کے بیچ ایک جھیل اس قدر گہری ہے کہ  
 تھوڑا سا آج تک نہیں ملی اور اس پہاڑ میں اسی مہر کے بہت سے کان ہیں جس کا مذکور توف  
 کر چکا ہے کہ خود بخود اس کا عالم تصویر کا ہے اور جس کی تعریف باہر از تحریر و تقریر ہے چاد میں فوکا  
 شہر اس صوبہ کے سچوچ میں واقع ہے ایک پہاڑ اس کے چھ طرف پرالیا خوبصورت ہے کہ ہر  
 صاحب مذاق کو اس کے بیان سے عجب طرح کی فرحت حاصل ہوگی اور عوام الناس پر بھی اس کی  
 کیفیت بے لطف نہیں سمجھے جاگی بذاتہ اس پہاڑ پر سبز دروب گھاس کے جنگل اور درخت  
 نہیں ہوتا اور زمین سے تانبہ پھنگ بارون مہینے یہ سبزہ لہکتا رہتا ہے اور سو فوارے سونالے  
 پانی کے سوطوں سے بہا کرتے ہیں اور اس سبزے کے درمیان سے ان نالوں کا بہکے نیچے آنا  
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سارا پہاڑ ایک ٹکڑا زمرد کا ہے اور چاندی کے معدن اندر سے  
 لگیل کے سو جگہ سے پھوٹ کے بہ نکلتے ہیں اور اپنا مرغ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اگر یہ ہووین تو  
 اسی جا پر اڑ جائے اور وہاں نان خشک پر اوقات بسر کیجے اور دوسری جگہ کی عیش و آرام پر  
 اس کو فوقیت دیکھے اور اگر موت آوے تو دوستوں کو وصیت کر کے وہاں مدفون ہو جائے  
 کیونکہ وہاں کی نیند خواہ نچوہ ٹھنڈی اور پیٹھی ہوگی کہ سر ہانے اور پانی سے سبزہ لہکتا ہو اور بچوں  
 کی خوشبو سے مہکتا ہو اور دونوں پہلو پر چھنا آب خوشگوار کا بہتا ہو۔ **ملوٹ**  
 زمین ہے روضہ فردوس اکبر۔ پہاڑ سر بچرخ ہیکا اسی پر لباس سبز یا سے اس کے تاسرے  
 طروت اس کی ہے امتد اکبر۔ روان ہے سر سے اس کے آب روشن۔ چون کہ جو کیم گدازان باد مٹ  
 صفائی آب چون مہتاب تابان۔ ویاسے چشمہ خورشید رخشان۔ صد آب کشتی بسکی دایم۔ ہوز  
 کرد گارجی وقائم۔ اگر رضوان بھی کاش کج پادے۔ گلستان ارم کو بھول جاوے۔

چین کیا نک فو کے شہر میں سوئی قالین بہت تحفہ بنتے اور گران قیمت کوکتے ہیں اس شہر کے چاروں  
 طرف بہت تالاب اور جھیل اور ندیاں ہیں اور اون میں اقسام طرح کی مچھلیاں ہیں خصوصاً ایک  
 جسکے پتے سے کھجلی کی دوا بنتی ہے اور روایت یہ ہے کہ جو ہتھال لیکدفعہ کرے اسکو تمام عمر  
 کھجلی اور امراض جلدی نہیں ہوتے ہیں۔ مومن ہوا فو کے شہر کے گرد حسب قدر آہوے مشک  
 ملتے اوتنے اور کسی صوبہ میں نہیں ہوتے ہیں اور اس جہت سے یہاں کے لوگ نافہ سے نفع  
 بہت کرتے ہیں تھوڑی دور اس شہر کے اوتر پر ایک پہاڑ اس بات کے لیے مشہور اور خانیوں  
 میں بلبق گوش فلک معروف ہے اور حال ہاں کا یہ ہے کہ اگر اسپر کوئی شخص چہرہ کر نہایت  
 آہستگی کے ساتھ ایک لفظ زبان سے نکالے تو اس صفائی کے ساتھ اسکی صدا کان تک پھر  
 آتی ہے کہ خود بولنے والے کو حیرت ہوتی ہے کین تان فو کے شہر کے چاروں گرد پہاڑ حسین ہیں  
 کئی معدن چاندی کے ظاہر ہوئے ہیں یہاں کے باشندے بہت سے عادات میں خانیوں  
 کے خلاف اور پیگو کے لوگوں کے موافق ہیں کیونکہ پیگو کے ملک سے اونکا ملک متصل ہے  
 یا ان میں فو کے شہر کے اطراف میں اوس ذات کی نیل گاؤں کی پیدائش ہے جو تبت بزرگ میں بہت  
 ہوتا ہے اسکی دم گران بہا آتی ہے اور خانی اوسے نشان لٹکاتے اور خود میں بنتے ہیں اور  
 اسکی لشم کے قالین اور ایک قسم کا لشمینہ بہت خوب بنتا ہے اور ملبوسات میں صرف ہوتا ہے  
 خاصہ اور بھی ایک اسکا یہ ہے کہ پانی مطلق اشر نہیں کرتا۔ شہر یا مکان فو کا آہوے مشک  
 کی کثرت کے باعث سے مشہور ہے اور ایک جھڑنا شور پانی کا کوہستان کی طرف ہے جس میں  
 تمام صوبہ کے خراج کے موافق سپید نمک پیدا ہوتا ہے۔ ہو کین فو کے شہر میں قالین بہت  
 لعین بنتی ہیں اور اطراف میں آہوے مشک کی کثرت ہے اس شہر کے رہنے والے قوی کل  
 اور بہادر بنے بدل ہوتے ہیں برخلاف اور خانیوں کے جو بے چھاتے اور نپکھے کے کبھی  
 گھر سے باہر نہیں نکلتے یہ لوگ اسکے عوض تیر اور کمان اور تلوار ہر وقت باندھے رہتے ہیں  
 اس شہر کے تحت میں ایک پہاڑ ایسا ہے کہ جڑ سے چوٹی تک گویا سونے کا مینار ہے یعنی

سیان تک اوسین معدن طلا ظاہر ہوتے ہیں کہ اوسکو سونیکا پہاڑ کنایا بادشاہ جن کا دھنہ قرار دینا  
 زیادہ مبالغہ نہیں ہے چنی کیان فوکا شہر تبت بزرگ کے قریب اور سرزمین اوس ملک کی خیر  
 اور ندی نالون میں سو ————— نے کی ریت بہت ملتی ہے اور باشندے چونکہ زیادہ محنت  
 اور دوسرے معیشت حاصل کرتے عیش طلب اور آرام جو ہوتے ہیں سواناچ وزنگ کے دنیا و مایہ  
 کی کچھ خبر نہیں رکھتے لیکن طبائع انسان مختلف ہوتے ہیں بعضے بعضے اون میں سے سواری اسپ  
 اور تیر اندازی میں کامل کہلاتے ہیں غرض گفتگو میں کثرت کو قلت پر ترجیح دینے کا دستور ہے  
 اور جان کلیہ کالفظ درمیان میں آتا افراط پر طلاق کرتا ہے یاں جان فوکا شہر بہت پرانا و  
 وسیع اور غدار ہے اور ایک دریا جو اوس کے قریب بہتا ہے تمام سرزمین کو سیراب اور زرخیز کرتا  
 اور سونیکا ریت بالوسے ملی ہوئی بہت ملتی ہے چونکہ اس صوبہ کو ہمیشہ دشمن سے خوف ہے  
 بہت سے قلعہ چھم اور دکن کی طرف واقع ہیں اور سپاہ اور اسباب و آلات جنگ سے ہمیشہ  
 مہیا رہتے ہیں غرض پانچین اور کیگو دو جنگی شہر ہیں اور اہل سیف سے آباد اور یہ سپاہی سب  
 قلمبند پلٹون کے سوا ہیں اور ضرورت کیوقت اونی طلبی ہوتی ہے ان دو شہروں کے  
 علاوہ تینتیس شہر چھوٹے بڑے اس صوبے میں ہیں اور اسی لاکھ باشندے سکونت کرتے ہیں  
 اور یہ وضع اختراجات نظامت دیوانی چھ لاکھ سنانوے ہزار چار سو تیر پانچ سو تین فیغفور کو خزانہ میں

## تتواوان باب

کوئی جو کے صوبہ کے بیان میں

ملکت خٹاکا یہ پندرہواں اور وسعت میں سب سے چھوٹا صوبہ ہے اور کوئی ایک تہریں  
 ہوے کہ گویا اوسکا وجود گنتی میں آیا ہے غفور کین لون نے اس صوبے کے پڑوسی کو ہستانیوں  
 کو سر کر کے امن و امان بخشا ورنہ شہر کے قبل یہ صوبہ اونی زیادتیوں کے سبب ویران تھا  
 اور جس طرح پیل بلندی پر بھی ہوتی نیچے کی طرف ٹکی لگائے رہتی ہے اور جان اپنی غذا  
 کی کوئی خیر دیکھتی ہے فوراً چھٹیا مار کر لیجاتی اور پھر اوسی نشیمن پر بیٹھ کر کھاتی ہے علیٰ ہفتیا

یہ کوہستانی بھی اپنے پہاڑوں پر دیکھی مارے پڑے رہتے تھے اور جان دیکھتے کہ غلہ تیار ہوا وقتاً  
 مار پیٹ خون خرابہ مچا کر بالکل اٹھا لیجاتے تھے اور بیچارے ختانیوں سے بھر بھاگ جانے  
 اور جان بچانے کے کچھ بن نہ آتا تھا کیونکہ کلیہ ہے کہ کوہستان کے رہنے والے میدان باشندوں  
 سے کہیں مضبوط اور بہادر ہوتے ہیں غرض غفور مذکور نے چیدہ چیدہ پلیٹین ہیکل اور ان کے ایسے فانیہ  
 تنگ کیے کہ بھجور اطوق اطاعت کا قبول کر کے اپنی شرارتوں سے باز رہے پشیم غدر موقوف  
 اونکا ایسا ہو گیا کہ فتنہ بیدار گویا سو گیا۔ اس صوبہ کے پہاڑوں پر جنگلوں میں عمدہ قسم کی لکڑی  
 ملتی ہے اور طلا اور نقرے کے بہت معدن ہیں اور شاید کسی دوسری جگہ پر اس قدر سیما حاصل  
 نہیں ہے اور ٹوہیان ایسے تیز رفتار اور مضبوط اور جاندار ہوتے ہیں کہ صوبہ میں تان کا جانور  
 حالانکہ بہت جیوٹ کا ہوتا ہے لیکن اس جڑے دیار پر بھی صد آفرین ریشم بیان کم ہے لیکن  
 قسم گھاس ایک کپڑا بنا جاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ گرمیوں میں بدن پر سرد  
 رہتا اور فرحت بخشتا ہے۔ کوئی یان فوکا شہر اس صوبہ میں بزرگ ہے لیکن چونکہ باشندوں  
 کو اب تک بھی کوہستانیوں کا خوف غالب ہے وہ شہر گوارا استہ نہیں کرتے اور نہ حویلیاں بناتے  
 ہیں غرض سرزمین آباد و زرخیز ہے۔ سسی سسی چو فوکا شہر کے اطراف میں سیما اور شجر بہت  
 اور دوسرے معدنیات کم ملتے ہیں۔ چھی سسی فوکا شہر کو بعد کوہستانیوں کے تاجدار ہونے کے  
 اوسے غفور کے گھرانے کے بادشاہوں نے آباد کیا اور سیما کے بہت معدن اوسکی اطراف  
 میں ہیں اور ایک بات یہاں عجیب ہے کہ شاید تمام ختانیں اوسکی نظیر نہ ہو یہ کہ اس شہر کے اکثر باشندے  
 یکدم لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور لکڑیوں پر چہرے سے نشان دے کے حساب کرتے ہیں کیونکہ  
 علم کا اس قدر چرچا مملکت ختانیں ہے کہ گویا ہر محلہ مدرسہ اور ہر گھر مکتب خانہ ہے اور عوام لکھنا  
 جو کہ نہایت زریں ہیں انکو بھی خط خطوط لکھنے اور پڑھنے کی قوت ہے۔ ٹون کین فوکا  
 کے شہر کے قریب کئی معدن سونے کے ہیں اور اوسکے اطراف میں وہ گھاس متعدد ہوتی  
 ہے جسکا مذکور ہو چکا کہ گرمی کے ملبوسات میں صرف ہوتی ہے۔ پانگان چوکا شہر ایسے

موقع پر واقع ہے کہ مین صوبوں کی راہ اوسی کی طرف سے ہے اس جہت سے کوئی چو اورین نان  
 اور کو انکسی کے صوبوں کی کبھی یہ جگہ کھلاتی ہے اور اطراف سرزمین اس شہر کی اور جگہوں سے زیادہ  
 زرخیز اور آباد ہے اور قریب کے کوہستانی نیک نہاد اور تجارت پیشہ ہوتے ہیں اور مذہب تناخ رکھتے  
 ہیں سیلاب اور شجرات کے بہت معدن یہاں ہیں پتہ یوٹی اور لون لی کے شہروں کی اطراف میں  
 بہت نفیس چاہوتی ہے اور چونکہ اس بوٹی کا کچھ بیان اب تک عاصی نے نہیں کیا حالانکہ کئی وجہ کا  
 احوال معرض تحریر میں آیا وہاں چاکلی پیدائش ہے لہذا سب کی کسریاں شائی جاتی اور اس مقام پر  
 جو کچھ قابل دست ناظرین تاریخ چین کے سمجھا قلم نہ دیا وہاں فرنگستان کی کئی زبانوں میں چاکواندک  
 تغیر و تبدل کے ساتھ لکھے ہیں لیکن تحقیق لفظ ختا میں چاہے ہے اور چونکہ سمندر کے کنارہ کے  
 بعض پرگنوں میں لوگ خطا چاکواندک لکھتے ہیں اور صرف اونہیں سے پہلے پہلے فرنگیوں سے راہ ہی  
 اس لحاظ سے غلط لفظ پہلے سننے میں آئی اور بلا و فرنگ میں مشہور ہو غرض چاہے کا درخت کچھ  
 مخصوص اقلیم چین میں نہیں خلق کیا گیا اور خبریہ جاپان اور جاوا اور پاجین اور کشمیر اور امریکا  
 اور رساگ اور کامرو و آسام میں بھی میسر ہوتی ہے اور سیاہ سبز چاہے جو مشہور ہیں کچھ قسم  
 کے درخت سے حاصل نہیں اور صرف خاصیت سرزمین اور ترکیب چنے اور خشک کرنے سے  
 فرق ہوتا ہے الغرض کنکریلی زمین میں اور دہن کوہ اور پھارتلی میں اول قسم کی چاہے پیدا ہوتی  
 اور دوسری قسم ریتی میں ہوتی ہے اور سب سے بری قسم زرد یا مائل بزرگوشی میں ملتی ہے اور ایک  
 خاصیت اور چاہے کے درخت کی ہے کہ جہاں لگایا جائے شرط ہے کہ دکھن کی ہوا کی رکاوٹ  
 نہ ہو والا درخت مرجاتا ہے اور بعد تین برس بونے کے جب تین ساڑھے تین ہاتھ بلند ہوتا وقت  
 پتی قابل توڑنے کے ہوتی ہے اور مثل مہدی کے یہ پتی ہمیشہ سبز اور شکل بھی ویسی رکھتی ہے اور  
 درخت بھی ہو ہوا اسی انداز پر ہے ختا کی چاکلی کئی تقسیم کرتے لیکن چار قسمیں اصل میں ہیں اور  
 صوبہ کیانگ نان میں ایک پہاڑ ساگ کو کھلاتا اور اس کے اوپر اور اسکی چاروں طرف وہ قسم کی  
 چاہی پیدا ہوتی جو ساگ لوجا کھلاتی اور ہر جگہ بسبب زمینی تپا مشہور بسبب چاہے ہے اور صرف



اسکے دخت کو خانی زیادہ بلند نہیں ہوتے دیتے اور جب چوٹا رہتا ہے تو ختم کرتے ہیں تاکہ پتی ختم نہ ہو  
 لیت ہووے اور دوسری قسم کی چا صوبہ فولکیٹ میں پیدا ہوتی اور بڑی چاہ اس جہت کھلاتی کہ سر پہ شکر  
 نیک فوین جہاں اس چا کی کثرت ایک پہاڑ شہور ملقب ہے اور اس پر اس کے دخت خود بخود پیدا ہوتی ہیں  
 اس قسم کو سپر تیر کی برگ کے سیاہ کتے ہیں اور تمام مملکت میں سبز چا سے پسندیدہ کیونکہ اس میں ہمساک اور  
 لمبی نہیں ہے اور وعدہ زیادہ قبول کرتا ہے حالانکہ صرف سبز چا کا استعمال داؤن میں کیا جاتا اور بعض امراض  
 میں نہایت مفید ہوتا لیکن چند روز اگر کثرت سے پیے میں آئے تو عیشہ پیدا کرتی ہے غرض سیاہ چا  
 ساتھ آمیز کرنے سے ذائقہ اور نفع دونوں حاصل ہوتے ہیں القصد اوہنیں دو قسموں سے ہیں اور  
 طرح کی چا نکالتی ہے اور فرق اول میں دو وجوہوں سے ہے اول سبب احتیاط پیون کے چنے میں  
 اور دوسرے یہ کہ ایام پیون کے چنے کا خاص ہووے چنانچہ جب نئے نکلتے اس وقت اوہنیں سے  
 بوزیادہ نرم ہوتے ایک ایک کر کے چن لئے جاتے ہیں اور وہی مالو چا کھلاتی ہے جو صرف غفور  
 کے لیے جاتی ہے اور دوسری قسم کہ بعد چند روز کے جب پتے کچے سخت ہوتے چنے جاتے اور وہی  
 بہتر بڑی چا ہوتی جو کچہ کران قیمت کو کمیتی ہے اور صاحبان کے مصرف میں آتی اور تیسری قسم  
 وہ کہ جب پتی پڑانی ہوتی جمع کی جاتی اور عوام الناس تھوڑے داموں کو لیتے ہیں چوتھی قسم  
 چا کی لوٹکان چا کھلاتی اور گویا سبز چا کی چھوٹی ہیں ہے لیکن مثل سبز چا کے یہ حار اور مسک نہیں ہے  
 اور نہ ذائقہ بھی اوستقد تیز ہے غالب کہ دونوں ایک ذات کی ہیں اور سرزمین کے اختلاف سے  
 اپنا اپنا رنگ پیدا کیا چوتھی قسم چا کی اسی صوبہ میں ہوتی جس کا بیان ہو رہا ہے اور صوبہ بنان  
 میں بھی مثل یہاں کے بے تردید پیدا ہوتی اور اس کی خاصیت بہتر ہوتی ہے لیکن بواور ذائقہ  
 کمتر لطیف ہے الغرض یہی چار قسمیں چا کی اصل ہیں اور باقی میں آمیزش انہیں چاروں کے  
 برگ کہ نہ کی ہوتی ہے اور غریب کے باتہ کہتی ہے جب دختوں سے چا کے پتے چن لیے جاتے  
 تو گرم پانی کا بھاپ کے تانبے یا لوہے کے چوڑے چوڑے پتروں پر بچھا کر نیچے سے  
 کوسیلے کی آنچ دینے اور ہاتھ سے پیون کو ہلاتے رہتے جب تک کہ خشک ہوتے اور ہر چا

اور جب بالکل نمی باقی نہیں رہتی یورون میں بند کر کے رکھ دیتے اور ایک برس تک نہ جیتے نہ ہتھال کرتے کیونکہ جب تک چاسال خوردہ نہیں ہوتی منشی رہتی اور غنودگی پیدا کرتی ہے جس طرح انگریز چاسے کو گرم پانی میں بھگاتی ویسا ہی ختائی کرتے لیکن بے دودہ اور سیٹھے کے پتے ہیں متعدد قلعہ اس صوبہ میں ہیں اور پچیس شہر اور نوے لاکھ باشندے اور فقور کے خزانہ میں بعد وضع خرچ نظامت و دیوانی میں لاکھ ترانوے ہزار نو سو چوراسی روپیہ کمپنی بابت ارتفاع زمین اور تیس ہزار آٹھ سو تیس ہزار روخت ملک انچاس ہزار دو سو اڑتالیس روپے یا محصول جناس تجارت سالانہ داخل ہوتا ہے فقط

## خاتمہ و مزارع

حالانکہ صوبجات ختا کے انفاس جمادی و نباتی و حیوانی کا حال بالا جمال معرض تحریر میں آیا ہے لیکن چند عجائبات و غرائبات قسم نبات اور جماد سے ایسے ہیں کہ ان کا حال لکھنا ضرورت و ہوا تاکہ کوئی نکتہ ارباب تاریخ کے ملاحظہ سے چھوٹے اور بندے کو داد و تایح نویسی کی سہل انقرض ایک درخت عجیب و غریب ختائی زبان میں چربی کا درخت کہلاتا ہے حقیقت کہ اس کے پھل کے اندر سے جو کھلی نکلتی اوپر گودا بھینہ چربی کی رنگت کا ہوتا اور بوباس و غیرہ خاصیت میں بھی وہی نسبت پائی جاتی ہے ختائی اسے نکال کر تیلی کے ساتھ آمیز کر کے سانچے میں ڈھالتے اور تیان بناتے ہیں یہ درخت قد میں مثل درخت شاہ دانہ کے ہے شاخیں اوکی ٹیڑھی ٹیڑھی ہوتی ہیں اور پتے لشکل ل نہایت سرخ ہوتے ہیں اگر ختائی چربی صاف کرنے کی ترکیب جانتے جو انگریزوں میں ہے تو اوپر سے اوپر صاف کرتے یقین ہے کہ مثل انگلستان کی چربی کی تیلی کے اسکی تیلی بنتی ہے۔ \* \* \* \* \* شہر صورت بلور ہوتی صاف یہ \* \* \* \* \* اور جلی بہت شفاف یہ \* \* \* \* \* اقلیم ختا سے ایک روغن آتا جس سے لکڑی اور چمڑے کو جلا دیتے ہیں اور اس قسم روغن کو انگریز اور ہندوستانی جاپان کہتے ہیں بہت دن تک ہر جگہ یہ بات مشہور تھی کہ ختائی اس روغن کو ایک نسخہ خاص سے بناتے اور اسکی کیفیت و ماہیت سے کسی کو آگاہ نہیں کرتے تھے لیکن آخر سب کو معلوم ہوا کہ مثل گوند کے یہ روغن ایک قسم کے درخت سے جو سو

چین کے کہیں پیدا نہیں ہوتا نکلتا ہے یہ درخت ختائی زبان میں مٹی جو کھلاتا ہے اور کبھی  
 پھولتا نہ پھلتا ہے اور دس بارہ ہاتہ بلند اور ڈیڑھ دو ہاتہ چوڑا ہوتا ہے اسے گرمی کے دن میں  
 پاتے ہیں جیسا کہ تاڑکے درخت کو تراش کے بڑی بڑی کونڈیاں بگاڑتے ہیں اور اوس تمام  
 رات عرق ٹپکتا ہے اوسی طرح یہ بھی ہوتا ہے اور شب بہر میں ہزار درخت سے تخمیناً دس ہزار  
 روغن نکلتا ہے اور جب وقت کہ یہ چوتھا ہے ایسا تیز و تند ہوتا کہ اگر بدن میں لگ جاوے تو سارا  
 جسم پھول کر مثل کوزہ کے پٹ جائے لیکن چوانے والے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ کئی درختوں  
 کی چھال جوش میں اوس میں نہاتے اور سور کی چربی کا ایک روغن تمام جسم میں ملتے ہیں اور  
 ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں موزے چمڑے کے چڑھالیتے ہیں گویا تمام جسم میں چمڑے  
 کی پوشاک پہنتے ہیں اور منہ پر ایک چمڑی کا نقاب ڈال کے صرف دسوراخ آنکھ کے جا رکھتے ہیں باوجود  
 اس حفاظت کے بے پیٹ بھر غذا کھاتے درخت کے قریب نہیں جاتے کیونکہ ہمارے تاثیرات  
 ہر خیر کے خلو معدہ کے باعث جلد اثر کرتے ہیں اسی لیے حکیموں نے حکم دیا ہے کہ کوئی مریض  
 پاس یا کسی عفونت کی جگہ بے غذا کھاتے جانا مناسب نہیں القصہ جب ایام اس روغن کے  
 بہنے کا ہو جاتا تو سوداگر سب چھان کر چھوٹے چھوٹے پیوں میں بہر کے جھپٹے اور یہ وہی روغن  
 ہے جو ختائی مینز اور کرسی اور کھلونے اور ٹوکری وغیرہ میں لگا رہتا ہے اور مثل آئینہ کے ہمیشہ  
 چمکتا رہتا ہے جو کافور کا درخت بھی خاص قلم ختائی کے لئے خلق ہے سو سو اسو ہاتہ بلند ہوتا  
 اور بعضے کی جڑ اس قدر موٹی ہوتی کہ بیس آدمی کے گویچے میں نہیں آسکتی ہے اور جب پرانا جانا  
 شب کو خود بخود اوس سے آگ کے شعلہ نکلتے ہیں لیکن اون میں طاقت جلانے کی نہیں ہوتی ہے  
 اس درخت کی نرم نرم ڈالیاں ختائی کاٹ لاتے اور اون کے نہایت چھوٹے ٹکڑے کر کے تین  
 شبانہ روز ٹھنڈے پانی میں بھگو تے ہیں جب وہ خوب بھگتے تو ایک دیک میں سبکو ڈال کے  
 جوش دیتے ہیں اور جب تک کھولتا رہتا ایک شخص بیہ بخون کی ڈالی سے ہلاتا رہتا ہے اور  
 جب معلوم ہوتا کہ اوس ڈالی میں کافور کی ڈالیوں کا رس مثل پلے کے جم گیا اور وقت تمام عروق

چھان لیتے اور سفل پھینک دیتے ہیں اور اس عرق کو مٹی کے ایک باسن میں جھین رہی روغن حبکا  
 ذکر ہوا لگا رہتا دیکھتے ہیں اور شب بھر میں یہ بالکل جم جاتا ہے عرض جب اس کا فور کو زیادہ خالص  
 کیا جاتے تو پیرانی دیوار کی مٹی سفوف کر کے تانبے کے باسن میں ایک تہ رکھتے اور اس کے اوپر ایک  
 تہ کا فور کی جاتے ہیں اور پھر اس کے اوپر مٹی کی تہ دیتے اور سیڑھے ایک تہ کا فور اور ایک تہ مٹی  
 سجا کر سب کے اوپر ایک درخت جو پوہو کہلاتا اس کے پتوں سے ڈھانپ دیتے ہیں اور اوپر سے تانبے  
 کی رکابی دیکر منہ کو ایک قسم کی گیر مٹی سے بند کر دیتے ہیں اور آگ پر دوبارہ مٹی آج دیکے بعد  
 خپد گنٹھ کے اوپس دیکھی کو ٹھنڈی جگہ میں رکھ دیتے ہیں دوسرے روز جب سرپوش اٹھاتے ہیں  
 جو سر کا فور کو جابو اپا ہیں اور اگر زیادہ خالص کرنیکی ضرورت پیش ہوتی ہے تو انہیں ہر کو اسوی طرح سے مٹی کے  
 ساتھ تہ بہ تہ جاکے چلاتے ہیں اور وہ غلط جو لوگ کہتے کہ کا فور گوند کی طرح چوتاسے حالانکہ یہ مٹی بہتر  
 ہے کہ جن سینک کی جڑ کا بیان ہو کیونکہ ملک تارین اسکی پیش ہے یہاں پر خاص ملک خٹاکا احوال یہ  
 ہوتا لیکن یہ نیز سقد طرفہ تر ہے کہ اسکی تعریف چین کے عجائبات نفاس جادوی اور نباتی کے شامل کرنی  
 نامناسب تصور ہوئی طلب خٹانے و جدر کے دفتر کا دفتر اس جڑی کی تعریف میں لکھا ہے اور خواص  
 اکسیر اعظم کا بیان کیا ہے اور بعض پادریوں نے جو اسکا امتحان کیا تو دیکھا کہ حقیقت میں بجا لکھا  
 جو کچھ اسکی صفت میں لکھا ہے اور اس تعریف کا لٹ لباب طلب بندے نے یہ نکال لیا کہ اسکی  
 استعمال سے سیر نو د سالہ کو شروع شباب کی طاقت اور فرحت طبیعت اور قوت ہضم اور ہر طرح کی  
 کیفیت جو اس سن سے متعلق ہے حاصل ہوتی ہے اور اسی جڑی کی فروخت سے فقور کو حاصل  
 کثیر ہے کیونکہ ہر قدر گران بہا ہے کہ آدمی چھٹانک جڑی پاو بھر چاندی کو بکتی ہے اور وہ بھی مدہ  
 قسم کی نہیں ہوتی اور صرف فقور کے خرچ خاص کے لیے جو بہتر مٹی رکھی جاتی ہے ولایت  
 امر کا جسے تہی دنیا کہتے ہیں رٹان کے ایک ملک میں ایک پادری نے اوی جڑی کو بہت تلاش  
 سے نکالا اور خواص اسکا ویسا ہی پایا جو ترکستان کی جن سینک کا سن میں آیا ہے اسکی  
 جڑ سپید اور گہر گہری اور پتہ نہایت ملائم اور گول بزرگ خون ہوتا ہے اور اس میں سے کئی لپا

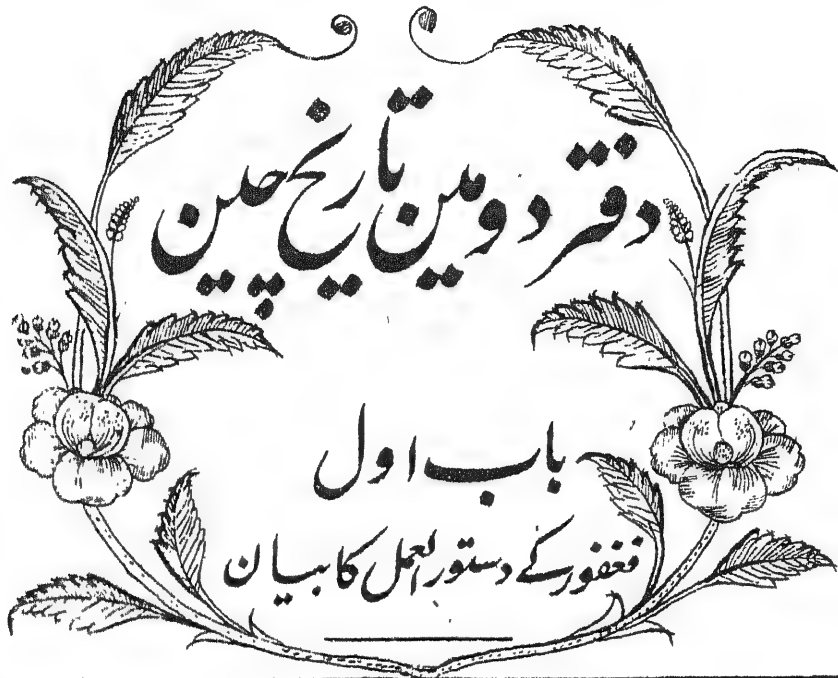
نکلتی ہیں اور ہر ایک میں پانچ پانچ پتیاں نہایت رگدار اور سبز اور نیچے دہانی رنگ کی ہوتی ہیں یہ خست کوئی بات نہ ہر اونچا ہوتا ہے اور باوجودیکہ تخم ہی اسکے پھل سے نکلتا ہے لیکن بونے سے نہیں ہوتا اور از خود ہر سال پیدا ہوتا اور خشک ہو جاتا ہے لیکن جڑ قائم رہتی ہے اور ہر سال نئی شاخیں پیدا ہوتی ہیں جس طبقے میں اسکی پیدائش ہے کو ہستان و صحرا اور بیابان ہے اور اس جڑی کی گویا خاصیت ہے کہ جہاں قدم انسان نہ پونچ سکے وہیں پر پیدا ہوتی اور اکثر خوف پہاڑ میں جہاں تپش آفتاب نہیں جاتی وہیں پر ملتی ہے غنفور کی طرف سے دس ہزار فوج ہر سال چھ مہینے جنگلوں میں متعین اس جڑی کے جمع کرنے کے لیے ہتی ہے اگرچہ افراط سے تاثر میں ملتی لیکن ہمیشہ سونے کے مولوں کی ہتی ہے ایک قسم کا پتھر چین میں ہوتا جس سے ایک صد خوش مثل رباب کے نکلتی ہے اور ختائی اوسکا ایک باجانباتے ہیں اور اکثر یہ پہاڑ کی ندیوں میں ملتا ختائی زبان میں یو کہلاتا ہے اور سہتر روزنی ہوتا کہ ایک ٹکڑا جوڑ کے کے اوٹھانے کے قابل معلوم ہوتا ہے اوسے چار جوان نہیں اوٹھا سکتے اسکی کئی قسمیں ہیں کئی یہ کوئی نیکلوں کوئی دہانی کوئی نافرمانی کوئی نہایت ملائم اور کوئی اسقدر سخت ہوتا ہے کہ لوہے کی دھار اوسکے کاٹنے سے مڑ جاتی ہے غرض جو پتھر سونے کے رنگ کا ہوتا ہے اوسپر زد دینے سے آواز جھانجھ کی نکلتی اور صوبہ بین نان میں بہتر قسم اس پتھر کی ملتی ہے اور نہایت قیمتی ہوتی ہے ایک شجر قسم صنوبر سے لویسا انگ کہلاتا ہے اور دیوار ختا کے اوتر طرف پیدا ہوتا ہے اس میں کئی باتیں عجیب و غریب ہیں یعنی موسم خزاں میں اسکی سب پتیاں گر پڑتی ہیں اور اسکی لکڑی نہایت سخت ہوتی ہے اور اس اوسکا نہ ہر قاتل ہے اور اسکی جڑ کو اگر کاٹ کے پانی میں ڈال دیجئے تو فوراً پتھر ہو جاتی ہے حالانکہ صورت تبدیل نہیں ہوتی لیکن مثل سنگ کے وزن ہو جاتی ہے چنانچہ ختائی لوہار و سونہار آلات کو اوسی پر تیز کرتے ہیں اور یہ سونے میں آیا ہے کہ کسی پتھر کی سلی پر پتھیا کو اسقدر تیزی نہیں ہوتی ہے۔

دفتر اول تمام شد



مقدم جلد اول تاریخ ممالک چین





جس شخص کی چشمیت و جلالت ہو کہ کرور با خلقت اوسکی تابع دار اور سلاطین عالی وقار اوسکے  
 باجگذار اور امر اسے ذی اقتدار فرمان بردار ہو وین اگر ایسا شخص ظلم پر کمرباندھے اور اپنی  
 رعیت کی بہتری نہ سمجھے تو بجز خدا تعالیٰ کے کون باز پرس کر سکتا ہے لیکن باوجود اس سطو  
 و شوکت اور دولت و قوت کے نغفور ختا اپنے تئیں قبلہ گاہ رعایا اور برایا کا سمجھتا ہے اور  
 اونکے آرام اور چین کو اپنی سعادت جانتا اور اونکے دکھ کو اپنے نامہ اعمال میں گناہ کبیرہ کے  
 ذیل میں داخل کرتا ہے اور اوسکی دلیل یہی ہے کہ ایام قحط و وبا و خشک سالی یا اور کسی طرح کی  
 بد حالی میں نغفور لباس مٹی پہننا اور گریہ و زاری و گریان چاک کرنا اور سر پر خاک ڈالنا اختیار  
 کرتا ہے اور با واز و در و ناک رو رو کر جناب باری میں عرض کرتا ہے کہ اے خداوند کریم تو نے  
 میرے گناہوں کے باعث سے اپنی خلائق پر غضب نازل کیا اور میرے عوض اوسے انتقام  
 لیا اب جب کا قصور ہے اوسکو سزا دے اور اونیہیں ہائی بخش مجھ سے سمجھ لے واللہ اعلم  
 بالصواب ختا کی تاریخوں میں خبر ہے کہ اس طرح نغفوروں نے اکثر جناب احادیث میں صدق  
 دل سے التجا کی اور اونکی دعا مقبول ہوئی و ختا میں والدین کی نزرگی کو بعد خدا کے خوب جانتے  
 ہیں اسی سبب سے دستور اوس ملک کا ہے کہ نغفور کو لوگ سجدہ کرتے کیونکہ قبلہ عالم اور فضل الہی

اور نائب پروردگار قرار دیتے ہیں اور جبکہ مرتبہ اوسکا یہ ہو تو اوسکی رضا مندی اور خرسندی سے کچھ چارہ نہیں غرض ایک عمدہ احتساب کا ہے کہ اوس منصب پر کتنے علما اختیار زمانے کے مقررین اور کام اوسکا یہ ہے کہ غفور سے جو حرکت برخلاف دستور اور انصاف کے سرزد ہوتی ہے تو وہ لوگ دیتے ہیں اور اوسکو اوس حرکت سے باز رکھتے اور کبھی ایسا ہی اتفاق ہو جاتا ہے کہ لالچ اور خوش آمد سے انماض کر کے فسق و فجور سے مانع نہیں ہوتے ہیں لیکن اکثر نہیں ہوتا ہے کہ اپنی جان پھیل کے غفور کو اوس خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں اور اوسکی سطوت و جلالت پر نگاہ نہیں کرتے لیکن اس عیش سے غفور کی خود بخاری میں کچھ فرق نہیں ہوتا اس سبب کہ وہ اپنی ساری عمریت کی جان اور مال کا شمار ہے باوجود اقلیت کے مملکت ختامین نسبت اور ملکوں کے گشتی کے کئی بادشاہ خوشنودم آزار ہوئے ہیں والاسب ایک سے ایک ایسے عدالت کر گئے ہیں کہ جرید روزگار پر اوکلی مدح لکھی ہوئی قیامت تک رسیدگی اس بیان سے حقیر کی یہ غرض نہیں کہ دنیا میں ختا کے بادشاہ بیخفا اور بے مثل ہوتے ہیں اور اپنی رعیت کے حق میں کبھی بدی نہیں کرتے اگر بیان واقعی چھوڑ کر عاصی ہر طرح سبالت کرے تو سخت گنہگار ہووے اور حکمت کے پایہ سے گزر جائے اور فضولی و لغو کا گمان اپنے اوپر لازم کرے کیونکہ بالذات انسان کی طبیعت ذائل کیطرت زیادہ تر مائل ہے اور کسب فضائل بہت سی ریاضت اور انوع محنت و مشقت کرنے سے حاصل ہوتا ہے القصہ غفور سب جو اکثر تنیک ہوئے ہیں تو اس سبب نہیں کہ ولی تھے اور ہوا و حرص او نہیں نہ تھی کیونکہ نوع انسان طبعاً طرف بدی کے مائل اور رجوع ہے اور دولت بہ طور عمدہ و مددگار اخباس ذائل کی ہوتی ہے غرض باوجود ان باتوں کے بادشاہان ختا جو مدوح تھے شاید اس باعث سے جو مقتضائے قیاس راقم ہے کہ ختامین حبان تک مال اور اسباب اور زمین جو کچھ کہ قسم منقولات یا غیر منقولات سے ہے سب رقی رقی غفور کی ملک خاص متعلق ہے اور جس شخص کے قبضہ تصرف میں جو چیز ہے صرف اوکی عنایت و شفقت سے ہے والا سوا غفور کے سب محتاج ہیں ظاہر ایسی سبب ہے کہ کسی پر زیادتی نہیں ہوتی اور قیاس

مؤلف کی یہ دلیل ہے کہ جبوقت قبلان خان سردار مغلیہ تاجرا وائل میں مالک تخت اور تاج ختا  
کا ہوا تھا اوسنے واسطے موقوف ہونے قمار بازی کے یہ فرمان صادر کیا کہ ہم شمشیر کے زور سے اس  
ملک پر قابض اور متصرف ہوئے ہیں اسوجہ سے کسی شخص کو کسی طرح کی خیر میں ملکیت خاص نہیں ہے  
لہذا تم لوگ جو قمار بازی کرتے ہو تو ہماری جایداؤ کو خطرہ میں ڈالتے ہو وہ سوا سے اس نکتے کے  
دوسری وجہ قیاس میں راقم کے یہ ہے کہ فقہوران ختا کی نیک نہادی اور خوش اطواری نتیجہ اوس  
ترتیب کا ہے کہ اعلیٰ سے ادنیٰ تک کو اوس ملکیت با صفت میں حاصل ہے علم کی قدر اور حکمت پر  
عمل کرنا فاضل کو مرتبہ بابت دنیا اور حکیم کی صحبت کو پسند کرنا نیک اطوار کو عالی مقام بنانا اور بد نہاد  
کو ذلیل اور خوار کرنا ختا کے دستور میں اس جہت سے ہمیشہ مرد با خدا سب فقہور میں اور تیری  
وجہ عقل ناقص کو شہنشاہوں کی نیک اطواری کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ فقہور اپنے ولیعہد مقرر کرنے  
میں ہتھدر اختیار رکھتا ہے کہ اگر کسی غیر کو چاہے تو وارث تخت تاج کا بناوے اور اپنے بیٹوں  
کو محروم رکھے اور اپنی اولاد سے حسب کو قابل ریاست کے سمجھے اور کو ولیعہد ایسے سرفراز کرے  
اور اوسکی نظیرین جلد دوم کی دفتر اول میں ناظرین تاریخ چین کی خدمت پیش کی جائیگی اور اوس  
دستور پر قاعدہ یہ ہے کہ بجز بادشاہ اور وزیر اعظم کے دوسرے کو ظاہر نہیں ہوتا کہ ولیعہد کون  
مقرر ہوا اور اسی باعث سے ولیعہد کو حشمت کا غرور اور امید سلطنت کا سرور عقل کو زائل اور  
طبیعت کو طرف بدی کے مائل نہیں کرتا ہے اور ہر ملک کی تاریخ میں دلیلین ہیں کہ شاہان نیک کردار  
اکثر وہی ہوئے کہ حسب سلطنت دفعہ بغیر چشمداشت کے حاصل ہوئی اور چونکہ غربا اور رعایا کے  
غم اور شادی کا حال اونسکے تجربے میں آیا اس لحاظ سے اون باتوں کا خیال ایسے بادشاہان  
فرخ خاں کو ہمیشہ رہا الغرض جب اسی دفتر میں تینوں قسم کی حکمت یعنی تہذیب نفس اور تدبیر منزل  
اور سیاست مدن کا بیان حسب طور سے کہ اہل ختا کا معمول ہے کیا جاگتا ہے یہ نکتہ میں کو  
فقہوران چین کی عدالت اور مروت کا سبب خود بخود دکھائی دیکھا ہر ملک میں گھرانے امیر  
کے علاوہ بادشاہ کے ہیں اور اپنی اپنی جایداؤ کے وے خود مالک و مختار ہیں اسواسطے ایسا

اکثر ہوا ہے کہ جب انھوں نے اپنی دولت کی ترقی دیکھی بادشاہ کے تخت و تاج پر آنکھ ڈالی اور بادشاہ نے اُنکی تونگری اور دولت کا حال سکر حسرت کی آہ بھری اور رفتہ رفتہ مخالفت ظاہر ہوئی تب دنوں سے ایک کوتاہی آئی اگر اقبال جانتی رہا بادشاہ نے اُسکے گھر کو بالکل بران کیا اور اگر اقبال اُسکی یاوری نکلی اور امیر غالب رہا تو تخت اولٹ گیا اور بادشاہ کے خانوادہ سے ریاست منتقل ہوئی اور اوس امیر کے بیان جا پہنچی یہ انقلاب روزگار اور ملکوں میں زیادہ لیکن تباہی کم ہوتا ہے کیونکہ موروثی امیر کوئی نہیں ہے اور غفور کے خاندان سے جو لوگ مستحق تخت کے ہوتے ہیں اُنکی عزت اور تعظیم اور تواضع بہت کیجاتی ہے لیکن زرجو کہ امور دنیوی میں ویسا رہتا جیسا جان قالب انسان میں وہ اُنکے پاس نہیں ہوتا اور غفور سے اُنکو خور و پوش کے واسطے بقدرت اور مرتبہ کے سالانہ مقرر ہوتا ہے لیکن اتنا نہیں کہ ہمارے ہمت کے شہسپہن زور ہو جو بلند پروازی کرے اور خواہش نشست تخت کی پیدا ہو وے بعد اُنکے اعیان بارگاہ اور امرائے عظام کم نہ جائیں فرنگستان میں مانڈرین کہلاتے ہیں اور بڑے بڑے رتبوں کو پہنچتے ہیں لیکن اُن میں سے موروثی امیر کوئی نہیں کہ علایقات اُنکے ہوں یا باپ دادا کے پونجی کے بھل کو دیکھنا کریں کیونکہ دست و ختام ہیں ہے کہ باپ کا عہدہ یا منصب بیٹے کو سرگز نہیں ملتا اگر باپ کی سی لیاقت اور اعتبار اوس نے بہم پہنچا اوس پر بھی مشکل ہے کہ باپ کے بعد بیٹے کو وہی عہدہ ملے پس جبکہ بیٹے تک باپ کی حکومت نہیں آئی تو اگر باپ نے بھی کچھ مایہ حاصل کیا ہو تو بیٹے کو اوس سے اتنا ہی فائدہ ہوا کہ گوشہ میں بیٹھ کر آرام سے زندگی کاٹی اور اگر تیسری پشت میں کچھ سچی بچائی دولت رہ گئی چوتھی پشت تک خیر صلاح ہے کیونکہ بقول شخص آدمی بیٹھے بیٹھے سونے کی دیوار کھا جاتا ہے اور اول ہی پشت میں ایسی جا یاد کم حاصل ہوتی ہے کہ ہمیشہ کو کفایت کرے اور جب کوئی امیر کسی عہدہ پر بحال ہوتا ہے تو کتنے دنوں کے بعد کہ اوسکی ایک مدت مقرر ہے وہ امیر منصب دار حسب اطلب حضور میں حاضر ہوتا ہے اور ایک ایک کام کا سبب اوس سے لیا جاتا ہے علاوہ اس تاکید شدید کے جس امیر کے سپر کچ فوج ہے سپاہ کی خواہ دینی اوس سے متعلق نہیں اور جبکہ اتنے سے خواہ ہوتی ہے اوسکا اختیار ایک نفر سپاہ پر نہیں ہوتا جیسا

استقدر ہوشیاری ہے وہاں اوکسے کی کون سی جگہ مل سکتی ہے۔ فیلسوف اعظم انک فوسی کی عقل کی اگر کوئی دوسری دلیل نہوتی تو اسی بات سے جبریدہ عالم پر نام اوسکا سر دفتر حکما لکھا جاتا کہ ختایوں کا پیشوا ہے مذہب فقور ہے چونکہ دین و دنیا دونوں اوسکے ہاتھ سپرد کیا اور خطاب شنیک چوڑھے غلام وند مقدس اور شنیک زسی یعنی سپر پروردگار کا دیا ہے۔ پیرس میں کئی دن مقربین کہ فقور پیشوا دین کی پوشاک گلے ڈال کر نہایت حشمت اور جلال کے ساتھ بڑے بٹ خانے میں جا کر لوہا کرتا ہے سواے ان نون کے قحط اور خشک سالی اور وبا کے ایام میں فقور اوسی طور سے بتخانے میں جا کر اپنی ساری رعیت کی طرف سے ایچی ہو کر معروض حال کرتا ہے اور مناجات گریہ وزاری سے سبکے لیے رہائی مانگتا ہے فقور جب دربار عام کرتا لباس روہنتا ہے کیونکہ بقول ختایوں کے آفتاب فلک کا لباس ہوتا ہے اس لیے آفتاب زمین یعنی فقور کو بھی ہی رنگ نریب ہے جبوقت موسم بہار میں فقور ایک تاریخ معینہ کو محل سے ساتھ تکلف اور حشم کے برآمد ہوتا ہے اور کھیت میں جا کر اپنے ہاتھ سے ہل تھام کے زمین جوتا ہے اوسوقت دیکھنے والے کا دل حد کرتا ہے اور بے اختیار رو د پڑتا ہے کہ دنیا میں کشتکاری سے کوئی چیز قدیم تر اور فاضل تر نہیں ہے کیونکہ ایسا عالمی مقدار شہنشاہ روزگار اوسکی ایسی قدر کرتا ہے یہ احوال تفصیلاً آگے چل کے کھلیگا نشاۃ العین فقور کے برابر کوئی بادشاہ مخیر اور رعایا پرور نہیں اور قبلہ عالم کا خطاب اوسکی نریب دیتا ہے چنانچہ راقم نے پہلے دفتر میں بیان کیا ہے کہ قحط میں پرگنہ آفت رسیدہ کا سارا خزانہ منٹ ہونیکے سوا سرکار سے روزانہ انج ثبات ہے اور جب تک تنگی رہے انبار خانے کا دروازہ کھلا رہتا ہے غرض جبکہ اوسکا دستور عمل بطور پر ہے تو رعایا خواہ نخواہ جان و دل سے ہمیشہ نیکخواہ اور فرمان بردار رہتی ہے اسواے فقور کی اسے بطور پر صادر ہوتی ہے رعیت کو ہر آئینہ اوسکے انکار نہیں ملکت ختایں کیسے قتل اور قصاص حکیم فقور کے نہیں ہو سکتا اور حالانکہ نظام ذی حشام بہت مقربین اور ہر ایک اون میں سے اور ملکوں کے بادشاہوں کا ہمسر معلوم ہوتا ہے اور کروہ خلقت تابعدار اور گنج ہشیار پر اختیار رکھتا ہے لیکن ادنیٰ سے شخص کو قتل نہیں کر سکتا۔ مملکت ختایں میں ہر

محتسبون کے ہر فاضل اور ہر عالم بلکہ ہر طالب العلم کو اختیار ہے کہ غفور سے اگر کچھ بے دستور طریقہ میں  
اوسے کو تنبیہ کرے اور جس حکم کو خلاف عدل سمجھے اور سپر اعتراض ساتھ وجوہات کے حضور میں پیش  
کرے اور اپنی دانست میں جو کچھ کہ مناسب اوس امر کے عرض کرنا ہو سو عرض کرے اور اس دستور  
کا سبب یہ ہے کہ ایسے احوال کی اخبار کہ جس سے پادشاہ کو اپنی حرکتوں پر کاہی ہو مثل فرنگستان کے  
ختمین معمول نہیں لیکن یہ دستور کہ غفور کو جو چاہے تنبیہ کرے خلاق کی خیر خواہی اور نیک اندیشی سے  
ہے غرض بدی سے ٹوکنا اور نیک کھانیکا سب کو اختیار ہے اور اوس پر عمل کر نیکا غفور مختار ہے

## باب دوم

### ختم کے امر سے اہل قلم اور اوس کے محکما کے بیان میں

صد حیف کہ علم و فضل کی جو قدر غفور کرتا ہے اوسکا نصف بھی اور ملکوں کے پادشاہ یا امرا  
نہیں کرتے باوجود اسکے غفور کو ناسزا شیدہ جانتے ہیں اور اپنے کو قابل اور کاملوں کے قدر دانوں  
میں گنتہ میں سے ازل سے ایک طور کی دشمنی دولت کو علم اور فضیلت سے ہے اور اوسکی وجہ کو  
ایک روز کئی پٹتوں کی مجلس میں اقم سے ایک بزرگ نے پوچھا اوسوقت چونکہ علما شاستر کے  
جمع تھے اوسکی رعایت سے عاصی نے یہ جواب دیا کہ سب عالم کے غریب ہونیکا شاید یہ ہے  
کہ کچھمی اور سرشتی دونوں آپس میں سوتیں ہیں اور سوتوں کی دشمنی مشہور ہے جسپر سرشتی مہربان  
ہوتی ہے اور اپنے خزانہ لازوال سے اوسکو علم اور فضیلت عطا کرتی ہے اوسکے کچھمی ناراض  
رہتی ہے اور اسطرح سے جو شخص کہ کچھمی کا لاڈ لا ہوتا ہے سرشتی کو اوسے بغض رہتا ہے۔ اس  
بات کو اہل انجن نے پسند فرمایا اور خوشی سے تبسم کر کے رستی سخن پر سبکا چہرہ لباش ہوا انرض  
اوس جابر اگر قوانین حاکمونی آگاہ ہوتا تو نیدے کے قول پر اعتراض کرتا کیونکہ اوس مملکت پر  
میں سو فاضل کے دو سر کسی کو عہدہ سرکاری نہیں تفویض ہوتا پس مملکت ختامین قول حافظ بھی  
شہر اہلبان را بہ شربت زکباب و قندہ است قوت و نامہ از خون جگرے بنیم صافق ہوتا  
کیونکہ ختامین جتنے سرکاری عہدے دیوانی اور جنگی میں سو افاضلوں کے کسی کو نہیں ملتے اور



ہر صوبے میں ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار اور بعضے میں قریب اڑبائی ہزار طالب العلم کے نام لکے  
 ہوئے ہیں جو سال سال فضیلت کے درجوں میں ترقی کرتے اور قابل عہدہ داری کے سمجھے جاتے ہیں  
 طالب علمی کے درجے سے کسی شخص نے جو تحصیل سے فراغت پائی تو مولوی کے رتبے کو پہنچا اور  
 کیونکہ کھلایا بعد اس کے جب ریاضت شافقہ کر کے کئی برس کے بعد مولانا ہوا اور سن سے خطاب  
 تب وہ بڑے شہر و نواح کا حکم ہو سکتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد مولوی ہونیکے بعض کو بہت  
 شہروں کی مالکی کی ملتی ہے لیکن وہ شہر چھوٹے اور تیسرے درجے کے ہوتے ہیں اور پہلے درجے  
 کا حکم سوائے مولانا کے کوئی نہیں ہوتا جب کئی عہدے شہروں میں مالکی کے خالی ہوتے ہیں تب  
 فقہور اور ان شخصوں کو طلب کرتا ہے جنہیں خطاب مولانا کا ملا ہے اور خدمت سرکار میں بھی قدامت  
 کا پایہ ہے اور بزرگی و نیک کرداری اور فضیلت کا بھی پایہ ہے بعد اس کے ایک طرف میں کانٹے  
 چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر نام ہر ایک شہر کا جہاں خدمت خالی ہے لکھا ڈال دیتا ہے وہ طرف  
 اتنا اونچا رکھتا ہے کہ اگر کوئی ہاتھ سر سے اوپر اٹھاوے تو اوسمین پہنچے تب ہر ایک مولانا  
 جا کر اوسمین سے ایک ایک ٹکڑا کاغذ کا نکال لیتا ہے اور جسکے ہاتھ میں قضیہ اتفاقی سے جو ٹکڑا  
 آجاتا ہے وہ اوسے شہر کا حکم ہوتا ہے اس دستور کے جاری رہنے سے کسی طرح کا لگاؤ و رشوت  
 یا پاس خاطر کا نہیں ہوتا اور اپنے اپنے مقصوم کا بداسب کو ملتا ہے چختا میں آٹھ درجے  
 مانڈرین یعنی امرا کے ہیں اور ان میں سے جو فاضل متبحر کا خطاب رکھتے ہیں امورات دیوانی کے  
 متعلق ہوتے ہیں اور پہلے درجے والے کو لاؤ کھلاتے ہیں اور ان میں سے جو سب دانا اور بینا و بزرگ  
 ہوتا اس کو وزیر عظم کا عہدہ ملتا ہے اور فقہور کا محرم راز ہوتا ہے اور اسی درجے کے فاضل  
 مشیر اور ظہیر مملکت و دارالامارہ چھپن کے صدر محکمون کے حاکم اور فوج کے بڑے بڑے سردار  
 ہوتے ہیں اور دوسرے درجے کے مانڈرین سب صوبجات کے حکام اور ہر صوبے کے صدر محکمون  
 کے حاکم ہوتے ہیں تیسرے درجے والے مانڈرین فقہور کے حضور میں میر منشی ہوتے ہیں اور چوتھے  
 درجے کے مانڈرین کو ہر صوبے کے ڈاک خانے اور سرکاری بجز اور سراسب کا علاقہ ہوتا ہے

اور پانچویں درجے کے ماڈرین ہر صوبے کے فوج کی نگہبانی کرتے ہیں اور درجہ ششم کے ماڈرین کو ہر صوبے کی شاہراہوں کی ساخت اور مت پسٹر ہوتی ہے ساتویں درجے والے ہر صوبے کے دریاؤں کے باندھ اور پل بند ہوتے ہیں اور آٹھویں درجے کے ماڈرین سب سمندر کے کناروں کے باندھ بند ہوتے اور سودا گروں کے جہازوں سے محصول ادا کیا جاتا ہے۔

ہیں ان غرض جان تک کہ سرکاری عہدے مملکت ختامین میں سب پر سوا فاضلوں کے کوئی بحال نہیں ہوتا اور جس قدر علم و فضل و دانائی میں ترقی کرتے ہیں اور نیک اطواری کے ساتھ مشہور ہوتے ہیں اوس قدر فقور کے دریاے فیض و قدردانی سے سیراب ہوتے ہیں۔

یہ ایسے دستور کا کیا کہنا ہے اور جب تک جاری رہیگا ختم کی سلطنت کو قیام و استحکام ہووے گا کیونکہ جب تمام مملکت کے عاقل عالم سرکاری عہدوں پر مقرر ہوں اور ہر طرح سے اوس کا فائدہ فرمان بردار و جان نثار رہیں تو متو با غی کیونکر ہوں اور خوف سلطنت کو رہتا جب کہ ارباب فضل و دانش کو پریشانی رہتی بقول مثل کے بھوکے بھلے آدمی سے ڈرنا چاہیے اور سلطنت میں رخنہ ڈالنے والے خواص ہوتے جو اپنے کو قابل جانتے اور محروم دیکھتے اور حاکم ملک اور ام کو بھانڈ بھگتے کے قدردان پاتے ہیں۔

عوام الناس جہل پیشہ جو بخر کھانے اور سو رہنے کے کچھ فکر نہیں رکھتے ہرگز لغاوت نہیں کر سکتے ہیں۔

## تیسرا باب

سرداران فوج کا احوال

جو طالب علم کہ جوان وجیہ اور شہ زور ہوتا اوسکو سوا علوم کے سپاہ گری کے تمام فنون میں جب کامل ہوتا اور ارون میں بھی تین درجے فضیلت کے طے کر آتا تب فوج میں عہدہ ملتا ہے جس طرح فوج انگریزی میں سرداروں کے درجے ہوتے اوسی طرح ختامین بھی دستور ہے اور چونکہ اصلی ختامیوں کو رعیت سپاہ گری کی طرف کم اور اہل تار کو زیادہ ہوتی ہے اس سبب جنگی ماڈرین یعنی سرداران فوج اکثر قوم تار سے ہیں اصلی ختامی دیوانی ماڈرین زیادہ ہوتے ہیں۔

ختم کی سلطنت کو جس پہلو سے دیکھیے عقل سے سرتاپا آراستہ معلوم ہوتی ہے ہر ملیں کے سپہ سالار کے شریک ایک ماڈرین دیوانی ہوتا ہے اور لڑائی کے حکم احکام اور خواہ کا دنیا اوس سے متعلق رہتا ہے۔

اور چونکہ اون دونوں کا ایک ہو جانا اور فساد برپا کرنا ممکن ہے اس لحاظ سے دو ماڈرین دستہ  
رہتے ہیں اور جب تک اون چار شخصوں کی اسے موافق نہیں ہوتی کوئی بات وقوع میں نہیں آتی  
اسکے سوا یہ سب ماڈرین سہرا سرنگین کو اس محکمے کے حکم پر موقوف رکھتے ہیں جو پین پوکھلا ہے  
اور ارا لاماتہ کے دیوانی محکموں میں پانچواں مرتبہ رکھتا ہے حالانکہ اس محکمے میں دیوانی ماڈرین بھی  
لیکن تمام مملکت کی فوج کے امورات کی تجویز وہی لوگ کرتے ہیں اگرچہ بادی النظر میں یہ طریق خلاف  
رسم و نیوی کے معلوم ہوتا ہے کیونکہ اہل سیف کے معاملہ کو اہل قلم کا سمجھنا دشوار ہے لیکن اس  
نبد و بست میں حکمائے ختائے عجیب طرح سے عقل کو خرچ کیا ہے اور فتنہ کو بیدار کیا ہے و پارکھا حالانکہ  
جنگی ماڈرین اور افسران خورد و کلان سب ملائے ترانگوئے ہزار ہیں اور دیوانی ماڈرین فقط نوٹلر  
ہیں لیکن قدر و منزلت انہیں بہون کی زیادہ ہے کیونکہ ایک پیشہ عقل اور دوسرا پیشہ جہل ہے

## چوتھا باب

افوج ختاکا بیان

طالب علمی کے عہد میں جب راقم اگلی تاریخوں سے قدیم پادشاہوں کی کثرت فوج کا احوال  
دریافت کرتا تھا اور دارا کو کیکاؤس اور بابل کے پادشاہوں کی فوج کا شمار سننے میں آتا تو  
بڑی حیرت ہوتی تھی کہ اس قدر سپاہ و کمان سے کمان سے جمع کرتے اور نبرد گاہ میں مقابل دشمن کے  
لاٹے تھے اور چونکہ اونکے نام کے سوا کوئی دوسرا نشان پر درہ زمین پر باقی نہیں ہے خیال ہوتا تھا  
کہ اونکے وقت کے مورخوں نے خوش آمد اور ٹیڑھا دسے کی راہ سے اپنی روایت میں مبالغہ کو دخل  
دیا ہے لیکن جب غفور کی فوج پیادہ و سوار کا شمار راوی راست گو و صحیح البیان کے تذکرے سے  
معلوم ہوا اس وقت کیا نیوں کی فوج کا ہونا تصدیق ہوا اور تعجب نہ رہا کیونکہ دس لاکھ فوج پیادہ  
اور آٹھ لاکھ سوار غفور کی سرکار میں آج کی تاریخ تک تنخواہ دار ہیں غرض یہ سمجھا جاسیے کہ حسب  
انگریزی فوج سوا جنگ اور حفاظت ملک کے دوسرا کام نہیں کرتی اور سیطرہ غفور کی پیشین بھی  
مستعد جنگ رہتی ہیں کیونکہ جب سے کہ تاتار دوبارہ ختلان آئے اور سردار باچو تاتار کی قوم کا

اوس ملک کے تخت پر بیٹھا اور دیوار ختائی دونوں طرف کا ملک اس کے ہاتھ آیا اور وقت سے لڑائی بھڑائی  
 کا اتفاق کم ہوا ہے اور جب تک کہ اصلی ختائی اور تاتاری قوم ایک نہیں ہوتی تھی تب تک تاتاری یورپ  
 کے خوف سے فوجیں ہر وقت تیار رہتی تھیں چونکہ اب وہ بات مٹ گئی ہے نصف فوج سے  
 زیادہ تمام مملکت میں سطر چھری چلی ہوئی ہے کہ جن پر گنوں میں جن سپاہیوں کے گھر میں ہیں  
 کے تحانون میں اور دوسرے مقاموں کی چوکی پھر ہیں و سب تعینات ہیں اس طریق  
 سے انھیں بھی لڑکے بائے گھر دروازے کی قربت سے آرام ہے اور سرکار کا بھی کام بند نہیں  
 رہتا اور حفاظت ملک کے لیے جتنے قلعہ میں سب میں انہیں فوجوں کی بھرتی ہوتی ہے  
 لیکن تاتاری سپاہی سبب یگانگی اور عہد کے خطرناک جگہوں میں ہمیشہ متعین رہتے ہیں  
 اور اصلی ختائی سے جواہل سیف ہیں انہیں کاموں میں مقرر ہوتے ہیں جنکا ذکر کیا گیا اور ہوا  
 جو ہیں وہ بھی علیٰ ہذا القیاس اپنے پر گنوں میں سرکار کی ڈاک لیجانے اور دوسرے کام کرنے میں  
 مقرر ہیں یہ دو قسم اٹھارہ لاکھ فوج قلمبند درماہہ پاتی ہے لیکن کچھ بعض بعض صوبوں میں  
 جہان کے باشندے قومی اور بہادر ہیں وہاں پر رعایا کو لاخراج زمین دی گئی ہے تاکہ ضرورت  
 کے وقت زراعت کو چھوڑ سہتھیار اوٹھا کے سرکار کی جان نثاری میں موجود ہو وین حقیقتاً  
 کثرت سپاہ و رعیت کی حد شمار سے باہر ہے مگر پھر بھی کچھ نہیں کیونکہ اصلی ختائی ایسے نامزد  
 اور کم ہمت ہوتے ہیں کہ بیان نہیں کیا جاتا اور اہل تاتارا اگرچہ شجاعت و مردانگی میں اون سے  
 بہتر ہیں لیکن جب سے کہ ملک ختاکا اون کے زیر حکم ہوا ہے تاثیر سے آب و ہوا کی اور معاشر  
 و مصاحبت سے اہل ختاکا اون کی ذاتی جرات میں کمی آگئی ہے مشہور ہے کہ صحبت اور عادت  
 اور تاثیرات آب و ہوا کو اسکان ہے کہ فطرت اصلی میں فرق لاوے اور جبلت ذاتی میں  
 اختلاف کلی ڈالے چنانچہ ضحاک تازی ملک الملوک نے مملکت ایران سے حبوقت کر شاہ  
 نامے ایک سپہ سالار کو مہم ہندوستان میں گیل کیا اسکے حق میں پادشاہ نے جو نصیحت  
 کی تھی اسناد اس کے نے اس کو نظم میں لکھا ہے اس جا پر آب و ہوا کی تاثیر اور تبدیل فطرت

اصلی شخص کے مادہ میں چند شعر او سے لکھنا مناسب ہوا اور وہ یہ ہیں \* اسدی گوید  
 وصیت چنین کرد که شاسپ را کہ در بند پدر و دکن خواب را چندی ز خون سپاهان برینغ \*  
 بھی کار فرما و خشنده تیغ پختن ده انجام کار شرک \* برایشان چنان زن کہ بر گلہ گرگ \*  
 نمانی دران بوم سالی تمام \* کہ شکر کران گیر دازنگ نام \* کرت بگذر و چار و سہم دران \* ز فرہنگ  
 و مردی نیابی نشان \* القصہ اس جہت سے تاتاری سپاہ سے بھی وجہی وجہی امید ببادری  
 کی رکھا جاسیے حالانکہ سپاہ گری کے سب فن دشمن شکن ہیں یعنی تیر اندازی تلم بازی بجالا گھانے  
 تلوار مارنے گولی لگانے میں خوب طاق اور مشاق ہیں لیکن کڑی چوٹوں کے آگے رن میں سن  
 اونکاتن سے ہوا کی طرح شن سے نکل جاتا ہے اور اپنے گھوڑوں کی دُم دبائے چوڑو کھاتے  
 جنگلوں کی طرف پٹا ہو جاتے ہیں مقام عبرت کا ہے کہ یہی تاتاری اولاد اونہیں پادشاہوں  
 کی ہیں کہ جنہوں نے اپنی ضرب شمشیر سے شائیش پادشاہوں کے تخت کو اولٹ دیا اور  
 ممالک ایران و توران و روم و مغرب و شام و مصر و عراق و عرب و عجم و ماثرندران و  
 کیلاناتھ و سرون ناتھ و آذربایجان و فارس و خراسان و دشت قچاق و خوارزم و ختن و  
 کابلستان و باختر اور زمین سند و ستان کے پادشاہ ہوئے تھے حق ہے کہ خداوند عالم نے  
 جب دولت و اقبال چھین لیتا ہے تب اپنی تمام نعمتیں روحانی اور جسمانی سے محروم کرتا  
 چو کہ قدیم الایام سے خدائیں کسی غیر ملک کے لوگ آنے نہیں پاتے کہ سب جگہ کی قلعہ بندی اور  
 راستہ گھاٹ دریافت کریں اور ملک بھی اس قدر وسیع ہے کہ اگر غفور کی فوج کی مانند کسی اور  
 پادشاہ کی فوج کثیر ہوئی تو البتہ بعد فتحیابی کے ہر جگہ کی رعیت دباؤ جاسکتی اور قابو میں رکھی  
 جاسکتی اور چونکہ بحر محیط چہ صوبوں کی حفاظت اس طرح کرتا کہ کوئی بڑا جہاز کنارے کے قریب  
 بسبب کم ہونے پانی کے آئینہ سکنا کہ فوج اور غلہ تری سے آوے اور کچھم کی طرف پر اس قدر  
 کوہستان بے پایاں ہے کہ انسان کی کیا جرات بلکہ حیوان کی کیا حقیقت کہ اوسکو طے کرے اسلئے  
 یہ دو طرف سے سرحد خاکی حفاظت کے لیے اوس نگہبان حقیقی نے ایسا حصار پیدا کیا

کہ اوس سے گزرنا دشوار ہے مگر ایک روس کا ملک کہ اوس طرف سے یورش ممکن ہے لیکن سہتر  
 وسیع سیلاب و ریگستان فیما بین تھا و مملکت روس کے واقع ہے کہ لشکر کشی او دہر سے کرنا اور  
 رسد و پانی پہنچانا قریب القیاس نہیں الغرض انہیں کئی جہتوں سے غنیم کا اول تو خاتین جانا  
 دشوار سو اس کے اگر پہنچا بھی تو تاخت و تاراج کر کے اپنے ملک میں پھر جانا شاید سہل ہو  
 لیکن تمام ملک پر قابض قادر ہو کر جبکہ بیٹھ جانا اشکال سے بلکہ محال سے ہے اس لیے  
 مملکت خٹاکو دشمن کا خوف بہت کم ہے اور جب کہ تاتاریوں کا دخل ہوا اور وہ اصل ختایوں  
 کے ساتھ مل گئے اور پشتین کی مداوت دور ہو کر مثل شیر و شکر کے اختلاط و ارتباط ہو گیا تب سے  
 اور بھی اس کی صورت پیدا ہوئی ورنہ مغفور کی فوج ایسی جبر آور تھا رہیں کہ فرنگستان کے کسی  
 ایک پادشاہ کا پادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کرے اکثر دن کے علاوہ سپاہی جتنے ہیں شہریوں  
 کے شمول میں گئے جاتے ہیں اور حکم ہے کہ جب سرکاری کام میں متعین ہو وین تب ہی اپنے  
 ساز و سامان و ہتھیار کے ساتھ باہر نکلیں ورنہ اور شہریوں کی طرح بازاروں میں پھریں ان  
 پلٹنوں کی وردی اکثر صوبوں میں فرق ہے کہیں نیلی کرتیوں کے حاشے سرخ اور کہیں آبی  
 کرتیوں کے حاشے زرد کہیں ہیلی مہریوں کے پایجامے اور کہیں کھٹنے کے نیچے بنے پائیا  
 اور کہیں جاموں کا دستور ہے تیر انداز نیلے جامے پھرتے ہیں اور کہیں پر تلے جسکی دہنی طرف  
 بنجلاٹ اور ملکوں کے تلوار پڑی رہتی ہے سر پر موٹے چمڑے کے خود اور او سپر سے لائے  
 لائے سرخ بالوں کی چوٹی لٹکتی رہتی ہے اور طرفہ تریہ ہے کہ کہیں سپاہیوں کے ہاتھوں  
 میں ہتھیار کے ساتھ پٹکھی بھی رہتی ہے اور حربے اونکے تیر و کمان و تلوار اور توڑے دار  
 نید و قین ہیں تو میں بہت ہیں لیکن اونسے ایک گولہ زور پر بغیر نیاز ماننے کے نہیں بھینچتا اور ہوا  
 شلک چھوڑنے کے خونریزی سے وہ بیچارے باز رہتے ہیں حالانکہ موجد باروت ختائی  
 ہیں اور تھمکی باروت خٹاک کی ہر بلا و اقلیم میں مشہور ہے چنانچہ شہور اکثر ت سے وہاں پیدا ہوتا  
 یہ خبر قدیم تاریخوں سے ملتی ہے لیکن ختائیوں نے ہمیشہ توپ و تفنگ کی طرف کم توجہ کی ہے



اگرچہ آتشبازی نبانے میں ایسی ایسی ایجادیں اور تحفگیان نکالی ہیں کہ اس فن کے کمال کا خاتمہ  
 انہیں پر ہوجکا۔ سواروں کی ماہواری تخواہ سات روپیہ سے کچھ زیادہ ہے اور پیادوں کی  
 پانچ پانچ روپیہ اور سرکار سے ادھی تخواہ کا چاول اور باقی روپیہ ملتا ہے سواروں کو سرکار سے  
 گھوڑے اور اونکی خوراک و پوشاک ملتی ہے اور دونوں قسم کی فوج کے اسباب و آلات جنگ  
 اور سال میں ایک جوڑا وردی کی پوشاک کا سرکار سے عنایت ہوتا ہے \* \* \*

## پانچواں باب

خدا کے صدر محکمون اور شاہنشاہی محاسبوں کا بیان

دارالامارہ پچپن کے چہ صدر محکمون میں غفور کا دیوان عام سب پر حکم رکھتا ہے اس دیوان میں  
 مین پاتخت کے وزرا اور چھوٹے صدر محکمون کے حکام اعلیٰ جمع ہوں گے باہم مصلحت اور شورہ  
 امور سنگین میں کرتے ہیں اور غفور اپنے خاصوں سے ہمیشہ شورہ کرتا ہے خدا کے چہ صدر محکمہ  
 کو پوچھلاتے ہیں اور پہلے محکمے کے حکام سے حلیل القدر عہدوں کے سرداروں کی بجالی اور بری فی  
 متعلق ہے اس محکمے کے حکام کسی ناظم یا سردار کی نیک اطواری یا بد اطواری کی کیفیت جس طرح  
 غفور کے حضور میں پیش کرتے ہیں اس شخص کے واسطے خبر اسناد اسی طور پر مقرر ہوتی ہے  
 اور اس محکمے کے تابع چار کچہریاں ہیں پہلی کچہری کے عملے اول فاضلوں کی حیثیت و لیاقت  
 کا حال لکھتے ہیں جو کہ درخواست سرکار کی نوکری کرنے کی رکھتے ہیں دوسری کچہری کے عملے  
 انہوں سے نظام اور ماندروں کے اطوار و کردار کا احوال استفسار کر کے لکھتے ہیں اور  
 تیسری کچہری سے سب ماندربینوں کو اپنے اپنے عہدے کی مہرین ملتی ہیں اور جب صوبجات  
 سے اونکے کاغذات پہنچتے ہیں مہروں کا مقابلہ اسی محکمے میں ہوتا ہے اور جب راستہ بے  
 کم و کاست ٹھہرتے ہیں صدر محکمے میں پیش کیے جاتے ہیں اور چوتھی کچہری میں اول فاضلوں  
 امتحان کی نتھیاں بستیں ہیں جو دستور مقرر کے موافق امتحانوں سے فراغت کر کے  
 امیدوار القاب ثانی کے ہوتے ہیں غرض اول چار کچہریوں کے کاغذات جمع ہو کر صدر محکمہ

میں جاتے ہیں اور وہاں کے حکام تجویز کر کے غفور کے حضور میں اطلاع کرتے ہیں پھر صدر محکمہ دوم  
 ہو پو کھلاتا ہے اور غفور کے داخل اور خارج کا حساب کتاب اس محکمے کے ذمے رہتا ہے  
 اور سرداران جنگی اور دیوانی اور افواج وغیرہ کی تنخواہیں سے بیتی ہے چونکہ انبار خانے وغیرہ میں سے  
 متعلق ہیں اس لحاظ سے جنے لوگ کہ پیدا ہوتے یا کہ مر جاتے اور کس مقام پر کس قدر مقیم ہیں سب کی  
 اسم نویسی کے کاغذ ہیں داخل ہوتے ہیں اور اس محکمے کے بھی تابع چار چوٹی کچہریاں ہیں پشیر  
 صدر محکمہ کی پوٹینے فقہ اور تہذیب کا ہے آداب دین کے اور سہین دنیا کی اسی محکمہ کے متعلق  
 ہیں اور یہاں کے حکام کو یہی خیال ہر وقت رکھنا ہوتا ہے کہ جو کچہ حکیم گنگ فوزی فیلسوف اعظم  
 نے مملکت ختامین ہر امر کے قاعدے مقرر کیے ہیں ان میں ہر موقوف نہونے پاوے ادنیٰ رعیت  
 سے تا بہ غفور سب کی نشست و برخاست اور جس سے کا جو شخص ہووے اس کے ساتھ ہر سیکو  
 اپنے مرتبے کے موافق جس آداب سے پیش آنا چاہیے سب کا دستور سکھانا اور نہیں لوگوں کا  
 کام ہے اور غیر ملکوں سے جو سفیر اور ایچی کہ غفور کے حضور میں آتے ہیں ان کی خاطر داری اور  
 رخصت کا سامان اسی محکمہ سے متعلق ہے اور چار چھوٹی کچہریاں اسکے زیر حکم ہیں پوچھتا صدر محکمہ  
 پیچین کا میں پو کھلاتا ہے اور بالکل فوج کی سپاہ اور سرداروں کی بجالی اور برطرفی اور کوچ و  
 مقام اور رسد اور سلاح خانہ وغیرہ سب اس محکمے کے تابع ہیں لیکن افواج کی تنخواہ دوسرے  
 محکمے ہو پو سے متعلق ہے اور چار کچہریاں اس محکمے کے بھی تابع ہیں پانچواں صدر محکمہ میں پو کا  
 سرد نظامت اور دیوانی عدالت ہے اور جہاں تک چوری و سرزوری و داد و ستد کے  
 مقدمات و پیش ہوتے ہیں اسی جا پر فیصلہ پاتے ہیں اور مثل دوسرے محکموں کے چار  
 کچہریاں اسکے بھی زیر حکم ہیں پوچھٹوان صدر محکمہ کا پنوکا سمار خانہ سے متعلق ہے اور غفور  
 کے دولتانے محل سرائین اور کل عمارات شاہی کی تعمیر و ترمیم اسی محکمہ کے تفویض ہے سوا  
 اسکے سرکار کے جہاز جنگی اور تجارتی کی ساخت اور مرمت اور اونکے ملاحون و ناخدا یون کی  
 بجالی برطرفی اور شاہراہوں کی حفاظت اور خبر داری اور پلون کی بندش اور تیاری اور چھیلون

نالابوں کی پشتہ بندی سب اس محکمے کے ذمے ہے اور چار کچہریاں اسکے بھی تابع ہیں \*  
تجنے محکمے چھوٹے بڑے مملکت ختامین میں سب حکام اور عملے نصف تاتاری اور نصف  
خانی ہوتے ہیں اور یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے کہ فساد کو کوئی جگہ سر اٹھانے کی وہاں نہیں ملتی اور  
دوسری وجہ اس سے بھی زیادہ تر قابل تعریف کے ہے کیونکہ اس سبب فغفور کے ساتھ بدظنیتی  
کرنی ہرگز ممکن نہیں اور وہ وجہ یہ ہے کہ کسی بڑے کام کا برابر ہونا صرف کسی ایک محکمے سے  
غیر ممکن فی المثل اشخاص فوج کی بجالی و برطرفی صدر محکموں کے چوتھے محکمہ میں پوسے متعلق ہے  
لیکن تنخواہ کی دادنی محکمہ ہو پوسے کے ذمے ہے اور خیمے و کشتیاں و بار برداری کی کاریاں اور  
بہت سی دوسری چیزیں کہ جنکے بغیر فوج کثیر کو اپنی جگہ سے جنبش کرنی غیر ممکن ہے بالکل  
چھٹوین محکمے سے متعلق ہیں \* سو اس دور اندیشی کے شہنشاہ کے محتسب کا کیسا اثر محکمہ ہے  
کہ خود فغفور کی نیک اور بد حرکتوں کو ٹوک دینے کا اختیار رکھتا ہے اور اس محکمے کے متعلقین سے  
ایک ایک شخص ہر صدر محکمے کے حکام کے اجلاس و فرمان روائی کے وقت حاضر رہتا ہے  
اور چپکے بیٹھا ہوا سبکی سنا اور دیکھتا رہتا ہے اور جان کوئی ادنیٰ سی حرکت خلاف داب و ستور  
قدیم کے نظر سے اوسکے گزری اور اوس شخص نے اوسکی ناش فغفور کے حضور میں پیش کی بعد  
تحقیق و تدارک کا حقہ کے مجرم کی موقوفی کا حکم حضور سے نکلتا ہے اور بڑی مشکل سے  
دوبارہ اوسکو خدمت سرکاری ملتی ہے الغرض جس جا پر اسقدر بند و بست ہے وہاں کیا مجاہد  
کہ فتنہ دم مارے \* محکمہ سنک چین فو کا ان چھوٹوں سے علیحدہ گنا جاتا ہے اسلیے اوسکی حکومت  
امورات سلطنت پر جاری نہیں اور چونکہ شاہزادے اور فغفور کے دوسرے اقربا اور تاجران  
کے امرا ان سب کے مقدمات اسی محکمہ سے متعلق ہیں اسلیے اس محکمے کے حکام سب فغفور کے  
قرابت دار ہوتے ہیں اور اس محکمے کے دفتر میں فغفور کے ہر اقربا کی پیدائش کا سال و ماہ  
رات و دن ساعت و گھڑی لکھی جاتی ہے اور اون لوگوں میں سے جسکے حال پر فغفور کی عتاب  
یا غضب نازل ہوتا اوسکی کیفیت و فترتوں میں مندرج ہوتی ہے \* ایک اور محکمہ میں کہن بین

تو فوراً اوسکو روک کر تفتیش احوال کرتے ہیں اگر جواب معقول نہ پاتے تو کو تو ال کے پاس لیجا  
 ین اور اہل سیف باوجودیکہ سرکاری نوکر ہیں لیکن مسلح جانے نہیں پاتے مگر اوس وقت کہ گولی بھرن  
 کے جیو میں یا اپنے پچھڑے میں قائم و مستعد ہوں ہتھیار باندھ سکتے ہیں اور ہر جگہ دوسرا ایک ستور  
 یہ ہے کہ مسیوائین شہر کی چار دیواری کے اندر رہنے نہیں پاتیں اور انکا ایک محلہ جدا ہوتا ہے  
 اگر وہ ان چوری چکاری خون خرابہ ٹھکانے کی فضاختی کچھ ہوتی ہے تو چھلے دارینان جواب دیتی ہیں کاش  
 یہ رسم کہ کنچنیاں شہر کے باہر ساکن ہوں ہر ملک میں ہوتی تو رسم مصیبت کم ہو جاتی گسو اسطے  
 آدمی کا شیطان آدمی سے بدی کے ملاحظہ سے انسان کی طبیعت بدی کی طرف مائل ہوتی ہے

## ساتواں باب

خدا کے قانون دیوانی کے بیان میں

موافق قوانین خدائی کے ادنیٰ رعیت سے مغفورتک کوئی شخص ایک جو رو کے سوا دوسری کو  
 شادی نہیں کر سکتا لیکن حرمین جتنی چاہے گھر میں ڈال سکتا ہے اور اسے مقدمہ کا دستور ہے  
 کہ لڑکی کے باپ مان کو ادنیٰ رضامندی کے ساتھ ایک مبلغ خواہ کثیر خواہ قلیل دیوے اور ایک  
 نوشتہ لکھے کہ کسو طرح کی ایذا اور روحانی یا جسمانی اوس لڑکی کو نہیں پہنچاویگا بعد اوسکے اپنے گھر  
 میں اوس نیک بخت کو لاوے اور زیادہ رسومات کی حاجت نہیں ہوتی اور اوس حرم پر لازم  
 ہوتا ہے کہ ہر مرد نہی میں بیابتابی بی کی تابعداری کرے اور اپنے لڑکوں کو بی بی کے لڑکوں  
 سے جدا نہ سمجھے اور اوسکے لڑکوں پر واجب ہے کہ اپنے باپ کی بیابتابی بی کو اپنی مان سے  
 بزرگ جانیں اور اوسکے انتقال میں موافق دستور کے تین برس تک ماتم کریں پھر رند اپنے  
 میں مردوزن کو اختیار دوسری شادی کر سکتا ہے اور اس حال میں اگر مرد چاہے کہ دوسری  
 شادی نہ کرے اور حرموں میں سے کسی کو اپنے نکاح میں لاوے تو اختیار ہے جس بیو کے  
 لڑکے ہوں تو اوسکو دوسرا شوہر کرنے نہ کرنے میں اختیار کلی حاصل ہے اور جو بے اولاد ہے  
 اوسکے پہلے شوہر کے عزیزوں کو اختیار رہتا ہے کہ اپنا بیت میں جس سے چاہیں دوبارہ

بیاہ کر دیوں شوہر اپنی مشکوہ کو سہل سے قصور میں طلاق دے سکتا ہے غرض موافق قانون  
 قدیم کے عورتیں ان سات قصور سے واجب الطلاق ہیں اولاً اگر عورت ضدی اور اپنے خاوند کے  
 خلاف مرضی کر نیکی عادی ہو دہانیا اگر بانیج ہو وراثت اگر زنا میں پکڑی جاوے رہا اگر مزاج جمل شک  
 اس قدر ہووے کہ ہرمون سے یا او کو سبب شوہر سے لڑا کرے اور اون پر ظلم پہنچا وے  
 خامسا اگر مرض لاعلاج مثل جذام یا مری میں مبتلا ہووے سادسا اگر زبان دراز اور منہ زور ہووے  
 اور بنگالے کی رنڈیوں کی طرح شوہر کا دم ناک میں لاوے یا لٹری ہووے یا خصم کے راز کو  
 فاش کرے یا دو گھر میں قضیہ ڈالے سابعاً اگر چوٹی ہووے اور خصم کا مال مادے کے باپان  
 کا گھر بھرے یا اور طرح سے خیانت کرے اور اسکی معاش کو بجا صرف کرے تو ان کی وجہوں  
 میں سے ایک جہ کے واسطے طلاق جائز ہے لیکن اس میں بھی تین شرطیں داخل ہیں اول یہ ہے  
 ایک ہی طلاق کے مانع ہو سکتی ہے پہلی یہ کہ اگر عورت کے باپ مان و بڑے بھائی سب جا رہے  
 ہوں اس حال میں چونکہ گھر اس بد بخت کا برباد ہوا ہے اور اس کے سر پر اپنا کوئی بڑا بوز رہا  
 باقی نہیں رہا اس سبب اس کے حق میں طلاق دینا ناجائز ہے الا یہ کہ اس کو لونڈی بنا کر رکھنا یا  
 دوسرے کے ماتہ بیچ ڈالنا ممکن ہے دوسرا مانع طلاق کا یہ ہے کہ عورت خصم کے باپ مان کی  
 فوت کے غم سے تین برس تک لباس مائی کو اختیار اور عیش و خرمی سے کنارہ کیے رہے  
 اور اس حال میں شوہر کے ساتھ کجائی کی ایک جان دو قالب کی پیدا کرے اور تیسرا مانع طلاق  
 کا یہ ہے کہ وقت پر نشانی اور مفلسی کے ہر امر میں معین شوہر کی رہے اور انواع خدمت گزار  
 و جان نثاری و رضا جوئی میں اصناف احسان شوہر پر ثابت کیے ہوں کہ جب کا عرصہ نہیں  
 ہو سکتا تب بجز زنا کے دوسرے کسی قصور کے لیے طلاق جائز نہیں اگر کسی کی بیاہ تباہی  
 اپنے خاوند کے گھر سے فرار کرے اور پکڑی آوے تو بعد طلاع حکام شہر کے شوہر کو اختیار ہے  
 کہ طلاق دیوے یا اور کسی کے ماتہ بیچ ڈالے اور خود دوسری شادی کرے اگر شوہر گناہ  
 نعل جاوے تو واجب لقتل ٹھہرتی ہے اور اگر کسی عورت کا شوہر پردیس میں جاوے اور وہیں رہے

اوسکی خبر طلاق نہ پھنچے اوسوقت حکام شہر کو اس بات کی اطلاع کرنی اوس عورت پر جو بے  
اون سے اجازت حاصل کر کے دوسرے کے ساتھ شادی کر سکتی ہے لیکن اگر اطلاع نہ کرے اور دوسرے  
کے ساتھ کسی طرح سے پنشن جاوے تو شوہر کے مستغیث ہونے سے قتل کی جاتی ہے۔ اگر کوئی  
حاکمان شہر یا عملے مقبرین سے اوس صوبے کے کہ جسکے ذمے سرکاری علاقہ کی تفویض ہووے  
کسی کی بیٹی کے ساتھ بے اطلاع سرکار کے عہد کرے نکاح اوسکا رد و باطل متصور ہوتا ہے اور عہد  
کے علاوہ بھرانہ پانوں کے قانون پر پھرانے کی ماریسی پڑتی ہے کہ چہ مہینے چلنے پھرنے سے معذور  
رہتا ہے اور اس قانون کی نگہداشت صرف اسی دورانہ لیشی سے ہے کہ کوئی ناظم یا صاحب  
حکومت شادی کا رشتہ کسی امیر سے محکم کر کے سلطنت میں فساد نہ اٹھاوے۔ دو بہائی  
دو بہنوں کو شادی نہیں کر سکتے اور اگر ایک مرد کا بیٹا یا بیٹی بی بی سے ہوا اور اوسکی ماں کے  
انتقال کے بعد باپ کسی ایسی رائے نکاح کرے کہ جسکی پہلے خاوند کی طرف سے بیٹا یا بیٹی ہو  
تو دونوں کے پہلی شادی کے ٹرکون میں نکاح ناجائز ہے۔ چونکہ مملکت ختامین وہ قدیم تہ  
باقی ہے کہ ہر خاندان میں جو بزرگ ہوا اسکے تابع سب رہیں اسلئے قانون ہے کہ ہر گھر کی بچی  
بدی کا جوابدہ رئیس خاندان ہوتا ہے اور باپ کا اتنا بڑا اختیار اپنے فرزندوں پر ہے کہ بچہ بیٹو  
اور نہٹ اور انتقال اور اسطو کے پیشہ والوں کے جسکے ہاتھ چاہے او نہیں اگر تہج ڈالے تو بچ  
سکتا ہے اور کوئی مانع نہیں ہو سکتا لیکن ماں اپنے بیٹوں پر یہ ستم نہیں کر سکتی کیونکہ ختامین  
کے حساب میں ستورات کی عقل کی کچھ گنتی نہیں ہے۔ ختامین بے اولاد شخص کم خج کے ملاتا ہے  
اور تہجی اگر تہجی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ کسی غیر کے ٹرکے کو مول لیکر اپنا نام اوسکو دینا اور کام  
مال و متاع اوسکو سوٹنا جائز ہے اور دوسری یہ کہ مثلاً تین حقیقی بہائی ہیں اور انہیں سے  
ایک کے تین بیٹے ہیں اور دوسرے دونوں بے اولاد ہووین تب جبکہ ٹرکے نہیں ہیں وہ  
بڑے بھتیجے کے سوا اور دوسرے دونوں بھتیجون کو متہجی کر سکتے ہیں کیونکہ جس طرح سے قوم ہندو  
میں بڑا بیٹا اپنے باپ کی لاش جلاتا ہے اور کرنی کر مارتا ہے اوس طرح ختامیوں میں بھی



بڑا بیاباں کے فن کا اہتمام کرتا ہے اور تین برس تک ماتم کے رسومات بجالاتا ہے۔ باب کے مال  
 و متاع کا وارث بیٹیا ہوتا ہے لیکن اگر سرکاری عہدہ باب کے ذمے قبل مرگ کے تھا اور اسکا متحق  
 بیٹا نہیں کیونکہ خاتین علم و فضل کی قدر ہے اور جسکی جو بات اویسکی ساتھ ہوتی ہے اس دستور کو اہل  
 کمال تعریف کرتے اور بے ہنر بد جانتے ہیں لیکن دراصل حکمائے عقل اور دوراندیشی کو اس قانون میں  
 جگہ دی اور جہاں دوسرے اسباب مملکت ختم کی بقا کے ہیں وہاں اس دستور کو بھی سب سے بزرگ سمجھا  
 چاہیے۔ خاتین بلوغ کا کوئی سن مقرر نہیں کیونکہ باب کے جتنے جی سب لڑکے اگر سو برس کے  
 بوڑھے ہو وین تو نابالغ سمجھے جاتے ہیں اور باب اپنے وصیت نامہ میں جسکے حق میں جو لکھ جاوے  
 وہی ظور میں آوے۔ لیکن بے وصیت کیے اگر مرے تو سب بھائیوں کو برابر حصہ ملتا ہے۔ لڑکی  
 غلام کی خرید و فروخت خاتین جائز ہے لیکن صرف زرخیدہ پر خریدار کا اختیار ختم ہے اور اگر  
 کوئی شخص اپنے غلام کی جو روٹی پر ہاتھ ڈالے وہاں قتل متصور ہوتا ہے اور سب سے زیادہ  
 انصاف کا یہ قانون ہے کہ بونے اور کاٹنے کے موسم میں کسان کو کسی طرح کے قرض کی بابت  
 کوئی گرفتار نہیں کر سکتا اور ایسے ایام میں اگر قرض اٹل مغفور کا بھی فرمان آوے تو ٹل جاوے۔  
 سو ان قوانین دیوانی کے جو راقم نے مختصر عرض کیے سولہ اور قانون ہیں جو بطور نصاب کے  
 جاری ہیں اور چونکہ یہ قوانین استحکام و پایداری مملکت کے لیے بنیادیں بنیاد کے ہیں لہذا  
 شہر پر حکم ہے کہ پندرہویں روز ہر بار از خلافت کو جمع کریں اور ان سولہ نصیحوں کو سنا دیوں  
 اور سب حقیقت کی شرح کریں اور انکے عدول کرنے اور نہ ماننے کے مفاسد اور بجالانے کے  
 فوائد بیان کریں تاکہ عوام الناس ترک رذائل و کسب فضائل کریں اور ان قوانین کی پیشانی  
 یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے باپ ماں اور بڑے بھائی یا چو بزرگ خاندان سے ہو اسکی تابعداری  
 ہر امر و نہی میں اسطرح چر بجالانا چاہیے کہ اونکی مرضی سے اپنی نشست پر خاست متعلق ہووے  
 اور جس طرح انسان کے بدن میں روح کے ارادہ سے جسم کے حرکات و سکنات ہیں اویس طرح  
 ہر شخص کو لازم ہے کہ بزرگوں کی مرضی کو گویا اپنے تن کی جان سمجھے اور بے بضابطہ بزرگوں کے

دوسری طرف جنبش نکرے کیونکہ بزرگوں کے حکم کو خدا کی مرضی قیاس کرنا چاہیے اور چونکہ وہ  
 بیٹا فقور ہے اور تمام لوگ فقور کے ٹرکے ہیں اور خدا کا حکم فقور مانتا ہے اس لیے فقور کا حکم  
 سب رعیت مانتی ہے اس لحاظ سے ہر بزرگ کی مرضی کے موافق کام کرنا عین خداوند تعالیٰ خدا کو  
 بچشم بجالانا ہے اور جو شخص اس امر کا منقاد و مطیع ہو دنیا و عقبیٰ میں سرخ رونی حاصل کی کیونکہ جو اپنے  
 بزرگوں کی مرضی پر چلا وہ خطا و قصور سے بچا اور خدا کا پیارا ہوا اور جس نے بغاوت کی اس سے  
 خطا سرزد ہوئی اس کے عوض یہاں جو سزا ملی سوتلی اور ماقت بھی بری ہوئی اور اس کی شان پر  
 آیت خسر الدینا و الآخرة صادق آیا۔ دوسرا قانون یہ ہے کہ اپنے بزرگ جو جہان فانی سے گزر  
 گئے ہیں ان کی یاد ساتھ کریم و تعظیم کے رکھنے اور ان کی قبروں کی رسومات بجالانے سے نشان  
 سعادت مندی کا ہے اور جس کو ان باتوں کا خیال رہے گا وہ بزرگوں کی نصیحتوں کو مانے گا اور خطا  
 نہیں کرے گا۔ تیسرا قانون یہ کہ لڑنا یا جھگڑنا اور دوسرے کے قضیہ کو مٹانہ دینا بڑا ہے۔ چوتھا قانون  
 یہ کہ کسان اور ریشمی اور سوتی کپڑے کے بننے والوں کی زیادہ قدر کیا جائے کیونکہ غذا و پوشاک  
 جو سب مستند ہیں انہیں دو فرقوں سے ملتی ہیں۔ پانچواں قانون یہ کہ پرنسپل کاری اور کفایت  
 شعاری ہر شخص کو لازم ہے کیونکہ ایک سے سلامتی جان کی اور دوسرے سے حفاظت مال کی  
 متعلق ہے۔ چھٹا قانون یہ کہ مدارس اور تعلیم گاہوں کی ترقی کی تدبیر کرنی ہر شخص کو لازم ہے  
 کیونکہ اگر لڑکے بے تربیت رہے تو برباد ہووے۔ ساتواں قانون یہ کہ ہر شخص اپنے بزرگوں کے  
 پیشہ کو اختیار کرے کیونکہ ایک آدمی سے ایک ہی کام خوب ہوتا ہے اور ایک ہی فن کی تکمیل میں بے تجربہ  
 چاہیے۔ آٹھواں قانون یہ کہ جو شخص طرز جدید و مذہب خلاف دستور بزرگوں کے جاری کرے اس کو  
 فوراً نیست و نابود کرنا چاہیے کیونکہ اس نے بزرگوں کی عقل کو سچ جانا اور ان کی وضع و دستور پر چلنے  
 کو ننگ و عار سمجھا اور کیا انہیں یہ بات نہیں سوچی تھی جو اس کی عقل کی محتاجی ہی تھی پس اس  
 شخص نے خطا کی اور خاطیوں میں نامزد ہوا۔ نوں قانون یہ کہ چونکہ سزا کے خوف سے عوام بدی  
 نہیں کرتے اس لیے خواص کو لازم کہ ہمیشہ ان لوگوں کے روبرو فقور کے غضب و رقت کا ذکر کریں

آیتا سب گناہوں سے باز رہیں یہ دسواں قانون یہ کہ ہر شخص کو ظاہر و باطن کی تہذیب حاصل کرنی چاہیے کیونکہ ایک سے دنیا کی بھلائی اور دوسرے سے عقیقی کی رہائی حاصل ہوتی ہے۔ گیارہواں قانون یہ کہ ہر شخص کو اپنے فرزندوں اور چھوٹے بھائیوں کو اچھی طرح سے تربیت کرنا چاہیے کیونکہ اگر ان کی تعلیم میں کمی ہوگی تو وہ اپنے بزرگوں کے ساتھ بری طرح پیش آئیں گے۔ بارہواں قانون یہ کہ کسی پرتبان نہیں کیا چاہیے کیونکہ بہتان کا شیطان کا ہے۔ تیرہواں قانون یہ کہ اپنے گھر میں کسی مجرم بد نہاد شہر بدر کیے ہوئے کو لانا یا کسی طرح سے اس کے ساتھ کچھ سلوک کرنا کیونکہ اس کے ساتھ بڑا کڑا ہے بقول سعدی **طیبت نکوئی بابدان کردن چنان است** کہ بدکردن بجائے نیک مردان۔ چودہواں قانون یہ کہ جس کا جو خزانہ مقرر ہے اس کو حسب معمول ادا کرنا چاہیے کیونکہ غفور قبلہ گاہ رہا یا کا ہے اور چونکہ اس کا شرح رعیت کی ادا خزانہ پر موقوف ہے لہذا اس امر میں غفلت کرنی گویا اپنے والد کو ایذا دینی ہے۔ پندرہواں قانون یہ کہ ہر شخص کو حاکمان شہر کی مدد کرنی چاہیے تاکہ چوراوچکے اور ٹھکانی گیرے جیب کترے گرہ کئے اور ہر طرح کے بدعنوانی اپنے پیشہ کو نہ کرنے پادین اور جو فعل بد کریں اس کو گرفتار کر دیوے کیونکہ ایسے امر میں حاکم کو مدد دینی اپنی بھلائی کرنی اور اون مردم آزاروں کے ظلم سے سب کو بچانا اور اپنی جان و مال کو محفوظ رکھنا ہے۔ سولہواں قانون یہ کہ جو شخص لگام سرش گھوڑیکے حوالے کرتا ہے مارا پڑتا ہے اسی طرح مغلوب غیظ کا ہونا اور توسل طبیعت خود کام کی لگام ہاتھ سے چھوڑ دینی نامناسب ہے۔ الغرض اسی طور پر تمام مملکت ختامین قوانین دیوانی امور میں جاری ہیں راقم فی انچی عقل کے موافق سبکی وجہ تسمیہ بیان کیا ہے فقط \* \* \* \* \*

## آٹھواں باب

فوجداری تقصیرون کی شرح اور ان کی سزا دینے کا بیان

ملک ختامین جب کوئی شخص ارادہ فریاد کا کرتا ہے اپنے شہر کی فوجداری کچہری کے دروازہ پر جا کر جو تقارہ باہر و بہرارتا ہے اس پر چوب مارتا ہے فوراً ماڈرین کے پیادے کل تے

اور حال دریافت کر کے اسامی و فریادی کو مع گواہان طرفین کے حاکم کے آگے ایجاٹے ہیں اور  
اوس وقت خواہ رات خواہ دن ہو تجویز شروع ہوتی ہے اسلئے عین مملکت میں حکم ہے کہ جو درجن  
کے لیے آوے اوسکی داری اور انصاف کرنے میں دیر نہ دے کیونکہ مظلوم کی فریاد سن  
اور دینے میں جیسقدر دیر ہو وے گی اوسقدر اوسکو زیادہ ایذا پہونچے گی اور مارے ہوئے کو  
مارنا اور ستم رسیدہ کو اذیت پہونچانا خاتمہ مردم آزاری کا ہے۔ صرف داد بخشی اور انصاف  
گستری کے لیے ہر صدر محکمہ کے خصوصاً مغفور کے دولت خانہ کے دروازہ پر نقارہ رکھا رہتا ہے  
کہ جس گھڑی فریادی آتا ہے بلاتال نقارہ پر چوب دیتا ہے اکثر اوقات یوں ہوتا ہے کہ فریادی  
کے چوب مارنے سے خود بدولت آپ ہی داد دینے کو نکل آتے ہیں اور جس محکمہ کے قابل مقدمہ  
کو سمجھتے وہیں بھیج دیتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ چلا آیا ہے چنانچہ قدیم الایام میں کسی مغفور نے  
اپنے دولت خانہ کی صدر ڈیوڑھی دروازے پر کیوار نہ لگوائے وزیروں نے سبب پوچھا فرمایا  
کہ میرے گھر اور میرے دل کو کشادگی چاہیے تاکہ میری رعیت کو مجھ تک پہنچے اور میرے دوسرے  
ہونے میں تامل نہ ہو قصہ جس وقت فریادی حاکم کے حضور آتا ہے زمین پر دو زانو ٹھکتا ہے  
اوس وقت اوسکی سب گزشت سنتے کے اور بالکل حقیقت سمجھنے کے بعد حکم مناسب صادر ہوتا ہے  
لیکن قبل سیاست کرنے کے اسامی سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری تقصیر کے موافق سزا ملی  
اور تمہارا انصاف ہوا یا نہیں اگر اوسنے جواب دیا کہ میں نے جیسا کیا ویسا پایا تو اوس وقت  
حاکم اپنے سامنے اقرار لکھوا کے گواہوں کو بلوا کے سب ماجرا سنوا کے سزا دلواتا ہے اور  
اگر مجرم نے اوس انصاف کو نہ مانا اور اپنے کو باوجود ثبوت گناہ کے بیگناہ ٹھہرایا تو اوس وقت  
مقدمہ کی نتھی حکام اعلیٰ کو سپرد کیجاتی ہے اور اسامی یا فریادی کو اختیار ہے کہ مغفور تک اپنے  
معاملہ کو پہنچاویں غرض ہقدر تردد صرف بڑے امور میں کیا جاتا ہے جسکی سزا قتل تشہیر  
یا جلا سے وطن تجویز ہو لیکن چھوٹے چھوٹے مقدمات کہ جس میں صرف زد و کوب مناسب ہے  
تو اوس میں مائذین فوراً سزا دلوا سکتا ہے ختم میں زد و کوب کی سزا یوں دیجاتی ہے کہ ہر حاکم

رو برو بانس کے پھرائے رکھے رہتے ہیں اور ہر ایک میں عدد دس میں وغیرہ تاسو لکھے رہتے  
 ہیں اور حاکم طرفین کی سنکر جس پھرائے کی طرف اشارہ کرتا او سکوپیا دے اوٹھالیتے مجرم کو زین  
 پر لٹا کے تلوے پر مارتے ہیں اور دس ضرب سے پچاس تک چھوٹے قصور دن کی سزا اور پچاس سے  
 سو تک جرم سنگین کے لیے مقرر ہیں اور ایک قاعدہ ختامین ایسا مروج ہے کہ اگر اور ملکوں میں واج  
 پاوے تو کسی پر کوئی تہمت نہ کر سکے اور وہ یہ ہے کہ جب نالاش میں افترا ثابت ہوا تو حاکم کو اختیار  
 ہے کہ مفتری وہی سزا پاوے جو مجرم کو ملتی اگر قصور ثابت ہوتا اس سب سے ختامین افترا و ہتان  
 بھت ٹھوڑا ہے پتلون پر مارنے کی سزا ختامین بہت مروج ہے اور اسکی مار جیسے پڑتی ہے  
 اگرچہ ایذا اسے بہت سی ہوتی ہے اور چنڈے چلنے پھرنے اوٹھے بیٹھنے سے معذور رہتا  
 لیکن اسکی عزت میں فرق نہیں آتا اور چونکہ مغفور اپنے وزیروں کو اکثر اسطرح تنبیہ کرتے ہیں  
 اس لحاظ سے ختامی اس سزا کو سیاست پوری سمجھتے ہیں ایک قسم کی سزا گناہ کبیرہ کیو اسطے  
 یہ ہے کہ ایک تختہ مربع چار ٹکڑوں کا ہوتا ہے اور اسکی چھ مین ایک سوراخ آدمی کے سر کے  
 جانیکے موافق اور دو چھید بازو کے لیے دو کونوں پر بنائے جاتے ہیں مجرم کی گردن اور دونوں  
 بازوؤں میں ڈال کے کسی صدر نگار میں جیسا سر بازار یا چور یا یا بتجانہ یا شہر کے ہمدرد روزے پر او  
 کھرا کر دیتے ہیں اور ایک پرچہ کاغذ پر اسکا جرم لکھ کر تختے میں لگا دیتے ہیں اور اسکا میعنا  
 شب روز اس تختے کو نہیں کھولتے اسطرح وہ ناچار بازار یا بازار گلی میں لعنت کا ہاتھ دوگر سنہ  
 سرو پا برہنہ تلوے پارہ پارہ مارا پڑا پھرتا ہے اور اگر کسی نے کھانے پینے کو دیا تو کہا پی لیا تو  
 اپنے ہاتھوں سے معذور سونے سے مجبور سب طرح سے لاچار و خوار و زار دو دو ہفتے اوکھی جھپ  
 اور اٹھ اوکھی دس اور بارہ ہفتے یونہی رہتا ہے سوا اسکے جیسا جرم ویسا ہی وزن اس  
 لکڑی میں ہوتا ہے غرض پانچ پنیسیری سے کم اور دس پنیسیری سے زیادہ نہیں ہوتا لیکن بہت  
 قیدی اس سزا کی میعاد سنگین میں ہلاک ہو جاتے ہیں غرض بچے اور میعاد تمام ہونیکے بعد حاکم  
 شہر کے رو برو لیجاتے ہیں اور اس لکڑی کو گکے سے اس کے اوتار کر بانس کی میں ضربیں مارتے ہیں

اور ایک داستان طویل نصیحت اور ملامت کی سنا کر اس غذا سے رہائی دیتے ہیں اور اگر کچھ کھجی  
 اوسط طرح کے جرم میں گرفتار ہوئے تو میعاد زندہ ہوتی ہے اور دس ہنسی کی لکڑی گلے میں آویں  
 ڈال دیا جاتی ہے اور سوقت اس کی پوری کتے کی موت ہوتی ہے اور اگر ایسا گل جان ہو کہ سب  
 بلا کو ٹھیل اور نصیبت جھیل کر جیا تو پشانی اور دونوں کالوں پر گرم لوہے سے داغ دیتے ہیں  
 اور گناہ کبیرہ کے لیے جلائے وطن کی سزا مقرر ہے اور جو مجرم اس قابل ہوتا ہے تو اس کو  
 ملک تار کے کسی اچھے دیار میں بھیج دیتے ہیں اور اس کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنے اہل عیال  
 کو ساتھ لیجاوے اور وہاں خانہ داری کرے اس سزا کو ختمانی بہت سخت جانتے ہیں کیونکہ  
 آبا و اجداد اور بزرگوں کی قبریں ان کے جانے سے برباد ہو جاتی ہیں اور ان کی پاتی میں پانچھٹا  
 آرام سے سو رہنے کی اسید جاتی رہتی ہے سوا اسکے ٹیٹ خشت وطن از تخت سلیمان خشت  
 خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر اور کس کا جی چاہتا ہے کہ اپنے یگانہ دوست آشنا دت کی  
 صاحب سلامتی اور راہ گھاٹ کے ملاقاتی دفعہ چھوٹ جاوین اور پھر ان کی صورت دیکھنے اور  
 دوستی کا دم بھرنے اور اپنے ہنشیون اور یاروین بٹھیہ کر دل لگی کر نیکی ہیدین بالکل منقطع  
 ہو جاوین اگر وہ بچا کر انقلاب روزگار کو برحق جان کر سفر و حضر کو کیسا سمجھیں تو جہان پر  
 جا بیٹھیں اس کو اپنا گھر جانیں بقول سعدی شہر منہ خاطر خود را بہر سچ یار و یارہ کہ بزجر  
 فراخ است و آدمی بسیار اس سمجھ کے آدمی کو جلائے وطن سے کچھ برج نہوے اور فراق  
 کلی سے ایک ایک دن قیامت کی طرح نگزرے لیکن حکیم مطلق کی حکمت کی بڑی دلیل ہے  
 کہ طبائع مختلف ہیں ورنہ اگر تمام اہل دنیا کی طبیعتیں ہماری طرح وارستہ و آزاد ہوتیں تو کاخانہ  
 انہی میں فتور واقع ہوتا اور انتظام خلایق کا درہم و برہم ہو جاتا نہ ختامین قصاص تین طرح مروج  
 ہے اول سنیہ کو قسم سے ایسا تنگ باندھتے ہیں کہ دم گھٹ کر جان نکل جاتی ہے اور دوسرے  
 سر کاٹ ڈالتے ہیں اور تیسری طرح میں دس ہزار ٹکڑے کرتے ہیں اول طرح کے قتل کو اہل  
 ختموت باہر مت سمجھتے ہیں مگر سر کو دھڑ سے جدا کرنا بدترین طرح سے مزاجاتے ہیں لیکن



فرنگستان میں امرار کبار سے جبے فی قتل کیا جاتا تو سر کو تن سے جدا کرتے ہیں اور پچانسی کی موت  
 کو بے غرق کی موت جانتے ہیں اس جہت یہ سیاست عوام الناس کے لیے مقرر ہے اور اہل خباہت اس سے  
 سمجھتے ہیں اور حق ہے کہ ہر ملکہ و سر سے اور دس ہزار ٹکڑے کر نیکی سزا ایسے جرموں میں سے ہے جسے دنیا  
 کو زیر دنیا یا اوکسیط سے انکو ہلاک کرنا یا غفور کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا مثلاً بلوایا فتنہ برپا کرنا یا  
 اونکے ہلاک کا قصد کرنا ایسے مجرم کو بر بار بار لاکے ایک کھیمے سے باندھ کے کھڑا کرتے ہیں اور قوت  
 جلا و چھوڑی پیشانی کی کھال چھیل کر جڑے پر ڈال دیتا ہے اور ہر جسم کی بوٹی بوٹی کاٹ کر چیلوں  
 اور گوشتوں کے کھلانے کے لیے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور جب دیکھا کہ اس صدمے سے ہلاکت کے  
 نزدیک یا تو بڑے بڑے اعضا کو گرہ گرہ اور بند بند سے جدا کرتا ہے اور آخر کو سر کاٹ ڈالتا ہے  
 بعد اسکے مقتول کے سر کو بلم کے نوک پر رکھ کے ہر گلی اور کوچے اور راہ گھاٹ میں لیے پھرتا ہے  
 اور اس کے جرم سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے اور چونکہ اہل خاشا شہنشاہ کو باپ سے زیادہ مانتے اور اپنے  
 خاص والدین کو فصل بنی آدم سمجھتے اور اونکے گناہ گار کے لیے تمام دنیا کی سزا کم سمجھتے اس لحاظ سے  
 جو نہیں جلا دیا اسکے بالکل اعضا کے تراش دینے سے فارغ ہوا میر کو نیزہ پر لیکر لاش سے جدا اور  
 شہر میں کوچہ کوچہ لے گشت کرنے اور لوگوں کو دکھاتے کے لیے روانہ ہوتا ہے فوراً ہر ایک پر  
 گوشت کی بوٹیوں پر جھگ پڑتی اور چیلوں اور گوشتوں کو کھلا دیتی ہے اور اگر کوئی خون کرے یا دے  
 لڑائی میں کسی کو مار ڈالے تو مجرم کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے ہیں لیکن اپنے اقربا کے قاتل کا سر  
 تن سے جدا کرتے اور اگر کسی طبیب کی دشمنی سے مریض ہلاک ہو جاوے اور اسکی نالاش ہووے  
 اسوقت نہایت تحقیقات ہوتی ہے اور عند القبوت دشمنی کے طبیب قتل کیا جاتا ہے اور  
 اگر نادانی سے دو خلاف مزاج یا مرض کے دنیا ثابت ہو تو وہی لکڑی حسب کا مذکور ہو اسے اس کے  
 گلے میں ڈال جاتی ہے اور دراز میعاد مع جرم نہ سنگین کے اسکی نسبت مقرر ہوتی ہے والدین اپنے  
 لڑکے بالوں کو تلون کی سزا بے دست اندازی حکام کے دے سکتے ہیں اور شوہر اپنی جورو کو اگر  
 مار پیٹ کرے تو اسکی داد و فریاد نہیں ہے لیکن اگر عورت شوہر پر پاتہ اوٹھا ویاگالی دیوے اور

خاوند حاکم کے پاس تعینت ہوئے تو تلوڑ میں تلوڑوں پر اوسکے ایسی لگتی تھیں کہ مہینوں چلنے پھرنے سے معذور نہ تھتی تھیں زنا کاری میں طرفین پر بانس کی مار پڑتی تھیں اور دیوٹوں اور کھٹوں اور شہر بڑوں اور بد معاشوں کی اوسیط پر خدمت کی جاتی تھیں جھوٹے جھپٹے جوڑیاں اور لڑا کر تماشادیکھنے والے اور بیلے وغیرہ سب کا علاج حکام خاا ایسی کرتے تھیں اور کف پاکی ایسی مار مارتے اور وہ بھٹ افتد علی الکاذبین کی بانک کا ایسا شور و غل مچتا تھیں کہ سنے والے عبرت کی انگلیاں کانوں پر دھرتے تھیں علی ہذا القیاس راشی اور مرتشی دونوں کو سزا ملتی تھیں کیونکہ راشی اسی ارادہ پر حاکم کو کچھ دیتا تھیں جو حق نکرے اور حاکم رشوت ستان بے ایمان ہوتا تھیں ۛ زندان کی سزا ختا میں نہیں ہے کیونکہ جو شخص مجبوس ہو اور ایک زندان میں قید رہا لوگوں کو اوسکے جرم پر آگاہی اور سزا سے عبرت نہیں ہوتی ہے اسلئے تشہیر کا رواج زیادہ ہے غرض جب تک مجرم زیر تجویز ہو تب تک وہ ایک خاص جگہ میں نظر بند رہتا ہے اور کسی خیر کی تکلیف نہیں پاتا اور اوسکے عزیز واقربا اور دوست و آشنا سب کو حکم اوسکے پاس جانا اور صلح دینے اور جی بھلانی کا ملتا ہے ۛ ختا میں یہ بھی دستور ہے کہ مجرم کی سزا کو اوسکے بدلے اگر کوئی دوسرا شخص آپ قبول کرے تو جائز ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باپ کی سزا کو بیٹے نے اپنے اوپر لیکر باپ کو رہائی دلوائی ہے اور تھوڑے دن کی نقل ہے کہ ایک ختا کی جو حقیقت میں مجرم خطا کا تھا تلوڑوں کی سزا دیجاتی تھی کہ اتنے میں اوسکا بیٹا پانچ یا چھ برس کا ایک بیکالہ بچہ تھا اور اوس حال کے دیکھتے ہی بتیاب ہو کر فریاد اور غل مچایا کہ باپ کی سزا مجھے دو اور اوسکی عوض اگر تمہارا جی چاہے تو فوج کرو اور اپنے باپ سے لپٹ گیا اور مار کھانے نہ دیا اور حاکم سے کہا کہ تمہیں صرف پچاس ضربیں مارنے سے مطلب ہے پس جس قدر باپ کیو اسلئے تجویز ہو مجھے مارو لیکن باپکے چھوڑ دو غرض اوس بچے کی محبت اور حیرات کی قدر فی حاکم نے کی اور اوسکے باپ کو فوراً رہائی بخشی اور غفور نے جب یہ ماجرا سنا اوس لڑکے کو بلوا کر بہت پیار کیا اور بادشاہی مکتب خانے میں اتالیق معتبر کو سوپنا اختیار غفور کو ہے کہ جس مجرم کو چاہے معاف کرے لیکن حکمانے یہ اجازت دیکر پھر یہ حکم کیا ہے کہ اس طرح کا جرم بہت کم کرنا چاہیے

اور اسکی وجہ کو بوجہ حسن سعدی نے لکھا ہے \* رباعی پسندیدہ بہت بخشائیں ولیکن \*  
منہ بریش خلق آزار مرہم ہندانت آنکہ رحمت کرد بر مار \* کہ آن ظلم بہت بر فرزند آدم \* لیکن  
اگر کسی بڑھیا کا صرف ایک ہی بیٹا رہے کہ اسکی ضعیفی کا تکیہ ہووے یا کوئی بزرگ زادہ کہ  
جبکہ باپے نام پیدا کیا ہو اور وہ چشم و چراغ و دودمان و وارث اپنے خاندان کا ہو کہ جبکہ مرے  
اوسکا گھر اندھیرا ہو جاوے تو ایسے ایسے مقام پر غفور کو جب عرضی گذرتی ہے تو معاف  
ہو جاتا ہے لیکن اگر ایسا اتفاق ہووے کہ مقتول اپنے گھرنے کا لیتا اور قاتل بھی اپنے خاندان  
کا رہے ہو اس حال میں قصور کو درگزر نہیں کئے کیونکہ انصاف اور عدل کا مقتضایہ یہ ہے کہ ظالم  
کا حال مظلوم سا کیا جاوے \* \* \* \* \*

## توان باب

بیان میں معرفت حق پداری اور مادری کے اور تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست کے

ہر اقلیم میں دیوانی امور کے قوانین میں تاکہ ہر شخص کو حق و ناحق کی شناخت ہووے اور قتل و  
سیاست کے باب میں آئین میں تاکہ ہر شخص کو کسب فی اہل کے نتیجے دریافت کرنے سے عبرت  
ہووے اور تیسری قسم کا دستور العمل بچختا کے اور کہیں نہیں کیونکہ وہاں حق پداری و مادری  
بھی مثل قانون کے بلکہ مذہب کا رکن اور دنیا و عقبی کی بہتر کیا وسیلہ سمجھا جاتا ہے اور او ملکیت  
کی بزرگی اور پاداری کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست ان  
کا کمال اوسی ملک پر ختم ہے اور ظاہر ہے کہ جس ملک کے رہنے والوں کے آثار و افعال تمام  
حکمت عملی ہوں تو اس ملک کا نتیجہ سوا ترقی اور آبادی اور پاداری اور استواری کے کیا کیا  
مترتب ہوگا اور مخفی نہ ہے کہ خدائے والدین کے حق کی معرفت اور فرزندوں کی اطاعت اور  
محبت ہزاروں برس چلی آتی ہے اور حالانکہ کئی بار ایسے بلوے ہووے کہ شاہنشاہ خانوادہ  
بالکل متناصل کیا گیا اور دوسرا وارث تاج و تخت کا ہوا اور پہلے دفعہ قبل خان قوم مغلیہ تار  
کے سردار کی ایسی پورش اس ملک پر ہوئی کہ سو برس تک اسکی اولاد نے خدائے شاہی کی

اور حالانکہ بعد سو برس کے جب خانیوں نے بلو اسے نام کر کے مغلوں کو نکالا اور اپنے ملکوں میں سے پھر بادشاہ بنایا بعد اس کے ایک سو پچتر برس ہوئے کہ پانچو تار کے سردار نے تخت خا کو چھین کر اپنی سلطنت کو قائم کیا چنانچہ آج تک اسکے گہرانے میں سلطنت و فرمانروائی قائم ہے باوجودیکہ یہ سب کچھ ظہور میں آیا اور دفتر کا دفتر پریشان ہو گیا لیکن جس طرح پانی کا سیلاب آتا اور بہ جاتا ہے اور زمین جیسی تھی ویسی رہتی ہے اوسط طرح سے خانیوں میں باوجود کئی بار کے تفرقہ کے قدیم رسومات و دستورات جو بیخ و بنیاد سلطنت میں اون میں کہی فرق نہ آیا اور تاتاری جو آئے باوجود اسکے کہ مالک ہوئے اور چاہتے تو اصلی باشندوں کے درمیان اپنے اطوار و رسومات جاری کرتے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ مغلوب غالب کی سی نہ کہتے سنتے کیونکہ نجواسے انہیں علی دین ملو کہم اس امر میں ناطق صادق ہے لیکن قبلا خان مغلیہ تار کے سردار نے اور چچی ماسچو تار کے فرمان فرمائے بھی ختا کے رسومات اور دستورات کو ایسا بہتر جانا اور اپنی حکومت کا قیام اس طرح افکی موافقت سے متعلق سمجھا کہ غالب اور مغلوب جن میں مارگزیدہ اور آزار دہندہ کی نسبت ہوتی ہے مثل شیر و شکر کے مل گئے یہاں تک کہ اگر ختا میں اصلی باشندوں اور تاتاریوں میں تمیز کرنی چاہیے تو کیا مجال بلکہ محال ہے الغرض یہاں اور دستور خانیوں کے اہل تاتار نے اختیار کیے ہیں افضل اور مقدم اور کا حق شناسی والدین کو ملحوظ رکھنا ہے اور جو کہ راقم نے اس باب کے عنوان میں لکھا ہے کہ حکمت کی تینوں قسمیں تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن ختا پر ختم ہے سبب اسکا یہی ہے اس واسطے اسکے لیے دلیل برہان کی ضرورت نہیں ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ سلب ذائل اور کسب فضائل سے تہذیب نفس حاصل ہوتی ہے اور جس قوم میں فرزند کے حق میں حق گداری والدین کی دفتر سعادت و کرامت کا خیر عظم یہاں تک کہ فرزند کو لازم ہے کہ اپنی تمام حرکات و سکنات کو بزرگواروں کی مرضی پر منحصر کرے اور اسکو اس سے چارہ نہ دے تو ممکن نہیں کہ وہ ان رویت کی عادت ہووے اور حالانکہ دنیا میں بعضی بہائم مثل انسان کے اپنے فرزندوں کو چوری اور اپنی شرارتیں سکھاتے ہیں لیکن اکثر

یونہی ہے کہ والدین اگر خود بڑے ہو وین لیکن اپنی اولاد کو حتی الامکان آپ سانبھیں چھوڑتے  
 کیونکہ قاعدہ دینیوی متعلق فضیلت محبت سے یہ ہے کہ شخص ہی چاہتا ہے کہ اپنے پیارے  
 علی الخصوص کہ آوازہ فرزند و لبتہ کے آفرین نہ نفرین کا زبان خاص عام پر جاری رہے علاوہ  
 اسکے عادت طبیعت ثانی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس ملک میں آبادی دنیا سے آج تک کروڑوں  
 افراد انسانی کے ہر فرد بشر کا بادشاہ سے غلام تک یہی دستور چلا آتا ہے کہ اپنے والدین کی اطاعت  
 کو ہر امر میں مقدم سمجھے وہاں کے لوگوں میں ذائل اور عیوب بہت کم ہوتے تیسرے ختا کے حکما  
 قدیم نے والدین کی قدر کرنے کے باب میں ششہ تقریریں عجب خوبی سے گوہر نصیحت کو پرویا ہے  
 اور ان بزرگواروں کے ایک قول کے معنی یہ ہیں کہ جو فرزند اپنے والدین کی اطاعت کا دم بھرتا  
 وہ اگر اونسے جدا بھی ہو تو انکو اپنے نزدیک بلکہ اپنی آنکھوں کے سامنے سمجھ کر حاضر و غائب  
 انکی نصیحتوں پر عمل کرتا ہے اور اوسے ایک حال پر رہتا ہے اور دوسرے ایک قول کا ترجمہ اگرچہ  
 محمول ہے لیکن اس کے مطلب کا لب لباب اقم نے یہ نکالا ہے کہ فرزند مثل پروانے کے اور والدین  
 مانند شمع کے اور جب شمع پر پروانہ شمع کی پشت در دو دونوں کو یکساں جانکر محبت کے دائرے  
 میں مرکز کے مانند ایک حال پر رہتا ہے اسی طرح والدین کے حضور اور غیبت میں فرزند سید  
 کی الفت اور اطاعت کا ایک سا حال ہوتا ہے اور ایک حکم یہ ہے کہ جب والدین کے گھر میں  
 رنج ہووے تو بیٹا نہ کہیکو مدعو کرے اور نہ آپ دعوت میں جاوے اور جب کو بیمار یا سہلے  
 ہووین تو فرزند پر خواب و خور حرام ہووے سوا کے کہ جب حکما کے یہ رسم ہے کہ فرزند شام  
 شام و سحر والدین کے رہنے کی جا پر جا کے اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور کانوں سے سنتا ہے  
 کہ اونہیں کس چیز کی ضرورت ہے او قبل گھر سے باہر جانے اور بعد پھر آئے کے ہر شخص  
 کو دعا کہتا ہے کہ اپنے والدین کو رحم ملک کے موافق سلام کرے اور آداب بجالاؤ اور خیر و عافیت  
 پوچھے انفرض یہ ایک حکم عجیب حکما کی انک خیال پر مال ہے کہ فرزند کو لازم نہیں کہ  
 اپنے والدین کے آسے بیٹا پے کا ذکر کرے چو کہ حکما جتنا اپنے کسی قول میں وجہ پا کسی دعویٰ

کبھی بیان نہیں کرتے اور صرف ایک سخن میں مختصر کہ اسکو قاعدہ کلیہ سمجھا چاہیے زبان سے  
 نکالتے ہیں اور ہر شخص اپنے مذاق کے موافق اسکی شرح کر لیتا ہے حسب طور سے موتی کے دانے  
 اپنے اوصاف کے بیان میں گونگے ہیں اور خواہندہ و جوہیدہ کی قدردانی پر اسکا مول موقوف  
 رہتا ہے اس لیے راقم نے اس فقرہ لطیف کے یہ معنی اپنی عقل کے موافق پیدا کیے ہیں کہ بڑا پاپ  
 کا ذکر لب گو رکاز کرہ ہے اور اند ہے کو سے کا نام کوئی کبھی چاہ سے نہیں سنتا ہے چنانچہ  
 مثل مشہور ہے پیری و صد عیب چنین گفته اند اہل خرد و ورثین سفتہ اند اس لحاظ سے  
 اس موسم خزان کا ذکر زبان پر لانا غچہ دل کو خار خار کرنا اور آزار دینا ہے جب تھیلیاں بھو  
 گئیں اور آنکھیں تر ہو کے بہنے لگیں سینہ ڈبلا اور پیٹ موٹا ہوا حرص کی آگ ل میں بھڑکی اور  
 ساتھ ہی اس کے مایوسی کی سردی عضو عضو میں پھیلی اور حسب وقت بیماری پیش خدمت ہو کے آئی  
 اور بیماری خواص ہو کے سر ہانے ٹٹیکے سردا بنے لگی اور بقیاری پانیتے کی طرف چلی کو بھی  
 فکر نے قصہ خوانی شروع کی اور ہوا و ہوس نکھا کر کے جگر کی گرمی دور کیا کرتی زیادہ تر سخن اسوکی  
 پر صاعقہ بقیاری کا کرتا ہے اسی کو پیری کہتے ہیں چنانچہ نظامی بھی کہ گنجو سخنوری تھا فرماتا ہے  
 بیت دریا کہ عہد جوانی گزشتہ جوانی کو زندگانی گزشتہ الغرض ایسے وقت کا ذکر  
 کرنا حقیقت میں باعث ملال و افسردگی اور خلاف راحت و عشرت زندگی ہے کیونکہ ذکر رنج کا  
 نصف رنج ہے جیسا ذکر عیش نصف عیش مشہور ہے اور غمگسار وہی ہے جو رنج کو بھلا دے  
 نہ کہ یاد دلا دے یہ ختامین ہزاروں کتابین والدین کی اطاعت کے باب میں لکھی گئی ہیں اور  
 اولی نصیحتوں کی اگر صرف فہرست لکھی جاوے تو ایک دفتر ہووے لیکن ایسی تحریر کے  
 پڑنے میں زیادہ اوقات صرف ہووے اور جاہل کے واسطے تفسیر چاہیے اور عاقل کو  
 یہ اشارہ کافی ہے کہ جو قواعد و آداب غرت و حرمت والدین کے باب میں مرقوم ہیں انہیں  
 کوئی بات فرو گذاشت نہیں ہوئی اور تعظیم و تکریم کرنے اور بد ذات پر دروکار کے اون کے  
 بزرگ ہائے میں کوئی نکتہ فرو گذاشت نہیں ہوا اور ہر بدست میں اس مقدمے کا درس



برسوں رہتا ہے اور تاوقتیکہ طلباء سہین تھان کامل نہیں دیتے دوسرے علم کی طرف رجوع نہیں کر سکتے ہیں  
 اور یہ کچھ علم بے عمل نہیں کیونکہ ملاحظہ کیا چاہیے کہ خود غفور کس طرح پر مال ہوتا ہے بھجج صادق کے  
 ہر روز درباری امر اچھوٹے بڑے دیوان عام میں حاضر ہوتے ہیں وغفور کے تخت کے سامنے دو روپے اپنے  
 کے موافق کھڑے رہتے ہیں اور جلو خاں نشان اور سارا سامان تہ شاہنشاہی کام جو دہشتا اور قبوٹ غفور  
 اپنے مجلس سے برآمد ہوتا ہے مجرائی سب مجر کرتے ہیں اور وہ ہوا دار پر سوار ہو کر اپنی ماں کے سلام کو جاتا ہے  
 جب باہر کی صدر ڈیوڑھی پر پہنچتا ہے سواری سے اتر کر پیادہ پا اندر کی طرف قدم بڑھاتا ہے دوسری  
 ڈیوڑھی پیرا کان دولت غفور کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے درجن پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب  
 غفور آگے بڑھتا ہے دوسری ڈیوڑھی تک غریزہ اور اقربا ہمراہ ہوتے ہیں چوتھی پر جب پہنچتا ہے  
 دروازے پر کھڑا ہو کر خواجہ سرا کی زبانی والدہ کی حضور میں عرض کرتا ہے کہ فدوی مجھے کے لیے  
 حاضر ہو کر امید سرفرازی کی رکھتا ہے اس وقت اسکی ماں تخت پر جلوں کر کے پروانگی حاضر  
 ہونیکلی دیتی ہے اور جو نہیں پردہ اوٹھا اور غفور سامنے آیا خواجہ سرا جو داروغہ دیوانخانہ ہے  
 باواز بلند پکارا کہ سجدہ کرو غفور سنب کے ساتھ ہی والدہ کے مقابلے میں تین سجدے متواتر کرتا ہے  
 اور اپنی اپنی جگہوں پر اقربا اور وزرا باہر کی ڈیوڑھیوں پر تین دفعہ سجدے میں آتے ہیں اور جب  
 یہ تین سجدے ہو چکے میر بار یعنی داروغہ دیوانخانہ پکارتا ہے کہ اوٹھو اور آگے بڑھ کے پھر تین  
 دفعہ سجدہ کرو اس وقت غفور گردن نیچی کیے ہوئے اوٹھتا اور تین قدم آگے بڑھ کے پھر تین سجدے  
 بجا لاتا اور تیسرے سجدے میں سر زمین پر سے نہیں اوٹھتا جب تک کہ میر بار نہیں پکارتا کہ  
 اوٹھو اور آگے بڑھ کے پھر تین دفعہ سر کو زمین سے لگاؤ یہ سننے ہی غفور اور اسکے عملہ جلوں اپنی  
 اپنی جگہ پر سجدہ کرتے ہیں اور سجدے کی وقت خواجہ سرا بیکم کے حضور میں دوسری عرضی اس  
 مضمون کی دیتا ہے کہ شاہزادے کو اب رخصت عنایت ہوا اس وقت وہ اوٹھکر اندر جاتی ہے  
 اور غفور سجدہ گاہ سے سر اوٹھا کے اپنی والدہ کے خالی تخت کی طرف منہ کیے ہوئے پس پا  
 پھر کر ڈیوڑھی سے باہر نکلتا ہے اور سب اقربا ساتھ ہوتے ہیں بعد اسکے امر اور وزرا

ہو کر یا سرگوائے ہیں اور جب تک فغفور پہلی ڈیوڑھی کے باہر نہیں پونچھا پایا وہ پارہتا ہے  
 غرض جب فغفور اپنی ماں کے حضور سے رخصت ہوتا ہے اوسکی بنیاد بتا بی بی اپنے سامان کو فغفور  
 کے ساتھ ساس کے حضور میں مجرے کو حاضر ہوتی ہے اور اوسی طور پر سجدہ کرتی اور بعد اوسکے  
 اور بھوپین اور حرین اور خواہین محل کی اور ستوراتین اپنے اپنے مرتبے کے موافق آتین اور سجدہ  
 کر کے جاتین ہیں اور جب وقت عورتین سلام سے شرفیاب ہوتین اور اس سعادت خاص سے  
 سعادت دارین حاصل کرتین ہیں اسی عرصے میں فغفور اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوتا اور اقربا اور  
 امرا درجہ بدرجہ مجر کرتے ہیں ان غرض جب ملک میں خود بادشاہ اپنی والدہ کی اگر جیتی رہی یا کہ  
 اوسکے باپ کی پہلی بی بی جو ہووے اوسکا اسطرحہ احترام کرتا ہے تو رعیت کو بھی اسطرح  
 لازم ہے کیونکہ الناس علی دین ملوکہم ایک اور دستور ختامین ہے کہ اوسکے باعث سے باپ  
 اور ماں کی تعظیم اور تواضع کا آوازہ ہر ملک میں پونچھا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے بیٹے نے نام  
 نشان پیدا کیا اور کوئی منصب اوسکو ملا اور اوسکا باپ زندہ ہے تو امرا میں دخل کیا گیا اور  
 بیٹے کے لیے جو خطاب مناسب ہو اسو باپ کو ملا اور اگر فوت ہو گیا ہو تو لوح مزار کو بدل دیتے  
 ہیں چنانچہ ایک نقل ہے کہ زمان قدیم میں نیچوان کسی مرد غریب اور کم نام نے جب فوت کی  
 اوسکے بیٹے نے فغفور وقت کے حضور میں درخواست دی اور اپنے والد کے لیے خطاب  
 چاہا اگرچہ باپ کا کچھ حق سرکار میں نہ تھا لیکن بیٹے نے بہت خدمتیں کی تھیں اور جبکہ بادشاہ  
 اولیٰ میں کہ منجملہ کئی سلطنتوں کے تھی جو اوس ایام میں ملک ختامین قائم ہوئی تھیں سخاوت  
 و جرات اور عدالت اور حکمت کے سبب سے منصب وزارت کو حاصل کیا تھا اور قحط میں ایک  
 لاکھوں من اناج اپنے مال سے غریبوں کو کھلایا تھا اور جبکہ سلاطین اطراف نے متفق ہو کر  
 ایکبار اوسکے خاوند کے ملک پر یورش کی تھی اوس وزیر نیک تدبیر نے خاوند کی خیر خواہی  
 میں اپنی جان اور عقل ایسی لڑائی تھی کہ اوسکی بادشاہی بچ گئی غرض چونکہ ان نیکامیوں  
 کے سبب سرکار شاہی میں اوسکا بڑا حق تھا اس لیے جب کہ اوسکی درخواست اوسکے والد

کے باب میں گذری فتفور کے حضور سے ختانی زبان میں اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اسے بر خور دار نیک کردار یاد رکھو جسوقت کہ قحطانے اوکی کی بادشاہی کو ویران کیا تھا اسوقت تمہارے باپ نے بھوکھون کو کھلایا اور پیاسون کو پلایا تھا اور نہایت سخاوت ظاہر کی اور جب وہ بادشاہی مالمون کے ظلم سے قریب تباہی کے تھی تمہارے باپ نے ایسا بندوبست کیا کہ اس کے خاوند کا تخت تاج قائم رہا اور جسوقت سے سلطنت اوکی کے انتظام کی انجام تمہارے باپ کے ہاتھ میں آئی ایسے قوانین جاری کیے اور اس سطر سے صغیر و کبیر اور امیر و فقیر کو آرام پہنچایا اور اطراف و جوانب کے بادشاہوں سے ایسا اتحاد پیدا کیا کہ اوکی کو سختی اور صلاح کے سبب سے سب کو نائدہ عام پونچا انھن ان سب خدمتوں کے لحاظ سے تمہارے والدہ فتفور کے لیے تمہارے حضور سے دانا نیک کردار اور نیک حلال کا خطاب عطا کیا گیا یہ لطیفہ یہ ہے کہ یہ تمام نیکیاں جو بیان ہوئیں بیٹے نے کی تھیں اور باپ بچا رہ ایک شخص گننام محض تھا اس قدر ندرشید کی بدنامی نام اوسکا روشن ہوا اگرچہ یہ دستور کہ بیٹے کی نیکنامی سے باپ کی ناموری ہو بادی نظر میں اقتضا سے انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے لیکن خوض کرنے سے راقم کی نسبت میں یہ نکتہ پیدا ہوا کہ حکما کو اس دستور سے یہ منظور تھا کہ باپ اپنے بیٹے کی تربیت جی لگا کے کرے تاکہ اس کے وسیلے سے دونوں کو سرخروئی حاصل ہووے اور دوسرے یہ کہ خاص عام پر ثابت ہو کہ باپ کا ایسا مرتبہ ہے کہ بیٹے کی نیکی اوسی کی طرف عاید ہوتی ہے اور نیک تربیت کا ثمرہ اچھا ہوتا اور اس امر کے بانی کو فائدہ عظیم پونچتا ہے جس سطر سے کھیت کا محاصل زراعت کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے اور دھتوں کو کچے فائدہ اپنی باروری سے نہیں ہوتا ہے بہر حال جس نظر سے دیکھے یہ دستور فائدوں سے خالی نہیں ہے حکیموں نے جو ایک حکم دیا ہے اس کے تعمیل میں قصور و فتور کمتر ظہور میں آتا ہے کہ صبیح سے قبل کر کے اپنے والدین کی آرام گاہ میں جائیں اور انھیں اٹھا کر باتہ منہ دہلائیں

اور ضروری خدمتیں کریں اگر اور اقلیموں کے دستور کے موافق ختامین بھی پوشیا رہیں گے کا  
گھر باپ سے جدا ہوتا تو اس حکم پر عمل کرنا دشوار ہوتا لیکن اس ملک کا قاعدہ کلیہ ہے کہ یہی  
گھر میں پشت بہ پشت گذر جاتی ہے اور بزرگ خاندان جو زندہ رہتا ہے اسے گھر حکم  
کرتا ہے اور اوسکی حد کے باہر زمین اور آسمان ملے تو ٹل جائے لیکن اوس چار دیواری کے  
اندر چاہے کتنے کھانے کیا مجال بلکہ مجال ہے اور جہاں یہ قیدین اور ایسا بند و بست و ضبط  
و ربط خانہ بجانہ ادنیٰ و اعلیٰ میر و فقیر کے بیان ہووے اوس مقام میں بدی کا آنا تصور نہیں کیا  
دوسرے ملکوں میں لڑکے ہائے اٹھارہ بیس بیس کے جب ہوتے ہیں بالغ کہلاتے اور بعد اوتھ  
جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں اور اپنے نفع و نقصان کے مختار ہوتے ہیں چنانچہ اپنے باپ سے  
جدا ہو جاتے ہیں اور ادنیٰ میں سے ہزاروں ایسے بے سعادت ہوتے ہیں کہ والدین کی نصیحت  
نہل جان کے اوسپر سنتے ہیں برعکس اوسکے ختامین لڑکا اگر چہ سو بیس کا کیون نہو جائے  
باپ مان اور قرابت کے بزرگواروں کی حیات میں کبھی بالغ نہیں کہلاتا غالب کہ اس پر  
گناہ کے کلام سے وہ دعویٰ لاکلام اثبات کو پہنچا کہ ختامین بسبب طاعت والدین کے تہذیب  
نفس حد کمال کو پہنچی ہے کیونکہ اس سے زیادہ کوئی امر صاف و عیان نہیں ہے کہ جہاں پر  
ہر گھر میں لڑکا بچپن سے بڑھاپے تک تابع دار اور فرمانبردار بزرگوں کا ہے اور اون لوگوں  
کے ساتھ ایک ہی گھر میں اونکی آنکھوں کے سامنے عمر صرف کر دے تو غالب یہی ہے کہ اوس  
کبھی کوئی بدی پوشیدگی میں بھی نہ کیجاگی اور جب تک کوئی حرکت معیوب کی عادت نہیں ہوتی  
بدیوں کے ساتھ اور زائل میں داخل نہیں ہو سکتی اس لیے یہ گناہ مبالغہ نہیں کہ نسبت اور  
ملکوں کے ختامین خطا کم ہوتی ہے اور یوں کون سا بشر ہے جو خطا و نسیان سے خالی ہے  
علاوہ اسکے جس جگہ بدی سے لوگ اسطرح محفوظ رہیں اور علم کا ایسا چھاپو کہ آج کل ملک ختم  
میں کروڑوں باشندوں میں شاید لاکھ آدمی بھی جاہل مطلق نہیں ہووینگے پس تہذیب نفس  
اگر وہاں نہیں ہے تو سارے جہاں میں پھر کہاں ہے اور یہ امر جو کہ صرف اسی تقریر سے

عاقل کے نزدیک ثابت ہے زیادہ کوئی کچھ ضرور نہیں \* دوسرا قول اس سمجھان کا یہ ہے کہ تدبیر منزل خا کے برابر کسی ملک میں نہیں ہے اور منجملہ کسی سببوں کے بڑا سبب والدین کی اطاعت ہے کہ اس کے وسیلے سے تدبیر منزل نے وہاں خوب رونق پائی ہے اور اسکی دلیل اس کثرت سے ہے کہ گنجائش اسکی اس کتاب میں نہ ہو سکے اور سیاست مدن بھی اسی رسم کی بدولت ساتھ کمال انتظام کے منظم ہے ان دونوں امور کو ایک ساتھ ثابت کرنا انساب سے سمجھنا چاہیے کہ جسوقت حکماء خا نے گھرانے کے بزرگ کو اپنے لڑکے بالے اور نوکر چاکر کے اوپر حاکم کیا تو اس گھرانے کی نیکی اور بدی کی جوابدہی بھی اوسی شخص سے متعلق رکھی اور جسوقت اطاعت بزرگوں کی خردون پر سب سے پہلے واجب ہوئی تو پھر یہ دوسرا امر بھی سہل ہوا اور شہ سے ختامین بہ طر حلی ذمہ داری ریس خانہ سے متعلق ہی ہے اور ہر محلہ میں ایک شخص میر محلہ ہوتا ہے جسے جسطرح سے ہندوستان اور بنگالے کی ادنی قوموں میں ایک شخص چودہری کے لقب سے مشہور ہے اور اسکو اختیار ہے کہ اگر کوئی حرکت کسی فرقے سے اس کے پیشے کے خلاف صادر ہووے تو مجرم کا حقہ پانی بند کر دیوے الغرض ملک ختامین میر محلہ سے تمام محلہ کی خیر و عافیت کی کیفیت حکام شہر کے حضور میں پہنچتی ہے اور اس شخص معتبر کو اختیار ہے کہ اگر اس کے محلہ میں کوئی اجنبی آن کر کسی کے گھر اور ترا تو اس کے وطن اور بود و باش اور نام و نشان کی تفتیش کرنی واجب ہے اور اگر تحقیقات میں کچھ شبہ واقع ہو تو تھانہ دار کے حوالہ کر دے اور نظر بند رکھے جب تک کہ اس شخص کے آنیکا سبب اور وطن خاص کے چھوڑنے کی وجہ کا حقہ دریافت نہ ہو یہ دستور اور ملکوں کے لوگوں کو ناگوار معلوم ہووگا لیکن ختامین ہکا خیال کوئی نہیں کرتا کیونکہ ختامیوں کو حب وطن بہت ہے اور انکو اپنے بزرگواروں کے فراروں سے نہایت محبت ہے کبھی کوئی اونہیں سے اپنی خوشی سے ترک وطن اختیار نہیں کرتا اور اگر کسی شخص نے کسی سبب سے ایسا ارادہ کیا بھی تو لوگ اگر نافع ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے بزرگواروں کو چھوڑ چلے اور یہ تمکو منظور ہوا کہ اس کے اصلی گھر بہاؤ اور ویران ہو جاو

اس واسطے اجنبی کو جب دیکھتے ہی خیال کرتے ہیں کہ اس شخص نے مفارقت وطن کی بے سبب  
اختیار نہیں کی میرے مخلون کو اس امر کی تاکید ہے سوا اسکے اگر محلے میں بدکاری یا جو کہ بد چھوٹوں  
کی جگہ کے لیے موضوع ہے کسی جگہ پر ہوا تو فوراً مجلس کو برہم اور صاحب خانہ کو قید کرنے کا  
میرے محلہ کو اختیار ہے الغرض ہر گھر اور ہر محلے کا ضبط و ربط یوں نہیں ہے اور شریک خانہ اور میرے محلے  
کے اوپر کوتوال اور حاکم شہر معین ہیں اور انکی کیفیت ناہانہ چھپن کے صدر محکمہ میں لکھی  
جاتی ہے اور اگر زیادتی تقصیر و ن کی معلوم ہوتی ہے تو غفور کی درگاہ سے عتاب آتا ہے  
اب منصفی کرنی چاہیے کہ میرے دونوں قول اسی ایک بات سے ثابت ہیں کہ اور ملکوں  
میں دستور ہے کہ مجرم کو سزا دینی کافی ہے اور کچھ ایسی تدبیر نہیں ہوتی کہ جس سے جرم کرنیکی  
راہ بند ہووے غرض ختام میں تکلف ہے کہ مرغ خا کو ہمیشہ بے بال و پر رکھتے ہیں اور جہاں  
اوسنے ذرہ سا اورنے کا قصد کیا تو مقراض سیاست نے فوراً اوسکو لٹور کر دیا اور یہ مبالغہ  
نہیں کیونکہ جس صورت میں ہر خانہ کی نیکی اور بدی صاحب خانہ سے پوچھی جائے اور ہر محلے کی  
جوابدہی میرے محلے سے متعلق رہے تو بدی کرنیکی فرصت کب بیکو ملے اور چین کے بادشاہوں نے  
ہمیشہ اوس سال کو کہ حسین مجرم کم سزا پاتے ہیں اپنے اعمال نیک میں گنتے ہیں اور خوشیاں  
کرتے ہیں اور تکلف ہے کہ اس نظم کمال کو حکماءے خا نے صرف و لفظوں پر جبکہ ترجمہ طاعت  
نہر گواران ہے منجھ کر کیا ہے اور انکے دوسرے قول کا یہ ترجمہ ہے کہ زمین اور آسمان  
دو قوتیں مونث اور مذکر ہیں اور ان دونوں کے باعث سے موجودات کی بنا ہے اور حسب  
کہ پہلے زمین و آسمان ملے اور جدا ہوئے تو انکا پلوٹا بیٹا خا کا پہلا شاہنشاہ ہوا اور پوٹا نکوی  
کہلایا اور اس قرار سے غفور خداوند عالم کا بیٹا ہے اور غفور کے لڑکے بالے خانی رعایا ہیں  
اور جیسا کہ بڑے بیٹوں کو خردوں پر بزرگی حاصل ہے ویسا ہی حکام شہر اور دوسرے  
مانڈرین غفور کے بیٹے اور دوسرے رعایا کے بڑے بھائی اور اس سبب سے قابل قار و منتر  
کے ہیں سبحان اللہ حکماءے خا نے ان دو لفظوں پر اس انتظام کی بنا کی ہے اور اپنے



ملک کو زوال و انتقال سے محفوظ رکھا۔ ختائی سیاست مدن کو زیادہ ثابت کرنا ضرور نہیں  
 عرض کوئی نکتہ گذارش کیا چاہیے تا یہ نہ گمان ہو کہ راقم وہاں کے اوصاف میں مبالغہ کرتا ہے  
 اگلے زمانے میں جب ختائین اصلی مغفور تھے اتنا انتظام نہیں تھا جو تاتار کی وقت سے ہوا ہے  
 اور جب سے یہ آئے ہیں اصلی ختائی کو ہمیشہ اپنی قوم پر ترجیح دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اگر دو  
 باشندین ایک تاتار اور ایک اصلی ختائی دونوں ایک ہی قصور کریں تو تاتار کو ختائی سے وہ گونہ  
 زیادہ سزا ملتی ہے اور قابل غور ہے کہ کس عقل و دراندیشی بلکہ انصاف کا یہ منشا ہے اور  
 ملاحظہ میں آیا ہو گا کہ کس حکمت سے ہر گھر کے مالک کو جواب دہ اپنے گھر کے اندر کی نیکی و بدی کا  
 کیا گیا اور ہر محلے کا مالک اور اسکی نیکی اور بدی کا جواب دہ میر محلہ مقرر ہوا اور ہر شہر کا مالک  
 اور اسکی نیکی اور بدی کا جواب دہ حاکم شہر ہے اور ہر صوبے کا مالک اور اسکی نیکی و بدی کا  
 جواب دہ اوسکا ناظم ہے جب یہ حال ہے کہ جس گھر میں جو تیس ہے وہ اپنے احاطے میں  
 حتی الامکان برائی نہیں ہونے دیو چکا اور نہ میر محلہ اپنے محلے میں اور نہ حاکم اپنے شہر میں اور  
 نہ ناظم اپنی تمام زمین پس جس اقلیم میں سطر حکمی سلطنت ہو وہاں اگر تہذیب نفس و تدبیر منزل  
 اور سیاست مدن نہ ہو تو گویا حکمت کا وجود معدوم ہے۔ ہندو نے یہاں تک اس باب کو  
 لکھا تھا کہ اہل ہند سے ایک دوست صادق اور محب و اثن راقم کی ملاقات کو آئے اور پوچھنے  
 لگے کہ کس شغل میں اوقات گنتی ہے تب راقم نے انکو یہ بات سنائی چونکہ طالب العلم تھے اہل امر  
 میں انہوں نے تقریر کی کہ آپ نے چند باتوں کے سبب ختائیوں کی سلطنت پر یتیموں باب  
 حکمت علی کے ختم کر دی اور یہ نہ سمجھا کہ صاحب اخلاق جلالی اور یاضری اور دوسرے حکماء تہذیب  
 اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاست مدن میں کیا فرماتے ہیں یہ کہتے ہی وہ غریزہ سادہ لوح سید  
 اپنے مکان کو چلے اس ارادے سے کہ حکمت کی کتابیں لائیں اور اس انگریز سے مقابلہ  
 کیجیے اس پر عاصی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ قبلہ ذرہ سا تامل فرمائیے اور پہلے میری کچھ سن لیجیے کہ  
 آپ کو بہتر معلوم ہے کہ ہندو نہ عالم نہ منطقی نہ حکیم ہے کہ آپ سے فیلسوف کا مقابلہ کرے

عرض بقول عوام کے کیسے تو سہی کہ جس دیار میں درخت نہیں ارنڈ کو کیا کہتے ہیں اونہوں نے  
 نہیں کر جواب دیا درخت تب میں نے کہا کہ سجان امڈ کیا خوب اپنے فرمایا اب ارشاد ہو کہ اس  
 اقلیم میں اتنا بھی بند و بست اور حکمت عملی کی اتنی بوباس پائی جاتی ہے جس قدر مملکت ختامین  
 بندے کے بیان سے ظاہر ہے اگر ہے تو حقیر کے قول کو باطل کیجیے ورنہ اسکو غنیمت جانیے  
 کہ چھٹیس کرو آدمی کے گروہ میں اتنی بھی تہذیب اور مدبری ہے سوا اسکے ملاحظہ فرمائیے  
 کہ ایسی بڑی سلطنت کو اتنی قدامت جس باعث سے ہوئی اوس سبب کی بڑی قدر کیا چاہیے  
 اور تیسرے یہ کہ حکمت کا علم جنکو ہے وہ خود اوس پر عمل نہیں کرتے چہ جائیکہ چھٹیس کرو بٹ پست  
 حکمت کامل کے عامل ہووین چوتھے یہ کہ حکماء عیسوی مذہب و سلم اور ہنود کے قول پر اونہ  
 پیرو میں سے ہزار آدمی عمل نہیں کرتے ہونگے برعکس اسکے ختامین اکثر لوگ حتی الامکان اسی  
 راہ پر ہیں جو اوس ملک کے قدیم حکماء نے نشان دی ہے \* اس سطور کی جب تقریر بندے نے  
 گستاخ ہو کر اونکی خدمت میں عرض کی محجوب ہوئے اور راقم نے بھی صنمون گفتگو کو اس باب  
 کے اخیر میں درج کر دینا مناسب سمجھا تا کہ حرف گیروں اور رشک کرنے والوں کا جواب باصو  
 ابھی اس قصیدہ کی تقریر کے شامل رہے \* \* \* \* \*

## وسوان باب ختامیوں کے مذہب اور طرقت کے بیان میں

قریب چوبیس سو برس کے ہوئے کہ بت پرستی کی بنا ختامین ہوئی لیکن حضرت نوح کے پوتوں  
 کے ایام سے اوس وقت تک ختائی موجود تھے اور ذات واجب الوجود کو حاضر و ناظر و کریم و  
 رحیم جانتے تھے چنانچہ تاریخوں میں اسکا ذکر ہے اور حکماء اور قدیم شہنشاہوں کے اقوال سے  
 ظاہر ہے کہ خداوند عالم کی پرستش کو وہ لوگ مقدم اور وسیلہ نجات اور بہتری دونوں  
 عالم کی سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ آفرینندہ جن دلشن و خوش و طیور ہے اور کریم و  
 رحیم و قادر و غیور ہے اور شریک نہیں رکھتا اور باقی ہے اور غیر کی فنا و بقا پر قادر اور بے

کر لیا کیس کا محتاج نہیں یعنی ذات پروردگار کی صفات کی ادنیٰ صفت موجب لذت ہے اور تمام موجودات کی  
 تعریف و خوب تر یعنی موقوف باری تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔ یہ غرض اس طرح کے باتیں قدیم نبی کتابوں میں ہیں  
 اور کئی ہزار برس تک اس طرح خدائیوں کا ایمان درست رہا لیکن حضرت عیسیٰ کے چہ سو برس  
 پیشتر ایک شخص پیدا ہوا جس کے شاگردوں نے بابت پرستی کی ہوئی اور اس کا احوال اور حقیقت اس  
 سبب لکھا گیا ہے کہ محض بعید القیاس ہے غرض مختصر یہ کہ ایک نوکر کسی امیر کا جب  
 ستر برس کا ہوا چاہا شادی کرے تا موت کے وقت کوئی لڑکا ہے کہ رسوم بعد مرگ کے  
 بجالاوے یہ سوچ کر اس نے ایک چالیس برس کی عورت سے شادی کی غرض ایک روز اس کی  
 جو رکوسی گوشہ میں پڑی تھی کہ دفعۃً آفتاب کی ایک شعاع اس پر نازل پڑی اور اسی دن سے  
 حاملہ عورت کا نشان اس میں ظاہر ہونے لگا جب ایک برس گزر گیا اور لڑکا پیدا ہوا لوگ  
 متحیر ہوئے اور جبکہ دو برس ہو گئے وہ سمجھے کہ بیماری ہوئی اور اس طرح کئی برس جو گزرے  
 شوہر نے طلاق دیا اور وہ بیچارہ مصیبت کی ماری جنگل کی جھیر بیری کھاتی جس سے نہ سیری  
 ہوتی اور نہ جی بھرتا تھا دختون کے تلے اوقات صرف کرتی پھرتی تھی القصۃ نیتالیس برس  
 یوں گزر گئے اور اس مدت کے بعد ایک بیٹا جنگل میں پیدا ہوا جس کے سر کے بال اور بدن کے  
 رنگ سب سفید تھے یہ حال دیکھ کر لوگوں نے اسے لاؤڈی یعنی پرنایان کا نام دیا جب  
 پرنے کے دن آئے آفت کا پر کا لہ نکلا اور چند سال میں بالکل علوم کی تحصیل سے فارغ ہوا  
 اور شہنشاہ نے اس کے علم کا شہرہ شکر بلوایا اور اپنے کتب خانہ کا داروغہ مقرر کیا الغرض سب  
 بھوکے کو دسترخوان چاہا ہوا اور پیاسے کو پھر چشمہ بجلا معلوم ہوتا ہے اسی طرح طالب علم  
 کو کتب خانہ موجب حجت ہوتا ہے اور لاؤڈی کو جب کتابوں کے انبار میں خل ملا گویا کتاب کا کثیر امولیا  
 چند روز میں خانا کا فلیٹو غلام لگا اور ہر طرف شاگرد رجوع لائے اور کئی کتابیں اس نے تصنیف  
 کی ہیں غرض ان سب میں بہتر ایک رسالہ پانچ ہزار آئے کا حکمت عملی میں ہے جس کے وسیلے  
 اس حکیم کا نام تاقیام قیامت باقی رہ گیا اور مذہب اس کا یہ تھا کہ انسان کی زندگی چون کہ

چند روزہ ہے اسکو آرام اور خوشی میں کاٹ دینا چاہیے اور تاکہ یہ بات حاصل ہو کہ ترک  
 علائق قطعاً واجب ہے کیونکہ جب فکر اپنے کو بڑبانے یا دوسرے کے گھٹانے کی یا عوام  
 روپے کی پیدا یا صرف کرنیکی دنگیر حال رہی یا اور طرح کے درد سر میں اوقات کئی تو عیش و عشرت  
 ہو جاتی اور آرام روح کو جواب ملتا ہے سو اسکے جس شے کو اہل دنیا عیش جانتے وہ حقیقت میں  
 آرام نہیں ہے کیونکہ اچھا کھانے پینے پھنے اور دینے لینے کے لیے فکر چاہیے اور آرام کیو  
 فکر حرام ہے غرض ترک علائق ترک فکر ہے اور بے فکری خاتمہ عیش و نیوچی کا ہے الغرض  
 اس طور کے مسئلے اس انسان فاضل اور درویش کامل کے تھے اور اسکا علم عمل کے ساتھ تھا  
 بعد عمر دراز کے وہ مر گیا اور بعض بعض اس کے شاگرد روپے پیدا کرنیکے لالچ سے یہ نبذ شین  
 کرنے لگے کہ بالفرض اگر آدمی تمام شے سے بے فکر ہو لیکن موت کا کھٹکا نہیں جانتیکا ایسے  
 استاد نے اکسیر کے ایک نسخہ کا اشارہ کیا تھا کہ اس کے استعمال سے فنا انسان کے نزدیک  
 نہیں آسکتی تھی جب یہ بات مشہور ہوئی ایک عالم کو اسکی خواہش پیدا ہوئی خصوصاً مرا اور  
 رٹڈیون کو کیونکہ جینے کی آرزو زیادہ انہیں کو ہوتی ہے غرض لاکھوں آدمی انسان صوت  
 و بہائم سیرت ان نبذ ش بازون کے مذہب کو اختیار کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نسخہ  
 بقا کا موجد خود فنا ہو گیا تو پھر اس کے نسخے کا کیا اعتماد تھا بعد چندے کے حکیم لاوری  
 کے شاگرد سب چھوٹے چھوٹے بت استاد کی شبیہ کے بنا کر جینے لگے اور لوگ علی الخصوص  
 بڑے آدمی جو اکثر چھوٹے دل کے ہیں اسکی پرستش کرنے لگے اور اس ابلہ فریبی کی  
 نبذ ش کو جس قدر عرصہ زیادہ ہوا اس مذہب کو اسقدر پاداری ہوئی اور جب اس  
 ایام کے فغفور سب خود اس بقا کے نسخے کے طالب ہوئے اور حکیم کی شبیہ کو سجدہ  
 کرنے لگے تب عوام الناس صاف مغلطی میں آگئے اور یہاں تک لوگ بے بصیرت  
 ہو گئے کہ دانشمندوں کو حیرت ہوئی اور جب ایک فغفور جب القاب آئی تھا اس مذہب  
 کی پیروی میں نہ تین مصروف ہوا اور ہر روز اس اکسیر بقا کو استعمال کرنے لگا تو ایک

وزیر نمک حلال اور دشمن کو نہایت غم ہوا اور جب کہ بادشاہ کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا  
اوس نے ایک روز کیا کام کیا کہ چونین خواص اکسیر کا پیالے لیے حضور میں آیا اور پلانے کا قصد  
کیا وزیر نے فوراً اوسکے ہاتھ سے چھین کر خود پے لیا اس گستاخی پر بادشاہ کا منہ غصے سے لال ہو گیا  
اوطیش میں اگر جلاد کو بلوایا اس حرکت پر وزیر مسکرایا اور کہنے لگا غلام نے بقا کی دار و پی سے  
تعجب ہے کہ حضور نے مار ڈالنے کا حکم دیا کیونکہ اگر خداوند کا اعتقاد درست ہے تو یہ حکم بجا ہے  
اور فدوی پر کیا امکان کہ تلوار اثر کرے اور اگر آج ہی کے سانچے سے حضور نے اس مکاری  
کی حقیقت دریافت کی تو اتنا کچھ نہیں گیا اور اب منہ بھی یہی چاہتا ہے کہ آپ اس جان نثار کو  
مار ڈالیں اور جب ضرب شمشیر سے سرا لگ اور دھڑلگ ٹرپنے لگے دریافت کریں کہ فدوی نے  
جو بارہا اس مکاری کے باب میں عرض کیا درست ہے یا غلط القصدہ فغفور نے اوس وزیر کی  
جرات اور عقل کی تعریف کی اور عزت بڑائی لیکن اوس پر بھی اوس کم نخت کو ہوش نہ آیا اور چند روز  
میں اوس نسخے کو پی پی کے اپنے کو ہلاک کیا صرف اسی ایک فغفور کی یہ نوبت نہیں ہوئی بہت  
سے اسی بقا کے نسخے کے استعمال میں اور ہمیشہ جینے کی آرزو میں مر گئے اور اخیر کو ایسا ہوا کہ جب  
کسی فغفور نے شرارتیں شروع کیں تب خواجہ سرا اور وزرا انہیں شاگردان لاؤزی میں سے  
کسی ایک کو ملا کر فغفور کو ایک معاد اکسیر کی پلا کر رخصت کر دیتے تھے باوجود ان سب باتوں  
کے کہ کئی فغفور اور ہزاروں امیر اور لاکھوں چھوٹے بڑے اسی اکسیر کا کو پی کر فنا ہو گئے لیکن  
خاص عام کا اعتقاد ایسا بڑا کہ سیکڑوں تنخانے حکیم لاؤزی اور ان کے خاص مریدوں کی تصویروں  
کو رکھ کر پوجنے کے واسطے تمام مملکت میں بنے اور اوس مذہب کے عالموں کے بڑے بڑے  
مرتبے ہوئے اور فی انزنی یعنی ہشتی حکیم کے خطاب پائے اس جنط کو خانیوں کے حق  
کی دلیل نہ سمجھا چاہیے کیونکہ حضرت انسان کی جبلت کا یہ خاص مقتضی ہے کہ جس طرح مشہور  
ہے کہ ایک بھیڑ یا سوگد ہون کو آگے رکھ کر جنگل میں اکیلا لیجاتا اور ایک ایک کو گرا کے مار  
ڈالتا اور گدے سب کھڑے رہتے اور چون نہیں کرتے اوس طرح سے عوام الناس کے

خراب اور بد راہ کر نیکیو ایک فقرہ کافی ہے اور صرف مہوسی کو دیکھیے کہ اکثر اہل ہند کو اور سکا  
 کیا خطبے کے ہزاروں عالم اور فاضل اور ہوشیار نے اسکے شوق میں اپنا گہر بارچونگے بازو  
 کھلا دیا اور کچھ نپایا غرض جبکہ صرف مال و زر کا لالچ انسان کو اتنا ہے تو اس چیز کی جو حافظہ بنا  
 اور واقع فساد ترکیب بدن ہووے کیسی خواہش ہووے گی اس لحاظ سے تعجب نہیں کہ اسی زمانے  
 خدا کے بہت سے پاک بندوں کو بہشت تک پہنچایا ان غرض بت پرستی کی پہلی بنا خاتین سطر سے  
 ہوئی اور اس درویش حکیم لاؤزی کی باتوں کو استادوں نے شکار کی ٹٹی بنا کے اور اس کے  
 پیرو کھلا کے اہل چین سے یہ خطا کروائی بعد چند روز کے اس حکیم کے قول اور نصیحت کے عرض  
 استادوں نے تازے تازے فقرے درست کیے اور اپنے علوم میں نجوم اور رتل اور سحر  
 اور طبابت کو دخل کر کے ایسا حصار کر لیا ہے کہ اب تک تاریخ تک اس مذہب کے سرگروہ کو  
 ماڈرین کا خطاب ملتا اور امر اکبر میں وہ محسوب ہوتا ہے۔ دوسرا طریق بت پرستی کا شہابی  
 سے خاتین مروج ہوا اور اسکو بودہ کا مذہب کہتے ہیں سب مذکورین ہندوستان سے اسطو پر  
 گیا کہ خاندان ہان سے ایک فقور کے بھائی جسکا نام منگتی تھا اسکو طاوسی کے مذہب کے  
 عالموں نے روح مقدس کی ملاقات کا اسیدوار کیا تھا اتفاقاً اس نے جو سنا کہ ہندوستان میں  
 بڑا دیوتا ہے جسکا نام بودہ ہے فقور کو راضی کر کے بہت سے لوگوں کو بھیجا کہ وہ جاویں  
 اور دیوتا سے کہیں کہ وہ خاتینوں پر مہربانی کرے حاصل کہ جب ہندوستان میں لوگ نے  
 بودہ کے خادم ایسے ملنے کہ وہ اس کے ہمراہ ملک چین میں جانیے مستعد ہووے غرض کہ  
 جب وہ اپنے دیوتا کی کئی تصویریں اور مذہب کی چند کتابیں ساتھ لیکئے اسوقت بودہ کے  
 مذہب نے خاتین رواج پایا اور اب ایسا پھیلا ہوا ہے کہ خاص طریقہ ایمان کا یہی ہے۔  
 حالانکہ اس قدر تحقیقات کے ساتھ جسکا مذکور تاریخ میں ضرور ہے ثابت نہیں ہوا کہ بودہ کون تھا  
 اور وہ کس عہد میں ہوا لیکن اغلب یہ ہے کہ ملک مکدہ یعنی صوبہ بہار میں جب گوتما کے گھر نے  
 کے بادشاہ سبطنت کرتے تھے اسی ہنگام میں پیدا ہوا تھا۔ مرتبہ پنڈت جو علی



شاعر کا سرگودہ زبان حال میں ہوا اور کلکتے میں فورٹ ولیم کالج میں علم سندسکت کا ترائیت  
 تھا اور اسکی تصنیفات سے ایک تاریخ ہندو راج ملی ہے اور میں وہ لکھتا ہے کہ گوتما پادشاہ ہونکا  
 گھر انا گودہ یعنی ہندوستان کی مسند ریاست پر چار سو برس تک تھا اور اسی عہد میں اہل دنیا کی  
 بد اطوار یون کے سبب ایک فرقہ ناشک یعنی کافرون کا پیدا ہوا جسکا لقب بودہ پرست  
 ہوا یہ عبارت پندت جی کی ہے اور اونکا بیان اہل سیلان اور برما اور سیام کے قولوں کے  
 موافق ہے کیونکہ وہ اپنے دیوتا کو گوتما یا گودما مشہور کرتے ہیں اسی اعجاز سے یقین ہے  
 کہ شخص بودہ گوتما کے خاندان سلطنت سے تھا حالانکہ کبھی تخت پر نہیں بیٹھا اور کسب علوم  
 اور مراقبے سے زیادہ شوق رکھتا تھا اور اسکے باب میں اوس مذہب والے یہ شہور کرتے ہیں  
 کہ اپنی مان کے لطن سے نکلا نہ طریق معین سے کیونکہ او خلاق کی طرح پیدا ہونے میں اوسکی  
 ہتک آبرو ہوتی غرض اوسکی مان فوراً مگتی اور جتنے روز حاملہ تھی ہمیشہ یہ خواب دیکھا کرتی تھی  
 کہ ایک سفید ہاتھی اوسکے پیٹ میں تھا اور اوسے سبب سے شاید سفید فیل کی بڑی قدر ہو  
 میں ہے باوجودیکہ بیشتر لوگ انہیں سے بودہ پر لعنت بھیجتے ہیں لیکن اسپر بھی اوسکو دسوان  
 اوتار سمجھتے ہیں غرض پیدا ہونیکے ساتھی بودہ اوٹھ کھڑا ہوا اور سات قدم چلکر آواز بلند  
 پکارا کہ عرش اور فرش کے درمیان میرا سناہ کوئی بزرگ نہ قابل پرستش کے ہے سترہ برس  
 کے سن میں اوس نے تین جو روہن کین اور ایک کی طرف سے بیٹا ہوا جسکو خٹائی ماہو تو  
 کہتے ہیں جب اٹھیں برس کا بودہ ہوا اگر دروہ چھوڑ کر سیان میں چار مریدوں کو لیکر چلا  
 گیا اور اٹھیں برس کی عمر میں توسل مہا دیوتا کے ساتھ ایسا ہوا کہ بودہ نے حکم اپنے مذہب کے  
 اجرا کا دیا الغرض تناخ کا بانی مہانی بودہ تھا اور حکیم فیتا غوث نے یونان سے جب سفر  
 ہندوستان کا کیا اسی ملک سے تناخ کا مذہب اپنے دیار میں لے گیا اور جاری کیا جب وہ  
 نے انتقال کیا اوسکے مریدوں نے مشہور کیا کہ استاد نے اور صورت پکری اور اسطرح سے  
 یہ لوگ آج تک کہتے ہیں کہ اوسکو موت نہیں آئی حالانکہ آٹھ ہزار دفع پیدائش ہوئی ہے

اور شیر اور لاشمی وغیرہ کی شکاروں میں اپنے خاص الخاص مخلصوں کو اپنی زیارت کروا کر  
 بے حجب اتفاق سے کچھ چار شخص کہ جنکے اقوال تمام دنیا میں مشہور ہوئے اور جس پر کرورون  
 آدمی ایمان لائے تھے وہ سب ایک ہی عہد میں پیدا ہوئے چنانچہ گوتم بودہ حکیم فنیانوش  
 اور یاسد جو مصنف مہا پراست کا اور حکیم کنگ فوسی کی پیدائش اور انکے طریقے کا رواج  
 پانچاخماد یونان دہشت و ہند اور اطراف و جوانب کے ملکوں میں ایک ہی عہد میں ہوا انھیں  
 ختمائیں بلکہ وہ مذہب اب خاص عام کا طریقہ ایمان ہے اور سوا چند باتوں کے اس میں اور  
 پٹھانوں کے بید اور شاستر کے اقوال میں بہت سی مناسبت پائی جاتی ہے اور حاصل اور  
 اصل وصول اوسکا وہی ہے جو مذہب ہنود کا حاصل اور اصل وصول ہے یعنی صرف ایک ہی  
 روح ہے جو خود جمیع ممکنات ہے لیکن ہیولی کے اقسام میں ساری ہو کر اوسکی تفریق اتنی  
 صورتوں میں ہے جسکو موجودات کہتے ہیں چنانچہ دو اصل سبب ہمیشہ سے ہیں ایک کو  
 پروشا دوسرے کو پری کرتی کہتے ہیں اور پری کرتی جو ہیولا سے ناقص ہے اور پروشا  
 وہ روح جو ہیولی میں ساری ہو کر اوسکو اقسام شکل و صورت میں تفرق پیدا کر دیتی ہے  
 یہاں تک مشابہت ہے کہ اوس روح کو زبان سنسکرت میں پروشا اور خانی زبان میں پاک  
 کہتے اور ہیولی کو اوس زبان میں پری کرتی اور خانی زبان میں تین کہتے ہیں اور دونوں  
 زبان کے لغت میں لفظ پروشا اور پاک کے معنی قوت فاعلی ہے جو ایجاد موجودات کا  
 پہلا باعث ہے اور پری کرتی اور تین سے مطلب قوت انفعالی ہے جو کہ ملکوں کائنات  
 کا دوسرا سبب ہے سوا اسکے ہنود قوت فاعلی کو لنگ کہتے ہیں اور خانی پاک کہتے ہیں اور  
 ان دونوں لفظوں میں زیادہ فرق نہیں ہے ایک امر اور بھی قابل ذکر کے ہے تاکہ درمیان  
 ہنود کے اصل میں کے جو بید شاستر کا ہے اور بودہ کی ملت کے مشابہت معلوم ہو سکے  
 بقول پٹھانوں کے مہا پروشانہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ خواہش رکھتا ہے اسی وجہ سے  
 جوگی اور سناسی سب جو جنگوں میں جا بیٹھے ہیں آہستہ آہستہ یہ عادت کرتے ہیں کہ دھڑ

آگہ بند کئے ایک نشست سے بغیر کسی عضو کی جنبش کے بیٹھے رہتے ہیں اور جو کہ یہ ریت  
 نہیں پرزاشت کر سکتے گانجے کا دم لگا کے مہوت دخت کے تلے بیٹھے رہتے ہیں چون کہ  
 بودھی خانیو کا یا نک بقول اونکے نہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ کچھ خواہش رکھتا ہے اس طرح  
 اکثر اونکے لاما یعنی اوس مذہب کے فقرا ترک علاقہ کر کے خانقاہ میں ایون کما کے غوط  
 میں بیٹھے رہتے ہیں اور عوام الناس جانتے ہیں کہ اوس وقت اونکو بودہ سے قرب حاصل ہے  
 الغرض اصل اصول بودہ کے مذہب کا تناسخ ہے اور مثل ہنود کے یہ لوگ بیان کرتے ہیں  
 کہ مرگ میں صرف خاکی وجود چھوٹ جاتا ہے اور روح دوسری صورت کی کسی شے میں ہماری  
 ہو کر اوسکو جان دیتی ہے اور انسان اگر مرتے دم تک بدی کرتا اور گناہوں میں آلودہ رہا  
 تو بہائم کی ناچیز اور ادنیٰ قسموں میں سے کسی میں داخل ہوتا ہے اور جس مدت تک اوسکی حصص  
 کی سزا کی سیعاد پوری نہیں ہوتی ایک حیوان کے جسم سے دوسرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں  
 وہ روح ماری پھرتی ہے غرض اسی تناسخ کو جو اکثر لاما ایک وسیلہ معقول عوام الناس کے  
 ٹھگنے کا مقرر کرتے ہیں چنانچہ ایک نقل قابل سننے کے یہ ہے کہ دو لاما جو سیر کرتے ہوئے  
 ایک تمول دہقانی کے دروازے سے گذرے تو کئی لطین موٹی تازی قابل کھانے کے  
 نظر آئیں اونہیں دیکھتے ہی یہ دونوں لاما سچو دین آئے اور آہ و زاری کرنے لگے گھڑالی  
 نے جو یہ صورت دیکھی فوراً اونکے پاس کی اور نفیش حال کرنے لگی اون دونوں مکاروں  
 نے آفسو پوٹھچکے جواب دیا کہ ہمارے والدین کی ارواحیں انہیں بطون میں ہیں معلوم نہیں  
 کہ تم کبس وقت انہیں مار کے کھا جاؤ گے اور ہم اس رنج سے ہلاک ہو جاؤ گے اوسنگ  
 سادہ دل نے رحم کہا کہ جواب دیا کہ حقیقت میں میرا ارادہ ان بطون کے بچنے کا تھا اگر یہ  
 تمہارے والدین ہیں تو میں اونکو بہت حفاظت سے رکھوں گی اور کیوں مارنے یا بچنے نہ لگی  
 چونکہ یہ مقصد اونکا نہ تھا اونھوں نے جواب دیا کہ اے بی بی تم عورت ہو اگر تمہارے شوہر  
 نے اون کو جدا کرنے یا کھا جانیکے باب میں ضد کی تو تمہاری بات کب پیش رفت جائیگی اور

اؤنکو اگر اذیت پہنچے گی تو ہماری جان جانیگی حاصل کلام یہ ہے کہ اون لامون نے اوس  
 عورت کو یہ فریب دیکر اور رورو کے یہ جگہ اوس کے دل میں کی کہ اوس نے لبطون کو اونسکے  
 کر دیا فوراً دسے گئی سجدے شکرانے اور ادب فرزندانہ کے ادا کر کے لبطون کو بغل میں بابر  
 لگئے اور شام کو کباب لگا کر کھائے ۛ بودہ پرستون میں برخلاف ہندون کے ذات کا  
 امتیاز نہیں ہے اور اگرچہ ایک خدا پر ایمان لانا موافق اونسکے اصل طریقے کے واجب ہے  
 لیکن جو صفتیں ذات پروردگار کی عیسائی اور مسلمان اور یہود کی کتابوں میں مذکور ہیں یعنی  
 کریم و رحیم اور پیدا کنندہ موجودات اور باقی بذات خاص ہے اور ہر چیز کی یقا و فنا پر قادر  
 ہے یہ صفتیں بودہ ہی بیان نہیں کرتے کیونکہ اقبول اونسکے یا نگ نے کسی کو پیدا نہیں کیا  
 اور کوئی شے کیسا ہی بد کیون نہوے اوس کا ایک خبر ہے اور اوسکی ذات سے فرق  
 صرف اسبب اوس مقدار سیولی کے ہے جو اوسکے ظاہر اوجود کی ترکیب میں صرف ہے اور  
 اسی لحاظ سے آفتاب اور آتش اور ہوا اور روح انسان بلکہ باہم کی جان سب بنزلہ و بیا  
 ہیں الغرض بودہ ہی سب کا فز مطلق ہیں اور اسبب اسکے کہ وہ ہر چیز کو خواہ پاک خواہ  
 پلید ہووے خدا کے وجود کا ایک جزو جانتے ہیں اؤنکو پست پرست کہنا بجائے ہے مملکت  
 ختامین اسلام بھی جاری ہے اور نو مسیحی میں اوس مذہب کا رواج اوس دیا میں ہوا  
 اور کئی بڑے بڑے شہر صرف مسلمان ختائی سے آباد ہیں اور تحقیق ہے کہ تین سو برس  
 فغفوران ختا کے حضور میں مسلمان سب مہندس اور ہنریت دان تھے اور زراچہ اور تقویم  
 وغیرہ تیار کرنے کے لیے مقرر تھے معلوم نہیں کہ کس طور سے ختامین پہلے اسلام شروع ہوا  
 لیکن تحقیق ہے کہ کتنے دنوں آپس ہی میں شادی بیاہ کر کے رفتہ رفتہ اس قوم کو ترقی ہوئی  
 بعد اوسکے غربا کے لڑگوں کو خرید کر کے ختنہ کروایا اور اوس طرح سے کافروں کے اڑنیو کو  
 لیکر اون سے بیاہ کر دیا اور ایک دفعہ جب قحط سالی کے سبب صوبہ شانک ٹانک میں  
 وہ حالت تنگی کی ہوئی کہ مان باپ نے اپنے لڑکوں کو بیچا شروع کیا مسلمان ختائی اولاد کو

خرید کر کے اپنے مذہب میں لائے انفرش اہل اسلام کی بڑی کثرت ختمین سے اور صرف  
 شہر صرف اونہیں سے آباد ہیں اور کسی غیر مذہب والے کو اپنے جوارین لینے نہیں دیتے لیکن  
 جسطرح سے ہندوستان علی الخصوص بنگالے کے عوام مسلمان سب صحبت ہندو کی تاثیر سے کہ  
 سبب سے بہت سی باتیں ہندوؤں کی اخذ کرتے ہیں اور عیوب بنین جانتے اور یہ بلوغت سے  
 یہ مسلمان ختمی بھی بودھیوں کی بعض رسمیں بجا لاتے ہیں ۛ ہندوؤں کے رویہ و رافہم کو تاثیر  
 صحبت ہندو کے باب میں جو ہند اور بنگالے کے عوام مسلمانوں میں ہوئی ہے احتیاج ہے اس کے  
 بنین سے غرض کج طبع اور نافہم کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ باوجود حکم شریعت محمدی کے  
 بنگالی دہقانی مسلمانوں میں اس عورت کی جسکے شوہر نے بچپن یا جوانی میں انتقال کیا ہو  
 مثل ہندو کے پھر شادی نہیں ہوتی سوا اسکے ہر قسم کی شادی اور بیاہ میں ڈھول اور تاشے کا  
 بجانا اور کچنیوں کا پھانا مانند ہندو کے ہے ہولی کھیلنا اور عجیر اورانا اور جتے کے ایام  
 ۛ ہورتوں کا فاقہ کرنا اور پھل پھلہری سے روزہ کھولنا منسا کی بار کرنی جو کہ بنگالے میں موج  
 ہے مارسیاہ کی پوجا اچھے مسلمانوں کی بیٹیوں کرتیں اور مثل عورات ہندو کے دودہ پیرا  
 چڑھاتی ہیں اور اس سے زیادہ ترک فر کیا ہے کہ اکثر خاص عام اہل اسلام کے ستیلا کی پیش  
 کرتے ہیں انفرض اس طرح سے ختمی مسلمان بھی نصف بودھی ہیں اور مثل بعض ہندوستانی  
 مسلمانوں کے صرف زبان سے کلمہ محمدی پڑھتے ہیں ۛ حالانکہ کئی فرقے بت پرستوں کے  
 ختمین پھیلے ہیں لیکن قدیم مذہب کی بہت سی باتیں منسوخ نہیں ہوئیں چنانچہ اس اطران  
 ایام میں مغفور مطابق رواج قدیم کے اپنے جلو میں تمام اقربا اور وزرا اور امرا اور چھوٹے بڑے  
 عہدے والوں کو لیکر چپین کے صدر معبد میں جاتا اور پروردگار عالم کی پیش کرتا ہے اس  
 معبد میں کسی بت کا دخل نہیں ہے اور وہاں صرف اسی واجب الوجود کی پرستش ہوتی ہے  
 جو خروکل عالم پر محیط اور موجودات اور لاشریک ہے ۛ تین روز قبل اس نماز کے مناوی  
 ہوتی ہے کہ ہر شخص روزہ رکھے اور گوشت اور مچھلی اور دودہ اور مٹھائی اور شراب اور کباب

اور لذت چیزوں سے پرہیز کرے اور پارسا اور محتر ز رہے اور سوا عبادت کے کسی کار و نبی میں مشغول نہ ہووے اور قطعاً ترک لذات کرے تاکہ داخل حسنات ہووے اکثر لوگ اوس پر عمل کرتے ہیں اور غفور و ربّار کے تمام امورات خانگی اور ملکداری کو محط رکھ کر تین شبانہ روز گوشہ گزین ہو کر وظیفہ اور دعا پڑھتا اور سوا اوبالی چیزوں کے کچھ نہیں کھاتا ہے جس روز نماز ہوتی ہے علی الصبح غفور کی سواری نہایت دہوم دہام سے نکلتی ہے پہلے کئی ہزار نشان بردار پر پوشاک زرباف پہنے اور سونیکی مرصع اور جواہر نگار چھڑیوں پر نشان اور اسے دو روئیہ تین اور اونکی قطار کا طول چار ہزار قدم سے زیادہ ہوتا ہے اونکے بعد ماہی اور مراتب والے اور ایسا ول اور ہزاروں برجھی بردار زرین نگار جھپیان لیے ہوئے نشان برداروں کی قطار کے پیچھے چلتے ہیں اور اونکے بعد غفور ہوا دار جواہر نگار پر سوار رہتا ہے جسکے اوٹھانے والے اڈبائی تین ہزار کھار ہوتے ہیں اور قیمتی کجواب اور اطلس کا لباس اونکے گلے میں ایسا ہوتا ہے کہ دولہ معلوم ہوتے ہیں غرض شہنشاہ کی سواری کے پیچھے شاہزادے اور غفور کے غریزہ و اقربا ایک سے ایک اپنے کو آراستہ و پیراستہ کئے ہوئے پیادہ پا آہستہ آہستہ قدم قدم پر رکاب میں رہتے ہیں اور بعد اونکے وزرا اور اہل اپنے اپنے مرتبے کے موافق نزد جواہر سے لگے ہوئے اوسی چال سے اقربا سے غفور کے بعد جلو میں چلتے ہیں اور سبکے پیچھے لاکھوں اہل شہر چھوٹے بڑے اپنے کو حق الامکان بنائے ہوئے جلوس کے ہمراہ رہتے ہیں غفور کی سواری کے آگے باجا بجا جاتا ہے اور سیکڑوں خوش گلو تال مٹراتے ہوئے ایسی خوش انداز شیریں آواز سے لاتے ہیں کہ مرغان سحر کے چھپوں کی کیفیت حاصل ہوتی ہے اور یہاں تک خوش آوازوں کی جادوگری کام کرتی ہے کہ اوس جمعیت میں کہ کئی لاکھ آدمی کی ہوتی ہے ایک آواز خلل انداز کہیں سے نہیں آتی اور جب موقع موقع سے گانا بجانا ایک دولہے کے لیے ہوتا ہے ہوتا ہے اوس بڑی جمعیت میں بیابان کا سناٹا ہو جاتا اسطرح سے دل بہوں کا محو ہو جاتا ہے اور کان اون صداؤں کا مشتاق اوس سیطرے متوجہ رہتا ہے الغرض اس جلوس کی کیفیت



اول تو شاید ہزار قلم سے لکھی نہیں جاسکتی اور اگر لکھی بھی جائیگی تو مثل افسانہ کے معلوم ہوو گی  
 حاصل یہ ہے کہ فقور اپنے ہالی حوالی کے ساتھ اس روز نماز کے لیے صدر مسجد میں جاتا ہے اور  
 چونکہ تمام رعایا کا قبلہ گاہ ہے سجدے میں ہر طرف کی طرف سے رہتا اور دعا مانگتا اور سب کا قصور  
 اپنے ذمے لیکر معاف چاہتا ہے جب فقور وہاں سے پھر کر دو تھانے میں آتا ہے نواح اور  
 اور کمانا پنا شروع ہو جاتا ہے اور تمام شہر میں عیش و عشرت کی دھوم ہوتی ہے اور اس طور پر  
 مذہب کے موافق شنائی یعنی پروردگار کی نماز اس السرطان کے ایام میں ایک دن ہوتی ہے  
 دوسرا دستور قدما کا تھا کہ اس ملک میں اس طور پر جاری ہے کہ شروع بہار میں فقور بل جوتے  
 اور کھیتی کرنیو سیانک یا نک یعنی قدیم کشت کارون کے میدان میں جاتا ہے اور اسکا سامان  
 اسطرح چرتا ہے کہ جب تین دن اسے باقی رہے فقور تین اقربا اور نوامیرون کو حکم کرتا ہے  
 کہ وہ روزہ اور پرنہر گاری اور عبادت کر کے قابل رسومات کی شرکت کے ہوں اور خود  
 فقور اس ریاضت شاقہ کو سب سے پہلے اختیار کرتا ہے اور جس روز کہ اس رسم کی ادا کی صبح  
 ہوتی ہے فقور کی سواری اسی دھوم اور تکلف سے نکلتی ہے جو پیشتر مذکور ہوا ہے اور  
 صدر مسجد کے قریب وہی میدان جبکا ذکر ہوا چار دیواری سے گھیرا ہوا اسی رسم کی ادا کے  
 لیے مخصوص ہے فقور اس کے اندر داخل ہو کر بہت سامان سے شنائی یعنی پروردگار عالم  
 کی نماز کرتا اور بہت سی چیزیں بھل اور اناج کی قسم سے نیاز دیکر اس رسم کی ادا کرنے میں متوجہ  
 ہوتا ہے چالیس کھیتی کرنیو لے فقور اور اقربا کے ہون کو لیے رہتے ہیں اور جب فقور  
 لباس شاہانہ اوتارا اور زراعت کرنیو لون کی پوشاک پہنی تو ایک ہل سامنے آتا ہے اور  
 فقور اپنے ہاتھ سے ہل کو تھام کر مثل اون لوگوں کے جوتا شروع کرتا ہے اور انہیں امر  
 و شخص تخم ریزی کرتے ہیں جب کھیت کے ایک کونے کا دو پھرا اسطرح چرتا ہے فقور  
 ہل کو چھوڑ کر کنارے بیٹھتا اور ان کے تینوں اقربا ایک ہل لیکر جوتے اور بوتے ہیں جب انکی  
 باری ہو جیتی ہے جتنے فرائع کہ وہاں جمع رہتے ہیں اور وہ لوگ لاکھوں ہی ہوتے ہیں سب

فغفور کے سامنے کھیتی کرنے کے آلات لیکر آتے اور مچرا کرتے ہیں اوس روز انہیں سہون کا دربار ہوتا ہے اور جبکو جو عرض حال کرنا ہوتا ہے عرض کرتا اور اپنی داد کو پہنچاتا ہے بعد برکت دربار کے اون لوگوں کی ضیافت ہوتی ہے اور کئی فغفور کا ہمیشہ یہ قاعدہ تھا کہ اہتمام اوس دعوت کا آپ ہی کرتے اور سبکو کھلا پلا اور رخصت کر کے دو تنخانے جاتے تھے اور جب کسی نے پوچھا کہ حضور اتنی تکلیف کیوں کرتے ہیں تو جواب دیتے کہ سال بھر محنت کر کے یہ سب ہمکو کھلاتے ہیں جیسا کہ ایک روز ہم سے اتنا بھی اوسکی عرض میں نہوسکے یہ رسم جو فغفور ہر سال کرتا ہے حکمانے قدیم الایام میں اسواسطے مقرر کیا ہے کہ سب پر زراعت کا رتبہ معلوم ہو اور حقیقت ہے کہ دنیا میں جو زمیندار ہے وہ اپنی حد میں بادشاہ ہے \* \* \* \* \*

## گیارہواں باب

### دستورات سلطنت خٹک کے بیان میں

ولایت خٹا میں قدیم سے دستور ہے کہ ہر سال تمام مملکت کی رعیت کا شمار کیا جائے اور خٹن لوگ کہ پیدا ہوئے یا مر گئے اور جیتے رہے سب کی حساب کی فرد فغفور کے حضور میں گذرتی ہے اس دستور کے فوائد ظاہر ہیں کیونکہ اسی شمار کی رو سے قحط سال میں یا نقصان جب کیا ہوتا ہے سرکار مدد کرتی ہے پوشاک کے باب میں قوانین ہیں اور فغفور سے ادنیٰ اعلا تم تک اور بادشاہ بیکم سے خواص تک سب کے واسطے جس رنگ اور قیمت اور وضع کی پوشاک مناسب ہے سب کا انداز معین و مقرر ہے اور یہاں تک اس میں تاکید ہے کہ رستوں میں جبکو دیکھنے کا بے تامل پہچان لیجیے گا کہ فلاں رتبے کا شخص ہے چنانچہ زرد رنگ سوا بادشاہ اور اون کے بیٹے اور قریب اقربا کے دوسرا نہیں پہن سکتا ہے اور حالانکہ زرد رنگ انہیں لوگوں کے لیے ہے لیکن سنجاف تو رجا لٹوئی حاشیہ وغیرہ میں بہت فرق ہے امرا کے لیے سرخ اور سیاہ اور نیلے اور زعفرانی ریشم کی پوشاک معین ہے گھنڈی اور سنجاف کی رنگت اور وضع سے ادنیٰ اور اعلیٰ پہچانے جاتے ہیں اہل حرفہ کے واسطے سیاہ اور نیلا سوتی کپڑا مقرر ہے عیدوں

میں اور شاوی سیاہ میں سب کو تکلف کر نیکی اجازت ہے لیکن اور دونوں میں جہان کوئی دستور کے  
 احاطے سے باہر گیا سزا کے دائرہ کے اندر آیا نہ ساخت مکانات و عمارات میں علیٰ ہذا القیاس ربط و  
 ضبط ہے اور اپنے اپنے مرتبے کے برابر سب کو مکان بنانا ہوتا ہے اور جو تکلفات معماری میں تجاؤ  
 میں کیے جاتے ہیں فغفور اپنے دولخانے میں نہیں کر سکتا۔ باب سابق میں بیان ہوا ہے کہ کشکری  
 میں بڑی عزت ہے چنانچہ فغفور کو بل جوتے میں سنگ عارین ہے اور اس فریق کے آدمیوں کو  
 جوتنا ہے دوسروں کی نسبت دو فی سزا پاتا ہے اور اگر کہیں کسی مزارع نے نالش کی کہ اسکی مصیبت  
 کے وقت شہر کا حاکم خبر گیران نہیں ہوا تو موافق دستور کے مقدمے کے فیصل ہونے تک سکاوی  
 عہدوں سے معطل کیا جاتا ہے یہ نہ سمجھا چاہیے کہ حسب طرح اور ملکوں کے کشکرا اکثر جاہل اور اٹو  
 ہوتے ہیں اسکی طرح قتائین بھی ہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ علم کے حاصل کرنے کے لیے مستعد و  
 مکتب حاضر کار کی طرف سے ہر گز ان میں مقرر ہیں اور تمام امیر و غریب کو سب علوم کیساں تعلیم  
 کیے جاتے ہیں <sup>۳۲</sup> اسم میں فغوریان چین نے تمام صوبہ داروں اور حکام شہر پر فرمان صادر  
 کیا کہ جنگی تحت میں جو کشکریک نہاد اور زراعت کا سلیقہ ورون سے بہتر جانتا ہو اسکی تعریف  
 حضور میں ہر سال کیجاوے تاکہ وہ سرفراز ہووے اور دوسرے لوگ سرکار کی شفقت و عنایت  
 دیکھ کر سبقت کریں اور حقیقت میں ایسی سزا زنی ہوتی ہے کہ غریب صاحب آبرو کے واسطے  
 پادشاہت کا مرتبہ رکھتی ہے چنانچہ سب کو سرفرازی ہوتی وہ ناظمون اور حاکمون کے برابر  
 چاہی پی سکتا ہے اور مائزین کا لباس پہنتا ہے اور جب تک جتیا رہتا ہے وہی عزت پاتا  
 اور مرنے کے بعد اسکی تابوت کے جلو میں امر چلتے ہیں اور اسکا نام ساتھ خطاب کے لوح پر لکھ کر اس  
 مکان میں جہان خانی اپنے بزرگوں کا نام تختیوں پر لکھ رکھتے اور ہمیشہ جا کر سجدہ کرتے اور  
 لوہان جلاتے ہیں رکھا جاتا ہے چونکہ ہر ایک خاندان والے چھوٹے بڑے اپنے اپنے بزرگوں  
 نام تختی پر لکھ کر ایک جہی مکان میں رکھتے ہیں اور فغفور کے دولخانے کے قریب ایک  
 مکان مخصوص اس واسطے ہے کہ جو لوگ نمود پیدا کریں اور کھانا نام بعد موت کے ان میں لکھ کر

رکھا جائے اسی لیے جو صاحب زراعت ناموری حاصل کرتا اور سر قرار ہوتا ہے اوسکا  
 نام اوس مکان میں بعد مرگ کے لکھ کر رکھا جاتا ہے اور غفور وہاں جا کر اوس تختی کو سجدہ کرتا  
 اور لوہان جلاتا ہے جب طرہ سے اپنے بزرگواروں کے نام پر سومات کو ادا کرتا ہے۔ غلام اور  
 لونڈی خریدنے کا دستور ختامین آگے نہ تھا مجرم جو شخص ہو کر قانون کی رو سے غفور کے  
 بند بچانے میں داخل ہوتا وہی غلام ہوتا تھا لیکن جب غربا کی اولاد کثرت سے بڑھی اور منگلی منگی  
 حال ہوئی غلام و کنیز کی خرید و فروخت شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ پھیلی یہاں تک کہ دستور ہو گیا  
 اور جب حکمانے دیکھا کہ بائع اور مشتری دونوں کو آرام ملنے لگا اور آقا نے اپنے بند و کنو مثل  
 فرزندوں کے پالنا شروع کیا تو انہوں نے بھی جائز رکھا مگر یہ قانون جاری کیا کہ اگر غلام ز خرید  
 کو آقا کے آگے لاوے تو آزاد ہونا اوسکا ممکن تھا لیکن جب تاتا یونکا دور ہوا تو یہ قانون منسوخ  
 ہوا اور اب جو غلام ہوتا ہے مدت العمر ویسا ہی رہتا ہے جس نے ختا کی قدیم تاریخین نہیں  
 دیکھیں اوسے کسی اور ملک کی تاریخ سے نہیں معلوم ہو دیکھا کہ خواجہ سرا کی بنیاد کب سے ہے  
 اور اگر کسی تذکرے میں کیسی نظر سے گذرا ہو تو خیر لیکن نامہ نگار نے کھین نہیں دیکھا حالانکہ اوقا  
 اپنی دس برس کے سن سے چھبیس برس کی عمر تک جواب ہے تاریخ بینی میں صرف ہوتی  
 ان غرض یونان قدیم اور روم قدیم کی تاریخوں میں اور پمپرون کی حدیثوں میں خواجہ سراؤں  
 کا حال بجز ایک دو مقام کے دیکھنے میں نہیں آیا اور چونکہ ان لوگوں کا دور ایک وقت میں  
 ملکوں میں ہوا ہے اور خصوص ختامین اونسے بخت کا ستار کئی بار چمکا ہے اس واسطے  
 حال کو اس جگہ پر تفصیلاً لکھنا چاہیے۔ قریب سارے چار ہزار برس کے ہوا کہ ختا میں عضو  
 تناسل کاٹنے کی سزا رانی اور سرکش کے لیے مقرر ہوئی تھی اور جو اوس انیت کے بعد زندہ  
 رہتا غفور کے محل سراؤں میں خاک رومی اور داربانی اور دوسری پوج خدمتوں میں مقرر ہوتا  
 اور یہ لوگ مدتوں اسی صورت پر رہے غرض جب حضرت عیسیٰ کے سات سو چالیس برس پیش  
 غفور یون میں بیٹھا اور غورت کا مطیع اور فرمان بردار بہت ہوا ایک خواجہ سرا زبان اونچی

اور چا پوسی کر کے حضور تک پہنچا تب شہنشاہ کی ایک حرم نے حبس کا نام پوسی تھا اور غفور اہل کو بہت عزیز رکھتا تھا اس خواجہ سرا کے وسیلے سے بادشاہ بگم کی ایسی برائیاں غفور کے کان تک پہنچائیں کہ اوس نے مرید نے بیچاری کو طلاق دے اور اوس کے عوض پوسی سے نکاح کر کے شاہ بگم بنایا غرض جب اس کی مراد ملی اوسی خواجہ سرا سے نامسرا کو اس نے مجلس کا بالکل اختیار دیا گویا نواب ناظر پہلے وہی بنا اگر فقط اوسی ایک نکتے تک یہ عہدہ رہتا تو اوتی بلا میں ختا پر نازل نہو تین لیکن رفتہ رفتہ اوسی بذات عورت نے تمام بڑے بڑے عہدے خواجہ سراؤں کو دلوائے یہاں تک کہ خود غفور شطرنج کے بادشاہ کی طرح بادشاہی کا فقط نام ہی رکھتا تھا اور یہ سب جو چاہتے سو کرتے تھے جب روز بروز ان کو اوج ہوا اکثر دنیا پرستوں نے قطع آلت کرنا طالع کی یاوری سمجھی اور لڑکوں کو خریدیا اور خواجہ سرا بنا کر غفوروں کے سرکار دخل کرنے لگے یہاں تک کہ بہت امیر اپنے چھوٹے بیٹوں کو خواجہ سرا بنا کر غفور کو نذر کرتے تھے تاکہ مزاج سلطانی میں زیادہ دخل ہووے اور اپنا آدمی ہر وقت بادشاہ کے پاس رہے بعد چند روز کے خواجہ سرا حبس کو چاہتے غفور بناتے اور ہمیشہ اپنی قوم سے ایک کو وزیر اعظم کرتے تھے حسب وقت اس تاج کی دوسری حلقہ ملاحظہ سے گزیر گی مفصل معلوم ہو گیا کہ کیا کیا فتور اہل لوگوں نے ختامین برپا کیے غرض اس مقام کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ جب مانچوتاتا سب مالک ملک ہوئے خواجہ سراؤں کی دولت اور اقبال کا آفتاب غروب ہو گیا اور روز سیاہ ادا بار کا انکے دیکھنے میں آیا اور مانچوتاتا کا دوسرا غفور کان جی جب کم عمر تھا اور نائب سلطنت اوس کے اہل قرابت میں ایک شخص تھا اس وزیر نے کئی نہرا خواجہ سراؤں کو محلوں سے نکال دیا اور تانبے کی تہی بھاری لوح پر ایک قانون کھدوایا کہ تاتار کے عہد دولت میں خواجہ سرا کو عہدہ جلیلیہ کبھی نہ ملے یہ پیشہ منور موجود ہے جب غفور باغ ہوا اوس نے اپنے نائب کے قانون کو بحال رکھا اور مناسب سمجھ کر خواجہ سراؤں کو زیادہ ٹوڑا اور اپنے لڑکوں کو اس باب میں سمجھایا تاکہ اس کی اولاد میں یہی دستور جاری رہے کہ اوس بد قوم کو کبھی ثروت نہوے غرض بعض بعض غفوروں نے

چاہا کہ ایک قلم موقوف کیجیے اور سیطرہ حکاکام اون سے نہ لیجیے اور مجلس امین مطلق جانے نہ دے  
 اور چند روز مستورات اون کے عہدوں پر متعین رہیں لیکن جب کام کے انجام میں خلل واقع ہوا مجبوری  
 سے خواجہ سراؤں کو پھر دخل دیا لیکن نہ ویسا جیسا کہ آگے تھا پھر سب بیگیاں کے سبب سے ایک  
 اون میں ایسا پیش رہتا ہے کہ فریون کی خیر اور سکون ملائے رکھنے سے ہے اور جب تک وہ بنا  
 رہتا ہے یہ بگڑتے نہیں غرض یہ بنیاد اون کی ایسی مل گئی کہ اب اون کا قائم ہونا محال ہے اور  
 تمام حتامین چہ سات ہزار خواجہ سرا ہونگے اور عہدہ اون کو فغفور اور اسکے عزیزوں کے یہاں  
 باغات اور گورستان کی داروغگی اور مجلس اس کی درباری اور درمیان مرد و عورت کے درمیان ہونیکا  
 ہے دارالامارہ چچین میں ہر سال فغفور کی طرف سے جہتہری چھتی ہے اور اس تقویم کو در  
 کر نیکو عیسائی پادری مقرر ہیں اس میں خسوف و کسوف کا ذکر ہوتا ہے یہ تو سال بسال چھتی  
 ہے لیکن چھپن میں روزانہ ایک اخبار پچاس ورقوں کا جاری ہے اور فغفور کے حکم اور  
 نظام اور حکام کی عرضیاں اور اون کے نقشوں کی صورت حال اور ہر موضع اور شہر کی کیفیت اور  
 چھوٹے بڑے مانڈرینوں کی بجالی اور مغرولی اور سر فرازی کی وجہیں اور تمام خبریں نیک و  
 بد مملکت کی اس اخبار میں چھتی ہیں پھر صوبہ دار کا خطاب آو سو ہوتا ہے اور وہ اپنی  
 سرحد میں مثل بادشاہ کے فرمان روا ہوتا ہے جب وہ باہر نکلتا ہے تو پانچ چہ ہزار لوگ  
 اس کے جلو میں ہوتے ہیں رعایا گھٹنے کے بل اس طرح کونش کرتے ہیں جیسا کہ فغفور کے  
 حضور میں مقرر ہے تمام تحصیل اس کے پاس داخل ہوتی ہے اور وہ اپنے سب محکوموں کا  
 خرچ وضع کر کے باقی کو سرکاری خزانے میں بھیج دیتا ہے اور جتنی کچھ پان اور اہلکار صوبے  
 میں ہیں سب اس کے تابع ہوتے ہیں جس کو چاہتا ہے گھٹاتا اور جس کو چاہتا ہے بڑھاتا ہے  
 جب خون کو واجب قتل تجویز کرتا ہے فغفور سے اجازت منگوا کے قتل کرتا ہے اور یہی دستور  
 تمام قلمرو میں جاری ہے پختہ کے اہلکاروں کے درجے ہوتے ہیں مثلاً اگر ایک نے خفیہ  
 قصور کیا اور اسے شہر میں پہلے درجے کا ہوا تو اختیار ناظم کو ہے کہ اسے تین یا چار درجے



گھٹا کے اوسکے منصب سے اوسکو گرا دیوے اور جسکی خفت اور تنگ عزت اسطرچر ہوتی ہے  
 اوس بیچارے کو اپنے پروانوں کا سنامہ اس عبارت سے خود لکھنا ہوتا ہے میں فلان شخص  
 فلانے درجے سے فلانے رتبے تک نازل کیا ہوا حکم ناطق یون اجرا کرتا ہوں غرض جس غیرت  
 کو دس بیس دفعہ روز اسطرچر پروانہ لکھنا ہوتا ہوگا تو ہر دفعہ ایک صدمہ روح کو پہنچا ہوگا انحضرت  
 جب کوئی اسطرچر ذلیل کیا گیا اور اوسکے بعد نیکیاں ہوئیں اور ناظم نے اوسکی تعریف حضور میں  
 لکھی بھی تو پھر اوسے سرفرازی حاصل ہوتی ہے اور حالانکہ دستور ہے کہ کسی حاکم کو اوس شہر  
 یا موضع میں جہان کا وہ باشندہ ہوے یا جہان اوسکے بہت سے خوشیوں اور باہون خدمت  
 سرکاری سنیں مگر جب کسی شخص نے مدت تک نیکیاں سے نوکری کی اور نمک حلائی میں سپاہ  
 بال سفید ہو گئے تو اوسکو اپنے وطن کا عہدہ ملتا ہے اور یہ پیری سرفرازیوں میں داخل ہے کیونکہ  
 جو شخص پیری میں اپنے گھر رہتا اور پوتوں اور نواسوں کو ہر گھڑی اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتا  
 اور آخر عمر میں اپنے بچوں کو اپنا آرام جو اور خدمت گزار پاتا ہے اوسکے برابر نصیب و کون ہے  
 جس طرح اہل قلم کے لیے خراج و سزا مقرر ہے اوس طرح اہل سیف کیو اسطے بخش و سیاست  
 اونسکے کردار کے ظہور میں آتی ہے جب فغفور کی فوج لڑائی پر جاتی ہے دونی تنخواہ سبکو ملتی ہے  
 تا اونسکے آل و عیال کو کھانے پینے کی پریشانی نہ ہوے اور دستور ہے کہ اگر کوئی مان باپ کا  
 اکیلا بیٹا یا کہ اوسکی بیوہ مان ہووے تو اوسکو لڑائی پر نہیں بھیجتے اور جو بہادری کر کے مارے  
 جاتے ہیں اونسکی بڑی قدر کی جاتی ہے اور اونسکی جورو اور بیٹے کے لیے وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور  
 اوسکے ہتیار گھڑ بھجوائے جاتے ہیں تا بزرگوں کی قبروں کے پائین دفن ہووے یہ عوام سپاہ  
 کیو اسطے ہے لیکن سرداروں کے لیے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور اونسکی لاش کو مصالح دیکے اونسکے  
 گھر بھیج دیتے ہیں اور اونسکی حرمت کے موافق ویسی شان اور تجمل کے ساتھ اونسکی لاش روانہ  
 ہوتی ہے چھتائین رعایا کی سات قسمیں بادرجے ہیں اول درجے کے فضلاء یا اہل قلم و دوسرے  
 رتبے کے اہل سیف تیسرے کے طلبہ علوم چوتھے کے لاما اور دیورون کے دوسرے فرقوں کے

خادم پانچوین کے زراعت پیشہ چھٹے کے اہل صرفہ اور ساگو ان سب سے چھوٹا رتبہ ارباب تجارت کا ہوتا ہے سو احمک کے ہر ملک میں سوچا پس آدمی ایسے دولت مند ہوتے ہیں کہ باد کو ضرورت کی وقت قرض دیتے ہیں لیکن حکماء خزانے دنیا کو محل خطر اور اہل دنیا کو مایہ سہ سے بدتر سمجھا کر ایسے قاعدے مقرر کیے ہیں کہ کسی رعیت سے سلطنت کو خطرہ نہیں پھرتا مگر مذکور کیا ہے کہ ختامین موروثی امارت نہیں ہے اور یہ بڑا سبب ہے کہ دولت کسی شخص کے گھر میں قیام نہیں کرتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اولاد کی کثرت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور چونکہ دستور ہے کہ ترکہ آبائی سب لڑکوں کو برابر ملتا ہے کسی کے ہاتھ باپ کی سب دولت نہیں آتی ہے تیسری وجہ رعیت کے پاس زیادہ دولت نہونے کی تہ معلوم ہووے جب تفصیلاً ہر درجے کی رعیت کی حقیقت حال بیان کیجاوے چنانچہ اول درجے کے مانڈرین ہیں اور اونکا حال آگے مذکور ہوچکا ہے یہ سب غرباء کے لڑکے ہوتے ہیں اور اپنے باپ کے گھر سے کچھ لیکر نہیں آتے جو کچھ برسوں میں حاصل کرتے ہیں وہ نوکری کے وسیلے سے اسپر بھی اگر دستور ہوتا کہ اپنے وطن یا اوسکے قریب کسی ضلع میں خدمت ملتی تو اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیجا نیکی ضرورت نہیں ہوتی تب اپنے گھر میں ماہ ماہ کچھ بیچتے اور زمینداری مول لیتے اور رفتہ رفتہ معاش کو بڑھاتے لیکن جب مسافت بعید پر انہیں جانا ہوا اور سارے گھر کو ساتھ لیجانا پڑا تو اوس بیگانہ جگہ میں معاش غیر منقولہ کر نہیں سکتے اور معاش منقولہ ناپایدار ہوتی ہے اور فرض کیا کہ مانڈرین نے روپے بھی جمع کئی لیکن اتنی فراغت کیسے حاصل نہیں ہوتی کہ زیادہ پس انداز کرے اور اگر کسی مرتشی نے کچھ لیا بھی تو جاسوس سرکاری فوراً خبر دیتا اور وہ سارا مال چھین جاتا اور خزانے میں داخل ہوتا ہے بہر حال اگر ایک مانڈرین نے جمع بھی کیا اور مر گیا تو اوسکے لڑکوں کو فقط باپ کی جمع پونجی کرنا ہوتا ہے اس طرح کنج قارون بھی بیٹھے بیٹھے آدمی تمام کر سکتا ہے اب دوسرے درجے والے اہل سیف کا حال سمجھ لیجئے کہ وہ کون سی صورت معاش کی رکھتے ہیں جس ایام میں مانچو تار نے ملک ختا کو سر کیا جاگیرین اور سرداروں اور سپاہیوں کو ملین کہ

جنہوں نے جنگاہ میں اپنی نمود کی تھی غرض رفتہ رفتہ اونکی اولاد میں تقسیم ہوتے ہوئے اب  
اونکے پاس کچھ باقی نہیں رہی سوائے اسکے ہر قوم میں سپاہی لاوبال و بفکر ہوتے ہیں اور چونکہ  
غایت اونکے پیشے کی موت ہے اسلئے اونکا قول ہے کہ جان رہے جان رہے اور جو دم  
گذرے ہنستے کھیلے گذرے غرض اونسے اور مرگ سفاحیات سے ہر وقت سامنا رہتا ہے  
الغرض اہل تاتار بھی محض لاوبال اور عیش طلب مثل اور سپاہیوں کے ہوتے ہیں اور جب اونکے  
مزاج کا یہ حال ہے کہ جو خیال ہے سو حال ہے اور آئندہ کا مالک خدا ہے تو پھر دولت سے  
اور اون سے کہاں علاقہ باقی رہا کیونکہ زور و فکر تو ام ہیں • چونکہ تیسرے درجے کی عہدیت علما  
اور طلبہ علم ہیں اور کسی نے طالب العلم یا عالم کو کتہ امیر دیکھا ہے اس قیاس سے معلوم ہوتا ہے  
کہ یہ بیچارے حسب قدر علم سے رغبت رکھتے ہونگے اتنی ہی مفلس ہوتے ہونگے غرض چوتھے  
درجے والے رعایا لامہ اور خادمان دین ہیں یہ بے شک دولتمند ہیں کیونکہ تفرقہ اور نہیں نہیں ہے  
اور جہان سے جو حاصل کر کے لاتا ہے ایک جگہ جمع کرتا ہے اسلئے اونکی قوم میں جو دولت ہے  
ختمین کمین نہیں ہے غرض فتنہ و فساد برپا کرنے اور مملکت میں ہرج و مرج پیدا کرنے کو خصوص  
ختمائے ملک میں جہان سرکاری جاسوس گھر گھر پھرتے ہیں اسطرح کی دولت کا آمدنی نہیں ہے  
کیونکہ اس امر عظیم کے حاصل کرنے کے لیے پوشیدگی چاہیے اور جہان سب کچھ بیان تک کہ تو  
عام ہے اور چھپ نہیں سکتا وہاں کا احوال گویا بازار کا چرچا ہے اور کھیتی کرنے والے جو  
پانچویں درجے کے رعایا ہیں حالانکہ سرکاری شفقت اور عنایت بادشاہی اونکے حال بہت  
ہے لیکن یہ لوگ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ کسی پاس اتنی زمین نہیں ہے کہ کشتکاری کر کے  
معاش پیدا کرے اور چونکہ ختمائے زرخیز اور تھوڑی سی زمین میں بہت سا حاصل پیدا ہوتا ہے  
اس سبب سے اتنی خلالت کی گزران اوقات ہوئے جاتی ہے علیٰ ہذا القیاس اہل حرفہ اتنے  
میں کہ خبک و قوت بلذو سے آٹھ آنہ روز حاصل ہوتا ہے وہ اپنے فن میں بہت چالاک اور کا  
ہیں اور انہیں سے اکثر ایسے مفلس ہیں کہ لوگوں کا کام فقط دو وقت کے کھانے پر کرتے ہیں

اور اس افلاس کی جت سے سرکار نے اوپر خزانہ سب طرح کا معاف کیا ہے اور ساتویں  
 اور جس کے رعایا سوداگر ہیں مگر خانی حکماء اور نہیں ایسا کم رتبہ ٹھہرایا ہے کہ جس کے باپ نے  
 تجارت کی اور سکے بیٹے نے شرمندگی سے وہ راہ معاش اور دولت بربانی کی چھوڑ دی اور خوا  
 سرکاری عہدہ حاصل کرنے کی پیدا کی اور وہ روپیہ کہ باپ نے پیدا کیا تھا اسید واری میں ضرت  
 ہوا ان غرض حکماء نے تاجر کو اس دورانیشی سے حقیر ٹھہرایا ہے کہ دولت اور ان کے گھر میں قیام  
 نکرے اور جا بجا پھرتی رہے ان غرض انہیں سبیلوں سے ختم میں اتنی دولت کسی رعیت کے  
 پاس نہیں ہے کہ فساد کرے اور بیشک یہ امر ملکہداری کا دستور العمل کامل ہے یہ کتاب دستور  
 اور رسومات میں لکھا ہے کہ نکاح کی جو رو کے علاوہ غفور پچانوے حرم کو خدمت میں لاکتا  
 انہیں سے تین کو خطاب فوکیں کا ملتا ہے اور بعد بادشاہ بیگم کے اور نکاح رتبہ ہوتا ہے اور اگر  
 بادشاہ بیگم کے بطن سے بیٹا نہ ہے تو ان میں سے جس کا لڑکا قابل ٹھہرے ولیعہد ہو سکتا ہے  
 اور یہ تین بی بیان ہمیشہ شاہزادیان یا امراء کبار کی نسل سے ہوتی ہیں اور بہت خدم و حشم کے  
 ساتھ رہتی ہیں ان کے بعد فوکیوں کو خطاب میں کا ملتا ہے اور ان کے رتبہ کے بعد بیستیس حقو  
 اور ان کے رتبہ کی چھیالیس بیبیان پت گھلا تین میں حکما کا حکم فقط پچا کو چھوٹے ہی لیکن اس شا  
 میں غفور جو چاہتا ہو کر رہے اور بعض نے مجلس میں کثرت مستورات کو زینت منصب شاہنشاهی  
 سمجھ کر سزا ظم پر فرمان صادر کیا کہ ان کی عہداری میں جتنی جمیلہ چہو کریاں نک سک اور رنگ روپ  
 اور قد و قامت سے دست تیرہ سے سولہ برس تک کی نکلیں سب کو خطاب غرت کے ساتھ  
 دارالامارہ کو روانہ کریں اور سن تہہ کہ ایک نے چالیس ہزار عورتیں یونہی جمع کی تھیں  
 غرض جو غفور عادل اور مہیدہ ہوا اس نے اس بات کو محض پوج سمجھا اور غفور بی سان  
 جس نے ۶۲۶ مسیحی میں جلوس کیا اس نے تین ہزار عورتوں کو محل سے نکالا اور ان کے  
 گھر بھجوا دیا اور غفور کا ان ہی نے اس امر میں اپنے بیٹے کو نصیحت کی ہے اور فرمایا کہ میں  
 عورت سے ہمیشہ ایسا کنارہ کش رہا ہوں کہ میری بیس بیس کی سلطنت میں جو اخراجات

حرم سرا کا ہوا اور فقہورون نے ایک مہینے میں اس سے زیادہ خرچ کیا ہے۔ تفصیلاً آج  
 کسی طور سے نہیں معلوم ہوا ہے کہ فقہور کے محسرا میں کتنی عورتیں ہیں اور کیا خرچ اونکا ہے  
 اور اس بات کو خود ختمائے رہنے والے نہیں جانتے کیونکہ دستور فقہور کے محسرا کا یوں ہے  
 کہ جو عورت خواہ حرم خواہ خادمہ خواہ خاص وغیرہ کسی قسم سے ایک دفعہ ڈیوڑھی کے اندر جاتی  
 پھر جیتی جی کبھی نہیں نکلتی اور کیا دخل ہے کہ اوسکا کوئی رشتہ دار حتیٰ کہ اوسکی ماں بہن اوسکی  
 صورت پھر عمر بھر میں بھی ایک دفعہ دیکھیں یا خط بھیجیں یا خبر سنگوائیں اور جبکہ بادشاہ بگم اور  
 شاہزادیوں کیواسطے یہ تاکید و ضبط و ربط ہے تو اور وں کی کیا حقیقت فقط + +

## بارہواں باب

زبان ختمائے بیان میں

خداوند عالم نے طاقت گویائی عطا کرنے سے انسان کو افضل مخلوقات بنایا لیکن صرف  
 اگر گویائی رہتی اور یہ قدرت نہوتی کہ بوسیلہ تحریر اپنی تقریر کو قیام دیوے تو گویائی اوسکی  
 ایک نوع سے عبث اور بیفائدہ ہوتی اور مثل اور حیوانات کے انسان بھی ایک قسم کا ہمہ  
 ہوتا غرض اس امر میں کہ تحریر کو بڑا شرف ہے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ اکثر اہل عجم اور  
 ہند کے لوگ نسخون اور علم و تہر کے مکنون کو کچھ چھپاتے تھے اس سبب سے کتنی باتیں جو  
 اوشادون کی دانائی اور علم اور تجربہ کاری سے حاصل ہوئیں گویا عدم سے وجود میں آئیں  
 تھیں اونہیں لوگوں تک نہیں اور اونسکے سینوں میں مقفل زیر خاک گئیں اور تمام عالم  
 کو نقصان عظیم ہوا خلاف اوسکے اگر وہ لوگ لکھتے تو خاص عام تنفیذ ہوتے اور خود ثواب  
 پاتے اور دنیا میں منتخب اور یادگار روزگار کھلاتے لیکن اونہوں نے اس پوچ بات کے لیے  
 کہ دوسرا نہ واقف ہووے اپنا نام و نشان مٹایا لیکن ہم لوگ یعنی انگریز سب برعکس اوسکے  
 عمل کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ خلق خدا کو فائدہ پہنچانا اور حصول علم کو سہل کرنا سب سے بہتر ہے  
 خرد و کلان اور صاحبان روشن روان کو معلوم ہے کہ تحریر کو ایسا شرف ہے کہ اوسے



ہوا سطر سے لوگ اپنے دوست آشنائوں کے ساتھ دنیا کے اوس کنارے سے گفتگو  
 کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوتا ہے سوائے اسکے جو بات معقول یا غیر  
 معمول کہ کسی کی نظر سے گذرتی یا اور طرح سے احاطہ علم میں آتی ہے سبکی خبر عالم میں پھیلتی ہے  
 غرض فلاسفہ یونان و فرنگستان اور عرب اور ہندوستان نے اوس ایام کا جس میں تحریر کی پنا  
 ہوئی بہت سا تفحص کیا لیکن کچھ معلوم نہوا اور بیان تک یہ امر معدوم النجر ہے کہ بعض حکما  
 بہت سی تلاش کتب تاریخ اور تذکرون میں کر کے اون مختلف روایتیں اور عجیب و غریب حکایتیں  
 ہر جگہ سے پا کے آخر کار جب کہیں ٹھکانا نہ لگا حیران و لاچار ہو کر اسی بات پر قصہ کوتاہ کیا  
 کہ ابتداء سے آبادی دنیا میں کسی بزرگ کو الہام ربانی ہوا تھا اوسکی یہ ایجاد ہے غرض باوجود  
 اسکو کہ شروع اوسکی معلوم نہیں لیکن معقول بات یہی ہے کہ یہ امر غیبی نہیں ہے ہر ملک کے خاص مامین  
 ایک نوع کا نقش جاری ہے جسکو استعمال میں تحریر کرتے ہیں اس نقش کی سب قسموں کو استادوں نے دو فصلوں  
 میں جمع کیا ہے پہلی فصل کی دو اور دوسری فصل کی تین قسمیں مقرر کیں غرض پہلی فصل کا نام صفت کے  
 اعتبار سے نقش معنی نما رکھا اور اوس قسم کی تحریر کی یہ صورت ہے کہ اوس نقش کے دیکھنے  
 سے جس مقصد کی گزارش منظور ہوتی ہے فوراً بوسیۃ بنیائی فہم میں آجاتا ہے اسطور کے  
 نقش کی پہلی تقسیم کا نام معنی کی اعتبار سے نقش پکیری ہے اور اوسکی صورت یہ کہ گھوڑے کی  
 تصویر دیکھتے ہی فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ مقصد اوس نقش کا یہی ہے کہ گھوڑا کیا خیال ہے  
 میں گذرے غرض اسی طرح جس چیز کی تصویر نظر آتی ہے اونہیں فوراً اوسکا خیال گذرتا  
 ہے نقش معنی نما کی دوسری تقسیم کا نام نقش ایمائی ہے اور اوسکا حال یہ ہے کہ اپنے مقصد کو  
 اوس نقش کے وسیلے سے ادا کرتے ہیں لیکن جس چیز کی صورت کھینچی جاتی ہے اوسکی حالت  
 یا جلی عادت یا اور کسی کیفیت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ خاص و عام کو معلوم ہے کہ  
 شیر ایک درندہ خونخوار ہے اس لحاظ سے شیر کی تصویر دیکھتے ہی خیال اوس جانور کی  
 بے رحمی کا فوراً ذہن میں آتا ہے اسی طرح چونکہ معلوم ہے کہ خیانت کرنی اور دغا دہنی



بلی کی جلی ہے اس لحاظ سے اسکی تصویر دیکھتے ہی خیال اسکی عادتوں کا ہوتا ہے سطح  
 سے تیر و کمان اور تلو آرات جنگ و پیکار میں اسکی تصویر سے خیال جنگ کا فوراً ذہن میں  
 گذرتا ہے چنانچہ ایک نقل نہایت بر محل راقم کو اس وقت یاد آئی کہ جب ایک تاریخ جو یونانی  
 زبان میں لکھی ہوئی ہے مطالعہ میں آئی اسکی چوتھی جلد کے ایک سو بیسیویں باب میں یہ حکایت  
 دیکھی کہ جب دارشاہ ایران ملک تاتاریں یورش کرنے کے قصد سے فوج کثیر لیکر روانہ ہوا تو سردار  
 تاتار نے اپنے ایچی کی معرفت ایک چریا اور ایک چوبا اور ایک میڈیک اور پانچ تیردار کے  
 پاس بھیجے غرض معنی اس سوغات کے یہ تھے کہ اگر مثل چریا کے تم ہو امین اور جاسکویا  
 مثل چوبے کے زمین جا چھو یا مثل میڈیک کے پانی میں غوطہ مار کے تہ آب بٹھہ رہو تو  
 تمہاری خیریت ہے ورنہ تاتاریوں کے تیرون سے ہلاک کیے جاؤ گے چنانچہ ایرانی فوج میں  
 جو دانائے تھے اونھوں نے سوچ کر یہی مطلب نکالا اور دارا کی خدمت میں یہاں تک گزارش  
 کی کہ وہ تاخت سے باز آیا اور صلح کر کے دارالامارہ کو پھر گیا اس نقل کو راقم نے تاریخ ہیرا  
 جو یونانی زبان میں ہے دیکھا ہے الغرض نقش ایمانی کی صورت یہی ہے اور قدیم ملکوں میں  
 مقبروں پر نقوش ہر وضع کے دیکھنے میں آتے تھے اور علم علی مخصوص عاقل اس کے معنی  
 اس طرح پیدا کرتے ہیں مگر بعض نقش کے مطالب کا سمجھنا نہایت دشوار ہے یا بہت فکر  
 سے مفہوم ہوتے ہیں چنانچہ جھپٹے کی ساخت میں ظاہر نہ شروع نہ آخر معلوم ہوتا ہے کیونکہ  
 بوڑھ دیکھنے میں نہیں آتا ہے غرض اسکی تصویر گویا علامت مداومت اور لا انتہائی کی ہے  
 اور چشم انسان کا نقش اگر درمیان ابرو کے ہوئے تو خداوند عالم کی ہمہ دانی اور علم کامل  
 کا معنی نکلتا ہے الغرض یہی دو طو نقوش پکیری اور نقش کنایہ نما کی نہایت قدیم ہیں اور مصر  
 و خا اور ہندوستان اور دوسرے مقاموں پر جہاں اگلے بادشاہوں اور پرانی سٹی  
 مٹانی سلطنتوں کے خرابہ ہیں اور ان کے یہ آثار اگر نہوتے تو ان کے وجود پر لوگ شک کرتے  
 اور گفتگو کرتے اور ان ملکوں میں ہر طرح کے نقش معنی ماتجانون اور پرانی عمارتوں پر دیکھتے ہیں

آئے ہیں ان غرض قسم نقش مقصد گزار کی یہ دو تقسیمیں یعنی نقش پیکری اور نقش کنایتی ہیں۔  
دوسری فصل جو استادوں نے تحریر کی بنائی ہے اس کو نقش صوت گزار یا صوت لفظی  
کہنا چاہیے اور اس کے وسیلے سے صوت کی نمائش ہوتی ہے اور ہر لفظ جو زبان کی حرکت  
کے ساتھ ہے گویا ایک ہوائی وجود پاتا ہے اور صرف کان کو اس کے وجود کی خبر ملتی ہے  
اوس لفظ کی علامت تحریر کی جاتی ہے یعنی صوت مجسم دکھائی دیتی ہے غرض نقش صوت  
کی تین قسمیں ہیں پہلی کو نقش کلمہ گزار یا نقش کلمہ نما کہا جائیے اور اس سے ایک کلمہ  
تمام تر بغیر نظر اوپر حروف ابجدی کے جس سے اس کی ترکیب دی ہوئی ہوتی ادا کیا جاتا  
چنانچہ علوم ہندسہ و ہیئت و جبر و مقابلہ اور دوسرے فنون میں جو علامتیں ہیں ان کے  
نقوش کے ایک معنی خاص ہیں اور اس کی صورت دیکھتے ہی فوراً جو مخصوص معنی اس سے ہضم  
ہیں ذہن میں آتے ہیں اور اس نقش کلمہ نما میں چنی زبان کی تحریر ہوتی ہے۔ دوسری  
قسم نقش صوت گزار کو نقش تفصیلی کہا جائیے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جو کلمہ ایک حرکت  
زبان سے صرف ایک ہی مخرج ہوتا ہے اس ایک خروج صوت کی نقش کو نقش بند کہنا  
مناسب ہے غرض اہل جاپان اور اس کے اطراف کے خزانہ میں تحریر کی یہی صورت ہے  
اور قدیم سنسکرت بید کی اسی ترکیب کی ہے۔ تیسری قسم نقش صوت گزار کو نقش حرفی  
یا نقش صوت بسیط گزار یا نقش ابجدی کہا جائیے اور اس کی صورت یہ ہے کہ بسیط  
کلمہ یعنی بسیط لفظ کا نقش ہوتا ہے اور ہر نقش کا نام حرف ہے غرض زبان عربی و  
پارسی و انگریزی اور دوسری زبان کی تحریر نقش ابجدی ہے۔ غالب ہے کہ ابتدائے  
آبادی دنیا میں جب جہل کی تاریکی عالم پر چھائی ہوئی تھی اس ایام میں حالانکہ گفتگو کرنے کے  
الفاظ کلمے سے مطلب کو ادا کرتے تھے لیکن جب کوئی بات قابل یادداشت کے ہوتی  
تو اس کو نقش پیکری یا نقش کلمہ مقصد گزار سے قلمبند کرتے تھے اور بعد اس کے جب  
چرچا عالم کا کچھ بچھیدا تو نقش کلمی اور نقش تفصیلی میں کتابوں کی اور دوسری چیزوں کی

تحریر ہونے لگی لیکن تجا نون اور مقبرون میں مقصد کی ادا کے لیے نقش پیکری اور سنی  
کنایہ نامستعمل ہوتے تھے الغرض نقش حرفی یا صوت لپیٹ گذار سب کے نہایت بہتر ہے  
لیکن آہن بھی حاجت زیادہ تر سہل کرنیکی باقی ہے اور جب تک سبب اختصار علامت  
کلمات یا حروف کے تحریر میں سرعت تقریر کی بلکہ برق رفتاری خیال کی نہیں پیدا ہو سکتی  
خامی رہ جائیگی کیونکہ مضامین کے صرف لکھنے اور قلمبند کرنے میں جو تاخیر ہوتی ہے اس  
عرصے سے سو گونہ زیادہ ہے جو آید مضمون میں ہوتی ہے اور قیاس سے بعید نہیں ہے  
کہ اس کی تدبیر جیسا کہ چاہیے کیجائیگی کئی طرح کی مختصر تحریر بار مزنو لسی اہل فرنگ میں جاری  
ہے اور اس کے ذریعہ سے تقریر کے ہر لفظ کو معاً زبان سے نکلتے ہی لکھ لیتے ہیں چنانچہ  
مشہور ہے کہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں جو صلاح امور مملکت کی واسطے ہر شہر کے کارکن اور  
کا مجمع خاص ہے جب کسی امر عظیم میں اون لوگوں میں گفتگو ہوتی ہے تو ہر شخص کی تقریر  
جو نہیں شروع ہوتی ہے مختصر نو لیس لکھ لیتا اور پانچ چار جملے کا پرچہ ہر کارون کے ہاتھ  
چھاپے خانے کو روانہ کرتا ہے اور وہاں چند لمحہ میں چھپ جاتا ہے اور اسی طرح  
سوچ پاس صاحبوں کی تقریر جو اونہوں نے شب کو کی تھی کیونکہ رات ہی کے وقت  
اہل پارلیمنٹ کی جمعیت ہوتی ہے وہ لفظ بلفظ صبح کو اخبار کے کاغذ میں چھپی ہوئی نظر  
آتی ہے الغرض مختصر نو لسی کے جب یہ فائدے ہیں اور نقش لپیٹ گذار یعنی ابجدی باوجود  
اس اختصار کے قابل صلاح کے ہے تو خانیوں کی تحریر کو کیا کہنا چاہیے کہ بعض لفظ  
کے نقش میں ساٹھ یا ستر کشین قلم کی صرف ہوتی ہیں سو اس کے جو شخص دوسرے  
ملک کا جیسا کہ فرنگستانی یا ہندوستانی اون کی زبان کو سیکھا چاہے تو انواع طرح کی دقتیں  
دیش آئیں اور طبیعت کو پریشان کرتی ہیں خصوصاً اکثر فرنگستانیوں نے جو خانی  
زبان کی خاصیت اور نقوش کی وضع کو بیان کیا تو یہ لکھا کہ نقوش الفاظ نا جواون کے ہیں  
سب قسم معنی دار ہیں اور بعض نقش پیکری اور اکثر نقش سب ادما لکھنا یوں ہے

کر کے ہر ایک میں بافضل و عیسائی پادری علماء سے باکمال و فضلاء سے بے مانند و سماں نے  
 ملک چین میں جا کر نہایت غور سے جو دریافت کیا تو دیکھا کہ ختائی نگار کو نقش صوت نما کہنا  
 لازم ہے اور پادری گونسا لونیر صاحب نے اس کے نقوش میں علامت گویائی موجود پاکر  
 ایک کتاب ختائی زبان کے حروف تہجی کی بنائی ہے اور اس کے شاگرد رشید پادری کا لیری  
 صاحب نے ایک کتاب زبان لائین یعنی روم قدیم کی زبان میں جو پیشتر ماخذ زبان انگریزی  
 سے اور یونان اوسکی دریافت کامل کے انگریزوں میں کوئی شخص عالم نہیں کہلا سکتا  
 تصنیف کی ہے اور اس کتاب میں صد ہا و لیلون سے اس فاضل کامل نے ثابت  
 کیا ہے کہ اوسکے استاد پادری گونسا لونیر صاحب نے جو نقشہ بنایا ہے اور علامات  
 صوت یعنی حروف جو ختائی زبان میں پایا ہے سب درست ہیں چونکہ یہ امر نہایت  
 وحشت آور ہے کہ وہ بزرگ سب جو ملک ختای میں جا کر رہے اور وہاں کے خبر و حال  
 کو لکھا اور کوئی عقدہ نقیر و قطمیر کا بے صل کیے نہیں چھوڑا اوپر یہ راز نہیں کہلا اور جو  
 چینی زبان سیکھنے اور اوس میں کمال حاصل کرنے کے لوگوں سے زبان کی صحبت کے  
 بیان میں یہ غلطی صادر ہوئی اس واسطے ان کی غلط فہمی کے باعث اور وہوں کو لکھنا چاہیے  
 اور اس مقام پر راقم اپنی کوئی دلیل نہ لکھ کر ترجمہ بعض مقامات پادری کالیری صاحب  
 کی کتاب لائین کا واسطے تشفی خاطر ناظرین تاریخ چین کے درج کرتا ہے پادری  
 صاحب مدوح فرماتے ہیں کہ کسی سبب اس غلط فہمی کے ہوئی پہلا یہ کہ فرانسیسی پادری  
 سب جو اوائل میں ملک ختای میں گئے اور وہاں کا احوال لکھنے والے اکثر خیر کو جو اس  
 سرزمین سے متعلق تھی نا در عجیب قیاس کرتے تھے دوسرا یہ کہ چونکہ علماء فرنگ  
 کے ذہن کا مقتضایہ ہے کہ ہر شے کے اجزا کو جدا کر کے ہر جز کو جدا گانہ ملاحظہ کریں  
 اور جہاں تک کہ ذہن کو رسائی ممکن ہے تلاش کو وسعت دیوں اس سبب ان لوگوں  
 نے بسا اوقات حروف ختائی کو جدا گانہ ملاحظہ کیا مگر اس واسطے نہیں کہ صوت جسکے علامات

وہ سب ہیں سہر سہیٹ سے اخراج ہوئے جیسا کہ اور زبانوں کے حروف سے ممکن ہے  
 لیکن تاکہ سہر سہیٹ کے معنی جداگانہ کو دریافت کر کے ایک معنی مجمل ہر نقش سے جو کہ مرکب  
 اولن لٹ سے ہے پیدا ہووے تیسرا یہ کہ صورت عجیب جو ختائی نقوش کی ہے  
 اور جنہیں جتنی کششیں ہیں وہ اگر جداگانہ ملاحظہ کیا وین تو بعض کشش سے فی الجملہ  
 ایک طرح کا مقصد اور اہوتا ہے لیکن وہی کششیں جب جمع ہو کر کسی ایک نقش میں داخل  
 ہوتی ہیں تو مجمل ہونے سے کسی کشش واحد کے معنی باقی نہیں رہتے ہیں اور وہ کششیں اس لیے  
 جمع کی جاتیں ہیں تاکہ موافق رسم خط کے اٹلے میں بصورت اعراب داخل رہنے سے انتشار  
 خاطر کے مانع ہووین چوتھا سبب اس غلط فہمی کا یہ ہے کہ ایک ختائی عالم نے اپنی زبان کے  
 بالکل نقوش مروج کی چھتھیں مطابق جنس کے جو کہیں تو فرنگستانی علما نے اس تفریق کو  
 بنیاد قرار دیکر ختائی نگار کو مقصد گزار قرار دیا حالانکہ اس تقریر سے ثابت ہے کہ اگر اتنی تفریق  
 کو درست سمجھتے تو وہ ایک بڑی قوی دلیل ہے کہ ختائیوں کے نگار کو صوت گزار اور لفظی نما  
 کہا چاہیے اور فرضاً اگر اس تفریق سے یہ بات معلوم ہوتی کہ بقول علماء فرنگ کے  
 ختائیوں کے نقش و نگار بالکل مقصد گزار ہیں تو ایک عالم واحد کی رائے کا کیا اعتبار ہے  
 اس ختائی حکیم نے جو اپنی زبان کے نقوش مستعمل کو موافق جنس کے تفریق کیا تو ایک قسم کو  
 تمام نقوش پیکیری ملقب کیا اور اس قسم میں وہ نقوش تصویر نما ہیں جو کسی چیز پر شباهت  
 کے وسیلے سے دلالت کرتے ہیں چنانچہ آفتاب و مہتاب کی تصویر کے نقوش سے  
 مشبہ پر دلالت ہوتی ہے اور دوسری قسم میں وہ نقوش ہیں جن سے خاصیتیں اشیاء کی  
 معلوم ہوتی ہیں اور جو دلالت اوپر اون چیزوں کے کرتے ہیں جنکی تصویر نہیں کھینچی  
 جاسکتی چنانچہ احدیت کی علامت باعتبار یک رنگی کے خط راست ہے اوسکو اوسے  
 بزرگ کے نقوش مقصد کبنا یہ ناما مزد کیا ہے اور تیسرے قسم میں وہ نقوش ہیں جو مرکب  
 دو یا تین یا پندرہ یا زیادہ نقوش واحد سے ہیں اور ترکیب میں اس نقش مجمل کے ایک معنی

عام ہیں چنانچہ ایک نقش واحد آفتاب کے اوپر اور دوسرا مہتاب کے اوپر دلالت کرتا ہے اور اگر یہ دونوں نقوش مرکب ہووین تو ایک نقش بامعنی عام ہوتا ہے اور روشنی پر دلالت کرتا ہے ایسے نقوش کو اوس خانی نے نقش معنی زیادہ کن نامزد کیا ہے اور چوتھی قسم میں اوس حکیم نے اون نقوش کو دخل کیا ہے جو لفظ سے متعلق ہیں اور اونکو نقوش صوت گذار کے نام سے نامزد کیا ہے اور پانچویں قسم میں وہ نقوش ہیں جو معنی لغوی سے گذر کے بعض دفعہ معنی مرادی سے اور کبھی بجاز و استعارہ مستعمل ہوتے ہیں اور بعض اوقات معنی مخالف پیدا کرتے ہیں فی مثل جو نقش جسکے لغوی معنی پادشاہ ہیں وہ استعارہ میں معنی ظالم پیدا کرتا ہے اور جس نقوش کے لغوی معنی دل ہیں وہ معنی عشق میں مستعمل ہوتا ہے غرض اس قسم کے نقوش کو اوس خانی نے ملقب بالفاظ گیرندہ معنی ساختہ و لباسی کیا ہے اور چھٹی قسم کے وہ نقوش ہیں جو اگر ذرہ بھی کج یا متقلب کیے جاوین تو اصل معنی کے ضد جو معنی ہے وہ پیدا ہوتا ہے چنانچہ جس نقش کے معنی اوپر ہیں وہ اوٹ دینے سے نیچے کے معنی کی طرف دلالت کرتا ہے اور جس نقش کا معنی پیر مرد ہے اگر متقلب ہووے تو مرد مردہ پر دال ہوتا ہے اور اوس قسم کو حکیم مدوح نے حروف تغیر پذیر و قابل انقلاب قرار دیا ہے الغرض اجناس حروف خانی کی اس تفریق کو فرنگستانی علما مقبول تصور کر کے اس بات کی بنیاد قرار دی ہے کہ خانی حروف کو نقوش مقصد گذار کہنا چاہیے اور یہ نہ سمجھے کہ خود اوسنی خانی عالم نے چوبیس ہزار نقوش سے خیکے جنس کی یہ تفریق کی ہے اون میں سے پانچ قسم کے حروف یعنی نقوش پیکری اور نقوش مقصد بکنایت نما اور نقوش معنی زیادہ کن اور نقوش گیرندہ معنی ساختہ و لباسی اور نقوش تغیر پذیر اور قابل انقلاب جملہ میں صرف دو ہزار ہیں لیکن فقط صوت گذار کی قسم کے نقوش بائیس ہزار ہیں غرض ظاہر ہے کہ جب کسی زبان میں نقوش پیکری و معنی بکنایت نما صرف دو ہزار ہووین اور حروف لفظ سے متعلق ہیں بائیس ہزار ہووین تو اوس زبان کو حروف



بیشک سوت گذارین اور تکلف یہ ہے کہ جس ختائی حکیم کے سخن پر فرنگستانی علمائے بنیاد اپنے قولوں  
 کی ڈالی ہے اویں سخن میں ایک ایسی قوی دلیل وس امر کے ابطال میں موجود ہے اور یہاں تک ہمار  
 یہاں کے علما اس بات پر لوٹے رہے کہ انہوں نے نہایت کوشش اور سعی سے ختائی  
 حروف کے شبیہ سے مسمیٰ کنایہ کمالا ہے اور معلوم نہیں کہ انہوں نے کس طرح سے  
 صورت و صفت میں مشابہت پائی غرض ہم سے جاہلون کو کچھ تمیز نہیں ہوتی ہے۔  
 الغرض اس تقریر کو طول دنیا اور خطائیں جو اکثر علمائے بہ نسبت زبان کی ہیں جست و ج  
 سے نکالنا زیادہ مشکل نہیں ہے غرض چونکہ تاریخ کا ضابطہ یہ ہے کہ منجملہ اور حالات ملک  
 کے کچھ مختصر ذکر وہاں کی زبان کا بھی ہونہ کہ دفتر کا دفتر اس باب میں لکھا جاوے  
 اس لیے مناسب ہے کہ فقط پون سو صاحب کے قول کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاوے کیونکہ  
 ولایت امر کیا میں و س کے اہل الفضلا تھے اور انہوں نے بہت سے علما کے اقوال  
 بہ نسبت ختائی زبان کے جمع کر کے یہ فرماتے ہیں کہ قاعدہ ختائی تحریر کا حقیقت میں نقش  
 مقصد گذارین ہے جیسا کہ لوگوں نے تصور کیا ہے بلکہ اوسکو نقش کلمہ گذار کہنا چاہیے  
 اور نقش مقصد گذار ایک چیز خیالی ہے اور چونکہ اکثر امور کی ادا اوسکے ذریعہ سے ممکن  
 نہیں ہے اس جہت سے اوسکو نقش قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ انسان کو قوت نا  
 ہے اور نقش اوسکو کہہ سکتے ہیں جو کہ زبان استعمالی پر دلالت کرے نہ کہ اوسکو جو  
 مثل نقش مقصد گذار کے خیالات کو صرف مدد کرے تاکہ میں زبان استعمالی سے سائی  
 دیوے الغرض جتنے اقسام نقش کے دنیا میں مروج ہیں سب نقوش و علامت بسایط  
 نطق کے میں جنکی تین قسمیں ہیں یعنی علامت کلمہ کی اور علامت بند کلمہ کی اور علامت  
 بسایط کلمہ کی اور پہلی قسم نقش کلمہ گذار ہے اور دوسری قسم نقش بند نما اور تیسری قسم  
 نقش ابجدی ہے الغرض اس تاریخ کے راقم نے جو کچھ کہ ارباب سخن کی خدمت میں آج  
 ختائی نقوش کے بیان کیے ہیں صرف مطابق اپنی عقل ناقص کے قیاس کے نہیں بیان

میں لایا چنانچہ بڑے بڑے ادیبوں کے قولوں کا خلاصہ یہی ہے جو مذکور ہوا اور اب  
 اس امر میں خاتمہ تقریر کا اسی پر کرنا چاہیے کہ کتاب زبان لائین جو پادری کا لیری صاحب نے  
 قواعد اور حقائق ختائی زبان میں تصنیف کیے ہیں اوسکے کئی باب کا ترجمہ بیان پر درج  
 کیا جاوے تاکہ کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہو وے انشاء اللہ تعالیٰ الغرض باب ششم کتاب  
 مذکور کا بیچ بیان بساط حروف ختائی کے ہے اور بعد ایک دو جملہ تمہید کے پادری صاحب  
 ممدوح اسطور پر فرماتے ہیں کہ اوپر خاص و عام کے ظاہر ہے کہ بالکل اقسام نگار ختائی  
 میں ایک قاعدہ بہ نسبت اوس ترتیب کے مقرر ہے جسکے مطابق واسطے مرکب کرنے  
 کسی کلمہ کے ایک حرف بعد دوسرے حرف کے علی التواتر لکھا جاتا ہے یہ طور نگار کا تھا  
 سلیس ہے کیونکہ اسکی ترتیب مطابق حروف کے تلفظ کے ہے اور بعض زبان میں ترتیب  
 حروف کی ترکیب لفظ میں دہنی طرف سے اور بعض میں بائیں طرف سے شروع ہوتی ہے  
 چنانچہ انگریزی ولایتین و فرانسس وغیرہ کا قاعدہ چپ سے راست اور عربی فارسی وغیرہ  
 میں راست سے چپ کی طرف ترکیب لفظ شروع ہوتی ہے غرض اس قاعدہ کی سہولت  
 ایسی ہے کہ کیسا ہی کون کون کیوں نہ ہو مگر یاد کر لیو گا چنانچہ فی لہل اگر خوشی کا لفظ  
 لکھنا کوئی چاہے تو پہلے خ اور بعد اوسکے و اور پھر ش اور آخر کو می بیشک لکھیں گے  
 اور یہ ترتیب نہیں دیکھا کہ پہلے ش اور بعد اوسکے ح اور پھر می اور بعد اوسکے و تحریر  
 ہو وے الغرض اس طرے زبان ختائی کی نگار میں بھی دستور بہ نسبت ترتیب پائے  
 حروف کے ترکیب لفظ میں مقرر ہے لیکن با اینہم درمیان قواعد اقسام نگار ابجدی  
 کے اور قواعد ختائی نگار کے بہت فرق ہے چنانچہ نگار ابجدی کے حروف کی ہقدر  
 نسبت ساتھ لفظ کے ہے کہ کسی کلمہ کے مرکب بساط کو علی التواتر تفریق کرنے سے  
 فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کلمہ میں کون ترتیب حروف کی درست ہے غرض نگار  
 ختائی اسکے عین برعکس ہے اور جس ترتیب سے حروف کے بساط کی ترکیب چاہیے

صرف تلفظ سے نکلتی ہے کیونکہ ہر کلمہ جسکی ایک سچے ہیں یعنی جسکا منہج زبان کی ایک حرکت سے پیدا ہے اکثر تفریق پذیر نہیں ہوتا یعنی اس کے باطن جدا ہو کر اپنی اصل پر قائم نہیں کیے جاسکتے غرض ویسے کلمہ کی ایک مرکب علامت ہوتی ہے جسکے لیساً اکثر متعلق صوت سے نہیں ہے سوائے اسکے نگار ابجدی میں چونکہ حروف علی التواتر ایک سیدھی سطر میں ترکیب لفظ میں لکھے جاتے ہیں اس وجہ سے واسطے دریافت ترتیب حروف بیچ ہر کلمہ کے حاجت صرف شروع سطر کو قرار دینے کی ہوتی ہے لیکن جملہ اسکے ختائی حروف کی شکلیں اکثر دو یا مربع ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے اس زبان کا مبتدئ لفظ مرکب کی ترتیب از خود نہیں دریافت کر سکتا ہے اور اسی وجہ سے اہل فننگ جو نوآموز اس زبان میں ہیں اور طریق صحیح ختائی حروف کے لکھنے کی نہیں جانتے ہیں وہ اکثر لفظ ترکیب کو اسی نام معقول ترتیب سے مرکب کرتے ہیں جیسا کہ تمشیلاً بیچ لفظ خوشی کے مذکور ہوا ہے اور وہ حروف ختائی کو بسبب نادرستی تحریر کے ایسا مسح کر ڈالتے ہیں کہ انکی شکلوں پر ختائی جھٹلاہنتے اور علما بنظر حقارت دیکھتے ہیں چونکہ نزاکت و سلاست ختائی تحریر کی متعلق اوپر معقول دانست ترکیب لفظ کی ترتیب کے ہے اس سبب تمام مملکت چین میں ایسا شخص کم ہے جو حروف کی تحریر کی طریق مروجہ کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے اور طالب علموں کو یہ طریق معلوم بہت کوشش اور توجہ کے ساتھ سکھاتے ہیں اور حالانکہ اسکی وجہ کو انہوں نے خواہ خوف و رومشکلات کے سبب خواہ صدور اخلاط کے احتمال سے کہہ نہیں سکتے لیکن اگر کون سے موافق طریق عام کے حروف کی مشق کروا تے ہیں اور بجمہ قواعد تحریر کے جو یہ لوگ سکھاتے ایک یہ ہے کہ کسی حرف کو نیچے سے یاد اپنی طرف سے شروع کرنا نہیں چاہیے بجز حروف مربع کے کہ جو داہنے پہلو سے شروع ہوتے ہیں یہ الغرض اہل فننگ کی طبیعت چونکہ طرف تلاش اور سرچنے کے اجزاء مرکب کی تفریق کرنے کے

بایل ہے اس جہت سے واسطے تحقیق کرنے اس امر کے کہ کیونکر بغیر معلم کی مدد کے ختائی حروف  
 سیکھے جاسکتے ہیں اور نہین عقل کی حاجت تھی اور اسکا طریقہ ایجاد کیا ہوا اکمل مفصلا جناب  
 پادری گنہگار صاحب کا ہے حالانکہ اونہوں نے بیان تصریح جیسا کہ چاہیے نہین کیا ہے  
 غرض اس طریقے کی تین ترکیبیں ہیں اول یہ کہ تعریف صحیح اولیٰ بساط کی جسے ختائی حروف  
 مرکب ہیں بیان کرنی ضرور ہے اور دوسرے یہ کہ طریق مہودہ و مشروطہ جو ختائیوں میں نسبت  
 پیہم آنے ایک بسیط بعد دوسرے کے جو مطابق طریق ابجدی کے مروج ہے دریافت  
 کرنی چاہیے اور تیسرے یہ کہ مطابق طریق جو مذکور ہوا ختائی حروف کو انتظام دینا چاہیے کیونکہ اگر  
 ختائی حروف کے باطن یعنی وہ خطاسب جسے ہر نقش کی ترکیب ہوتی ہے غور سے  
 ملاحظہ کیے جاویں تو محض ناواقف شخص کو بھی صاف معلوم ہوگا کہ یہ بساط صرف ایک  
 قسم کے نہیں ہیں اور اقسام جدا گانہ اور ان سب خطوں کے کیے جاسکتے ہیں علمائے ختائی  
 بہت سا قصد تفریق اور نامزد کرنیکا کیا ہے لیکن ایسے امر سہل میں ہی اونکو اتفاق نہین  
 اور بعض کہتے ہیں کہ خط کی چہرہ قسمیں ہیں غرض جڑوں فرقے کے فرقگی پادریوں نے  
 بیان انہیں چہرہ قسموں کا موافق قدیم علمائے ختائی اسے کیا ہے لیکن متاخرین اس  
 کے کو اسوجہ سے باطل کرتے کہ بعض خطا جو علیحدہ اور چہرہ قسموں سے میں شامل اونکے  
 نہیں اور بعض علمائے ختائی اسے کہ خطوں کی آٹھ قسمیں ہیں اور جبکی پھر تقسیم ثانی قریب مشابہت  
 اعتبار سے کی گئی ہے غرض یہ کہ مشہور ہوئی اور اندون علمائے ختائی اسکو درست جانتے ہیں لیکن  
 اس سے تسکین اور تشفی خاطر اس شخص کی نہین ہووگی جو ہر چیز کے رگ و ریشے کو جدا کر کے  
 اجزا کو اصل پر تقسیم کرنیکا عادی ہووگا کیونکہ اس تقسیم میں دو قسم بعض خطوں کی کی گئی ہے  
 جو حقیقت میں ایک ہی ہیں اور بعض جو جدا ہیں ایک میں شامل ہوئے ہیں غرض بعد  
 نہایت واقفیت کے جناب پادری گنہگار صاحب نے تشریح کر کے صحت کے ساتھ مقرر  
 کیا کہ مفرد خطوط یعنی بساط مرکبہ جو نہایت متفرق ہیں تو قسموں کے میں اور حالانکہ بعض

آپس میں اندک مختلف ہیں لیکن اصل شکل و صورت میں متاثر نہیں ہے چونکہ صرف تعریف  
 صحیح شکل و شمار مفرد خطوط کی بیان کرنی اور ترتیب جس میں حرفوں کو لکھنا چاہیے واضح دیکھنا  
 اور نگار ابجدی کے دستور پر حرفوں کو لغت میں تنظیم دینی کافی تھی اس سبب ضرور ہوا کہ سوا  
 جمع کرنے خطوط کی علیحدہ قسموں میں ہر خط کو جو جگہ بے تبدل اپنی قسم میں علی التسلل چاہیے  
 معین کیا جاوے یعنی بطور سلسلہ ابجدی کے ایک خط کو اپنی قسم میں پہلی جگہ ملے اور دوسرے  
 خط کو دوسری جگہ دی جاوے اور اسی طرح ہر خط کی جگہ موافق سلسلہ کے شخص ہووے  
 جس طرح حرف ا فارسی زبان میں قبل حرف پ کے ہے اور ب قبل حرف پ کے  
 واقع ہے ۱۰ الغرض اہل الفضل یعنی صاحب مدوح نے یہ سرشتہ مقرر کیا اور ذیل میں جو  
 قاعدہ تہجی کا اونکا نکالا ہوا مندرج ہے چاہیے کہ مبتدی اوسکو خوب یاد کرے اور طرہ طرح  
 کے تلفظ جو ہر خط کے ساتھ ہے زبان کی نوک پر رکھے یعنی ۱ چو۔ ہوا ۲ کیو۔ ری ۳ ح ای  
 اکوین ۴ کیوے ۵ ٹی ۶ نا ۷ اب بغیر وقت کے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس قاعدہ تہجی کی مدد  
 سے خانی حروف موافق ترتیب ترکیبی کے جو فارسی زبان کے الفاظ کے لیے مروج ہے  
 انتظام پاسکتے ہیں اور اسی معقول ترتیب ایک طریقہ ایک نو ترکیب دینے اور تحریر کرنے کا سہ  
 دستی کے مستنبط ہو سکتا ہے چنانچہ کتاب لغت فارسی میں لفظ ابرو قبل لفظ باری کے  
 اس لیے درج ہے کہ حرف نا جس سے ابرو کی شروع ہے وہ قاعدہ ابجدی میں قبل حرف  
 ب کے ہے جس سے باری کی پہلے شروع ہوتی ہے اسی طرح خانی حروف ۱۱ لغت  
 میں قبل حرف ۱۲ کے ہے اس لیے کہ وہ خط جس سے اوس حرف کا شروع ہے وہ  
 قاعدہ ابجدی مذکورہ بالا میں قبل خط چ کے ہے جس سے یہ حرف شروع ہوتا ہے ۱۳  
 جب دو فارسی لفظ ایک ہی حرف سے شروع ہوتے ہیں تو دیکھا جاسیے کہ دونوں کا دوسرا  
 حرف کون ہے اور موافق دوسرے حرف کی تقدیم کے ترتیب دی جاتی ہے چنانچہ لفظ  
 ابرو قبل لفظ آتش کے لغت میں درج ہے اس لیے کہ ابرو کا دوسرا حرف ب قبل

آتش کے دوسرے حروف ت کے قاعدہ ابجدی میں ہے اس طرح سے ختائی حروف  
جو حروف ابجد کی طرح ایک ہی خط سے شروع ہوتا ہے لیکن اس کے قبل لغت میں اس لیے درج ہے کہ  
پہلے لفظ کا دوسرا خط - قاعدہ ابجد میں قبل دوسرے لفظ کے دوسرے خط کے واقع ہوتا  
اگر دو فارسی لفظ کے دونوں پہلے حروف ایک ہی ہوں تو موافق تیسرے حروف کی تقدیم  
کے ترتیب دی جاتی ہے چنانچہ لفظ ابرو قبل لفظ ابنوس کے لغت میں اس لیے درج ہوتا  
کہ لفظ ابرو کا تیسرا حرف ر قاعدہ ابجد میں لفظ ابنوس کے تیسرا حرف ن کے قبل ہے  
اور بعینہ یہی حال ختائی زبان میں ہے غرض دو لفظ فارسی میں اگر تیسرا حرف چوتھا اور پانچواں  
حرف ایک ہی ہو تو چوتھے پانچویں چھٹے حروف سے آگے بڑھتے ہوئے آخری حرف  
تک دیکھنا ہوتا ہے جب تک حرف فارق نہ ملے اس طرح سے جب ختائی حروف کی  
ترکیب میں دو حروف ایسے ملتے ہیں جن کے تیسرے یا چوتھے یا پانچویں خط ایک ہی ہوں  
تو چوتھے یا پانچویں یا چھٹے خط لغایت خط آخر دیکھنا چاہیے تاکہ خط کی تقدیم موافق  
قاعدہ ابجد کے مستنبط ہووے جس طرح فارسی زبان کے تمام الفاظ کی مش  
قسمیں ہیں یعنی اصلی تقسیمیں شمار میں موافق عدد حروف ابجد کے ہیں اور اس طرح سے  
ختائی زبان کے بالکل حروف کی سات قسمیں سبب اسکے ہیں کہ ابجدی خطوط میں  
کہ اوٹکا آغاز ہے جملے میں سات ہیں ختائی حروف کو ابجدی ترتیب میں انتظام  
دینے کے واسطے ضرور ہے کہ ترکیب افونکی تحریر کی خوبتر معلوم ہووے اور اس سے  
صرف علماء واقفیت رکھتے ہیں لیکن جبوقت کہ ایک قسم وافر کے حروف کی ترتیب  
موافق قاعدہ ابجدی کے دی گئی اسوقت صرف اوس کی مدد سے اور بغیر کسی استناد  
کی استقامت کے ترکیب تحریر کی معلوم ہو سکتی ہے چنانچہ جملے سے فہرست حروف  
صہ نگذاڑ کے جبکا سیکھنا مبتدیوں پر اہم اور واجب ہم جانتے ہیں وہ قسم ہے حسین  
دس خطوط ہیں اور یہ قسم حروف کی اٹھارہ صفحہ سے اکتیسویں تک طبع ہو چکی ہے



الغرض جیسا کہ مذکور ہوا ترکیب میں پہلی جگہ ا و ن حروف کی ہے جو ابجد کے پہلے  
 خط سے شروع ہیں اس جهت سے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ خط ۱ ا و ن جو  
 جن میں غالب معلوم ہووے جو حجاب میں چھبیس ہیں قبل دوسرے سب خطوط کو لکھا جاوے  
 دوسرے درجے میں ا و ن حروف کو لکھا جائے کہ جو ابجد کے دوسرے  
 خط سے شروع ہیں اور اس بات کے معلوم کرنے کے لیے کہ کون سے  
 خط کو دوسری جگہ میں لکھا جائے یہ ضرور سنیں کہ موقع ہر حرف  
 کا نسبت میں ہر قسم حرف کے جس میں خطوں کے عدد برابر ہیں دیکھا جاوے بلکہ دیکھنا  
 چاہیے کہ وہ خط کون سی جگہ نسبت اور حروف ا و ن کی قسم کے رکھتی ہے یعنی بیچ ا و ن  
 حروف کے جن میں ایک علامت سب کے لیے عام ہے چنانچہ چھبیس حرف کے حلقے  
 جن کا شروع خط ۱ سے ہے آٹھ حروف میں دوسرا خط ۲ ہے اور آٹھ حروف میں دوسرا خط ۳ ہے  
 پانچ حروف میں دوسرا خط ۴ ہے اور چار حروف میں یہ خط ۵ ہے اور ایک میں دوسرا خط  
 ۶ ہے غرض اسی طرح حلقے سے اکیس حروف کے جو شروع خط ۷ سے ہیں تین حروف  
 میں وہی خط ۸ - موجود دوسری جگہ میں بھی ہے اور تین حروف میں دوسرا خط ۹  
 ہے اور دو حروف میں خط ۱۰ کو دوسری جگہ ہے اور تیرہ حروف میں دوسرا خط ۱۱ ہے  
 اسی طرح سے نسبت میں تیسرے خط کے صرف وہی حروف آسمین مثلاً ب سمجھے جائیں  
 جن میں پہلے دو خط ا و ن قسم ابجدی میں عام ہیں چنانچہ حلقے سے آٹھ پہلے حروف متعلق  
 قسم ۱ کے ساتھ حروف میں تیسرا خط ۱۲ ہے اور صرف دو حروف میں یہ خط ۱۳ ہے  
 الغرض اسی وضع کی تقریر سے وہ ترتیب جس کے مطابق دوسرے خطوں کو لکھنا چاہیے  
 معلوم ہو جائیگی اور غیر دیار میں بھی اصل حقیقت طریقہ تحریر کا جو ختام میں صرف شوق کروا  
 سے سکھایا جاتا اور جس کے سبب غرض وضعی اور خوبصورتی بلکہ اگر کہتے تو بہت حقیقتی  
 حروف کی حاصل ہوتی دریافت میں آسکتا ہے اور خود اہل خدائے بے خبر ہونے

اس طریق ابجدی سے جو کہ حروف کی تقسیم درست جاننے کے واسطے ضرور دہنے اپنی کتب لغت میں بہت سے حروف کو غلط ملط کیا ہے اور صرف اسی وجہ سے کہ اول میں خطوں کی عدد برابر ہے ایک جگہ پر انکو جمع کیا ہے لیکن اسی سبب اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دوسو حروف ایک قسم کے خواہ مخواہ دیکھنے پڑتے ہیں تب کہیں جس حرف کی خواہش ہے نظر آتا ہے اور اگر اس تلاش میں ذرہ سی طبیعت بہٹ گئی یا شمار کرنے میں خطوں کے سہو ہو سے تو اپنا مطلب فوراً خبط ہو جاتا ہے جب کہ یہ حال ہے تو تعجب نہیں کہ بہت کم تر لوگوں کو استعداد فاضلہ ختائی زبان میں ہوتی ہے اور وہ بھی محنت مشاق سے اوسکو حاصل کرتے ہیں یہاں تک راقم تاریخ چین ہذا نے پادری صاحب مدوح کی کتاب کے آٹھویں باب کا ترجمہ کیا اب لازم ہے کہ ایک باب جو ختائی حروف کے معنی کے بیان میں انہوں نے لکھا اور اپنی تصنیف میں دسواں باب قرار دیا ہے ترجمہ ہووے پادری صاحب مدوح یہ فرماتے ہیں کہ مخفی نہ ہے کہ اکثر ختائی حروف کے دو معنی ہوتے ہیں ایک وہ معنی مفرد جو ہر فرد حرف سے متعلق ہے اور دوسرے وہ معنی اجماعی جو دو یا تین یا چار حروف کے ایکجا ہونے سے پیدا ہوتا ہے اگر قدیم کتابیں ختائیوں کی دیکھی جاویں تو ظاہر ہووے گا کہ اوائل میں ہر حرف کا ایک معنی خاص یعنی حقیقی اور غیر مجازی مطابق ختائی حروف کے قاعدے کے جو حقیقت میں قاعدہ نقش معنی یا صوت گذار ہے مشہور تھا لیکن جس حال میں ختائیوں کی طبیعت شاعرانہ تھی مثیل دوسری شرقی قوموں کے نفرت سیدھی سادھی تقریر سے کی تو حروف کے معنی حقیقت سے گذر کے طرف مجاز کے رجوع کیے گئے اور بعض حروف کا استعمال بیان تکمیل اور یہ معنی میں کیا گیا کہ قسم صوت گذار سے وہ متعلق نہ ہے پھر غرض یہ خاصیت مفردی اور مجازی حروف کی جو قدیم ایام کی وجہ تقریر سے پیدا ہوئی حقیقت میں عیش اوس صحت اور قوت اور تقریر کی رونق کا ہے جو ختائیوں کے قدیم مذہب کی کتابوں میں

قابل پسند کے ہوتے لیکن اسی سبب سے ابہام کو جگہ ملی اور درست لہجہ کی حاجت ہوئی اور عوام کے ذہن میں سائنس بنائی جاسکی سہیل سے رفتہ رفتہ تبدیل حرفوں کی معنی مفرد سے معنی اجمالی کے ساتھ ہوئی خلاصہ یہ ہے کہ خاصیت ختائی زبان کی جو اوائل میں مفرد لہجے تھی بدل گئی اور اس سبب اجزائے تقبی ہر کلمے میں کثیر ہوئے اور سہیل کا تفسیر ایک جہت سے بہت سی تہوں تک اور شرقی زبانوں میں زیادہ تر نظر آتا ہے جنکو اپنے ماخذ و منبع سے زیادہ دوری ہے اور خیکے بولنے والوں میں جہل باقی نہیں رہا ہے بہر کیف آیات اخیر میں ختائیوں نے اکثر دو کلمہ مفرد لہجے کو ملا کر استعمال کرنا شروع کیا یعنی ایک حرف کی جگہ میں دو حرفوں کو واسطے بیان ایک مقصد مفرد کے استعمال کیا اور عموماً ایسا ہی ہے کہ دو حرف اجمالی سے وہی معنی نکلتے ہیں جو انکو جدا کرنے سے ہر ایک کا معنی ہوتا ہے اور اس صورت میں سمجھا جاسیے کہ دونوں حروف تصریح ایک دوسرے کی کرتے ہیں لیکن چونکہ اکثر ایسا ہے کہ دو حرف اجمال کو جدا کرنے سے ہر فرد کے معنی کو اجمال معنی سے نسبت نہیں رہتی ہے اس سبب سے دعویٰ ہمارا ہے کہ اس طرح کے مجمل حروف کو الفاظ ذویہ اور لامکن التفریق کہنا چاہیے چونکہ ختائیوں کی زبان تحریر اور پر زبان تقریر کے معنی ہے اس جہت سے کیسا ہی اجمال حروف کا کیوں نہ ہو اولوں کو گون کو وقت سمجھنے میں نہیں ہوتی ہے برخلاف اسکے اہل فرنگ اور دوسرے غیر ملکیوں کو جو زبان تقریر سے واقف نہیں انکو تمیز کرنے میں درمیان الفاظ ذویہ اور ایک ہجے کے بہت سی وقتیں سبب ہوتے علامات حمیر و فارق کے پیش آتی ہیں اسی سبب اکثر ترجمہ سبب جو ختائی کتابوں کا موجود ہے انہیں بہت سے مقام پر حصف کے مطالب کے خلاف ہے اور جس حال میں موافق بھی ہوتا تو انانہ عبارت کا انوٹھا اور کوڑھب نظر آتا ہے اور اس بے سلسلے پر کو ناواقفیت مترجم کی طرف نہ کہ اصلی ذہن ختائی کی طرف رجوع کرنا مقتضایہ انصاف ہے و چونکہ فقہ و سنن بابکچ بیان

اوس ترتیب کے ہے جسکے مطابق پادری صاحب مدوح نے اپنی تصنیف کو مرتب کیا اس  
 لحاظ سے مولف تاریخ ہڈانے اوسکا ترجمہ لایفیع سمجھا عرض بارہوان باب قابل ملاحظہ ناظرین  
 تاریخ چین تصور ہوا اور اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ واسطے زیادہ ترقی کرنے بیچ تحصیل ختائی زبان  
 کی تحریر یا تقریر کے ضرور ہے جیسا کہ دوسرے علوم کی تحصیل کے لیے چاہیے کہ اول ہین  
 اور دوسرے محنت اور توجہ تحصیل میں کیجاوے اور چونکہ طریق پڑھنے کا ترقی جلد یاد دیر پاکا  
 باعث ہو سکتا ہے اسواسطے چند باتیں قابل غور و التفات کے بیان کرنا چاہیے پختائی  
 مکتب خانوں میں لڑکوں سے کسی چھوٹی کتاب کے حرفوں کی نقل درستی کے ساتھ پہلے  
 کروانے ہین تاکہ قبل آگاہ ہونے اونکے تلفظ یا معنی سے آشنا اونکی شکل و صورت سے  
 ہووین جب حرفوں کو صفائی سے دے لکھ سکے ہین تو تلفظ سیکھتے ہین اور موافق معلوم  
 عبارت بتلانے کے اوسیکو کئی بار لکھتے اور پڑھتے ہین جب کہ شکل اور تلفظ خوب معلوم  
 ہوتے تو معنی سے آگاہ کیے جاتے اور وہی چھوٹی سی کتاب جسکی کئی دفع نقل ہوئی اور جو یادگی گئی  
 تھی ترجمہ ہوتی ہے عرض بعد اوس کتاب کے دوسری ایک جہین چند حروف نئے ہین اوسطرح در  
 میں آتی ہوں اور یہی طریقہ عام ہر لیکن جس حالت میں کہ طالب العلم کو ارادہ مرتبہ فاضلانہ حاصل کرنیکا  
 ہوتا تو اوسکو بہت سی کتابوں کا درس طریقہ لینا ہوتا تاکہ زیادہ حرفوں سے آشنائی اور مضامین  
 بلند سے آگاہی پیدا ہووے ہذا اس طریقے کے عیوب کو ثابت کر نیکیے لیے اتنا ہی کہنا  
 کافی ہے کہ اولاً اوس تین دفع کے پڑھنے اور نقل کرنے میں اوقات بہت ضائع ہوتی ہے  
 دوسرے یہ کہ لڑکوں کو صرف حروف اور اونکے تلفظ کو بغیر معنی کے اتنے دن تک پڑھانے  
 سے طبیعت بسبب معطل ہونے حصول مطالب سے خواہ مخواہ کند ہو جاتی ہے اور تیسرے  
 یہ کہ ترتیب حروف میں ابجدی قاعدہ کے موافق ترقی ساتھ تدریج کے نہیں کیجاتی ہے اور  
 اکثر دفع مشکل اور پیچیدہ حروف لڑکوں سے روز اول میں لکھائے جاتے ہین اور اونکے لیے  
 یہ بات بسبب واقعہ ہونے اون اجزائے تجزیہ سے جن سے حروف مرکب ہین زیادہ تر

مشکل ہے جبکہ تعجب کی ہے کہ باوصف اسکے کہ اہل ختا ہمیشہ سے علم کے راغب ہیں لیکن یہ بد طور پڑھنے کا قدیم سے آج تک مروج ہے غرض جبکہ خود فرنگستان میں بہت سے عیوب تحصیل علوم کے طریق میں بہنوز موجود ہیں تو کہنا دشوار ہے کہ یہ دونوں طریق بد کے درمیان کسپر جبل کا اطلاق زیادہ کیا جاسکتا ہے الغرض درمیان اہل فرنگ کے جو ملک ختا میں اور تحصیل زبان کے جاتے ہیں کئی طور پڑھنے کے مقرر ہیں لیکن اکثر درست نہیں چنانچہ کوئی شخص تحریر قبل تقریر کے سیکھتا ہے اور بعض برعکس اسکے تقریر حاصل کر کے حرفوں کے لکھنے کیطرت متوجہ ہوتے ہیں اور بعض شخص کتابی حرفوں کی صرف صورت سے آشنائی کرنی کافی جانتے ہیں و بعض برعکس اسکے کتابی حرفوں کی تتبع حد سے زائد کرتے ہیں اور بعض جو حروف کو اپنے نزدیک نہایت کم استعمال جانتے صرف او نہیں کو یاد اور ہر جگہ استعمال کرتے اور بعض برعکس اسکے قصد یا لکل لغات کی یاد دہن کرنا کرتے ہیں اور بعض پہلے دو سو چودہ حروف مصدری نوک زبان کر کے قصد ختائی لغات کی بد سے ترجمہ کرنے لگی کتاب ختائی زبان کا انگریزی میں کرتے ہیں الغرض پڑھنے کے انہیں بطریقوں کے باعث سے ختائی زبان میں فضیلت کمتر لوگوں کو ہوتی ہے اور اوسکی تحصیل میں مشکل پیش آتین ہیں یہ قاعدہ اس زبان کی تحصیل کا کہ جواب ہم بیان کرتے ہیں اوسکو ہم نے اپنے استاد پادری گنسا کو نیز صاحب سیکھا ہے اور اوس میں جو تغیر اور کم و بیش لیب اپنے اور دوسروں کے تجربے کے مناسب معلوم ہوا ہے کیا گیا ہے غرض جب پڑھنا شروع ہوتا لازم ہے کہ تحریر اور تقریر ایک ساتھ ہی سیکھی جاوے تاکہ مبتدی اول لفظوں کو جو پڑھتا ہووے تحریر کر سکے کیونکہ تجربے سے ظاہر ہے کہ الفاظ اور اون کے معنی سب اگر اون کی علامت ممیز کے نقوش ذہن میں رہیں خوب یاد رہتے ہیں اور اس طرح اگر نقوش سے خوب آشنائی ہووے گی تو معنی سے بھی آگہی رہیگی دوسری بات یہ ہے کہ کسی مخصوص حرف یا لفظ سے شروع کرنا چاہیے بلکہ اوس سلسلہ حروف سے جس میں بصورت اجماع

ختائی حروف کے بالکل اجزائے تھے ایک جانی ہو دین سوائے اسکے فہرست اصلی حروف کی جو  
 ہم نے اپنی کتاب میں داخل کی ہے سب سے بہتر سلسلہ ہے کیونکہ تدریج کے ساتھ دقتیں پیش کی جاتی ہیں  
 ہیں اور سوائے ان حروف کے جو صد ہا مرتبہ کتابوں میں ملتے ہیں درج ہونے کے بسا اظہار  
 نما اور مقصد ناخکے باہم مرکب ہونے سے تمام حروف کی ترکیب دیجاتی ہے اس میں موجود ہیں \*  
 اس امر کے لیے ہمارے استاد کنسا لونیر صاحب کا حروف تہجی زیادہ مفید نہیں کیونکہ اس میں  
 اتنے حروف قسم دوم کے اس طوالت کے ساتھ ہیں کہ ان کو یاد کرنے میں بہکاوہ دیتے ہیں گویا  
 ثابت قدمی سے اخیر تک نہیں سیکھیں گے یہ کہ جب وقت شکل ہر حرف کی یاد کی جاتی ہے  
 تو ساتھ ہی اس کے کسی ختائی عالم سے اس کا تلفظ بھی سیکھنا چاہیے غرض زیادہ اعتماد نہ اس کی کیا  
 و نہ اپنی دانست پر کمر نا چاہیے کیونکہ کثر ختائی ہیں جو اپنی زبان کے بالکل الفاظ کے تلفظ کو ساتھ  
 مخرج صحیح کے ادا کرتے ہیں اور اہل فرنگ سے شاذ ایسے لوگ ہیں جو ختائی حروف کی ترکیب سے  
 آگاہ ہیں اس جہت سے مبتدی کو لازم ہے کہ ہم نے جو قاعدہ تہجی کا مقرر کیا ہے اسی پر عمل کرے  
 اور ہر شے ساتھ خور کے دیکھے کہ درمیان ہر لفظ کے بسا اظہار صوت نما کے اور وہ حروف جو علامت  
 صوت ہیں نسبت درست مطابق قواعد جو اپنی تصنیف کے نوین باب میں ہم نے درج کیے ہیں  
 واقع ہے یا نہیں \* چوتھے یہ کہ جب کوئی حرف سیکھا جائے اس کو ختائی قلم سے لکھنا ضرور ہے  
 اور بعد اس کے مطابق لکیر و ن کی ترتیب کی یاد سے اس کی تحریر کرنی چاہیے ورنہ جلد اس کی سہو  
 ہو جائیگی بلکہ کبھی اس سے اچھی طرح واقفیت نہیں ہوگی \* پانچویں یہ کہ تحصیل کی ابتدا میں  
 واسطے درست سمجھنے اس امر کے کہ کن لکیر و ن سے کوئی حرف مرکب ہے مبتدی کو لازم ہے  
 کہ حرفی مثالیں جو چھٹے باب میں لقب سے کیا تری کے ہم نے دی ہیں انہیں سے ہدایت کیوں  
 اور لقب سے سنتری کے اسی باب میں جو حروف درج ہیں ان کو نہ پڑے کیونکہ اکثر ان کی  
 لکیریں ساختہ اور قاعدہ سے زیادہ ہوتی ہیں \* چھٹی بات یہ چونکہ خوش آئین نہیں ہے کہ سحر  
 تک حروف بغیر مرکب معنی کے پڑے جاویں اس سبب سے ہم نے اپنے سلسلے میں بعض حروف



جو ایک خانی فاضل نے حروف اصلی اور ہند راجی جمع کر کے ترتیب دی ہے داخل کیا ہے تاکہ شروع تحصیل کے دوسرے ہی روز مبتدی کو خانی عبارت سے بغیر جانتے زیادہ حروف کے آگاہی ہو جو وقت کہ مبتدی سلسلہ حروف کو جو ہم نے مقرر کیا اسطرح یاد کر گیا کہ معاکسی مرکب حروف کے دیکھتے ہی پہچان لےوے گا کہ کسی قسم علامت صوت سے وہ ہے تو بعد اوس کے مبتدی وسیلے سے ہمارے قاعدہ علامات صوت گزار کے اول حروف مرکب کو خشک و جانا باقی رہ گیا چچ جو اب سوال سے جو کسی سہل کتاب میں موج بہن تلاش کر کے کمال لیو گیا اور اگرچہ بعض حروف مجموعہ جلد سمجھ میں نہ آویں اور ان کی تصریح کے لیے ایک شرح چاہیے طویل تراوت سے جو ہم نے اس کتاب میں دی ہے تو مبتدی کو لازم ہے کہ کسی بڑی لغت سے رجوع کرے یا اینہم صلاح ہماری یہ ہے کہ اقسام علامات صوت گزار کی طرف توجہ کم نہ ہونے پاوے کیونکہ ہمیشہ اگر ان کا لحاظ مقدم رہ گیا تو استناد جو علامات صوت گزار کے تلفظ میں واقع ہوتے ہیں اور مناسبات معنی کے جو کہ در میان اول حروف کے جو ایک ہی علامت صوت سے شروع ہیں پائے جاتے ہیں رفتہ رفتہ ذہن نشین ہو جائینگے علاوہ اسکے ہماری صلاح یہ ہے کہ مبتدی روزمرہ کے حملوں کے سوار نگین اور متین یاد کرے تاکہ تقریر کرنے میں طاقت اور کتاب پڑھنے میں سہولت ہووے آخر الامر اتنے زیادہ کوئی بات مفید نہیں کہ پادری گنسالونیر صاحب نے خانی زبان کی جو صرف و نحو لکھی ہے اسکے دفتر دوم کا درس ہو کیونکہ اوس سے بہتر کوئی کتاب اچکے زمانہ تک نہیں چھپی الغرض اس طریقے پر عمل کرنے سے مکمل یقین ہے کہ متوسط طبیعت کا آدمی بھی چار پانچ برس کی محنت میں خانی تصنیفات کے ترجمہ کی لیاقت پیدا کر سکتا بلکہ بعض خانیوں سے زیادہ حروف کے مناسبات کی شناخت حاصل کر گیا پادری صاحب ممدوح کی اس عبارت سے جو ارقم نے ان کی لائین کتاب سے ترجمہ کیا ہے تاکہ اہل ہند کو خصوص ناظرین تاریخ چین کو خانی زبان کی حیثیت معلوم ہووے صاف ظاہر ہووے گا کہ خانیوں کی تحریر اور تقریر حاصل کرنا امر دشوار ہے غرض جنہوں نے جدوجہد و مشقت شاقہ سے حاصل کیا ہے مداح ہیں کہ ان کی کتابوں میں

مضامین دلچسپ اور رنگین علی الخصوص نصیحتیں مختصر و متین پائی جاتی ہیں جو باوصف اسکے کہ تاریخ میں ایسا ضرور نہیں کہ کسی ملک کے حالات کے بیان میں وہانکی زبان کی صرف و نحو کی تقریر و ج کی جاوے لیکن راقم نے اس باب کو اتنا طول دیا تاکہ کسی ادا کو خواندہ کو حجت ہو

## تیرہواں باب

ختائی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی آرائش اور باغات

اور چین و غیبہ کا بیان

خداوند عالم کی حکمت اور کریمی کی یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ طبائع مخلوقات مختلف ہیں سبب سے ہر ملک کے لوگ اپنے وطن کی طبعی چیزوں کو سب پر سبقت دیتے اور ہمیشہ و نظیر سمجھتے ہیں اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو افسردگی و ناصبری سب کے دہنگیر حال ہوتی جتنی اپنے کانے رنگ کو دیکھتا اور گرہتا اور ایرانی اور فرنگستانی کی سرخ و سفید بدن کو دیکھ کر رشک کرنا غرض ہر گاہ کی یہ عنایت اونکے حال پر ہے کہ فرنگی کی رنگت رنگی کو اتنی بد دکھائی دیتی ہے کہ شیطان کی تصویر جب دے کھینچتے ہیں سپید رنگت میں اور سیطرح انگریز بھی رنگی کی صورت و رنگت میں کو دیتے ہیں غرض سیطوریہ ختائی سب چوٹی چنڈھلی آنکھ اور چپٹی ناک اور بڑے کان کو حسین جانتے ہیں اور ایران و فرنگستان اور ازمن اور ہندوستان کے جمال کو نا پسند کرتے ہیں چنانچہ اونکا قول ہے کہ مرد کے واسطے حسن یہی ہے کہ پیشانی بلند اور وسیع کلا بھرا اور بھاری ناک نہایت چوٹی اور چپٹی اور دونوں کان بڑے بڑے اور لٹکے ہوئے اور جسم میں گہرا پیٹ تندیلہ اور ہاتھ پانوں بڑے بڑے ہووین اور عورت کا کمال جمال یہ ہے کہ آنکھ چوٹی لیکن سیاہ اور چمکتی ہوئی ہو اور بال اور بھوین سیاہ ہوں سر میں بال گھنے اور لمبے لیکن بھٹوں میں کم اور اس انداز سے کہ کمانین معلوم ہوں اور قد منجھولا اور جسم گداز پیشانی اور دہانا متوسط اور ناک چوٹی اور چپٹی اور آنکھیں فاصلے پر اور کان بڑے بڑے لیکن پانوں نہایت چوٹے بلکہ تمام خوبصورتی ایک طرف اور فقط چوٹے چوٹے پانوں کو ایک طرف سمجھتے ہیں دستوراً اور

جنہا کے جس سرانہیں ریت کہ لڑکی جب ہوتی ہے اس کے دونوں پانوں پر وحی لپیٹ کے جیشہ باندھ  
 کہتے ہیں اور ولادت سے تا بلوغت بلکہ جب تک قوت نامیہ باقی رہتی ہے تب تک کپڑے  
 کی اچی چھری رہتی ہے اس تدبیر کا حاصل یہی ہے کہ جوان عورتوں کے پانوں چار پانچ انگلی سے  
 زیادہ کہی بڑھتے نہیں غرض چلنے پھرنے سے ایک نوع معذور رہ جاتی ہیں اور بے تکلیف شدید کے  
 کیا وٹل کہ جلد یا بے سہارے کے چل سکیں لیکن باوجود عمر بھر کے چلنے کی معذوری کے اس امر کا  
 ایسا خبط او نکتہ ہے کہ عورتیں خوشی تمام سب گوارا کرتی ہیں اور غریب غربا کی بہو بیٹھوں اور  
 گمانوں کی دہقانہ عورتوں کو اس لیے حقیر جانتی ہیں کہ ان کے پانوں بدستور حیوانات موافق انداز  
 تو اسے جسمانی کے ہوتے ہیں اور جس طرح چوٹے پانوں اشرف عورت کا نشان ہے اسی طرح  
 پر مردوں میں ماتہ کی انگلیوں کے ناخنوں کو چار یا پانچ انگلی بڑھانا گویا شیر کا چنگل دکھانا غصہ  
 سجاہت ہے اور اریاب علم اور امر اس کے ناخن بڑے رہتے ہیں تاکہ طاہر ہو سکے کہ وہ  
 اپنے حق سے نہیں ہٹیں کیونکہ محنت کش لوگ جو دستکاری کی روٹی کھاتے ہیں وہ لائے  
 ناخن نہیں رکھ سکتے یہ دستور یعنی پانوں کو چھوٹا کرنا قریم سے ہے اور سبب اس کی بنیاد  
 گویا گویا ہے اور بعض صاحب تصنیف کچھ کہتے اور بعض ارباب تاریخ اختلاف روایت بیان  
 کرتے ہیں غرض بندے کی عقل ناقص میں یہ ہے کہ عورت کو زیادہ بے پرواہ اور بیت  
 و پار کرنے کے لیے داناؤں نے چمکت رکھی ہے القصہ اس طرح کے پانوں خانی بہت حسین  
 ہوتے ہیں اور بعض لڑکیوں کے پانوں پھول اور پک کر سر بھی جاتے ہیں لیکن ان کی ہائیں بھونکا  
 یا نہ منا موقوف نہیں کرتیں اور کستی میں کہ جان جاوے مگر شرافت میں بٹانہ آوے چونکہ  
 مملکت ختا بہت وسیع ہے اور اب دھوا اور تا شیر سرزمین میں اختلاف ہے  
 اس لیے وہاں کے باشندوں کی رنگت میں بھی فرق ہے چنانچہ دکن کی جانب  
 کے ملکوں کے رہنے والے چمپی رنگ کے ہوتے اور شمال کے باشندے مثل  
 ترکستانیوں کے نہایت سرخ و سفید ہوتے ہیں اور چودہ پندرہ برس کے سن تک لڑکوں

گالوں میں گلاب کے پھولوں کی رنگت اور لطافت ہوتی ہے یہ مردوں کی پوشاک کی قطع یہ ہے کہ ڈھیلے پاجامے پانومین اور اوپر سے امرامحل یا ساٹن کے موزے چڑھاتے ہیں لیکن غربا بد قطع جو ناموٹے موٹے تلیوں کا پہنتے ہیں اور چوٹے بڑے سب پیراہن کے طور پر ایک کرتا گھٹنوں کے نیچے تک لٹکتا ہوا پہنتے ہیں غرض استینوں میں فرق ہے کیونکہ اسیروں کی استینیں چوڑی چکلی گھیردار ہوتی ہیں اور اہل حرفہ اور دوسری قسم کے غربا کی استینیں چست ہوتی ہیں اور ستورات کا بھی لباس اسی قطع کے قریب قریب ہوتا ہے مگر کمر بند کا رواج فقط مردوں میں ہے اسکی رنگت اور وضع خاص و عام میں شناخت ہے اہل حرفہ اگر ریشم کا پتہ پھینکے تو مارکھائیں اور کے واسطے سوئی چاہیے اور بڑے آدمیوں کے کمر بندوں سے ایک بینی پاک اور غذا کرنیکی قمچیان یا تھنی دانت کی اور چھرا جبکہ میان پر تکلف اور سیاہ ہوتا لٹکتا رہتا ہے اگر میوں میں بڑے آدمی ریشمی کپڑے اور متوسطین سوئی پہنتے ہیں اور غربا فقط پاجامہ اور سرو یا برہنہ پھرتے ہیں اور جاروں میں امرامحور کے لبادے اور ریشم کے گدیے پہنتے ہیں اور غربا بھیڑی کے روئین والے چمڑے کے اندر روئی بھر داتے اور جارا بخوبی کاٹتے ہیں۔ عید اور خوشی کے اور ایام عبادت کے سوا لباس تکلف کا پھنا واجب التفسیر ہونا ہوتا ہے غرض درباری پوشاک جو جلوس کے روز امرامکبار پہنتے ہیں وہ بہت قیمتی اور قابل دیکھنے کے ہوتی ہے لیکن ہم لوگوں اور سندوستانیوں کی آنکھوں میں ان کے تمام لباس کی قطع بد نما معلوم ہووے گی جس طرح ختائی سب انگریزی پوشاک کو دوکھتے اور حیرت کرتے ہیں کہ اس چست لباس میں ہم سب کس طرح چلتے پھرتے ہیں اور اسی سے ثابت ہے کہ انسان کی جبلت میں خود پسندی ہے اور بڑے سے بڑا شخص اوروں سے آپکو اچھا جانتا ہے۔ بارش کے ایام میں امرا اور شرفا ایک قسم کا نہایت خوبصورت چوپی کے موم جامے کا لبادا دوسرے کپڑوں پر سے اوڑھ لیتے اور فرنگستان میں جو لبادا اسی مصرف کا مروج اسکا نمونہ ختائے ماتہ آیا ہے اور پانی سے حفاظت کے لیے اس سے بہتر ترکیب کم ہے غرض یہ چیز قیمتی ہے

لیکن غربا کے لیے ایک قسم کی بیل سے بالاپوش بناتے ہیں اور اس سے موم جامے کی طرح ہا  
 بے حفاظت ہوتی ہے اور امیر موم جامے کے گھیرا ٹوپیان پہنتے ہیں غریب اسی گت کی ٹوپیا  
 ٹوپیان بناتے اور برسات میں پہنتے ہیں + اسی فصل میں راقم نے لکھا ہے کہ لباس کا رنگ  
 مطابق قانون کے ہر درجے کے آدمی کے لیے مروج ہے غرض ٹوپی بھی قسم قسم رنگ اور  
 تیار سی کی ہر رتبے کے لیے معین ہے لیکن ٹوپی پر ایک گول گھنڈی اور مہین لیشم کے لچھے  
 کا لال جھبا آویزاں ہوتا اور چاروں طرف چھکار تھا ہے یہ تو سب خاص و عام کے لیے  
 لازم ہے لیکن ساٹن کی ٹوپیان صرف امرا اور ارباب علم کے لیے اور چوٹی کی عوام  
 کے واسطے مقرر ہیں + قبل مانچو تاتاری کی یورش کے خانی تمام سرین بال رکھتے تھے ضبط  
 گمہ اور برما جو را باندہ تھے ہیں غرض اپنے دور میں تاتاریوں نے اپنے ہی دستور جاری کیا حالانکہ  
 اور دستورات خا کے ہر طرح سے خود مقلد ہوئے لیکن اس بات میں اونکو ایسے ہی ضد  
 آگئی کہ بال کے چھپے لاکھوں کے سرکٹ گئے اور خانیوں نے بھی جب دیکھا کہ اپنی رسم کے  
 موافق بال رکھنا وبال ٹورنا ہے اور بے بال لا وبال رہتے ہیں اونہوں نے چاروں  
 طرف سرند واکے چوٹی رکھی اور بعد چند روز کے ایسی قدر او سکی پھیلی اچور او چکے کی بڑی سڑا  
 چوٹی کاٹنے کی ہوئی اور اب مثل تاتار کے خانی خانی لڑکے اور نوجوان لال مبات سی چوٹی  
 کو گوندتے اور لال بھینا لٹکاتے ہیں اور بوڑھے اور ستھ سب سیاہ مبات کی رسم تری ہیں  
 اور ایام غم میں جب کسی بزرگ کا انتقال ہوتا ہے خانی چوٹی کو کھولے رکھتے اور نہ جھارتے  
 ہیں اور نہ تیل دیتے ہیں اور نہ گوندتے ہیں + سپیلیاس ختا کا ماتمی لباس اور موٹا اسے کہی  
 اختیار نہیں کرتے اور اس وقت ٹوپی میں سے سرخ جھبا نکال لیتے اور کپڑوں میں سوئی گھنڈیا  
 لگاتے اور کرتہ اور پاجامہ اور کمر بند موٹے لپٹکا پہنتے ہیں اور اس ایام میں امرا اور غفور کے  
 اقربا اور خود غفور بھی اگر او سکی والدہ کا انتقال ہوے سو اسیلی گزی کے کوئی خیر لیشم کی مہین  
 پھنسا + بھر منہ کے خانی عورتیں سارے بدن بلکہ ہاتھوں کی انگلیوں کو ڈھاپتیں ہیں اور

لباس اونکے مرد کی طرح ایسے ڈھیلے بنتے ہیں کہ ظاہر کے اعتبار سے کسی عضو کا حسن اور قبح درخت  
 نہیں ہوتا ہے اور پوشاک جس رنگ کی چاہتیں ہشتین ہیں لیکن پیسوں میں سیاہ اور نافرمانی کا  
 رواج ہے یہ مردوں میں صفائی کم ہے لیکن مستورات ہر روز غسل کرتی اور پوشاک بدلتی ہیں اور  
 گنٹھوں سنگار کرتی ہیں اور حسیطہ فرنگستان کی بعض عورتیں گالوں اور لبوں پر ایک  
 چیز کو جسے روڑ کہتے ہیں خوبی کے لیے ملتیں ہیں اور ہندوستان میں سٹی اور سرمہ لگانے  
 اور پان کا لکھنا جاہاتین ہیں ختامین بھی بڑی اپنی صفت ذات سے باہر نہیں اور انواع طرحی  
 دلفریب بناؤ کرتی ہے اور بلبل وچ کے عاشق کرنے کے لیے اپنے رخسار مثل گلاب کے پھول  
 کے بناتی ہے اور طبیعت کے بھونسے کو بوجھانے کے لیے لبوں کو کلی کی طرح رنگتی اور جلد پر ایک  
 قسم کی مٹی سے سپیدی نہایت خوش نمائند کرتی ہے اور ایک نبات کے پتوں کا عرق ملا کر اس  
 سے کھلانے گلاب کی پتی کی رنگت تمام جلد میں پھیل جاتی ہے اور کھف اس رنگ کا یہی ہے  
 کہ پانی سے بھی نہیں چھوٹتا اور نہ دھوپ میں مطلق تبدیل ہوتا ہے بہت قسم کے روغن اور  
 اُبٹن جلد کو ملین اور بویا کرنے کے لیے عورتوں میں صرف ہوتے ہیں خصوصاً قسام عطر اور  
 خوشبوئی سے خانیوں کو بہت ذوق ہے اور جسکو کچھ بھی مقدور ہے اس کے یہاں شب  
 روز اپنی حیثیت کے موافق صندل یا اور کم قیمت خوشبو لکڑیاں سلگتی رہتی اور سارے  
 گھر کو معطر رکھتے ہیں یہ حمام کا رواج آگے خاص و عام میں تھا لیکن رفتہ رفتہ موقوف ہو کر  
 اب فقط فغفور اور افق کے عزیزوں اور امراء کے کبار کے محل سراؤں میں رہ گیا ہے ہاں کہ  
 گھرانے کے فغفور سب بڑے عیاش تھے اور ان کے محلوں کے حمام اور حوضوں کی عجیب  
 نقلیں ہیں چنانچہ فغفور یا نگٹی جو ایک سواٹھاسی برس قبل حضرت عسیٰ کی آمد کے تحت خیاں  
 بیٹھا تھا اس کے محلوں میں سنگ مرمر کے تالاب تھے اور اس میں مچھلیاں اور طین گل کی  
 بنی ہوئی چوٹی رہتی تھیں اور ہزاروں رنڈیاں خوشبو اُبٹن مل کر نہایت اور مچھلیوں اور  
 لچلوں کے سہارے سے پیرتی پھرتی تھیں ان کے غسل کے وقت تمام دارالارزہ



خوشبو پھیلی تھی اور جب پانی کو بدلنے کے لیے اون حضوں کا منبع کھول دیتے اور شہر کی  
نہروں میں پانی بہاتے تھے تو عوام اپنے گھروں کو معطر کرنے کے لیے کھڑے بھر بھر کے  
لیجاتے تھے اور اسی گہرائی کی بگیا توں کو بیش بیش شہر حمام اور اسکے لوازم کے خرچ کے  
لیے ملتے تھے خاص خانی عورتیں بہت نازک مزاج اور لطیف طبیعت ہوتی ہیں اور دو ایک  
ولندیزی اور انگریزی مسافروں نے جو روایت کی ہے کہ اونہوں نے چچین میں خانی عورتوں  
کو برسر بازار قلیان پیتے دیکھا ہے یہ اونکی غلط فہمی تھی کہ تاتارا اور ختا کی عورتوں میں اونہوں نے  
تمیز نہیں کی کیونکہ خاص خانی مستورات گھر سے باہر نہیں نکلتی ہیں اور تاتار کی عورتیں جہاں  
چاہتی ہیں پڑی پھرتی ہیں اور چونکہ ہر ملک کی مستورات کی شریعت مردوں کے خلاف ہوتی ہے  
اون لوگوں نے اپنے صحرا کی قدیم رسموں کو اب تک مروج رکھا ہے باوجودیکہ اونکے مردوں  
نے اکثر دستورات ختا پر عمل کیا ہے۔ ختا میں مکانات ایک طبقے سے زیادہ نہیں بناتے  
اور جب انگریزی شہر و نکا نقشہ اوس ملک کے لوگ دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فسوس  
خدا نے تمہارے ملک میں ایسی تھوڑی زمین دی ہے کہ ہوا میں چڑھ کے تمہیں رہنا ہوتا  
اور ہمیشہ کی آمد و رفت میں ہر روز مرگ مفاجات کا سامنا رہتا ہے جب قول اونکا یہ ہے  
تو ظاہر ہے کہ دو منزلہ مکان وہ ہر آئینہ اپنی طبیعت سے نہیں بنائے گئے اگرچہ اجازت بھی اوجھ  
ہو وے لیکن ختا میں کوئی اونی سا امر بے دستور اور قانون کے وقوع میں نہیں آتا اور گھبرا  
ہوا ملکہ تو بہت سنگین ہے اور ایسی کچی بات نہیں کہ جسکا جو جی چاہے سو کرے کیونکہ  
شہر کی قطع بگڑ جائے اور ہٹکوں اور نہروں کی روش میں خلل واقع ہو وے۔ دکن کے  
رخ تمام مکان اس ملک میں ہوتے ہیں اور دالان اور دروازے اور دوسرا بال اور کھڑیاں  
اور نگہبانی اور باغ اور شاگرد پیشے کے مکانات اور بودی خانہ اور توشک خانہ تمام  
کار خانات کے مکانات سب اپنے اپنے انداز سے وسیع اور استحکم بنتے ہیں اور ان کی  
پشت پر مجلس رکی بنا شاہراہ کے چچے کی طرف ہمیشہ ہوتی ہے تاکہ رند یوں کے جہانکے اور

راہ گیروں سے انکھین لڑانے کی نوبت نہ پہنچے اور مرد اس نے اور زنانے مکانات کے ہر چارٹر  
ایک اونچی دیوار کھینچی رہتی ہے اور تین ڈھیڑیاں امیروں کے مکانات میں ہوتی ہیں اور  
صدر دروازے پر اکثر سنگ مرمر کے دو شیر بن رہتے ہیں جس دالان میں امیر نشست  
رکھتا ہے اور دوستوں کی ملاقات کرتا ہے وہ بہت سلیقے سے سجا رہتا ہے اور فضول  
اور بیہودہ تکلفات کو وہاں گزر نہیں ہوتا اور اس کے بعد جو در دالان ہے وہاں پر جن لوگوں  
سے بے تکلفی اور یارانہ ہوتا ہے ان کے ساتھ صحبت ہوتی ہے اور اس میں واجبی لوازم اور  
سامان رہتا ہے غرض محل ہر کی آرائش کا حال معلوم نہیں ہے اس لیے کہ صاحب خانہ  
یا انکی بی بی کے کسی عزیز کو بھی وہاں دخل نہیں ہوتا غرض انگنائی بہت وسیع ہوتی ہے  
اور دونوں کو نے پردہ مرمر کے حوض آب زلال سے ملبس رہتے ہیں اور بیچ میں ایک خیرہ  
بنایا کرتے اور اوپر لویا اور خوش رنگ پھولوں کے درخت بوقتے ہیں وہ ہمیشہ ہولتے  
رہتے ہیں اور پانی میں چھوٹی چھوٹی سنہری روپلی اور لال اور سنہرے پھلیاں چھوٹی رہتی ہیں  
اور ایسی ملی ہوئی ہیں کہ آدمی کے ہاتھ سے غذا کرتی ہیں اور انگنائی کے درمیان جیسو خانہ باغ  
کہنا جیسے سنگ مرمر یا سنگ موسیٰ کے چوڑے چوڑے پر اقسام طرح کے یو یا اور خوش  
پھولوں کی چنگیر رکھی رہتی ہیں اور دالان کے باہر دیواروں پر عشق پچا یا انگو کی سلیمین  
قہجیوں کے ٹھٹھری پھیلی رہتی ہیں اور ان کے بیچ میں دیواروں کے طاقوں میں پھولوں  
کی بانڈیاں رکھی رہتی ہیں اور اکثر امیر پنجرہ میں خوش آواز اور خوش پرچریوں کو دیوار  
سے لٹکا دیتے ہیں اور انگنائی کی دونوں حدوں پر سہن اور دوسرے وحشی جانوروں  
کو کٹھروں میں رکھتے ہیں اور اس انگنائی کو طے کر کے جب پہلے دالان میں پہنچے تو سبز  
اور کرسیاں اور الماریاں اور نشست کے اسباب آبنوس اور صندل اور دوسری قیمتی لکڑیوں  
کے دکھائی دیتے ہیں اور ان میں سے بعض اپنے حسن ذات کے بسبب جلوہ گر رہتے ہیں  
اور بعض لکڑی ایسی شفاف ہوتی ہے کہ اس کی رگین بھی معلوم ہوتی ہیں اور ساتھ ہی اس کے

اسقدر چمک کہ چہرے کے رونگٹے تنگ بخوبی نظر آتا ہے اور فرش پر گرمیوں میں پائیاں سجھتی ہیں اور چاروں میں عمدہ عمدہ شپین قالینوں کا رواج ہے اور چاروں فانوس کی عوض کاغذ اور ابر کی قندیلین ایسی خوش قطع اور خوب رنگ لنگتی رہتی ہیں کہ پانچ ہزار کے شیشے کے جھاڑ پر اکٹھے والے کی نظر پہلے نہ پڑے گی مگر اوسپر کہ اوسکے جمال باکمال کی تعریف میں زبان بیان لال ہے پختائی بنجر پھول اور چڑیا اور اپنے معبودوں کی تصویر دیکھنے دوسری نہیں لگاتے مگر حکما اور شعرا کے سپند اور نصائح اور لطیف مضامین سپید ساٹن پر نیلی روشنائی سے لکھی ہوئی جا بجا بمنزلہ تصویر دیواروں میں لٹکائے جاتے ہیں اور دالان میں لوبان اوس سب مان کے درمیان ہر وقت جلتا ہے اور چار کونے میں مرجان کے بڑے بڑے جھاڑ رکھے رہتے ہیں اور میزوں پر دنیا کے عجائبات جمادات اور نباتات اور حیوانات کے اقسام سے قابل اہل غور کی دید کے چنے ہوئے ہوتے اور امر اپنی حیثیت کے موافق تکلف صوفیانہ کرتے اور مکانات سنگین ہیں چتے ہیں اور چونکہ خانیوں کو ہر طرح کی دستکاری میں کمال ہے بڑے بڑے اور دبیر تختے سنگ کے وہ اس صفائی سے ملائے ہیں کہ بعد نظر غور کے بھی تمیز نہیں ہوتی کہ جوڑ کہاں اور تختے سے تختہ پتھر کا کس جگہ ملا ہے اور اینٹ ایسی خوبصورت بناتے ہیں کہ صاحب شوق اور حسن پرست کے نزدیک مٹی کو سونیکا رتبہ ملتا ہے اور اینٹ کی دیوار توڑ جوڑ کر کے نقشہ ہائے گوناگون کے ساتھ اس طرح چہرے بناتے کہ دیکھنے والے کو حیرت ہوتی ہے کہ یہ سحر ہے یا نظر بند ہے اور پچھلے یقین میں نہیں آتا کہ یہ سارا کارخانہ اینٹ کا بنا ہے اور اس طرح اکثر گھر خالی اینٹ کے اندر سے باہر تعمیر ہوتے ہیں اور چوڑے کا علاقہ مطلق نہیں رہتا لیکن ایسا حسین ہوتا ہے کہ پتھر جھکارتا ہے غرض جب قدر وسیع اور پاکیزہ امرا و نجباء کے مکانات ہوتے ہیں اوسقدر غربا کی چھوٹیاں تنگ اور کثیف ہوتی ہیں اور شمال ملکوں کے دہاتوں میں غریبوں کے گھر اینٹ کی دیواروں اور پتھوں کی چاؤنی کے ہوتے ہیں اور جنگستان کے قریب جو موضع ہیں وہاں تختوں کے تمام مکانات بنتے غرض پتھر کی نوہر جگہ پڑتی ہے ہر ملک کے

غزباً مجبوری کثیف ہوتے ہیں لیکن جب عادت طبیعت ثانی ہو جاتی ہے تو وہ لوگ بدون  
 کراہیت کثیف نہیں رہتے ہیں چنانچہ خاتین باوصف اسکے کہ زمین اور معمار ہی کے سرانجام  
 افراط سے ہیں اور ضروری قلیل ہے لیکن اکثر عذاب کے گھروں میں ایک ہی کو ٹھہری ہوتی ہے  
 اور اوسی میں زن و مرد اور لڑکے بادلے اور سور بکرے اور گدھے اور دوسرے جانور خانہ  
 پرورد سب ایک ساتھ ملے جلے رہتے ہیں اور غرابا جڑے کو اس ترکیب کاٹتے ہیں کہ  
 اپنے گھروں کے صحن کو اونچا بناتے لیکن نیچے خالی رکھتے ہیں اور ایام سرما میں میدان سے  
 لکڑیاں چن لاتے ہیں اور صحن کے نیچے جلاتے اور اوس پر کھال بچھا کر شب کو سارے  
 گھروا لے ایک ساتھ سو رہتے ہیں اور گرمی اوس صحن کی ایسی ہوتی ہے کہ اوڑھن کی احتیاج  
 باقی نہیں رہتی اور صبح کو کھال اوٹھا کر چٹائی بچھاتے اور اوس پر تمام دن کھانا پینا اونٹ  
 کرتے ہیں غرض لکڑی ہر وقت جلتی رہتی ہے اور دم بھر بجھنے نہیں پاتی ہے اور اس عبت  
 صحن کے سوا سارا گھر مثل حمام سرد کے گرم رہتا ہے لیکن امیر دن کے یہاں تپھر کے کوئلے  
 انگلیٹھیوں میں سلگتے رہتے لیکن عیب یہی ہے کہ دیوین کے نکلنے کے لیے چھت سے  
 کوئی راہ خائیوں نے نہیں نکالی اور اس باب میں انگریزوں نے اونکی حکمت کا دیوانہ اڑا  
 دیا اور دو کوش اس خوبی کے ساتھ نکالا کہ انگلیٹھی کی تمام کیفیت بے اذیت حاصل ہوتی ہے  
 اور تعجب ہے کہ باوصف اس عمل و ادراک کے خائیوں کو خود نسوجھی لیکن اسکے عوض باغ  
 لگانیکا نقشہ انگریزوں کو اونھوں نے سکھلایا اور لاکھ لاکھ آفرین اونکی لطیف طبیعت  
 اور نازک خیالی پر ہر صاحب شوق کو بھیجا چاہیے دریافت کرنا ضرور ہے کہ باغ طیا  
 کرنے اور چمن لگانے کی غایت کیا ہے اور جب علت غائی اوسکی سمجھ میں آئی تو اونھوں  
 کی خوبی خود بخود خاطر پذیر ہو جائیگی انسان کی جبلت میں تلون ہے اور آدمی کا ہی طرح  
 بطرح اور رنگ بزرگ چیزوں پر ہر وقت دوڑتا ہے اور اوسکی مثالین دینی فضول ہیں کیونکہ  
 جب یہ عادت خاص عام کی ہے اور کوئی شخص اس سے خالی نہیں تو اوسکا حال کربسکو



اور دوسرے کے دامن سے ہٹا جاتا ہے اور ایک خط یا سین کی طرح نظر آتا اور اوسکی  
 رو کر کھاتی اور بل کرتی ہوئی ایسی ہوتی ہے کہ طبعی معلوم ہوتی ہے غرض جب اوسکے آگے  
 بڑے تو بلند بلند درخت ہر طرح کے میوے کے جا بجا اون ٹیلوں کے چھپے نظر آتے ہیں  
 اور اونکے درمیان سے چوڑی سی نہر بہتی ہے جسیر آبی نباتات کی بلبلیں چھلی دکھائی دیتی  
 اور اوس نہر کو مرم کے ایک پل سے طے کر کے جب آگے چلے تو ریت کا میدان ملتا ہے  
 اور جا بجا کیٹیلے اور بھول کے درخت اور چشمہ آب زلال کا ایسا دکھائی دیتا ہے کہ دشت عز  
 اور افریقہ جس نے دیکھا یا اوسکا حال سنا ہے اوسی یاد آتا ہے کہ اونہیں جگہوں کا یہ گنہگار  
 ہے اور اوسے طے کر کے جب قدم اوٹھا تو سینہ اور پھولوں کا تختہ اور ہر ٹیلے پر ایک بنگلہ  
 خوبصورت لکڑی یا اینٹ کا بنا اور رنگ رنگ کی کھیریلوں سے چھایا اور اندر بہت گلف  
 سے سجادفتہ سامنے آتا ہے اور جب آگے بڑھے چھیل اور تالاب آبی نباتات سے بھر  
 گونا گون پھولوں سے لدے دکھائی دیتے اور اوسکے کنارے کی سرکوں پر ہر رنگ کے  
 پتھر کی کنکریاں بھی اور بے ساختگی کی راستی سے سچی ہوئی نظر آتی ہیں اور درمیان  
 بعض بعض چھیلوں کے پتھر کے ٹکڑے اور جزیرے جسیر صندل لکڑی کے ٹکڑے بنے  
 ہوئے ہیں اور جب اس کیفیت کو دیکھا آگے چلے دفتہ سنگی پہاڑوں کی قطار اور نہروں  
 آبشار اور پیر سے زمین کی طرف زور و شور کے ساتھ جاری دیکھنے میں آئے اون آبشاروں  
 کی نہرین دامن کسار سے نکلی ہیں اور لچہ اور لطمہ کی کیفیت اون نہروں میں حاصل  
 ہونیکے لیے بڑے بڑے ٹکڑے پتھر کے کنارے کنارے ایسے موقع سے جمائے گئے  
 ہیں کہ پانی جو بہن اوپر سے کرتا اور تہہ نکلتا ہے تو اون پتھروں کا ایسا ٹکڑا ہوتا ہے کہ بوج  
 مازتا اور گرواب اور مہنور ہوتا اور امتدنا آملتا اور بل کرتا چلتا ہے اوسوا اسکے تمام کنارے  
 کنارے چھوٹے بڑے پتھر اس انداز سے ڈال دیئے گئے ہیں کہ وہ نہرین لاریں مثل  
 بھاری ندیوں کے تیزی اور تندی اور زور و شور سے بہتی ہیں اور اوسکے آگے جب



بڑے تو بہارنگی کی کیفیت نظر آئی اور وحشی جانور ہرن کی قسم سے وہاں اسطور پر دیکھنے میں  
 آتے ہیں کہ خوبصورت پھولوں کی چھوٹی چھوٹی جھوڑوں کے بیچ میں وہ کھیلے سمیٹے اور  
 نرم نرم دو ب کو چرتے ہیں اور اسکے بعد جب آگے بڑھے تو سنہرے اور بلند ٹیلے جیسے انواع  
 و اقسام کے پھولوں کے تختے کھلے اور چوٹیوں پر مرمر اور صندل کے پرتکلف شگے بنے دکھائی  
 دیتے ہیں اور ٹیلوں کے نیچے سے ایک چوڑی گہری نہر بہتی ہوئی اور ہر ایک ٹیلے کے گرد  
 لکھوتی اور بعض کو ادھر سے اور بعض کو ادھر سے اپنے پیٹے میں گھیرتی ہوئی اتر سے  
 دھن کی طرف جاری نظر آتی ہے اور بعد اسکے جب باغ کے بیچ میں پونچھے تو ایک تالاب  
 وسیع بلکہ ایک جھیل کو سب کے پاٹ کی ایک جانب کو ہے جس میں باغ کی تمام نہروں کا پانی  
 پڑتا اور اسکے بیچ میں ایک صنعتی پہاڑ بہت کاریگری سے بنا ہوا ہے اور اسکے اوپر ایک  
 ننگہ واقع ہے کہ جسکی طیاری کا حال بیان کرنیکی قدرت زبان انسان کو نہیں ہے اور اس  
 تالاب کے چاروں گرد عمارتیں خوش رنگ اینٹ اور گونا گون مرمر کی قطار سے بنی ہوئی  
 ہیں جس میں غفور جب اس بانگی سیر کو آتا ہے اپنی محل الیون کو لیکر رہتا ہے اور ان عمارتوں  
 کے باہر اور بھتیر کی طیاری اور آرائش جسے دلیبی اوسکی زبان سے یہی بات بے ساختہ  
 نکلی کہ لاریب یہ قابل ہفت اقلیم کے بادشاہ کی بود و باش کے ہے اور ان عمارتوں کی  
 پشت پر ٹیلے ہیں جیسے مسوجات کے دخت اور پھولوں کی کیاریاں اور روشیں اور مہتابا  
 شب ماہ میں میٹھنے کے لیے بنی ہوئی ہیں اور انہیں ٹیلوں کے بعد ایک شہر کی نقل ہے  
 جس میں مکانات اور سرکین اور دوکانیں اور چوک اور بازار اور گلی کوچے اور چاروں طرف  
 شہر نیاہ کی دیواریں کھینچی ہوئی ہیں اور دروازے اور ڈیوٹھیاں بنی ہوئی سب ہو ہو  
 شہر کی طرح ہے غرض قلیل انداز اور تھوڑی وسعت پر یہ نقل بنی ہوئی ہے اور یہ نقشہ  
 اس لیے تیار ہوا کہ محل کی عورتیں صل شہر کا حال دریافت کریں اور جس روز ان لوگوں کا  
 جی چاہتا ہے کہ صل شہر کی خرید و فروخت اور آبادی کی نقل کروائیں تو خواجہ سراؤں کو

حکومت ہے اور وہ ہر شے اور ہر فن کے آدمیوں کا لباس اور آلات لیکر اسی شہر میں  
 جاتے اور بعض دوکان لگاتے اور بعض خواجے سر پر رکھ کے گلی گلی بچے پھرتے ہیں اور  
 بعض لوہار یا سنار یا چار کا کارخانہ کرتے اور اپنے اپنے پیشوں میں مشغول ہوتے ہیں اور  
 دوسرے دیکھتے تو دو شخص لڑائی کرتے اور پکڑے جاتے اور ماڈرین کے سامنے مار کھاتے  
 ہیں اور اوہ خیال کیجیے تو برات چلی جاتی ہے اور دوسری جانب سے تابوت کو قبر گاہ  
 کی طرف ساتھ جلوس کے لیے جاتے ہیں غرض ہر طور سے اصل شہر کے سارے کارخانے  
 کی نقل و بان کرتے ہیں اور اوس بازار مصنوعی میں غفور کے محل کی مسورات سودا خیز  
 اور دیکھتی پھرتی ہیں اور جس شب کو غفور کے جی میں آتا ہے کہ تمام باغ میں روشنی ہو  
 اور آتش بازی ہوئے تب یہ حال عجب کیفیت کا ہوتا ہے کہ تحریر و تقریر سے باہر ہے  
 کیونکہ رنگ و رنگ کی روشنی اور آتش بازی کی ساخت جو ختمی جانتے ہیں اوسکا سولہواں  
 حصہ سارے عالم میں کسی قوم کو نہیں معلوم ہے اور جب غفور کی فرمائش سے روشنی اور  
 آتش بازی کی طیاری ہوتی ہے تب اوسکے بنانے والے اپنی تمام کاریگری صرف کرتے ہیں  
 اور اوس تالاب کے تنگے میں غفور بیٹھ کے کیفیت دیکھتے ہیں لہذا یہ تالاب اور عمارتیں  
 میں من میں کے باغ کے بیچ بیچ میں ہیں اور راقم نے اوس باغ کے فقط ایک کونیکا کا  
 لکھا ہے غرض چاروں طرف سے ویسے ہی صورت ہے کہ کہیں صحرا اور چشمہ اور کہیں  
 سنبہ اور ٹیلا اور کہیں دشت اور کہیں کھسار اور آبشار اور ندی اور نالہ سب ساختہ اور  
 کہیں نیلے اور پھولوں کے تختے کی کیفیت ملتی ہے اور جو کمال اور غایت چمن آرٹ  
 کی ہے اسے ختمیوں نے حاصل کیا ہے اور جتنے بڑے باغ ختمیوں میں سب میں  
 یہی کیفیت مطابق ہر ایک کے عرصے اور وسعت کے ہے اور نقل طبعی کی ایسی ہی  
 بے ساختگی سے کی جاتی ہے کہ روح کو وہاں جانے سے فرحت ہوتی ہے لیکن سب باغ  
 کثیر خرچ ہوتے اور مدت مدید گزر جاتی ہے تب ایسے ایسے باغ بنتے ہیں چنانچہ

مین مین کا باغ پچاس برس مین طیار ہوا اور صرف زر کس قدر ہوا معلوم نہیں غرض ایک  
 حساب ہے کہ اوس سے ایک شتمہ سمجھ مین آسکتا ہے اور وہ یہ کہ دو سو نیکلے اس باغ مین مین  
 اور ہر ایک کے اندر اور باہر کی طیاری مین لپس لپس لگا کر وہ پیہ خرچ کیا گیا ہے اور اسکے علاوہ  
 نہر اور تالاب سب کے کھودنے اور نہر ارون مرمر کے پل بنانے اور ٹیلا اور پہاڑ اٹھانے اور  
 نشیب فرار کرنے اور سبزہ اور پھول لگانے اور دشتوں مین ریت بچھانے اور دوسرے  
 کارخانے مین واعداء علم کتنے پدم روپے صرف ہوئے ہن بلکہ تاتار کے عہد دولت  
 مین باغات کا خرچ بہت کم ہوا اور نہ اصلی ختائی جب اپنے ملک پر قابض تھے اس خرچ  
 سے جو بیان ہوا وہاں نہ گونہ آرائش باغ مین کیا جاتا تھا چنانچہ فغفور نیٹی حبکاسن جلوس  
 چھ سو پانچ سیحی ہے اوسنے اپنے باغ مین ایک جھیل دو کوس کے دور مین بنوائی اور اوسکے  
 کنارے کنارے قطار پھاڑوں کی پونے دو سو کراونچی اور اونکی چوٹیوں پر ایسے لیشا  
 مکانات بنوائے کہ دس ہزار کمرے اون مین تھے اور ہر ایک کمرے کی آرائش جدا جدا اور  
 ہر ایک کی طیاری لاکھ روپے کی تھی اور اونہیں مین رند یون کو لیکر عیش کرتا تھا اور اونکی  
 سی ایک بات یہ ہے کہ جب گھوڑے پر سوار ہو کر باغ کی سیر کے لیے محل سے نکلتا تھا تو  
 دو ہزار چھوکر یاں جمیلہ اور خوش آواز مردانہ لباس پہن کے اوسکے جلوس مین گھوڑوں  
 سوار اور نشاط کے ساز ہاتھوں مین لیے گاتی بجاتی ساتھ ساتھ تھیں اور علی ہذا القیاس  
 جب کشتیوں مین اوس جھیل پر پھرتا تو وہی رندیاں اپنی پوشاک پھنے تال و سر سے گاتی  
 بجاتی کشتیاں کھتیں تھیں غرض اس فغفور نے عیش مین جو کچہ بریا و کیا اسی ایک نکتے  
 سے قیاس کیا جاسیے کہ موسم خزان کا جب شروع ہوتا تھا تو سارے باغ کے درختوں مین  
 ریشم کی پتیاں بنتی تھیں تاکہ جب اصلی پتیاں چھڑ جائیں تو ڈالی ننگی نہ رہیں اور سپر یاڈ  
 یہ تھا کہ جس پتے یا پھول مین اصلی جو بو ہوتی نقل مین بھی وہی بو مصالح اور عطریات  
 تھی تاکہ ہوا کے ساتھ آگے کی طرح خوشبو آوے اور فرق نہوے اور بہار کی کیفیت

ہمیشہ رسیہ غرض اتنا خرچ فضول کسی فقہور نے نہیں کیا لیکن شوق باغات کا چونکہ ختا کے کوکون کی جبلت ہیں ہے اس سبب سے شہنشاہوں کے کم و بیش او سکون بیا ہے اور بعد اس طول بیانی اور زیادہ کوئی کے اغلب کہ راقم کے قدر دانوں نے اس کے قول کو سچا سمجھا کہ باغات کے درست کرنے اور چمن آرائی کی ترکیب مثل ختامیوں کے رچم زمین پر کسی قوم کو حاصل نہیں اور یہ تو گل کی بات ہے کہ انگریزوں نے ختامین جا کر وہاں چمن کاری اور باغ آرائی تو سیکھ کر کچھ اپنے ملک میں رواج کیا اور اہل فرانس نے انگریزوں کی پیروی اس بات میں کی ہے \* \* \* \* \*

## چودھواں باب

### علوم اور حکمت ختا کے بیان میں

حکماے ختا نے قدیم سے علم موجودات اپنے طور پر نکالا ہے یعنی حسب طرح سب مرقعہ لور ملت کے دانشمندان نے اپنے نزدیک جو وہ ہیں اس بات میں معقول سمجھی ہیں بیان کی ہیں اوسط حصے ختا کے فیلسوفوں نے بھی اپنی اسے کو ساتھ دلائل کے جواون کی دانست میں کامل ہیں ظاہر کیا ہے لیکن چونکہ فن تاریخ کو بحث حکمت سے کچھ علاقہ نہیں ہے عاصی کلام کو زیادہ طول اسمقام پر نہیں دے سکتا غرض دو ایک شے بیان کرتا ہے تا اس تاریخ کی سیر کرنے والوں کو محض لاعلمی اس باب میں نہ رہے \* تمام موجودات کی بنا بقول اونس کے اسطور پر ہوئی ہے کہ خدا نے جب چاہا کہ کائنات کو موجود کرے تو مادہ پر اوس نے سانس کھینچ کر بھونک دیا اور معاً اوس حرکت کے ساتھ ہی مادے نے جوش کھایا اور دو شے اوس سے پیدا ہوئیں غرض ایک اپنی ذات سے متحرک اور دوسری محض ساکن بعد اوس کے اوس کا ساز بے نیاز نے دونوں شے کو خمیر کیا اور جب پھر اوس پر دم کو بھونکا تو تین چیزیں پیدا ہوئیں یعنی فلک اور زمین اور زن و مرد انسان اور یہی سب باعث تمام موجودات کے اس طرح ہیں کہ فلک کو قوت فاعلی اور زمین کو قوت انفعالی حاصل ہے

اور سوا انسان کے جس قدر نفس حیوانی اور نفس نباتی اور جمادی کی پیدائش ہوتی ہے ان دونوں کی سازش سے وقوع میں آتی ہے اور آدمی نے بھی علیٰ ہذا القیاس اپنی نوع کو شروع کیا اور وہی سلسلہ چلا جاتا ہے لیکن پروردگار کا بھی وجود اس کارخانہ کائنات کی بقا کے واسطے چاہیے اور بے اس کے دم مارنے کے مادہ ساکن کو حرکت نہیں ہوتی غرض اسی انداز کی تقریر حکماءے خنکی اس بات کی اثبات میں ہے لیکن ایک فرقہ فلیسوفوں کا بھی گذار ہے کہ وہ دہریہ ہے اور وجود واجب الوجود کا انکار کرتے ہیں مگر ان کی تقریر محض اوجھل معنی ہے جس طرح ملحدوں کی ہوتی ہے اور اس کا بیان توضع اوقات کرتا ہے اور قابل ہمت کے بھی نہیں ہے القصہ علم موجودات کا ایک نکتہ مطابق خنکی حکماء کی تحقیق کے راقم نے عرض کیا اب ایک ایک شتمہ ادنیٰ حکمت نظری اور دوسرے علوم کا اس باب میں دخل کرنا ضرور ہے تاکہ حکمت چمن و حجت بنگالہ کی جوشل مشہور ہے اس کی وجہ تسمیہ معلوم ہو و غرض حکمت چمن کی جیسی بنیاد پڑی تھی اگر ویسی ہی برابر جاری رہتی تو قریب قیاس کے ہے کہ اندنوں اور سکودہی رونق ہوتی کہ جواب حکمت فرنگستان کو ہوئی ہے اور روز بروز زیادہ بڑھتی ہے یہاں تک کہ جب خطا اور اخبار اس ملک کی سند میں پہنچتی ہیں تو ایک نہ ایک نئی ایجاد کی بات ہمیشہ سناجے میں آتی ہے غرض حکمت خنکی ایک ہی جگہ کچھ چھوڑ سے فخر کی باقی ہے کہ کئی چیزوں کی ایجاد وہاں ہوئی اور اس کی ترکیبیں اور ملکوں نے اون سے سیکھی ہیں علم ریاضی کے سب اصول سے و سب قدیم سے واقف ہیں علم ہند اور حساب اور میت اور موسیقی سب کی معرفت اور نہیں ہی ہے اور علم ریاضی کے کئی فروع کے بھی یہ کامل ہوئے اور خصوصاً علم جبر افعال و نیرنجات میں کمال حاصل ہوا اگر علم جبر افعال اور جبر الماریعے ایک شے کے نکتے اور اسرار یہ لوگ انگریزوں کی سی فصاحت اور بلاغت اور ادب سے نہیں بیان کرتے لیکن غایت اور کیفیت اور علموں کی سید طور سے ویسے ہی حاصل کی اور کوئی تیسری دلیل ان کی حکمت کی منہوتی تو دیوار خنیا اور

بڑی نر جو پہونے شہنشاہ کا دریا کہلاتا ہے انہیں دونوں کی ساخت کا بیان کافی تھا  
 کیونکہ انسان کے کارخانے میں ایسی کوئی چیز کبھی نہیں بنی ہے اور دونوں کی بزرگی اور  
 دشواری جب ملاحظہ سے گذرتی ہے تو قیاس کبھی اس بات کا مقتضی نہیں ہوتا کہ انسان  
 نے اسے بنایا ہے اور قدرت کاملہ الہی پر گمان لاتا ہے اور ڈاکٹر سمیل جانسن صاحب  
 جو انگریزوں میں فاضل مشہور اور کامل عصر اور منشی گری اور تجربہ کاری میں یکتا سے روزگار تھا  
 اوسکا قول یہ ہے کہ اگر کوئی فخر سے کہے کہ اوسکے دادا نے دیوار خٹا کو دیکھا ہے تو اوسکی  
 بزرگی سچا ہے الغرض یہ دیوار قریب آٹھ سو کوس کی لا بنی ہے اور سرحد خٹا اور تاتار پہ  
 واقع ہے اور وجہ اوسکی طیاری کی یہ ہوئی کہ جب قوم تاتار نے اوسط طرف سے بار بار یورش  
 کر کے خٹائیوں کو سخت عاجز کیا اور کوئی تدبیر انکو ضبط کرنے کی نہیں سوچھی تب اس دیوار کی  
 بنالگی گئی اور غنوجنیک وائی نے دو سو چالیس برس قبل حضرت عیسیٰ کے اسے شروع کیا  
 اور عرصہ قلیل یعنی صرف پانچ برس میں یہ تمام ہوئی اور حال اوسکا یہ ہے کہ نہ پہاڑ نہ دریا  
 کوئی مانع اوسکی ساخت کا ہوا اور آٹھ سو کوس تک جو مولع سامنے آئے سب کو دفع کرتی  
 ہوئی یہ دیوار اپنی منزل مقصود تک پہنچی ہے اور کئی مقام پر آدہ آدہ کوس کے اونچے  
 پھاڑوں کی چوٹی پر سے یہ دیوار کھینچی ہوئی ہے اور بعض جگہ بڑے بڑے دریا پر پلوں  
 کے اوپر سے یہ گئی ہے اور زیادہ تکلف یہ ہے کہ سمندر کے بیچ سے شروع اس طرح ہوئی  
 ہے کہ صد ہا جہاز پتھروں سے لدے ہوئے ڈبا دیئے گئے اور اوسپر اوسکی بنیاد قائم ہوئی  
 ہے اور آٹھ سے کوس تک تیس گز اونچی اور سقد چوڑی ہے کہ چھ سو ارب پلو بہ پلو فرشت  
 سے اوسپر گھوڑا دوڑا سکتے ہیں اور سو سو قدم پر دو منزلہ اور سہ منزلہ برج بنے ہوئے ہیں  
 اور جب تک کہ تاتاریوں نے اپنی دولت کی بناختا میں نہیں ڈالی تھی تب تک ہزاروں ہین  
 اوپر خیر ہی رہتی تھیں اور دس لاکھ فوجوں کی تقسیم تمام ہرجون میں تھی غرض جب قضا  
 فلکی سے وہی لوگ جنگی یورش کے سبب سے یہ دیوار بنی تھی خٹا کے مالک ہوئے تب



وہاں کی فوج موقوف ہوئی اور برج اور دیوار بے مرمت رہنے لگی مگر کئی باتیں عجیب و غریب  
 اس دیوار کی ساخت میں ہوئیں کہ خانیوں کی حکمت اور قدرت اور متقل مزاجی کی دلیلین  
 میں چنانچہ اول یہ کہ ہماری کے سرانجام اور بڑے بڑے تختے پتھروں کے ان لوگوں نے  
 آدہ آدہ کوس کے بلند پہاڑوں پر پونچھائے جہاں چڑھنے کا کوئی سہارا نہیں معلوم ہوتا اور  
 گراہے کی بلندی ایسی ہے کہ آدمی کی چڑھائی ناممکن نظر آتی ہے اور دوسری بات تعجب انگیز  
 ہے کہ سمندر میں جہاں تھام کم اور جوش و خروش بحر زار کا زیادہ ہے وہاں کس طرح نیو  
 ڈالی گئی کہ دو ہزار برس سے ملی ہنیں باوجودیکہ خاک کے سمندر میں ایسا طوفان دس بیس دفع  
 ہر سال میں آتا ہے کہ صدمہ جہاز اور تھینا بارہ چودہ ہزار آدمی سالانہ انہیں طوفانوں میں  
 ہلاک ہوتے ہیں اور زور و شور ہوا کا ایسا ہوتا ہے کہ ایک انگریز ناخدا بہت تجربہ کار اور عقلمند  
 کا بیان اسطور پر ہے کہ اگر یہ ممکن ہوتا کہ ایک ہی جہاز کی گلی سپر دس ہزار کرنا اور دس ہزار  
 تقارے دفعۃً بجائے جاتے تو اسی جہاز کے پتوار پر سوا طوفان کے غل اور شور کے اون  
 کڑیا توں کی آواز کوئی شخص نہیں سن سکتا الغرض جس سمندر میں ہر سال دس بیس مرتبہ یہ قیامت  
 برپا ہوا وہیں اس دیوار کا قیام عجائبات سے ہے تیسری بات یہ کہ باوصفیکہ آدمی خلقت  
 سے زیادہ اسکی طیاری میں مطابق فرمان کے ہر وقت حاضر رہتی تھی لیکن پانچ برس کے قلیل  
 عرصے میں اس دیوار کا تمام ہونا تعجبات سے ہے کیونکہ جب ایک انگریز سیاح نے حساب  
 کیا تو دیکھا کہ اس دیوار کی فقط برجوں کی ساخت میں اسقدر اسباب معماری کا صرف ہوا ہے  
 کہ تمام انگلستان کی ہر طرح کی عمارتوں میں جو خرچ ہوا ہے شاید اس کے مقابلے میں بہت کم  
 نکلیگا اور منصفی شرط ہے کہ تمام دیوار میں کس قدر اسباب صرف ہوا ہوگا اور چوتھی بات حیرت  
 افزا یہ ہے کہ جس ناکے پر یہ کھینچی ہے وہاں سے منزلوں تک نہ بستی نہ انسان کی نشانی  
 تھی اور آٹھ سے کوس تک فقط صحرا اور کوہستان اور جنگل تھا اور وہاں پر اس کا رخانے  
 کے لیے لازم ہوا ہوگا کہ سیکڑوں کوس سے مزدوروں اور کاریگروں کے لیے رسد اور دیوار

کیواسطے سرانجام آوے اور اس وجہ سے مشکبیں وہ گونی ہوئی ہونگی لیکن ختایوں کی حکمت اور استقلال اور ثابت قدمی سب موانع پر غالب ہوئی اور ایک نشانی ایسی رہ گئی ہے کہ روئے زمین پر کوئی یادگار انسان کی اولوالعزمی کا اسکے مقابلے میں نہیں ہے بجز اوس نہر بزرگ کے جو ختایں تین سے بیس کوس تک بنائی گئی ہے اور جسکے لیے قبلہ خان خلیفہ کے پوتے کی عقل اور ختایوں کے علم اور ثابت قدمی پر لاکھ لاکھ درود بھیجا مقتضائے انصاف ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ جب کوئی پہاڑ نہر کی راہ میں ملا تو سطح آب کے برابر تراشا گیا اور جہاں جھیل اور تالاب آیا تو کارگیرون نے اوسے پاٹ دیا اور زمین کو رختہ کر کے دونوں پہلو پریشے باندھ کر نہر کو اپنی منزل مقصود کی طرف جاری ہونے کی صورت پیدا کر دی ہے اور بعض جگہ جہاں نہر لون زمین کو بذاتہ زیادہ نشیب تھی وہاں نہر کی بنیاد تختہ اور سکیڑوں یا تہ بلند اوٹھائی گئی ہے اور شپتون کے بچے سے نہر بہتی ہے اور مطلق سطح آب کو کمی یا بیشی تین سے بیس کوس تک کہیں نہیں ہے باوجودیکہ اس عرصے میں زمین کی پستی اور بلندی سے صد ہا جگہ موانع پیدا ہوئے ہیں غرض یہ سب تو کمال اور بھون نے کیا ہے لیکن زیادہ حیرت کا مقام وہ ہے جہاں بڑی بڑی گہری جھیلیں دس اور بارہ اور پندرہ کوس کے طول اور عرض میں ملتی ہیں اور اونکے بچے سے اس نہر کو ختائی کارگیر سب لینگے ہیں اور قعر جھیل میں سنگین تلے ڈال کے وہاں سے کرشی اوٹھائی ہے اور جھیل کی سطح آب سے وہ کئی بام بلند ہے اور اوسپر دو بغلی پشتی باندھ کے نہر دوڑائی ہے الغرض اگر اس نہر کی وسعت کم ہوتی تو اسقدر حیرت نہوتی لیکن اوسکا نام ہی فقط نہر ہے والا مثل بحر ہے اور شہروں کے قریب جہاں بڑی تجارت گاہ ہے وہاں یہ نہر بزرگ چوڑی ہے غرض برابر تین سو بیس کوس تک اتنی وسعت ہے کہ ہندوستانی سو پٹیلے پھلو بہ پھلو اوس سے گذر کرین تو آپس میں ٹھوکر کھائیں القصہ غور کیا چاہیے کہ کس محنت اور حکمت کا یہ کام تھا ختایوں سے انجام ہوا اور دیوار ختا اور نہر ختا کی برابری میں دوسری صنعتیں انسان کی کیا مقابلہ کریں گی

اور یہ دلیل رہ گئی کہ علم ریاضی اور خصوص جبر افعال اور علم آب و دانی کے یہ لوگ نہ ہزاروں برس  
 ملک ہن چھ مہندس یہ ہمیشہ سے ہیں اور بعض فاضلون کا گمان قومی ہے کہ مثلث متساوی ضلع  
 کی شکل حکیم فثیا غورث نے ختا کے مہندسون سے سیکھی تھی اور جب سیر و سیاحت سے فرصت  
 کر کے یونان کو پھر گیا تو اپنے تلامذہ کو سکھلایا اور چونکہ اپنی ایجاد مشہور کی خود اسکو شہرت ملی  
 اور اپنا نام جریدہ عالم پر اوسنے لکھوایا اور بعض کاملون کا گمان ہے کہ ملک مصر میں حکیم مذکور  
 نے ہندسے کی اس شکل کو دریافت کیا کیونکہ وہاں فثیا غورث نے چند سے درس حکماء مصر  
 سے لیا تھا اور مصر میں ہندسے کا چرچا بڑا تھا اور رودیل کی سیلابی کو باعث اس علم کی  
 ایجاد کا بیان کرتے ہیں الغرض ان روایتوں میں اگر پہلی کو نادرست فرض کیجئے تو بھی ختامین ہند  
 کے وجود کی بطلان ثابت نہیں ہوگی کیونکہ ہر عادتانا بشد چیز کے مردم نگویند چیز باد اور  
 بیشک ختامین اس علم کا زیادہ رواج تھا تب ہی اون فاضلون نے یہاں تک گمان کیا ہے  
 کہ حکیم فثیا غورث کے سے شخص کو وہاں سے کچھ حاصل ہوا تھا علی بن ابی القیاس علم ہیئت میں  
 بھی ختامی قدیم سے کامل تھے اور کرۂ سماوی کی شکل جیسے کو اکب ثوابت و سیارہ اور تمام متعلقات  
 آسمانی کے مقامون کا نشان تھا غفورشن نے چار ہزار ایک سے ایک برس ہوئے کہ بنوایا  
 اور یہاں تک صحیح اوسوقت کے حساب کسوف اور خسوف اور گردش کو اکب کے تھے  
 کہ تین ہزار برس کے حساب کو جو فرنگستان کے ریاضی دانوں نے بالفعل دیکھا اور اپنے  
 حساب سے مقابلہ کیا تو مطلق فرق نہ پایا اور یہ کیسی بڑی دلیل ختامیوں کی عقل اور ادراک کی  
 ہے کہ بغیر اون آلات ستارہ بینی کے جواب ہیں کہ جسکی مدد اور سبب سے ہیئت کے حساب  
 درستگی اور آسانی سے ہوتے ہیں اون لوگوں نے بغیر اون مددوں کے یہ کوشش اور  
 لیاقت بہم پہنچائی تھی اور فرنگستانی حکماء اور مورخون نے اس راہ پر اتفاق کیا ہے کہ علم ہیئت  
 کو جو رونق ختامین تھی کسی قدیم ملک میں نہ ہوئی اور اغلب ہے کہ جس طرح ہیئت وہاں  
 جاوہ گر ہوئی اگر ہمیشہ اوسکی ترقی کی فکر ختامیوں کو رہتی تو آج کے روز فرنگستان میں بھی وہ بہت

جست و جست نہ حاصل ہوتی جو اس ملک کی گلی گلی جاری ہوتی لیکن چون کہ حکماء سے خفا کا  
قول اور نصیحت ہے کہ حکمت نظری سے جب اپنا مطلب حاصل ہو تو صرف واسطے اظہار اور  
کے زیادہ غور کرنا محض تصنیع اوقات ہے اس کے عوض حکمت عملی کی طرف جست و جست طبیعت  
میں مفید ہے اس لیے خانیوں نے عمل ہیئت میں زیادہ فکر نہیں کی ہے اور جب کسوف اور  
حسوف اور منطقه البروج اور منطقه محروقہ اور معتدلہ اور متبرودہ اور خط نصف النهار اور  
سبعہ سیارہ کی گردش وغیرہ انکی دریافت میں آئی زیادہ فکر انہوں نے لا حاصل سمجھی کہ  
فقط تقویم کی درستی انہیں منظور تھی تاکہ پر عیدوں کے اوپر ستشون کے دن چاند گہن  
اور سورج گہن اور شادی بیاہ کی سکھ لگن وغیرہ ٹھہرائے جائیں اور اجرام فلکی کے مقامات  
دریافت میں آویں اور سوائے اتنی معرفت کے علم ہیئت کو ہم صرف سمجھا اور خوش زیادہ نکلیا  
علم ہیئت ہوا کے تولنے اور غور کرنے اور ترتیب اور خواص جاننے کی معرفت جس سے  
متعلق ہے اسکی بھی دانست خانیوں کو قدیم سے ہے اور غبارے کی بنائین سے  
ہے چنانچہ روایت معتد ہے کہ بعض قدیم مغفوروں نے غبارے پر بیٹھ کر ایک شہر سے  
دوسرے شہر تک سفر ہوا کیا اور گانے بجانے والوں کو ساتھ لیکر شب کو چوچر چاہوا پر  
پھیلا یا تو ایک ہوا ایسی نبدہ گئی کہ خلق اشد سمجھی کہ ارواحین اسپہین رنگ یلیان مچاتین  
اور خوشیاں کرتی ہیں اگر بالفرض کئی تاریخ معتدین بھی اوسکا ذکر نہوتا تو قیاس سے بعید  
نہیں کیونکہ بالفعل انگریزوں نے قصداً ایک جہاز بنانے کا کیا ہے جو ہوا پر ایک ملک سے  
دوسرے ملک تک جایا کرے نہ علم کیمیا گری یعنی دھاتوں کے گلانے اور خالص بنانے  
اور تمام مرکبات ارضی کے اجزاء کے جدا کرنے کا علم ہی خانیوں کو ہمیشہ سے اچھی طرح معلوم  
ہے حالانکہ فرنگستانیوں نے جو اس میں کوششیں اور بالفعل ایجادیں کیں ہیں اوسکے برابر  
کا ایک حصہ انہوں نے نہیں حاصل کیا غرض اتنی معرفت اوس علم کی انہیں ہمیشہ سے  
تھی کہ باروت کو پہلے خانیوں نے ایجاد کیا اور اغلب ہے کہ انہیں کا کوئی نسخہ غیر ملکی ہوا کر

نے پایا اور وطن میں جا کر اوسکی ایجاد کی نسبت اپنی طرف منسوب کی اور سوا باروت اس کے لگنے کی روشنائی بھی انہیں لوگوں میں پہلے ایسی شفاف اور پادار اور روشن بنی کہ باوجود علوم اور صنعت انگریزی کے ویسی چیز نہ نکلی علاوہ اسکے چینی باسن کی ایجاد انہیں سے ہے اور اگر علم کیمیا گری سے انہیں کما حقہ آگاہی نہوتی باسنوں کی مینا کاری آگ پر کیونکر ٹھہرتی اور انہیں جل کے اس شفاف اور تراکت کے ساتھ باقی رہتی اور علیٰ ہذا القیاس سیکڑوں فلزی چیزیں ایسی ان کی ایجاد سے ہیں کہ ہر ایک کا وجود دلیل کامل ہے کہ حسب قدر ان لوگوں کو قدیم میں اس علم کی معرفت تھی یونانیوں اور مصریوں کو اوسکی چوتھائی نہ تھی جب طرے علم ادب اور شاعری اور تاریخ دانی اور حکمت عملی کی قدر کی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کہ اس قدر کمال بھی صنعت کے حصے میں نہ آیا اور خانیوں کے ذہن انتہائی کو امید انعام و اکرام کی نہ دی اور کیمیا گری جیسی چمکی تھی ترقی نہ پائی غرض اس نا قدری پر بھی مہوسوں نے اپنے فائدے کے لیے اوسکا چرچا ایسا بڑھایا کہ سیکڑوں نادانوں کو دام فریب میں پھنسا یا اور غریبوں کو سونے چاندی کی طرف متوجہ کر کے قرار واقعی لوٹا اور امر اور فقروں میں اکیسرتھاکا دھوسلا پھیلا یا اور صد ہائے مال کے سوا جان بھی گنوائی اور اکیسرتھاق حقیقت میں کھائی کیونکہ عدم جو گئی تو وہیں رہے اور ہمیشہ کے واسطے قیام کیا اس تاریخ کی دوسری جلد میں جو انشاء اللہ تعالیٰ سال آئندہ میں چھپے گی اوسمیں بہت سی نقلیں راقم نے لکھی ہیں اس سبب سے کہ کئی فقروں اسمیں موسے لیکن یہ گھرا نا مانچوتا مار کا جو ایک سی بیاسی برس سے خٹاکا لک ہے ان لوگوں نے اس مکاری پر مطلق خیال نہیں کیا اور اکیسرتھاق کھا کے اپنے کو کسی نے تمام نکلیا غرض مہوسی کا شوق خانیوں کو باقی ہے اور مکاروں کے دام میں اب بھی ہزاروں احمق پھنستے ہیں علم جغرافیہ میں بھی خانیوں کو ہمیشہ سے دخل ہے لیکن اپنی ملک کے سوا انہیں غیر ملکوں کی حالات سے آگاہی نہ تھی اس سبب سے جب سنی سنائی باتوں کے اعتبار پر اور انداز سے دوسرے ملکوں کے نقشے یہ سب کھینچتے تو غلطی کرتے غرض ہے

وطن کی صورت جب لکھتے تو نہایت صحیح بناتے تھے اور قدیم اگلے زمانے میں جب تباہین  
 طوائف الملوک کی بنا تھی یعنی کئی بادشاہ تھے تو ہر ایک کے ملک کا نقشہ پتیل کے گھڑوں پر  
 کھدایت کرتے تھے اور عوام الناس میں یہ مشہور تھا کہ جبکہ گہرائی میں جب ملک بادشاہت  
 رہتی ہے نقشہ اس کے ملک کا اس کے پاس رہتا ہے اور جب خاندان سلطنت کو زوال  
 آنے والا قریب ہوتا ہے تو وہ پتیل کا گڑا خود بخود اس کے پاس سے غائب ہو جاتا ہے  
 اگرچہ یہ بات قابل سماعت کے نہیں غرض اس سے یہ بیشک ثابت ہے کہ سلف سے  
 جغرافیہ میں خدائیوں کو دخل ہے لیکن حسب طرہ سے اس کے اور علوم میں رنگ لگا ہے مہین  
 بھی علی بن ابی القیاس وہ بڑا فقیہ نہیں ہے جو انگریزی جغرافیہ کو حاصل ہے علم تو تاریخ کا بڑا  
 چراغ ہمیشہ سے اس ملک میں ہے اور چونکہ اس کے عالم کو عمدہ جلیلہ ہمیشہ سے کار سے غنایت  
 ہوتا ہے ہر طالب العلم اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور حسب قدر تاریخ نویس خدائیں ہو گئیں  
 کسی اقلیم میں شاید ہوئے ہونگے اور صرف دو ہزار برس میں اس سے مورخ نامی پیدا ہو  
 جنہوں نے اپنے ملک کا احوال لکھا ہے اور یہ لوگ بعد اس ایام کے ہوئے کہ جب  
 چنگو اتی غفور نے تمام کتابیں چین کی مع کتب خانہ شاہی سب کو ایکجا جمع کر کے جلا دیا  
 اور بہت سے فاضلون کو اس لیے مار ڈالا کہ شاہنشاہ کے حکم کو انہوں نے رو کر کے بعض  
 کتابیں بنیں دی تھیں اس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ جلد دوم کے دفتر اول میں موقع پر  
 مذکور ہو گا اور اس کے چھپنے سے حال اس کا بخوبی معلوم ہو ویکسا غرض بعد اس کے بھی اتنی  
 جلدیں تاریخ کی لکھی گئی ہیں کہ اگر کوئی مشتاق کتاب بینی کا بھی اوہنیں ایکجا جمع دیکھے  
 تو اغلب ہے کہ اس طومار کے ملاحظہ سے گھبرا جائے علم طب کو خدائیں بہت  
 رونق ہے وہاں کے اطباء کسی ملک سے اپنے فن کو نہیں لائے بلکہ اپنی طبابت کے  
 موجد وہ آپ ہی ہوئے ہیں اور حسب طرح یونان اور مصر میں تشریح سے بڑے بڑے  
 طبیبوں کو لایا گیا تھی بسبب اس کے کہ لاشوں کی ایسی قدر کی جاتی تھی کہ زندہ شخص کو مجروح



کرنے سے وہ سزا نہ تھی جو مردے کو اذیت دینے سے مجرم کو ہوتی تھی ختامین بھی علی ہذا  
القیاس لاش کو اس حفاظت اور احترام سے رکھتے ہیں کہ تشریح کا کوئی موقع کہنہ میں  
ملتا ہے اور یہی سبب اطباءے خاکی خامی کا ہر عرض من اور تجربہ ان لوگوں نے ایسا بھم  
پونچا یا ہے کہ فرنگستانی ڈاکٹروں کو حیرت ہوئی ہے جب انکی تشخیص مرض کو انہوں نے  
ملاحظہ کیا ہے ختامین قارورہ نہیں دیکھتے اور صرف مرتضیٰ کی صورت اور جلد کی رنگت اور  
آواز اور خصوص نبض سے مرض کو پہچانتے ہیں اور نبض دانی اطباءے خاکی ایسی نسبت  
ہے کہ انکی دانت کا حال سننے سے تعجب ہوتا ہے چنانچہ ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے  
کہ جب طبیب مرتضیٰ پاس آن بٹھتا تو بے تفتیش حال کہہ دیتا ہے کہ مرض یہ ہے اور عث  
اوسکا وہ ہے اور جس وز سے شروع ہوا دن بدن اوسکی صورت یوں ہوئی تھی اور اب  
حال سطور پر ہے اور بعد فلانے دن کے اوسکا حال یوں ہوگا اور مشیر اوسکا حکم سچ ہوتا  
اور اگر حاملہ عورت کی نبض دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ حمل اتنے دن کا ہے اور فلانے  
مہینے میں بیٹیا یا بیٹی یا تو ام پیدا ہو گیا اور زچا کی صورت وضع حمل کے وقت بشرطیکہ  
امر ناگہانی واقع نہویہ ہووگی اور انصاف سے اگر دیکھیے تو اس شناخت کے مقابلے میں  
کسی ملک کے اطباء کو نہ لایا جاسیے اور باوجودیکہ ختامین تشریح نہیں ہے لیکن خون کے  
ہر عضو پر محیط ہونے اور دور میں رہنے اور جسم میں ہر جگہ گردش کرنے کی دانت پہلے  
ختامیوں کو ہوئی اور مدتوں بعد انگلستان میں ڈاکٹر حاربی صاحب نے اس امر کو ثابت  
کیا لیکن قدیم سے اسکا علم ختامی اطباء کو تھا اور دلائل ہیں کہ خون کی اس خاصیت کو پہلے  
انہوں نے پہچانا باوجودیکہ خود بقراط اس شکل کو حل نہ کر سکا اور اسی شبہ میں مر گیا ایک  
اور امر میں اطباءے خاکی کو یہ شناخت ہے کہ سن نے سے حیرت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ  
حالانکہ مردے کو چیر بھاڑ کے انگریزی طبیب وجہ موت بتلا سکتا ہے لیکن اگر لاش ستر جا  
اور فقط استخوان باقی رہے تو وہاں پر انکی بھی کوئی تدبیر نہیں چلتی لیکن خاکی کے طبیبون

نے ایک طور ایسا نکالا ہے کہ اگر کوئی کسی کو گھونسنوں سے یا سونٹے یا اور حربے سے ہار کے  
 کاڑیوں سے اور بعد عرصے کے خون خفتہ بیدار ہووے تو لاش کو جس حالت میں ہونچا لیتے  
 اور سر کے سے خوب اس سے نہلاتے اور ایک غار قد آدم لانا اور گہرا اور ڈھیلہ ہاتھ چڑا کر گھونٹ  
 اور اوس میں گھاس اور لکڑی اور کوہلا جلاتے ہیں اور جب وہ گڑبا خوب گرم ہوتا ہے تو  
 آگ کو چاول یا شہد کی شراب سے بجاتے اور لاش کو قمچی کے ٹھنڈے پانی کے آس  
 غار کے منہ پر رکھ دیتے ہیں اور ایک کپڑے سے لاش اور غار کے منہ دونوں کو ایسا بند  
 کر دیتے ہیں کہ بخارات نہیں نکلنے پاتے اور لاش میں سہرا پیت کرتے ہیں اور بعد دو گھنٹے  
 بخومی کے جب کپڑے کو اٹھاتے ہیں تو بالکل داغ چوٹ کے صاف عیان ہوتے ہیں  
 یہاں تک کہ گھونٹے کے نشان دکھائی دیتے ہیں اور اس قدر یہ ترکیب کار گرے کہ  
 اگر گوشت پوست اور استخوان سب جدا ہو گئے ہوں تو فقط ہڈیاں جمع کر کے اس عمل کو  
 کرتے ہیں اور اگر زخم کاری یا چوٹ ایسی تھی کہ اس سے آدمی مر گیا تو ہڈیوں پر نشان  
 ملتا ہے باوجود اس زیر کی اور ہوشیاری کے جراحی میں خانیوں کو کم دخل ہے اور  
 وجہ اس کی صرف تشریح کی لاعلمی ہے کیونکہ بغیر اس کی دہشت کامل کے ٹہری اور رگ اور  
 پٹھوں کے جوڑ توڑ اور وجع مفاصل کی ترکیب آگاہی ناممکن ہے غرض خفیہ امروں  
 میں جب سطر حسے کو کہہ یا کلائی یا شانیکا اوکھڑ جاتا ہے اور اسی قبیل کے دستوری مقدما  
 میں وہ رہ نہیں جاتے ہیں لیکن وہ مقامات سب جہاں سوک انگریزی طبی کے دوسرا  
 کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا وہاں یہ سب مجبور رہتے ہیں چنانچہ جب لارڈ مکارٹنی بہادر  
 سفیر شاہ انگلستان ختامین تشریف لے گئے تھے ان کے ساتھ کے اطباء انگریز نے  
 ایسے ایسے امراض متعلق جراحی کے اچھے کیے کہ خانی سب گھبرائے اور انگریزوں کی  
 قابلیت کے قائل ہوئے القصہ خانی اطباء مرہم پی خوب کرتے اور دوائیں ایکی کھلاتے  
 ہیں تا زخم یا چوٹ ریم یا ورم نہ پیدا کرے اور اس طرح اکثر اچھے بھی ہو جاتے ہیں

سواجرمی بوئی کے معدنیات کا مطلق استعمال خاکی طبابت میں نہیں ہے اور ہاتھوں کو  
 سیطرہ صرف میں لانا نہایت مضر ٹھہراتے ہیں یہ علم موسیقی میں خانیوں کو دخل ہے  
 غرض سوا سے خانیوں کے دوسرے شخص کو اونکے راگ اور لے اور ستر بھلے نہیں معلوم  
 ہوتے اور نہ اون لوگوں کو اور ملک کا گانا بجانا پسند آتا ہے اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں  
 کیونکہ ہر جگہ یہ دستور ہے کہ اپنے اپنے وطن کی رسومات کو ہر شخص اور دن سے بہتر سمجھتا  
 ہے اور سب پر ترجیح دیتا ہے اور دونوں سب اسکے حاضرین کیونکہ خود بینی اور خود  
 پرستی انسان کی خلقت میں ہے اس لیے ہر فرد اپنے کو افضل نوع انسانی جانتا ہے  
 اور دوسرے یہ کہ عادت طبیعت ثانی ہے اور جس چیز کو بچپن سے آدمی دیکھتا سنتا  
 پیری کو پونچے گا وہی اوسکی نظروں میں بھلی معلوم ہووے گی چنانچہ خانی سب انگریزی  
 ارگن اور بیلہ اور بانسری اور ہندوستانی سازنگی اور ستار اور رباب کو پوچھتے اور اپنے  
 ملک کے کان بھاڑنے اور مغز پریشان کرنے والے باجون کو پسند کرتے ہیں یہ باج  
 اقسام طرح کے خاتمین ہیں لیکن قابل ذکر کے عجائبات کے باعث سے فقط ایک ہی ہے  
 جبکہ بیان و قراول میں اکثر بھوپکا اور جھکو پتھر سے دے بناتے ہیں اور چونکہ خاصیت  
 اوس سنگ کی ذات کی یہی ہے کہ ضرب مارنے سے آواز خوش دیوے خانیوں نے  
 مثل حیرت انگیز اور نیلایا اور حق ہو کہ اوسکی آواز نہایت شیریں ہی جاقسم کے یہ پتھر خاتمین پیدا ہوئے ہیں لیکن  
 سب سے بہتر یو کہلاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے یہ اس مملکت کی صنعتوں کا حال و قراول  
 میں راقم نے ہر شہر کے احوال کے ساتھ ہی بیان کیا ہے غرض اس جگہ پر یہ کہنا ضرور ہے  
 کہ ریشم کے پیدا کرنے اور کاتنے کی دانست ایرانیوں نے خانیوں سے حاصل کی ہے  
 اور اون سے رومیوں نے اور اون سے اہل فرنگستان اس راز سے آگاہ ہوئے لیکن  
 موجد ریشم کے بیشک خانی ہیں اور ریشم کے کیڑوں کی نسل بھی ان لوگوں کے ملک سے  
 سب جگہ گئی ہے اور چونکہ مدت سے ریشم کے کیڑو بخار و اج خاتمین بھیلے ہیں کارگیر

ایسے باریک بین اور نزاکت رس ہیں کہ کسی اور ملک میں کمتر ہیں اور چمپولی اور زلفیت اور مخمل اور طلّس اور پیلام اور تافّہ اور اقسام ریشم کے ایسے خوش رنگ اور پادیا اور ناز و نبّت ہیں کہ باوجود فرانس میں اور انگریزی صنعت اور کل کی حکمت اور مدد کے ختا کے ریشمون کا بازار ہمیشہ تیز رہتا ہے، غرض بعد علم طبع کے جسکی ایجاد بھی ختائیوں سے ہے حالانکہ وہ نزاکت اور کمال جو انگریزی طبع کو حاصل ہے انکو نہیں وہ ایجاد جسکو بحر طبع کے دنیا کی سب صنعتوں اور ایجادوں پر شرف ہے جسکے باعث سے ہزارانی گواہی قوت ہوئی کہ پردہ زمین کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جہاں ناخداؤں کے علم نے انکو نہ پہنچایا ہے وہ یعنی آلہ قطب نما کی ایجاد ختائیوں سے ہے اور واقعہ علم کو وقت سے اس ملک کے حکما کو متعارف کی اس خاصیت سے کہ اگر سوئی سے اوسکو مس ہووے اور اثر اوس سنگ عجیب کا لو ہے میں تاثیر کر جاوے تو وہ سوئی دونوں قطب کی طرف ہمیشہ رخ کر لگی اور کسی حال میں اپنی نو پیدا خاصیت کو نہیں چھوڑیگی آگاہی ہوئی ہے لیکن یہ ثابت ہے کہ کئی ہزار برس سے اس خاصیت کی دانست ختائیوں کو ہے باوجودیکہ خود ان سبھوں کو فائدے اپنی ایجاد سے اس قدر نہیں حاصل ہوئے جو عرب اور فرنگستانوں کو ہوئے اور وجہ اوسکی صاف ہے کہ ختائی سب نہایت بزدل ہیں اور سمندر سے ایسے خائف کہ دور ملکوں کا سفر کرنا ملک عدم کا راہ گیر ہونا سمجھتے تھے اور خلاف اسکے عرب اور فرنگستانی اند پر توکل کر کے قطب نما اور چند آلات ناخدائی کی مدد سے بڑے بڑے بحر و خا رتد اور موج اور تیرہ و تہ دار کے پار ہوتے اور اجنبی لوگوں میں جا کے اپنے مال کو فائدہ کثیر سے بچے اور ایک روپے سے بیس پیدا کرتے تھے القصہ دلائل قوی سے یہ ثابت ہے کہ اعرابیوں کے ساتھ چونکہ ختائیوں کی تجارت قبل تشریح آٹھ سو سیچ سے تھی تو اعرابیوں کو پہلے یہ آلہ قطب نما ختائیوں سے حاصل ہوا اور جہاں جہاں یہ اعرابی گئے اسکا شہرہ پھیلا دیا گئے آخر کو بحر قلم طے کر کے قسطنطنیہ کے اطراف کے ملکوں میں جو انکی کوٹھیاں تجارت کی

تعمین پونچھ کر کئی فرنگستانی سودا گروں کو اس راز سے بھی آگاہ ہی دی اور ان لوگوں نے اپنے ملکوں میں جا کر بعض بعض شخص کو جو مطلع کیا چند ایام کے بعد یہ مشہور ہوا کہ فرنگستان میں آلہ قطب نما کی ایجاد ہوئی چنانچہ تین چار قوم فرنگستانی نے اپنا دعویٰ علیحدہ کیا اور انگریزوں میں بھی ایک حکیم بنام راجر بیکن صاحب اس آلہ کا موجد نادانوں کے نزدیک مشہور تھا غرض یہ سب جملے فخر بیہودہ سے پیدا ہیں اور قابل سماعت کے نہیں کیونکہ جو دلیلین بعض بزرگ لاتے اور قصد اپنے اپنے دعویٰ کی اثبات کا کرتے ہیں وہ ظالم و ناقص ٹھہرتے ہیں اور بالکس اسکے خاتیوں کا دعویٰ ایسا ہے کہ جون جون امتحان کی کسوٹی پر کھینچا جاوے تیوں تیوں براق نکلتا ہے اور یہی ایک دلیل کسی زبردست ہے کہ اوٹھہ نہیں سکتی کہ فرنگستان میں فقط چھ سے برس سے آلہ قطب نما کی دست ہوئی ہے اور ختامین گویا سلف سے چلی آتی ہے کیونکہ بعض مورخ معتبر کی روایت ہے کہ یہ تحقیق نہیں معلوم کہ کس عہد میں اسکی ایجاد ہوئی غرض یہ لاعلمی قدامت کی دلیل ہے اور بعض کی روایت ہے کہ قریب پونے تین ہزار برس کے ہوئے یعنی سنہ ۱۱۰۰ قبل حضرت عیسیٰ کے غفور اُو آن کے بھائی حکیم چوکان نے اس آلے کی ایجاد کی غرض اس بات میں روایات مختلف ہیں اور منجملہ کئی غفوروں کے جو اس کے موجد ٹھہرائے گئے ہیں غفور ہونگا ٹی کو زیادہ تر نامزد کرتے ہیں اور بعض علمائے فرنگ نے یہ ثابت کرنے کا قصد کیا ہے کہ حضرت آدم اور غفور ہونگا ٹی ایک ہی شخص بنام مختلف تھے اور انہیں سب باتوں کے ملاحظے سے خاتیوں کو دعویٰ ایجاد کرنا حق بجانب ہے کیونکہ جو لوگ کہ ہزاروں برس سے ایک شے سے واقفیت رکھتے ہوں اور دوسری قوم صرف چھ سے برس سے مطلع ہوئی ہوں ان دونوں میں ظاہر ہے کہ سبقت ایجاد کس کو حاصل ہے سو اس کے تاریخ فرنگ سے ظاہر ہے کہ جب اہل پرکال سب ۱۹۱۰ء آسچی میں افریقہ کی جنوبی حد کو جو کیپ آف گڈ ہوپ کہلاتی ہے طے کر کے آئے تو ان لوگوں نے حیرت سے دیکھا

مشرقی سمندر کے بندرون میں جو ملکی ناخدا یا ملاح تھا آکہ قطب نما کی خاصیت سے آگاہ تھا حالانکہ اس وقت تک کوئی جہاز فرنگستانی اوس سمندر میں کبھی نہیں آیا تھا اور یہی دلیل ہے کہ اون ناخداؤں نے فرنگستانیوں سے اوس بات کو حاصل نہیں کیا اور بیشک عربوں نے اونہیں بتلایا کیونکہ اعرابی سب ختامین نشہ میچی سے جایا آیا کرتے تھے اور اطراف کے ملکوں اور اون خبریرون میں جو مشرقی سمندریں واقع ہیں خرید و فروخت کے لیے اونکی آمد و رفت تھی اور اغلب ہے کہ جان جان یہ ٹھہرے وہاں اس راز کو انہوں نے اظہار کیا والا دوسری کوئی صورت نہ تھی کہ مشرقی سمندر کے ملاح آکہ قطب نما سے آگاہ ہوتے اور اہل پرتگال اون لوگوں سے دریافت کرتے \* \* \* \* \*

## پندرہواں باب

بیابان کی رسوم اور لڑکوں کی تربیت اور تجہیز اور تدفین اور ماتم اور غم کے بیان میں

جس طرح مسلمان اور یہود اور یورپ کے ملک کی بعض قوم میں دولہ اور دولہن سے بیابان کے آگے ملاقات نہیں ہوتی خباثتوں میں بھی وہی دستور ہے لیکن فرق یہ ہے کہ چین میں اگر مشاطہ اور درمیانی لوگوں نے دولہن کے سن یا شکل و صورت کو دولہ سے خلاف راستی کے بیان کیا ہو تو اسکو اختیار ہے کہ دولہن کو دیکھتے ہی طلاق دینے کا ارادہ کرے اور حکام شہر کے حضور میں متینٹ ہو کر جتنے لوگ کہ بانی اور درمیانی ہیں سبکو سزا دلواوے غرض حال یہ ہے کہ جب کسی کے بیابان کی تجویز ہوتی ہے تو مشاطہ لڑکی کو دیکھ سن کے جاتی اور لڑکے یا اسکے والدین سے بالکل حالت اور شکل اور صورت اور رنگت اور شبابہت دولہن کی بیان کرتی ہے اور اگر اونکے پسند ہوتی ہے تو مقدار نذر کی جو انکو دولہن کے لیے دنیا منظور ہوتا ہے دریافت کر کے دولہن کے بزرگوں کے پاس جاتی اور سارا احوال کہتی ہے غرض جب دونوں طرف سے گفتگو طے ہوتی ہے



تو نامہ و پیام اور تحفیات کی دونوں طرف سے آمد و شد شروع ہوتی ہے اور دولہن کے والدین ساعت اور لگن دیکھ کر روز عقد کا مقرر کرتے ہیں الغرض روز معین کے دن دولہن ایک پالکی پر سوار ہوتی اور دروازہ اوسکا مقفل ہو کر کنبھی گئی ایک کھنوار با اعتبار کے سپر لگائی ہے اور دولہن دھوم دھام کے جلوس سے اور شا دیانہ تجبا ہوا اور جہیز کا اسباب ہمراہ اور وہ قدیم چاکر ساتھ اپنے لیکر دولہ کے دروازے پر جب پہنچتی ہے تو دولہہ لباس فاخرہ استقبالیہ کر کے پالکی کی کنبھی اوس نوکر سے لے لیتا ہے اور دروازہ کھول کر دولہن کو غور تمام سے دیکھتا ہے اور اگر خلاف اوس اظہار کے جو مشاطہ فی بیان کیا پاتا ہے تو اختیار رکھتا ہے کہ فوراً پھر دروازے کو بند اور مقفل اور اوس نوکر کو کنبھی واپس کر کے دولہن کو اوسکے مان باپ کے گھر بھیجا دیوے اور جو کچھ کہ تحفے کی طریق سے آگے دے چکا ہے وہ سب پھر پاتا ہے جو عورت کہ اس طرح مقبول ایک کی بنین ہوتی تو ایسا واقعہ کوئی سبب مانع دوسرے کے ساتھ شاید کا نہیں تصور کیا جاتا ہے الغرض جس تقدیر میں دولہن کی قسمت پہلے ہی دفعہ میں یاوری کی اور اوسکی صورت اور شاہست مطبوع طبع ہوئی تو دولہہ پردہ کروا کے اوسکو اپنے گھر میں لیجاتا ہے اور دالان میں دونوں شخص پہلے چار سجدے فی تین تین پیرور دکار عالم کی درگاہ میں بجا لاکر ایک دوسرے کو دوسجدے کرتے ہیں اور دولہہ مردوں کی دولہن عورتوں کی مبارکبادیاں پا کر مرد سب ایک دالان میں جمع ہو جاتے اور دولہہ انکی ضیافت میں مشغول ہوتا ہے اور دوسرے دالان میں عورتیں جمعیت کر کے دولہن کے اہتمام سے کہاتیں اور پیتیں ہیں بعد اسکے سارے مہمان خست ہو جاتے ہیں چونکہ اسی دفتر کے ساتوین باب میں قوانین کے جملے میں خانیون کی خانہ داری اور طلاق وغیرہ کا احوال بیان ہوا ہے اس لیے زیادہ تصریح بیان پر بے فائدہ اور فضول سمجھی جاگی کہ حکما رختانے کتب دستورات میں یہ لکھا ہے کہ لڑکے کی تربیت اور وقت سے شروع ہونی چاہیے جب عورت کو یقین حمل کا حاصل ہو اور اوس دن سے اوسکو چاہیے

کہ ہمیشہ زیادہ تر خوش مزاج اور خاوند کی فرمانبرداری ہووے اور عادت نیک اختیار کرے بلکہ خیالات بد سے کنارہ کرے اور ماکولات لطیف کا استعمال کرنا اور مطابق استطاعت کے پوشاک پر تکلف کا ہمیشہ مصرف میں لانا ضرور ہے تاکہ لڑکے کی طبیعت کی بنیاد نیک اور لطیف ہووے اور بد مزاج اور حرص نہ نکلے غرض جب چہ برس کا لڑکا ہوتا ہے تو اسکو حساب کے عدد سب جو اکثر استعمال میں آتے اور دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے نام سکھلاتے ہیں اور اٹھ برس کا جب ہوتا ہے تو تہذیب ظاہر اور سجدہ اور سلام کے طریق سکھاتا ہے اور دس برس کے سن میں محلے کے مکتب خانے میں جا بیٹھتا ہے اور تیرہ برس سے پندرہ برس تک موسیقی سکھاتا اور کلمات پند و نصائح کو خوش الحانی سے ادا کرتا ہے بعد اسکے تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری میں تعلیم پاتا ہے اور اسی سن میں حبس اور اسکی طبیعت مائل ہوتی ہے خواہ سپاہ گری کے فنون یا تحصیل علوم میں مشغول ہوتا ہے \* مستورات کی تربیت یہ ہوتی ہے کہ پیدا و نصیحت حفظ کیجاوے اور خاموشی اور تنہائی کی بہتری اور عفت اور عصمت کی بھلائی سے آگاہی رہے \* چونکہ حکیم گنگوڑی نے اپنے تلامیذ کو یہ نصیحت کی تھی کہ حبس جسے زندگی میں آدمی کی قدر کرتے ہو ویسا ہی بعد مرگ کے بھی کیجیو اوس روز سے آج تک حکیم کے قول کو بجالانا خانیوں نے واجب سمجھا اور بیان تک اوس حکم کو رسم و رواج میں رفتہ رفتہ دخل دیا ہے کہ بالفعل بعد مرگ کے جو عزت بخشی اور اس کی قدر ہوتی ہے اوس شخص کی زندگی میں اوسکی چوتھائی نہیں ہوتی تھی اور میرزا محمد علی صاحب کا قول بجا معلوم ہوتا ہے فرد گرچہ امروز از رعوت سرفرو نہ آرد بن چاک چون گرم فلک محراب میسازد مرا \* اور حقیقت میں یہ راست ہے کہ ہر نعمت کی قدر بعد زوال کے ہوتی ہے اور جب تک آنکھوں کے سامنے آدمی رہتا ہے نفرت کرنے والے بہت ہوتے ہیں اور آفرین دینے والے کم ملتے ہیں لیکن جب نظروں سے وہ غریب گزر جاتا ہے تو اسکا غیب بھی اکثر نہر ٹھہرایا جاتا ہے اور خدائے عظیم بھی علی بندا القیاس بھی حال ہے کیونکہ

جب کوئی مر جاتا ہے اس کے اقربا جو قرابت قریبہ رکھتے اور دوست و آشنا سب جمع ہوتے ہیں اور لباس ماتمی گلزمین ڈالنے اور اسکی صفیتیں اسکی لاش کے پاس بٹھیہ کے بیان کرتے اور روستہ میں غرض شروع سے اسکا بیان کرنا لازم ہے تاکہ احوال تمام و کمال اس تاریخ کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو۔ جب کوئی شخص مرتا ہے تو بعد و ایک گھڑی کے اسکا پڑا بیٹیا سب سے جو زیادہ تر عزیز ہوتا ہے وہ لاش کو اچھے سے اچھا کپڑا اور لباس فاخرہ پہنا دیتا اور اگر وہ شخص سرکاری عہدہ رکھتا تھا تو اس کے سب عہدے بھی حسب طرہ سے زندگی میں اس کے رہتی تھی اس حال میں بھی اس کے متاثرین جاتے ہیں اور اس کے بعد تابوت میں لٹا دیتے اور سچ والا ان میں سے بہتر شخص چھٹا اور تابوت کو رکھ دیتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تابوت کو ہر شخص مدتوں سے خرید کر کے اپنے گھر میں رکھتا ہے تا موت کے وقت ایسا اتفاق نہ ہو سکے کہ تابوت بے کے موافق نہ ملے اور اہل غور اسی ایک بات سے دریافت کرینگے کہ خانی عجیب و غریب قوم ہے کہ ہر وقت اپنی موت کا خیال ہر شخص کو رہتا ہے اور اسکی طیارمی سالہاے سال آگے سے کرتا ہے یہاں تک کہ ایک نفیس تابوت کی خواہش سکورہتی ہے اور اسے مول لیکے اپنے گھر دن میں ہمیشہ آنکھ کے سامنے رکھتے ہیں اور موت کی آمد ناگزیر اور لابد سمجھکے اس سے مطلق خوف نہیں کرتے بلکہ تدریج موت سے آشنائی کرتے ہیں تاکہ جب اس کے حوالے کئے جاویں تو گھبراہٹ اور پریشانی حاصل نہ ہو جسے قدیم دوست کے گلے کوئی لگ جاتا ہے اور صرف اسی ایک رسم کے سبب سے اگر خاتمیون کو تلامذہ حکما کہتے تو بجا اور بوجہ صد ہا دلائل کے یہ امر بھی ثبوت اس بات کا ہے کہ عادت کی تاثیر خلقت میں فرق لاتی ہے اور باوجودیکہ ہر شے حیوانی خصوص ذات انسانی فنا سے خائف ہوتی ہے لیکن اس رسم خانی موت کو ناچیز محض ٹھہرایا ہے اور جو دل گیری کہ اسکی یاد سے لازم ملزوم کی نسبت رکھتی ہے وہ عادت کے وسیلے سے دور ہو گئی ہے الغرض لاش کو تابوت میں رکھنے کے چاروں طرف سے لوہاں جلاتے اور سر ہانے پائنتی اور دونوں

بعل میں پھولوں کے ہار کا ڈھیر کر دیتے ہیں اور دوست اور اقربا سب تابوت کو اپنی اپنی ہی  
 سے سجدہ اور سلام کرتے اور اوسے طرح کے ادب اور اداسے پیش آتے ہیں جیسا کہ زندگی میں  
 دستور تھا لیکن بیٹا اوسکا ایسا ماتم زدہ اور سینہ زن اور لغزیت خوان ہوتا ہے کہ اوسکی  
 حرکتیں دیکھ کر ہول اٹھتا ہے اور حقیقت میں حال اوس غمخوار کا شدت غم سے متغیر ہو جاتا  
 اور مکاری میں یہ نوبت نہیں پہنچتی ہے کہ زندہ مثل مردہ کے ہو جاوے اور جب تک لاش  
 دفن نہیں ہوتی یہی طور اوسکے ماتم کا رہتا ہے اور اقربا اور دوست آشنا سب جب تک  
 کہ خاک کے حوالے خاک نہیں کیجاتی ہے اوسی گھر میں بود و باش اختیار کرتے ہیں لیکن جب  
 ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بیٹا اپنی مرضی سے چاہتا ہے کہ تین برس تک جو والدین کی وفات  
 میں ایام غم مقرر ہے لاش کو گھر میں وہ رکھے اور ماتم کرے تب سارے لوگ رخصت  
 ہوتے ہیں اور اپنے اپنے گھر پھر جاتے ہیں اور مہینے میں دن میں ہمیشہ آتے اور لاش کو  
 سلام کر جاتے غرض جب دفن کی طیاری کیجاتی ہے لوگوں کی جمعیت ہوتی اور قبر گاہ کی  
 طرف لاش اسطور سے اٹھائی جاتی ہے کہ پہلے بہت سے مزدور شیر اور گھوڑے اور  
 اقسام جانوروں کی مورت اور پتلے لیکر سب سے آگے جلوس میں قطار بندی سے نکلتے  
 ہیں اور اونکے بعد دونوں جانب کو بہت سے مزدور سب ایک کے پیچھے ایک ہاتھوں  
 میں چھڑیاں جن پر روغن کیے تختے چڑے ہوتے لیے رہتے ہیں اور اون تختوں پر مرد  
 کی صفوں کا بیان اور نمک حلائی اور سرکار کی طرف سے سرفرازی کا ذکر بڑے حرفوں میں  
 لکھا رہتا ہے تا خاص عام کو اطلاع اوسکی بزرگی کی ہووے اور ان سب کے بعد سارے  
 باجا جاتے ہیں اور اونکے پیچھے تابوت کو ایک نہایت پر تکلف گنبد دار خزانے کے اندر  
 رکھ کر چوڑے کھار کے کا ندھوں پر لیجاتے ہیں اور متونی کا بیٹا چوٹی کو لے بالی بکھرے  
 سفید گرمی کا کرتا اور پاجامہ پہنے سر پر منہ اور تنکے پائون عصائی کے اور سر جھکائے ایک  
 مچھون کی صورت بنائے لاش کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور اوسکے ہمراہ اقربا اور دوست

آشنا ماتی لباس گلے میں ڈالے چلتے ہیں اور سبکے بعد اس مردے کے محل کی  
 مستوراتین کا ریون میں رہتی ہیں اور بعض دفعہ ایسی چھین مارتی ہیں کہ سننے کی تاب باقی  
 نہیں رہتی غرض اسے طور سے قبر گاہ میں لیجاتے اور جب وہاں پہنچتے ہیں تو ہر اسی اور جلوہ  
 لوگ تابوت کو پھر سجدہ کرتے اور گویا لاش سے رخصت ہو کر فرنگیوں اور مسلمانوں کی طرح  
 زیر زمین دفن کرتے ہیں اور چونکہ رونے کے بعد بھوک لگتی ہے قدرے قلیل مہینہ تنہا  
 کر کے اپنے اپنے گھر دوست آشنا چلے جاتے ہیں لیکن اس متوفی کا بیٹا اور چند عزیز اقربا  
 قبر کے آس پاس گھانسنے کے گھر بنا کے چلے پھر وہاں رہتے اور گوشت مچھلی اور دوسری کوئی  
 لذیذ چیز نہیں کھاتے اور نہ شراب پیتے ہیں لیکن جب وہاں سے اقربا اپنے گھر آتے تو  
 جو چاہتے سو کرتے ہیں غرض بیٹے کو تین برس تک ترک لذات کرنا ہوتا ہے اور اگر گریز  
 عہدہ رکھتا ہے تو رخصت لیکر اپنے گھر بیٹھتا ہے اور اس عرصہ غم میں نہ کسی شادی اور  
 نہ دعوت میں جاتا ہے اور نہ اپنے گھر میں کسی طرح کی خوشی کرتا ہے اور نہ نئے کپڑے پہنتا  
 اور نہ بالوں میں کنگھی اور نہ حجامت کرتا ہے اور خالی چٹائی پر بے گدیے یا رضائی کے  
 سوتا ہے اور جس حال میں کہ باپ کی لاش تین برس تک گھر میں رہتی ہے تو بیٹا تابوت  
 کی پائنتی لگ کے ایک مہری چٹائی پر سوتا ہے اور دن بہر تابوت کے پاس مورچوں کے لیے  
 بیٹھا رہتا ہے اور دنیا اور مافیہا کی کچھ خبر نہیں رکھتا ہے یہ قدیم الایام سے یہی دستور  
 ختامین ہے اور سوا اون لوگوں کے جو عہدہ جلیلہ سرکار میں رکھتے باقی تمام لوگ اس طرح  
 غم کرتے ہیں غرض جب سے دوبارہ تار کا دور ہو اسے کاری نوکروں کے لیے صرف ہوروز  
 کا ماتم مقرر کیا گیا اس لیے کہ اگر دستور قدیم کے مطابق غم کیا جاوے تو سلطنت کے کام  
 میں ہرج پسیا ہووے یہ سامان جو راقم نے بیان کیا ہے متوسط درجے کے آدمیوں  
 کی تدفین کا طور ہے اور جب قدر حشیت متوفی کی اس سے کم و بیش ہووے گی جلوس اور جنازے  
 کے تکلفات اور کثرت مردم میں کمی اور زیادتی پائی جاوے گی چنانچہ جب مغفور کا نکھائی کا سہا

مگر کیا تو راوی راست گو جو اس وقت دارالامازہ پچپن میں موجود تھا کہتا ہے کہ ساٹھ ہزار  
 مزدور صرف مورت اور تختے تیار کر کے آگے لے گئے تھے اور جب امرا انتقال  
 کرتے ہیں تو کثرت جلوس سے پہر وں راہ میں بندہ رہتی ہیں کیونکہ خانی کیسا ہی غریب و گنا  
 مگر ایسے وقت اپنے مقدور سے دنا خرچ کر گیا اور ساری عمر کی کمائی اور تمام گھر کی جمع آ  
 باب مان کے دفن میں بھونک دیو گیا اور اسی سے سمجھا جاتا ہے کہ جب امیر کبیر مرتا ہے تو کیا  
 تکلف ہوتا ہے غرض جب بادشاہ عصر مرتا ہے تو تمام مملکت غم کرتی ہے اور سور و زنگ  
 چھوٹے بڑے صغیر و کبیر سب ظاہر ترک لذات کرتے ہیں اور سپید گزی کا لباس پہنتے ہیں  
 اور چوٹی کھولے رہتے ہیں اور حجامت اور گنگھی نہیں کرتے اور اس عرصے میں شادی اور عرو  
 نچ و رنگ گانا بجانا سب ایک قلم موقوف رہتا ہے۔ اسی جلد کے پہلے دفتر کے چھٹی باب  
 میں سیو کی جھیل کے بیان میں راقم نے اس امر کو اظہار کیا ہے کہ خانا میں شہروں کے اندر  
 قبر گاہ نہیں ہوتی اور اکثر ٹیلوں پر مقبرے بنتے ہیں اور ہر شخص حسب مقدور تکلف کرتا ہے  
 اور حقیقت ہے کہ کسی ملک میں یہ بات پائی نہیں جاتی جو یہاں ملہور میں آتی ہے اور خانی  
 گورستان میں قدم رکھنے اور اسباب غم جو وہاں مہیا رہتا ہے اس کے دیکھنے کے ساتھ ہی  
 بے اختیار راہ اٹھتی ہے اور ایک صورت غم کی ایسی نمایاں ہوتی ہے کہ بے اختیار دل  
 اودا سی چھا جاتی ہے کیونکہ سرو کی قطار چاروں کنار پر ہوتی ہے اور اس درخت کو بغور  
 دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کو یا کوئی آزاد دنیا کو چھوڑے ہوئے سامنے کھڑا ہے اور  
 بہارا اور خزان میں ایک ہی حال پر رہتا ہے اور نہ کبھی مثل اور نباتات کے خلعت نو بہاری  
 پہنتا ہے اور نہ خزان میں اپنی حالت کو بدلتا ہے اور ہمیشہ سبز رہنا اور سکامداوست پر دلا  
 کرتا ہے اور اسکی پتیوں سے نہوا بھی آہ بھرتی ہوئی گذرتی ہے اور سو اس درخت کے  
 جسکی دید ہر اہل تصور کے لیے دل کی تنگی کا موجب ہے بید مجنون اور دوسری قسم کے درخت  
 بھی ہر قبر کے گرد ہوتے ہیں جنکی صورت پر اودا سی برستی ہے کیونکہ اون میں پھول نہ پل



ہوتا اور اونکی ڈالیاں اور پتیاں مثل مڑجانی چوئی موی کے ہمیشہ قبر پر چھکی ہوتی گویا غم  
 اور الم میں رنگوں رستی ہیں اور سوا اس کیفیت کے جو معادہ دیکھتے ہی دل پر اثر کرتی ہے قبروں  
 کے سر ہانے اور پائنتی آدمیوں کی موریتیں سر و قد لابی مر مر اور مٹی کی بنی غم زدوں کی طرح ہوتی  
 ہیں اور اون میں سے کوئی تپتہ آنکھوں پر رومال کھڑکتا کوئی چھاتی مٹکتا کوئی سکتی کر عالم میں جیسا کہ  
 شدت غم سناٹا میں غمزدہ آجاتا کھڑا ہوا معلوم دیتا ہے الغرض سمجھنے والے کے لیے اتنا ہی بیان کافی ہے  
 کہ ختامین مردے کو جس احترام کے ساتھ کفن اور دفن کرتے اور دفن کو جس تکلف سے آراستہ  
 کرتے ہیں دوسرے کسی ملک میں دستور نہیں ہے اور تہذیب ختائی جو مشہور ہے زندگی  
 کے بعد بھی متوفی کے حق میں کم نہیں ہوتی یہاں تک کہ دفن کے احترام اور غم کے اظہار کے  
 علاوہ ایک مکان ہر امیر اور متوسط بھلے آدمی کے گھر میں اسی بات کے لیے مقرر ہے  
 کہ باشندگان خاک کی یاد ہمیشہ تازہ رہے اور حیات میں جو حرمت اونکی تھی اوسی نبرگی  
 کے مطابق بلکہ آگے سے افزائش منزلت ہووے اگر کوئی شریف ختائی اپنے وطن سے  
 فاصلے پر انتقال کرتا ہے تو اوسکے بیٹے یا اور غریز اقربا پر واجب ہوتا ہے کہ لاش کو  
 وے لے آویں اور خاندان کے ہر وائرمین دفن کر میں اگر بیٹے کے رہتے یہ بات وقوع  
 میں نہ آوے اور باپ جہاں مرے وہیں گڑے تو بیٹے کو لوگ اپنی صحبت سے خارج  
 کر دیتے ہیں اور نحوس سمجھتے ہیں غرض اسی سبب بعض دفعہ دو دو سو کو س سے لاش آتی  
 اور باپ دادوں کے مقبروں میں گڑتی ہے لیکن یہ نہ سمجھا جاسیے کہ تابوت سے کچھ بوجھ  
 پھوٹتی ہے کیونکہ جس قسم کی لکڑی سے تابوت بنایا جاتا ہے وہ اس قدر سنگین اور خوشبو  
 ہوتی اور تختوں کے جوڑا سطر چیر وصل کیے جاتے ہیں کہ تابوت میں لاش جس حالت پر  
 رہے لیکن بطریقاً بوجھ نہیں پھوٹتی ہے اور یہ بات اگر ہوتی تو لوگ کیونکر لاش کو تین برس  
 تک گھر میں رکھتے اور وہیں خود بھی رہتے چٹا کے بعض بعض صوبوں میں جہاں زمین  
 نیچی اور آب خیز ہوتی وہاں مردے کو تابوت میں چند روز تک میدان میں رکھتے اور

بعد اسکے مع تابوت جلاستے ہیں اور خاکستری کو دوسرے تابوت میں جمع کر کے مقبروں میں طاقون پر رکھ دیتے ہیں۔ لاش کو ختا میں غسل نہیں ہوتا ہے اور یہی بات البتہ مکروہ معلوم دیتی ہے۔ غرض یہ سمجھا چاہیے کہ ہر ملک و ہر رسم سے قبل اس بات کو تمام کرنے کے ایک بات جو عجائبات سے ہے اوسکا مذکور مناسب ہے تاکہ ختائیوں کا احترام مردوں کے لیے ظاہر ہووے اور یہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ باوجودیکہ ختائیوں میں ہر طرح کے بد معاش ہیں لیکن کفن چوری جو اکثر ملکوں میں ہوتی ہے اوس ملک میں کہی نہیں سنی گئی حالانکہ مقبروں میں اسباب اور سونا چاندی کے ظروف لوہاں جلانے اور دوسری رسومات کی ادا کے لیے ہمیشہ رہتے ہیں اور ختائی سب حسب حیثیت سیم و زر تابوت میں مردے کی پائنتی میں سلے رکھ دیتے ہیں کہ اگر روح کو احتیاج ہووے تو صرف کرے اور سوا اسکے سچی شہری روپہری پنی کے گھوڑے ہاتھی بیل گائے بکری وغیرہ بنا کے وہ لوگ تابوت کے پاس پہلانے اور ڈلہ جو گل کے رہ جاتا ہے اوسکو لاش کے بغل میں رکھ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ملک عدم میں کہ ہٹ موٹ کے جانور سب سچ چمبہ کے ہو جاتے ہیں اور روح کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ الغرض جب رسم یہ شہری تو ظاہر ہے کہ گورستان میں بڑی دولت مردوں کے ساتھ گاڑی جاتی ہے لیکن آج تک سننے میں نہیں آیا کہ کسی چوٹے نے قبر میں ہاتھ ڈالا یا کچھ نکالا ہو اور اوسکے بالعکس اور ملکوں میں ہوتا ہے جہاں کہ چوٹوں کے ہاتھ سے کفن تک نہیں بچتا۔

### سولہوال باب

ختائیوں کے فضائل اور زائل کے بیان میں

جس طرح بعض مصو جب کی تصویر کھینچتے ہیں تو خوشامد سے چہرے کے نقص کو چھپاتے اور اصلی حسن کو دونا کرتے ہیں اور بعض جب دشمنی پر کمر باندھتے ہیں تو نقص کو بڑھا دیتے بلکہ سانگ کے طور پر رخسارے کو بنا دیتے ہیں اوسے طرح بعض مورخ ملک کے حالات اور دستورات کو کج فہمی یا بدگمانی اور دشمنی سے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا دیتے اور

احوال کیا لکھتے ہیں جو بیچ کرتے ہیں اور بعض مورخ کسی ملک کو گویا مسخوق قرار دیکر اس کے  
 زرائع کو بھی فضائل ٹھہراتے اور بجز تعریف کے کچھ بیان ہی نہیں کرتے ہیں غرض یہ دونوں  
 طریق تاریخ نویسی کی شان کے خلاف ہیں اور مورخ کو چاہیے کہ جو اصل حقیقت ہے اس سے  
 کم و بیش نہ بیان کرے اور اس کا لحاظ اگر بعض صاحبوں کو رہتا تو ختم کے احوال کے بیان  
 میں وہ یہ نہیں کہتے کہ ختائیوں میں طفل کشی کی رسم ہے اور غفور اس امر میں اختیار رعیت کو  
 دیتا ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ بعض غربا کثرت اولاد اور مفلسی کے سبب جب لڑکا پیدا  
 ہوتا ہے تو اسے راہ گھاٹ پر شب کو رکھ دیتے ہیں لیکن اس کی ہلاکت کے قصد سے  
 نہیں اور یہ حرکت اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں یقین ہے کہ سرکاری عملے جو اسی بات  
 کے لیے مقرر ہیں وہ بچے کو اسی گھر میں اٹھا لیجاوینگے جو مخصوص اس واسطے ہے  
 اور وہاں پر دائی دوا اور اطباء اس کی پرورش اور علاج کرائیں گے اور سب طرح سے اس کی  
 خدمت میں حاضر رہیں گے اور دستور قدیم سے ہے کہ ہر شہر میں ایک سرکاری مکان  
 عالیشان رہتا ہے اور بہت سی دایاں اور خدین اور طبیب سب اس سے متعلق ہوتے  
 ہیں اور جس شخص کو اپنے لڑکے پالنے کا مقدور نہیں ہے وہ شب کو اس مکان کے  
 دروازے پر چپکے سے آتا اور شیرھیون پر لڑکا رکھ کر بڑا گھٹا جو وہاں رہتا ہے اس سے  
 بجا کر چلا جاتا ہے آواز کے سامتی اندر سے لوگ آتے اور اس بچے کو لیجاتے اور دائی  
 کے حوالے کرتے ہیں اور جب وہ بچے کو پیانے ہوتے ہیں تو مسلمان اور عیسائی سب  
 اکثر ان کو لیجاتے اور اپنے اپنے مذہب کا طریق سکھلاتے ہیں اور چند لڑکوں کو وہ  
 لوگ بھی لیجاتے جو لا ولد ہوتے اور چاہتے ہیں کہ اپنے بعد کوئی شخص مثل فرزند کے  
 رہے جو رسوم اموات ادا کرے اور اس کے لیے غم زدہ رہے اور چونکہ ختائیوں کو  
 اس کی بڑی تمنا ہمیشہ رہتی ہے کہ بعد اپنے کوئی روئے والا ہو وہ اس لیے جو فرزند  
 ہوتے ہیں وہ ایک لڑکے اس طرح سے متبنی کرتے ہیں کہ اغلب ہے کہ بعض اہل فرنگ

بلکہ مسافر تھے اور ادھر ادھر اور پھر اوپر دیکھتے پھرتے تھے اور تحقیقات کرتے  
 رخصت الامر کے سمجھنے کی فرصت قلت اوقات سے نہ تھی اور سکونت بھی ختامین کم  
 اس سبب سے جب اونہوں نے دیکھا کہ ہر صبح گوگروم کاریاں آتی تھیں اور سرکاری آدمی  
 ہون کے کنارے سے لڑکوں کی لاشیں اوٹھا لیجاتے تھے تو اونہوں نے سمجھا کہ کچھ کشتی  
 اس سلطنت میں روا ہے اس لیے کہ اسکی نہ تقشیش کی جاتی اور نہ مطلق پریش ہوتی تھی  
 دوسرکاری غلے سب جیسے آتے ویسا ہی لاشوں کو اوٹھوا کر لیے چلے جاتے تھے غرض  
 اس میں اگر وہ صاحب سب زیادہ تحقیقات اور حاضر کرتے تو دیکھتے کہ غربا اور ادوں  
 ملائق ختامین دوسب سے بچوں کی لاشوں کو شب کو رستے کے کنارے پر پھینک  
 دیتے ہیں اول یہ کہ مفلسی اس امر کے مانع ہوتی ہے کہ کفن اور دفن حسب حیثیت کیا جاوے  
 ہو بلکہ ایسے واقعہ میں بہت خرچ ہوتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے وہ بچارے سب  
 ش کو کپڑے میں لپیٹ کر شرک پر شب کو رکھ دیتے ہیں تاکہ سرکار کی طرف سے اسکی  
 فین ہووے اور دوسرا سبب اس دستور کا یہ ہے کہ چونکہ گورستان شہر کے باہر حصہ  
 ہوتا ہے تو وہاں جانا اور لاش کو گاڑنا اور پھر آنا ڈیڑھ دو روز کی منزل ہوتی ہے اور  
 وہ لوگوں کے پاس ایسا پس انداز نہیں ہوتا ہے کہ اپنے پیشے کو دور تک نہ کریں اور  
 وہیں انواع طرح کی تنگی بلکہ فاقہ ہووے پس انہیں دو وجہوں سے مجبور ہو کر ختمی غربا سے  
 حرکت صادر ہوتی ہے والا اپنے بچے کو کون ایسا سنگدل ہووے گا کہ خواہ مخواہ مار ڈالے  
 رض راقم اس بیان سے انکار مطلق ختامین طفل کشتی ہونیکا نہیں کرتا ہے کیونکہ نیک اندر  
 بداندز نیک سب جگہ ہوتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض شخص اپنے لڑکے کو بے وجہ  
 رڈالتے ہیں چنانچہ دنیا میں ایسا دیکھنے اور سننے میں آتا ہے اور حامل اتنی تقریر کا  
 یہ ہے کہ ختامین طفل کشتی نہ رسم عام سے ہے اور نہ سرکار اور سکوروں رکھتی ہے لیکن  
 پھر بھی دفرزند کی کا جو مقتضی ہے اس سے بعید فرزند کو اس طرح پر ترک کرنا معلوم ہوتا

غرض انصاف شرط ہے کہ متعلیٰ اور تباہی جب آتی ہے تو دل کو تپھر کر دیتی ہے اور کوئی  
 رشتہ او سوقت باقی نہیں رہتا ہے اور پیٹ کی بھوک محبت کو بھی لوٹ م بھگا دیتی ہے  
 چنانچہ سیکڑوں تعلیمین ہیں کہ ہندوستان اور فرنگستان میں قحط کے ایام میں ماں اپنے  
 بچے کو کھا گئی ہے ۛ نقص چونکہ ہر کارخانہ انسان میں ہے اس خدائی دستور میں فتنہ  
 واقع ہوا ہے کہ اوس دارالترتیب میں اگر لوگوں کو حکم لڑکے کو علانیہ دن کے وقت کھ  
 آنے کا ملتا تو اس قدر نقصان جان کا جو شب کو شکر کون کے کنارے پر لڑکوں کو رکھ دینا  
 ہوتا ہے وقوع میں نہ آتا غرض یہ خطا باوجودیکہ ذمہ سرکار میں معلوم ہوتی ہے لیکن  
 کسی سلطنت کے آئین کا گلہ بے دریافت کیا حقہ نکرنا چاہیے کیونکہ قدر عافیت وہی جانتا  
 جو مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اور کیسا دروسہ اوسے ہوتا ہے جو حکومت کی شراب  
 پیتا ہے کچھ وہی بہتر جانتا ہے اور کوئی ایسا ہی سبب ہو دیکھا جس سے غفور مجبور ہے  
 ورنہ ممکن نہیں کہ جب غفور نے اپنی رعیت کے واسطے دارالترتیب مقرر کیا تو اتنا غیب  
 اونسے ساتھ رکھا ہے القصہ طفل کشی کا گناہ کبیرہ جو خانیوں کے نامہ اعمال میں بغض و  
 دج کرتے ہیں اوسکی حقیقت اتنی ہی ہے جو راقم نے عرض کیا ہے لیکن خود کشی کی عادت  
 جو خانیوں میں بہت ہے اس باب میں راقم اونکی طرف سے کچھ عذر خواہی نہیں کر سکتا  
 کیونکہ کسی مذہب میں اپنی جان کو ہلاک کرنا جائز نہیں ہے اور علاوہ اسکے اپنے کو ہلاک  
 کرنا محض نامردی اور بیوقوفی کی نشانی اس لیے ہے کہ اپنے کو ہلاک ہی کرتا ہے  
 جو زندگی سے عاجز ہوتا ہے اور جینے کا مزا اوسیکو باقی نہیں رہتا ہے جسکو آرزو حکومت  
 اور مراتب عالی یا روپے پیسے کی یا اور ہوس دنیوی کی تھی اور اوسکی کوشش میں مایوسی  
 حاصل ہوئی یا امیر سے گدا ہو گیا یا اور مکروہات زمانہ میں گرفتار ہوا غرض ایسا ہی آدمی  
 مایوس اور بدحواس ہو کر زہر کھا لیتا یا ڈوب مرنایا اور طرح سے اپنے کو ہلاک کرتا ہے لیکن  
 ان لوگوں سے زیادہ اول تو کوئی بیوقوف نہیں اس لیے کہ حضرت آدم کے وقت سے

آج تک دنیا میں شاید سو آدمی ایسے نہیں ہوئے کہ ان کی تمام مرادیں پوری ہوتی ہوں اور باوجود  
 اسکے کہ ہر فرد بشر کو ہوش سہماٹنے کے وقت سے دم مرگ تک بہت سی تنزائیں دل میں پیدا  
 ہوتی رہتی ہیں لیکن عمر بھر میں شاید ایک بھی نہیں ملتی ہے غرض روپے چوہا تہہ کا میل ہے  
 اور نوکری جو تار کی چھان ہے اسکے نہ ملنے کی کوفت میں خود کشی کرنی محض حماقت ہے  
 اور سو اسکے یہ پوچ حرکت نامردی کی علامت اس لیے ہے کہ راحت میں رہنا کون سا  
 تکلف ہے کیونکہ یہ بھی کو پسند ہے غرض پریشانی کی سختی کو لوگ کمتر برداشت کر سکتے  
 اور بیشتر بدحواس اور لغو زلہ ہوتے ہیں اسی سبب سے مصیبت اوٹھانی عین مردی  
 اور جو شخص کہ اس کی آگ میں ٹھہرا اور مفلسی جو مرد کی کسوٹی امتحان ہے اس کے سر کرنے  
 پر بھی بطور سابق رہا وہی مثل کندن کے سچا اور گھرا ہے کیونکہ اہل دنیا سب گویا ملمع  
 کیے ہوئے ہیں اور فقط اونکا ظاہر ہی ظاہر ہے اور جب آتش مصیبت میں ڈالے جاتے ہیں  
 ساری قلعی کھل جاتی ہے اور بعد اسکے جب دیکھتے ہیں کہ وہ ساری بازاری بھڑک اور  
 گئی تو خود کشی کرتے ہیں تاکہ عوام الناس کہیں کہ واہ واہ کیا صاحب غیرت فلان تھے  
 جو مر گئے لیکن جو مرد عاقل اور اولی لغرم اور تجربہ کار ہوتے ہیں جو نہیں اون سے فلاح  
 رحمت ہوتی اور فلاکت گھر میں آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ع چنان ماند چنیں  
 نیز ہم نخواہد ماند کیونکہ جب خود کائنات بے ثبات ہے تو اس کے ایک خبر لینے  
 مفلسی کو کیا قیام ہو ویکا اور اوسی امید پر بیٹھے رہتے اور ایک ہ نہیں بھرتے ہیں  
 اور اگر ایسا اتفاق ہوتا ہے جو خصوص اہل علم اور کمال کے وقوع میں اکثر آتا ہے کہ دنیا  
 برابر بنا ساز رہتی ہے تب بھی اونہیں غم اور فکر نہیں زیر کرتی ہے اور افلاس کے پیوند  
 کپڑوں کو وہ خلعت پر تکلف اس لیے جانتے ہیں کہ ارباب کمال جنہوں نے اپنی  
 راست بازی نہ چوڑی اور امیرون کی چالوسی نکی اونکا لباس بیشتر اسطرح کا تھا اور  
 چونکہ ایمان اونکا نہ بگڑا اور حرص وہوس نے اونکو گمراہ نہ کیا تھا اس سبب سے اونہوں نے

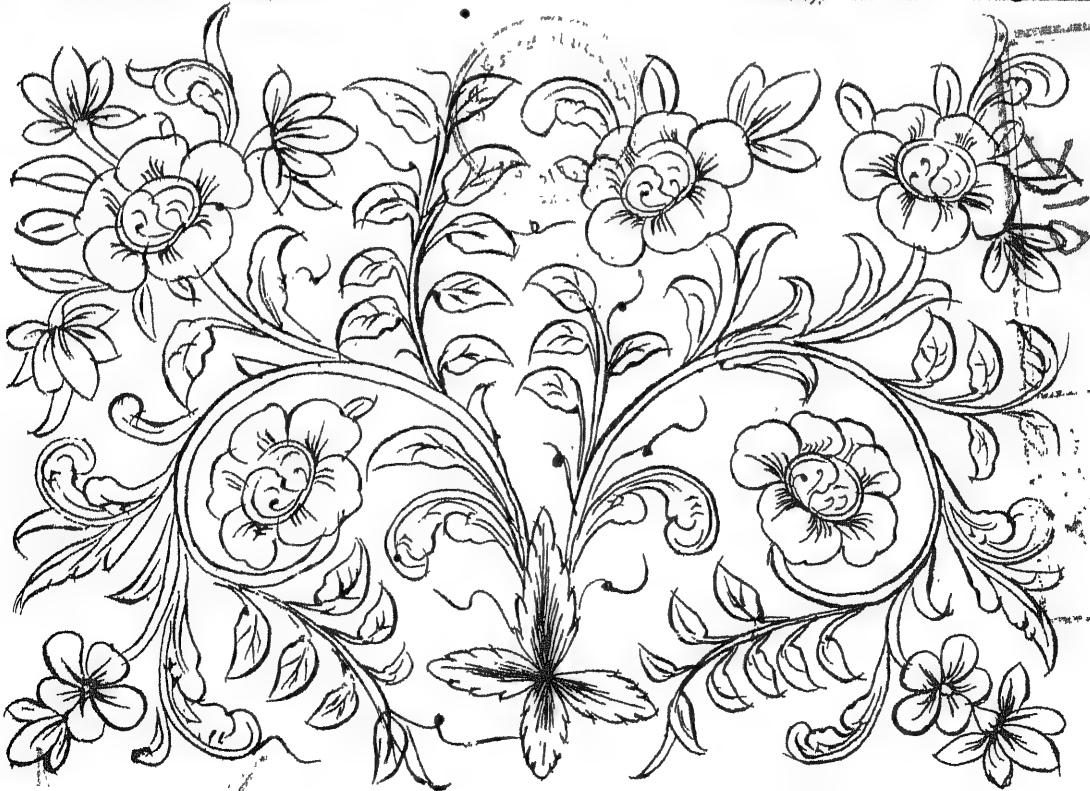


مطلق عم نکیا الغرض انہیں سب جہتوں سے خودکشی کے برابر کوئی لغو حرکت نہیں ہے اور چونکہ اسکا بہت رواج ختامین ہے راقم پر واجب ہوا کہ ختائیوں کی عیوب کے سر و قرار عیب کو لکھے اور انہیں قابل نفیرین کے ٹھہراوے۔ سبب اس قسم کی حماقت کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب ختامین کوئی شخص اپنے کو ہلاک کرتا ہے تو سرکار کی طرف سے حد سے زیادہ تدارک کیا جاتا ہے اور جس پر شبہ ہوتا ہے کہ اس کے آزار دینے سے اس کو کم نخت نے خودکشی کی اور سپر نہایت تنبیہ ہوتی ہے اور جب دلیل کامل سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک نے دوسرے کو ایسا ستایا کہ اس نے تنگ ہو کر اپنے کو ہلاک کیا تو مجرم خونی ٹھہرایا جاتا اور قرار واقعی سزا پاتا ہے بلکہ کبھی کبھی خون کا بدلہ خون ہوتا ہے اور یہی بات ہے کہ جب اور کوئی صورت دشمن سے انتقام لینے کی نہیں دیکھتے تو لوگ اپنے کو اکثر ہلاک کرتے ہیں اور مردوں سے زیادہ رنڈیاں اس حرکت کو کرتی ہیں اور آئین مذکور سے اس حرکت کو سرسبیری ہوتی ہے بلکہ تحریک دیجاتی ہے اور یہی بات رہیگی جب تک کوئی قانون اس وضع کا نہ نکلے کہ جو اپنے کو ہلاک کر گیا اس کی لاش کفن دفن نہ پاگی بلکہ چل کوونکے لیے میدان میں پھینکوا دی جاگی اور غالب ہے کہ اگر یہ بات وقوع میں آوے تو اس جہالت میں کمی ہووے اس لیے کہ خاندانی شہوار میں دفن پانکی تمنا ختائیوں کو حد سے زیادہ ہوتی ہے اور اس سے محروم رہنے کا خوف سارے یہودہ ختائیوں کو بھی رہیگا اور صد ہا کی جان کی حفاظت کا موجب ہو گیا۔ اس عیب کے سوا ختائی سب اکثر کشتی ہوتے اور جب دشمن کو پاتے ہیں بُری طرح سے پیش آتے ہیں اور اس طرح کا انقبض تمام ہر دو کو مقتضائے طبیعت ہے اور جو ان مردوں کو اس سے نفرت ہے چنانچہ انگریزوں کو دیکھئے کہ بہادری انکی جبلت میں ہے اور سامتی اسکے کس قدر رحم اور مروت مزاج میں ہے اور ان پر کیا موقوف جس قوم کا بہادر دیکھیے گا اس سے خواہ مخواہ صاحب درد اور عفو پا گیا علاوہ اس عیب کے ختائی سب زبردست ہیں اور روپے کے حاصل کرنے کے عجیب

ڈینگ رکھتے ہیں اور مقدمہ باز بھی ایسے ہوتے ہیں کہ مدعی پن سے جلد باز نہیں آتے  
 ہیں اور جب تک سکت باقی رہتی اور جہان تک رسائی جسطرح سے ہو سکتی ہے اپنے کو پہنچا  
 اور دعویٰ کو مسترد حتی الامکان نہیں ہونے دیتے ہیں یہ گویا اونکا شوق بلکہ خاصہ فطرت  
 معلوم ہوتا ہے اور بعض کو اسکی لت ایسی ہو جاتی ہے کہ گھر بار بیچ کر نالاش کی تدبیر کرنے  
 ہیں اور یہ عیب بہت بڑا ہے اس لیے کہ جس قدر جلد و طرح کا گھر برباد ہوتے دیکھا ہے  
 تیسرے کو نہیں پایا چنانچہ ایک تودہ خانہ نشاٹ جہان ہمیشہ ناخ و رنگ کا چر دار رہتا ہے  
 اور دوسرے وہ گھر جہان اکثر معاملہ پیدا ہوتا ہے القصہ یہی کئی رزائل خانیوں کے  
 ایسے ہیں کہ بنام خاصیت قوم مشہور اور معروف ہیں لیکن مثل اور خلافت کے اقسام طرح  
 بیان یہ لوگ کرتے اور اوسکا حساب محتسب حقیقی سمجھ لیو گیا اور گنہگار کی عیب جوئی کرنی  
 معصیت عظیم ہے اور مورخ کو اتنا ہی لازم ہے کہ جتنے رزائل کثرت خلق میں مروج ہو میں  
 اور اوس قوم کے خاصہ نفس سے علاقہ رکھیں فقط اوسیکابیان تاریخ نویسی کی حد میں داخل  
 کرے اب رزائل کا تذکرہ ہو چکا لازم ہے کہ اس قوم کے فضائل ذکر کیے جاویں لیکن  
 یہ تاریخ خیکے ملاحظہ سے گذری ہے وہ ہر تعریف کے موقع پر اوس قوم کی مدح دیکھ چکے  
 ہونگے مگر اسپر بھی ایکجا سب کو جمع کرنا ضرور ہے تاکہ انکی سیرت کا حسن و قبح چشم بنیا کی  
 نظر سے دفعہ گزبے اہل ختمودب اور متدب بہت ہوتے ہیں اور ہوشیاری  
 اور پرہیزگاری اور سنجیدگی اور خصوص محنت کشی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں اور کفایت  
 شعاری اور قائم مزاجی اور دور اندیشی میں علیٰ ہذا القیاس یکتاے روزگار ہیں اور زیرکی  
 اور تیزی ذہن اور خواہش حصول کمال میں بے مثل و امثال ہیں اور والدین اور اپنے  
 بڑوں کی اطاعت اور دوستوں کے ساتھ محبت اور غیروں پر شفقت کے باب میں بھی بڑا ہر  
 رکھتے ہیں قوم تا تا کی طبیعت اور عادتوں کا بھی کچھ احوال لکھا چاہیے اس لیے کہ  
 مالک ختا کے بہت دن سے یہ ہیں اور باوجود اسکے کہ آئین مملکت میں انہوں نے مطلق

دخل نہ کیا اور حکما رختا کے دستورات کو پسند کر کے بالکل ویسا ہی بجال رکھا ہے لیکن مزاج  
 اپنا اونہون نے نہیں بدلا ہے اور چونکہ بالکل صحرائی خصوص سپاہی لاو بال سرت زرو مال  
 ہوتے ہیں اور نہیں وہ عادت سمائی ہوئی ہے اور اصلی خانی جس شوق سے روپے جمع  
 کرتے ہیں تاتا را اپنی جمع کو اوڑا دیتے اور غم فردا نہیں کھاتے ہیں اور خانیوں کی نسبت  
 زیادہ فیاض اور سیر چشم اور آشنا پرست ہوتے ہیں اور حسب قدر تامل اور خوض خانیوں کے  
 مزاج میں ہوتا ہے کہ بے گمال خوض اور غور کے ادنیٰ سے امر کو نہیں کرتے ہیں اور  
 بالکس تاتا را کے مزاج میں جلدی اور لاپرواہی ہے یہاں تک کہ غفور کے جو شیر طنت  
 قوم تاتا را سے ہیں وہ معاملہ دریافت کرنیکے ساتھی اپنی اسے کا اظہار کرتے ہیں مگر  
 جو خانی وزیر ہیں وہ بعد ہفتے عشرے کے صلاح دیتے ہیں اور اوپر بھی چاہتے ہیں  
 کہ زیادہ عرصہ خوض کے لیے ملے تو جواب با صواب دیا جاوے \* \* \* \*

## جلد اول تمام شد





# جلد دوم تاریخ چین مفتاؤل

## باب اول

نہتا کے پھلے شاہنشاہوں کا احوال اور اس مملکت کی بنا

اور پہلی آبادی کا بیان

اخبار ایام ماضیہ اور قدیم تاریخ معتبر اور روایات متداولہ سے جو سینہ بسینہ اور شہیت بہ شہیت سلف سے چلی آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مشرق میں قریب پانچ تہیت ہر گ کے یادشت گوبی کے گرد فواج میں بیچ اوس سرزمین کے جو کوہستان ہالا کے شمال کی جانب واقع ہے خدا تعالیٰ نے آدم کی بنیاد کو اوائل میں قائم کیا تھا درمیان اہل دھر اور حکما می دین کے اس باب میں بہت سی تقریریں ہوئی ہیں اور بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں غرض ان سب باتوں کا بیان اس مقام پر بیوقع ہے اور مختصر اتنا ہی کمنا کافی ہے کہ بعد اس قدر رد و کد کے ثابت ہوا کہ کتاب تورات مقدس میں جو ذکر کہ نوع انسان کی پیدا ہونے اور طوفان نوح میں شربت موت پینے اور بعد اویکے کوہ ارات کے چاروں دامن میں پھر آباد ہونے کا ہے درست ہے دریافت



کیا چاہیے کہ نوع انسان کی تین علیحدہ قسمیں ہیں خبی آپس میں مغایرت اور مباہنت استدر ہے کہ فلاسفہ اہل دھرم نے اس سبب سے اعتراض قویٰ اوس حدیث پر کیا ہے جس میں بیان ہے کہ بالکل اقوام انسان اولاد ایک ہی جد یعنی حضرت آدم کی ہیں غرض ان تین اصلی قسموں کو بسبب اسباب و علامات مغایرت کے کرنل ہلٹن اسمٹ صاحب جو عالم زبردست اور یکتا می روزگار علم خواص الاشیا کے تھے یون نامزد کرتے ہیں پھلی بلقب قسم ریش دار دوسری بلقب قسم بے ریش تیسری بلقب قسم مرغولی یعنی پچیدہ موے اگرچہ انکی فروعات صد ہا ہیں لیکن اصل بھی تین ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ قسم بنی آدم قسم ریشدار ہے اور اوسط رتبہ کی قسم بے ریش ہے اور ادون خلائق قسم پچیدہ موے ہے چنانچہ ایران اور ہندوستان اور کشمیر اور عرب اور افغانستان اور فرنگستان وغیرہ میں اقوام ریشدار ہیں اور وہ بزرگیان جن سے انسان کو رتبہ ظل اللہی کا حاصل ہے انھیں لوگوں میں زیادہ تر پائے گئے ہیں اور دوسری قسم بے ریش ہے چنانچہ اقوام تاتار اور تیسری قسم پچیدہ موے کہ وجود اسکا درمیان حیوان مطلق اور انسان کے مثل برزخ واقع ہے اگرچہ فروعات ان تین قسم اصلی کی سبب آپس کی خلط اور آمیزش کے بہت سی ہیں اور بعض میں علامتیں و قسموں کی اور بعض میں تینوں کی پائی جاتی ہیں لیکن پھر بھی علامات اصلی اس قدر حیاں ہیں کہ ان تین اصلی قسموں کو جدا کرنا ممکن ہے الغرض قوم خانی قسم بے ریش کی ایک فرع اور بہ نسبت اور دو اصلی قسموں کے اس قسم میں باب راہ و رسم کے مسدود رہنے سے خلط کم تر واقع ہوا ہے چنانچہ تمام ملک چین اور تاتار کے لوگوں میں بھہ بات پائی جاتی ہے یعنی کہ ریش کم بلکہ اکثر مطلق نہیں نمایان سر کے بال سیدھے اور موٹے اور سخت اور چمڑھی آنکھ چٹنی ناک کلمہ بھاری ہر شخص میں پائے گا مقام گفتگو کا ہے کہ آیا اصلی باشندے خطہ چین کے بھی لوگ تھے جواب خانی کھلاتے ہیں یا وہ کوہستانی سب جواب کئی مقام واقعہ صوبہ جات سے چوان اور کوئی چو اور ہو کوئن اور کوئنائی وئی اور صوبہ کوئنائی کی حدود پر



مقیم ہیں کیونکہ ان دونوں میں شبابہت کی مغایرت زیادہ ہے غرض وہ کوہستانی سب  
خطہ چین کے بنیادی رہنے والے خواہ ہوں یا نہ ہوں لیکن اسباب ظاہر خصوصاً بہت  
کے باعث سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ ختائی فرقہ تاتار سے ہیں اور چونکہ بادیہ پیمائی اور کوہ پسندی  
آئی انہوں نے گہر بنا کے سکونت ایک جا پر اختیار کی اور انکی اولاد کے سوا دوسری  
قوم تاتار کی شکست کھائی ہوئی جس نے ان کے قریب پناہ لی تھی انہوں نے بھی وہی طریق اوقات  
بیسری کا اختیار کیا تھا اور حالانکہ کتب تاریخ ختائین ذکر نہیں ہے کہ اوس ملک کے  
باشندوں کی اوقات مثل تاتاریوں کے بادیہ پیمائی کی تھی لیکن دوسب سے قیاس بھی چاہتا  
ایک یہ کہ دشت گردی کی اوقات خواہ مخواہ اون لوگوں کی ہو دیگی جبکی غذا خانہ پروردہ  
جانوروں کے گوشت اور دودھ پر موقوف ہے کیونکہ جب لاکھوں گاہے میل بکری  
بھیری گھوڑے گھاس چر کے کھا ئینگے تو تھوڑے عرصے میں اون کے مالکوں کو تبدیل  
مکان کرنا بسبب کفایت نکر نے چرائی کے واجبات سے ہے اور دوسرے یہ کہ اگر باغی  
کوئی معتبر تاریخ قدیم موجود نہ ہوتی اور صورت دنیا کی بعد طوفان نوح کے اور حالات اور  
اوقات اور حرکات آبا و اجداد اقسام نبی آدم کی روایت تحقیق سے دریافت میں نہیں  
آسکتی تاہم غرض اور نفوس کو قوت بلکہ سہولت ملاحظہ سے اون قوموں کے اطوار اور  
اون ملکوں کے آثار کے حاصل ہوتی جہاں پر هزاروں برس سے ایک ہی حال ہے اور  
ملک بیابان یا وسیع کھدست میدان میں وحشی باشندے خمیوں میں رہتے اور گلہ  
ہزاروں جانہ پروردہ جانوروں کا چراتے پر تے ہیں اور اوسے گوشت اور دودھ پر  
اوقات بسر کرتی ہیں اور ملک ترکستان و تاتار و عربستان کے بعض ملک اور اکثر قوموں  
میں مثالیں اوس وضع کی اوقات بیسری اور بادیہ پیمائی کی ملتی ہیں جو اوائل نوآبادی دنیا  
میں ہر ملک میں کم و بیش موجود تھیں اس مشکل کو حل کرنا اسکاں سے باہر ہے کہ کس قوم کا  
مسکن اولین کون مقام تھا اور کد ہر سی وہ آئی اور کد ہر کو گئی اور کتنے تبدیل مقام کر کے

## فہرست جلد دوم تاریخ چین

صفحہ	مضمون	ابواب
<b>دو قمر اول</b>		
۲	ختا کے پہلے شاہنشاہوں کا احوال اور اس سلطنت کی بنیاد و پہلی آبادی کا بیان	پہلا باب
۹	یاد اور شین نامی غفوروں کے بیان میں	دوسرا باب
۱۳	ہیاس کے گھرانے کے بیان میں	تیسرا باب
۱۹	شانگ یا جام کے گھرانے کے بیان میں	چوتھا باب
۲۵	خاندان چو کے بیان میں	پانچواں باب
۳۶	چین کے گھرانے کے بیان میں	چھٹا باب
۴۶	ہان کے گھرانے کے بیان میں	ساتواں باب
۶۶	سین کے گھرانے کے بیان میں	آٹھواں باب
۶۹	ٹینگ سین کے خاندان کے بیان میں	نواں باب
۷۳	سنگ کے خاندان کے بیان میں	دسواں باب
۷۷	سی کے گھرانے کے بیان میں	گیارہواں باب
۷۹	لی آنگ کے خاندان کے بیان میں	بارہواں باب
۸۱	چین کے خانوادے کے بیان میں	تیرہواں باب
۸۳	ٹانگ کے خانوادے کے بیان میں	چودھواں باب
۸۹	سنگ کے خانوادے کے بیان میں	پندرہواں باب
۹۳	سفل کے خانوادے کے بیان میں	سولہواں باب
۱۳۳	ٹینگ کے گھرانے کے بیان میں	سترہواں باب
۱۳۸	ماچو تار کے خاندان کے احوال میں	اٹھارہواں باب
<b>دوسرا دو قمر</b>		
۱۸۲	بیان میں دستور اور رسم تجارت اہل ختا کے	پہلا باب
۱۸۷	بیان میں قوم ولندیز اور انکی لڑائی کے ساتھ اہل ختا کے	دوسرا باب
۱۸۹	بیان میں تجارت درمیان اہل روس و اہل ختا کے	تیسرا باب
۱۹۱	بیان میں تجارت درمیان اہل فرانس اور ختائیوں کے	چوتھا باب
۱۹۳	بیان میں تجارت درمیان اہل امریکا اور ختائیوں کے	پانچواں باب
۱۹۴	بیان میں اوس تجارت کے جو انگریز اور ختائیوں میں شروع ہوئی تاہم شروع لڑائی اور میان دونوں ملکوں کے +	چھٹا باب
۲۱۳	بیان لڑائی کی ترقی کے وقت سے تا اب ختم اور وقوع عہد و پیمان درمیان ملک ختا اور انگلستان جو مشہور بقیہ عہد نامہ ناگلین ہے	ساتواں باب

صفحہ نمبر	مضمون	انوار باب
	تیسرا دفتر	
	بیچ بیان اون ملکوں اور قوموں کے جو باجگزار فقہور کے یا زیر نگین ممالک چین ہیں	
۲۵۰	بیان عادات اور عیادت و سکناات و رسوم و قواعد و جمیع اوقات اقوام ترکستان	پہلا باب
	بیان چین کی سلطنت کے زور و شور پیدا کرنے اور بعد ازان ضعیف ہو کر دو تقسیم	دوسرا باب
۲۵۹	ہو جانے اور ایک تباہ ہونے اور دوسرے کے نام پیدا کرنے کا	
	بیان شاہ آتھیل کی لڑائیوں کا اور پہلی ویرش اقوام تاتار کی ملک فرنگ پر جو	تیسرا باب
۲۶۲	اوسنے کی اور قوم چین کی شاہنشاہی کے معدوم ہونے کا	
	زیادہ تر بیان اقوام تاتار اعداؤں فرقوں اور شخصوں کا جنہوں نے قبائل ترک	چوتھا باب
۲۷۰	اور منغل اور ساجوق اور ازبک وغیرہ میں بڑی شہرت پیدا کی ہے	
	احوال اون قوموں کا جو تاتاریوں اور ختائیوں سے فرق ہیں لیکن ختائین	تیسرا باب
۲۹۶	ہو و باش کرتے ہیں	
//	بیان قوم سیفان کا	
۲۹۷	لوگو کی قوم کا بیان	
//	میادسی کی قوم کا بیان	
۲۹۹	احوال جزیرہ نامی وان کا جسکو اہل فرنگ فاروسا کہتے ہیں	چوتھا باب
۳۰۲	احوال کوریا کی سلطنت کا جو باجگزار خٹا کی ہے	پانچواں باب
۳۰۴	احوال مملکت باچین کا جو باجگزار خٹا کی ہے	چھٹا باب
۳۱۰	ملک تبت کا احوال	ساتواں باب
۳۲۱	حامی کی پادشاہت کا احوال	آٹھواں باب
۳۲۳	لوچے کے جزائر کا احوال	نواں باب

خلائی جبکہ پر سببی کیونکہ جب شروع سے ہر قوم کی تاریخ لکھی جاتی تب یہ بات حاصل  
 ہو سکتی تھی غرض مقبر مورخون کا قول یہ ہے کہ جب حضرت نوح کی اولاد کو وہاں پر  
 واقعہ ملک ارمن کی گردنواح میں بکثرت ہوئی اور سبب اونکے گلوں کے پرستے  
 کے ایک وسیع علف گاہ کی حاجت ہوئی اور شرق کی طرف سفر کر کے ملک  
 سنعار میں پہونچی اور گستاخی سے اوسنے اوس برج کی ساخت شروع کی جسکے  
 سبب سے خداوند عالم نے اونکو روی زمین پر پرگندہ کیا تو اوس تفرقہ اندازی  
 میں یافت بن نوح جو مشہور عربی اور دوسری شرقی تاریخون میں بلقب ابوالترک یعنی  
 جدا قوام تاتا رہے وہ اپنی آل و اولاد کو ساتھ لئے دو سے برس بعد طوفان نوح کے  
 کنارہ دریائے اتھل جکوا انگریزی میں وانگا کہتے ہیں انکو مقیم ہوا اور اڈائی سو برس کی  
 عمر کے بعد وقت مرگ اٹھ بیٹے چھوڑ گیا چنانچہ ترک جو جدا قوام تاتا رہا ہوا اور چرس اور  
 سقلاب اور جد قوم رؤس اور سنیاک اور زوین جد قوم چین اور کامادی اور تاج  
 چونکہ یافت نے اپنے ہر بیٹے کو اوسکی ہم لطینی بہن سے نکاح کر کے ایک ایک  
 سمت کو حضرت کیا تو زوین ملک چین میں اپنے گروہ کو لیکر بسا اور بادیا بیجائی سے  
 جب اوسکو نصرت ہوئی تو کشت کاری کی بنا ڈالی اگرچہ خداوند عالم نے آبا و اجداد انسانی  
 عمر کو اولاد کی جلدی ترقی کے لئے زیادہ کیا تھا لیکن پھر بھی رسم دنیا کے موافق اونکی  
 نسل رفتہ رفتہ بڑھی اور ایک مدت گذر گئی ہوگی جب کہیں ایسی زیادتی ہوئی کہ اونکی جاے  
 بود و باش کو یا خود اونکو کسی نام خاص یا لقب سی شہرت ملی چونکہ تاریخ نویسی کا فن نہایت  
 علم سے تعلق رکھتا ہے اور علم غایت اہلیت اور انسانیت کے عہد میں پیدا ہوتا ہے  
 اور اہلیت تب ہی ایک گروہ خلق میں آتی ہے جب آپس کے اتفاق اور کسی عاقل فرد  
 کی صلاح سے وہ کسی مقام کو گھر دروازے آباد کرتے اور بستی اور شہر کی بنا ڈالتے  
 اور شکاری میں مشغول ہوتے ہیں اور پروس کے لوگون سے رسم تجارت اجناس کے

عوض و معاوضہ کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں اور یہ حال اہلیت کا تب ہی ہوتا ہے جب درندے جانور سب جنسے انسان کے ساتھ ہمیشہ ریاست کے لیے شروع آبادی ملک میں لڑائی خوب ہی ہوتی ہے مغلوب ہوتے ہیں اس لحاظ سے ابتدا سے ایام شروع آبادی بعد شکست درندوں کے لغایت رواج علوم اور تحریر تاریخ عرصہ ہزاروں برس کا ان دونوں عہد کے درمیان گذرتا ہے اور یہی باعث ہے کہ اکثر ملکوں کی قدیم تاریخوں میں نہایت شکوک رہتے ہیں خصوصاً اس مقام پر جہاں پہلی آبادی اور پہلی باشندوں کی خبر دی جاتی ہے اور اسکی تشکیل بھت ہیں چنانچہ ایک یہی جو خانی سب اپنے ملک کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ شروع میں آسمان جکومذکر یعنی قوت فاعلی کہتے ہیں اور زمین جکومؤنث یعنی ہیولائے ناقص جانتے ہیں پھر دونوں وصلی و راستے اور جب جدا ہوئی تو خاکی سر زمین پر آسمان اور زمین کی اول اولاد نمود ہوئی اور وہ مروتھا اور پان کو کہلایا اور اوسے سے نوع انسان کی بنا ہوئی غرض حاصل اس نقل بے اصل سے اتنا ہی ہے کہ خانی قوم اور خا کا ملک سب سے بزرگتر ہیں اور ہر نام کے باشندے اور ہنود بھی اس طرح کی نقلین قدامت کی اپنے اپنے ملک اور قوم کی بڑائی میں بیان کرتے ہیں غرض جڑوٹ فرقے کے پادریو کا یقین ہے کہ پان کو اور حضرت آدم ایک ہی شخص بنام مختلف ہیں لیکن بعض علما سمجھتے ہیں کہ یہ اشارہ طرف اوس عالم ہیولانی یا ہیولاء اولی کے ہے جو قبل خلق ہونے کائنات کے موجود تھا سان ہوام کا گھر انہ مطابق خانی مورخوں کے پہلا خا نوا دہ پادشاہ ہے اور بنیاد اسکی ایک شخص بلقیث نوحی سے تھی جسکو بعض علما، فرنگ قیاس کرتے ہیں کہ شاید اشارہ طرف حضرت نوح کے ہو غرض اسی نے شن شنی کے صوبہ میں چین کا شہر بنایا اس لحاظ سے بعض مورخ کی روایت ہے کہ شاید خا میں جو طائفہ آدمیو کا آں کر نوا دہ ہندوستان سے نقل مسکن کر کے وہاں گیا غرض مبانی صورت کی

اہل ہند اور اہل تختا میں اس قدر ہے یعنی ایک قوم خوبصورت متم ریشدار سے ہے اور ایک بد صورت متم بے ریش سے معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں ملک کے لوگوں کو ایک ہی نسل سے قرار دینا درست نہیں اور مختلف روایتیں جو اس باب میں ہیں قاضیوں کے فقط تفرس ہیں اور جسکی عقل نے جہان تک رسائی کی اور علم نے بھی مدد پہنچائی اوسنے ویسا ہی قیاس کر کے بیان کیا ہے اور سو امی قیاس کے ایسے ایسے مقام نازک پر قطعاً کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے خیر جو کچھ ہو غرض اتنا تحقیق ہے کہ شن شن کا صوفی اصلی باشندوں سے آباد ہوا اور فوہی نے سمٹھ چین یا چین بسایا اور اپنی رعیت کو آدمیت سکھائی اور یہودہ وحشی عادتوں سے پاک کیا کہتے ہیں کہ ایک سو برس کی عمر اوسکی ہوئی اور جب موت آئی ہر شخص کی آہ اوسکی لاش کے ساتھ گئی مطابق روایت تھا کہ موسیقی کی بنا فوہی سے ہے اور دلوں نرم کرنے اور آدمی سے آدمی کو انس دلانے کے لئے اوسنے چند باجون کی ایجاد کی بعد فوہی کے بعض مہو خانا بیان ہے کہ پندرہ بادشاہ تخت نشین ہوئی اور زمانہ سبکی ریاستوں کا قریب تھا اور ہزار برس کے تھا مگر اس روایت کی ابطال اسی تعیین مدت میں پائی جاتی ہے اور زیادہ کمنا ضرور نہیں غرض ان سب کے بعد کہتے ہیں کہ شن تنگ تخت پر بیٹھا اور زراعت کی بنا اوس سے ہے اور طبابت بھی اوسی نے شروع کی اور بازار ہاٹ میلاد وغیرہ کی بھی بنیاد ڈالی غرض ایک سو چالیس برس کے بعد اوسنے انتقال کیا اور اوسکی نسل سے سات شخص صاحب تخت و تاج ہوئی اور آخر میں ٹی ٹو گانگ اوسی خاں داد کا جب عیاش نکلا اور بلواسے عام ہوا تو ہوانگ ٹی تخت پر بیٹھا سمٹھ شخص وارث تخت و تاج نہ تھا اور ہمیشہ شن تنگ کے وارثوں سے لڑا کیا مگر ظفر یاب نہوا لیکن جب ٹی ٹو گانگ ایسا بد و زنا قابل ریاست نکلا تو اوسنے تخت چھین لیا اور جسے مقابلہ کیا اوس سے لڑا اور شکست دی غرض جب امن و امان ہوا طبیعت اوسکی بہتری ملک کی تہذیب



میں مصروف ہوئی اور کثرت آبادی کے سبب سے کئی گروہ آدمیوں کے اوسنے پچھلی کے  
 صوبہ کی طرف بھیجے اور اوسے آباد کیا پہلی عمارت انیٹ کی ختامین اسنے رہنے کے  
 لیے اسی نے بنوائی اور بعد اوسکے شھروں میں بھی مکانات کی بنا ہوئی اس بادشاہ  
 ختائی مورخ اتنی ایجادیں منسوب کرتے ہیں کہ اگر اوس روایت کو قبول کیجیے تو دوسرے  
 کسی کی کچھ حقیقت نہیں باقی رہتی ہے چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ ہوانگ ٹی نے مرصد  
 بنوایا اور تقویم کو درست کیا اور حربے اور چکرے اور گاڈی اور رتھ اور ایک قسم  
 کے باج کی ایجاد کی اور روپے پیسے کا رواج دیا اور سرخ اور مول تول وغیرہ کا  
 کیا سوائے اسکی جو ت طبیعت کے اسکی بگیم بھی علی ہذا القیاس بہت ذکی اور زیرک  
 تھی اور ریشم کے کپڑے کو پالنا اور ریشم پیدا کرنا اور اوسکے تھان بنوانا اور پوشاک  
 بنانا سب اوسی کا کام تھا لیکن غالب ہے کہ بہت سی ایجادیں جو ہوانگ ٹی سے منسوب  
 کی گئی ہیں اون میں اوروں کا بھی حصہ ہے اور بھیہ قیاس بعید العقل نہیں اس لیے کہ  
 عادت ختائیوں کی یہی ہے کہ جو بات قابل نہایت تعریف کے ہوتی ہے وہ قراکو  
 اوس کی ایجاد سے مدوح کرتے ہیں ایک قیاس اور یہی ہے کہ چونکہ وہ خانوادہ  
 سب سلاطین کے جو ایک ایام میں مالک بعض بعض صوبوں کے تھے اور فقور سے کبھی  
 باغی اور کبھی ملے ہوئے رہتے تھے جبکہ حال آگے معلوم ہوگا ختائی تاریخوں میں کتب و انجمن  
 سلطان کا رکھتے تھے اور اصلی فقوران چین کا خطاب ہوانگ ٹی یعنی مالک روی زمین تھا  
 اس سبب سے بالکل ایجادیں جو ہوانگ ٹی سے متعلق معلوم ہوتی ہیں اوس سے مطلب  
 راویوں کا یہی ہے کہ خاص فقوران چین کے خانوادے میں ایجادیں ہوئیں تھیں قصہ اوسکی بعد  
 بیٹا اوس کا بیٹا اور نام شاؤ ماؤ تھا اور بچا اوسکے کوئی کام اوسنے نہیں کیا کہ باڈرین کے  
 دھارمی لباس میں جو کلاتوں کے نقش بنے رہتے ہیں وہ اوسی کی تجویز سے ہے اور وہ  
 قدیم قبرین ختائی ہنوز دیکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باپ بٹی یعنی ہوانگ ٹی اور شاؤ ماؤ

کی گورین مین پھر دو بادشاہ گنام کے بعد ٹی کو تخت نشین ہوا اور مدارس کی بنا ٹر کون کی تعلیم کے لئے اسی سے ہوئی اور کثیر الازواج ہونیکا رواج اسی نے نکالا کیونکہ تناسلی اولاد میں چار جو روہن اوسنے کین لیکن جب اسپر ہی مدت تک محروم دلا ولد رہا تو شان ملی یعنی پروردگار عالم کی پرستش شروع کی اور چند دن میں چاروں سے ایک ایک بیٹا ہوا اور ان میں سے دو شائب اور چاؤ گھر انیکے بانی ہوئے لیکن بڑا بیٹا بنام ٹی جی باپ کے بعد بیٹا غرض عیاش اور بداطوار نکلا اور جب لڑائی نصیحت کر کے دیکھا کہ اپنی حرکتوں سے کسی طرح باز نہیں آتا اونہوں نے ملکر اوسے بے تخت و تاج کیا اور اوسکے بہائی یاؤ کو بٹھلایا اور بھیہ وہ یاؤ ہے جسکی عمر تھائیون میں تاقیامت رہے گی اور جسکی بھیہ منزلت نیکوئی کی تھی کہ جب کسی مغفور کی مدح میں شاعر مبالغہ کر گیا تو یہی کہیگا کہ تو مثل یاؤ کے ہے فقط \* \* \* \* \*

## دوسرا باب

یاؤ اور شن نامے مغفور و نیکیا مین

شاعر کے قلم کو نہ یہ قدرت اور نہ تحریر کو یہ وسعت ہے کہ ان دونوں مغفوروں کا تمام حال لکھ سکے حکیم گنگ فوسی نے اذکی مدح میں کتاب مسمی شوکلینگ لکھی ہے اور تعریف یہاں تک کی ہے کہ ارباب علم سے بعض یہ کہتے ہیں کہ تو ہم کر کے کھیت مرد نیک حصال کی حکیم نے کہنچی ہے یا اگر اذکی حقیقت سے بھیہ تعریف کچھ نسبت کرتی ہی ہو تو مبالغہ کو دخل دیا گیا ہے اور حد سے زیادہ بڑایا گیا ہے لیکن جبکو بھیہ ایرادین سو جتی ہیں جو صدر میں مذکور ہو ہیں اون صاحبوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اکثر تاریخوں میں یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ جس شخص سے کہ بیا کسی خانوادہ شاہی کی ہوئی ہے وہ ان دونوں خاصیتوں میں سے ایک سبب مدوح تھا یعنی وہ صاحب شمشیر اور تدبیر تھا یا عادل و ولی نش تھا اور قیسر کے سیکو آج تک بھیہ رتبہ نہیں ملا غرض جب یہ امر واقعی ہے تو البتہ حکیم گنگ فوسی نے ان دونوں مغفوروں کے حق میں جو بیان کیا قابل اعتبار کے ہے اس لیے کہ

کیا تو دیکھا کہ بی بی کے ساتھ بیٹھا ہوا شن ستار بجار رہا ہے تب تو یہ سخت گھبرایا اور بدحواس  
 ہو کر کہنے لگا کہ یہاں صاحب میں آپکو دیکھنے آیا تھا اور شرمندہ ہو کر یا چلا گیا لیکن شن نے  
 جا کر ہاتھ پکڑا اور کہا مجھ سے قصور ہوا معاف فرماؤ اور چلو کوئی عمدہ سلطنت میں اپنے لیے  
 تجویز کر کے لو اور آخر کو جلیل القدر عہدے سے اس سنگدل بھائی کو سرفراز کیا اور کبھی اس  
 حرکت کا ذکر زبان پر نہ لایا غرض انہیں سب جہتوں سے شن کی خدا پرستی اور رحم دلی اور انواع  
 طرح کی خوبی مشہور ہے اور سوائے ان باتوں کے ملک کی بہتری اور رعایا پروری اور  
 بہت کی اور چونکہ بیشتر جگہ پر زمین ناہموار اور دلدل تھی شن نے بہت حکمت اور محنت سے  
 اسے چورس اور برابر کیا اور کشت کاری کو تحریک دی اور جس طرح یاؤ نے شن کو نیک  
 سلطنت کیا تھا اسی طور شن نے ایک شخص کو بلوایا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور  
 ہر طرح سے اپنے برابر بنایا ایک دستور شن نے یہ مقرر کیا تھا کہ جس کا جی چاہے سائے  
 آئے اور احکام اور اطوار وغور پر جو اعتراض واجب سمجھے نڈر ہو کر کرے اور جو اس طرح  
 کرتا تھا شن اس کو اپنا دوست کہتا اور دوست سمجھتا تھا کیونکہ دوست وہی ہے جو تلخ  
 سنا تا ہے اور سخت کمکر بدی سے باز رکھتا ہے ایک مشہور قول اس کا یہ بھی ہے  
 کہ جب بادشاہ کے وزیر اور شیر سب بد ہوتے ہیں تو بادشاہ مثل لنگڑے بولے  
 کے بیکار رہتا ہے اسیلئے کہ نوکر گویا ہاتھ پانوں میں اور جب یہی نہ کمی ہوئی تو بادشاہ  
 ناچار بیٹا رہتا ہے اسی لحاظ سے ہر بادشاہ کو لازم ہے کہ نیک اور ہوشیار اور تجربہ  
 کار لوگوں کو ساتھ رکھے اس لئے کہ فقط بادشاہ کے نیک کردار ہونے سے معاملہ نہیں  
 درست ہوتا بلکہ بدنامی اٹھاتا ہے ایک عمارت عالیشان بنو کے شن نے حکم دیا کہ  
 تمام مملکت کے بوڑھے و مان رہین اور جب امور سلطنت سے فراغت ملتی اور طبیعت  
 راحت طلب ہوتی تھی تو انہیں پیر مردوں کی صحبت میں جا بیٹھتا تھا اور ہر ایک کی باتیں  
 سنتا تھا غرض اسی طرح سے پچاس برس اس نے حکومت کی اور ایک سے بارہ برس کی عمر میں ہی

## مکسیر باب

ہیا کے گھر انکے بیان میں

جب شش نے انتقال کیا تو یو او سکے مشیر اور شریک نے چاہا کہ شش کا بیٹا تخت نشین ہووے لیکن یو نے ایسا ایسا کام کیا اور نیک نام ہوا تھا کہ رعایا نے جیراؤ بٹھایا اور غفور مغفور کے بیٹے کو محروم رکھا اور حقیقت میں خود شش نے یو کو اپنا لہجہ کیا تھا اور جب تخت پر اپنے ساتھ بٹھلایا تھا تو بیٹھ فرمایا تھا کہ سن امی یو تو حکیم منش اور نیک کردار ہے اور تو نے بڑا بڑا کام کیا ہے اور جب اپنے کو تو نے ایسا نیک نام بنایا اور اپنے گھر کو اس خوبی سے رکھا ہے تو بے شبہ قابل سلطنت کرنے کے تو ہی ہے اور اگر اسی طرح سے تو نیک رفتار رہا اور اس حکومت اور جاہ و حشمت نے جو میں نے اب عنایت کیا ہے تیرے مزاج کو نہ بگاڑا تو بعد میرے یہ تخت تیرا ہے اور ذات بابرکات اس شخص کی ایسی تھی اور عفت اور عدالت اور شجاعت اور حکمت اور سکی ایسی ہی مشہور ہوئی کہ یو اور شش کا مرتبہ اس کو حاصل ہوا اور لقب ٹاکا جو حنائی زبان میں بھی نیک ہے اس کو دیا گیا اور خانیون کو بہت سی اچھی باتیں اوسنے سکھلائیں اور کشت کاری کی ترکیب بتلائی اور ہر قسم کے النج بونے اور کاٹنے کے ایام سے آگاہ کیا اور علم موسیقی کا اوسنے بہت چرچا اپنے پھلایا کہ گانے بجانے کا شوق پیدا ہونے سے آدمی درست ہو جاتا ہے اور رحم پیدا ہوتا ہے اور حقیقت ہے کہ اوس وقت میں عین انسب تھا کہ راگ اور رنگ کی کیفیت لوگوں کے دلوں میں حاصل ہو اس سبب سے کہ یہ خلقت اوجھٹ اور بے تربیت تھی اور آپس میں موافقت اور محبت پیدا ہونے کی بھی صورت تھی کیونکہ ایک کی خواہش دوسرے کو تب ہی ہوتی ہے جب کوئی بات دل لگی کی اوس سے متعلق رہتی ہے اور کثرت صحبت کا نتیجہ محبت ہے اور جب دل میں انس گہرا کرتا ہے تو سنگدل کا

دل موم ہو جاتا ہے اور بعد اسکے جو نقش پڑتا ہے رہی تو جاتا ہے اس لحاظ ہی اس بادشاہ دانا اور بنیا نے موسیقی کا خود شوق کیا اور حکم دیا کہ رعایا میں یہ سپیل اور رواج پاوے لیکن اپنے وزیرون اور اہل کاروں کو بھیہ بھی کھتا تھا کہ ہر وقت ہویا رہو اور آرام طلب نہو اور عیش سے کنارہ کرو اور حکما کی صحبت رکھو اور خلق کے خلاف رائے نہ چلو ورنہ خطا کرو گے اور زک اوٹھاؤ گے اس بادشاہ نے اپنے درد دولت پڑا گھنٹہ رکھوایا اور یہ حکم دیا کہ جس کو کسی امر میں درخواست کرنا یا کچھ کہنا منظور ہووے آوے اور گھنٹہ بجاوے اوسی وقت باریاب ہوگا اور اوسکا حال سنا جائے گا اور علاوہ اس گھنٹے کے دیوان خاص کے صدر دروازے پر لوہے کا ایک پتر کھا رہتا تھا بھیہ مضمون اوس پر کھو دا ہوا تھا کہ جس کو کسی عمدہ دار سرکار پر نالش کرنی منظور ہووے بے تکلف جلد آوے فریاد اوسکی سنی جاگی اور داد اوسکو بخوبی ملے گی اور دروازہ کی دہری طرف پتھر اور سیسے کے بڑے بڑے پتر تھے جن پر اس مضمون کے نقوش تھے کہ جس شخص عالم یا شاعر یا خیر کو کوئی بات صلاح دینے کی خیال میں آوے تو حضور میں مہربانی کی راہ سے شریعت لاوے اور اپنی رائے کو بیان میں لا کر بادشاہ کو حاضند کرے اسی بادشاہ نے مملکت کے نو پرگونوں نقشہ پتیل کے گھڑوں پر کھودوا کے اپنے پاس رکھا تھا اور اسی سے ثابت ہے کہ علم جبرافید میں اہل تھا کو اوس ایام قدیم میں بھی کچھ دخل تھا یونے بھیہ رسم پھلے نکالی کہ جو مالک تخت ہووے وہ اپنے عصیر تک مجتہدین رہے اور حکمت اوس میں بھی تھی کہ عوام الناس کی آنکھوں میں شاہی رستے کو ترنی ہووے اس لئے کہ جہاں دین کی طرف ساتھ نہایت تعصب کے مائل ہیں اور جیسے سمجھتے ہیں کہ ایک ہی شخص کی تابعداری میں دین و دنیا کی سعادت مل سکتی ہے تو لامحالہ منزلت ویسے شخص کی اونکی آنکھوں میں ہر وقت ترقی کرتی رہے گی غرض اوسی عمدہ سے بھیہ بات شروع ہوئی اور آجتک اوسی طور پر رہی ہے اور شان ٹی یعنی پروردگار عالم

کی پرستش جب ہوتی ہے تو فقور کے سوا دوسرا کوئی امامت نہیں کرتا ہے قصہ آٹھ  
 برس تک بعدش کے انتقال کے یونے بادشاہت کی اور سو برس کی عمر جب ہوئی  
 اس جہان سے اٹھ گیا لیکن نام اوسکا اتنا جتنا ہے اور تاقیامت اوسکی نیکی اور  
 دانائی کی شہرت عالم میں رہے گی اور اگر ملک خا خا خا استہ ویران اور برباد بھی  
 ہووے اور دفر کائنات کا وہ جز پریشان ہو جاوے لیکن یاؤ اورشن اور یو کا  
 نام جو جریدہ عالم پر لکھا ہے یہ تب ہی مٹے گا جب اوس کا ساز بے نیاز کی مرضی ہووے  
 گی کہ یہ نقشہ عالم کا مثل نقش آب کے باقی نہ رہے بعد یو کے اوسکا بیٹائی کی مسند  
 نشین ہوا دو ہزار ایک سے ستانوے برس قبل حضرت عیسیٰ کے ریاست نو برس  
 اوسنے کی اور اوسکی نہ ایسی نیکی نہ ایسی بدی مشہور ہے لیکن فی کینک اسکے بڑے  
 بیٹے نے اپنے عہد میں شکار کا ایسا ذوق بڑھایا کہ رعیت کا بڑا نقصان ہونے لگا  
 اور زراعت میں بھی اوس جہت سے بربادی شروع ہوئی اس لیے کہ بادشاہ مع  
 جلوس جب شکار کے تعاقب میں چلے تو ہزاروں کہیت پامال ہو گئے جب اس حرکت  
 کی کثرت شروع ہوئی ایک صوبہ دار بنام امی فقور کے حضور میں رعیت کی طرف سے  
 نالہ زن ہوا اور جب اوسنے مطلق خیال کیا اور ٹھٹھے میں اوسکی باتوں کو اور ڈیاب  
 صوبہ دار نے چارو ناچار فوج جمع کر کے فقور سے لڑائی کی اور شکست کامل دی اور  
 اوسکے بھائی چنگ کنگ کو اوسکے عوض تخت پر بٹھلایا اور بھیہ بادشاہ قابل سلطنت  
 کے تھا اس لئے کہ مثل یو کے اوسنے گھنہ در دولت پر لٹکایا اور رعایا کو بلوایا اور فرمایا  
 کہ جسکو امورات سلطنت میں صلاح دینی اور تدبیر بتلانی منظور ہووے وہ در قصر پر  
 اور گھنہ ہلاوے اور دوسری بات اس بادشاہ نیک خو کی تھی کہ جب تک اوسکا  
 بھائی تخت و تاج کیا ہوا زندہ رہا اوسنے شاہنشاہی خطاب نہ لیا اور نہ تخت  
 پر بیٹھا اور بھی کھتا تھا کہ بڑے بھائی صاحبکی تحفیت تصدیع کے لیے بندے نے



اس درد سر کو قبول کیا ہے بعد چنگ کنگ کے اوسکا بیٹا ٹی سنگ بیٹا اور حالانکہ  
 نیک ذات اور بدی پر ہیز تھا لیکن ضعیف العقل ایسا نکلا کہ کئی طائفے بد معاشوں اور  
 ڈکیتوں کے رفتہ رفتہ ایسے بڑھے اور نڈر ہوئے کہ دن دوپھر کو لوٹنا اور تاخت اور  
 تاراج کرنا شروع کیا جب فقور اون سے عاجز ہوا تو اوسی صوبہ دار نے جا کر اونکو  
 ونا بوند کیا جسے اوسنے چھاپی کنگ کو بے تخت و تاج کر کے اوسکے باپ کو سند پر  
 بٹھلایا تھا خیر جب اسی پھر اتونہایت مدد مع آیا اور فقور کو یہ سمجھ کر بلوایا اور خاوند کو  
 شکست دیکر چاہا کہ خود پادشاہ ہووے لیکن جب فقور نے وزیر اعظم اوسے بنایا او  
 اختیار کل دیا تو کچھ صلاح وقت سمجھ کر فقور کو تخت سے نہ اتارا لیکن اور جو کچھ اختیار تھا  
 سب اپنے قبضے میں رکھا اور ٹی سنگ کو مثل شہنشاہ کے پادشاہ کے سمجھا لیکن  
 چونکہ تخت پر بیٹھنے کی ہوس اوسکے دلمین از بس تھی اوسنے ایک اور تمک حرام  
 سے سازش کی اور یہ بات چاہی کہ دونوں ایک ہو دیں اور ملکر فقور کو زک  
 دیوین لیکن بقول شخصی کردہ خویش آید پیش چاہ کن را چاہ در پیش اتفاق ایسا ہوا  
 کہ اوسے مان تش امیر تمک حرام نے گھات پائے کے امی کو شکار گاہ میں مار ڈالا اور  
 اوسکے بیٹے سے کہہ دیا کہ تیرے باپ کی جان فقور کے اشارے سے گئی اب  
 تم کو لازم ہے کہ عوض کرے اور جان کے بدلے جان لیوے غرض اسی طرح  
 سے درغلان کے امی کے بیٹے سے اوسنے بغاوت کروائی اور خاوند کو شکست  
 دلوائی جب فقور مارا گیا تو امی کے بیٹے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا لیکن چونکہ  
 خدا کی مرضی اس طرح پر تھی کہ یوگا گھانا چندے اور بھی سلطنت کرے فقور مقتول کی بیوی  
 بی بی حاملہ تھی اور جب دارالامارۃ میں ہل چل پڑی اور شوہر کے مارے جانے کے خبر  
 آئی وہ کی طرح سے نکل بھاگی اور جنگل میں جا چھپے اور بعد نقصانے ایام جب اوسکا  
 بیٹا پیدا ہوا اوسنے آٹھ برس تک چھپایا اور بعد اوسکے کو ہستان کی طرف چلی گئی

اور اوقات بسری کے لیے ایک صوبہ دار کے باورچیا نے مین اوس بادشاہ زاد کو دیگ شوی کی نوکری کرنی پڑی لیکن اتفاق سے ایک روز ناظم جو رکاب دار خانگی طرف آیا تو اوس لڑکے کو دیکھا اور اوسکی صورت اور قیافے سے سمجھا کہ یہ خواہنواہ امیر زادہ فلاس زدہ مصیبت کا مارا بھان آیا ہے اور بھیہ دلمین سمجھ کر بادشاہ زادے کو بلوایا اور حال اوسکے وطن اور باپ مان کا پوچھا جب اس سخن کے سنتے ہی لڑکے نے بے اختیار ڈارہین مار کر رو دیا تو ناظم زیادہ متحیر ہوا اور اوسکی مان کو بلا کر جب تفتیش حال کی تب اوسے پہچانا مگر اوسکے باپ کے قاتل اور تخت و تاج کے غاصب کے خوف سے اپنے بھان نہ رکھا اور بیابان کو فن کی طرف روانہ کر دیا غرض جب بادشاہ زادہ خراب خستہ و مان بھنچا اور رہنا اختیار کیا تب رفتہ رفتہ بعض بعض قدیم نمک حلا لون پر اوسکا راز کھلا اور اوسکی صورت اور سیرت و شیریں گفتاری دیکھہ سنکر سب کو اوسکے حال پر رحم آیا اور ان لوگوں نے کئی نظموں کو طایا اور مان نش پر چڑھائی کی اور شکست دی اور اوس ستم دیدہ مصیبت زدہ کو باپ کے تخت پر بٹھایا قصبہ میں برس تک اوسنے پادشاہت کی راوی کہتا ہے کہ اس عرصے میں کوئی بات خلاف عدالت اور رعایا پروری کے اوس سے نہ ہوئی غرض اوسکے بعد جو جوتے گئے ایک سے ایک برے کھلے اور ان لوگوں کی بدیون سے سلطنت کے وجود کو بہت صدمہ پہنچا آخر کار سفلگی اور بد عہدی اور بد اطواری اور ظلم اور ایذا رسانی کا خاتمہ اوس کمبخت پر ہوا جس نے خاندان ہی کا خاتمہ کروایا اور نام وہ شیطان بصورت انسان کے رکھتا تھا راوی کہایا اس نابکار کے باب میں بہت کچھ ہے جسکو زبان پر لانا چاہیے غرض بندے نے ایک فقرے میں بالکل روایت کا لب لباب مطلب بھیہ نکالا ہے کہ جیستہ مرتبہ تو کا سبب نیکی کے اعلیٰ تھا اوسے قدر درجہ اوسکا برائی کے سبب سے

اودون تھا خیر جب اوسنے دیکھا کہ سلطنت بگڑ چلی تب امیر و نیکو لوٹنا شروع کیا اور جنگوا اپنے  
 سے بل کرتے دیکھا اونکو سیدھا کرنے لگا ایک امیر کبیر جس سے ناراض تھا اوسے  
 خراب کرنے کا جب قصد کیا اوس سردار ہوشیار نے اپنی خوبصورت اور بدست  
 بیٹی موہی کو فوراً حصہ ور میں بھیجا اور جو سمجھا تھا وہی ہوا دیکھنے کے ساتھ ہی فقور اوس  
 حور پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جو اوسنے فرمایا بجالایا یہاں تک بھیہ  
 ناکل اوسکے بس میں ہو گیا کہ وہ عورت بقول ستورات کے اوسے کان کپڑے  
 بٹھاتی اور ناک کپڑے اوٹھاتی تھی اور مطابق باپ کے اشارے کے  
 فرمائشیں ایسی بیڈی بیڈی کرتی تھی کہ اوسکے بجالانے میں فقور کے سے صاحب  
 مقدور کو بعض دفعہ ترود ہوتا تھا اور ادنیٰ سی ایک خواہش اوسنے ایک دفعہ بھیہ  
 کی تھی کہ ایک مکان زبرد کا بنے اور اوس میں جتنا اسباب رہے سب جڑاؤ ہو  
 پادشاہ اوس فرمائش بھیجا کو بجالایا اور اوس جگہ کو عیش گاہ قرار دیا اور وہاں شبانہ  
 روز عجب طرح کے چرچے شہد پنپے کے رہتے تھے کہ اوسکا بیان کرنا مصیبت  
 میں گرفتار ہونا ہے اسلئے خاموشی کو ایسی تقصیر سے عاصی نے بہتر سمجھا اور اتنے  
 ہی مختصر کیا خیر جب بھیہ حال سنبھا اور ملک ہر طرح سے تباہ ہونے لگا تو وزیر اعظم  
 نے چاہا کہ پادشاہ کو سمجھاوے اور ان حرکتوں سے باز رکھے لیکن جو نہیں اوسنے  
 اسباب میں منہ کھولا پادشاہ نے سر کو تن سے جدا کر ڈالا اور بولا اب جو کتنا ہو  
 کہو اس حکم پر دوسرے مشیر دولت نے خانہ نشینی اختیار کی اور تمام رعیت  
 برہم ہو گئی اور چن ٹانگ نے بلوائے عام کے ارادے سے سب مظلوموں اور  
 باغیوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنی زمین پر انہیں بسایا اور چونکہ بھیہ امیر اوسنی خانہ  
 سے تھا جسکا ذکر اس فقر کے پچھلے باب میں ہوا کہ نام ہوانگ ٹی رکھتا تھا اور  
 سی خیر و نکا موجود مشہور کیا گیا یہی دوسرا سبب ہوا کہ لوگ زیادہ اوس سے متوجہ ہوئے

اور پاس اوسکے اپنی اپنی فریادیں لگئے اور اوس مرد نیک طبیعت نے پچھلے نہیں  
چاہا کہ مغفور سے لڑائی کرے لیکن جب لوگ اوس ظالم کی حرکتوں سے تنگ  
آئے اور خاص و عام نے اوس امر کو چاہا اور اصرار از حد کیا تب فوج لیکر بھیج دی گئی  
پر چڑھ گیا اور پادشاہ پر ظفر باریا ہو جب مغفور گرفتار ہو کر سامنے آیا اور دست بستہ  
ہو کر امان مانگی اور جان بخشی چاہی چن ٹانگ نے کھا کہ اگر تو قسمیہ اقرار کرے کہ آج  
کی تاریخ سے اپنی بدیوں سے تو باز رہے گا اور اپنی رعیت پر ظلم نہ پہنچائے گا  
تو تیرا تخت تجکو مبارک ہو مجھے اوس سے کچھ درکار نہیں میں فقط مظلوموں کی داد لینے  
آیا تیری دولت اور حشمت کا خواہاں نہ تھا یہ کھ کے اور اوس سے اقرار لیکر چن ٹانگ  
نے پھر اوس سے تخت نشین کیا اور اپنے ملک میں پھر گیا لیکن ایام زوال اوس خانوادہ کا  
آچکا تھا مغفور نے آگے سے زیادہ ظلم شروع کیا اور چن ٹانگ کو کھلا بھیجا کہ دیکھ  
تجھے سمجھنے کو آتا ہوں غرض جب اوس نے مجھ سے سنا اور آگے سے بدتر حال دیکھا پھر  
اوس سامان سے جا پہنچا اور مغفور کو دوبارہ شکست دی اس مرتبہ تو زیادہ خونریزی  
بھی نہیں ہوئی کیونکہ خود پادشاہ کی فوج غنیوں کو دیکھتے ہی حربہ رکھر بھاگ گئے لقمہ  
چن ٹانگ تخت پر جا بیٹھا اور باہینہ اوس نا بجا بد کردار کو قتل نہ کیا غرض ملک سے  
کمال دیا اور اوسکے تخت نشین ہونے سے شانگ کا خانوادہ جسکو بعض مورخ  
بلقب چام مشہور کرتے ہیں خاکی سلطنت کا مالک تھا قبل حضرت عیسیٰ کے ہوا

## چوتھا باب

شانگ یا چام کے گھرانے کے بیان میں

ہر ملک کی تاریخ میں نظیرین ہیں کہ اپنا تخت و تاج کھونے اور خانوادہ مٹا دینے  
والے ایسے ہی پادشاہ ہوتے ہیں جیسا کہ تھا اور جنہوں نے اپنی غرت کی  
انفراش چاہی اور منزلت بڑھانی اور سلطنت بھی کی وہ ایسے ہی ہوئے

جیسے چنگ ٹانگ تھا اور اس نے متحقق کو ہر شخص اگر یاد رکھے تو جب کسی ملک کے حکام کی عادت بگڑتے اور راہ راست سے لغزش کرتے دیکھنا تو پیش گوئی سے کچھ سیکھا کہ اونکے عہد دولت کو کیا قیام ہو ویگا اس بادشاہ کے عہد میں ایک دفعہ ایسا قحط آب ہوا کہ تہذیبی تانے جھیل تالاب کو اسب خشک ہو گیا اور سات برس تک پانی نہ برسا لیکن چنگ ٹانگ نے ایسا معقول بندوبست پھلے سے کر رکھا تھا کہ غلہ و غنہ رعیت تک کو پہنچا اور کسی بات کی کمی نہ تھی اور نہ کسی کو تکلیف ہوئی تھی جب ساتواں سال ہو گیا اور پانی ایک قطرہ نہ برسا تب چنگ ٹانگ نے کہا کہ مقرر میرے گناہوں کی سزا میں پروردگار عالم نے باران رحمت سے محروم رکھا ہے اور مجھے تھکاؤ کپڑا پھٹا سہیر خاک ڈالتا برہنہ پا اور برہنہ سر دار افتخار سے پیادہ پانکلا اور میدان میں ایک ٹیلے پر جا کر رونا اور آہ بھرنا اور چہاتی اور سرٹپٹا شروع کیا اور نالہ زن ہوا کہ امی کریم و رحیم میں خاکسار بڑا گنہگار سب سزاؤ کا سزاوار ہوں لیکن میری معصیت کو موجب تمام خلق کی ایذا کا کیوں ٹھہراتا ہے اور اپنے بندوں کو تباہ کرتا ہے اگر میں نے گناہ کیا ہے تو فقط میری ذات پر غضب نازل کر اور اپنے بند و نکو اس عذاب سے رہائی بخش مجھے کچھ رہا تھا کہ مورخ حقا کا بیان ہے راست دروغ اوسکی گردن پر کہ ابھر گھڑ آیا اور پانی بامرا و برسا بادشاہ کو رعایا نے اسی روز خطاب غریزہ کا دیا چنگ ٹانگ نے رعیت اور ملک کے حق میں بہت بہتری کی اور ادائی ما لگزاری میں اتنی کمی کی کہ سب کو سہولت معاش ہو گئی اور آبادی بڑھانے کی یہ صورت اس نے کی کہ خشک اور ناثر و مند زمین کو لاخراج کر دیا اور وہاں کا محاصل رعایا کو ہمیشہ کے لئے بخش دیا بعد اس بادشاہ غریزہ کے اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا لیکن بقول شخصے ولی کے گھر میں شیطان ہوا اسکی تمام حرکتیں باپ کے جب خلاف

ہونے لگیں تب امی پن اور سکے والد بزرگوار کے وزیر نیک خوار نے بہت سمجھایا اور باپ کے اوضاع اور طریق کو یاد دلایا غرض جب مطلق شہزادہ ہوا اس نے مجبوری سے قید کیا لیکن سوائے تخت پر نہ بیٹھنے دینے اور محل میں بند رکھنے کی دولت کے دوسرا آزار کسی طرح کا نہ پہنچایا غرض جب بہت رویا اور وقار سے اپنے اعمال کا ذکر دہویا اور توبہ کی اور قسم کھائی تب اس وزیر نیک تدبیر نے پھر اسکو مسند نشین کیا اور بادشاہ نے بھی اسی روز سے اپنے سابق اوضاع اور اطوار کو ترک کیا اور جب مر گیا اسکا بیٹا اوٹنگ قائم مقام ہوا اسی بادشاہ کے وقت میں انتقال اس وزیر نے کیا اور شاہنشاہی اہتمام اور کثرت سے دفن ہوا تمام مملکت نے اس کے غم میں لباس ماتم اختیار کیا اور تدفین کے شریک رہا اور پھر غرت اسی کے قابل تھی کسی اور کے لیے نہ ہوئی بعض ختائی مورخوں کا بیان ہے کہ بعد چنگ ٹانگ کے سترہ شخص تخت پر بیٹھے اور اکثر بد اطوار نکلے اور یا کیا جو آخر میں بیٹھا سب سے بد ہوا اسکی حرکتوں سے لوگ ایسے عاجز آئے کہ اس کے خاندان سے کا استیصال چاہنے لگے اسمین اسکا بہائی پون گنگ جو قائم مقام ہوا فوراً لقب خاندان کو تبدیل کر کے پن کے لقب سے مشہور کیا اور چونکہ پھر نہایت خوب اور عادل شخص تھا دارالامان کی رعیت خوش ہوئی اور دوسرے صوبوں کے باشندے بھی بلوے کے قصد سے باز آئے اور اکثر بھی سمجھے کہ دوسرا خاندان تخت کا مالک ہوا تھا کیونکہ ہر خاندان کے پھلے فتنور سب مثل پون گنگ کے نیک ہوتے تھے اور تبدیل لقب سے زیادہ انکو یقین ہوا غرض اس واقعہ سے بعض کی روایت مختلف ہے اور انکا بیان ہے کہ تبدیل لقب مطلق نہ ہوا اور چونکہ گنگ تک جو خاتم خاندان ہوا لقب شانگ یا چانم کا برابر برقرار رہا ہر حال اسمین کچھ قباحت نہیں کیونکہ بعد پون گنگ کے جو تخت پر بیٹھا ایک سے ایک بدتر ہوا اور سلطنت کا ضعف دن بدن ترقی



کرنے لگا اسی عرصے میں ادھر اوز کا زوال شروع ہوا اور دوسرے گھراٹیکا  
 اقبال رفتہ رفتہ بڑھتا گیا کہ تخت خاں چوکی نسل قائم ہوئی اور شاہانگ گھم آنے  
 سے سلطنت چھن گئی اور اوسکی صورت اس طرح ہوئی کہ کوکناٹ اسکے کسی فقور کے  
 خاندان کا ایک امیر بہمہ صفت موصوف صوبہ شن سی میں جاگیر دار عالی وقار تھا  
 اور چونکہ اپنی رعیت کے ساتھ فرزند کی رعایت اور محبت سے پیش آتا اور ہر  
 طرح سے سلوک ہوتا تھا چند روز کے عرصے میں تین لاکھ باشندے اوسکے  
 نئے شہر میں بسے اور بہت آرام سے رہنے لگے اور دن بدن جو جو فقور کی  
 سلطنت میں علامتیں زوال اور ناپایداری کی نمود ہوئیں وہ وہ اس سردار  
 کے خانوادے کی بزرگیان ظہور میں آنے لگیں قصہ مادہ ایک گھر کے زوال اور  
 انتقال کا اور دوسرے اقبال کا رفتہ رفتہ جمع ہوتا تھا کہ اس عرصے میں کوکناٹ  
 کے پوتے و آنک و آنک نے فقور کے بھان خدمت لی اور جب نمک حلائی اور  
 دانائی اوسکی ثابت ہوئی عہدے میں اوسنے ترقی کی میاں تک کہ وزیر اعظم ہوا اور  
 اوسکے اقرباؤں کو بھی فقوروں نے بلو کر ہر طرح سے سرفراز کیا لیکن اطوار اور ضیاع  
 ہر فقور کے اوسکے پیشین سے بدتر ہوئی اور خاتمہ خاندان کا چوسن نے کیا جسکے  
 برابر خونخوار اور فاسق و فاجر کوئی کم ہوا ہے اور جس طرح سے فقور نے اپنے پیشین  
 موتی کی تابعداری کرتا تھا یہ بھی ایک عورت پر پی زاد مگر بدبھاد کے اوپر خدا ہوا  
 اور جو اس کم بخت نے اشارہ کیا بجالایا اور وہ بھی بمرتبہ اتم سنگدل تھی اور بے  
 رحمی کی باتیں اوسے ہر وقت سوچتی رہتی تھیں چنانچہ جب اوس فاجرہ نے دیکھا  
 کہ عہدہ شاہی کا رعب لوگوں کے دل سے اٹھ گیا اور ہر شخص بظہر حقارت فقور کو  
 دیکھنے لگا اوسنے بادشاہ کو کہا کہ سرائین سخت اور پراہذا اگر رواج باتیں یہ باتیں وقوع میں  
 آئیں اسلئے ایک طرف لوہے کا اوسنے ایسا بنایا کہ مجرم کے ہاتھ اوس میں کباب

ہو جاوین اور پتیل کا ایک موٹا گول ستون چربی سے لپیٹ کے انگاروں پر رکھوا دیتی  
 تھی اور جس بیچارہ مظلوم پر خنکی ہوتی تھی اس ستون پر تنگے پانوں دوڑاتی تھی اور  
 وہ جو نہیں قدم اٹھاتا انگاروں میں گر پڑتا تھا ایک دفعہ فقہور نے ایک حاملہ عورت کا  
 پیٹ فقط اس لیے چڑا ڈالا تا کہ بچے کو رحم میں دیکھے اور ایک مرتبہ ایام سرما میں جب  
 شدت سے پالا پڑا اور کئی آدمیوں کو اوسنے تنگے پانوں برف کے اوپر سے جاتے  
 دیکھا اونکو بلوایا اور جلا دون کو حکم دیا کہ ان سبھوں کے پانوں پھلی سے کاٹ ڈالو  
 میں اوسنے تلوون کے منخر کو دیکھو نکا کیونکہ بڑی طاقت اور نہیں ہووے گی جو ایسے  
 بیدھڑک اس برف پر چل سکتے ہیں اور سمجھ اوس سو ذمی نے اون بگیا ہوں کا پانوں  
 کٹوا ڈالا اس حرکت پر جب اوسکے وزیر اعظم وانگ وانگ نے عرض کیا کہ خداوندان  
 حرکتوں سے حضور فتور پر فتور برپا کرینگے اوس وقت چوہن نے مقید کیا لیکن جب وزیر  
 کے بیٹے او وانگ نے ایک نازنین دلربا کو بھیجا اور اوسکی معرفت عرض باپ کی  
 مخلصی کی کروائی پادشاہ نے ربائی دی غرض باوجودیکہ فقہور اسطرحی پیش آیا  
 اور وزیر نے تمام سلطنت میں بلو ابے عام کا نقشہ دیکھا اور سب ناظمون کو از حد  
 برخلاف پایا اور اکثر اونچے بھیجے ہی چاہا کہ وہ خود بغاوت کا علم کھڑا کرے اور تخت کو  
 چھین لیوے لیکن اوسنے خاوند کی خیر خواہی اور سپر بھی چاہی اور سلطنت میں فتور کو  
 ظہور پانے نہ دیا جب مرنے لگا اپنے بیٹے او وانگ کو پاس بلو کر کہا کہ سنو میری  
 آخری نصیحت کو اور سفینہ دل پر تین باتوں کو لکھو پھلی بھیج کہ جب کوئی موقع نیکی کرنے کا  
 ملے فوراً کرو اور کبھی اوسکی دقت کو نہ ٹل جانے دو دوسری بات بھیج کہ اپنے میں  
 جو بد بیان دیکھو قصداونکے دفعیے کا کرو اور دوسروں کا عیب جو نہ ہو اور جب اپنی  
 کسیکے نفس میں پاؤ تو بنظر عفو اوسے دیکھو اور اپنے رزائل کو یاد رکھو اوسے  
 معاف کرو اور تیسری بات بھیج ہے کہ آج کا کام کل پر نہ موقوف کیجیو غرض نہیں

تین باتوں پر نیکی ختم ہے ایدھر اس وزیر نے انتقال کیا اور او دہر ہوا ہوتا ان کے صوبے  
 میں شروع ہوا اور پی کان ایک وزیر نے فقور سے کھا کہ ایسا ماجرا ہے تدبیر جلد کیجیے  
 اور باپ دادوں کے تحت کو سنبھالیے ورنہ چندے اگر بھیہ حال رہا تو سمجھیے کہ زوال  
 آیا اس نمک خوار نے تو یوں خیر خواہی سے کھا مگر وہ خونخوار بد کردار تھا ہوا اور اہل بارگاہ  
 سے کھا کہ مینے سنا ہے کہ جو شخص بہت دانا اور پیش میں ہوتا ہے اس کے دل میں  
 سات سوراخ رہتے ہیں اب پی کان کا پیٹ چروا کر دیکھا چاہیے کہ بھیہ بات حقیقت ہے  
 یا نہیں اور غالب ہے کہ سات سوراخ اس کے دل میں بھی ہو وینگے اس لیے کہ اپنے  
 کو بہت عاقل سمجھتا ہے غرض بھیہ کمزور اور اس نمک حلال کا پیٹ اوسنے چاک کر ڈیا  
 اور دل کو ہاتھ میں لیکر سبھوں کو دکھلایا اور کھا کہ یہ احمق تھا دیکھو اس کے دل میں  
 سوراخ نہ نکلے جب بھیہ حال دیکھ کر دوسرے وزیر نے سر جھکایا اور جواب ندیا تو او سپر  
 بھی خفا ہوا اور غلامی کا داغ گالوں پر گرم لوہے سے دیکے قید شدید میں ڈال دیا اور  
 آؤ وانگ کو فوج لیکر سرکشوں کی طرف بھیجا لیکن جب اوسنے دیکھا کہ سارا عالم اوس موذی  
 کا دشمن ہے اور امیرون نے آنکر تنگ کیا اور دربار کا نقشہ ایسا بد ڈول پایا کہ صلاح  
 کار نمک خوار پر پھلے غضب آتا ہے اوسنے پھر کر فقور سے لڑائی کی اور ایشی شکست  
 دی کہ بادشاہ یوس ہو کر محل میں آیا اور سب جواہرات اور خزانہ اور مہلیوں کو اپنے  
 ساتھ کوٹھیر میں بند کر کے آگ لگوا اوسی میں خاک ہو گیا اسپر اس کے بیٹے آؤ وانگ نے  
 کیا کام کیا کہ اپنے پانوں میں ٹیری ہاتھ میں ہتکڑی اور گلے میں طوق ڈال ایتنا بوت  
 ساتھ لے چکرے پر بیٹھ کر آؤ وانگ کے سامنے آیا لیکن اوسنے گلے سے لگایا  
 اور ٹیری ہتکڑی کٹواتا بوت جلا دیا اور جب خود تخت پر بیٹھا تو اوسکو ایک صوبے کا  
 ناظم بنایا قصہ بعد اس فتح کے جب آؤ وانگ دارالامارت کی طرف چلا تو راہ میں  
 وہی عورت ٹانگی ملی اور اپنا خوب ہی بناؤ سنگار کر کے اس امید سے آئی تھی کہ

اُو وَاَنگ اوسکے حسن عالم فریب پر عاشق ہو جاے گا مگر اوسنے فوراً قتل کروا دیا  
اسلیے کہ اکثر حرکتیں جو غفور نے کی تھیں اسی کم بخت کی تحریک سے ہوئی تھیں

## پانچواں باب

خاندان چو کے بیان میں

جب اُو وَاَنگ دو تھانہ شاہی میں پہنچا تو جو کچھ مال و زر اوسنے پایا فوج میں لٹایا اور  
محل سرائین جتنی عورتیں تھیں سب کو اوسکے گھروں پر باغرت بھجوا دیا اور بھیہ فرمان  
جاری کیا کہ میں شانگ کے نیک غفوروں کے احکام اور قوانین کو رد اور منسوخ  
نکرنے بلکہ اُنکو بخوبی اجرا دینے کو آیا ہوں اور تاکہ تمام پر ثبات ہو وے کہ شانگ کے  
خانوادیکا وہ دشمن تھا اوسنے چوسینگ کے بیٹے اُو کَاَنگ کو ایک صوبے کا ناظم  
بنایا جیسا کہ صدر میں مذکور ہوا ہے اس پادشاہ نے اپنی دانست میں اچھا کیا جب  
اُو ن امر ا کو سلطان کا خطاب دیا اور علیحدہ علیحدہ جایدا اور زمینداری بخشی اور اپنے  
اپنے عہد میں سرخو دینا یا جنہوں نے فوج یازر کی مدد چوسینگ سے لڑائی کے وقت  
اوسکو دی تھی لیکن اسکا نتیجہ بُرا ہوا اور انہیں سبہوں نے سلطنت میں بار بار رخنہ  
ڈالا اُنکے گیری کے بہت خلاف اس طرح کی عنایت و کرم ہے بقول سعدی کے  
وہ درویش در بگیے بخسند و بادشاہ در اتلینے بگنجد سات برس اوسنے  
سلطنت کی اور ترانوے برس کی عمر میں اور ۱۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اوسکا بیٹا چینگ وَاَنگ باپ کے بعد  
صاحب سند مقرر کیا گیا مگر نہایت طفیلی میں تخت نشین ہوا اس سبب سے عیان  
دولت نے اوسکے چچا چو کنگ کو وزیر اعظم بنایا اور اوسنے بیٹے کی اقمیت کی  
اور راہ پر ہیر گاری اور ملک داری کی ایسی بتلائی کہ بیٹا باپ سے بہتر نکلا لیکن  
جب اسکے باپ کے اور تین بھائیوں نے مارے رشک اور حسد کے

چوکنگ کی بدی ہر وقت پادشاہ کے آگے کرنی اور چلی کھانی شروع کی اور چوکنگ نے دیکھا کہ بستیجے نے کان دیا دولت سراسے رخصت ہوا اور گوستے میں جا بیٹھا کئی دن کے بعد ایک طوفان ایسا آیا کہ سارا طیار غلہ نقصان ہو گیا چب بیجہ سانحہ ہوا فقور نے دفتر تاریخ کو کھولا تا رہا کی ترکیب مطابق دستور قدیم کے معلوم ہوئے اتفاقاً ایک کاغذ ملا جس میں اس کے والد مرحوم کے مرگ کا حال لکھا تھا اس کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ چوکنگ نے اپنے بھائی یعنی فقور سابق کی جان بچانے کے لیے اپنے کو فدیہ کرنے کو مستعد ہوا تھا غرض بیجہ دیکھ کر بادشاہ کا جی پھل گیا اور فوراً چوکنگ کے گھر پر جا اپنے ساتھ دولت سر میں لے آیا اور پھر وزیر عظم بنایا تھائی مورخ کہتے ہیں کہ جو نہیں چوکنگ اپنے سابق عہدے میں بحال ہوا برہٹ گیا اور آفتاب نے اپنا رخ دکھلایا اگرچہ ممکن ہے کہ ایسا ماجرا حسن اتفاق سے وقوع میں آوے غرض اس کو معجزہ نہ سمجھا جائے جب چوکنگ کے اور بھائیوں نے دیکھا کہ پھر اس کو عود ہوا وہ جا کر اوکنگ پسر چوکنگ جس سے خاتمہ شانگ کے فقورون کا ہوا تھا ملے اور اس کو ترغیب دی کہ تو اپنے باپ کا عوض لے اور تخت حاصل کرنے کا قصد کرنا تجکو واجب ہے اور وہ ناسپاس بھی اس کے فقورون میں آن کر علم بغاوت کا استادہ کیا لیکن سبہون پر بادشاہ فتح یاب ہوا اور چونکہ عقیل اور رحیم اور باپ کا سامراج رکھتا تھا اس نے بعد شکست دینے کے بیجہ فرمان جاری کیا کہ بلوے کے شریک جو تھے اور شانگ کے خانوادے سے محبت رکھتے ہیں وہ اگر چاہیں تو سب ملکر ایک ہی شہر میں بود و باش کریں اس کے ساتھ ہلو کچھ پر خاشش نہیں ہے اور جب ایک شہر خاص میں سب طر فدار شانگ کے جا رہے تو فقور نے ایسی دجوئیاں اون لوگوں کی شروع کیں کہ چند روزوں میں

دشمن دوست ہو گئے اور ایسے جان نثار بنے کہ اپنے خاص آدمیوں سے زیادہ توقع اونکی ذات سے تھے اور اغلب ہے کہ یہ تدبیر دل پسند چوکنگ وزیر کی تھی اسلئے کہ سوائے نیکی کرنے اور خلق کو آرام پہنچانے کے دوسری بات اوستہ نہیں سوچتی تھی جسوقت اوستہ انتقال کیا بادشاہ کے دلکو بڑا صدمہ پہنچا اور مدت کات افسردہ خاطر رہا لیکن خوش نصیب ایسا تھا کہ دوسرا وزیر ویسا ہی باتدبیر جلد ہاتھ لگا اور اوستہ نے پچھلے ختامین پیسے کی رسم نکالی لیکن سکے کی صورت نہ جب تھی نہ اب ہے اور فقط ایک سوراخ بیچ میں رہتا تھا اور ڈوری پر ہنپا کے لوگ رکھتے تھے چنانچہ اب بھی وہی حال ہے پچاس برس کی عمر میں اس بادشاہ نیک صفتا نے وفات پائی بعد اسکے کام وانگ اوستہ کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور چھٹیس برس کی ریاست کے بعد مر گیا اور قائم مقام پدر چو وانگ ہو کر اگاؤن برس صاحب تخت رہا اور ایک ہزار دو برس قبل حضرت عیسیٰ کے گذر گیا اور چونکہ ان دونوں کے عہدوں میں کوئی بات قابل یاد رکھنے اور لکھے جانے کے وقوع میں نہیں آئی اس سبب سے مختصر اسی قدر معرض تحریر میں آیا ہے چنگ وانگ کے پر وئے ہووانگ کے عہد میں پھلی دفعہ قوم تاتار نے ختایون کو ستایا لیکن کچھ ایسا صدمہ اونکی یور سے نہیں پہنچا جو قابل ذکر کے ہووے اسبطر حصے چار بادشاہ ایک بعد دوسرے کے مطابق سلسلہ تخت نشین ہوئے مگر کوئی بات ایسی جسکے بیان سے کچھ فائدہ منظور یا بطور ذکر خیر بھی ہووے نہیں وقوع میں آئی غرض جب لئی وانگ کا وقت آیا جو دسوان فقور بعد بانی خاندان کے تھا تب چاؤ کے گھرانے میں پھلے رخنہ پڑا اور وہ ماجرایون ہوا کہ لئی وانگ شدت سے حریص تھا اوستہ سے یہ حاصل کرنے کے شوق سے رعایا پر خزانہ بڑھایا اور رعایا کو انواع طرح سے ستایا تب ایک وزیر نے جان پر کھیل کے عرض کیا کہ خداوند کی رائے خاص و عام پر



اکبر اور اصغر سب کو ناپسند بلکہ سب کو اوس سے گزند حاصل ہوتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ غاصب خواہ وہ پادشاہ خواہ غلام ہو لوٹیرا ہے اور قابل اسکے کہ تمام عالم دفعتاً اوس کا دشمن ہو جائے اور اوس ڈاکو کو سزا دیوے حال لوگوں کے دلون کا یہ ہے کہ گے مرضی مبارک میں جو بہتر ہو وقوع میں آوے اتنا کھکھو نہ نکھو اور چکارا لیکن پادشاہ کو مطلق عبرت نہوئی بلکہ اوس بہت گو کو دربار سے نکال دیا اور اپنی طبیعت کے موافق دوسرے شخص کو بجال کیا جس نے نئی ترکیب رعیت کو صدمہ دینے اور روپیہ لینے کی نکالیں اس شخص کے خزانچی ہونے کے ساتھ ہی رعیتوں کی شکایتیں زیادہ ہوئیں اور اسباب انقلاب رفتہ رفتہ آمادہ ہوتے چلے جب فقور نے یہ دیکھا تو کئی ساحرون کو بلوا کر حکم دیا کہ ہمارے دشمنوں کی شجست کرو اور ان کے نام سے ہکو اطلاع دو بعد اوس کے اون بدکرداروں نے جسکو چاہا بند ہوا دیا اور پادشاہی غضب کی بھیہ ہیت پیدا ہوئی کہ شکایت کرنے کی بھی جرات کسی کو باقی نہ رہی لیکن سب کے دلوں کا عجب حال ہوا تب پادشاہ نے اپنے وزیر اعظم چوکن کو ہنس کر کھا کہ تو نے دیکھا کہ مینے کیا بقول ترکیب ٹھہرائی کہ سب کی زبان بند ہوئی اوس وقت اوس مرد نیک خوں نے کہا کہ خداوند جان بخشی ہو تو حضور کو جواب با صواب دیوین فقور نے جب اجازت دی چوکن نے کھا کہ حضور بھیہ نہ سمجھیں اور اسپر تکیہ کریں کہ جسکی زبان بند ہوتی ہے اوسکی تسکین خاطر کی وہ علامت ہے اور حضور یاد رکھیں کہ پانی کے توڑ کے دہارے کو یکایک رکوا دینے میں اتنا جوف نہیں ہے جو رعایا کو لازماً زبان کر دینے میں ہے جس طرح تیرا اور بھتا پانی جب بند ہوتا ہے تو زیادہ جوش و خروش پیدا کرتا ہے اور جب پھر پھوٹتا ہے تو سیلاب ہوتا ہے اور ہر چار طرف تباہی لاتا ہے اوسی طرح سے رعایا کی زبان جب بند کیجاتی ہے اور غصہ جو کھنے جھکنے سے دہما ہوتا ہے اوسکے کم کرنے کی

جو ایک راہ ہے مسدود ہوتی ہے تو قباحت عظیمہ وقوع میں آتی ہے اور اوسکو سمجھ کے یاؤ اور نشان اور ٹوٹے حکم عام دیا اور بار بار فرمان جاری کیا اور درود پر گھنٹہ لٹکایا تھا کہ لوگ آوین اور شکایت کریں اور امور مملکت میں صلاح دیوین بلکہ شعرا کو سبجو کرنے کی اجازت تھی اور مورخون اور اخبار نویسوں کو بھی علیٰ ہذا القیاس اپنی رائے کہے بکتلف لکھنے کی ممانعت نہ تھی اور اب حضور نے باوجود رعیت کی ناراضی کے اس کے خلاف عمل میں لانا شروع کیا ہے دیکھیے کیا پروہ غیب سے امروز فردا ظہور میں آتا ہے ہر چند اس طرح سے وزیر اعظم نے فقور کو سمجھایا لیکن مطلق اوس نے خیال نہ کیا اور آگے سے زیادہ ظلم پر مستعد ہوا غرض ایک روز دفعتاً بالکل رعایا نے حربہ اٹھالیا اور فقور کو قتل کرنے کے قصد سے دولتخانے کے دروازوں کو توڑ کر محل کے اندر داخل ہوئے اور پادشاہ کی تلاش ہر طرف کرنے لگے اوسے نہ پا کر وزیر اعظم سے اون لوگوں نے ولیعہد طلب کیا تاکہ وہ بھی مارا جاوے اور فقور کی قطع نسل ہووے اسپر وزیر گھبرا بلکہ بدحواس ہوا اور اوس نمک خوار کو جب دوسری صورت ولیعہد کے حفاظت کی نہ سوچھی لاچار اوسنے اپنے بیٹے کو لا کر اون لوگوں کے حوالے کر دیا اور کہا کہ بھی ولیعہد ہے یہ سنتے ہی سب دفعتاً اوس بچے پر چمک پڑے اور اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جب اس حرکت سے غصہ اونکا کم ہوا فقور کی تلاش سے باز رہے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے لیکن اوس ظالم کو اوس روز ہمیں بد لکھلاے وطن اختیار کرنا پڑا اور آخر کو سنے میں آیا کہ مفلس اور پریشان ہو کر بیابان میں مر گیا اوس وقت اوسکے پاس ایک آدمی تھا کہ چلو بھر پانی پلاتا راقم یہ دعویٰ کر کے کہتا ہے کہ کسی تاریخ میں مثال اس نمک حلائی کے چو وزیر چو کن سے صادر ہوئی نہیں ہے اور نفسانیت کے خلاف اس طرح کا امر آجک وقوع میں نہیں آیا کہ ایک شخص محض دنیا دار روزگار پیشہ وزیر اعظم کو ابنوہ دولت اور تخت شاہنشاہی ملنی کی صورت خود بخود

دیکھائی دیوے اور اوس سے وہ منہ پھیر نیکی سو اپنے ایک ہی غریبے کو اس طرح سے قاتلون کے حوالے کرے اور خاوند ظالم اور ناقدر دان کے ساتھ اتنی تک حلائی سے پیش آوے اشکال کیا بلکہ محال ہے لازم ہے کہ ہر شخص اس وزیر کے نام و اوس حرکت کو یاد رکھے اور زبان آفرین و تحسین سے اس نقل کو بیان کرے اگرچہ وزیر اعظم جو کن نے اس گھرائی کو تباہ نہ ہونے دیا اور سوئم و انگ کو جسکی جان اپنے لڑکے کو نقصان کر کے اوسنے بچائی تھی تخت پر بٹھایا لیکن اقبال چو کے خاندان کا جاچکا تھا یہ لڑکا ہی جو بڑا تو باپ کی حالت کو بھول کر ظلم کرنے لگا لیکن حد سے زیادہ نہ گذرا اور اوسکا میا جو سند پر آیا اوسنے عیش و عشرت میں اپنے کو ڈالا اور ایک فاحشہ کے ہاتھ میں زمام طبیعت کو حوالے کر دیا اور اوس عورت کی عادت بھی تھی کہ نہ کہی سکراتی نہ ہستی تھی اور خود مغفور دیوانہ تو تھا ہی تھا ہزار ترکین اوسکے ہنسائی کی کرتا تھا لیکن اوسکے منہ پر مطلق تبسم کا نشان نہیں آتا تھا اور سلطنت کے امورات سب چوڑ چاڑ کر اوس احمق کی شب و روز بھی فکر تھی کہ معشوق سنہے آخر کار ایک بات ایسی خود بد دولت کو سوچھی کہ وہ زندگی تو ہنسی لیکن دونوں کے روئنی جو نوبت اوسے سبب سے آئی سو آئی مگر اونی جان بھی اوسے کے نتیجے سے گئی تھیں دستور ہے کہ جب غنیم کی پوش کا خوف ہوتا ہے تو دارالامازہ کے قریب جتنے ٹیلے ہوتے ہیں اون پر بڑے بڑے الاؤ جلاتے ہیں تا دور کے لوگ مطلع ہووین اور مدد کو آوین غرض ایک روز مغفور نے خواہ خواہ ٹیلوں پر آگ لگا دینے کا حکم دیا اور جب امر اور سپہ سالار اور دوسرے لوگ گہراے ہڑبڑائے چاروں طرف سے دوڑے آئے اور بعض گر پڑے اور بعض بے اختیار بھاگے ہو کر خبر پوچھنے لگے تب وہ بلاے روزگار جو جھڑ کو تین بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے کھل کھلا کے ہنس پڑے اور قہقہہ سارے محل میں مچا اور میان مغفور بھی خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ جو کچھ ہو مگر دیکھو تو سہی میں نے معشوق کو کیسا ہنسا لیکن اتنی عقل کہاں تھی جو

کہ وہ سردار بخت ہو کر جو پھرے اونکے دل پر کیا گزرا ہو گا اور اونہوں نے اوس حقیر کو کتنا مایوس  
 جانا ہو گا بعد اس لنوا اور پوچ حرکت کے مفتور نے اپنے بیٹے ولی عہد کو عاق کیا اور چونکہ اوسنے  
 شن یا چین کے امیر کی جاگیر میں جا کر نپاہ لی اور امیر نے بھی اوس مظلوم کو جگہ دی اور خاطر کی تھی  
 اسی سبب سے مفتور فوج لیکر اوس سلطان کے ملک پر چڑھ گیا اور اوسنے جب مقابلہ کے لیے  
 اپنے کو کم زور سمجھا تو مٹا کر کو اپنی کمک کے لیے بلوایا جب بھیہ ہوا مفتور نے حکم ٹیلون پر آگ جلانے  
 کا دیا لیکن ایک سردار بھی مدد کو نہ پہنچا اور اوس بات کی گرہ اونکے دل میں پڑ گئی تھی اور پادشاہ  
 کے معشوق کی سہمی ہوئی ہوئی تھی آتش بھی ہوا کہ تار یون نے حملہ زبردست کیا اور مفتور کو  
 معشوق سمیت مار ڈالا اور اوس پادشاہ زادے کو تخت نشین کیا جسکے سبب سے بھیہ قصہ  
 شروع ہوا تھا اس شخص کے بعد جتنے مفتور ہوئے نہ ایسے اچھے نہ ایسے برے تھے  
 اور انکی کوئی بات نہ نیکی نہ بدی کی تار یون میں دیج ہے غرض دن بدن خاندان کا تہ  
 گھٹتا اور ضعف اوس میں آتا گیا اور زیادہ سبب زوال کا بھیہ ہوا کہ مملکت ختام میں اکیس خود مختار  
 سلاطین تھے کہ ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے اور مفتور کو کچھ خبر نہیں جانتے تھے اور بھی  
 نتیجہ اوس کرم و فیض کا ہوا جو اس خانوادے کے پھلے پادشاہ آوڈانگ نے عطا کیا  
 تھا القصد ان سبہوں میں زبردست چین کا پادشاہ تھا اور چون کہ صاحب شمشیر و تیر  
 اوسنے ایک ایک کر کے اور پادشاہوں کو شکست دی اور انکا ملک چین لیا جب خوب  
 زور آور ہوا تو خود مفتور پر اوسنے حملہ کیا اور اوسوقت چو کے گھرانے کا چوتیسواں پادشاہ تخت  
 خا کا مالک تھا لیکن بیچارے کا فقط نام ہی نام تھا اور غرت جو ذری باقی تھی وہ بھی چن  
 گئی جب چو سنی انگ پادشاہ خاندان چین کا مقابلے کو آیا اور مفتور نے دیکھا کہ اپنی مدد کو  
 کوئی نہیں ہے اوسنے چو سنی انگ کو جا کر زردی اور سب کچھ حوالہ کیا اور فقط اتنا ہی  
 چاہا کہ جان کی امان ملے اور تھوڑی سی جاگیر اوقات بسر کی کے لیے عنایت ہووے  
 القصد چو سنی انگ نے مانا اور انقلاب روزگار کو یاد کر کے ملتس کی عرض کو قبول کیا لیکن

تحت و تاج مفتوح رہے چھین کر اپنی قلمرو سے نکال دیا اور بھی خاتمہ چوکے گھر اس نے کا ہوا۔  
 کنگ و انگ تیسویں پادشاہ اس خاندان کا تھا اور اوس کے عہد میں سید حکما رچین حکیم  
 کنگ فوزی پانسی برس قبل حضرت عیسیٰ کے پیدا ہوا اور یونانی حکیم سونون جد مادر اطلون  
 اوس کا ہم عصر تھا بارہا پہلی جلد میں راقم نے اس اکمل الفضل و ختم کا ذکر برسیل تذکرہ کیا ہے  
 کہ ختم کی سلطنت کو اتنی پایداری اوس کی حکمتوں سے ہونی والا مثل دار اور اسکندر کی سلطنتوں  
 کے بجز بیان صحائف تاریخ کے کسی دوسری جگہ مملکت ختم کا نشان ہی نہیں ملتا اوس  
 شخص مقدس کا باپ سرکار کنگ میں عہدہ دار عالی وقار تھا بلکہ اکثر کا بیان ہے کہ سلطان  
 نوجو تمامی سلاطین خود مختار سے ایک سلطان بہت عالی وقار تھا اوس کا وزیر اعظم تھا اور  
 مان کا گھر انا نفور تو کا تھا جسکی نیکیا ذکر کیا جا چکا ہے اوس کے باپ مانکی بھی ایک لڑکا ہوا اور  
 سن طفولیت میں بھی مطلق لڑکپنا اوس کے مزاج میں نہ تھا بقول ہندی مثل کے ہونہار نیرو کی  
 چکنے چکنے بات اوس کے عادات نہایت صغیر سن میں ہی ایسے منتظم تھے کہ جس نے  
 اوسے دیکھا بیاختہ کھا کہ بھ لڑکا سنجیدگی میں ابھی سے بوڑھو کا مقابلہ کرتا ہے دیکھے  
 کیا ہوتا ہے اور باپ نے بھیہ طور طبیعت کا دیکھ کر اوسکو ایسے ایسے استادوں کے  
 سپر دیا کہ پندرہ برس کی عمر میں فضیلت کا مرتبہ اوس نے حاصل کیا اوس کے بعد سیاحی کو  
 نکلا اور سلاطین ختم کے یہاں گیا اور چاہا کہ عفت اور عدالت کو ترقی ہو اور آپس کا بگاڑ  
 موقوف ہووے چونکہ فاضل نہ بردست اور خاندان شاہی سے تھا ہر سلطان نے  
 احترام کیا لیکن ہر کسی کی چشم عقل پر نفسانیت کا ایسا پردہ پڑا تھا کہ حکیم کی صلاح کیسے پسند  
 نہ آئی اور کسی نے قدر اوسکی باتوں کی نہ کی چھپن برس کی عمر تک کنگ فوزی اسی طرح  
 سے سلاطین کے یہاں گیا اور چاہا کہ نیک کردار ہووین اور اہل ختم کو اہل ختم کے ہونہو  
 سے قتل نہ کرواویں جب کسی نے نہ سنا اپنے وطن میں گوشہ اختیار کر نیکی قصہ سے  
 پھر آیا اور چونکہ باپ اوس کا فوت کر چکا تھا اور شہرہ اس کے علم اور دانائی اور نیکی کا پھلا

تھاپادشاہ نے چاہا کہ باپ کا قائم مقام ہووے اور اسی قطر سے بارہا پلو اگر اتنا س  
 کی صورت سے اپنے مطلب کو گذارش کیا لیکن کنگ فوسی نے انکار کیا اور کھا کہ  
 اتنے روز میں نیکام رہا اچھا رہا بیچہ تمہیں برا معلوم ہوا کہ اب میری بدنامی کروایا جاتے ہو  
 آخر کار جب تنگ ہوا اور بیچہ بھی سوچا کہ عوام الناس زیادہ توجہ بلند مرتبہ والے شخص کی  
 حرکتوں کی طرف کرتے ہیں اور اگر وہ نیک ہو تو اس کی دیکھا دیکھی اچھی عادتوں کے خوگیر اور  
 بڑائیوں سے عبرت پذیر ہوتے ہیں پس وزارت کے عہدے سے بھی حاصل ہووے گا  
 کہ عوام اطوار نیک اختیار کرینگے اسی طرح حکم باتیں سوچ کر پادشاہ کی بات کو حکیم قبول کر کے وزیر اعظم  
 ہوا اور اپنی حکمت عملی کا ایسا چرچا پھیلا کہ تین برس میں صورت سلطنت کو کی دوسری ہو گئی اور  
 ملک آباد رعیت آسودہ حال اور دعا گو فوج مہیا اور حپت خزانہ معمور ہو گیا لیکن سلطان حسنی  
 ریاست پہلو پر بھی جب اوسنے بیچہ طور دیکھا سمجھا کہ چدر وراور بھی اگر بیچہ حال رہے گا تو پھر لو  
 کے سلطان کا کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا بیچہ سوچا اور چند طائفے کبھیوں کے سلطان کو کے پاس  
 بھیجے اور زناج و رنگ کا مزہ اوسکے دل میں ڈالا جب کنگ فوسی نے بیچہ دیکھا خاوند کو بہت  
 سمجھایا تاکہ اون رنڈیوں کو نکال دیوے اور اون بلاؤں کے دام میں نہ پھنسے غرض جب  
 پادشاہ نے نہ سنا حکیم نے استعفا دیا اور بعض مورخ کی روایت ہے کہ دوسری سلطنتوں  
 میں بھی اوسنے قصد نوکری کا کیا تاکہ رعایا پروری زیادہ ہووے لیکن کسی جگہ پر عرصے  
 تک وہ شخص کامل نہ رہا اس لیے کہ جس سلطان کے یہاں نوکری جب اوسنے کی اور کوئی بات  
 خلاف عدل اور رحم کے اوس شاہ نے کی اور حکیم کی بات نہ مانی فوراً بیچہ مستعفی ہوتا اور دوسری  
 جگہ چلا جاتا تھا غرض اکثر مورخ اسی پر اتفاق کرتے ہیں کہ اپنے وطن میں دست بردار نوکری  
 سے اوس وقت ہوا جب اوسنے دیکھا کہ تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور سیاست مدن کی حکمت  
 پر اکثر لوگ عامل ہونے لگے اس پر حکیم نے سمجھا کہ اگر گوشہ اختیار کیا جاوے اور تصنیف پند و نصائح  
 کی کتابوں کی ہووے تو ہمیشہ کے بقاے نام کے سوا شجر حکمت برابر سبز و بار آور رہے گا



اسی قصد سے مجھ سے جاٹھیا وٹان تین ہزار تلامیذ کی جمعیت ہمیشہ رہتی تھی اور ان کی تعلیم حکمت عملی اور علم فصاحت اور بلاغت اور فقہ اور ادب اور اخلاق اور منطق اور ریاضی اور دوسرے علوم میں ہوتی تھی دیکھو اوقات اس طرح پڑھتی تھی اور شب کو وہ کتابیں لکھی جاتی تھیں جو متانت مضمون کے باعث سے استقدر مشہور ہیں اسی طرح سے جب تتر برس کی عمر ہوئی کنگ فوزی کی اجل آئی اور جب مرض الموت میں گرفتار اپنے کو سمجھا تلامیذ کو بلوایا اور کھا کہ مجھ کو پیام موت آچکا اور بہت موقع سے آیا اس لیے کہ میں دنیا میں بیکار محض ہوں اور کچھ فائدہ کیسے مجھے حاصل نہ ہوا اس لیے رخصت ہی ہونا بھترے اگرچہ شاگردوں کا دل صدمہ غم سے پارہ پارہ ہو رہا تھا لیکن خوف سے کسی نے اُٹ نہ کیا ایک سناٹے کا عالم اس مقام پر تھا اس تحمل کو دیکھ کر حکیم کا چہرہ ہنسا ہوا اور سبھوں کی طرف خطاب کر کے اوسنے فرمایا کہ اگرچہ بنی آدم کو شربت مرگ تلخ ہے لیکن جانکندن کا تلخ آبہ میٹھا ہو جاتا ہے جب خیال آتا ہے کہ جن لوگوں کے لیے کچھ محنت کی گئی وہ رایگان نہ گئی اور تم سب کے تحمل اور مردانگی سے مجھے ثبات ہے اور اوسی نعمت سے مجھ کو ایذا مرگ راحت ہے کہ میری نصیحتوں سے اتنا فائدہ تو ہوا کہ مجھے غریزہ کی جدائی تم کو اس لیے گوارا ہے کہ ایسے وقت پادشاہ بھی بیچارہ ہے اتنا سبھوں کو کھلا ایک شاگرد رشید کو قریب بلو کر اوسکے کان میں کھا کہ جب میں اپنے جان نکلتے دیکھوں گا تمہیں اشارہ کروں گا ایک چادر یا فون سے ستر تک اوڑھا دینا تار و ج کی مفارقت کا وقت ان لوگوں کو معلوم نہ ہو دے گھٹے کے بعد ہاتھ کا جو اشارہ حکیم نے کیا اوس شاگرد نے چادر اوڑھا دی غرض جو نہیں سبھوں کو معلوم ہوا کہ ہمتا دے تھا کیا ایک واویلا ایسا شروع ہوا جو کئی روز تک برابر رہا اور روایاے محبت کے جو شش میں حکمت اور تحمل کا پھاڑ مثل تنکے کے بھج گیا اور حکیم کی قبر پر کل تلامیذ نے تین برس تک غم کیا وہ قبر دریا سو کے کنارے پر واقع ہے اور اہل حق حکیم کنگ فوزی کو ایک برگزیدہ خدا جان کر پریش کرتے ہیں چنانچہ پندرہ سے ساٹھ معبد سے زیادہ اوسکے نام سے ہیں اور

تختانی تاریخ مسیاشینگ موچی کی جلد اول کے دوسرے صفحے میں لکھا ہے کہ انہیں  
 دیورون میں ہر سال باسٹھ ہزار چھ سے چھ جانور کی قربانی دی جاتی ہے اور ستائیس ہزار  
 چھ سو تھان ریشم کے بھی چڑھائے جاتے ہیں یہ حکیم کنگ فوزی میانہ قداور وجیہ اور خور  
 تھا اور روشن ضمیری کے باعث سے چھ پر ایک نور ایسا جلوہ گر تھا کہ جو دیکھتا تھا  
 رعب میں آجاتھا اور چاندی سر کی بھت بلند تھی قیافہ دانوں کے نزدیک بھی علامت قوت  
 اور اک عالی کی تصنیفیں ان کی بہت ہیں اور ان کی نصیحتوں اور حکمتوں پر ختائیوں نے ہمیشہ عمل  
 کیا اور اسکو آئین ملک داری قرار دیا ہے چو کے خانوادے اکتیسویں پادشاہ کے عہد میں  
 حکیم منگ زمی پیدا ہوا اور تختانی حکما میں اسکا پایہ کنگ فوزی کے بعد بھی ہے اور تعلیم یافتہ  
 بھی اس حکیم کے پوتے کاسینگ زمی تھا اور اسکا بھی گھرانہ عظام تھا سے تھا اور طرز  
 سے امیر زادہ تھا اسکا باپ اسکے بچنے میں مر گیا لیکن مان نے تربیت چھی کروائی اور  
 طبیعت اسکی خود علوم کی طرف رجوع تھی تحصیل سے جلد فراغت ہوئی بعد اس کے حکیم  
 کنگ فوزی کے پوتے کامرید وہ ہوا اور چونکہ کنگ فوزی کی حکمت کا پیروہو اسلاطین  
 ختا کے درباروں میں گیا اور آپس کے جھگڑے سے اونھیں باز رکھنا چاہا لیکن نفسانیت  
 منع کیا کیونکہ کسی کا حوصلہ اتنا نہ تھا کہ حکمت پریل کرے اور حکیم کی قدر سمجھے جب سلاطین  
 میں سے کوئی اونکا شنوانہ ہوا حکیم نے قصد و فرقی کے توڑنے کا کیا جنہوں نے  
 بڑا رواج پایا تھا اور بھیہ دو فرقی حکیموں کے نکالے ہوئے تھے ایک کا مذہب بھیہ تھا  
 کہ آدمی کو بخیر خودی اور خود پرستی اور خود غرضی کے کچھ نہ چاہیے اور دوسرے کے مذہب میں  
 خلائق کی دوستی اور عالم نوازی تھی غرض بھیہ دونوں کا عقیدہ کنگ فوزی کے خلاف  
 قول کے تھا اس لیے کہ اپنے خویش و کنو کی خاطر حکیم نے مقدم ٹھہرا لی تھی اور بعد اونکے  
 انخیار کا حق سمجھا تھا سوا اسکے خود غرض آدمی کو کنگ فوزی نے انسانیت سے  
 خارج کیا اور ویسے آدمی کے حق میں فرمایا تھا کہ جس طرح اور جانورون کو خالی اپنے پیٹ

بھرنی کی فکر رہتی ہو اسی طرح سے خود غرض کو نقطہ اپنی بہتری دیکھائی دیتی ہو اور ایسے لوگ آدمی ہیں مگر انسان نہیں القرض نہیں و خلاف فرقون کے توڑنے میں سنگ زری نے اپنی اپنی صرف کی اور آخر شش اپنے استاد کی راہ کو بحال رکھا اور اسی وقت سے خانیوں کے درمیان کوئی چار سیر کر وہ جدا جدا ہوئے اور ہر کفو والے ایک طرف ہو گئے اور حال ان لوگوں کا بھی ہے کہ اگر کسی پر مصیبت پڑتی ہو تو مصیبت کے وقت اس کی برادری مدد کو آتی ہو اور اگر شجک و جل بلکہ سرکشوں کا سامنا ہوتا ہو جب ایک کفو والا دوسرے کفو والے سے بگڑتا ہو قصہ چور اسی برست تک حکیم سنگ زری جیا اور برابر پریشان اور مفلوک رہا لیکن جو نہیں اس کے مرنے کی خبر پھیلی بھی قدر ہوئی کہ ولایت کا مرتبہ اس کے واسطے کم سمجھا گیا اور عضون نے اس کی صورت کا بت بنا کے پوچھا شروع کیا اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر نعمت بعد زوال کا قول اس وقت میں بھی خلافت کی طبیعت کے ساتھ موضوع تھا

## چھٹا باب

چین کے گھرانے کے بیان میں

چوتھی آنک نے تحت تھا کو حاصل کر کے جس جس کو چو کے خاندان کا خیر خواہ سمجھا قتل کیا اور تاکہ لوگوں پر اس کا رعب غالب ہو وے اور دلوں میں ہمت سما وے ہزار ہا آدمی کو اسے سرواڑا اس کی سرچھی نے خلق کو اس سے ناراض کیا والا تمام قتانی سلاطین ان کو زبردستی اور شہنشاہ کہتے مگر خونخوار کا تابعدار خوشی سے کون ہوتا ہے اس لیے بزور شمشیر اکثر سلاطین سے اس نے خراج لیا غرض جو ہوس شہنشاہی کرنے اور بالکل پرختار ہونے کی دل میں تھی اسی میں رہ گئی اور بعد اس کی مرگ کے ہو و آن وانگ اس کا بیٹا جو بیٹھا تو پیغام اجل کا برس روئے اندر ہی اسے پونچھا اور چو وانگ سی آن وانگ اس کا بیٹا جس کا عرف نامی چن تھا چندے سند نشین رہا اور سلاطین تھا کے ساتھ جو لڑائی دادا کی بنا کی ہوئی تھی اس میں حتی المقدور کوشش کی اور دو چار کوشکست بھی دی لیکن مراد نہ ملی اور تمام کو سر کرنا اور شاد دنیا اور ان کے

باج لینا امی چن کے نصیب میں نہ تھا حالانکہ اولن سلاطین کی خود سری کے تمام ہونے کا ایام  
 قریب آچکا تھا امی چن کے بعد چنی وانگ بیٹے فغور ہوا اور اکثر خانی مورخوں کی روایت ہے کہ وہ  
 امی چن کے فطنے سے نہ تھا کیونکہ اوسکی مان جب ایک مرد سوداگر سے حاملہ ہو چکی تھی تب  
 اوس نے فغور کے ہاتھ اوس عورت کو بیچا تھا اور اوس شخص نے بیچہ حرکت اس امید سے کی  
 تاکہ تمنا دل کی پوری ہووے اور اپنی اولاد کو تخت پر دیکھے اگرچہ بیچہ امر بعید القیاس نہیں لیکن  
 شبہ اس نقل کی راستی پر اسی جہت سے ہوتا ہے کہ علما احتسابی ایک سانچے کے جو ذیل  
 میں مذکور اسکے نام پر ہزار ہا نصیب کرتے ہیں اور بیچہ فقرہ اوسکے حرام زادے ہونے کا  
 توہین کے قصد سے انہوں نے تیار کیا ہے غرض بیچہ تحقیق ہے کہ سوداگر نے فغور امی چن سے  
 بیچہ دوستی بڑائی اور اپنی لیاقت اس طرح اوسکے نزدیک ظاہر کی کہ امی چن نے محنت  
 وزیر اعظم کی اوسے دی خیر جب فغور نے انتقال کیا وہی لڑکا تیرہ برس کی عمر میں گدی پر چڑھ  
 بخش ہوا اور ایسے بھادر اور مدبر فغور گنتی کے دو تین ہی ہوئے ہیں اور ایسا ایسا کام اوسنے  
 کیا کہ نام اوسکا قیامت تک رہ جاوے گا بعد جلوس کے مان نے بد فعلی شروع کی اور محل ہرا  
 ایک نفرے سے پنس گئی جو خوب مشہور ہو کر محل میں داخل ہوا تھا اور اوسکی صورت منشت  
 پر بھی گمان بھی ہوتا تھا غرض بکڑا گیا اور اوسکی طرف کے دولہ کے جو اوسکی مان جنی تھی  
 سبکو فغور غیور نے قتل کیا اور مان کو محل سے نکال دیا جب بیچہ ماجرا وقوع میں آیا مملکت  
 میں اوسکا بڑا چرچا پھیلا اور فغور کی سنگدلی اور اپنی والدہ کے ساتھ برائی کرنی و رد زبان  
 خلافی ہوئی اور چونکہ ایام کنگ فوزی اور مینگ زئی کو توڑے دن گزر چکے تھے اور حکام  
 اونسکے والدین کی اطاعت کے باب میں تازہ تھے اسلیہ اونسکے حکما کے کئی شاگردان شاگرد  
 نے حضور میں درخواست کی اور والدہ کی ہائی چاہی لیکن فغور اوسے سنکر بڑے طیش میں  
 آیا اور فرمایا کہ آج سے اگر پھر اس امر میں ذکر مجھ سے کوئی کریگا قتل ہووے گا اور اوس روز  
 سے ننگی تلوار لیکر دربار کرتا تھا لیکن اسپر بھی ستائیں مریدان کنگ فوزی نے مل کر جو پھر

درخواست کی پادشاہ کی ایسی خشکی ہوئی کہ سہو کو مروا ڈالا اور غیرت دینے کے لیے لاشوں کو  
 ٹکڑے ٹکڑے کر کے قلعے کی فصیلوں پر لٹکوا دیا اس حرکت سے اگرچہ لوگ بہت آزرده ہوئے  
 لیکن رعب پادشاہ کا ایسا غالب ہوا کہ سب تمہرے آئے اور چپ رہے غرض والدین کی  
 اطاعت اور خدمت کی رسم شروع ہو چکی تھی اور اوسکی والدہ کی فاقہ کشی اور پریشانی اور غم و غور کی  
 سیرجی کا حال جب بیان میں آتا تھا تو خاص و عام کا کلیجہ منہ کو آتا تھا اور علما کا دل چاہتا تھا  
 کہ ایک ایک کر کے ہم سب جاوین اور اللہ کے غضب سے پادشاہ کو ڈراوین اس لیے  
 اگر پادشاہ ظالم فرج کرے تو اوستادوں کے احکام پر سے تصدق ہو جاوین لیکن جانکا  
 خوف اخیر میں سب پر غالب ہو جاتا تھا اور سب کی زبان پر چل پڑ جاتا تھا آخرش ایک  
 شخص فاضل اور جری نے غفور کا سامنا کیا اور کھا کہ میں مرنے اور کچھ عرض کرنے آیا ہوں  
 اور اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میری بات کو پھلے تو سن لے بعد اوسکے قتل کر اس سے زیادہ کامیاب  
 پیچہ جان شار نہیں ہے شاہ نے اس جرأت کی قدر کی اور پیچہ بات کھی کہ خیر جو کچھ جی میں ہے  
 کہنے لے تب اوس نے باواز بلند کھنا شروع کیا کہ جو آدمی بخوف موت رہتا اور اس طرح دل کا ٹہاڑ  
 کہ ہمیشہ جیے گا اور جو پادشاہ اس طرح سے سلطنت کرتا ہو کہ تخت اوسکا نہیں چین جاسکتا  
 پیچہ دو فون غایت پروردگار سے جلد محروم ہوتے ہیں اور ایک کی جان اور دوسری  
 حکومت آنا فائزین جاتی رہتی ہو اور تو نے ای پادشاہ سے بے ترس خدا اپنی مان کو ایسا ستایا  
 ہو اور اوسکے ساتھ یہ سلوک کیا ہو کہ جسکے سبب سے باری خلقت تمہیں لعنت پہنچتی ہو  
 وہ قصور وار تھی لیکن تیرے ہاتھوں سے تراپانے کی نراوار نہ تھی باپ تیرا اگر جیتا رہتا  
 تو اوسکا جو جی چاہتا سو کرتا مگر بیٹے کا مقدور نہیں کہ والدین کے گناہ اور قصیر کے باب میں  
 کچھ پر خاشش کرے یا زبان ہلاوے چہ جائیکہ پیچہ نرا سے سنگین دیوے اور سوا  
 اسکے تو نے اون خیر خواہوں کا خون ناحق کیا جنہوں نے تجھے غضب خدا سے ڈرایا اور نیک  
 کرداری کا رستہ بتلایا اور اونکی مردمی اور بزرگی کی بھی تو نے قدر کی کہ اونکی لاشوں کو

فصلوں پر لٹکایا اور چیل اور کوون کو کھلا دیا اور اب بھی جگو کچھ خیال اپنی آخرت کا نہیں آتا اور  
 اوسی طرح سے گمراہ ہو کر اپنی خرابی کی راہ پر اندھا ہوندا چلا جاتا ہے اور سچ کچھ تو مغفوری اور چو  
 ظلم اور بد اطواری کے کوپے میں مارے پڑے اور تہمین اور تہمین میں سیرجی کی جہت سے  
 کیا فرق ہے اور تہمین جگو یا دھڑ کہ جانیں اور سلطنتیں ان مردودوں کی دفعتاً آنا فائزین جا چکی ہیں  
 اسپر آنا غافل سمجھا ہے اور اگرچہ تو ایسا پادشاہ عالیجاہ و معالی پاکا ہے اور مرتبہ تیرا بہت بڑا ہے  
 اور تیرے غضب کا خوف سب کے دل میں پڑا ہے لیکن اسپر بھی اتنا سن لے اور گوشہ خاطر  
 میں جگہ دے کہ جب رعیت پہرتی ہے قسمت بگڑتی اور جاہ و شہرت مطلق کام نہیں آتی جواب  
 جس طرح اور نمک حلالوں کو تو نے مارا ہے میرے قتل کا بھی حکم دے یہ جرات اور خیر خواہی  
 شاہ کو پسند آئی تو اور اوسنے ہاتھ سے پھینک دی اور کھا کہ افسوس صد افسوس کہ غصے میں مینے  
 اون علما و نکو مارا اور تہمین خیال کیا کہ جس طرح سے دوا تلخ ہوتی ہے مگر فائدہ بخشی ہے اوسی طرح سے  
 کڑوی بات گوشہ کو ناگوار معلوم دیتی ہے مگر نقصان سے بچاتی ہے خیر جو ہو اسو ہو اب تم بھی  
 میرے ساتھ چلو اور دیکھو کہ تمہاری نیک صلاح سے کیا اثر پیدا ہوا پادشاہ نے اوس شخص کا  
 ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیا اور مان کے چھوڑے میں جا کر اوسے سجدہ کیا اور نہایت احترام کے  
 ساتھ محل میں لے آیا اور اوس فاضل کو شاہی محاسب کا عمدہ اور شیر آلہ کا خطاب دیا اور  
 ہمیشہ اوسکے ساتھ مثل بزرگ کے پیش آیا اور جو نہیں مغفوری نے اس طرح سے مان کی غرت کی  
 اور اوس عالم کی بات رکھی تمام مملکت میں شہرت پھیلے اور رعایا کو تسکین ہوئی کہ پادشاہ کی  
 طبیعت نیکی کی طرف پھری چاہے اعیان دولت سے ایک شخص بنام بنی زنی غیر ملکی تھا یعنی  
 وطن اوسکا ریاست مغفوری سے باہر دوسرے ایک سلطان کی حد میں واقع تھا جب فرمان اس  
 مضمون کا نکلا کہ جتنے غیر ملکی جو اس سرکار کی ریاست میں آئے ہیں سب اپنے اپنے وطن کو چلے  
 جاوین تب اس بنی زنی نے ایسی ایک عرضی حضور میں گزارنے اور ریاست میں اغیار کے  
 رہنے سے جو فائدے متصور تھے سب کو اس خوبی اور مضاحت کے ساتھ اوس نے بیان کئے



کہ فقہور نے اپنے حکم کو دوسرے ہی روز منسوخ کیا اور بنی زمری کو وزیر اعظم بنایا اور اسی کی صلاح سے پادشاہ نے تمام سلاطین کو سر کیا اور شہنشاہ حاصل حقیقت میں ہوا اسکے صورت اسطور سے ہوئی کہ پچھلے کئی برس تک فقہور نے اپنے اخراجات کو حد اعتدال پر رکھا ٹرائی بھڑائی سے وہ باز رہا اور خزانے کو خوب ہی معور کیا جب دولت ہمارا حاصل ہوئی فقہور نے زری پاشی شروع کی اور سلاطین میں زر کے وسیلے سے بگاڑ ڈالوایا اور جب ایک دوسرے کو کر قریب تنہا ہی کے پہنچا اور اسکا حریف بھی علی اندالقیاس ضعیف ہوا تب فقہور نے کوئی بھانہ کر کے دونوں سے یا ایک سے بگاڑ کیا اور آنا فائین او سکا ملک چین لیا اور اسی تدبیر سے تمام سلاطین کو اس نے بے تحت و باج کیا اور ساری مملکت خٹاکا مالک ہوا اور شہنشاہ اسی وقت سے کم لایا اور حالانکہ دولت و ملکیت خواہش سے زیادہ ہاتھ لائی تھی اور تبت بزرگ کی حد سے مشرقی سمندر تک اور ملک تاتار سے بحر خوب تک کی حکمرانی ہوئی لیکن آرام و عیش طلبی مطلق مزاج میں نہ سمائی باوجودیکہ مکانات عالیشان اس نے بہت بنائے اور بنیائیت تکلفات سے آراستہ کیا اور باغات میں بھی علی اندالقیاس سامان بی پایان عیش و نشاط کا مہیا کر دیا اس پر بھی قاعدہ تھا کہ چند آدمی کو لیے پوشیدہ جاتا تھا اور احوال وہاں کے حکام عدالت اور تحصیل اور محاصل زراعت کا خود دریافت کرتا تھا اور شوق اس کے دل میں یہ بھی تھا کہ مملکت خٹاکا سر نو بند و بست کرے اور قدیم فقہورون کے رویے پر نہ چلے اور اس ارادے سے جب دستورات قدیم سے اندک فرق کرتا تھا علما کا شور اٹھتا تھا کہ فلانی بات یا تو اور شن اور یو کے خلاف حکم کے ہے اور سکو کرنا امتناع ہے اور یہ روک ٹوک جب فقہور کو ناگوار گذری بنی زمری سے اس نے مشورت کی اور وزیر نے تمام کتب قدیم کو جمع کر کے آگ لگا دینے کی صلاح دی اور یہی بات وقوع میں آئی اس سبب سے تاریخ خٹاکے اکثر مقامات میں اغلاق واقع ہوا ہے اور بہت سے احوال کو مورخون نے فقط یاد سے لکھا ہے اور یہ حرکت خٹانی علما اور شعرا کو ایسی بری معلوم ہوئی کہ چچی وانگ ٹی اور شیطان میں انہوں نے فرق

نہیں کیا اور ولد الزنا ٹھہرانے کے علاوہ ابلیس تبسم کا لقب اوسکو دیا یہ حقیقت میں اونکی ہجو  
بے سبب نہیں تھی کیونکہ ایک تو کتب قدیم کے نقصان کرنے اور سب فاضلون کے گھر سے  
کتاب جبرائیل کو اسکے جلا دینے کی حرکت اوس نے کی ہی تھی علاوہ اسکے چارسی ساٹھ علما کو  
اسی قصور پر اوس نے جیتا گڑوا دیا کہ اپنے اپنے کتب خانیکو شاہ کے پیادوں کے حوالے  
اونہوں نے نہیں کیا تھا سوائے اسکے اون سے خوف فقور کو بچھ تھا کہ اگر زندہ رہیں گے  
تو حافظے سے اون کتابوں کو بچھ پھر لکھیں گے اور ہمو عاجز کریں گے غرض طیش میں اگرچی  
وانگٹ ٹی نے بچھ خون ناحق کیا اور بیرحم اور سنگدل اور خونخوار بجا کھلایا لیکن ان عیبوں کے  
ساتھ آتا تھا کہ خاتین اگر پانچ چار فقور ستوا تر اسی طرح کے ہوتے تو واللہ علم کیا کیا وہ کرتے  
اور کس کس ملک کو عمل میں نہ لاتے القصہ جب کشت و خون اور لڑائی بھڑائی سے فارغ ہوا تو  
انتظام ملک کا تردد کر چکا ہمیشہ جینے اور باقی رہنے کی ہوس اسکے دل میں اریس پیدا ہوئی اور  
اس خیال باطل کو خوشامدیوں نے ترقی دی آخر الامر خپنوجوان مرد اور عورتوں کو اوس مشرقی سمندر کی طرف  
روانہ کیا اس لیے کہ سن چکا تھا کہ اودھر کے خیر و ن میں ایک جزیرہ ایسا تھا کہ وہاں کے چشمے کا  
پانی جس نے پیامرگ اوسکے نزدیک نہیں آئی غرض وہ لوگ گئے اور پھر آئے اور اونجلیان  
بچھ تھا کہ مشرقی سمندر میں طوفان نے آگے بڑھنے ندیا لیکن ایک مردک کا جاز چونکہ طوفان  
بحر سے الگ ہو گیا تھا اوس نے چندے کے بعد ان کو بچھ فقرہ سنایا کہ منزل مقصود تک  
پہنچا تھا لیکن چشمہ اوس ایام میں جاری نہ تھا غرض اوسکے ہاتھ ایک کتاب آئی تھی جس میں  
بچھ بات اوس نے لکھی پانی کہ چین کا گھرانا اوس خاندان کے ہاتھ سے تباہ ہو گیا جس کا نام  
ہو کی لفظ سے شروع ہے اس واسیات بات کے اعتبار پر فقور نے فوراً جنگ کا سامان  
تیار کیا اور چونکہ ایک قوم تاتار کا نام ہوا انکو تو تھا اور پچھلے حروف ہوتے تھے دفعتاً اونکے  
ملک پر چڑھ گیا اور چونکہ اچانک جا پہنچا اور سب کو بے فکر پایا اس سبب سے اونکو ہمالیا  
والا اگر پیشتر سے خبر اونکو ملتی تو شاید شکست نہوتی بلکہ غالب ہو کہ وہ تاتار خونخوار سب فقور کو ہتھ

تنگ کرتے کیونکہ وہ بڑے جنگی اور صحرائے رہنے والے تھے اور لوٹ تاراج سے اونکی اوقات  
 اور سکھار پر اونکی گذران تھی اور ہر وقت گھوڑوں پر سوار ہاتھ میں تیر و کمان و تلوار لیے خوشوار بنے  
 رہتے تھے اگرچہ وہ بھی قوم ختا سے تھے چنانچہ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ شھزادہ چنگوئی خاندان  
 ہیا کے تباہ ہونے سے صحرائے آمار میں جا چھپا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ اوسے ہی ہیا یعنی یو کے  
 گھرانے کا وہ شھزادہ باپ سے روٹھ کر صحرائے چین آدھیوں کو لے چلا گیا تھا وہی خاندان لوگوں کا  
 تھا لیکن صحرائے آب و ہوا کی خاصیت اور فطرت کے نیچے بود و باش کرنے اور کچر گوشت  
 کھانے اور رات دن کمر بند ہی رہنے کی عادتوں نے اونکو ایسا مضبوط بنا یا تھا کہ شھزادی جیا یون  
 سے اور اون سے کچھ نسبت باقی نہ رہی اور اونکی گروہ ایک دوسری قوم ہو گئی اور یہی لوگ  
 کہ کسری اور سکندر بھی اونکی بھادری اور مضبوطی اور سپاہ گری کے قابل ہوئی اور اون سے  
 باج نہ لے سکے اور اسی قوم کے پھلوانوں سے رستم اور اسفندیار کا مقابلہ ہوا اور افراسیاب بھی  
 تاتا رہی تھا یہ لوگ تیر اندازی اور تلوار کے دہنی تھے اور اونکے گھوڑے بھی تھے اور ان سے  
 جب کسی سے بگڑتی تھی دشمنوں کو لاکھوں گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالتے تھے اور غنیمت  
 دفعہ ایسے جاڑتے تھے کہ اون لوگوں کو حربہ کرنے کی فرصت نہیں ملتی تھی گویا اجل سامنے  
 موجود ہو جاتی تھی اور اونکی رکاوٹ نہ دریا نہ جنگل نہ کوہستان کسی سے ممکن تھی حاصل کلام  
 آمار میں ہر شخص ایک شہسوار خوشنوار تھا اور ان لوگوں نے سبیکڑوں تختوں کو اوٹ  
 دیا اور جو سامنے پڑا خواہ دشمنی کی راہ سے خواہ لوٹ تاراج سے وہ بچ کے نہیں گیا اگرچہ  
 چونکہ انکا حال اسی جلد کے تیسرے دفتر میں طوالت کے ساتھ ہے یہاں پر اتنا ہی بیان کا  
 موقع تھا کہ نتیجہ غفلت کا معلوم ہووے کہ غافل رہنے سے ایسے تاتا خوشنوار بھی مارے  
 پڑے القصہ جی وانگ ٹی باوجود اس شکست دینے کے خوب جانتا تھا کہ یہ قوم موقع پاک  
 انتقام ضرور لے گی اور تا وقتیکہ بدلہ اور عوض محقول نہ ہووے اس شکست کی یاد ہمیشہ دل کو  
 صدمہ پہنچائیگی اس سبب سے اوس نے دیوار ختا کی بنا کی جسکا تمام احوال عاصی نے جلد اول

دوسرے دفتر کے چودہویں باب میں بیان کیا ہے: عجیب اتفاق اور قابل تحریر کے ہے اگرچہ بعید القیاس نہیں کہ بیچہ پادشاہ جو لڑائی کے میدان میں ہمیشہ دلیری اور مردمی کرتا تھا اور صف کے سرے پر غلیم پر پھلے تلوار کھینچتا تھا وہ جب مرنے لگا نہایت بدحواس ہوا بلکہ موت کا خوف باعث اس عارضے کا تھا جس میں مر گیا اور تاریخوں میں بیان اس امر کا بیچہ کسی ندیم نے ایک پتھر لیکر غفور کو دکھایا اور رکھا کہ لوگوں نے اس کو آسمان سے گرتے دیکھا فوراً بھی وہم پادشاہ کے دل میں سمایا کہ وقت میری مرگ کا قریب پہنچا اس خیال سے اس کی طبیعت ایسی کدڑ ہوئی کہ پھر اس کو کسی نے ہستے نہ دیکھا اور غم سے گھل گھل کر چند روز میں مر گیا۔ سینتیس برس اس نے سلطنت کی اور اس کے ایام انتقال مورخوں نے سنہ دوسو دس قبل حضرت عیسیٰ کے قرار دیا ہے اگرچہ بعض حرکتیں جو اس غفور نے غصے میں کیں خلاف عدل و رحم کے تھیں لیکن بڑے رتبے کا شخص تھا اور سواری دیوار خاکی ساخت کے اس نے تین سو کوس کی ایک سڑک بنوائی اور برابر تیر کی طرح بیچہ راہ نکلی ہو اور جو موانع سامنے آئے منہدم کیے گئے اور دونوں کنارے پر اس سرے سے اس سرے تک قطار درختان سایہ دار کی لگائی گئی سو اسے اس کے آٹھ لاکھ مزدور کے قریب ساخت مکانات اور آرائش باغات شاہی میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے اور سو اسے ارادہ زینت ملک کے بیچہ یا تین سب رعایا کی راحت اور غربا کی پرورش کی نظر سے کی جاتی تھیں کیونکہ خود مطلق عیش جو نہ تھا اور نہ غذائے پوشاک میں تکلف کرتا تھا اور نہ اون و ہیا کی خواہش رکھتا تھا جس کو عوام الناس عیش کہتے ہیں اگرچہ کنگا فوری نے غیر ملکیوں کے ساتھ رابطہ رکھنے اور ان سے خرید و فروخت کرنے میں منع کیا تھا لیکن اس پادشاہ نے ایسی امتناع کو محض بجا اور موجب اپنے ہی نقصان کا تصور کر کے باب تجارت کو کھول دیا اور اس کے عہد میں بنگالہ اور جزائر بحر مشرق میں خانی جامتے اور سوداگری کرتے تھے اور بیچہ بات کہی وقوع میں نہ آتی اگر پابند حکما کی نصیحت اور پند کا رہتا اور دروازہ

تجارت کو بموجب اوسکے حکم کے بند رکھتا پھر غور کی جاہی کہ مقتول علما کا خون انصاف کے  
 رو سے اونہیں کے سر ہی کیونکہ اگر اونیکی سزا نہ ہوتی تو شور و غوغا جو مغفور کے ستمزدہوں نے اور خلا  
 راسے قدیم فلاسفہ کے کرنے سے اونہوں نے شروع کیا تھا زیادہ رہنے اگر پاتا تو بادشاہ کا  
 یا تخت جاتا یا اوسکو باز رہنا ہوتا پس ایک امر میں اپنی قباحت اور دوسرے میں ملک کا نقصان  
 متصور تھا اسی لحاظ سے اوس نے ایسی سخت سزا دی کہ سب پرہیت چھا گئی اس پر کہی کہ دوسری  
 سخت سزا اگر ہوتی تو وہ بات موقوف ہو جاتی لیکن ظاہر ہے کہ علما راجا ایسے ایسے موقع  
 پر بہت بڑھوتے ہیں چنانچہ کئی نقلیں جو بیان ہوئیں اور اس کتاب میں درج ہیں اوسے بھی  
 بات ثابت ہو بائیمہ راقم کی بھی بھی راسے ہی کہ اگر اونی شخصوں کو ہلاک کر کے قید کر دیا جائے  
 وطن کی سزا دیتا تو بہتر ہوتا غرض غصے نے اندھا کر ڈالا تھا اور اگرچہ کسر غضب ہر حال میں جب  
 ہو لیکن اس امر کی فراموشی نہ چاہیے کہ طیش کے وقت ادنیٰ آدمی بخود ہو جاتی ہیں اور وہ تو  
 بادشاہ تھا بھر حال اوسکے عیب اور ہنر نظر انصاف سے اگر دیکھے جائیں گے تو بجز  
 اسکے دوسرے سخن زبان سے نہیں نکلے گا کہ مکتاے زمانہ تھا اور یادگار روزگار بیشک  
 چچی دانگ ٹی کے چھوٹے بیٹے ارشی وانگ ٹی کو وزیر اعظم لی زری نے تخت پر بٹھایا  
 بڑے بیٹے کو اس لیے محروم رکھا کہ خود باپ کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہووے غرض  
 یہ بھی نہایت بد نکلا سواے عیش کے دوسرا خیال ہی اوسکو نہ تھا اور اسی کے عہد میں  
 خواجہ سراؤں کا دور شروع ہوا اور یہاں تک اونی لوگوں نے اپنے پس میں اوسے کر لیا  
 کہ اوسکے باپ کے بڑے عزیز اور بھادر سپہ سالار منگ ٹین کو اسی مردک کے  
 روبرو اونی نابکاروں نے زہر کا پیالہ زبردستی سے پلایا اور وزیر باتدبیر لی زری کو  
 نکال دیا اور اپنے گرہ میں سے ایک ناکس کو اوسکے عہدے پر بجال کیا اور سوا  
 اسکے غریب پر ظلم شروع کیا غرض جب احوال اور اطوار مغفور کے ایسے ہونے لگے کہ خواجہ  
 سراؤں کا ہاتھ میں شل پٹے کے بن گیا تب رعیت اور فوج اور خاص و عام کی ناخوشی

دیکھ کر چو کا باج گزار سلطان بگڑا اور سامان جنگ کا کیا اور اپنے سپہ سالار لوپانگ کو فوج لیکر سیٹھا  
چون کہ یہ شخص لوپانگ آگے نام کرے گا اور ہان کے گھرانے کا پھلا فقور ہو ویکا اس سبب  
سے کچھ حال اسکا پھل سے بیان کیا جاسیے ۴ راوی لکھتا ہے کہ لوپانگ ایک رذرہ سرد  
شباب میں جب سبزہ آغاز نہیں تھا راہ میں چلا جاتا تھا کہ ایک شخص اجنبی اسے ملا جس نے  
اپنے گھر لے جا کر اسے اپنی بیٹی دی اور یہ بات کھی کہ تخت پر جب بیٹھو تو مجھے یاد رکھو کہ تمہارے  
قیانے سے میں نے تمہاری اوج کی خبر تمہیں پیشتر سے دی ہے وہ بات وہیں ختم ہو  
اور چند روز کے بعد لوپانگ سے اور چند بد کرداروں سے دوستی ہو گئی اور انکی صلاح ایک روز  
یہی ہوئی کہ لوٹے اور گھائے اسمین وہ بھی شریک ہوا اور چونکہ بھادر اور تلوار کا دستی  
تھا ڈاکو ون کا سر گر وہ ہو گیا اور چند وزمین بھی زور و شور اسنے پیدا کیا کہ ایک چوٹی سی  
فوج ساتھ ہوئی اور اطراف و جوانب میں دھوم مچ گئی اسی عرصے میں چی وانگ ٹی مر گیا اور  
اوسکے بیٹے نے تخت پر بیٹھ کر ظلم شروع کیا القصد جب چو کے سلطان نے قصد فقور پر  
چڑھائی کرنے کا کیا تب لوپانگ اپنی فوج لوٹیر ونگی لیکر آن ملا اور خطاب سپہ سالار کا پا کر گڑ  
بڑا جب دونوں فوجیں سامنے آئیں چانگ نانگ سپہ سالار فقور تمام فوج لیکر غنیم سے بھی  
سبھکر مل گیا کہ اگر فتح خاوند کی بھی ہوگی تو مرد و خواجہ سراؤں کے اختیار میں ہمارے جان  
رہے گی اس سے بہتر یہ ہے کہ بلائے عام کیجیے اور اپنے دوست منگ ٹین کے خون  
ناحق کا عوض لیجیے جب اس شخص نے بغاوت کی اور خبردار اخلافت میں نہی والی شہر نے  
فقور سے جا کر کہا کیون مردک اب نقشہ تو یہ ہے اب آپ سے اپنے کو فوج کر دے  
یا تمہاری تخفیف تصدیق کے لیے جلا دون کو بلاؤں تب فقور گر گڑا نے اور کہنے لگا کہ میری  
جان بخشی کرو اور کھانے کے لیے تھوڑی سی جا یاد دو مجھے سلطنت سے کچھ کام نہیں  
اوسکا جواب اوس میرنے دیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو ویکا اور تیرے خاندان نے بہت گھر و کو  
نیست و نابود کیا ہے اسکو مٹا ہی دینا واجب ہے اور سن مٹھون کے مرید تیرے خوب



وزیر نے تیرے قتل کا حکم دیا ہے یہ کھکر جلاوٹ جو پیچھے سب کٹے تھے اونکو اشارہ کیا لیکن جب تک وہ تلوار کھینچیں غفور نے کمر سے کٹار نکال کر اپنے پیٹ میں مارا اور والی شہر کے پاؤں کے قریب گریز جب یہ سانحہ ہوا اسی خواجہ سرا بے یوفانے امر کو جمع کیا اور رکھا چونکہ ہانسجار مر گیا ہے اب تخت اوسکے بیٹے زسی اینگ کو دیا چاہی غرض زسی اینگ بیٹھے کے ساتھ ہی اپنے چچا کے قاتل اوس بے خایہ اور بیدل کو مار ڈالا اور پچی بچائی فوج لیکر لوپانگ کے مقابلہ کو گیا لیکن کچھ نہوسکا آخرش بایوس اور بدحواس ہو کر اپنے گلے میں رستی ڈال کر بے چھکڑے پر سوار ہوا اور لوپانگ کے معسکر کی طرف گیا یہ حال دیکھتے ہی وہ بھاڑا اوس بیچارے کی تعظیم کر کے خیمہ میں لے آیا اور جب زسی اینگ نے تمام کنجیان خزانے کی اور تمام اثاثہ سلطنت کو لوپانگ کے حوالے کیا اوس سپہ سالار نے دارالخلافہ میں داخل ہو کر شہر کو لوٹا دیا لیکن کسی کا خون نہ کیا غرض جب سلطان چوکا دوسرا سپہ سالار پونچا اوس نے قتل عام کا حکم دیا اور زسی اینگ کو مار ڈالا اور اوسکے گھرانے کے ہر وار کو کھدوا کر لاشوں کو نکالا اور انہیں خاکستر کر دیا کے چار سو ہنپکوا دیا یہ سب حرکتیں لوگوں کو ناگوار ہوئیں اور لوپانگ پر ہاروں آفرین انہوں نے کیں انقصہ ہی وانگ سلطان غفور رہا اور لوپانگ کے حصہ میں ایک صوبہ آیا اور وہاں کی عملداری اس خوبی کے ساتھ اوس نے کی کہ جب غفور نے چار برس کے بعد تہا کیا تمام رعایا نے ملکر لوپانگ کو مسند نشین کیا اور وہی وانگ کے بیٹے کو محروم رکھا ۔

## ساتواں باب

ان کے گھرانے کے بیان میں ۔

جلوس کے بعد لوپانگ نے چاہا کہ ایام بد عملی اور ہل چل میں جو نقصان ملک کی عزت اور رعیت کو ظالموں اور باغیوں کے ہاتھ سے پونچا تھا اوسکا عوض عدالت اور شہر سے ہو جاوے تاکہ یاد اوس بدعت اور تباہی کی جو صفحہ دل پر خون کے حرفوں سے لکھی ہوئی تھی مٹ جاوے اس ارادے سے اوس نے بھت سے فرمان ایسے

جاری کیے کہ لوگوں کو تسکین ہوئی اور رعیت دعا دینے اور اسکی سلطنت کی مداومت چاہتے  
 لگی اس عرصے میں وہی قوم تاتار کی جسے چی وانگ ٹی نے شکست دی تھی غرض لینے کو ہو جو  
 ہوئی اور دونوں ملکوں کی سرحد پر جا کر حنائی موضعوں کو انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا اور  
 خود فقور کے ساتھ لڑنے کا سامان مہیا کیا جب شاہ نے سنا کہ اپنے ہی سپہ سالار جو ملک کی  
 سرحد پر تاتاریوں کی یورش کے مانع ہونے کے لئے متعین تھا انہک حرام ہو کر دشمنوں سے مل گیا  
 اور کئی قلعے جو سرحد پر واقع تھے انکے حوالہ کر دیے زیادہ تردد اور سکودا سنگیر حال ہو چونکہ خود  
 بھادر تھا فوج لیکر تاتاریوں کے مقابلہ کو گیا مگر تعجب سے دیکھا کہ وہ بے مقابلہ کیے پس پاپوے  
 اور جو جو فقور آگے بڑھا وہ پیچھے ہٹے اور ایک مقام پر شب کے وقت بالکل غائب ہو گئے  
 تب فقور نے سمجھا کہ وہ خوف زدہ ہو کے بھاگے لیکن صحرائیوں نے دھوکا دیا اور جو من شاہی  
 فوج کین گاہ پونہی دفعہ چار لاکھ سوار چاروں طرف سے ایسے پیدا ہوئے کہ گویا زمین سے  
 اور ایک آن کی آن میں مہیتی تاتاریوں کے مانجوعیے سردار نے فقور کو ایسا گھیر لیا کہ اگر ایک  
 قلعہ قریب نہ ہوتا تو فقور مجبور ہو کر بیست و پادونکے ہاتھوں میں پس جاتا غرض قلعے کو سات روز  
 تاتاریوں نے محاصرہ کیا آخر کار جب رہائی کی کوئی صورت نہ کمائی دی ایک عورت خوبصورت  
 فقور کی مہیجی ہوئی مانجوتا تار کے پاس صلح کا پیام لیکر گئی اور چونکہ خود وہ ایلچی بطور نذر کے آئی تھی  
 اور مہیتی کی خدمت میں رہی سردار تاتار نے فقور کو محاصرہ سے خلاص کیا اور اپنی حدیں چلا لیا  
 بعض روایت یہ ہے کہ مہیتی کی بی بی کے ذریعہ سے صلح ہوئی بھر حال خفت دونوں طرف  
 حاصل تھی اور فرق اتنے ہی کہ ایک میں زیادہ ایک میں کم ذلت تھی غرض یہ تحقیق ہے  
 کہ ایک عورت کے درمیان ہونے سے فقور کو مخلصی ملی بعد چند روز کے باوجود عہد و  
 پیمان کے مہیتی پھرا یا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا اور جب شاہ نے لشکر بھیجا  
 سپہ سالار دشمن سے مل گیا اور چونکہ ثابت ہوا کہ کئی سرداروں کی سازش تھی بغاوت کی  
 تمہمت پر بہون کی جان گئی اور عبرت کے لیے لاشیں شاہ راہ پر گر وادی گئیں کچھ دنوں

بلو اے عام کی بنا اس سبب سے ہوئی کہ بادشاہ اکثر قصور کے لیے مجرموں کو قتل کرتا تھا اور مجھے رعایا کو برا معلوم ہوا لیکن جو نہیں اس بغاوت کا سامان بندہ فغفور مطلع ہوا اور تیرہ مہینے قتل کر کے قصے کو بڑھنے ندیا اور بلوے کی وجہ دریافت میں جو آئی اوس روز سے قتل کرنے سے باز رہا اور مزاج کو اعتدال پر رکھا اور گنگ فوڑی کے مزار پر جا کر پرستش کی اور علم کا چرچا پھیلایا اور معقول قوانین کو رواج دیا القصد جو میں اوس نے نیکی پر کمر باندھی سترہ سال قبل حضرت عیسیٰ کے اجل موجود ہوئی اور تیرہ برس کی عمر اور اپنی جلوس کے بارہویں برس میں اس کی انتقال کیا اوسکا بڑا بیٹا ہوسی ٹی تخت پر بیٹھا باوجودیکہ اوسکی سوتیلی ماں نے اپنے بیٹے کو مسند دینے کے لیے بڑا بڑا زور کیا غرض جب ہوسی ٹی مضبوط ہو کر بیٹھا اوسکی ماں نے اپنی سوت سے ایسا انتقام لیا کہ معاذ اللہ اوسکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مختصر یہ کہ تمام دنیا کی ذلتیں اوس بیچارے کو دیکر اوسکے بیٹے کو زہر اوسکی آنکھوں کے سامنے پلایا اور بعد ازاں اوسکے ننگے پنڈے پر اوس نے ایسے کوڑے مروائے کہ بھوش ہو کر کئی بار گر پڑی اور جب معلوم ہوا کہ اوسکی ہلاکت قریب آئی مار موقوف ہوئی اور سر کے ایک ایک بال کو اس طرح نچوایا کہ کھال کھینچی گئی اوسکے بعد دونوں قبضے اور پانوں کو اوس قاهرہ نے کٹوا ڈالا اور اوسکو زہر دیا اور مظلوم کی لاش کو گھہ کے گڑھے میں پھینکوا دیا تعرض ہوسی ٹی ایسا فغفور ہوا کہ اگر اوسکی ماں چند وزیر نیک تدبیر کو مشورے میں رکھتی تو اوسکی سلطنت چھین جاتی اس لیے کہ سوائے رنڈی بازی کے نیکی کرنی اس مردک کو اتنی نہ تھی اور بخر لو قذرون کے دوسرے کی صحبت بھلی نہیں معلوم ہوتی تھی اور نتیجہ جوانی موت کا جو اس طرح کی بد اطواری کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اوسکو ملا اور چوبیس برس کی عمر میں دنیا دفع ہوا اور چونکہ لا ولد ہوا بادشاہ بیگم اوسکی ماں نے ایک غریب زادے کو اوسکا بیٹا بنوا کر کے تخت پر بٹھلایا اور چونکہ بہت ہی بچا تھا وہ خود قائم مقام بادشاہ ہوئی اور تمام سلطنت میں اپنے احکام جاری کرنے لگی جب آزما کے اوس نے دیکھا کہ رعیت کی رعیت کی رعیت

سب راضی ہو تب اپنی حکمرانی کو زیادہ ترقی اور عزت دینے کے لیے اوس بچے کو اوس نے  
 زہر دیا اور آپ مالک تخت ہو کر آٹھ برس تک سلطنت کی وہ ایسی خوشوار اور سنگدل تھی کہ اگر  
 آٹھویں برس اپنی اجل سے اکھتر برس کی عمر میں نہ مرنے تو اغلب تھا کہ کسی مظلوم کے ہاتھ سے  
 ماری جاتی یہ قضا مہربانی مدبر اور قمانہ تھی اور اوسکی عقل کی بھی ایک دلیل کافی ہے کہ اوسکے عہد میں  
 تاتار سب یورش نہ کر سکے لوپانگ کے اقرباؤں سے ایک شخص بنام وان ٹی سند پڑھیا  
 نیک فغورون میں اوسکی گنتی ہوتی ہے اس لیے کہ خیر خواہ ملک و رعیت تھا اور علم کا چرچا اور  
 پھیلا یا اور قدردان سخن ہوا اور اس میں شک نہیں کہ اگر اتنا نیک کردار اور خوش اطوار نہ ہوتا  
 تو اس گھرانے پر زوال آتا لیکن اسکی خوبیوں نے ہومی ٹی کی مان کی بدیوں کو مٹا دیا اوسکی  
 عہد میں تاتاریوں نے بار بار یورش کی اور فغور مجبور ہو کر ہمیشہ پیش قدمی تھے اوسکے سردار کو  
 بھیج کر راضی رکھا تھا اور اصل حقیقت میں یہ تھے مثل باج کے تھا کیونکہ اوسکے بیٹے میں  
 جب دیر ہوئی اوسوں نے فوراً یورش کی اوس فغور کا انتقال شدہ قبل حضرت عیسیٰ کے  
 ہوا اور اوس کے ایام میں خانیوں نے کاغذ کی ایجاد کی اور اسکے قبل علما اور شعرا کی  
 تصنیفیں بانس کی پھرائیوں اور پتوں پر لکھی جاتی تھیں وان ٹی کا قائم مقام کینگ ٹی  
 ہوا اور وہ بھی بہت نیک ذات تھا اور اوسکے بعد اونی نے تخت خا کو ایسا جلوہ بخشا  
 کہ سبحان اللہ اور یائو اور شن کی طرح نام و نشان پیدا کیا اور انھیں بزرگوں کا جو ضابطہ  
 تھا اپنا طریق معین کیا تمام مملکت کے علما اور شعرا اور اہل کمال پاسے تخت میں حاضر رہتے  
 تھے اور ہر امر میں صلاح دیتے تھے عادل اور رحیم تھا مگر تاتاریوں کی یورش سے  
 سخت عاجز بعض روایت سے کہ فغور لوپانگ جسکو کاؤٹی بھی کہتے ہیں اوس سے انجو  
 تاتاریوں نے ایک شہر اومی طلب کی اور اوس نے ایک خوبصورت کنسیر کو شاہی  
 خطاب دیکر تاتار کے پاس بھیج دیا غرض یہاں متحقق نہیں ہے لیکن یہ درست ہے کہ اوٹی  
 کے وقت میں انجو تاتاریوں نے ایک شہر اومی کے لیے پیغام بھیجا اور

فقہور کے خاندان سے توصل چاہا اور فقہور کو بخیر منظور کرنے کے چارہ نہ تھا کیونکہ تاتاریوں کا  
 اون دنوں ایسا زور و شور تھا کہ اگر ان کا کیا جاتا تو غضب برپا ہوتا اکثر دفعہ ایسا ہی ہوا ہے  
 کہ تاتار کے سرداروں نے فقہور کے گھر میں بیاہ کیا ہے اور اب بھی وہ بات گئی نہیں ہے  
 اور صد مائزین میں شاہی محل گئی پروردہ اون اوجیٹ سپاہ کشیف خوار کے خمیون میں  
 غم کر کے مر گئی ہیں اور فقہور کے یہاں کی ناز و نعمت کے عوض اون کو کچھ گوشت اور گھوڑا  
 دودہ ملا ہے انحضرت باوجود اس تنہا آبرو کے گوارہ کرنے اور اپنے عزیزوں کو اون  
 لوٹیروں کی گود میں سلانے کے فقہور کا سپر بھی چین نہ ملا اور بار بار اون لوگوں نے پوش کی  
 غرض ایک دفعہ سپہ سالار نے جو موقع پا کے کہیں گاہ میں اونہیں گھیر لیا تو تمام تاتار کو شکست کا بل  
 دی اور پندرہ ہزار کو اسیر کر کے پانچ ہزار اختلاف میں بھیجا لیکن بعد چند روزوں کے اونہوں نے  
 پھر زور کیا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا غرض فقہور نے اخیر کو ایسی تدبیر کی اور اون  
 ایسی شکست دی گویا کمر توڑ ڈالی کہ اسکے باعث سے ہوانگ نو تاتار کی قوم بھت دنوں  
 دبی اور بے بس رہی اس پادشاہ کی قدردانی کے باعث سے شعر و سخن کا بڑا چل چھلا اور  
 ارباب کمال کا مجمع ہوا لیکن سب سے زیادہ نام ابراہیم مورخ چین نے پیدا کیا لیکن کسی  
 وجہ سے پادشاہ ناراض ہوا اور ہاتھ کٹوا کر خارج الملک اسے کر دیا غرض تب بھی اس  
 شخص نے تالیف و تصنیف سے ہاتھ نہ اٹھایا یہ سنکر فقہور نے بہت عزت کے ساتھ پھر  
 بلوایا اور عمدہ جلیلہ سے سرفراز کیا اگرچہ پادشاہ بڑا عقلمند و فہیم تھا لیکن اسیر تبا کے  
 شیعہ میں آگیا اور آخر اس میں ہلاک ہوا چنانچہ اسکی نقل جلد اول کے دوسری فہرستہ  
 میں مندرج ہے شہ میں قبل حضرت عیسیٰ کے اکثر برس کی عمر میں چون برس کی سلطنت  
 کے بعد اس فقہور نے فوت کی اور اس کے عہد میں سنہ ایک سی چھپس میں قبل حضرت  
 عیسیٰ کے چانگ کی او سپہ سالار مارنھس کی طرف واسطہ دریافت حالات کے  
 روانہ کیا گیا تھا اور گیارہ برس کے بعد پھر کروہ آیا اور یہ بیان کیا کہ ہم صوبہ چین سے

گذر کے دشت قباچق اور خراسان میں گئے اور وہاں ایران کا حال پہنچا اور خراسان  
 میں ہند کی ولایت کی خبریں سنیں دیکھیں چنانچہ اون دو ملکوں میں رسم تجارت سے اعلان  
 اس شخص نے ہر مقام پر اپنے بادشاہ کا یہ حال بیان کیا کہ کئی ریاستوں سے سفیر فقور کے  
 دربار میں نذر لیکر آئے چاؤٹی بٹا اوٹی کا تخت پر بیٹھا اور حالانکہ باپ نے سبب اس کے  
 مشابہ ہونے اور تصویرون سے جو یاؤ کی تہیں قابل و سعیدی کے تجویز کیا تھا لیکن سیر کا  
 کچھ خیال نہ کر کے صرف قیام پر گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ چاؤٹی نے عیش و عشرت میں اوقات  
 کی اور اس کی اشد کاہلی سے جب انتظام ملک بگڑا دو قوم تار یون کی مشرق اور مغرب کی  
 طرف سے درپے غصب املاک سرحدی ہوئی اور اگر لشکر شاہی کی سرداری ایسے ہی جید  
 لوگوں کے ہاتھ میں نہ ہوتی تو غالب ہے کہ سلطنت چھن جاتی سنہ چوتھ میں قبل حضرت  
 عیسیٰ کے اس بد طبع بادشاہ کا انتقال ہوا اور چونکہ بٹا اوس کا بہت ہی چھوٹا تھا چاؤٹی کے  
 ایک بھائی نے مسند لی لیکن جب کاہل و بد کردار نکلا امرانے بے تخت و تاج کیا اور اسی  
 بچے کو بٹھا یا جو سن ٹی کے لقب سے مشہور ہے غرض وہ سنون کا کچا مگر عقل کا پکا تھا اوس  
 وزیر اعظم کو بلو کر کھا کہ ابھی لڑکا اور نا تجربہ کار ہوں اس لیے مناسب نہیں کہ بے تمہاری صلاح  
 زمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لوں اور جو چاہوں سو کروں اس لیے میری عین خوشی ہے کہ تم جو  
 انسب سمجھو بے تامل کرو ورنہ سلطنت میں فتنہ واقع ہوگا اور جب تخت چھن جائے گا میرا نام  
 تاریخوں میں اسی بدنامی سے مندرج ہوگا کہ فلا نے بد بخت نے اپنے باپ دادوں کی  
 بنی بنانی سلطنت کو بگاڑ دیا غرض تمہارے مشیر رہنے اور ہمارے صلاح دینے سے  
 یہ بات نہیں ہونے پائے گی بادشاہ نے وزیر اعظم کو اس قدر اختیار دیا لیکن وہ نیکو  
 نکلا اور اس کی جورو نے بادشاہ بیگم کو دروزہ کے وقت لڑکے سمیت ہلاک کیا لیکن فقیر  
 یہ راز نہ کھلا اور بادشاہ بیگم کے بعد مرنے کے اوسے چوڑیل کی بیٹی کو اوس مرحومہ کا تخت  
 ملا یہ عورت بھی اپنی مان کی طرح بد کردار نکلی اور چونکہ اوس کی سوت کا لڑکا و سعید ہوا تھا اوس



بچے کو زہر دینے کا قصد کیا اور یہی ارادہ جب فسق ہوا تب خود فقور کو فوج کرنے اور تخت  
 چین کر اپنے کسی خویش کو بٹھانے پر موجود ہوئی اور کئی بد معاش اور بد بھاد لوگ جنہیں فقور نے  
 بد اطواریوں کے سبب سے سزا دی تھی انکو مشورے میں لائی اتفاقہ شوہر کشی اور تخت  
 رستانی کی صورت اس بد عورت نے یہی ٹھہرائی کہ سب اہلکار اور عمدہ دار عالی وقار کی  
 ایک شب کو دعوت کی جاوے اور جب شراب کا چرچا پھیلے اور کچھ غفلت ہووے  
 چند آدمی اندر جا کر فقور کے ایک چاکر کو زندہ پھوڑیں اور چند قاتل دولت سرا میں داخل ہو  
 اور بادشاہ کو مار ڈالیں لیکن اس بندش کا نتیجہ چاہ کن راجہ دریش ہوا اور روز مہمودہ کی بات  
 کھل گئی اور مشہور ہونے کے سات ہی مفسدون نے خود کشی کی اور فقور نے بادشاہ و بیگم کو  
 طلاق دیکر باندیوں میں داخل کر دیا اور یہی سزا ویسی عورت کے لیے قتل سے زیادہ ہے  
 ایک مورخ کہتا ہے کہ بادشاہ کی بیٹی نے یہ فکر کی تھی مگر یہ بات محض بعید الیقاس ہے +  
 جب تاتاریوں نے کئی دفعہ تواتر یورش کر کے دیکھا کہ تسخیر حاکم لا ممکن تھی انکے سرداروں نے  
 فقور کی تابعداری قبول کی اور اسکی بڑی خوشی دار الخلافت میں ہوئی اس لیے کہ مدت مدید سے  
 وہ سب برابر ستاتے رہے اور لوگوں کے ناکہ بین دم لائے تھے جب ان سے خاطر جمع ہوئی  
 فقور نے قدر دانی علم کی طرف طبیعت لگائی اور علما اور شعرا نے اس کے عہد میں فراغت سے  
 اوقات بسر کی اور انہیں لوگوں نے اسکی منزلت کو فلک الافلاک پر قرار دیا ہے اور یہی  
 شیوہ انسان ہے کہ جو کماے گا سو گن گائے گا اغلب ہے کہ اسی بادشاہ کے عہد میں روم  
 قدیم اور حاکم سلطنت مملوٹ السرحہ اسطر سے ہو گئی تھیں کہ ایک قوم تاتار نے دونوں کو ستانا  
 شروع کیا اور روم کی فوج نے مغرب کی طرف سے اونپر چڑھائی کی اور خاقانی سپہ سالار شرق  
 سے گیا حالانکہ سمندر کے پار خوف سے نہوا لیکن چونکہ دونوں ملکوں کی فوجیں دشمن کو فتح  
 کرتی ہوئی قریب پہنچی تھیں اس امر کو یاد رکھنا چاہیے کہ سترہ سو سال قبل حضرت عیسیٰ کے اس فقور  
 نیک شعور کا انتقال ہوا اور اسکا بیٹا نیک بھاد لیکن دل اور ذہن کا ضعیف قائم تھا

ہوا اور ہمیشہ عورتوں کا تابعدار رہا لیکن ارباب علم کا قدردان تھا اور موافق کنگ فوری کے قول کے ہر شخص کو حسب لیاقت خدمت دیتا تھا تا ریون نے نفخہ کو ایک شخص محبوب سمجھ کر کچھ بدستور فوری پر پاکیا لیکن بخر لوٹ و تاراج کے زیادہ کچھ ہونہ سکا سولہ برس تخت پر بیٹھ کر نفخہ دنیا سے اٹھ گیا اور اوسکا بیٹا چنگ ٹی قائم مقام ہوا اور عیاش و کاہل نکلا مگر نصیبے ورتھا کہ اوسکے اچھے وزیر اور مضبوط سپہ سالار تھے چنانچہ اوسکی کاہلی اور ناکسی مشہور ہونے سے سمرقند کے بادشاہ ختائی علی کو مار ڈالا غرض نفخہ کی فوج فوراً گئی اور اوسکو مار کے تخت پر دوسرے ایک شخص کو بٹھلا کے آئی لیکن خود بدولت کی ناکسی کی بھی ایک نقل ہے کہ ایک روز محل کے اندر گاڈی پر سیر کرتا تھا کہ اوسکی ایک حرم بنام پان سی ملی جب بادشاہ نے کہا آؤ بی بی گاڑی پر بیٹھو اوس عورت نیک سیرت نے جواب دیا کہ جن غفوروں نے نام اپنا خویون میں نکالا ہے اوسکی تصویریں جو لونڈی دیکھتی ہے تو گرد تخت کے علما کا مجمع پاتی ہے اور بیٹھا اور شاہک اور چو کے گھرانے والے جو برے نکلے اوسکی تصویروں کے چاروں طرف رنڈیوں کی صورتیں نظر آتی ہیں کہ بیٹھی ہیں اس سبب سے لونڈی کا جی نہیں چاہتا کہ حضور کے ساتھ سوار ہو وے اور بیٹھ بات تمام مشہور ہو وے کہ ختا سے ملک کا بادشاہ علما کو ساتھ نہ رکھ کے رنڈیوں کو لیے لیے پھرتا ہے دوسرا شخص ہوتا تو اوس عورت محمود صفت کی نصیحت سکے اپنی عادت بدلتا لیکن یہ کم عقل تعریف اوسکے شعور کی کرتا ہوا دوسری عورت کو لے کے باغ میں چلا گیا اور آج اسپر کل اوسپر عاشق ہوتا رہا اور انتظام سلطنت میں غفلت کرتا رہا آخر شش بے اولاد مر گیا اور اوسکا بیٹھا بیٹھا اگر زیادہ جیتا تو بیشک و شبہ بعض امرا جو قوی اور گستاخ ہوئے تھے اور اپنی اپنی ریاستوں میں بیٹھے نفخہ کو ناخیر جاتے گئے تھے اوسکو یہ قرار واقعی توڑتا اور زیر کرتا لیکن آٹھ ہی برس میں اس جہان فانی سے اوسکا دانہ پانی اٹھ گیا اور اوسنے اتقال اوسی سنہ میں کیا جس میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اس بادشاہ کے بعد پین ٹی کا ایک پوتہ پوگ رٹی نو برس تک سند پر بیٹھا اور امیر عظیم الشان نام و آن و آن بیٹھا نفخہ رین ٹی کی بادشاہ بیگم کا وزیر عظم ہوا غرض اس امر کا

دانت خود تخت پر تھا اور اسے حاصل کرنے کی فکر اور تدبیر برپا چلی جاتی تھی چنانچہ رعایا اور علما اور شعرا اور امرا کو اپنے خلق اور داد و دہش سے تابعدار بنا رکھا تھا اور سرکار کا کوئی چھوٹا یا بڑا عمدہ دار خواہ خوار خواہ عالی و قار ایسا نہ تھا جو اسکی بخشش اور کرم سے مطیع اور ممنون احسان و سکانہ بنا تھا اور ایک بات ایسی مقولہ اور سکو سوچھ گئی کہ صغیر و کبیر سب کے نہایت پسند آئی وہ یہ تھی کہ حکیم لنگ فوزی کی آل کو اس نے امیر و نئے زمرے میں اُلیا کیا اور اس خاندان کے رتبہ امارت کو موروثی قرار دیا آج تک وہ قانون جاری ہے اور تاتاریوں نے بھی اسے بحال رکھا ہے کہ نہایت مطبوع خاص و عام کے ہوا اور اسکا نسخہ کرنا خوب قباحت کا نظر آیا القصہ خلق اور ظاہر و مخفی و تنی اور سادہ و مزاجی اور ایام قحط و تنگی میں رعیت پر دہی ایسی اس نے شروع کی کہ فقط خطاب شاہی اور تاج و تخت نفور کا اسے نہ تھا لیکن اور طرح سے خود نفور کی حقیقت اس کے سامنے مثل شطرنج کے بادشاہ کے تھی جب منزل مقصود کی اتنی راہ ملے ہوئی اس نے نفور کو زہر دیا اور خود اتار دیا اور غمزدہ اپنے کو بنایا کہ کیوں مطلق شہ او سکی خاوند کشتی پر بھوجا جب چودہ برس کی عمر بادشاہ زادہ و سعید کی ہوئی تب اسی سن میں وَاَن وَاَن نے اسے مارنا مناسب جانا ورنہ دو ایک برس میں اولاد کی امید ہوتی اور وزیر کی ساری ریاضت اور تدبیر ضائع جاتی مگر بھیہ نکو امی ایسے وقت پر ہوئی کہ وَاَن وَاَن کی غرض نکل آئی کیونکہ سابق نفور سن ٹی کا لڑکا دو برس کا برامی نام تخت پر بیٹھا اور نائب سلطنت وہی پھر ہوا لیکن بعض بعض امیروں کو جو اسکا اوج ناگوار معلوم ہوا انہوں نے اپنے لوگوں کی قوت سے بلوے کا علم اٹھایا غرض تارہ وزیر اعظم کے بخت کا ہر ساعت ترقی پر تھا کسی سے کچھ نہو سکا اور وزیر نے جب دیکھا کہ راز فاش ہوا اس نے دشمنوں کو شکست دیکر اس لڑکے کو کان پکڑ کے تخت سے اتار دیا اور آپ جا بیٹھا اور وقت ایسا اتفاق ہوا کہ تاتاریوں سے ایک طرف بگڑی اور تاتاریوں کے گھرانے والوں سے دوسری طرف تو چل ہی چکی تھی لیکن وَاَن وَاَن ایسا مدبر اور زمان اور صاحب جگر اور دماغ تھا کہ

بہت دن دونوں طرف کی چوٹوں کا جواب اکیلا دیتا رہا اور چودہ برس کی ریاست میں اوس نے  
 کوریا اور مشرقی سمندر کے اطراف کی قوموں کو سر کیا آخر کار ٹوشنگٹ اور ٹوشو خاندان مان  
 کے اقربا ایسے زبردست ٹھہرے کہ وان وان کی فوج پر ظفریاب ہوئے اور اوس لڑائی میں  
 صف اول کے سرے پر وان وان حادثہ جنگ میں بھادر ورن کے بچھونے پر خواب واپس  
 میں گیا اوسکی لاش کو جس نے جس طرح چاہا کاٹا اور پاؤں تلے روندنا سپاہیوں نے  
 ٹی ہوان کو تخت پر بٹھایا اور فقط دو برس تک وہ جیامیہ قلیل عرصہ اسکو میدان ہی میں گڈا  
 اسلئے کہ تاتاریوں نے برابر ستایا اور گھڑی بھر دم نہ لینے دیا اس شخص کے بعد شمسچی  
 میں ٹوشو جسکو گوانگ اووٹی بھی کہتے ہیں مسند نشین ہوا اور جلوس فرمانے کے ساتھ ہی فرما  
 معافی عام تمام ملک میں بھیجا اور سبکو تسلی دی اس حرکت سے نیکنام ہوا اور دشمنوں کو بھی اس  
 ترکیب سے دوست بنایا اور بھی سب باعث اسکے ہوئے کہ تاتاریوں کو بار بار اوس نے  
 زک دیا کیونکہ جب گھر میں امن وامان ہوتا ہے تب بغیار کی دشمنی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے  
 لیکن آپس کی ہوٹ تباہی کی نشانی ہے ملک ماحین کے بادشاہ سے برابر لڑائی رہی اور غور کو  
 فتح اکثر ہوئی اور فوج حنائی کام روپ تک گئی بدبختیں برس سلطنت کر کے یہ بادشاہ ملک عدم  
 کا راہی ہوا لیکن قوت طبیعت و عقول ذہنی اور مدبری اور رحم و کرم کے سبب سے ایسا نام چھوڑ  
 گیا کہ اہل خیر کی یاد سے فراموش نہیں ہوئے گا اس بادشاہ نے دار السلطنت کو تبدیل کر کے  
 صوبہ ہونان میں شہر ہونان کو پایہ تخت مقرر کیا اور خانوادہ مان گویا از سر نو مالک تخت  
 ہوا ان کا طون سے یہ بادشاہ اور اوس کے بعد جتنے اس گھر کے ہوئے حنائی تاتاریوں میں  
 مشرقی مان کہلاتے ہیں ہوا سکاٹیا سنگ ٹی باپ کی طرح ہوا بلکہ سوت نکلا اور فضل  
 زبردست تھا اوسکی بیاتابی بی باچی ایسی نیک نخت اور عاقلہ تھی کہ ایسی جو روین جہان میں  
 کم ملتی ہیں اور نیکی اور مدبری میں اس قدر شہرہ و غور کا پھیلا اسی کے سبب سے ہوا اسی  
 بادشاہ کے عہد میں بودہ مذہب حنائی میں رائج ہوا جیسا کہ اس تاریخ کی جلد اول

میں راقم نے بیان کیا ہے اور ایک برس قبل اس کے مرگ کے حوالے فوجین ختن  
 اور بخارا میں گئیں اور تاتار پر فتح یاب ہو کر کاشغر میں باعث امن ہوئیں چنانکہ انی قائم مقام ہو گیا  
 انی کاشغر میں تخت نشین ہوا اور اپنی ماں باپ کا کھانا سن کے اپنے ماموں کو ناظم بنایا  
 اور ایک ایک ملک سب کے حوالے کیا غرض جو اسکی ماں نے سوچا تھا وہی پیش آیا اور ان  
 لوگوں نے سلطنت میں رخنہ ڈالا اور فقور کو خوب ستایا ستم میں اسکا انتقال بیس برس کی  
 عمر میں تیرہ برس کی ریاست کے بعد ہوا اور دشت قبچاق کے تاتاریوں پر اسکی فوج شہ  
 میں ظفر یاب ہوئی چہ ہوئی اسکا بیٹا ستم میں مسند پر آیا اور اسکی دادی کے ایک ساتھی  
 مسمی ٹوہین نے اہل تاتار کو ایسی شکست دی کہ وہ اپنے ملک سے بھی خائف ہو کر بھاگ گئے  
 غرض جب فقور نے ٹوہین کو میر بخشی بنایا اسکو بڑا غرور ہو گیا اور اپنے خردون کے ساتھ  
 سخت بیری اور امر اسے کتبہ اور خود فقور سے لاف زنی شروع کی اور اسکی سزا ماتھون کا  
 ملی بلکہ اکثر اقر با خارج البلاد اس کے ساتھ کیے گئے چہ ہوئی نے بعض خوجون کو بڑی بڑی  
 خدمتیں دیں اور قباحت عظیم کی بنا ڈالی اور اسکی نظیرین آگے چلے ملاحظہ میں آویں گی اور  
 حکماء روزگار کے قول کو ثابت کرینگے کہ یہ لوگ نیک کم ہوتے ہیں اور اکثر بد نکلتے ہیں اور یہ  
 بھی ایک کلف دیکھنے میں آیا ہے کہ جب نیکی پر کمر باندھتے ہیں تو فرشتے ہو جاتے ہیں اور  
 بھاوری میں رستم کا مقابلہ کرتے ہیں لیکن جب بُرے ہوتے ہیں تو معلم الملکوت کے  
 معلم بن جاتے ہیں اور چونکہ ہر شخص کی ترکیب خلقت اجزائے قوت ملکی اور بھیمی اور سبعی سے  
 مخلوط ہے اور بدی اور نیکی میں وہی لوگ مشہور ہوئے ہیں خبیطیت میں تو اسے شہ گانہ سے  
 جو قوت کہ غالب ہوتی ہے اثر اپنا ظاہر کرتی ہے اس سبب سے راقم کا قیاس ہے کہ نیکی کی گونج  
 جب کٹ جاتی ہے تو سوائے بدی کے کچھ نہیں سوچھتی اور اگر خیر ہوئی کہ شیطنیت کی رگ صاف  
 ہو گئی پھر انکی شرافت نفس کا کیا کھانا چہ اس عہد میں ایک عورت تھی تمام صنعتوں میں موصوف  
 اور ایسی لائق اور فائق کہ جب اسکا بھائی پان کو فاضل اور مورخ مقید ہوا اور رنج سے

زندان میں مر گیا تو اس نے بھائی کی تمام تصنیفوں کو جمع کر کے اور جس تاریخ لکھنے میں دم مر گیا  
 مشغول تھا اور تمام چھوڑ گیا تھا باقی کو لکھنے کے کتب خانہ شاہی میں داخل کیا اس حرکت سے  
 فقہورامیسا خوش ہوا کہ اسے بادشاہ سلیم کی تعلیم کے لیے محل میں بلوایا اور آقا کا عمدہ دیا اور  
 اپنی شاگردی کو پان ہوئی نے خوب تربیت کیا اور ایک کتاب مستورات کے لیے نصیحت  
 کی ایسی اس نے تصنیف کی کہ حنائیوں کے نزدیک اس کی عبارت اور نصیحت کی برابری  
 کیسی کوئی تالیف یا تصنیف کم کرتی ہے گویا خدا کی زیب النساء سلیم وہی عورت تھی اور ایسی  
 کوئی آج تک نہیں ہوئی یہ اسی عہد میں حنائی فوج روم قدیم کی سلطنت پر یورش کرنے کے  
 قصد سے بھی گئی تھی لیکن سمندر کا سپین کے کنارے سے موج کے خوف اور جہاز کی کمی  
 اور سبکی کے باعث سے پھر گئی والا جنگ بیشک ہوتی ہے فقہورامیسا جب مرا او سکا بیٹا چام  
 فی نہایت کم سنی میں تخت نشین ہوا لیکن پان ہوئی کی شاگرداوسکی مان نائب سلطنت ہوئی  
 اور ہر امر میں صلاح عاقلوں اور فاضلوں سے لیتی تھی اور تمام مملکت میں اس کی حکمرانی  
 سے خوشی دن بدن پھیلی اتنے میں خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ایام بارش باران رحمت کثرت  
 بارش سے رحمت خلافت ہو گیا اور سیلاب سے تمام زراعت کا نقصان ہوا اچھہ دیکھ کر والد  
 سلیم نے حکم دیا کہ تمام امرا لباس غم اختیار کریں اور اپنے اعمال کو دیکھیں اور مردم آزاری سے  
 باز رہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور کفارہ دیویں اور دعا مانگیں کہ خداوند کریم و رحیم  
 اپنا غضب نازل کرنے اور انتقام اپنے بندوں سے نہ لے اور والد سلیم نے خود ٹاٹ کی  
 پوشاک اختیار کی اور سر پر خاک اوڑھنے اور سنیہ زنی کرنے اور اپنی گناہوں کی سزا سے  
 نجات چاہنے لگی غرض اس کا ساز بے نیاز نے خود فقہورامیسا کو اس وقت دنیا سے رخصت  
 کرنا بعد برس ہی روز کی مسند نشینی کے انسب سمجھا اس واقعہ جانکاہ و حادثہ غم افزا سے والد سلیم کو  
 غم و اہم دہ گونہ زیادہ ہوا لیکن وہ اس قماش کی عورت نہ تھی کہ ایک بیٹے کے مرجانے سے  
 ہوش باختہ و بدحواس ہوتی اس لیے کہ وہ رعایا کو مثل لڑکے با لے کے جانتی تھی اور



اذکی بھری کا خیال کرنا مقدم سمجھتی تھی اس سب سے اپنے بھتیجے کانٹی کو چودہ برس کے سن  
 میں اس نے تخت دیا لیکن زمام حکومت اپنے ہاتھ میں اور بھی بارہ برس رکھی اس لیے کہ بادشاہ  
 عیش و عشرت میں اوقات ضائع کرتا تھا اور یکم نے دیکھا کہ اگر مجھ خود مختار ہووے گا تو مالک کو  
 تباہ کرے گا غرض یکم کے انتقال کو چار برس باقی رہے نفور نے اختیار مملکت اپنی پہنچی سے  
 چھین لیا اور اسکے بھال کے ہوئے سب وزیرون کو جواب دیا مگر چھ برس کے چھپے آپ ہی مر گیا  
 اور اسکا بیٹا سن ٹی بارہ برس کی عمر میں سنہ ایک سے چھتیس سی سی میں مالک مسند ہوا وہ  
 نیک صفات تھا لیکن خوجون کی صلاح و مشورے سے چند حرکتیں نازیبا کیں اور ان لوگوں  
 کو ایسی ایسی خدمتیں دیں کہ بدظنیت تو وہ تھے اور بھی قوی ہوئے اور بدستور پوچ حرکتیں کرنے  
 لگے غرض نفور کی ذات ایسی برکات تھی اور ترکیب خلقت میں اسکی اجازت کی اس قدر مرکب تھی کہ  
 باوجود خوجون کی بدبھادی کے اپنی طبیعت کی خواہش سے کسی فعل بد کا ترک نہیں ہوتا تھا  
 انھیں جھتوں سے ملک پر زوال نہ آیا ورنہ بلا ضرور ہوتا ۱۳۳۳ مسیحی میں اس بادشاہ کا  
 انتقال ہوا اور اسکا بیٹا دو برس کا بچا برس روز تک نفور کھلا یا جب مر گیا امرائے ایک نو برس  
 کے شہزادے مسیحی چینی کو تخت پر بٹھلایا وہ اگر زیادہ جیتا تو مرد مقول ہوتا کیونکہ جسروز اسنے  
 جلوس کیا وزیرون اور تمام اعیان دولت کو فرمانے لگا کہ تم لوگ اپنے بیٹوں کو مکتب خانے  
 میں کیوں نہیں بھیجتے اور کیوں لاڈ و پیار میں انھیں خراب کرتے ہو اور تمھیں کیا معلوم نہیں  
 کہ مردوں کی راحت روح علم ہے اور جھل خاص و عام کے ناپسند ہے اور بے علم آدمی میں  
 انسانیت نہیں آتی اور مثل بھایم کے ناگھی بھری رہتی اور مرد بے علم اور حیوان مطلق میں  
 فقط فطرت کا فرق ہے کہ اسکو طاقت گفتار ہے اور مجھے اس قوت سے محروم ہے مجھ  
 سنکر اکثر امرا جن پر مجھ تعین تھا سر جکا کر کھڑے رہے اور دربار سے رخصت ہوتے ہی شاہی  
 مدرسے میں اپنے اپنے لڑکوں کو بھیجا اس بات کی شہرت ہونے سے مینے بھر میں ہزار  
 طلبہ سے زیادہ جمع ہوئے ایک روز نفور مدرسے میں طلبہ کو دیکھنے گیا اور اتفاق سے

فقورشن ٹی جسکے بیٹے کے بعد بیٹھتے پڑھتا تھا اور اسکی بیاتہابی بی کا بھائی لی انگ ٹی  
 راہ میں ملا او سے دیکھتے ہی فقور نے ہنسی سے اسکی طرف اشارہ کر کے کھایا رو دیکھو کیا بھا  
 اور جلیل القدر سردار خاوند کا جان نثار کھڑا ہے بیٹھ فقرہ اس شخص کے دل میں گڑ گیا کیونکہ وہ  
 بودے پنے کی ایک ادہ حرکت کر چکا تھا اوسے روز اپنی بھن سے سار شس کر کے بادشاہ کو  
 ایسا زہر ہلاہل کھانے میں اوس نے دیا کہ فوراً بچا رہ مر گیا جب اس فقور پر شعور کا قصہ یوں  
 تمام ہوا لی انگ ٹی اور اسکی بھن نے ایک شہزادہ دستگرفتہ کو تخت دیا لیکن دوسرے شخص کی  
 حقیقت کے پانے میں ایسا بلوا ہوا کہ قریب تھا کہ او وان ٹی جسے لی انگ ٹی اور یکم نے بھلایا  
 تھا بے تخت و تاج کیا جاوے غرض وہ قہقہہ قبل وقت معمود کے افشا ہو گیا اور مفسدون کی  
 جان گئی اور انکی لاشوں کی عجب خرابی ہوئی اسی بل چل میں ایک ماجر قابل بیان کے  
 واقع ہوا جسکے ملاحظے سے دریافت ہو گا کہ حقایق کتنی قدر اوستاد کی شاگرد سب کرتے  
 ہیں اور روپے اور پیسے کی کیا حقیقت جان دینے کو موجود ہوتے ہیں حکیم کو کو عالم زبرد  
 تھا اور جب وہی بلوا ہوا گو مفسدون نے جھوٹ سم لگا دیا کہ وہ بھی مفسدون کے زمرے میں  
 تھا اسی تہمت پر لی انگ ٹی نے اسکو بھی اور ون کے ساتھ قتل کیا اور اسکی لاش کو سڑک پر  
 پھنکوا دیا بیٹھ ماجر اے شکر ف ہونے کے ساتھ ہی حکیم مقتول کے ایک شاگرد نے کیا کام کیا  
 کہ ایک ہاتھ میں تبر اور دوسرے میں عرضی لیکر حضور میں گیا اور آداب بجالا کر کھٹے لگا کر اگر  
 فدوی کی درخواست منظور ہونے میں نثار جان کرنے کی ضرورت ہو تو میں آکر قتل لیکر حاضر  
 ہوا ہوں غرض جس طرح ہو میرے اوستاد کو دفن کرنے کی اجازت ملے لیکن جب لی انگ ٹی  
 نے اسے محروم پھیر دیا تو حکیم کے سب تلامیذ جمع ہوئے اور لاش کی نقل میں بیٹھ کر بارہ ٹکڑ  
 ایسے روئے پیسے کہ آخر شس لی انگ ٹی کی بھن بادشاہ یکم کو ترس آیا اور لاش کے دفن  
 ہونے کا حکم بھائی کے ہاتھ پانوں پکڑ کے دلوا یا القصد جب اجازت ملی اون لوگوں نے  
 اپنی اپنی نصف جا پیدا بچ کر اس دہوم دہام سے تھمیر و تکفین کی کہ تمام مملکت میں شہرت پھیل گئی

راقم نے پھل اسلئے لکھی کہ اس زمانے کے اکثر نژاد میڈجوا استادش کی گہری اور مارنے کو بخود  
 ہوتے ہیں اور کوثر زندگی حاصل ہو دے کہ وہ کیسے تھے اور پھر کیسے ہیں اور حق سے کہ  
 جسے استاد کا برا چاہا مردود ہوا اسلئے کہ باپ کا دشمن مردود سے تو استاد کا اوس  
 انفرود سے کیونکہ باپ نے مطابق دستور حیوان کے صرف جان دی اور نوع آدمی کے شمار  
 میں لایا اور پھر بھی بے اپنے ارادے کے ہو غرض استاد نے روح کو جلوہ بخشا اور خدا  
 کو پھنویا اس لحاظ سے استاد کا رتبہ اہل خبرت کے نزدیک باپ سے برتر ہے۔ اسی  
 میں کئی برس برابر قحط سالی رہی اور فاقون کے مارے کوئی چوکے صوبے کے لاکھ آدمی سے  
 زیادہ اپنا گھر بار چھوڑ کر آل و عیال کو ساتھ لیکر ملک سے نکل گئے اغلب ہے کہ اسی وقت میں  
 ملک نیپال کی پھلی آبادی شروع ہوئی کیونکہ قحط کے مارے جو لوگ ایدھراودھر پریشان ہوئے  
 تو ایک گروہ طبقہ نیپال میں جا بسے اور پھلی خلقت کی بنیاد اوس جگہ میں اسی طرح سے ہوئی  
 چنانچہ ستھو پوران کتاب سنسکرت میں روایت ہے کہ ایک خانی اسمی مانچا کھول نے وطن  
 کو ترک کیا اور اپنی قوم کے بھت سے لوگوں کو ساتھ لیکر نیپال کے پھاڑوں میں جا رہا  
 اسی گروہ کی اولاد اوس دیار کے باشندے ہیں چونکہ اوس شخص کا ختا سے جانا اور  
 نیپال میں ایک گروہ کے ساتھ بود و باش اختیار کرنا امر تحقیق ہے اسلئے فقور اؤوان  
 کے عہد کو ایام اوس واقعہ کا قرار دینا چاہیے الغرض اوس قحط سالی کے باعث کو جو خوب  
 پریشانی خلقت تھا تدارک کرنے کے لیے فقور نے ایک امین بھیجا اور اوس نے درپست  
 کیا کہ مانڈرین سب چاوس پر گئے میں مقرر تھے اونھوں نے ظلم و ستم سے قحط کی سختی کو  
 بڑھایا تھا اس جہت سے رعایا نے تنگ ہو کر جلائے وطن اختیار کیا جب پھر ثابت ہوا  
 نے سب کو قید شدید میں ڈالا اور اوسکا احوال حضور میں بھیجا مگر قبل حکم قتل کے آنے کے  
 بعضوں نے خودکشی کی اور باقی کی جان جلا دے ماتھوں سے گئے ان میں سے ایک  
 شخص کسی خواجہ سرا کا باپ تھا اور اوس نے اپنے والد کی لاش کے دفن کرنے کی اجازت

فقہور سے بی اور نہایت کرو فر سے چھتر و کھن کی حتی کہ لاش کے ساتھ اوس نے بڑی دقت  
 گاڑ دی غرض یہ اصراف اور فضول خرچی کی خیر جب امین کو پونہچی اوس حرکت کو غربا کی قلت  
 معاش کے وقت اوس نے ایسا ہی سمجھا کہ روپیہ تابوت سے نکلوا کر مالک کی قسم  
 خرید کروا کر اوس نے غربا کو بانٹ دیا اسپر خوب نے کفن کی چوری کا اتھام دیکر امین سے  
 انتقام لینے کا قصد کیا لیکن تمام خلق اللہ دفعۃً اٹھ کھڑی ہوئی اور فقہور کے حضور میں  
 معافی کے لیے گئی اور خود بادشاہ کو امین کی یہ بات بھت پسند آئی اور خدمت جلیل القدر  
 سے اوسکی سرفرازی ہوئی لیکن آنک ٹی نے فقہور کو زیادہ اپنے دام میں ہنسوانے کے  
 لیے یہ تدبیر تھرائی کہ بادشاہ یگم سے بیٹی کا رشتہ پیدا ہووے لیکن جب فقہور کی شہزادہ  
 نے اس درخواست کو نامنظور کیا لیکن آنک ٹی ایسا دق ہوا کہ تلوار کھینچ کر اوسپر دوڑا عرض  
 بادشاہ نے درمیان میں اگر ہاتھ روکا اور اوس بدکردار کو سمجھا بھگا کر گھر بھیج دیا بعد اوس  
 یہ سمجھا کہ امر و زفر دامن چار دن کی چاندنی ہو جائے گی اور خواری کی اندھیری نصیب ہووے  
 گی یہ سوچ کر اپنے کو اوسنے ہلاک کیا گویا ملک کو نجات دی جب اوسکا خزانہ کھولا گیا کرو  
 روپے سے زیادہ نقد و جنس میں ملا اور چونکہ ظاہر تھا کہ غربا کو آزار دینے اور رعیت سے  
 ہر بھانے روپیہ لینے کے ذریعہ سے یہ مالیت حاصل ہوئی تھی فقہور نے اوسکو غربا کو تقسیم کر دیا  
 فقہور اوان ٹی کے انتقال کے ایک برس قبل سفیر سب شہنشاہ روم قدیم کے جسکا نام حسانی  
 زبان میں گان ٹن ہے مگر فرنگ اور روم کی تاریخوں میں وہ مارکس آرمی لیس ان ٹون  
 کھلاتا ہے فقہور کے دربار میں آئی بوہاتی دانت اور گنڈے کے کھاک کی چیزوں کو نذر دیا  
 اور چونکہ ریشم اون دنوں روم میں سونے کے مولوں بکتا تھا شہنشاہ کا قصد ہوا کہ اہل  
 ہند سے جکے سواکھیں دوسری جگہ یہ خیر عیسر نہ تھی رسم تجارت کی پیدا ہووے تاکہ شہر  
 اور ازانی سے ریشم بے غرض فقہور نے انکار کیا اور سفیر مایوس پھر گیا بعض مورخ  
 کہتے کہ سمندر کی راہ سے اور بعض کا بیان ہے کہ ہند ہو کر یہ سفیر سب گئے تھے

اور معلوم نہیں ان دونوں سے کون روایت درست ہے مگر ایک اور امر سے سفیر کا راہ  
سمندر کو اختیار کرنا درست معلوم ہوتا ہے کہ اسی مفتور کی شروع سلطنت میں یعنی ۳۷ مسیح میں  
عرب اور ہندوستان کے سوداگر خٹاکے شہر کانٹن میں سمندر کی راہ سے گئے تھے اور  
وہاں تجارت کرنے کی اجازت پانے کی خاطر اقسام طرح کے عمدہ تحفہ جات نذر دینے  
کے واسطے لے گئے تھے پس ظاہر ہے کہ اوفیس برس کے بعد جو روم قدیم کے سفیر گئے  
تو انھیں تاجرون کے جہازوں کے وسیلے سے وہاں پہنچے مفتور آوان ٹی کا جب تھقل  
ہوا جو ان نے اوسکے قرابت داروں سے ایک شہزادہ مسی لینک ٹی کو ۳۸ مسیح میں پیر  
بٹھایا اور قاعدہ اون لوگوں کا تھا کہ کوئی لڑکا ہمیشہ برائے نام گدتی پر رہے تاکہ بالکل اختیار  
اونکو حاصل ہووے چنانچہ یہ بھی بارہ برس کا تھا اور جس امید سے اونہوں نے یہ حرکت  
کی تھی برائی اور جزو کل پر حکومت اونکی بدستور رہی چند روز میں مفتور آوان ٹی کی سلیم کو ان  
ذات شریفوں نے زہر پلایا غرض کسی شخص نے اس حکمرانی کا بیان چند شعر میں لکھ کر دولت  
سرا کے دروازے پر چپکا دیا اور تہمت خون چونکہ خواجہ سراؤں کے سر پر شاعر نے رکھی تھی  
اوس ہجو کے شبہ پر ہزار ہا علما اور شعرا کو اونہوں نے گرفتار کر دیا اور سب کو مروا ڈالا  
اور اس قتل عام کے بعد بھی جس شخص کے باب میں کسی نے جھوٹ بھی کچھ کھد دیا اوسے  
بکر داروں نے نہ چھوڑا اور مفتور کسی حساب میں نہ تھا گویا اون غلاموں کا باندی بچہ تھا  
اور ایسا لعنتی تھا کہ بچہ خواجہ سرا کے کسی مرعوق کو ادنیٰ سا عمدہ نہ دیتا تھا اور چونکہ اون  
بدفعلوں نے بالکل سلطنت کوتہ و بالا کر ڈالا اور سوا اپنی حرکتوں کے خلی برائیاں ظاہر  
ہیں اونکے آوروں بھی ایسے بوم صفت تھے کہ جس بادی پراونکا سایہ کسی جہت سے  
پڑا ویرانہ ہو گئی پس لینک ٹی کا نام سورخون کے قابل یاد رکھنے کے اس سبب سے  
سے کہ جو مرتبہ بزرگی کا یا داورشن کا تھا ویسا ہی اسکا ناکسی میں پایا جاتا ہے ۳۹  
میں تبری و باہونی اور کسی طبیب کو ایک دو ایسی باتھ لگی کہ ہزاروں آدمی کو اوس

سلاک سے نجات ملی اور اسی سبب سے تمام خلق اوسکے ساتھ ہوئی غرض جیسے بات اور  
 دیکھی اوسے یہ سوچھی کہ اس مجمع کثیر کے وسیع سے تحت فغور بدبخت کا حاصل ہوتا ممکن ہے  
 القصد بغاوت کا علم اوسنے برپا کیا اور اپنی سپاہ کو زرد ٹوپی پھنائی اور اون سرکشوں  
 کی بھی علامت رہی آخر کار انھیں شکست ملی اور اوس جمعیت کو پریشانی حاصل ہوئی \*  
 اختلاف مورخون میں اس فغور بے شعور کے مرنے کے باب میں ہے کوئی کہتا ہے کہ بک  
 میں مارا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ اسے مرا غرض پھلی روایت قریب قیاس کے سبب اس نقل  
 کے ہے جو ذیل میں ہیں ہے اور جیسپر ہر دور روایت کا اتفاق ہے اگرچہ بادشاہ کی مرگ  
 کے امر میں اختلاف ہے چنانچہ دونوں میں یہ لکھا ہے کہ ۹۹۹ مسیحی میں لینگ ٹی کا انتقال  
 ہوا اور جو تھین روح نے مفارقت کی خو ہے اور وزیروں کی آپس ہی میں چلنے لگی اور  
 اوس وقت سپہ سالار فوج شاہی کا ہوسن نے فوج کے طیار ہونیکا حکم دیا اور چونکہ خو جون  
 نے اوسے برطرف اور ذلیل کرنے کا قصد کیا تھا اون سے انتقام لے نے کو موجود  
 ہوا اس بغاوت کی خبر سنکر بادشاہ بگیم نے سب خو جون کو مغرول کر کے شہر بدر ہونیکا  
 حکم دیا غرض اوسکا سامان ہو ہی رہا تھا کہ خود ہوسن چند دوستوں کے ساتھ دولت سرا  
 پر پونچا اور بے تکلف اندر چلا گیا اوسے اکیلا دیکھ کر خواجہ سراؤن نے دروازہ بند کر دیا  
 اور اونہیں سے ایک مسمی چنگ یا نگ نے سپہ سالار کو گالیان دینے اور یہ کہنے  
 لگا کہ تو آگے قصاب تھا اور میں نے تجھے اس رتبہ کو پونچا یا اب تو ہمیں سے برابری  
 کرتا ہے اوسنے جواب دیا کہ تو نے ایک دفعہ مجھ سے نیکی البتہ کی مگر پھر سو بڑا بیان میرے  
 حق میں تجھ سے وقوع میں آئی ہیں اور اخیر میں تجھے میری آبروریزی کی فکر پڑی اور  
 اسپر ایک نیکی کا طعنہ دیتا ہے اور مجھ نہیں جانتا کہ معرض حساب میں وہی حرکت  
 آتی ہے جو اخیر کو ہوتی ہے القصد یہ تھا کہ ہنوز تمام نہیں ہوا تھا کہ سپہ سالار کے  
 دوستین چاؤ نے باہر سے پکارا جلدی آوجی کیا کرتے ہو اسپر خو جون نے ہونیکا



سرکاٹ کے کھڑکی کی راہ سے پھینک دیا اور کھا دیکھو لیچو تمھارے دوست جاتے ہیں  
 اسپرین چاؤ غصیب ناک ہمارے یون لولیکر دروازہ توڑ کر اندر گھسا اور دولت سر امین کسی کو  
 زندہ نہ چھوڑا اور دودہ کے بچوں کو بھی قتل کیا مگر بادشاہ سلیم اور بیچھ کو کچھ نکھالیں جب  
 ٹانگ چودو سہر سہر دار فوج کا پونچا اوس نے دونوں کو قید کیا اور بعد کئی روز کے اون  
 بیکسو نکا بھی قصہ فیصلہ ہوا اترا مرا ایک شہزادہ مسمیٰ ہی ٹی برائے نام تخت پر بیٹھا اور ٹانگ چو  
 وزیر اعظم اور مالک کل ہوا اور اس انسان دشمن نے ایسا ظلم شروع کیا کہ اوسکا بیان نہیں  
 ہو سکتا حاصل بھیہ کہ خونخوار اور طامع اور کینہ کش اور بدخواہ خلق خدا تھا اور اس اوج کے  
 وقت انہیں عیون سے جبکی رگ نے زور کیا وہی بے تامل عمل میں آیا آخر کار اوس کے  
 دو دشمنوں کو جو اجازت مغفور سے اوسکی قتل کی ملی اونہوں نے سرکاٹ کے لاش ٹکڑے  
 پھینک دی اور چونکہ موٹی بہت تھی راہ گیروں نے آگ لگا دی بڑی چربی پھلی اور  
 عرصے تک جلی تمام خلق اللہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور دشمن نوع انسان کا قتل تمام  
 بنی آدم کو کیونکر بھلا نہ معلوم ہوئے لیکن فقط ایک شخص مورخ معلوم نہیں کس لیے رویا  
 اور اوس مقتول کی لاش پر ہتھ دیکر یہ کیا کہ لوگوں کو ناگوار ہوا اور وہ قید کیا گیا اسپر اس  
 درخواست کی کہ بعد میرے محسن کی موت کے مجھ کو زیست منظور نہیں غرض اسید بھیہ کہتا ہوں  
 کہ مجھے تاریخ تمام کرتے تک رہائی ملے اور بعد اوسکے قتل ہونا میں خود چاہتا ہوں بھیہ  
 بات منظور ہوئی غرض اوسی شب کو باراندوہ کے نیچے دیکر مر گیا تھوڑے عرصے بعد بڑی  
 ہل چل مچی اور ہر صوبے میں ایک نہ ایک طور سے بغاوت شروع ہوئی اور وہی دلوپنی  
 والے سرکش پھر جمع ہوئے لیکن چاؤ چوسپہ سالار مغفور نے انکو ایسا توڑ دیا کہ پتا باقی نہ  
 غرض اس ناک حلالی کے بعد ہی اپنے صوبے میں جا کر اپنے کو خطاب مغفوری اوس نے  
 دیا اور اصل مغفور سے کچھ ہونہ سکا جب چاؤ چو مر اوسکا بیٹا چاؤ پی باپ کی جگہ پر آیا اور  
 چونکہ نیک نہاد اور بھادور اور مدبر تھا بعض صوبہ داروں نے اوسے کو مغفور قرار دیا

اور بعض اپنے خاوند کو باوجود اوس منزل کے ویسا ہی سمجھتے رہے اس عرصے  
 میں ایک اور امیر شہر نان کین کو پائے تخت مفتور قرار دے کے دکھن کے  
 تمام پرگنوں سے خراج لینے اور مفتور کھلانے لگا ان غرض حایین اسی عہدین میں سلطانین  
 طرف تھے اور اوٹی اور آوا اور مان کے گھرانے کھلاتے تھے اس میں مان والے تو  
 پھلے سے مالک تھے اور دوسرے دونوں ایام ہل چل میں بن گئے تھے اور انکا  
 کچھ بیان طول کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ کوئی بات قابل مورخ کی یاد کے نہیں  
 وقوع میں آئی القصہ اصل مفتور جو تھا جب اوس نے دیکھا کہ بیچہ حال ہوا اوس نے  
 اوٹی کے سلطان چاوپے کو خود کھا کہ تم بھائی مھر مفتوری لو اور سلطنت کر لیکن اوس نے  
 انکار کیا آخر الامر مفتور نے خود بخود تاج و تخت چھوڑ دیا اور ایک شہزادے نے دستور  
 کی صلاح سے سند پر بیٹھ کر نام چا ولی رکھا اور اوس کے بعد اوٹی اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا  
 غرض جبا اوس نے طور پراد دیکھا اور دشمنوں سے مقابلہ محال سمجھا چاہا کہ اوٹی کے سلطان  
 تا بعد رہو وے اور اوس کو مفتور قرار دیوے لیکن اوس کے بیٹے کوچن نے کھا کہ اگر مان  
 کے گھرانے سے تخت خاچھن جاتا ہو تو ہم لوگوں کی جان کے ساتھ کیون بجاوے اور یہ  
 کون سی نامردی ہے کہ آپ سے آپ مارے ڈر کے اپنے باپ دادوں کی میرا  
 چھوڑ دیوین اس سے بھترے کہ جو تھوڑی بھت فوج رہ گئی ہے اس سے پھر سامنا  
 غنیم کا کرین اور اگر شکست پاوین تو میدان جنگ میں مرجانا کیا مشکل ہے آخر کو جب  
 ولی عہد کی بیچہ معقول اور مردانہ صلاح مفتور کو پسند نہ آئی اور مھر شاہنشاہی سلطنت  
 اوٹی کے نزدیک بھجوا دی و بیچہ اپنی بی بیوں اور لڑکوں کو لیکر اوس مکان میں گیا کہ  
 جھان آبا و اجداد کے کتابے رہتے تھے اور سب کو قتل کر کے آپ بھی وہیں رہ گیا  
 اور اوس سے خاتمہ مان کے گھرانے کا ہوا جس کے عہد میں ایسے ایسے بھادرا اور  
 مدبرا و رعلما اور شعرا ہو گئے کہ اب تک مردمان کا لقب اوسکو دیا جاتا ہے جو مشہور

جرات یا عدالت یا ذہانت و لیاقت کے واسطے ہوتا ہے سوائے اسکے طبع کے کہ یہ  
 اسی ایام میں ایجاد کی گئی تھی وراوائل میں اسکی صورت پختہ تھی کہ کندون پر حرف کاٹ کے  
 چھاپتے تھے اور حالانکہ وہ صفائی نہیں تھی جو سات سو برس کے بعد مسیحی میں حاصل ہوئی  
 غرض سب باتوں سے زیادہ تر قابل یاد رکھنے کے یہ ہے کہ اسی دور میں وہ دستور نکلا  
 جسکے موافق جب تک فقور ان محتاجین کے ملک کو برقرار رکھیں گے یعنی اہلکاران کار  
 فاضلون کے زمرے سے بحال کرنا اور ادنیٰ سا کام جاہلون کو نڈیا مان کے عہد دولت  
 میں مقرر کیا گیا اگر تحقیق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس گھرانے کے کس فقور کے ذہن  
 پر ہمارے ملک پر ختمی فوج چڑھ گئی تھی اور پائے تخت کو جو اسوقت ٹانگو وانگ کا گھر  
 تھا تاج کیا تھا مگر اسادست سے کہ درمیان ۱۶۷۱ء و ۱۶۷۲ء کے چالیس عیسوی کی واقعہ ہوا

## انھوان باب

سین کے گھرانے کے بیان میں

جب فقور سوئی نے تخت و تاج سلطان اوئی کو دیا اور اثاثہ سلطنت اور محرمات  
 سب حوالے کیا تو سین کے گھرانے کا سلطان بری مائین نے فقور پر بلوایا اور بعد  
 کئی لڑائیوں کے تخت شاہنشاہی چھین لیا اور خطاب اوئی کا لیکر خود بیٹھا اور اپنے  
 دربار سے اون لوگوں کو نکال دیا جنکو خاندان مان یا اوئی کا طرفدار یا نامک خواہ سمجھا  
 تھا اور چونکہ دیکھا اوس نے کہ آپس میں لڑجگر کے تمام سلاطین ضعیف ہو گئے اور طاقت  
 مقابلے کی نہیں رکھتے اوس نے یہ غم کیا کہ شل چي وانگ ٹی کے ایک ایک سے  
 لڑائی ڈالے اور محکوم بناوے لیکن ایسے غم عظیم کو انجام تک پہنچا چي وانگ ٹی کا  
 کام تھا اور اوئی کے سے لوگوں کو یہ عقل اور گروہ اور ثابت قدمی کمان کہ ان  
 باتوں میں ہاتھ ڈالیں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ سبوقت فقور کا ارادہ منکشف ہو سلا  
 اوو نے اپنے ہزار گاہنوں کو بطور نذر کے حضور میں بھیجا اور ان کو سکھلا دیا کہ ہر آئینہ

فقہور کو سوائے عیش و عشرت کے کسی طرف متوجہ ہونے مذہب اور شہ و رزناج و رنگ  
 میں مشغول رکھنا اور بھی ہوا کہ جنگ و جدل کا ارادہ منہ ہو گیا خود بدولت نے ایک برباد  
 آہستہ کیا اور انھیں گائیتوں کو ساتھ لیے گاڑی پر سیر کرتا تھا اور اس گاڑی میں  
 تکلف میٹھ کالاکھوڑوں کی جگہ سفید میڈھے بٹے رہتے تھے تاکہ تمام اوقات اسطرح  
 کی واسیات میں صرف اور فکر سلطنت سے رہائی ہو دے اس نے اپنے چچا کو ماسلنت  
 مقرر کیا غرض جیت تک جیتا رہا اون بلاؤں نے پیہما چھوڑا اور ملک اس کے نائب کے  
 ظلم سے تباہ ہوتا چلا۔ ستم مسیحی میں روم قدیم کے سفیر سب آئے اور فقہور کو سخت  
 نذر دیے اور برس روز کے بعد فرگانہ اور ہرات کے سفیر دہ بارہ نذر گزارانے  
 دربار میں گئے اور دوسے چھیا سی سی میں قیاق کا سفیر پیش لیکر حاضر ہوا الفیہ  
 میں اس فقہور کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا ہی ٹی قائم مقام ہوا اور زن مریدی میں باپ کا  
 استاد نکلا اسکی جو ر و خوشرو اور بد خو گویا شوہر کی خاوند تھی اور جو چاہتی سو کرتی بلکہ  
 آدمی کے خون سے رغبت رکھتی تھی اور اپنے ہاتھوں سے لوگوں کو ذبح کرنے کا شوق  
 اس کے دل میں نہایت تھا جو نہیں شوہر اس کا مسند نشین ہوا فقہور متوفی کے چچا وزیر اعظم  
 اس عورت نے زن و بچے سمیت قتل کیا اور اس کے بعد اپنی ساس کو تہ خانے میں بند  
 کر کے بی آب و دانہ مار ڈالا اور اپنی سوت کے بیٹے کو جو ولیعہد تھا ایک روز شراب پلا  
 بیہوش میں ایسی باتیں دشمنی کی باپ کے حق میں اس سے کہوائیں کہ فقہور نے بیٹے  
 اور اسکی مان اور تمام کنبے کو ہلاک کیا غرض چند دن میں اس عورت مار فطرت کا فربہ  
 ظاہر ہو گیا اور بادشاہ کو ولیعہد کا ایسا رنج ہوا اور اس چوڑیل پر ایسا غصے میں آیا کہ  
 طلاق دیکر فوراً خارج البلاد کیا اسی عرصے میں تاتاریوں نے پھر رولایا چایا اور خانیوں  
 کو ایسا تنگ کیا کہ فقہور مجبور و رنجور خانگی اور خارجی رنجوں سے ستم میں مر گیا اور  
 اوسے خاندان کے ایک شخص راۓ دہائی کو امرانے نیک نھا دا اور عاقل سمجھ کر مسند دی

اور تلخ بخشی کی وہ بھی قابلیت اسکی رکھتا تھا لیکن ہان کے گھرانے کے امرا جو سین والوں کے قبل مالک تخت تھے اونکا زور ہوا اور سلطان ہان نے اپنے شہر میں اپنے کو فقور بنایا اور نائی پر شکر ہزار وقھار بھیجا اور اس کے دار الخلافت کو چھین لیا اور اسکو بھی قید کر کے منگایا یہ ہونے کے ساتھ ہی سلطان ہان جسکا نام لو سن تھا شمشاہ کھلا یا لیکن رعایا برا یا بلکہ تاراج و اغیار تھے اونھیں بھی بھیجے ناگوار ہوا کہ فقور ایسے جلا د بد بھاد کے ہاتھوں ہنسنا تھا اور لو سن کے برابر خونخوار اور قھار اور جفا کار آدمی درندہ خصلت گرگ طبیعت ہزاروں برس میں ایک آدمہ پیدا ہوتا ہے اور اس بد خصال کا حال بھیجے تھا کہ غصے میں دوست غریز کو بے تامل اپنے ہاتھ سے مارتا تو کیا قیمہ کر ڈالتا تھا اور روز کو تو معاذ اللہ عجیب طرح کی اذیت اور عقوبت سے مارتا تھا کہ احاطہ بیان سے باہر ہے اور زبان ناطقہ اسکی خونریزی کی تقریریں لال ہے الغرض ایسے بد کردار اور نابکار کے پائے فقور پڑا تھا کہ تار یوں نے بھی افسوس کر کے سین کی فوج کی مدد کی اور لو سن کے لشکر کو شکست دی لیکن اس لڑائی کا نتیجہ بھیجے ہوا کہ اس جلا د نے فقور کو سیر پوش کیا اور تمام اکابر اور اصاغر کی دعوت کی اور فقور سے سب کی بدعت مثل نصرے کے کروائی اس حرکت سے اکثر کور و نا آیا اور لوگون کی طبیعت لو سن سے زیادہ پھر کئی غرض وہ ایسا ظالم زبردست تھا کہ جب اس نے فقور کو برسی موت سے ہلاک کیا تب بھی کسی سے بچا سکے کچھ نہ ہو سکا کہ سین کے دوسرے ایک شہزادہ بیگ ٹی کو لوگون نے او بھارا اور فقور کا خطاب دیکر لو سن کے مقابلے میں کھڑا کیا لیکن چند روز میں بیگ ٹی کے پاس نہ خزانہ نہ لشکر رہا اور جب اس بد بخت نے دیکھا کہ کوئی اپنا گناہ مصیبت کا سا بھی ایک نہ ہوا اس نے اپنے کو لو سن کے حوالے کر دیا اور سرور بازار اس نے بیگ ٹی سے سجدہ کروایا اور نصرے کی طرح تخت کا پایہ پکڑوا کے اگھڑا رکھا تب ایک وزیر پیاب ہو کر ڈارہین مار کر رونے لگا یہاں تک کہ شدت

غم سے بیوش ہو کر گر پڑا جیسے دیکھتے ہی وہ قصاب پر قہر ہوا اور تخت سے اتر کر  
 اوسکو اپنے ہاتھ سے زنج کیا اسی طرح پراکیر وزسکار گاہ میں لوسن نے مینگ ٹی کو  
 سپاہی کا عہدہ اور پوشاک دے کے اپنی سواری کے آگے دوڑاتا تھا کہ ایک  
 شخص دیکھ کر اوسکے گلے لپٹ گیا اور ہاسے انقلاب روزگار کھڑکھوٹ پھوٹ کے  
 رونے لگا غرض وہ بھی فوراً جانسے مارا گیا القصد جب لوسن نے دیکھا کہ ہوا سے  
 عام کا نقشہ بند ہاسے عیسوی میں اوس نے مینگ ٹی کو قتل کیا اور اوسے بیچارے  
 کے مرنے سے سین کا گھرا نا ختم ہو گیا

## نوال باب

ٹنگ سین کے خاندان کے بیان میں

جب مینگ ٹی اس طرح لوسن کے ہاتھوں مارا گیا سین ٹی جو ٹنگ سین کے خاندان  
 شاہی سے اور امیر الامرا فوج شاہنشاہی کا تھا وہ سب کی رضا مندی سے فغفور کھلیا  
 اسی عرصے میں وہ کافر بے پیر لوسن فی النار والسقر ہوا اور اوسکا بیٹا لوسن  
 اپنے خاندان کے تخت سلطانی پر جا بیٹھا غرض اوسکے گھر کا وقت زوال اور روز  
 انتقام کا آن پہنچا تھا اور کین چین ایک امیر کیر نے موقع پا کے ہان کے تمام زن  
 مرد و اطفال سب کو تہ تیغ کیا اور لوسن کی قبر کو کھدوالا ش اوپر نکلوا کر میدان میں چل  
 کوتوں کے لیے پھکوا دی یہ جال سنکر ہان کا سپہ سالار آیا اور کین چین کو زن و  
 بچے سمیت مارا اور اپنے خاوند کو راسکے اقرباؤں کے خون کا بدلہ لیا جیسے خونریزی  
 اور ظلم و بد عملی دیکھ کر فغفور کو برا نہج ہوا اسی لیے کہ بھت بدی پر نیر اور رحم دل تھا آخر الام  
 جب دوسرے سلطان نے اپنی نمر حد میں دعویٰ فغزری کا کیا بادشاہ نہایت دلگیر ہوا  
 اور چھ برس کی سلطنت کے بعد سسہ سیسی مین کو فت سے مر گیا اور اوسکا بیٹا مانگ ٹی  
 تخت فغفور پر بیٹھا تو صیح لیکن صرف نام ہی کا مالک تھا کیونکہ چاروں طرف سے



سلاطین باغی ہو رہے تھے غرض اخیر کو بیشتر دن پر گھنٹا بھابھا ہوا اور کئی ایک کو قتل  
 بھی کیا اور اگر زیادہ جیتا تو اغلب تھا کہ تمام مملکت کو امن و آسائش دیتا لیکن تین برس  
 بعد ۱۱۳۵ء میں اوس نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چنگی ٹی پانچ برس کا تخت پر بیٹھا  
 اوس وقت بلوا ہوا اور ہر سلطان نے قصد تخت نشینی کا کیا غرض فقور متو نے  
 ایسے ایسے سپہ سالار کو سردار فوج کیا تھا کہ کسی سے کچھ ہونہ سکا اور چنگی ٹی  
 نے بھی کیونہیں ستایا اور نہ اپنی طرف او کو متوجہ کیا وہ سب آپس ہی میں لڑتے  
 جھگڑتے رہے اور فقور کو ایذا دینے کی فرصت نہ پائی ۱۱۳۷ء میں چنگی ٹی کا انتقال  
 ہوا اور اوسکا بیٹا کانگ ٹی تخت پر بیٹھا لیکن دو برس میں مر گیا اور اوسکا بیٹا دو برس کا فقور  
 کھلایا اور چودہ برس تک اوسکی مان نائب سلطنت رہی غرض جب محنتی کی عمر سولہ برس کی  
 ہوئی خود مختار ہوا اور مان کے ہاتھ سے زمام حکومت چھین لی ۱۱۳۸ء میں اوسکا انتقال  
 ہوا اور کئی اوسکا بیٹا سند پر رونق اور چار ہی برس رہا اور اپنی موت کا آپ ہی  
 باعث اس طرح سے ہوا کہ کسی محنت نے ایک چیز اکسیر تقا کھرا و سے دی اور کھا  
 کہ جب تک یہ تاثیر نہ کرے اسی کی غذا کرو اور معمولی کھانا پینا چھوڑ دو فقور باوجودیکہ  
 عاقل اور ذی علم تھا اسپر عامل ہوا اور چند روز میں ایسا تحلیل ہو گیا کہ اوٹھنے بیٹھنے سے  
 معذور ہوا آخر کار جھان فانی سے ملک بقا کا راہی اوس اکسیر تقا کی بدولت ہوا ۱۱۳۹ء  
 میں اوسکا بھائی ٹی امی فقور ہوا وہ بھادر اور مدبر تھا اور جھان جھان بلوا ہوا کیسے کھول  
 کھینچنے نہ دیا بعض روایت ہے کہ ۱۱۴۰ء میں اوس نے انتقال کیا اور بعض کا بیان ہے  
 کہ امرانے اوسے اوسے سال بے تخت و تاج کیا اور کین وان سپرین ٹی جس نے ۱۱۴۱ء  
 میں پادشاہت کی تھی اوسکو تخت نشین کیا اور دو برس کے اندر ہی وہ بھی فوت  
 ہو گیا اور اوسکا بیٹا ہوا ٹی چودہ برس کی عمر میں سند پر بیٹھا اور اوسکے سپہ سالاروں  
 نے بیشتر سلاطین کو دبایا اور ان سے خراج دلایا اور ایک جس نے پورا سامان تخت

چہین نے کا تیار کیا تھا اور کو شکست کا دل دی اسی فقہور کو شاہ فرغانہ اہل ترک نے  
 کئی گھوڑے بھت تحفہ نذر دیے اور چونکہ اوس دیار کے جانور تمام صفات اسی میں  
 موصوف ہیں تو یہ گھوڑے کیسے چیدہ ہونگے جب سب طرف امن و چین ہوا  
 فقہور نے عیش و عشرت میں اپنے کو ڈالا ایک شب زیادہ مخمور ہو کر اوس نے بی بی  
 سے ہنستے ہنستے کہا کہ جب تو تیس برس کی ہوگی تجھے طلاق دوں گا اور کسی جوان بکری  
 کو ہم بستر کرے گا یہ سن کر اوس عورت کو ایسا غصہ ہوا کہ زیادہ شراب پلا کے اوسے سیکو  
 فقہور کا گلا گھونٹ کے اوس نے مار ڈالا <sup>۹۶</sup> سہ ماہ میں اوس کا بیٹا کانٹنی تخت نشین ہوا  
 اور ایسا مجبول اور کامل مطلق نکلا کہ محل سر میں شب و روز گزارتا تھا اور سلطنت کی کچھ  
 خبر نہ رکھتا تھا لیکن وزیر اور درباری امر نامک غوار اور فوج کے سب وار جان بٹارتھی  
 اس لیے کچھ سچ نہ پڑا اور تخت نہ چھس گیا اور ایک مشیر کی تدبیر کا اور دوسرے کی شمشیر کا  
 ایسا شہرہ تھا کہ سیلان و پپ یعنی لنکا کے بادشاہ نے بطور نذر کے ایک پتلا شیشیہ  
 گوتما بود نہ الماس کا فقہور کو بھیجا <sup>۹۷</sup> اسی عہد میں ایک شخص تمام انی اوصوبہ ہانگینگ میں  
 ایسے غریب کے گھر پیدا ہوا کہ چپاوسکی مان دروزہ میں مرگئی اور باپ نے  
 کوئی صورت پرورش کی نہ دیکھی تب اوس نے بچے کے مرجانے کی خواہش سے  
 اوسے کپڑے میں لپیٹ کر گھر کے ایک کونے میں بے تکلف پھینک کر اور موت  
 کے حوالے کر کے گھر سے نکل کے چلا گیا اتنے میں اتفاق سے ایک عورت نیک  
 سیرت لگئی اور بچے کو پالنے کے لیے اٹھالے گئے جب بڑا ہوا وہ لڑکا عجیب  
 طرح کا ذہین اور چالاک نکلا اور مکتب خانے میں سب لڑکوں سے سبقت لے گیا  
 لیکن دھرم مان اوسکی ایسی غریب تھی کہ لڑکا جوتے کی دوکان پر بیٹھا اور دونوں  
 کی اوقات اوس پر موقوف تھی غرض طبیعت اوس نے اور انداز کی پانی تھی نعلین  
 فروشنے اوسکو سخت ناگوار معلوم ہوتی تھی اور مان کی آنکھ بچا کے دوکان سے

جھاگ جاتا اور محلے کے لونڈوں سے کشتی لڑتا پھرتا تھا بعد چند روز کے سپاہیوں  
 بین اوسنے نام لکھوایا اور ایسا بھاو راور نڈر نکلا اور ایسا ایسا کام کیا کہ دن بدن عہد  
 بعد عہدہ و مرتبے پر مرتبہ اوسکو ملتا گیا اور جب اوسنے ایک بڑے سمندری کھیت  
 کو مارا جس نے تمام ملک اور فوج اور بجز کو مد توں تنگ کر رکھا تھا خطاب محافظ  
 سلطنت کا اوسے ملا اور پائے تخت کے امراءے کبار سے ہوا اور وہاں چونکچکی سی  
 تدبیریں اوس نے کیں اور فکرین لڑائیں کہ اوس پر اگر فغفور عمل کرتے تو تمام سلاطین  
 باجلڈز اور تابعدار ہوتے اس بھی جس نے ذرا سراوٹھایا کی اوس نے پھر ایسا دیا کہ  
 دوبارہ گردن کشتی کی نوبت نہ آئی القصہ یہ سب کام محافظ سلطنت نے کیا لیکن  
 فغفور بھت دفعہ اوس سے وعدہ خلاف ہوا اور اوسکو ایسا بگاڑا کہ اوس نے لوگوں کو  
 اشارہ کر دیا کہ وقت فرصت فغفور صاف کیا جاوے اور وہ کذاب جتیا نہ ہننے پاوے  
 اسمین کان ٹی کا گلا محل سر میں گھونٹ دیا گیا اور اوسکے مامون کنگ ٹی کو فط  
 سلطنت نے تخت دیا اور آپ خطاب سلطان سنگ کا لیا اور فغفور کے گھرانے  
 والوں کو ایک ایک کر کے تمام کیا اور اخیر میں جب اوس نے دیکھا کہ کنگ ٹی دن  
 بدن مدبر ہوتا چلا اوس نے جلاؤ کو فغفور کے مارنے کے قصد سے بھیجا لیکن جب وہ سامنے  
 آیا اس قدر رعب شہنشاہ کا اوس پر غالب ہوا کہ گڑ گڑا کہ اوس نے جان بخشی چاہی  
 اور سلطان سنگ کی جس قدر بات تھی سب کھول کر کھدی جب یہ خبر لی او کو پونچھ لگاؤ  
 کی فوج قہار اور لشکر حرار لیکر وہ آیا اور دارالامارہ کو محاصرہ کیا فغفور بدحواس ہوا اور  
 اپنی اوس نے بھیجا کہ اگر شہنشاہ کی خواہش ہے تو آپ لیجیے اور اگر تھوڑی سی  
 زمینداری و قات بسری کے لیے نہ بھی دیجیے تو صرف جان بخشی کیجیے اس درخواست  
 کو سلطان نے قبول کیا اور شہر کے باہر اپنے معسکریں لکڑی کا تخت بنایا اور جب  
 فغفور آیا اور اوس پر بیٹھا سلطان سنگ نے چپے کھڑا ہوا اور فغفور کا استعنا تاج و تخت اور خطاب

فقہوری سے باواز بلند پڑھا بعد اسکے خود کنگ ٹی کا ہاتھ پکڑ کے نیچے اوتا رو دیا اور  
 آپ تخت پر بیٹھ کر فقہور سے سجدہ و سلام موافق دستور کے کروایا اور زمرہ سلاطین باجلال  
 میں اوسکو داخل کر دیا اور بھی خاتمہ سین یا ٹنگ سین کے گھرانے کا ہوا۔ بعد اس  
 گھرانے کی تباہی کے ملک ختامین دو بادشاہ ہوئے ایک کے قبضے میں بالکل  
 صوبہ جات شمالی آئے اور دوسرے کے اختیار میں جنوبی صوبہ جات رہے۔ اس  
 ایام کو ختانی مورخ نان پی چاؤ کہتے ہیں اور شمالی تخت کے مالک چار خاندان تھے  
 اور جنوبی تخت پر پانچ گھر کے بادشاہ بیٹھے مختصر حال یہ ہے کہ ٹوپا یعنی خوانین تاتاری  
 جب قوت بڑھی ملک ختامین انکی یورش میں آئی اور چند پر گئے انکے قبضے میں رہے  
 اور فقہورون سے اکثر نوبت جنگ و جدل کی آئی عرض جب ٹنگ سین کا گھر بگڑا اور  
 بچی بچائی قوت و قدرت فقہورون کی زایل ہو گئی یہ ٹانجو سب دفعہ بالکل شمالی صوبہ جات  
 کو قبضہ کر بیٹھے اور لقب ٹوپا کا تبدیل کر کے گوئی کھلانے لگے اور یہی وہی ایام میں واقع  
 ہوا کہ جب سین کا گھر اناتخت فقہوری کا مالک صوبہ نان کین میں ہوا تھا اس خاندان  
 گوئی کی تین تقسیم تھیں غرض سب تاتار اور انکی عہد دولت میں بیکری امر کے جو ذہن  
 مذکور میں ایسی کوئی بات وقوع میں نہیں آئی جو قابل تحریر کے تصور ہووے اور صرف  
 یہی یاد رکھنا چاہیے کہ مسیحی میں شاہ ایران نے رشتہ محبت کو بحال رکھنے  
 کے واسطے سفیر بھیجا اور پانچ برس کے بعد دوبارہ وہیں سے سفیر آیا اور چارویں  
 اٹھ سو میں ایران کے سوا اہل ختن کو ریا وغیرہ کے وکلا بھی آئے غرض اسی طرح  
 سے اکثر دفعہ المرافت و جوانب کے ٹانجو اور سلاطین ایام شادی و رخصت میں سفیروں کو  
 بھیجا کرتے تھے قصہ ۹۷ مسیحی میں گوئی کے گھر سے شمالی تخت لیا گیا اور خاندان  
 پی سی قائم مقام ہوا اور یہ لوگ ۱۰۷۷ تک رہے اور وکلا ایدھر اور وہر کے ملکوں  
 کے آیا کرتے تھے آخر کو اسی سنہ میں ہونچو کا خانوادہ انکی جگہ مالک تاج ہوا

چوبیس برس اونکی ریاست رہی اور کوئی واقعہ ایسا اوسکے عہد میں نہیں ہوا کہ اوسکی ہر  
سود مند ہووے بعد اوس کے خانوادہ ہو کیا تک کی نشست تخت شمالی پر بیٹھیں رہیں تک  
رہی اور انھیں لوگوں کے عہد دولت میں بکلی حیا پر خاندان سوامالک ہوا چنانچہ اوسکا حال  
تفصیل کے ساتھ آگے بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ \* \* \*

## دسواں باب

سنگ کے خاندان کے بیان میں

جب دو تقسیمیں ملک حاکمی ہو گئیں جسکا اشارہ باب سابق میں ہوا تو جنوبی تخت پر خانوادہ  
سنگ بیٹھا اور اوس خاندان میں جتنے خوشخوار مردم آزار بادشاہ ہوئے اور گھرانوں میں  
دو ہی ایک ایسے نفرت زدہ خلق تھے اور ۹۵ برس کے دور میں کم ہوتا ہے کہ اتنے اوسکی  
جلاوید اور بد بھاد دنیا کو گندہ کرنے اور خلق خدا کو ستانے دفعہ مثل بلیات کے نال  
ہوتی ہیں خیر بھیجی اتفاق قابل یاد رکھنے کے ہو اگرچہ اکثر بھی ہوتا ہے کہ بہت ہی بد اور بہت  
ہی نیک لوگ سو برس میں دو ایک سے زیادہ نہیں دکھائی دیتے ہیں اقصیٰ جب خیر بادشاہ  
سیک کے گھرانے کا جس کے بے تاج ہونے اور مل چل پھرنے سے حاکمی دو تقسیمیں ہو گئیں  
تخت سے اوتا را گیا اور لی او بر و شمشیر جانشین ہوا جیسا کہ بیان ہوا ہے تب نئے فقور  
نے اپنے تمام دوستوں کو سرفراز کسی کو عہدے کسی کو روپے سے کیا اور اپنی دھرم  
مان جس نے اوسکی پرورش کی تھی اور تولد کے وقت جان بچائی تھی اوسکو والدہ کی طرح  
دیا اور محل میں بھت کرو فرما اور احترام کے ساتھ داخل کیا غرض اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا  
سلوک ہوا کہ ہر ایک سے الامان کھلایا اور اوس بے بس و بیکس کنگ ٹی کو بعد چند روز  
کے زہر دلویا ۱۱ اگرچہ اوس طرف سے اپنے کو خاطر جمع کیا لیکن اس خون ناحق کے بعد  
تھوڑے دن بچا اور وقت مرگ چونکہ و عہد کم سن تھا اوسکی نیابت میں اور حفظ سلطنت  
کے لیے چار وزیر عاقل اور نہک حلال کو مقرر کیا اور اسلئے میں دنیا سے رخصت ہوا

شاہی موافق مرضی فقور متوفی کے باپ کا قائم مقام ہوا لیکن بس وزیرین و زرائع نے اس کو قابل تخت کے نہ سمجھا سلیسے کہ امور سلطنت میں غفلت کرتا تھا اور ہمیشہ شکار گاہ میں ہوتا تھا اور سکی حکم میں اس کے چھوٹے بھائی وان ٹی کو بٹھایا اور یہ بھت مدبر اور نیک تھا اور علم کا سوا رکھتا تھا اور شعرا کی قدر کرتا تھا اور علما کو عمدہ جلیلہ دیتا تھا اور اس نے بھت سے مدرسے بنوائے اور علم کا چرچا خوب بڑھایا اور لامہ گرو کے مذہب کا برا دشمن تھا اور کئی دفعہ حکم دیا کہ انکی دیور سے بند کیے اور پوچھ جاری نکال دیے جاویں لیکن ایسا ستارہ اون لوگوں کا چمکا ہوا تھا اور اس قدر تابعدار عوام الناس کو بنا رکھتا تھا کہ فقور نے ثانی فرمان اس امر میں بلوے کے خوف سے جاری نہ کیا فقور کے دو بیٹے کوچا اور لوسن چونکہ بدطواریاں کرنے لگے باپ نے تنبیہ کی اور بھت تنگنی فرمائی اس پر اون لوگوں نے ناؤ کے ایک ساحر بخاری کو بلوایا اور باپ کو بس میں کرنے کی خاطر اس پر جادو شروع کیا یہ خبر جب فقور کو پہنچی زیادہ آزر دگی ہوئی ہوئی اور بیٹوں کو بلو کر بڑے سیٹھے سے کھا کہ دوبارہ اگر ایسا امر تم سے وقوع میں آوے گا میں بری طرح پیش آؤں گا اور وسیع مدی سے تم کو خارج کر دوں گا یہ سن کر وہ بدبھاد ڈرا کہ شاہ بادشاہ عاق کرے اور دھمکی کے موافق پیش آوے اس لحاظ سے چپکے کئی ہزار آدمی کو باہم متفق کر کے ایک روز باپ کے محل میں گھس گیا اور ایک سپاہی کے ہاتھ سے بوڑھے کو قتل کر دیا چھوٹا بھائی برہم ہوا اور اس پر بدگوشی کی فوج کو اس نے ہٹا دیا اور جب لوچو مکر گیا اس سے قتل کروایا اور جتنے ساتھ اس وقت کے تھے سب کو معہ زن و بچہ فقور نے مار ڈالا اور جس سپاہی نے بادشاہ پر تلوار لگائی تھی اس کے دس ہزار ٹکڑے ہوئے اور شاہراہ پر ہنکوا دیئے جب تک نئے فقور کے دشمن رہے اور باغی ہر طرف سے دست قبضہ موجود تھے اور بڑی سرگرمی سے بادشاہت کی لیکن جب دعویٰ سلطنت کا کوئی ٹرٹا اور اس چہن ہوا فقور نے بھی رفتہ رفتہ اوس چستی و چالاکی کو جواب دیا اور عیش میں بیٹھا تک مشغول ہوا کہ طاہر جسمانی اور قوت روحانی زندگی بازمی میں سلب ہو گئی اور جان اونکے ساتھ ہی رخصت



ہوئی۔ اس کے عہد میں سفیر ہند کے بعض رجواڑوں کے اور بنجارا کے دربار فقورین تھے  
 لیکر آئے تھے۔ ہند میں اوسکا بیٹا فی ٹی تخت پر آیا اور ایسا بد اطوار و مردم آزار نکلا کہ جتنائی  
 مورخون کو شرم آتی ہے کہ اونکے بادشاہوں میں ایسا بد کردار اور خون خوار پیدا ہوا۔ اس  
 ملعون نے بے تامل اور بیوجھ جھکو چاہا اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اوس خونریزی سے ایسا  
 رعب سب پر ڈال دیا کہ کسی کا ہاتھ اوس پر چلبی نہ اٹھا اور وہ بھی کسی کا اعتبار سواے  
 ایک خوبے کے جو اوس کے قماش کا تھا کرتا تھا آخر شل اوس نے ایک روز موقع پا کر خاؤ  
 کو صاف کر دیا۔ اس فقور کا جانشین بھی عجیب طرح کا ظالم تھا اور اپنے اقرباؤں کو ایک سڑ  
 اوس نے تمام کرنا شروع کیا اور اٹھارہ ہتھیاروں میں چودہ کو مارا اور سواے انکے جس پر  
 خفا ہوا وہ بھر جتنا نہ چھوڑا جب یہ طور دربار کا ہوا ایک سردار ذوی الاقدار وان کینکین  
 نے نوکری سے استغنا دیا اور اپنے گھر جا بیٹھا اس حرکت سے فقور خائف ہوا کہ مبادا بلو کر  
 اس کا نام۔ سیراوس نے پیالہ زہر کا اوسکو بھجوا دیا اور قتل ہے کہ جب خدنگار شاہی سامنے لایا  
 اور رکھا کہ حضور کا حکم ہے کہ تم اسے پی جاؤ اوس بھا درنے بے تکلف اٹھا کر پی لیا اور بج  
 کی بازی جو اوس وقت کھیل ہا تھا اوس سے جتیک کہ ہلا بل نے اپنا عمل نہ کیا ہاتھ نہ کینیا جب یہ ختم  
 مشہور ہوا بلو اے عام کا سامنا ہوا اسیلے کہ وہ سردار بہت نیک اطوار تھا اور اوس کے ہلاک  
 ہونے سے سب کو رنج عظیم ہوا لیکن غضب خلق کے ابر کی آمد سپہر سلطنت میں جو نہیں شروع ہوئی  
 اور ہونا انتقام کی آندھی نہیں آئی تھی کہ فقور مرض مھلک میں گرفتار اور فی النار ہوا۔ ہند  
 میں اوسکا جانشین سیم کی سب مردودوں کا مردود ہوا اور بے خون کیے کھانا نہیں کھاتا تھا  
 اور شہر کے بدعاشوں اور قندرون کے ساتھ شبانہ روز صحبت رکھتا تھا اوسکو بھان تک  
 باجیوں سے شوق تھا کہ اپنے کو نصرے کا جاشہور کیا۔ ظالم بادشاہ سب اپنے دشمنوں کو مارنے  
 میں یا جسے ڈرتے ہیں لیکن بیہ ناکار اوسکی روح پر خدا کی بار ایسا خوار تھا کہ سوچا پس خونیں کو  
 ساتھ لیے شروں پر ڈورتا پھرتا تھا اور جو سامنے آتا تھا بے تکلف اوسے مار ڈالتا تھا۔ بلو

سپہ سالار فوج سسی ٹاؤ چنگ دولت سر کی ایک کوٹھری میں دوپہر کے وقت سو رہا تھا کہ فقور کا او دھر سے گزر ہوا اور سردار کی ناف کھولی ہوئی اوس نے کبھی چپکے جا کے ناف کی چاروں طرف سیاحی سے لکیر پیچدی اور اپنے مصاحبوں سے یہ بات کہی کہ کیا نشانہ منجیہ ہے اس شیر لگانا چاہیے جو ہمیں بھیہ بات اوس کے منہ سے نکلی سپہ سالار کی خیر ہوئی کہ تقدرون میں ایسی ہنسی مچی کہ اوسکی آنکھ کھل گئی فوراً فقور نے تیر کو اتار لیا لیکن سردار اپنے قتل کا سامان دیکھ چکا تھا اوس وقت چکار ہا لیکن اوسے وز سے حضرت ظل شیطانی کی فکر میں رہا اور چند خوجون کو ملا کر اڈا کو حالت نشہ میں پا کر گلا گھوٹ کر مار ڈالا یہ سردار بھت نیک کردار تھا اور کبھی خاوند کشی نہ کرتا لیکن بڑے غم کو اوس نے زیر کیا تھا اور فقور کو تخت اوس کے باعث سے ملا تھا اوس پر جب یہ حال اوس دیکھا کہ خاوند سب کچھ فراموش کر کے ہنسی ہنسی میں اوسکی جان مارنے لگا فقورون کو ہنسانیکے مستعد ہوا جی اوسکا چوٹ گیا اور نفسانیت نے ورغلان کے اوسے اوس ظالم کا قاتل بنایا۔ اس ماجرے کے بعد مارنے اوسے سپہ سالار کو فقور بنانے کا قصد کیا اوس نے سیم ٹی ایک متبنار شیم کو شہر سیمی میں گدھی بیٹھایا غرض دو برس کے بعد سپہ سالار کو دوستوں نے ایسا سمجھایا کہ اوس اپنے بنائے بادشاہ کو تخت و تاج کیا اور آپ فقورون کے مسد پر جلوہ بخش ہوا الغرض اس طر سے سنگ کا گھر اتا باقی نہ رہا تھا

## تیار رہوان باب

سسی کے گھرانے کے بیان میں

جب ٹاؤ چنگ نے جلوس کیا لقب اپنا کا وہی رکھا اور خاندان اوسکا اس سب سے کھلایا کہ سنگ کے اخیر فقور شیم ٹی جو اسی کا بنایا ہوا تھا اور اسی کے ہاتھوں سے بگاڑا بھی گیا اوس کے عہد دولت میں ٹاؤ چنگ نے سسی کی صوبہ داری کی غرض جب خود فقور ہوا اور اگلے شہزادان کین کو مقرر کیا غرض بعد مالک تخت ہونے کے صرف چار برس جیا اور اوس قلیل عرصے میں رعیت کو اتنا آرام نوچایا کہ جب مر گیا خورد و کلان سب نے دل سے غم کیا اور

خاص و عام کو افسوس ہوا کہ ایسے بادشاہ کو خداوند کریم نے خلق کی راحت رسائی سے کیوں  
 اتنا جلد باز رکھا؟ <sup>۷۸</sup> میں اوسکا بیٹا اوٹی قائم مقام ہوا وہ حاکم نیک نہ تھا لیکن اکثر اوقات  
 بطالت میں کاٹتا اور شکار گاہ میں رہتا تھا نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ شکار کو نکلا اور سنا  
 سبز کھیت کو دیکھ کر تعریف کرنے لگا یہ موقع مناسب پا کے ایک وزیر نے جواب دیا کہ  
 خداوند اگر اسی ایک بات کو تصور فرما دیں گے کہ غریبوں کے عرق پیشانی سے کھیت  
 سبز ہوا تو اغلب ہے کہ شکار شوق سے باز رہیں گے کیونکہ اول  
 بیچاروں کی برس روز کی کیسی سخت محنت ایک گھڑی میں برباد ہوتی ہے جب شکار  
 کے تعاقب میں حضور کی سواری اسے پامال کرتی ہے یہ سنتے ہی مغفور نے سواری  
 پھیری اور اسی روز سے شکار سے بھی طبیعت اوچاٹ کی پھی ایک نقل و سکی تعریف میں کافی ہے  
 اسی بادشاہ کے عہد دولت میں ایک فیلسوف فان چنگ اہل دھر سے تھا اور روح اور جسم کی  
 یہ مثال دیتا تھا کہ جسطرح چھری اور چھری کی بازہ سے مناسبت ہے وہی روح اور جسم سے ہے  
 اور روح کوئی چیز مفرد نہیں بلکہ جسم کے ساتھ مرکب ہے اور تن سے جان کا نکل جانا ویسا ہی ہے  
 جیسا کہ چھری کی دھار مڑ جاتی ہے سوائے اس قفل کے تقدیر کا قائل تھا اور تدبیر کو تقدیر کے  
 آگے بیکار سمجھتا تھا غرض اس حکیم کے مذہب کو اکثر امرا نہ پسند کرتے تھے حالانکہ سبب دین بادشاہ  
 کے مخالفت کے ظاہر میں تقیہ کرتے تھے <sup>۷۹</sup> میں اوٹی نے اقبال کیا اور اوسکا پوتا  
 ضمیر میں داد کا جانشین ہوا لیکن ایک امیر کبیر نام سولن جاکم اول ایک محکمہ عالی کا اوقفت  
 برسر حکومت تھا مغفور کو بچا دیکھ کر تخت اوس نے چھین لیا اور اپنا لقب منیگ ٹی رکھا غرض  
 شمالی بادشاہ کو بھت ناگوار معلوم ہوا فوج لیکر اوٹی کے پوتے کی مدد کو آیا اور منیگ ٹی نے  
 بھی سوارین ایک سردار بھادرا اور جان شاکر کو سپہ سالار بنایا اور لشکر دیگر مقابلے کو بھیجا  
 دونوں فوجوں کا سامنا ہنوز تھا تھا کہ مر گیا اور اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا غرض غاصب کی  
 فوج کو شکست ملی لیکن آپس کی میں تھی کہ اوٹی کا پوتا اپنے تخت کو پھر پاوے خیراتے میں آئی

بادشاہ بھی مر گیا اور اوسکے بیٹے نے باپ کے قصد کا سمجھا لیا اور خصوصیت سے بازار ہاتھ  
اصلی مغویہ چارہ ایک کنارے پڑا تھا اور کبھی کبھی چند مکھواروں کے زور پر دادا کی میراث  
پھر پانچا قصد کرتا تھا کہ اس عرصے میں ٹنگ ہو ان ہو غاصب تخت کے بیٹے نے اوس کے  
سرداروں کو بلالیا اور دوسرے بھائی ہوئی کو بٹھلایا غرض سال بھر کے بعد و سکو بھی مار ڈالا  
اور سنی کے گھرانے کے کسی اقربا کو زندہ نہ چھوڑا اور اسی طرح سے اپنے خاوند کو قتل کر کے  
سنتھ میں لے آنگ کے خانوادے کا پھلا مغفور کھلایا \* \* \* \*

## بارہوان باب

لی آنگ کے خاندان کے بیان میں \*

اسی طرح سے جیسا کہ بیان ہوا لی آنگ اوٹی نے جنوبی سلطنت کو جو حقیقت میں مغفور ملک  
تھی حاصل کی لیکن شمال کے بادشاہ نے قصد کیا کہ اوس تمام ملک چھینے اور شہنشاہ ہو جائے اور  
اوس نے بھی علیٰ اہذا القیاس سیاہی چاہا غرض دونوں نے میدان لیا انھیں لڑائیوں میں سے ایک  
کی جیتھ نقل ہے کہ شمالی بادشاہ کا سپاہ لار جو پانگ کے شہر عظیم انسان میں چند سپاہ چور کو خود تمام  
فوج کے ساتھ میدان سے دور نکل گیا تھا کہ لی آنگ اوٹی نے اوس شہر کو محاصرہ کیا غرض باوجودیکہ  
یارٹا اوس نے ہلا کیا لیکن سپاہ سالار کے جو رو کی جرأت اور تدبیر کے دخیاب نہوسکا اور  
اور اوس غازیہ کا جیتھ حال تھا کہ فصیاون پر تلوار لیے ہر جگہ لڑتی پھرتی تھی اوسکا جیتھ طور دیکھتے  
ہی ہر سپاہی نے ایسی دلیری کی کہ طرف ثانی کی فوج عاجز ہوئی اور بھی صورت کئی روز تک  
رہی کہ اتنے میں اوسکا شوہر مدد کو پونہچا اور غنیم کو ہٹا دیا جس سردار کی بی بی ایسی تھی اوسکے  
شوہر میں بھی قابلیت اوسکی خاوندی کی تھی اور چونکہ لی آنگ اوٹی خود بھادراور مدبر تھا دونوں  
میں برابر کی چوٹیں چلتی رہیں آخر کو اپنی اپنی حد پر دونوں طرف کی فوج ہٹ گئی اور چند روز  
کی صورت بھی اسی میں ایک نوجوان کم عقل ورنما تجربہ کار و سی کا سلطان ہوا اگر اوسکی تکم  
ہوتی جیسی تھی ویسی نہوتی تو لی آنگ اوٹی شمالی بادشاہت کو اپنے زیر حکم کرتا لیا اسی طرح بھی

کہ شوہر کی سلطنت سنبھالنے رہی اور جنوبی بادشاہ نے جب حملہ کیا ایسا جواب اوس نے دیا  
 کہ وہ بھی ان بھی گیا کہ ایک عہد میں دو بلاؤں کا سامنا پڑا غرض جو وقت اوس کے شوہر کے انتقال  
 کیا اور ہوشی کا نابالغ بیٹا قائم مقام ہوا یکم نائب سلطنت ہوئی اور دربار کے وقت پروے سے  
 نکلتی تھی اور تخت کے پھلو میں بیٹھ کر حکم احکام جاری کرتی تھی چونکہ لامہ گرو کے مذہب پر نظر تھو  
 کی رکھتی اور ٹاؤنیے کنگ فوزی کی ملت والوں کی قدر کم کرتی تھی ان لوگوں نے فریب کرکے  
 اور پیچھے تھمت دیکر قید کر دیا کہ ایک وزیر خوروسے اوس سے آشنائی ہی غرض جو انھیں زندان میں  
 ڈالی گئی ملک کی صورت بگڑی در کسی کی تدبیر کام نہ آئی آخر جب تمام طرف کے فتور سے لوگ محبوس  
 ہوئے یکم کی غلطی ہوئی اور پھر سابق بدستور اوس شہور نے سب کو درست کیا اور لوگوں کو اپنی  
 دانی کے اظہار سے تعجب میں ڈالا اور دشمنوں کو زیادہ رنجیدہ کرنے کے لیے اوس نے بال  
 پروہ اوٹھا دیا اور زنگین اور پرتکلف کپڑے پہنے اور سولہ سے شکار کیے ہر وقت رہتی تھی  
 اتنے میں اوس کا بیٹا جو مر گیا تو امرانے بھی کھانا شروع کیا کہ اوس کے اشارے سے بھیہ سانچہ ہوا تھا  
 جو انھیں بھیہ خبر اوس کے کان تک پہنچی اتنی آزدہ اہل دنیا سے ہوئی کہ سر منڈا کی فقیر ہو گئی تاکہ لایا  
 ہو کر خاقانہ میں جا بیٹھی اور دم مرگ تک پھر نہ نکلی چو شمالی بادشاہت میں بھیہ نقشہ ہوا تھا کہ اوس  
 عرصے میں لی انگ وٹی کو بھیہ خط ہوا کہ بودہ کے پوجاری ہو جیے اور شہر و زینڈتون کی  
 طرح مسجد میں آسن مارے پوجا کیے بھیہ حماقت جوہن سو جھی جانور مارنے اور گوشت کھانکی  
 استیلا تمام مملکت میں کے گئے اور بادشاہ نے خود اپنے لیے ساک پات کی غذا ٹھہرائی  
 اور اسو ایسات میں اوقات کاٹنے کا بھیہ نتیجہ ہوا کہ سلطان کوئی نے ناک میں دم کیا اور ملک  
 اوس خنطی کا براہ ہوا اور اوس کے سردار ہوکنیک نے بلوا کیا اور دار الخلافہ کو لوٹ لیا اس طرح  
 سے عجیب طرح کی خونریزی تمام خطا میں پس میں ہوئی غرض جب بادشاہ کو ہوش ہوا اور اوس نے  
 دیکھا کہ بھیہ سب اوس کے سبب سے تھا تو غم اور شرم کے صدمے سے ۴۹ سالہ میں بعد از انیس  
 کی بادشاہت کے اوس نے انتقال کیا اور اسی کے عہد میں ختن اور سیلان ویپ یعنی لشکا

اور بحر مشرق کے جزائر اور تاتار اور ایران وغیرہ کے سفیر تحفہ لیکر دربار میں اکثر حاضر ہوتے تھے۔  
کننگ وانگ ٹی اور سکاٹیسر ایٹیا جانشین ہوا لیکن اوس باغی سردار ہوکنگ نے بادشاہ کو مارا  
اور قصہ تخت چھین لینے کا کیا غرض سردار شن یاسن کے ہاتھوں سے خود مارا گیا اور یں ٹی خانہ  
لی انگ سے ایک شہزادہ شہ مسیحی میں سند نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بھی عاشق اکسیر تھا کا تھا  
اور رات دن اوسی کے اذکار میں ٹاؤ کے گرد و نکلے ساتھ بیٹھا رہتا تھا غرض یہ حال جب اوسی  
سردار شن یاسن نے دیکھا بلوا کیا اور بادشاہ کو مار کر یں ٹی کو اوسکی عوض بٹھایا اور غفور نے اپنے  
بھائی کے قاتل کو وزیر اعظم بنایا غرض اختیار کل شن یاسن کے ہاتھ میں تھا اور بادشاہ نے بھی  
دیکھ کر اپنے کو تولا اور جب ضعیف پایا تاج تخت بھی اوسکے حوالے شہ میں کر کے گوشے  
میں جا بیٹھا اور اسطرح سے لی انگ کے خانوادے سے جنوبی بادشاہت چھین گئی۔ کننگ ٹی کے  
عمد میں شمالی بادشاہت میں بلوا ہوا اور شہ میں وزیر اعظم نے تاتاری خانوادے کو بے تخت  
و تاج کیا اور اوسکی ڈیرہ سو برس کی ریاست چھین کر تاج سے نکال دیا غرض شاہنشاہ کا خطاب لیا اور قحط  
سلطان کھلایا۔

## تیرہواں باب \*

چین کے خانوادے کے بیان میں

جلوس کرتے ہی شن یاسن نے سب گویے بھانڈ بھکتے بھامیتوں اور لولیوں کو دربار سے  
نکال دیا اور جیتے جی کبھی نہ گانا سنانہ تاج دیکھانہ زیادہ کروفر سے رہا اور رعایا کو آرام کو  
شہ میں مرگیا غرض قبل انتقال کے اپنے تخت میں ٹی کو تخت سونپا اور اوس نے بھی تختوں کے  
مطابق عمل کیا چنانچہ لڑائی بھڑائی یا اور کسی طرح کے اتفاقی امور میں زیادہ اخراجات کی سبیل  
خاص تحویل سے کرتا تھا اور رعیت سے افروغ خانہ مثل دوسرے بادشاہوں کے نہیں لیتا تھا  
شہ میں اس فقہور عادلانہ شعور کا انتقال سات برس کی ریاست کے بعد ہوا اور اوسکا بیٹا  
سن صفر سن میں تخت پر برائے نام بیٹھا کیونکہ اختیار کل و سکے چاچین ہن کے ہاتھ میں تھا چند



روز میں سلطنت کے غنیمت کو سر کر کے خود باغی ہو گیا اور تھتھے سے تخت چھین لیا۔ پین کی کا  
 بھائی سنی ان ٹی اوس بعد چودہ برس تک تخت پر بیٹھا اور اوسکے عہد میں مغولوں اور بعض اطراف کے  
 ملکوں کے سفیر آئے غرض شہ میں اوس نے فوت کی اور اوسکے بیٹے باوچ تخت نشین ہو کر  
 اپنے کو عیش و عشرت میں ڈالا اور رندوں اور خوجوں کی صحبت میں شب روز رہنے لگا اور  
 ایسا ایسا باغ آراستہ کیا کہ تمام عالم کا سامان عیش و انوار اسے مہیا تھا لیکن چونکہ مردم آزار  
 نہ تھا اور ظلم فقط اپنے نفس کرتا تھا رعایا کا بلو انھو اگر سوئی کے خاندان کا سلطان یم کیا نہ  
 بڑا مدبر تھا اور رفتہ رفتہ ایسا زبردست ہوا کہ آخر تخت نشین فغوری پر اوس نے دانت لگایا اور  
 جس حال میں کہ شہنشاہ کا دربار حرم سرا اور مشیر خاص خواجہ سرا تھا بے تردد فوج لیے سلطان سنی  
 چلا آیا اور فغور اور بالکل اوسکے خاندان والوں کو گرفتار کیا اگرچہ وں سب کی جان بخشی آسنے  
 کی لیکن تخت اور تمام املاک اوس نے لے لی اور اتنی مدت کے بعد پھر تمام ملک تھا ایک شخص  
 کی تخت میں آیا اور یم کیا نہ گ نے اپنے خانوادے کو سوکانام دیا چہ تھا کے نامی فغور وین  
 اوس شخص کا نام درج کرنا چاہیے اس لیے کہ بھادر اور مدبر اور غریب نواز اور عدل گستر اور عالم  
 اور شاعر کا قدردان اور خاص و عام کو راحت رسان تھا چہ اس جاہ و جلال پر پھلو میں غلبہ  
 تھا کہ دونوں بیٹوں میں بنتی بنتی بلکہ دشمنی جانی تھی سوا اسکے محل سرا میں ایک جو رو کے قتل پر  
 دوسری مستعد تھی اور ایک حرم سے دوسری کو سید تھی بھانکت کہ سوتون میں جاڑ ہوا  
 اور لہجہ پر چھوٹی بہائی نے ایسا فریب کیا کہ فغور نے ولی عہدی سے اوسکو خارج کیا اور چھوٹے  
 کو اوسکے عوض تجویز فرمایا لیکن بادشاہ نے بڑا دھوکا کھایا اور چھوٹا بیٹا ایسا بد وضع تھا کہ باپ  
 کی حرم سرا و سنے قصد کیا اور نہایت مغرور ہو گیا اور باپ کی شان میں بے عن کئے لگا  
 غرض مٹے وقت فغور ان حرکتوں سے خبردار ہوا اور بڑے بیٹے کو گدی دینے کو بلوایا لیکن  
 اوسکے پونچھے پونچھے حالت افسوس میں انتقال کر گیا بلکہ بعض مورخ کی روایت ہے کہ  
 چھوٹے بیٹے نے باپ کو سینے پر چڑھ کے مار ڈالا غرض جو ہو یہ بیشک ہے کہ عہد

وہ اوس کی موت کا ہوا اور اس صورت میں خواہ روح کو خواہ تن کو ایذا دے کے مطلب  
 رسان ہوا تو پدرکش دونوں طرح سے اوس کو کھنا درست ہے چہ بھر حال باپ کے مرتے ہی  
 وہ گدہ نشین ہوا اور فوراً بڑے بھائی کو گلا گھٹا کے مار ڈالا اس ماجراے شکر کے بعد عیش  
 میں بین نے اپنے کو مشغول کیا اور باغونین ہزار ہارندلیوں اور خوجوں کو لیے سیر کرتا رہتا  
 اور شب و روز نواح اور رنگ میں اوقات ضایع کرتا تھا چنانچہ اوس کا حال راقم نے پھلی جلد میں  
 تفصیل کے ساتھ لکھا ہے غرض تمام عمر میں بھی ایک بہتری رعیت کے حق میں اوس نے کی  
 کہ جب عیش سے سیری ہوئی اور سب طرح کے چرچے سے فراغت ملی بہت سی نہریں اور  
 بنوائیں اور تجارت کو بڑی سہولت ہوئی غرض اسی ایک کار خیر پر اوس کی نیکی کا خاتمہ ہوا اور  
 جنگونین بھی جنگ اوس نے کی کہ جب کوریا کے ملک کا بادشاہ جو ہمیشہ سے باجگذار تھا  
 کشیدہ خاطر ہو گیا اور خزانہ ندیا تو خود فقور فوج لیگ گیا اور اون باغیوں کو تادیب دیکر معمولی  
 خرچ لیا سوائے اسکے خزائر کو چوکا اوس نے سر کیا جس کا حال سی جلد میں آگے لکھا جاوے گا غرض ان  
 سب لڑائیوں کے بعد جب دار الخلافہ میں اوس نے عود کیا تو مملکت کو فقور اور آشوب سے  
 بھرا دیکھا اور ان باغیوں میں سے لی یان سب سے زبردست تھا اور اوس نے فقور کے ایک  
 پوتے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا اور دو مہینے میں بین نے کو مروا ڈالا بعد دو برس  
 جب اوس نے دیکھا کہ فقور اکثر امروں میں خلاف مرضی کے ترکب ہونے لگا اوس کو بے کنت  
 و تاج کر کے بین نے کے دوسرے پوتے کو گدہ نشین کیا غرض بعد چند روز کے فضا نیت  
 لی یان کو ایسا ورغلا تا کہ خود سب پر اوس نے جلوس کیا اور کانگ ٹی کو مروا ڈالا اس طرح  
 سے راوی کا بیان ہے کہ ۱۹۰۰ء میں سو کے خانوادے کا خاتمہ ہوا

## چودہواں باب

نہج کے خانوادے کے بیان میں

لی یان کو نیک فقوروں کے زمرے میں داخل کرنا مقتضائے انصاف ہے اس لیے کہ بڑا

مجاہد خلق پرور اور مردم شناس تھا اور بھادویر میں بچتا ہے عصر اور سپہ گری میں مستثنیٰ روزگار  
تھا تا تا کی قوموں پر بار ہا ظفر بایا ہوا اور بخارا سے خورد پر قابض ہوا اور سمرقند اور قباچق  
کے والیوں نے اسے نذر گزرائی اپنی نیک ذاتی سے سب کو اس نے راضی رکھا جب  
مرگیا رعایا کو براغم ہوا اسی سنہ میں اوسکا بیٹا تانی شاہگ قائم مقام ہوا اور بھادویر اور والی القبا  
نکلا یہاں تک کہ ولایت ایران کی سرحد تک اپنا حکم اوس نے جاری کیا اور تبت بزرگ کی قوم  
سے اور والی قباچق سے اوس نے خراج لیا تیس برس اس نے سلطنت کی اور اسی کے  
عہد میں غالب ہے کہ دین اسلام کا رواج تھا میں ہوا چنانچہ تانی مورخ مسلمانوں کو ہوا کہی ہو  
کھتے ہیں اور بھی لقب اس قوم تارکا تھا جس نے پھلے اسلام کو قبول کیا تھا ۳۸۰ء میں یزدگرد  
شاہ ایران نے مغفور کے پاس سپاہ اور خزانہ کی مدد کے واسطے سفیر بھیجا اوس وقت یزدگرد نے  
خراسان میں اہل ترک کے پاس بہ شکست کامل کے جو عربوں کے ہاتھ سے ایک برس شیر  
اوس سے ہوئی تھی پناہ لی تھی مگر مغفور نے اوس قصے میں ہاتھ ڈالنا مناسب نہانا اور تسلی دیکر سفیر  
کو خصت کیا ۳۸۰ء میں شاہ ہند نے جسکا پائے تخت جی پور تھا مغفور کے دربار میں سفیر بھیجا  
اور اوس کے جواب میں برس وز کے بعد مغفور نے بھی تحفہ شاہ ہند کے پاس بھیجا اور اوجین کے راجہ  
بھی نذر سفیر کے معرفت گزرائی اور خراسان اور ماورالنہر اور روم قدیم اور کشمیر اور سلٹ  
اور نیپال کے والیوں نے اپنا اپنا سفیر نذر لیکر بھیجا اور ہند کے شاہ گدہ نے بھی تحفہ گزارا اور  
اوس کے برس روز کے بعد مغفور نے جو سفیر بھیجا تو شاہ گدہ کا اوس جین میں انتقال ہو چکا تھا اور  
ملک میں تھلک پڑا ہوا تھا اور اسی جہت سے اتفاق ایسا ہوا کہ ایک ہندی سردار نے مغفور کے  
ایچی کو گرفتار کرنے کا قصد کیا اوسکی خبر اوسکو پھے سے مل گئی اور تبت میں فوراً اوس نے پناہ  
لی اور اطراف و جوانب سے فوج جمع کر کے انتقام کو آیا اور ہندیوں کو شکست دیکر اوس راجہ کو  
قید کر کے مغفور کے یہاں لے گیا بعد اوسکے معلوم نہیں کہ پھر کیا ہوا ۳۸۹ء میں اس مغفور کا انتقال  
ہوا اور اوسکا بیٹا کا وچنگ تخت کا مالک ہوا لیکن عیش طلب اور آرام دوست اور زن مرید تھا

اور بھی خیر عیب جو راقم نے بیان کیا سب اسکی خیریت کا ہوا کیونکہ جو بڑی عاقلہ اور دور اندیش  
تھی اور تمام امور سلطنت اوسے متعلق تھی اگرچہ فقور کی والدہ بھی عورت مرد طبیعت تھی اور اکثر امور میں دخل  
کرتی تھی لیکن ایسی خوشنود تھی کہ اگر فقور اپنی بی بی کا عاشق ٹھوتا اور اسکی بات زیادہ نہ سنتا تو ان کے  
ظلم سے بلوا ہوتا سوا اسکے اسٹیل بڑیا کو سلطنت کرنے کی بھیج دیتا تھا کہ جو بھیجے اور اسکا بیٹا اور پوتا  
بیٹھا اوس نے برس و زمین اوسکو تخت سے اتار کے آپ ہی مسند پر بیٹھا اور اکیس برس سلطنت کی وہ بھی  
مدبرہ اور خلق پرور تھی ۶۳۳ھ میں فیروز شاہ ابن یزدگرد کو فقور نے نامہ خطاب شاہ ایران لکھا  
چھ سی چوتھ میں شاہ ختن اور فیروز شاہ ختامین نے اور پانچ برس کے بعد فیروز شاہ نے یزدگرد  
فقور کی نوکری کرنے کی درخواست اس مضمون کے ساتھ کی کہ جس حال میں ہمارے آبا و اجداد تخت  
چھن گیا اور کچھ امید اسکے پھر پانے کی نہ رہی اور ہمیں محتاجی ایسی ہوئی کہ نان شبیہ متعلق آپ کی ذات  
ہے تو مناسب بھی ہو کہ آپ کے کرم کے عوض ہم کچھ خدمت کریں اور حلال کی روٹی کھائیں  
نے فوراً اپنی خاص ملین کا سپہ سالار فیروز شاہ کو مقرر کیا اور بھیجے نقل و ن لوگوں کے واسطے عبرت  
انگیز ہے جو باوجود حکومت نہ رہنے کے اغیار کی بخشش مدارا و قات رکھنے میں شرم نہیں کرتے  
اور محنت کرنا ننگ جانتے اور بھیجے سمجھتے کہ مردانگی کی بھی معنی ہیں کہ اپنی قوت بازو کی روٹی  
کھائیے اور دست سوال نہ پھیلائیے بقول ناسخ کے ۶ بیت ۶ سب کی خالق فی بنا یا کاسہ  
سرواژگون ۶ آدمی اسپر بھی پیش آدمی سائل ہوا ۶ سنہ ۶ میں جی سنگ جانشین ہوا اور  
وہی وہی نہ زیادہ نیک نہ بہت بد نہ بیوقوف نہ عاقل بین بین میں مثل اکثر اہل دنیا کے تھا  
اور اس کے عہد میں کوئی امر اس قابل نہیں واقع ہوا کہ اسکا بیان ضرور ہووے غرض اسکا بیٹا  
ہن سنگ بڑا دانا اور عالم علما و شعرا کا قدر شناس تھا اس سبب سے علم کا بھت چرچا پھیل  
لیکن آخر کو اللہ اعلم کیا مایخو یا اسے ہو گیا کہ اپنی جو رو کو اس نے ڈبو دیا اور اپنے بچوں کو  
خواہ مخواہ مار ڈالا لیکن اسکی سزا تھون ہاتھ ملی کیونکہ ساری رعیت بگڑ گئی اور فقور کو دارالخلافت  
سے بھاگتے ہی بن آئی لیکن بعد نے بادشاہ کی جان بچائی اور سرکشوں کو قرار واقعی سرد

اس بغاوت کے بعد اہل تبت نے پھر رولا کیا اور کئی پرگنوں کو لوٹ لیا ان صدموں سے مفتور  
 کے مایہ نوا نے زور کیا بلکہ ہلاک کر ڈالا۔ اسی عہد میں اقوام عرب سے جو ماورالنہر میں تھے اور  
 ختائیوں سے اکثر سامان جنگ جہاں کا ہوا اور اگرچہ شام میں فوج ختاکو ایسی فتح حاصل ہوئی کہ عرب  
 سب ان کے لیکن شام میں اونکا پھر زور ہوا اور بلوکر کے ختن اور کاشغر اور اکسوا اور ہرشار کے قلعوں  
 کو اپنے قبضے میں اونہوں نے کر لیا مگر اسپر بھی مفتور کی جو بات تھی نہیں گئی اور تین برس کے بعد ایران  
 کے گرد و نواح کے والیوں نے سفیر بھیجا۔ شام میں ہن سنگ کا بیٹا مسند پر رونق افزا ہوا  
 اور سات برس بیٹھا اور پھر ایک مر کے جب تجارت عرب اور ایرانی نے شہر کانتان کو محاصرہ کر لیا تو  
 اُن لگا کے اپنے جہازوں پر بھاگ گئے تھے اور اسکے عہد میں سب طرف امن رہا سوائے اسکے بھی  
 ایک بات قابل تذکرے کے وقوع میں آئی کہ خلیفہ کے سفیر سب دربار میں تحفہ لیکر آئے اور سر فرما  
 ہو کر رخصت کیے گئے تھے۔ شام میں ٹانگ تخت پر بیٹھا اور رفتہ پھر جاگا اور غنیموں نے سر اٹھایا  
 لیکن مفتور سب پر غالب رہا۔ شام میں اوسکا بیٹا ٹی سنگ قائم مقام ہوا اور باوجودیکہ  
 حماقت اوسنے کی کہ خوجون کو پھر ثروت دی گویا پاؤں کی جوتی سر پر رکھی لیکن اقبال بسا  
 زبردست تھا کہ باغیوں اور تارکیوں کی یورشوں سے کچھ ٹھوسکا اور مارون رشید نے  
 اوسکے جاہ و جلال کا حال سن کر تحفہ بھیجا۔ اوسکا پوتا شام میں مسند آرا ہوا وہ عالم اور عقل  
 تھا یہ دیکھ کر خوجون نے ترغیب دے دیکر اکیسربقا کا استعمال اوس سے کروایا غرض جب  
 اونچرخ عظم نے ہلاکت کے قریب آسکو پونچھایا ہوش مشرق گیا اور بالکل حضور می خواجہ سراؤں کو  
 اپنی مرگ کے قبل اوسنے مروا ڈالا اور بھیہ انتقام لیکر اون لوگوں کا ہمارا ہی ہوا۔ شام میں  
 اوسکا بیٹا ہن سنگ جانشین ہوا اور ختائی مورخوں نے اوسکے ذمے یہ تصور ٹھہرایا ہے کہ  
 کے لیے فقط ایک مہینہ اوس نے غم کیا حالانکہ تین برس کا ماتم لازم تھا سوائے اسکے حیا شہ  
 کاہلی کا بھی آرام اوسکے سر رکھا گیا ہے غرض اکیسربقا کے ختم میں وہ بھی آ گیا اور اپنے کو اپنی  
 تمام کیا۔ شام میں اوسکا پوتا کینگ سنگ تخت پر بیٹھا اوس نے جلوس کی نے کے ساتھ ہی

قصہ یہ کیا کہ خوجون کو سب عہدوں سے معزول کرے اور خاک میں ملا دیوے کیونکہ انہیں لوگوں  
 کے ورغلانے سے اسکے باپ اور دادا کی جان گئی تھی لیکن ان نیکو کاموں نے اسکی طبیعت اپنے  
 برگشتہ دیکھ کر ایک رات کو خواب میں اسنی مٹھا کر کے مار ڈالا اسکا بہائی ون سنگ چودہ برس فقور رہا  
 اور خواجہ سراؤن نے اسے صے کے بعد جو بھی دیکھا کہ اسکی حکومت میں کمی آنے لگی فوراً اسکو مار ڈالا اس  
 بعد ون سنگ تخت پر بیٹھا وہ بادشاہ نیک طبیعت اور عالی ہمت تھا اور ایسا مذکر تہ تیو نہیں پر پاشی سے نفاق ڈلوا  
 اور بیٹھا ون لوگوں کا تماشا دیکھتا رہا کہ سطح سے وہ آیس ہی میں لڑتے جھگڑتے تھے اور ایک کا ایک سر کاٹتا  
 اور یورشس کی فرصت نہ پاتا تھا غرض ایسے دانا شخص کو معلوم نہیں کیا فقرہ خوجون نے دیا کہ کس قبا  
 کو اس نے رست سمجھا اور اوسکی استعمال میں اپنے کو ہلاک کیا چونکہ تاریخ ختا سے ظاہر ہے کہ اس  
 بادشاہ نے فرمان پر قہر عیسائیوں کے حق میں جاری کیا اور ان کے گرجوں کو توڑا ڈالا اور پادریوں کو  
 ملک سے نکلوا دیا سمجھتے سے ثابت ہے کہ عیسائی مذہب ختام میں آیام کے قبل عرصے سے رائج تھا  
 جب اسنگ مر گیا خوجون نے ایک شہزادے لن سنگ کو بیوقوف اور خبط الحواس سمجھ کر تخت دیا اور  
 وہ بھی ایسا چالاک و زدی ہوش تھا کہ جب اسنے کو مضبوط نہ دیکھا خوجون کے سامنے آؤں بار بار  
 لیکن جب ایک زیر رز و شہنشاہی مرضی کے موافق ملا فوج فریب کا پردہ اسنے اٹھا دیا اور  
 خوجون کی فکر میں چلا لیکن ون لوگوں کا اختیار ایسا تھا کہ بادشاہ اور وزیر دونوں کو ایک ڈرو نہوں  
 نے زہر دلوا دیا ۳۹۹ میں سنگ چانگ گدی نشین برائے نام ہوا کیونکہ فرمان بردار کا فرمان  
 تھا اور طرح وہ زن مرید تھا محل والیاں خوجون کی تابعدار تھیں جس امر کو انہوں نے چاہا وہی  
 تکلف ہوا بعد اس کے اسی سنگ اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا اور خوجون کو مالک کل بنا کر آپ عیش میں  
 اوقات بسر کرنے لگا باوجودیکہ خوجون کے ظلم سے بڑا ہوا اور انواع طرح کا قتلہ مشہور ون نے برپا کیا  
 لیکن فقور دنیا اور ایفھا کی کچھ خبر نہیں کھتا تھا آخر کو جب مر گیا اور اوسکا بیٹا ہی سنگ بارہ برس کی  
 عمر میں قائم مقام ہوا ملک کا حال قریب تباعی کے پونچا تھا اور خدا نے غضب بھلا دسی وقت  
 نازل کیا کہ رعیت قحط اور خشک سالی کی شدت سے جان بلب ہوئی اور خوجون نے اوسپر جب مہولی ترانیکے



یہ رعایا کو تنگ کیا بلو کی آگ شعلہ فگن ہوئی لیکن وقت کی خوبی ایسی تھی کہ فی کینگ سپہ سالار نیک  
 کروا فغفور کی فوج میں تھا اوس نے باغیوں سے ایسا بند و بست مقول کیا کہ فتنہ زیادہ نہ بڑھا  
 شہ میں ہی سنگ نے اقبال کیا اور اوس کا بیٹا چو سنگ تخت نشین ہوا غرض جب خوچون دیکھا  
 کہ وہ مفتن اور مدبر ہے اور احکام میں اوس کے عجب طرح کی دانائی اور پیش بندی معلوم ہوتی ہو  
 فوراً جو اس سے بے اور سمجھی کہ ایسے شخص کا دور اگر رہے گا تو ہم لوگوں کی حکومت بیشک اٹھ جاوے گی یہ سوچ کر  
 اون مردودوں نے ایک روز فغفور کو محل سر میں غافل کر ایک چہ بچے میں ڈال دیا اور دروازے میں  
 قیل سا کھانا دینا شروع کیا غرض وزیر اعظم نے کسی فکر سے اپنے خاوند کو اوس کدھے سے نکالا اور نہ  
 اور دو چار وزیرین فاقون سے مر جاتا انقصہ جب فغفور کی جان بچی اور اون موزیوں کے ہاتھ سے  
 مخلصی ہوئی دیکتوں کو بادشاہ نے اجازت خوچون کے قتل کرنے اور لوٹ لینے کی دی اور لوگوں نے  
 اپنی دانست میں ایک خوچو کو تمام مملکت میں زندہ بچھوڑا اور اون کے مکانات کھدوا کر دھینے نکالا اس طرح  
 سے تمام عالم کا صبر و نطمون پر پڑا اور فغفور نے اتمام لیا لیکن دن ناکسوں نے اس خانوادہ کو ایسا  
 کر دیا تھا کہ ایسے بادشاہ نیک تدبیر سے بھی کچھ نہ سکا اور گھڑی گھڑی ترل ہونے لگا آخر کو سلطان بیکان  
 نے بلو کیا اور فغفور کو مار ڈالا اور چند روز کے لیے ٹانگ کے خانوادہ کے ایک شخص کو برائے نام تخت پر  
 بٹھا کے اٹھا دیا اور کچھ جاگیر کھانے کے لیے دیکر آپ سند نشین ہوا اسی طرح سے ٹانگ کے  
 خانوادے سے تخت شاہنشاہی چھین گیا اس سانحہ کے بعد پچاس برس کے عرصے میں پانچ  
 خاندان فغفوروں کے ہو گئے کسی میں دو اور کسی میں تین اور کسی میں چار بادشاہ ہوئے اور چونکہ کوئی بت  
 قابل تاریخ میں درج کرنے کے اون لوگوں کے قتمین نہ ہوئی اور سوا آپس کے سر ہٹول کے کچھ وقوع میں نہیں آیا  
 اس لحاظ سے راقم نے تفصیلاً لکھنا فضول سمجھا غرض چو کو ٹانگ میں پانچویں گھر اسکا وزیر اعظم بچھلا فغفور  
 خاندان سنگ کا ہوا اور چونکہ تین سے اونیس برس وہ مالک حاکم رہے اور اسی عرصے میں بڑے

بڑے ماجرے ہوئے ذکر او کا ضرور

نقطہ

## پندرہواں باب

سنگ کے خاوادے کے بیان میں

چونکہ نگین کے آباواجداد امریکبار اور سرکار میں عمدہ دار عالی وقار تھے اور چون کہ عیال کی مرہی سے یہ شخص تخت پر بیٹھا لقب اسکا لیسو ہوا اس لفظ کے فقط معنی سے ثابت ہی کہ یہ شخص بسبب نیکی کے بڑے رتبے کا تھا چنانچہ ٹیٹو کا ترجمہ قبلہ گاہ عالیجاہ ہی اور یہ خطاب زبان خلوت نے نے ساختہ دیا اور حقیقت میں جب تک جیار عیال کے ساتھ مشل پیر کے ہمیش آیا اور کوئی حرکت ایسی کہی اوس سے صادر نہ ہوئی کہ اذنی سی رعیت کو ایذا پہنچی اس جہاں جلال پر اتنا دشمن فضول خرچی اور خوش لباسی اور شکم پروری اور ہر طرح کی نفس پرستی کا تھا کہ اپنے محل سر کی ستوراتون کو سولے سادی سید ہی وضع کے سنگا و تکلف کی تنہا ہتی اور بد براؤد بجا در ایسا تھا کہ آخر تلج و تخت حاصل کیا اور باوجودیکہ خود ایسا فاضل نہ تھا کہ اوسکی لیاقت کی شہرت ہتی لیکن شعرا اور علما کی قدر پہچانے اور عزت دینے والا تھا اور دم مرگ تک دولت سر کے چارون مرد و ازون میں سے ایک کو کہی نہ دن نہ رات کو بند رکھا اسکا سبب جب کسی نے پوچھا جواب دیا کہ میرا گھر مثل میرے دل کے ہر وقت کھلا رہتا ہی تاکہ جو داؤد خواہی کو آو اپنی داد تک پونچھے میں کسی دربان کا ممنون احسان نہ ہوں اور سوا اسکے جو لوگ غلام و کنیز کی قسم سے ہمارے گھر میں بین مختار چلے جانے کے ہر وقت رہیں کیونکہ نوکر بیدل دشمن کے برابر ہی ہوتے ہیں ۹۶۹ میں جب وہ بادشاہ جہان فانی سے ملک جاویدانی کو گیا تمام عالم نے عم کیا اور بدتوں تک حیب اوسکی یاد آتی ہتی لوگوں کے دلون سے نالہ و جزین بلند ہوتا تھا اوسکو نذر دینے کے لیے سفن اور ختن کے بادشاہوں نے سفیر بھیجا اور غلیف

طبع القدا بوالقاسم ابو العباس نے جو خلفاء آل عباس تھے سنہ ۳۶۲ ہجری میں تھنہ  
 ہیجا اور دوستی کا نامہ مغفور کو لکھا اور اسکا بیٹا ٹی سنگ قائم مقام ہوا اور باوجودیکہ بھادر  
 اور یقین تھا لیکن تاتاریوں نے براہ جز کیا اور ہمیشہ تنگ رکھا آخر کو اولن صحرائیوں کی فوج  
 بیچ ملک کے کوٹھی اور تاراج کرتی چلی آئی لیکن اسنے ہٹانے کی بیٹہ تدبیر مغفور کو سوجھی کہ  
 شب کو ہر ایک ختائی سپاہی نے دہنے ہاتھ میں تلوار اور بائیں میں گھاس کا پولاجھا کے  
 شور و غل کے ساتھ تاتاریوں پر ہلایا اور اسنے گھوڑوں کو ایسا بھڑکایا کہ دم بہر کا ہی مقابلہ کر کے  
 غرض اس شکست سے بادشاہ کو غصہ دو ایک مہینے کی ہلت ملی کیونکہ دوبارہ اسکی فوج آئی اور  
 مغفور سے پھر صلح کرنے کے کچھ بن آئی اس مغفور کو ہند کے بعض راجوں نے نذر بھیجی تھی  
 اور دوستی پیدا ہوئی آرزو ظاہر کی تھی سنہ ۹۴ میں اسکا انتقال ہوا اور اسکے بیٹے  
 حسین کو تاتاریوں نے اتنا تنگ کیا کہ آخر کو مغفور سے خراج قبولوایا اور بعد اسکے بار دیگر  
 یورش کر نکلا اقرار کیا لیکن بعد چند روز کے وہی پرانا نقشہ پھر ہوا اور انگ ٹانگ اگر ایسا  
 وزیر بابتہ تدبیر نہ ہوتا تو زیادہ پیچ پڑتا کیونکہ بادشاہ بزدل اور ضعیف العقل اور اکثر اوقات اپنے خوابوں  
 کی تعبیر خواجہ سارون سے پوچھتا رہتا تھا اور ان مرد کون نے اپنی قوم کو منظور نظر کرنے کے  
 لیے ہمیشہ اسی بطالت میں مغفور کو رکھا تھا اور خوب اپنا ہاتھ پائون پھیلا یا اور ظلم ہی حتی  
 الامکان کیا اس بیات میں صرف اوقات اور راجی پرستی کرنے کا نتیجہ براموتا اگر وزیر عظیم  
 سلطنت کو سنبھال نہ کرتا ہر سنہ ۱۰۲۲ میں اس بے وقوف بادشاہ نے جہان سے  
 رحلت کی اور اسکا بیٹا جنک سنگ صغیر سن میں تخت نشین ہوا جب تک کہ نابالغ رہا اور  
 اسکی ماں نے امور سلطنت کا انجام کیا تاتار کا زور کچھ تھا تھا لیکن جو بھین بھید گدتی  
 بیٹھا اور اپنے احکام جاری کرنے لگا اس قوم نے پھر قصد یورش کا کیا غرض اسکا عیب  
 ایسا پڑا تھا اور بادشاہ کو بھید خوف پیدا ہوا کہ کوئی لاکھ روپے اسنے تاتاریوں کو نقد دیا  
 اور کئی شہر خاص ختا کے جو اسنے قبضے میں چلے تھے مگر چین لیے گئے تھے سب کو مغفور نے

واپس کیا غرض اس طرح سے آبرو اور جان کو بچایا اس کے بعد میں کئی ملکوں کے سفیر حاضر ہوئے اور  
 مائیکل قسیر روم نے اپنے پاس تخت عثمانیہ سے تحفہ اس فقیر کو بھیجا اس بادشاہ کے بعد میں  
 بادشاہ اور پے در پے اپنی اپنی باری سے تخت پر چند سال بیٹھے اور مر گئے اور ان کے بعد میں  
 کوئی ساتھ قابل فکر کے نہیں ہوا غرض جب ہوئی شک مسند پر بیٹھا تو نیوچی تاتار کی قوم کو اس نے  
 ہلا کر نوکر رکھا کہ وہ دوسری قوم تاتار کے ساتھ کئی پرگنوں کو بے بیٹھے ہوئے تھے لڑینگے  
 اور خانیوں کا عوض لیونینگے غرض ان لوگوں نے کیا کام کیا کہ اس قوم سے ملک چین کے آپ  
 ہی اوپر قابض ہوئے بلکہ دوصوٹے اور بھی سٹے تحفے لے لیے اور خود دشمن فقیر ہوئے  
 بقول شخصی صلا نشد بلا شد آخر الامم فقیر فوج لیکر ان کے معرکہ کی طرف گیا اور چاہا کہ ایک حد  
 لوگوں کی عملداری کی مقرر کرے تاکہ پیچھے قبیضہ نہ ہووے لیکن وہاں پہنچا تھا کہ تاتاریوں  
 نے کین گاہ میں اس کو گرفتار کر لیا پھر ماجرا یہ ہے ۱۲۵۵ھ میں ہوا اور اس کے بیٹے  
 کن سنگ نے خبر سنتے ہی چھ وزیروں کو اس لیے قتل کیا کہ ان کی سازش سے فقیر دشمن  
 کے ہاتھ ہمیں گیا تھا پھر سب کچھ اوس نے کیا لیکن تاتاریوں کو لڑکر شکست دے سکا نہ اپنے  
 باپ کو کسی تدبیر سے چڑھایا بلکہ ان لوگوں نے پہلے ہونان کا صوبہ چین لیا اور بعد اس کے  
 دارالخلافہ کو قبضہ کیا اور فقیر کے اقربا اور محل اس کے ہاتھ میں آیا اور تاتار  
 کا سردار تخت پر بیٹھا اور آپ ہی آپ فقیر کو ہلا یا غرض کن سنگ نے ہٹ کے ہانگ پور  
 کے شہر کو اپنا پای تخت کیا اور جب مر گیا اس کا بیٹا کا و سنگ قائم مقام ہوا اس عرصے  
 میں فقیر ایسا عاجز ہوا کہ خان تاتار کے پاس عرضی مثل نوکر کے کرتا تھا اور لفظ چین لینے  
 خادم کا اپنے حق میں کہتا تھا لیکن وہ تاتار ایسا احمق نہ تھا کہ ایک فقرے میں آجاوے  
 اور اپنی بازی کو نہ کیلے لیکن اس قدر انکساری سے اتنی بات حاصل ہوئی کہ اسیر و نین  
 جو شخص خاندان شاہی کا مرتا تھا اس کی لاش کا و سنگ کے یہاں کفن دفن کے لیے بھیج دی جاتی تھی  
 اور یہی مروت غنیمت نہی اس لیے کہ یا نگ نہی کیا نگ کا دریا سے موج اور غار اگر مانع نہ ہوتا تو

ہانگ چین ہی فغور کوتا تار جا کر گھیرا اور ایک دفعہ اسی قصد سے اپنے رسالے کو لیکر اوس  
 دریا کے کنارے تک گیا لیکن اوس بحر ہونا ک مین گھوڑا ڈال کے پار جانے سے سواروں نے  
 انکار کیا اوس وقت عدول بھی کے باعث سے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ سردار تار کا مارا گیا سنہ ۱۱۹۲  
 میں ہوسانگ تخت یر بیٹھا اور تار یون نے نہ اس بادشاہ کو ستایا اور نہ دوسرے کو جو سنہ ۱۱۹۳  
 میں قائم مقام ہوا غرض سنہ ۱۱۹۹ میں نیم سنگ فغور ہوا اوسے جو کم بختی ہوئی سنگ کی طرح  
 آئی اوسے مغلوں سے نیوچی تار یون کو فارت کرنے کے لیے عہد و پیمان کیا اور ان یون  
 قوموں میں جو لڑکیاں اس سبب سے چنگیز خان اور اوس کے بیٹوں اور پوتوں کے وقت میں یون  
 باب آئندہ میں مذکور ہو ونگی لیکن مفت میں خانی پیسے جاتے تھے اس لیے کہ خبکی منع  
 ہوئی وے خانیوں کو دشمن کی رعیت جان کر لوٹے مارتے آکے بڑھتے تھے اور جنگوں  
 شکست ملتی تھی وے تاراج کرتے پیچھے ہٹتے تھے تاکہ دشمن کے ہاتھ کچھ نہ لگے غرض  
 دونوں قوم تار کو بچتی کے دوپلے سمجھے اور خانی بیچ میں مثل گھون کے پیسے جاتے تھے  
 سنہ ۱۲۹۹ میں تو سنگ فغور ہوا اور بد کردار نکلا امرائے قبل خان چنگیز خان کے پوتے  
 کو جو خاقان تار تھا پیام ملک حوالہ کرنے کا پہنچا غرض چونکہ باب آئندہ میں اسکا حال  
 بالتفصیل ہی بیان مختصر ہی کہنا چاہیے کہ خاقان کے سرداروں نے پرگنے کے بعد  
 پر کسے چھین لیا اور بادشاہ کو اوس پر بھی بجز عیش کے کچھ نہ سوچا آخر کو جب مارا گیا اور تین بیٹوں  
 میں سے دوسرا انگ سنگ سنہ ۱۲۷۷ میں عالم طفولیت میں قائم مقام ہوا اوس وقت قبل خان  
 نے سردار بابا یان خان کو فوج تبار کے ساتھ دار الخلافہ کے لیے کو بھیجا اور خانیوں نے جواب دیا کیا  
 اکثر شکست پائی آخر کو شہر ہانگ چو فغور کا پای تخت چھین گیا اور صاحب اوس کم بخت تخت کا گرفتار  
 ہو کر قبل خان کے حضور میں پہنچا گیا اگرچہ اوسے اسیر رکھا لیکن ظاہر غرت کرتا رہا افرغز دوسرے  
 دو بہائی چند فقاہر افریبا کے ساتھ جہاز پر سمندر میں بہا گے اور ایک بعد دوسرے کے  
 طاقت کی راہ سے فغور کھلا لیکن ہان ہی تار یونچے اور کان کمان کے شہر اور صوبے کو

فتح کر کے خاندانِ الون کی تلاش میں اونکی بھرنی اس صے میں ایک بھائی مرکا تھا اور ایک بچا وہ اپنی ماں اور وزیرِ اعظم اور چند دوستوں کے ساتھ اپنی بھرنی تھا کہ نفل امیر البحر لو پچا اور اٹھی بھیجا کہ اگر قبل خان کے حضور میں چلو تو بہتر ورنہ مقابلہ کرو سکا جواب ختائی وزیر نے بہت سخت دیا اور سامنا بحر سے بھرکا ہوا اوجھ سے شام تک ایسی لڑائی رہی کہ سمندر کی رنگت بدل گئی لیکن آخر ختائی بھگوت کال ملی غرض جب یہ نوبت پہنچی کہ تاتاری جہازوں نے سارے ناکے نکل جانے کے لیے اور شاہزادہ اور وزیر اور اسکے ساتھی سب قریب گرفتاری کے ہوئے وزیر اپنی بی بی اور لڑکوں کو سمندر میں ڈال دیا اور شاہزادے کو کھاخاوند موزیوں کے ہاتھ پڑنے سے آبروریزی اور بڑی خرابی ہو گئی مہاجنا چاہیے یہ کہ اس نے اور فقور کو گو دینا دھپا پانی میں کود پڑا اور اسے سیلے گنگ لگھرانے کا خاتمہ ہوا اور ختائی کا دور ختائین شروع ہوا بعد شاہزادے اور وزیر کے خود کشی کے اکثر امرا اور وزرائے اوسیلے اپنے اپنے کو ہلاک کیا اور ختائی امیر البحر نے جب سب کا چھہ طور دیکھا سمندر میں غوطہ لگا کے اون بہادر وں کا پیڑ ہوا

## سولہواں باب

نفل کے خاندان کے بیان میں

جب کہ ترک کی سلطنت بگڑی اور اونکی جمہیت ادھر ادھر پریشان ہو گئی تو اونکے اقوام طبقہ تاتاریں پناہ لئے ہوئے ایک گروہ تھی کہ جس کا لقب منغل تھا اوسکا حال تفصیلاً تیسرے دفتر میں لکھا جاوے گا یہاں اتنا ہی کافی ہے کہ قبل خان اوس قوم سے تھا مگر چونکہ اوسکے دادا چنگیز خان نے پہلے مملکت چین میں تاتاریوں کی اور سکے وقت اوس قوم کی آمد و شد وہاں ہوئی اور آخر کو اوس ملک میں اونکی سلطنت کی بنا کی گئی اوسوے لازم ہے کہ اوسکی کچھ کیفیت لکھی جاوے تاکہ معلوم ہو کہ کن جمہتوں سے ان لوگوں کا دخل ختائین ہوا اور اونکے آنے کا کیا باعث تھا اور کیا نتیجہ اوسے حاصل ہوا اگرچہ واقعی یہی ہے کہ آدمی کی حقیقت حال اوسکے جوہر ذات سے متعلق ہے اور جب کہ خلائق اوسکی بدی پر نفیر یا اوسکی نیکی پر تحسین کرتے ہیں تب حسب نسب کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی ہے اور نہ باپ و دادا کی بزرگی نفرت کو کم کرتی ہے اور نہ اون لوگوں کی بدکرداری بیٹے کے حق میں مضر ہوتی ہے لیکن باہنہ سلف کے اکثر سیر و تاج میں نامی آدمی کی پیدائش کے



باب میں ایسے افسانے ہیں کہ جابلوں کو اوس کے بیان عجیب سے مریت ہوتی ہے اور شیہ کو اس کے دروغ پر ہنس سکتی ہے  
 ہی اسکی مثالیں ہیں صبر و ہمت کیونکہ جس نے کتاب بینی دہی سے بھی کی ہی صدائے عقلمیں اس طرح کی اوسکی نظر  
 سے گذری ہوونگی چنانچہ مغلوں کی تاریخوں میں چنگیز کی پیدائش کے باب میں روایت عجیب ہے کہ اسکا  
 ایک چلمہ یہ ہے کہ ایام قدیم میں اوس خاندان کے خواہن سے ایک شخص کے جسکا نام حیدرخان تھا  
 دو بیٹے تھے جو باپ کے جیتے ہی مر گئے غرض ایک کے بیٹے مسمی دی جن باباں سے دوسرے کی بیٹی مسماؤا  
 قوا کا نکاح ہوا اور دادا کے تئوں بعد جب دی جن باباں کا انتقال ہوا دسپے اور اوسے جو رو کو چھوڑ گیا  
 اور وہ نیک بخت اپنے لڑکوں کی پرورش میں مشغول رہی چند روز کے بعد ایک صبح کو جو سوا سب سے اوسکی نگاہ  
 کھلی خیمے میں بڑی روشنی مثل آفتاب کے دکھائی دی تعجب سے خیال کرنے لگی کہ یہ روشنی کہاں سے آئی تو رات  
 میں عکس جو پہلا تار تار رفتہ رفتہ سمٹنے اور صورت باند بنے لگا اور آن کی آن میں اوسے تو شبیہ ایک مرد حسین اور  
 وحیہ کی پیدا ہوئی الاں قوا حیرت زدہ ہو کر چاہی کہ اوسٹھ کر بہا گے مگر رات پانوں نہ اوٹھے تب قصد چلانے کا کیا  
 مگر زبان سے آواز نہ نکلی کہ اتنے میں وہ شکل اوس کے ساتھ ہم لہر ہوئی چند روز میں جو علامت زن حاملہ کی آئین  
 ظاہر ہوئی اوسوقت تمام تار یوں میں شہرت ہوئی اور سرداروں نے قابل قتل کے اوسکو تجویز کیا اوسے  
 تمام ماجر کہ سنایا اور یہ کہا کہ پورے دن تک آپ سبک پر ہے اگر تین بیٹے میرے نہوین تو بچہ قتل کیجیے  
 ورنہ میرے بیان کو واقعی جانئے آخر تین بیٹے اوس نیک بخت کے پیدا ہوئے جنکے نام لوگم گتاگرن اور  
 باسکن ساچی اور بوزنجر رکے گئے جبکہ ایک لقب نورانیوں یعنی اطفال نور ترکی زبان میں ہی غن  
 اوسے روایت کا بیان ہے کہ بوزنجر کی نسل سے چنگیز خان تھا مگر تحقیق یہ ہے کہ قوم غل کی ترقی چنگیز خان سے  
 پیدا ہوئی اور اوسکا باپ یسوی خان بہادر تھا جسے اسٹھ کا نام تموجن اس لیے رکھا کہ جس روز دوسرے  
 خرفے کے مغلوں کے سردار سبھی تموجن پر ظفر بایا ہوا اوسے دن چنگیز کی پیدائش کی خبر پہنچی اور تاکہ اوسخ  
 کی بادہو یسوی خان نے بیٹے کو وہی نام دیا نقل ہے کہ پیدا ہوئے ہی لوگوں نے دیکھا کہ اوسکی آنکھیں نہ ہی  
 ہوتی ہی انگلی کھول کے دیکھتے ہیں کیا کہ ایک دلاخون بنجد اوس میں ہی اوسکی تعبیر وزیر نے یہ دی کہ  
 لڑکا بڑا سردار ہوگا اور اکثر ملکوں کو فتح کریگا اگرچہ ایسے ماجر سے کہ ہونے کو کسی شخص کے ایسا کہنے

میں تعجب نہیں لیکن اغلب ہے کہ یہ لطیف فقر بعد جنگیز کے قیوم شد ہونے کے طیار ہوا جب کسی کے چھوٹا  
 ہو نیک کا خوف نہ تھا غرض جب جنگیز تیرہ برس کا ہوا اس کے باپ نے انتقال کیا اور اسکی ماں اولن ایک خانم  
 حکمرانی کرنے لگی بعض اقوام تاتار کے جو تاجدار سیو کی خان کے تھے یہ سمجھے کہ بلو یکا عین وقت یہ ہے کہ زمام  
 حکومت کم عقل عورت اور غیر میں کے لڑکے کے ہاتھ میں گرنے بیٹھے کہ ایسے شخصوں کے واسطے طفلی کا ایم  
 صرف سن کی جہت سے نہ کہ عقل کے سبب ہوتا ہی اور بزرگی بقول سعدی علیہ الرحمہ عقل ست نہ بسال غرض چنانچہ  
 یہ لوگ بگڑے جنگیز تلوار لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور اونپر ایسا بی تامل جا پڑا کہ سرکشوں کو بجز بھاگنے کے کچھ بن نہ آئیں  
 بائیں شکست کامل و نہیں نہ ملی اگرچہ اتنا ہوا کہ جنگیز خان پر ناخت کرنے کہ تہیہ میں جو سرگرمی تھی ٹھنڈی ہو گئی  
 اڈائی تین برس کے بعد جنگیز کو خبر ملی کہ تیس ہزار فوج تاتاریوں کی اس کے ملک پر پورس کو قصد ہو طیار ہو رہی  
 ہے یہ سنتے ہی اس نے تیس قوم مغل کو جو تاجدار تھے جمع کر کے ایک صف باندھی جسکی پشت پر خیمے اور روشنی  
 اور عورت اور لڑکے باندھے اور یہیں وغیرہ سب سے سنا ہوا جنگیز خان ایسا ایسا کام کیا کہ ہر سو بڑا  
 پرانے سپاہی زخم خوردہ جنگ آزمودہ اسکی مردانگی پر حیرت زدہ ہو سہو کے ہوش جا رہے آخر دشمن کو ایسی  
 دی گئی کہ پانچ یا چھ ہزار لاشیں میدان میں رہ گئیں اور ہزاروں مرد گرفتار کیے گئے اس فتح کے بعد تموجن نے  
 اپنے سرداروں اور سپاہیوں میں بالکل یغیا بٹ دیا اور ستر ستر ہزار باغیوں کو کہو لے پانی کی دیک میں ڈلوایا  
 اور اس کے مال و اموال لٹوا کے عورت اور لڑکوں کو اسیر کیا اسکی شہرت جو ہونی اطراف و جوانب کے خواہ  
 تموجن کی دوستی کے خواہان ہو غرض اسوقت میں تیوچی یعنی خرب تاتار کا سردار تمام ملک تاتار ملک تاتار  
 خاقان کہلاتا تھا اور تموجن مثل اور خونین کے اوسکا باجگزار تھا اور اسی ایام میں بعض سرداروں کی سرکشی  
 سے تموجن اور طفل خان قوم قرانت کے سردار کو حکم باغیوں سے جنگ کرنے کا ہوا یہ گئے اور فتح کر کے  
 آئے اور تموجن کی بہادری اور سپاہگری خاقان کو ایسی پسند آئی کہ اسکو فوج کے ایک عمدہ جلیلہ سردار  
 ہوئی طفل خان کا مذہب عیسائی تھا جب اس طریقہ کرایان کا رواج تاتار میں ہوا اور عیسائی پادری  
 بہت سے پرستون کو اس یار میں اہراست پر لگاتے تو یہ سرداری اونکا مدد ہو کر اپنا نام جان لینے پوخار کہوایا  
 تھا اور چونکہ سرگرم اور جانفشان عیسائی مذہب کے رواج دینے میں تھا اور پادریوں نے ہی اسے معزز کرنے کو

یہ خطاب پادری کا دنیا صلاح وقت سمجھا انہیں جہنم کے لفظ پر سٹرینے پادری اس کے نام قبل تاریخ میں  
 دیکھنے میں آیا اور پھر ہی پریسٹر جان ہی کہ جس کے باب میں قدیم رایتوں میں ایسے اس کے گئے ہیں کہ حیرت ہوتی  
 ہی غرض حقیقت میں قوم قرارت کا وہ سردار تھا اور مقام قراقرم میں اس کی دار الحکومت تھی کئی امر میں توجہ  
 او اس کے باب کا ممنون احسان بھی شخص تھا لیکن شکاری ظاہر کر کے اس میں دوسری چیز کا جسے توجہ کی طرف سے  
 اس کے ملک چھین لینے کا مقصد کیا تھا جلا اور جنگ کا سامان بچھن کیا آخر کار بڑی لڑائی ہوئی اور جس طرح  
 ہمیشہ توجہ کو فتح ہوتی تھی اس فوج بھی حاصل ہوئی اور طفل بہادر کا سر نعمان تار کے ایک خان کا ٹالا  
 چند روز میں اس کا شریک ہی جو بانی مانی اس فساد کا تھا مارا گیا اور اس کے لڑکے بالے اسیر ہو کر توجہ کے پاس بھیج  
 دیے گئے اور یہی خاتمہ پر سٹری جان گھرانے کا ہوا اس کے بعد کئی خواتین سردار نعمان تار اسمی تاباغ کے شریک  
 ہو کر دستہ بیک ہوئے لیکن توجہ کو سب پر فتح ہوئی سرمایہ بھی لڑائی ہوئی اور بہار کے ایام میں قوم مرکات  
 خان پر دستہ فتح پائی بعد ان لڑائیوں کے اطراف و جوانب کے تمام سرداروں پر ثابت ہوا کہ توجہ کا مقابلہ  
 ہی تب سہولت باہم ہو کر عرضی کی کہ ہم سب تالعداری کرنے کو حاضر ہیں اس وقت میں ایک آزاد مجذوبہ  
 اون خواتین کے مجمع میں جا بک آگیا اور کہنے لگا کہ خدا اپنی مرضی کا اظہار مجھے کیا ہی کہ توجہ بالک سرور نے  
 کا ہو گیا اور بعد اس کے گھرانے میں اس کے خاقانی کا مشہور رہے گا اسطرح اس کو لقب چنگیز خان کا دیا  
 چنانچہ جس اس کی بزرگی ظاہر ہے پھر کھر چلا گیا اور قیاس سے بعید نہیں کہ اس مجذوبہ کا اسی مقام میں  
 عین وقت پرانا اتفاق ہے نہ تھا اور غالب ہی کہ اس کو اشارہ اس طرح کے کہنے کا ہوا تھا تاکہ وہ سردار  
 جو باوجود واقف ہو اس کے کہ چنگیز خان کی برابری کرنی دشواری مگر اس واسطے کہ اپنی زبان سے  
 جس کا اقرار و کونا گوار تھا اس کے اظہار میں خفیف نمودین خدا اس کی پیہ راہ کالی بہر حال اس آزاد  
 کا پیہ کہنا تھا کہ تمام سرداروں نے اپنی اپنی فوج ایک میدان وسیع میں جمع کر کے موافق اس دستور اور ضابطہ  
 جو ان کے بیان مروج تھا اور حکم بیان اسی جگہ تیسرے دفتر میں ہی توجہ کو خطاب چنگیز خان کا دیا  
 اور مغلی زبان میں چنگ کے معنی بزرگ ہی اور گزیر تم تفضیل ہی اس واسطے چنگیز خان بمعنی بزرگ تری الفظ  
 چنگیز ہی صحیح ہی کیونکہ عرب کے مورخ چنگیزی کہتے ہیں اور فارسی اور ترکی اہل سیر چنگیز کہتے ہیں لیکن اہل

لفظ ہی ہی اور چونکہ غزنی میں حریف نہیں ہی اس لحاظ سے عربوں نے حج کو عوض کیا ہی بعد اس واقعہ  
 جو سنہ ۶۰۶ھ میں ہوا قوم لغمان اور قوم مرکات اور قوم زگران اور قوم کارگک وغیرہ کو فتح کر کے چنگیز خان  
 سفیر و سر اقوام تاتار کے پاس خراج لینے اور اپنی خانقانی کو قبول کروانے کو بھیجا اگر شرطیں اس کے حال ہو  
 اور سنہ ۶۰۹ھ میں اگیور کا خان جو تاجدار گورخان سردار تاتار کا راختان کا تھا جو ملک تخت شمالی ملک تخت  
 تے جس کا حال با سابق میں مذکور ہوا کہ جب تخت ملک کی دو تقسیمیں تھیں صوبجات شمالی میں چار خانوادہ بادشاہوں  
 کے تھے جن میں سے یہ تھا طالب د کا چنگیز سے ہوا کیونکہ گورخان مذکور نے ایک سپہ سالار کو ملک اگیور  
 تاتار میں بھیجا تھا اور اس کے ظلم سے لوگ عاجز چنانچہ چنگیز گیا اور بدستور فتح کر آیا قوم اگیور کی تمام اقوام تاتار  
 میں فی استعداد بایاقت و آدمیت تھی اور مثل خانیوں کے موضع ان کی تحریر کی تھی اور علم و انسانیت کی بونہا  
 ان میں پائی جاتی تھی غرض یہ قوم جب تابعدار ہوئی چنگیز خان کی حکومت تمام ملک و اقوام تاتار پر پھیلی  
 جتنی خوزیری سے یہ ماب حاصل ہوئی اگر ذکر کی جاوے تو صفحہ بیان میدان جنگ ورنی قلم نیر اور روشنائی گوین  
 قطر خون ہو جاوے اور دیدہ ہل پریم ایک دریا لشکر کا ایسا کہ پہر بیان سبزہ اور گل و پھول شو و استے تھے  
 اختصار کیا گیا کہ جب چنگیز خان طفل خان پیر شرجان کی کمپری کو پیالہ شراب پینے کا بنایا تو اسے بھجھا چاہے  
 کہ اور وں کا کیا حال اسے کیا ہوگا قصہ مغرب پر قوم کا راختان اور جنوب پر مہیا کی بادشاہت جس کے والی  
 سب مانجو کہلاتے تھے اور جو تخت کئی صوبوں کے مالک تھے باقی سے غرض قوم کا راختان کی سرحدی کا استیصال ہو کر  
 وقت پر موقوف رہ کر چنگیز خان مانجو وں کے باجگزار کرنے میں متوجہ ہوا اور ملک ختایں قریب دیوار ختا کے یور  
 کر کے داخل ہوا اور کئی قلعوں کو قبضے میں لایا لیکن جو کے شہر کو فتح کیا آخر کار جب خان شہر لینگ ہیا کو جو  
 دارالامارتہ مانجو کا تھا محاصرہ کیا اسے زنی ایک بیٹی چنگیز خان کو نذر دیکر باجگزار وں میں اپنا نام لکھا یا چنگیز خان  
 کے ایک کم قبل سے مغل سب تابعدار تھے نیوی میے خرجی تاتار کے جو ملک ملک تاتار کی مشرقی تقسیم اور ختا کے  
 صوبجات شمالی کے تھے اور جب وقت چنگ چانگ بادشاہ نیوی نے انک سے اپنے ایک عزیز کو خراج سالانہ  
 اقوام تاتار سے تحصیل کرنے کے لیے اس ملک میں بھیجا تھا وہ شخص زنی چنگیز کی ہاکت کے ہوا تھا اور جب  
 چنگ چانگ کے بعد اس کو تخت ملا اور چنگیز سے خراج طلب کیا مگر زنی و شرجان خان ہو چکا تھا و یسا شخص کب التفات

بجز لشکر کرنے کے ایسی عوی کی طرف کرنے والا تھا سو اس کے کینہ دیر سنیے کی تدبیر میں تھا اور ایک نثار  
 مغل کو بھی اوسے مار ڈالا تھا کہ یہ پیغام آیا سنکر قہر میں آیا اور سخت جواب بھیجا اور فوراً تمام لشکر کے جمع ہوئے  
 اور پارکاب سزا کا حکم دیا اور پے در پے لارون کو تھوڑی سی فوج دیکر صوبہات کشنئی اور چچین کی طرف راہ دکھا  
 کی دریافت کرنے کو بھیجا اور راہ کی دیکھنے لگے سرحد خان کی سیاہ کر کے چلے اس طرف طیاری ہو رہی تھی اور  
 انیک سنی بھی غفلت نہ کی لیکن جب یہ کی بگڑتی ہی تب اچھی تدبیر بری ہو جاتی ہی چنانچہ انھوں نے اپنی قوم کے  
 سپاہیوں کو اون مقاموں پر متعین کیا جہاں اہل خانہ کی سکونت تھی تاکہ اگر بھیہ لوگ مستعد ہوں  
 ہو وین اور جنگیز سے مل جائیں تو اپنی سپاہ وین چار سو جو دستہ تاکہ تمام ناراضی سے جو اون دنوں میں سب  
 اپنے بال بچے اور سرخو و ترہنے کے تھا وخت بغاوت پیدا نہ ہو و غرض جو نہیں انیک سنی سپاہی اپنے گھروں پر  
 پونچے ختان سب بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ جب ہلوگ نکھرام سمجھے جا چکے ہیں تو اب مردانگی کے ہی معنی ہیں  
 کہ ہم سب ویسے ہی ہو جاویں غرض بھیہ لوگ باغی ہو گئے اور آرتسلان خان سردار کارگاہ اور ایدلیقوت خان  
 سردار ایگورایینی اپنی فوج لیکر جنگیز سے آنے بعد اس کے خاقان نے علانیہ کہہ کر کہ جنگ جو ب کے ملکوں میں شروع  
 ہو وگی لشکر کو تقسیم اور بیٹوں اور دوسرے سالاروں کے تابع کر کے نیوچی کے شہروں کے لئے اور خاک سیاہ  
 کرنے کو دوسری طرف روانہ کیا اور خود دشمن کے مقابلے کو فوج چیدہ ہمراہ لیکر آگے بڑھا بھیہ سالارانی ملکر  
 سردار نیوچی گھبرا یا اور پیام صلح کا بھیجا لیکن جنگیز نے مطلق توجہ نہ کی اور تین طرف سے اوسے اور اس کے بیٹوں  
 اور سپہ سالاروں نے دشمن کے شہروں میں سے ایک شہر کو بعد دوسرے کے لینا اور ایک قلعہ کو بعد دوسرے کے قبضہ کرنا  
 شروع کیا اور جب کہ ختان کی قہم مار کا ایک فرقہ اوسے آن کر ملا جنگیز نے اوسے سردار کو خطاب کا  
 دیا اور اپنے سپہ سالار چچی نی تو نیان جسکو غرب کی تاریخوں میں صر منج کوچ سے بدل کر کے جی نی تو نیان  
 کہتے ہیں فوج لیکر اوسے ساتھ بھیجا تاکہ نیوچی کے خوف سے کسی کو اوسے تابعداری کرنے میں تامل نہ ہو  
 اس امر کے ہوتے ہی بالکل قوم ختم کی اوٹھ کٹری ہوئی اور جنگیز سے ملکر کسی شہر نیوچی کو اپنے قبضہ میں  
 لائی اور اوسے شاہ نے شہر لیا تو ملک کو جو شرقی دار السلطنت قوم نیوچی کا کہلاتا تھا چین لیا اید ہر  
 بھیہ ہو رہا تھا اور ہر جنگیز کے سپہ سالار سنی خان بالکل قلعجات قریب دیوار ختا کو اپنے اختیار میں کیا

غرض جب ٹی یا نگ فوکی شہر کے محاصرہ کو خاقان چلا شاہ نیوچی نے تین لاکھ فوج چیدہ کو جو اسے  
 وقت کے لئے ملازم تھے مقابلے کو بھیجا اور بڑی لڑائی اوتھ اور منگولوں نے ہوئی باوجودیکہ کچھ فوج جو  
 ہی لڑی اور دوا جو المردی کی جو چاہی لیکن جنگیز کی فتح ہوئی اور نیوچی کی فوج بھی بچائی شہر ٹی یا نگ میں  
 پناہ گیر ہوئی اس مقام کو جب جنگیز نے محاصرہ کیا تو اہل قلعہ نے عاجز ہو کر ایسا ہٹا منگولوں پر کیا کہ علاوہ  
 بہت لوگوں کے مارے جانے خود جنگیز ضرب تیر سے ایسا مجروح ہوا کہ عرصے تک خوف رہا کہ بچ گیا نہیں اور  
 اسی جہت سے خاقان ترکستان میں پہر جاننا مناسب جانا کہ اپنے ملک کی آب و ہوا صحت و دتر ہو  
 جو نہیں زخم اچھا ہوا جنگیز خاتین پہر انتقام لینے آیا اور اون شہروں کو دوبارہ لیا جس میں نیوچی سب بعد  
 خاقان کے گھائل ہوئے اور ترکستان میں پہر جانے کے دخل ہوئے تھے اور صوبجات شائشی اوپر چین کی سرحد پر  
 ایسی لڑائی دونوں قہوں میں ہوئی کہ ذلی مبالغہ خون کا دریا بھا ایسا ہی قتل ہوا اور یہ وقت ایسا تھا کہ  
 قوم نیوچی کے خورد و بزرگ شاہ سے ادنیٰ سپاہ تک ایک دل ہو میں درمیانے ایک دل کا یہی ایک مقصد ہے کہ خواہ  
 فتح ہو خواہ موت ہو لیکن افسوس کہ وہی تفرقہ ہر ملک کے زوال کے ایام میں دیکھنے میں آتا ہی جو وہاں بھی نمود ہوا  
 چنانچہ میں نے اپنے سب گھر سے سالار ہو چاہو کہ ایک دفعہ اولیٰ سی بات میں مغزول کر کے جنگیز کے خون  
 سے پہر اسکو بجال کیا اور اپنے تخت کی حفاظت کے لئے متعین کیا غرض پہلی ذلت کی یاد اسکو دل سے گئی اور  
 یہی خواہش ہوئی کہ خاوند ناقہ رداں ہلاک کیا جاوے اس ارادے فوج لیے چپکا بیٹھا منگول کا تاشا دیکھتا رہا  
 اور ہر چند میں نے سچی بہت کچھ کہلا بھیجا لیکن مطلق متوجہ نہ ہوا آخر ایک وز دفعہ فوج لیکر باپ تخت میں چلا آیا  
 اور میں سی گو گرفتار اور چند روز میں مار کر کے چاہا کہ خود اسکا قائم مقام ہو لیکن لوگوں کے جنگ کے  
 اندیشے سے شاہزادہ منی نیگ کو اسنے تلخ و تخت دیا اس اہل چل کو سنکر جنگیز نے عین وقت یورش کا  
 پاسے تخت نیوچی پر بھما اور جی ملی نوینان کو تھوڑی سی فوج دیکر پہلے سے بھیجا اور خود منزل بہر پہنچے  
 رہا جب مقابلہ ہوا ہو چاہو نے باوجود اپنی علالت بہ سبب نہ جانی ہونے کے سردار منگل کو شکست دی  
 غرض اس کے زخم نے اوسے شب کو یرم پیدا کی اور صبح کو مقابلہ خاقان سے تھا اس سبب اسنے اپنے  
 نائب کاوکی کو اپنی جگہ میں مقرر کر کے میدان میں بھیجا غرض آپس کے ففاق نے انیا کام بیان ہی کیا



اور کاؤکی نے قصداً اپنی فوج کو شکست دلوائی تاکہ ہو چکا ہو پر غضب شاہی ہو و اور میدان پس پا  
ہو کر شہر میں آیا اور فوراً سپہ سالار کے گہ کو محاصرہ کر کے اس کو مار ڈالا اور چونکہ خود بادشاہ سردار مقبول  
سے ناراض تھا اس سے کاؤکی کو سزا مذکور فرما دیا اور سپہ سالار بنایا اس وقت میں شہر ننگ گینگ  
اب سچپین کہتے ہیں نیوچی کا دار الخلافہ تھا قان آن بزرگ کا قصد ہوا کہ چاروں طرف سے اس مقام پر ہلا ہو  
اس را دیسے دوسرا ختائی جو متحدہ اسکی فوج میں تھے اس کے ہمراہ چار ملٹین اہل ختائی شمال کی طرف  
چڑھائی کرنے کو بھی گینگ اور تین بیٹے توچی خان اور اوکتائی خان اور چھتائی خان کو حکم ہوا کہ جنوب کی طرف  
سے تاراج کرتے ہوئے شہر چلے کریں اور پوچھا خان اور جوجی کا سرخان جنگیر کے بھائی کو شمال کے پرگنوں  
کو خاک سیاہ کرنے اور بعد اس کے ننگ گینگ کے محاصرے میں دوسرے ملٹین کے ساتھ جاملے کا حکم ملا اور جو جنگیر  
اپنے بیٹے تولی خان کو ساتھ لیے چوتھی طرف روانہ ہوا اور اسی حملہ میں خاقان نے ایک تیسرا ایسی کی جو قابل  
بیان کے ہی چونکہ خانیوں کی پدروما در پرستی ہے واقف تھا اس لیے جتنے بوڑھے اور بڑبھان اور لاکھوں کو  
گرم کر رکھا اپنی فوج کی پہلی صف میں ان کو قطار سے کھڑا کرتا تھا اور خانیوں کے مقابلے کو جاتا تھا اور  
وہ لوگ جب اپنے بزرگوں اور عزیزوں کو اس طرح سے دیکھتے تھے حیران کیے ہٹ جاتے تھے اور اسی طور  
جب ختائی فوج سے آتی تھی لڑائی اور بیخود ہوتی تھی غرض نیوچی تاتار سے دس مشروں میں تلوڑ  
مقابلہ ہوا اور جنگیر ہمیشہ ظفر بایا ہوا اور انہیں لڑائیوں میں صوبجات پچین اور شان ٹانگ اور ششی اونٹ  
بالکل تباہ اور خاک سیاہ ہو گئے لاکھوں آدمی مار گئے اور لاکھوں اسیر ہو آخر کار جس طرح شکاری سب  
چاروں طرف سے جانوروں کو گھیر کر ایک مقام پر لٹا اور مارنا شروع کرتے ہیں اسی طور سے جنگیر اور اس کے  
بیٹوں اور سپہ سالاروں کی فوجوں نے ہر طرف تباہی لاکر شہر ننگ گینگ کو چاروں طرف سے محاصرہ کیا جہاں  
برشاہ نیوچی مقیم تھا غرض ہر چند لوگوں نے خاقان کو صلاح اس شہر پر ہلا کرنے کی دی لیکن جواب اس  
مضمون کا سب کو دیا کہ ہمیت وقت ضرورت جو نماند گریزہ دست گیر دس شہر تیرہ پس عاجز کو سیا  
تنگ نکلیا چاہے کہ بچنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے کیونکہ عالم بایس کے متور میں ایک شخص انہو کو پرانہ کڑا  
ہی اسی خیال سے جنگیر نے اپنی کی معرفت کھانا بھیجا کہ شاہ تاجو تیرے تمام ملک کو میں نے فتح کیا اور صرف

ہی ایک شہر تیرا باقی رہا ہی اگر بلج نہیں دیا گیا اور جو کچھ مین طلب کیا ہی فوراً نہیں بھیجے گا تو مجھے کو  
 غارت کر دینگا آخر کو سب کچھ اسے قبول کیا خاندان چلی فوج لے اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گیا لیکن چنگیز کے  
 کسی بہائے چنگیز نے سردار منکان بھادر کو پھر ختاین اور نین سب لڑنے کے لیے بھیجا اور اسے شہر  
 نینگ کینگ کو فتح کیا مگر شاہ نیوچی نے سابق محاصرے کے بعد شہر کی کانگ فوین رہنا اختیار کیا تھا اس لیے  
 اوپر صدمہ نہ آیا حالانکہ سپاہ اس کی بہت ماری گئی اور دولت ہی مخلوٹ ہاتھ ایسی آئی کہ جب سپہ سالار  
 چنگیز کے پاس اسے بھیجا اسے خوشی کے مبارکبادی کا نامہ لکھا اور بھیجہ اتفاق کسی سردار کو اسے  
 ہوتا تھا کہ باو شاہنشاہ نامہ اس کو لکھے بلکہ فتح کا حال منکوصت ہی اکثر لکھتا تھا کہ چھپا کیا اس کے بعد برابر  
 دو تون قومون مین لڑائی ختائی سرزمین پر رہی اور سنہ ۱۲۱۱ مسیحی مین مغلی خان چنگیز کا خاص سپہ سالار چین  
 بھیجا گیا اور قاآن دوسرے ملکوں کو سر کرنے مین متوجہ ہوا غرض اس مانچ مین چنگیز کے ذکر کو مین لڑائیوں سے  
 تعلق ہی جو کہ سرزمین چین پر واقع ہو مین اس لحاظ سے غیر جگہوں کا زیادہ بیان مناسب نہیں لیکن اتنا  
 کہنا کچھ مضائقہ نہیں کہ چونکہ سلطان محمد خوارزم شاہ نے چنگیز کے اہلی کو مار ڈالا اور خلیفہ ناصر مین  
 ابو العباس احمد نے جو دشمن جانی محمد خوارزم شاہ کا تھا سفیروں کے وسیلے سے اصرار بار بار قاآن کے  
 حضور مین اس سلطان پر غالب ہوا اور اس کے باب مین کیا تھا ان جہتوں سے چنگیز ماوراء النہر کی طرف  
 متوجہ ہوا اسی عرصے مین تولی خان چنگیز کے بیٹے اور سلطان محمد خوارزم شاہ سے مقابلہ ہو گیا تولی خان  
 پس پاپہوا اور باپ کے تین ملا بھیجے حال سنکر چنگیز کو متہرپا ہوا اور شکر کی کئی تقسیمیں کر کے اپنے بیٹوں  
 اور سپہ سالاروں کے تابع ایک ایک فوج کر کے روانہ کیا اور شہر لوہر کو جو واقع درمیان سمرقند اور بخارا کے  
 مین فتح اور قتل عام کرتا بخارا پر چڑھ آیا جہاں خوارزم شاہ کے تین چیدہ سردار اور بڑی فوج تھی اگرچہ  
 شب خون مارنے کے قصد سے اون لوگوں نے چنگیز کی فوج پر کئی دفع ہلا کیا لیکن مخلوٹ نے ایسا جواب  
 با صواب اس سحر کا دیا کہ بخارا مین پس پاپہو کر صبح کو دوسرے دروازے سے ہاگ چلے پڑے مگر قاآن کے  
 سواروں نے گھیر کر سب کو مار ڈالا سپہر شہری لوگ سخت گھبراؤا مین مانگنے لگے علما اور مابکل اہل منطق  
 شہر کی کنجی لے چنگیز کے حضور مین حاضر ہو بعد سے قاآن فوج لیکر داخل ہوا پہلے جاہا کہ ہند دن کی

جان بخشی کرے لیکن خبر تحقیق جو اس کو ملی کہ محمد خوارزم شاہ کی اکثر سپاہ شہر کے اندر ایسے ہر دو ہزار  
شب خون ہار کے لیے چھپی تھی اور علما وغیرہ جو اس بانگے گئے تھے ان کو اس کی اطلاع تھی بھینک کر لیا  
پر قہر ہوا کہ جامع مسجد سے قرآن منگوا کر بھار ڈالا اور کھوڑوں کی ٹاپوں سے روندوایا اور منبر پر چڑھ  
محمد خوارزم شاہ کی شان میں جو کچھ منہ میں آیا کھا دیا اور تہہ ہی حکم شہر کے پہلے لوٹے  
اور اس کے قتل عام کرنے اور چاروں طرف لگا دینے کا دیا چونکہ اکثر گھر لکڑی کے تھے  
آٹا قانین شہر خستہ ہو گیا بعد اس کے سمرقند کا وہی حال اس نے کیا اور خراسان کو بالکل تباہ کر کے  
پاسے تخت بلخ کو بھی مثل اور شہروں کے اسے خرابہ بنایا اور ایک دلی کو زندہ نہ چھوڑا اور خبر جو پوچھی کہ محمد  
خوارزم شاہ نے تالی کاں میں پناہ لی ہی فوراً وہاں جا پونچھا اور اسی جگہ کی فتح میں مشغول تھا کہ فوراً  
کہ سلطان جلال الدین شکر فی محمد خوارزم شاہ کے بیٹے نے مغلوں کو بڑی شکست دی ہی بھینستے ہی غصہ جو  
آیا ایران کی پیم کی طرف کے ملکوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے ایسا روندوایا کہ صد ہا کو تک نشان دخت  
اور مکان اور حیوان اور انسان کا باقی نہ رہا اور شہر لاہور اور ایک ملتان یا مال کرنے کے لیے اس نے  
سردار بکائی نوٹیان کو بھیجا اور خود کابل کی طرف جلال الدین کے مقابلے کو پونچھا اور اس کی فوج کو  
روہنڈ پر ایسا گیر لیا کہ جلال الدین نے ہجرت کرنے یا مرجانے کے دوسری صورت نہ دیکھی کیونکہ اس کی پشت  
پر روہنڈ سند اور تین طرف سے منغل اور بیچ میں ہتھ غرض وہ بھاؤ مطلق بدحواس نہوا اور ایسا ایسا  
کام دلیہ کیا کہ خود چنگیز متحیر ہوا آخر کو جساری فوج کٹ گئی اور امید کچھ باقی نہ رہی جلال الدین ستر شہر  
چیدہ اور جان نثار کو لیکر چنگیز کی ساری فوج پر دفعہ بجا پڑنے کو موجود ہوا لیکن نتیجے نے منع کیا  
اسپر باگ پیر کروہرستم ثانی کنارہ دریا پر آیا اور اپنے عزیزوں کو نگلے لگا کے ستر سپاہ کو لیکر روہ  
سند میں کود پڑا کہ اتنے میں چنگیز خود آن پونچھا اور ہر چند مغلوں نے ہزار ہا تیر جلال الدین پر نشانہ  
باندھ کر لگایا لیکن ایک بھی کارگر نہوا اور وہ بھاؤ بدلے بدلے اوس پر جا پونچھا بھینستے ہی خان  
کے منہ سے مرجام حبانے ساختہ آواز بلند نکلا اور بیٹوں کی طرف خطاب کر کے کھا کہ دیکھا  
تے اسے باپ کا ایسے ہی بیٹا ہوتا ہی خبر دار تم بھی اسی طرح سے میرا نام دشمن کے منہ سے آؤں

کے ساتھ لیونا بھیجے حکمران کو اس کے تقاب سے باز رہنے کا حکم دیا اسی عرصے میں تولی خان اس کے بیٹے نے موافق فرمان پداری کے خراسان کے تمام شہروں کو ایک بعد دوسرے کی خاک سیاہ کرنا شروع کیا اس وقت ہرات سے عظیم الشان شہر اس ملک میں تھا اور محمد کر جانی فوج جو اس لئے اس کا محافظ تھا سات روز تک اس شخص نے ایسا حملہ مغلون پر کیا کہ اگر ساتویں دن مارا نہ جاتا تو تولی خان کبھی ظفر ناپ نہوتا غرض اس کے مارے جانے سے ہراتیوں کا جی چھوٹ گیا اور پیغام صلح کا اونہوں نے بھیجا سر مراتب جب ملی ہو تو تولی خان نے اونکی جان بخشی کی اور ملک ابوبکر کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے باپ کے پاس چلا آیا جو اس وقت شہر تالی کان کو حصار کے موقع پر کھڑا تھا اسی صحن میں خبر پڑی کہ پونجی کہ سلطان جلال الدین نے غزنی میں مغلون کو بڑی شکست دی ہے اور انہوں نے بلوگر کے ملک ابوبکر اور دوسرے مغلون کو مار ڈالا اور مبارز الدین شہزاداری کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ حال سن کر چنگیز اپنے بیٹے پر ہراتیوں کی جان بخشی اوایل میں کرنے اور رحم کو جاننے کے لیے بہت خفا ہوا اور ایل چکتائی نوٹیان سردار خوشخوار کو چوبیس ہزار سوار سمیت انتقام لینے کے واسطے بھیجا اس نے جا ہی ہرات کو محاصرہ کر لیا لیکن شہریوں نے ایسا ایسا کام کیا کہ چھ روز تک مغلون کچھ ہونہ سکا آخر کار اس سردار نے فتح کر کے اپنی دانت میں کیونکہ زندہ بچھڑا لیکن بولانا شرف الدین خطیب وردوسر پذیرہ شخص ایسی جگہ جیسے ہوئے تھے کہ ہاتھ نہ آئے جب مغل تمام خاک سیاہ کر کے چلے گئے رفتہ رفتہ چوبیس آدمی جو مغلون کی تلواروں سے ایک عجیب طے سے کہ او قریب عجاز کے کھا چاہتے تھے اون لوگوں کے ساتھ آئے ان چالیس آدمیوں کے ہوا ہرات میں پندرہ برس تک کوئی نہ رہا یہاں تک کہ وہ شہر عظیم الشان بلقوب فردوس نشان مشہور تھا برباد اور مثل خراسان کے ہو گیا یہ سانحہ شرف سنہ ۶۲۲ ہجری میں واقع ہوا ۶۱۹ ہجری میں واقع ہوا الغرض بعد ملی ہوئے ان سب لڑائیوں کے جو محمد خوارزم شاہ اور اس کے بیٹے ہوئی تھیں چنگیز خان نے تخت میں جو اردو بالغ کھلاتا تھا پر آیا الفصہ بھیہ عرصہ جو سردار مغلی خان کے چین بھیجے اور چنگیز کے اردو بالغ میں پہلے بعد تے ملکوں کی فتح کے گزرتا تھا اس میں مغلی خان نے بڑا بڑا کام کیا تھا چنانچہ چین میں تھے ہی صوبجات شنسی اور چین اور شان ٹانگ کے بہت سے شہروں کو

اور انہیں سے جب شہر لیچو کے ہشتادون پریمی پڑی ٹھکان لڑائی کے فتح ہوئی  
 مغلی خان نے غصہ میں حکم قتل کا دیا تب اس کا ایک سردار چاؤ سنگ پاؤن پر گر پڑا اور  
 کہنے لگا کہ میرے والدین اور بھائی سب اس شہر میں ہیں اگر قتل عام ہووے گا تو وہ بھی  
 مارے جاوین گے پس حضور میری جان لیجیے اور اس شہر کے لوگوں کی جان بخشی دیجیے  
 مغلی خان کو اس کی بھادری اور رحم دلی ایسی پسند آئی کہ قتل سے باز رہا اسی طرح  
 سے سنہ ۱۲۲۵ء تک مغلی خان اور اس کے نائب سردار سب برابر قوم تیوچی سے لڑتے رہے اور اسی  
 سال میں اس کا انتقال ہوا خبر اس کے مرگ کی چونکہ گورنر یوچی رنج عظیم ہوئی کہ علاوہ اس نے ختا میں خود آنا  
 جانا اور چونکہ اسی میں ٹان گوتھ دوسری قوم تمار کے شاہ شہد اس کو نے مغلوں کے دو بیوہ دشمنوں کو  
 جگہ دی تھی اسی امر کے انتقام لینے کے بجائے جنگ نے فوج تھار لیکر اس پر تاخت کی تکتے ہیں کہ  
 اس لڑائی میں تین لاکھ لاشیں صرف دشمن کی شمار کی گئی تھیں بعد اس کے اوکائی خان چنگیز کا بیٹا  
 اور سردار چاؤ کا لگ دونوں صوبہ ہونان میں داخل ہوئے اور پانچت نیوچی کو محاصرہ کیا لیکن شکست پائی وہاں  
 ہٹے ان دونوں نے اور بہت سے شہروں کو لیا غرض جب چنگیز نے دیکھا کہ نیوچی کو کیا بارگی منیت و ناہود کر نیکی  
 قدرت بجز اپنی ذات کے کسی دوسرے کو نہیں ہی اس نے بڑی نظیاری سے جنگ کا سامان مہیا کیا اور اسی  
 فکر میں تھا کہ لو پانگ کے پھار پر پیغام اجل کا اس کو پہنچا غرض قبل اس واقعہ کے خاقان نے اپنی  
 مملکت کی تقسیم اپنے بیٹوں میں کی اور اوکائی خان کو خطاب خاقان کا دیکر اپنا قائم مقام تمار کے  
 تمام ملکوں اور مشرق کے بالکل ممالک میں کیا اور خیتائی خان کو ماوراء النہر اور ترکستان پر مالک کیا  
 اور خراسان اور ایران اور ہند کی سرحد پر ملک جن کو تولی خان نے خود سر کیا تھا بالکل اس کو ملا اور اپنے  
 پوتے پاؤن خان جو جی خان کے بیٹے کو کہ باپ اس کا چنگیز کی مرگ کے چھ مہینے قبل دشت قبیاق کی  
 ایک لڑائی میں مارا گیا تھا ملک لائ اور روس اور یلغار وغیرہ اس سے بخش دیا اور چوتھی ماہ رمضان  
 کو سنہ ۶۲۴ ہجری میں چنگیز نے انتقال کیا اور اسی کوہ لو پانگ پر ایک درخت کے نیچے دفن ہوا  
 اور کہتے ہیں کہ قلیل عرصے میں قبر کے گرد ایسا جنگل پیدا ہوا کہ وہاں آدمی کا جانا موقوف ہو گیا جب چنگیز کا

وصیت نامہ پڑھا گیا تمام سرداروں نے اوکٹائی خان کو خراج خاقانی دیا اور اسے جلال الدین شاہ کے  
 پہلے ملک میں ہندوستان کی خبر سن کر فوج بھیجی اور دشمن جو آگے ایسا سپاہی ہر دست خاکشن بھا  
 تھا کہ خود جنگ کرنے اور کو مرحبا کہا محض کاہل نکلا اور ہندوستان کے عیش و عشرت اور سکی سپاہ گری کو  
 طاق پر رکھ دیا کیونکہ جب شہر دیار بکر میں آیا پھر صحبت لولیان ہند جو ہمراہ تھیں اس سے کچھ اور نقل تھا  
 نتیجہ اسکا وہی ہوا جو ہر بادشاہ عیاش کے واسطے ہوتا سی یعنی ملک جہن گیا اور مغلوں کا سردار انیس  
 جو فوج لیکر پہنچا بادشاہ بدستور تماشائی میں مصروف تھا لیکن امرا اور ارکان دولت تھوڑی سی  
 سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیا غرض اس مزاحمت اتنا ہی حاصل ہوا کہ جلال الدین کو فرصت کو ہستان  
 کی طرف فرار کرنے کی ملی مگر وہاں کسی جزوی تاتار کے ہاتھ سے اسکی جان گئی ان غرض جس  
 حال میں سپہ سالار سب اوکٹائی خان کے ایران اور توران اور گرد و نواح کے ملکوں میں اس طرح سے لڑے  
 تھے خاقان نے قوم تیوچی کو بیخ و بنیا و غارت کرنے کے ارادے سے سپاہ سالاروں کو فوجیں دیکر صوبہ  
 ششمنی اور تھچین اور ہونان اور شاتانگ وغیرہ میں بھیج دیا اور ان جگہوں کے فتح کیے جانے کو یا بنیاد  
 مغل کی سلطنت کی ختامین ڈالی گئی اور پانچ برس تک لڑائی تیوچی تاتار سے انوکھ رہی لیکن اسکو آغاز ان کے  
 دور کا سمجھا چاہے بعد اس کے اوکٹائی خان اپنے بھائی تولی خان کو ہمراہ لیکر شہر فونگ سیانگ فو کو  
 محاصرہ کیا اور تمام دن کی لڑائی کے بعد ظہریاب ہوا اور یہ طرح شہر پانچویں کو فتح کر کے خاقان نے  
 ارادہ شہر ہانگ چانگ فو پر چڑھائی کا کیا کہ اسی عرصے میں دلا مازہ اردو بلخ میں وزرا کے دریاں قصبہ  
 ہونے سے خاقان کو وطن کی طرف پہر جاننا ضرور ہوا غرض اسکا بھائی تولی خان اسی امر کے حصول  
 کی فکر میں ہوا اور قریب وہی شہر کے تباہ کرتا آگے بڑھا اور علاوہ ان لوگوں کے جو لڑائی میں مار گئے  
 لاکھ ختانی سے زیادہ غنیم کے خوف سے جنگوں میں نپاہ گیر ہوئے اور وہاں پر ایک نہ ایک سب سے  
 ہلاک ہوئے اوکٹائی خان بھی اردو بلخ سے مراجعت کر کے شہر کوچ کو صوبہ ششمنی میں بعد بڑی لڑائی  
 جس میں اہل قلعہ نے خوب ہی مقابلہ کیا تھا فتح کیا اور دو طرف دونوں بھائی شہر کی قانگ فو پانچ  
 تیوچی میں داخل ہوئے لے کوچ کیا اور شہنشاہ تیوچی نے بھی بڑی فوج اس کے مقابلہ کو بھیجی مگر



خاقان نے سودائی بھادر سپہ سالار کو بھائی کی مدد کو بھیجا اور ان سب فوجوں میں بڑی بڑی  
 لڑائیاں ہوئیں آخر کار نیوچی کے پاس تخت پر مغل سب جا بونچے لیکن اس وقت بڑی ضرورت وطن جانے  
 کی خاقان کو ہوئی ان جہتوں سے انہوں نے اپنی کی معرفت غنیم کو کھلا بھیجا کہ مناسب ہی کہ تم خراج اور غلام  
 بھیجو لیکن سودائی بھادر کو بھرتوں کے کچھ سپہ سالار بھی بھیجا اور خاقان کی بیٹھ بھرتے ہی ہر جنگ شروع  
 کر دی اور شہر کو محاصرہ کیا اسی جنگ میں مغلوں نے استعمال اس لہ جنگ کا کیا جبکہ آتش رومی کہتے ہیں  
 کہ معلوم نہیں کہ کس طرح اور کس وزن مقدار سے نفت اور گندہک اور صنوبر کی رال سے مرکب کر کے تیار کیا اور  
 کی طرح اور تیروں میں لپٹے اور فلاخن میں گولہ لپٹا دشمن پر پھینکتے تھے اس مرکب کا خاصہ یہ تھا کہ جو  
 ہوا اس میں گہتی تھی شعلہ زن ہو کر جو میں بی گولے کے انداز کے برابر اور قزق کی طرح کوندنی تھی آتش  
 کبھی نہیں کہی آسمان کہی اسے کبھی بائیں کبھی کتراتی کبھی سیدھی ایک مہیب آواز ہان ہان کرتی دوڑی  
 پھرتی تھی اور پانی میں پڑنے سے دہنی تیزی اس کو حاصل ہوتی تھی اور اس کے ساتھ جرات نہ سپاہ گیری  
 کام کرتی تھی بڑے آدے دیکھ کر بھرتے تھے چونکہ شاہ روم کے یحسان اسکی ایجاد ہوئی تھی اس جہت سے آتش رومی  
 کھلاتی تھی اور چارسی برس تک اسکی ترکیب کار از کسی پر نکھلا غرض سنہ ۱۲۰۱ء کی شروع میں سلطان  
 اس سے آگاہی ہوئی اور ان لوگوں سے مغلوں کے ہاتھ آئی تھی غرض اس طرف مغلوں نے یہ آگ لگانی شروع  
 کی اور ایسے ہی توچی بھی ایک قسم کی توپ میں باروت بھر کے لوہے اور تہر کے گولے مغلوں کو مارنے  
 تھے اور ایک قسم ٹری لوہے کی دشمن پر داغے تھے اور ان ٹریوں کا حال ایسا تھا کہ وہ غنیم کو کو باڈ پڑ  
 دھڑدھڑ اور دھڑا دھڑا کے مارتی تھیں مغل سب خصوصاً ان کے کہوٹے ان ٹریوں کی مار سے ایسے بدحواس  
 کہ سودائی بھادر نے شاہ نیوچی کو کھلا بھیجا کہ تم کب تک لڑو گے آخر پائمال کیے جاؤ بس بہتر ہی کہ صلح  
 کرو غرض صلح ہوئی اور مغل کی فوج نے حصار ہاتھ اوٹھایا مگر اسی سال میں شاہ نیوچی نے ایک  
 سردار مغل کو جو خاقان سے روٹھ کر اس کے پاس گیا تھا نوکر رکھا بلکہ سرفراز کیا اور خطاب دیا اور اسی  
 صلح کے غلی ایچی کو مار ڈالا اس کا نتیجہ جنگ تھا اور وہی موقع میں آیا یہ ماجرا سننے ہی سودائی بھادر  
 فوج لیکر حلیا اسی میں تولی خان نے انتقال کیا اور اس کے بھائی اوکتائی خان کو بڑا رنج ہوا اور دشمن

ہی اوسی قابل تھا کیونکہ بھادر بے مثل اور سپاہی سب سے بدل تھا باب سابق میں لکھا جا چکا ہے کہ نیوچ  
 ستار نے اہل ختا کو بہت ستایا تھا اور فتھورون نے بھی مغلوں سے بار بار دماغی ہتی غرض فتھور اور خاقان  
 عہد و بیان ہوا اور شرط یہ لکھی گئی کہ اگر خاقان نیوچی کو ہلاک اور ختا خارج کر گیا تو بالکل صوبہ ہونان  
 بطور جاگیر موروثی کے مغلوں کو دیا جاوے گا فتھور نے انتقام لینے کے واسطے یہ قول لیا لیکن  
 منتقم کی آنکھ اندھ ہی ہوتی ہی اور پیش بینی تو کیا غصے میں سننے کی کھائی اوسکو دکھائی نہیں دیتی ہی  
 آگے اوس شہر کی برائی کا حال معلوم ہووے گا القصبہ ختائی فوج بھی شریک مغلوں کی ہوئی اور چونکہ  
 دونوں طرف کی فوجیں کثرت سے جا بجا تھیں تھیں لڑائیاں بہت سی ہوئیں اکثر وں میں منغل سرسبز رہا اسی وقت  
 سردار نیوچی مسیحی سوئی نے جو قابل ہوئی کے لئے شک تھا اپنے خاوند کو دعا دی تھی اور چونکہ شہر کی فوج  
 کی ایک تقسیم کی حفاظت اوسکے سپرد تھی اوسے موقع دیکر دفعہ وزیروں کو مار ڈالا اور اوسکے عوس نے لوگوں  
 کو بجال اور خاوند کی حمون کو اور اون سرداروں کی بیٹیوں کو جو غیر حاضر یعنی آقا کے ساتھ شہر ہوئی فوج  
 تھے اپنی محل والیوں میں داخل کیا اور شہر کی قلعہ بندی کو توڑا اور خاوند کے مالوں کو لے اور بالکل حلاکو  
 کو مار یا قید کر کے اور آقا کی ماں اور سیلیوں کو کاٹو یوں میں بند کر کے سودائی بھاڑ جا ملا اور اوس خون نے  
 جو اسم بھی تیجا لڑائی میں سودائی ہو جاتا تھا شاہ نیوچی کے رشتہ داروں کو قتل کیا اور سوئی کافر نے پیر کے  
 ساتھ شہر میں داخل ہو کر شہر کو لٹا دیا ہر چند سودائی نے مغلوں کو منع کیا لیکن سوئی کی دغا بازی  
 ایسے منتقم تھے کہ جاتے ہی پہلے اوس کے گھر کو گھوڑا لٹا اسکے سوا دوسرا ایک سپہ سالار بھی ایک سزا کی  
 عداوت کے سبب جسکی طرف داری شاہ نیوچی نے کی تھی بگڑ غرض اوسکے دشمن کو سزا دیکر شاہ نے اوسے  
 راضی کیا اور حکم عہد و بیان کرنے ساتھ مغلوں کے واسطے اپنی ماں کی مخلصی کے دیا اور اوسے اپنی بچا  
 غرض ہنوز گفتگو تمام نہیں ہوئی تھی کہ اسی سردار پوچھا کون دفعہ مغلوں کو غافل پائے ایسا حکم کیا کہ سردار  
 نے موٹی کی فوج کو شکست کامل ملی اس فتح سے غرور اوس نیوچی سردار کو ایسا ہوا کہ میدان جنگ سے پہرے  
 اوسے اپنے خاوند ہی قید کیا اوسے بھی جب نکرائی کی شاہ کو بڑا صدمہ ہوا اور انقلاب روز کار کو پایو  
 کر کے بہت رو یا بعض نمک خواروں کو اوسکا ایسا رخ ہوا کہ شورہ کر کے پوچھا کون کو اونیون مار ڈالا

اوسکے لشکر نے یہ دیکھ کر ملو کیا لیکن بادشاہ نے انعام و اکرام سے راضی رکھا اور سردار ہوئی ہو  
 دونوں عہد وزارت اور سپہ سالاری دیکر خود چار سو خواص رفیق لیے شہر خونینک میں گیا اور ہوئی ہو  
 یہی قول بندوبست کیا کہ مغلون کے حملوں سے چنید کچھ نہ ہوا لیکن جب ختائی فوج آن ملی دونوں شہری جو کو  
 محاصرہ کیا اور تین روز تک ایسی جنگ ہی اور تیوچی سردار ایسا ایسا کام دلیری اور سپہ گر کیا کیا کہ خود  
 و شمنون واہ واہ کی آخر کار چوتھے روز شاہ نے جب دیکھا کہ دشمن سب سوچے کے بعد مورچہ لیے چلے  
 آتے ہیں اوسنے امر اکو جمع کر کے کہا کہ اگر یہ تارخون کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا کہ خانوادہ شاہی کا خاتمہ وہ  
 بادشاہ سب کرتے ہیں جو بد وضع اور شرابی یا خونی اور ظالم ہوتے ہیں لیکن ہماری قسمت نے یہ تاشا نیا  
 دکھایا کہ باوجودیکہ ویسے عیسویوں سے ہیں اور پاک رہا لیکن خاتمہ تیوچی کے خاندان کا مجھ سے ہوتا ہی  
 لیکن تاہم میں ایسا نہیں کہ دشمن کے قبضے میں جان سے جاؤں اور آبروریزی کرواؤں تم دیکھو میں کیا کرتا ہوں  
 یہ کہ کمر تمام مال اپنا نقد چوبس لٹوا دیا اور جرہ اوٹھا پاواز بلند کھا کہ جب کو میرے ساتھ آتا ہوا تو فوراً تمام  
 رفقا اور کئی ہزار چیدہ سپاہی ساتھ ہو گئے و سوت بادشاہ نے ایسا حملہ کیا کہ مغلون کو پہلے تعجب ہو کہ یہ  
 بلا ہی یا آدمی جو اس طرح ایک صف کو بعد دوسری صف کے منہ کرتا مثل شیر زخم خوردہ کے چلا آتا ہے اگر یہ درست ہے کہ  
 بیت و ددل یک شود و لشکر کو راہ پر اگندگی آرد ابنوہ را بہ مگر ایک کی دوا دوا و اور چند لوگ کہ تک غم کا  
 مقابلہ کر سکتے ہیں آخر شاہ تیوچی حصول موت کا یوس ہو کر جسکی آرزو میں یہ حملہ اوسنے کیا تھا شہر میں  
 پہر آیا اور چونکہ خاص عام میں بسے ہوئے فاقہ تھا اپنے بالکل گھوڑوں کو اوسنے مروا ڈالا اور عیال کو  
 کھلا دیا شب کو اسے اپنی خاندان کے ایشانہ کو اپنی گدی دیکر خود حفاظت شہر میں مثل ادنی سپاہی مشغول  
 ہوا لیکن مغلون کے متواتر حملوں سے جب ہر نو کہ اب امید باقی نہیں رہی اوسنے مہر شاہی کو لیا اور ایک گھوڑے  
 جا چاروں طرف گمانس کا انبار لگوادیا اور لوگوں کو کھا کہ بعد ایک گھنٹی کے جب میں اپنے کو ہلاک  
 کر چکوں تم اس گھوڑے پر لگا دینا کہ میری لاش غنیمت کو نہ ملے چنانچہ ویسا ہی ہوا جب کہ بادشاہ کے  
 ہلاک ہونے کی پہلے پہل سوار ہوئی ہو لشکر دریا میں آگے کو ڈال دیا اور پانچ سو آدمی سپاہی اور رفقا  
 اوسکے ساتھ چوبیسے اور مثل سب جو قلعہ کا دروازہ توڑ کر آئے تو انہیں ایک سنگ کا عالم نظر آیا

آگے جوڑے تو دیکھا کہ چینگ ٹینگ حکومادشاہ نے تاج و تخت دیا تھا اپنے محسن کی لاش کی خاکستر  
 وشتا میں سرگرم ہی آغز میں ہم تخت ہی اور ٹنگ ساتھ مارا کیا اور اسے بیچ راوی کا بیان ہے کہ خاتون خاتون  
 یونہی تاتاریوں کا ہوا تھا اور اسکے مغلوں نے مغفور سے ملکیت صوبہ ہونان کی موافق شرط کے طلب کی لیکن  
 قبل اس مطالبے کے خاتون نے پیش بند سے زیادہ فوج اور صوبہ کی حفاظت کے لیے بیسے یہ امر مشک  
 بیجا تھا اور مغلوں کو اگرچہ ارادہ و کمال ملک با بیٹھے کا نہ بھی ہوتا تھا حرکت تو بھی ناگوار معلوم دیتی لیکن  
 ایسے وقت میں یہ بات گویا ان کی عین بینی کے موافق واقع ہوئی اور یہ بد عہدی ایک علامت زوال کی  
 جملے سے اور اور آثار کے تھی اور اوسیکو مغلوں نے تخت کا وسیلہ کر کے خاتون جنگ شروع کی اور انکی  
 ایک فوج پر ایسا حملہ کیا کہ ایک مہینے میں پچا بیٹھ سال سنکر مغفور نے اپنی لاطلی اس مادی میں جو باعث اس  
 قصے کا ہوا تھا بیان کی اور اپنی حفاظت کے لیے سپہ سالار کو مغرول کیا اور مغلوں کو بالکل صوبہ ہونان  
 پر دخل دیا اور جب اس طرح سے چین میں امن کی صورت پائی گئی خاقان نے پندرہ لاکھ سوار جمع کر کے تمام  
 عالم کو سر کرنے کے ارادے سے باتو خان ابن قوشی خان اور منگو خان ابن قوشی خان اور بائی دارخان  
 ابن چغتائی خان اور بیٹے گایوک خان اور سپہ سالار سودائی بھادر ہر ایک کے تابع فوج دیکر چاروں نظر  
 روانہ کیا اور یہ لوگ سمندر کا تیسرے شمال و سرخ بائیں کوسٹے اور تاراج کرتے اور پامال اور خاک سیرا  
 کرتے نصف ملک سرگاش اور اطراف و جوانب کی طرف گئے اور بائی دارخان نے سید ہی راہ ملک و سر  
 کی لی اور شہر مانگو سابق کے پاس تخت کو اوس ملک کے فتح کیا اور بوس کے بادشاہ ادنی امیر تک  
 لوگوں نے خراج قبول کروایا اور یہ امر سنہ ۱۲۳۶ء میں واقع ہوا اور تین برس بعد مغلوں نے پھر  
 روس میں یورش کی اور اوسکے برس و زنجیر جو پہر گئے تو سارے ملک اس سر سے اوس سر تک انہوں  
 نے فتح کیا ہونان کی لڑائیوں اور خون یزیوں اور روسیوں کی خرابیوں کا حال اگر اختصار سے بھی بیان  
 جاوے تو اسی تاریخ کے برابر دوسری ایک جگہ بکلف مرتب ہو جاوے چنانچہ ایک لڑائی کے بعد مغلوں نے  
 دشمن کی لاشوں کے صرف دس ہتے کان کے نو تھیلے میں بیس ہتے زیادہ کے بہر لیے اور اوس  
 قیاس کرنا چاہیے کہ کیا کیا خونریزی سارے ملک کے فتح کرنے میں ہوئی ہوگی بعد اوسکے انہوں نے

ملک پولاند پر تاخت کی اور موافق ضابطہ معمولی کے حتی الامکان کسی دشمن کو زندہ بچھڑا وہاں سے  
 ملک ہنگری میں باتو خان جا پونجا اور چند شہر کو لیکر پاپے تخت پر چڑھ گیا اور چاروں طرف سے  
 آگ لگا کے بالکل اہل شہر کو پیر سے بچہ شیر خوار تک تیغ کیا اور سودا کی بھادری دوسری طرف سے  
 شہر و آراڈین کا وہی حال کیا الغرض اسی طرح سے مغلوں نے اپنے ملک کے کنارہ بھر شمال تک جو  
 قطب شمالی کے قریب ہے بالکل سر کیا اور بعد اوسکے حد تار پر پیر آپس کے عالم میں ہتھکڑیاں اور تار  
 سلاطین فرنگستان کو ایسا خوف ہوا کہ انہوں نے ایک دوسرے کو نامہ باہم اتفاق کرنے اور مغلوں کو  
 شکست دینے کا لکھا چونکہ آپس کے قصے کو فراموش کر کے بھوننے اتفاق کیا اس لیے فرنگستان کے صرف وہی  
 ملک جو سر ہو چکے تھے مغلوں کے زیر حکم رہے لیکن باقی بچ گئے اور بھی یورش قوم منگل کی فرنگ کی پانچ  
 کے لیے دو دفعہ اور بھی ہو چکی تھی لیکر چونکہ انہیں کے مویشیوں کی تھی اور اون ایاموں میں لقب و نگا  
 ہن یا ہوانگ نہ لور آو آرتھا اس واسطے تیسرے دفتر میں اسکا ذکر آجیاجب کہ اقوام تار کا حال لکھا جاوے گا انشا  
 اللہ تعالیٰ قصہ باوجودیکہ فرنگستان کی طرف یہ حال تھا لیکن بھی نہ سمجھا جاسکے بالکل فوج منگل کی صرف اسی  
 طرف مخاطب تھی کیونکہ شام اور اطراف کے ملکوں میں اپنے کام سے بے نیام تھے اور قتل عام اور  
 خاک سیاہ کر کے غافل شہر اور ملک زمین اور شہر ازل کے نواحی میں تاخت و تاراج کرتے عراق میں شل  
 خدا کے قہر کے جا پڑے اور شہروں کو خراب کرتے اور ویران بنا دیتے بعد ازاں پر چڑھ گئے لیکن ہمیں پہلی  
 نوبت شکست کی آئی اور محی الدین اور شرف الدین اقبال دو طرف سے فوج لیکر مقابلے کو آئے اور مغلوں  
 کو انہوں نے شکست دی لیکن مدینہ و ز کے بعد تار پیر اور خلیفہ کے سپہ سالاروں پر ظفر کیا  
 ہوئے لیکن شہر بغداد کی قلعہ بندی خلیفہ نے اسی مضبوطی کے ساتھ کی تھی کہ مغلوں نے قصد اسے  
 لینے کا نہ کیا بعد اس کے ملک شام کی طرف پہر انہوں نے رجوع کی اور حلب کے گرد و اطراف کے شہروں کو  
 بستور انہوں نے خاک سیاہ کیا بھی نہ سمجھا جاسکے کہ اس عرصے میں جب مغلوں نے مشرق اور مغرب میں ہتھکڑیاں  
 ڈال دیا تھا تو چین میں ختائیوں کا عمل بے خیر خشنے کے تھا کیونکہ سی چون کے صوبہ کی دولت کا حال  
 سنکر اوکتائی خان کا جی لپچا تھا اور اس نے اپنے دوسرے بیٹے قوتان خان کو چھ لاکھ سو آرتھ

اوس طرف بھیجا اور صوبہ کیا ننگ میں ہی فوج قہار کو چیدہ سرواڑن کے تابع کر کے روانہ کیا  
 بعض کو بھی خوف اونکا ہوا اگرچہ کئی ختائی سپہ سالار بڑے بھادریں تھے جہاں فوج جہاں لیکر اون صوبوں  
 کی حفاظت میں تھے لیکن ماہم ملک میں زیادہ فوج بھیجی گئی غرض اونکے پونہچتے پونہچتے ایسی ایک لڑائی  
 معلوم اور ختایوں میں ہوئی کہ اوسکا بیان تصریح کے ساتھ لکنا چاہتا ہوں دنیا میں رسم کا نام بہادری  
 میں مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گذر گئے ہیں کہ اونکے سے رسم کا نام قابل لینے کے نہیں چاہئے  
 اول درمیں جسٹس ابن علی کا مرتبہ بہادری میں ہی کیونکہ میدان کر بلا میں ریت پریشنگی اور گریشنگی میں  
 جس شخص نے ایسا ایسا کام کیا ہو اوسکے سامنے رسم کا نام وہی شخص لیتا ہی جو تاریخ سے واقف ہوں  
 ہنسی کے قلم کو قدرت ہی کہ جام حسین کا حال کئے کسی زبان میں بھیہ لطافت و بلاغت ہی کہ اون بہتر  
 بزرگواروں کی ثابت قدمی اور تہور و شجاعت اور میں ہزار سواروں جو خوار شامی کے جواب دیے اور ایک  
 ایک کے ہلاک ہونے کے باب میں مح جیسا کہ چاہئے کر کے کس کی نازک خیالی کی بھیہ رسائی ہی ان  
 لوگوں کے دلوں کے حال کو تصور کرے کہ کیا کیا اون پر گدازا و سوقت جب عمر سعد دس ہزار سواروں کو گھیر لیا  
 اوسوقت تک کہ جب شمر ملعون نے سرکاٹ لیا کیونکہ ایک کی دوا و مثل مشہور ہی اور مبالغہ کی حد ہی  
 ہی جب کسی کے حال میں بھیہ کھا جاتا ہی کہ دشمن نے چار طرف سے گھیر لیا لیکن جسٹس اور بہترین کو اٹھتم  
 کے دشمنوں نے ننگ کیا تھا اور اوسپر بھی قدم نہ ہٹا چنانچہ چار طرف سے نو دس ہزار فوج یزید کی تھی  
 جسکے تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ مثل آندہی کے آتی تھی اور پانچوں دشمن عرب کی دھوپ تھی جسکی  
 مثال کسی شئی میں زیر فلک نہیں ملتی اور یہی کہنا ہوتا ہی کہ عرب کی دھوپ کی مانند عرب ہی کی دھوپ  
 ہی اور چھٹا دشمن وہ ایک کا میدان تھا جو آفتاب کی تہا زت میں سقلہ زن اور تیز کی خاکستر سے زیادہ  
 پر سوز تھا بلکہ اوسکو دریا قہر کھا چاہیے جسکے بیلے بنی فاطمہ کے پاؤں کے آبلے تھے اور دشمن سے ظلم  
 ہو کر اور پیاس مثل غاباز ہر ہی کے جسکے برابر وہ نہیں ساتھ تھے اور تشنگی سے زبان پھول کے  
 جب ہیٹ جاتی تھی تب ہی اون کی خواہش اند کے کٹھنی تھی پس جنہوں نے ایسے معرکے میں ہار مارا  
 کافروں کا مقابلہ کیا ہو اون پر خاتمہ بہادری کا ہو چکا العزیز سرد فتر تاریخ میں ختم کو جانکر بعد اوسکے



اوس معرکے کا بیان چنانچہ اہل یونان اور اسفندیار سپہرکش شہنشاہ ایران جو اہل یونان کے  
 لاکھوں فوج بیکروریش کی تھی اور تریاپلی کے نام کے پر یونان کے بادشاہ لی آئی ڈاس نے صرف تین  
 آدمی سے مقابلہ کیا اور ایک شہدہ اوس لڑائی کا بھیہ ہی کہ لی آئی ڈاس نے جب تاپر روکا تو ساری فوج  
 ایرانی نے ایک ملپٹن کے بعد دوسری ملپٹن سے حملہ کیا اور صرف اونیس تین سے یونانیوں نے کسب کوفت  
 اور خود اسفندیار کبھی فوج پر غصہ ہو کہی دلاسا لہی سزا کہی انعام دیکر حملے میں بھیجا تھا لیکن لاش کا  
 نوہ لک گیا اور خون کا دریا بھاگرا یونان کو دخل نہ ملا اور یہی سامنا شانہ روز رہا آخر ش ایک شہزادہ  
 یونانی نے اسفندیار انعام لیکر ورہ کوہ میں ایسا رستہ بتلایا کہ او دھس جا کر ایرانیوں نے دفعہ درو اور  
 پست پر تاخت جو کی تو دونوں طرف سے کا جواب دیا اور یونان سے دیا گیا غرض جب تک ایک زندہ رہا  
 ایرانیوں کو بجز ہمت کے کچھ حاصل نہوا انقصہ بعد اونیس رزم تیسری وہ رزم ہی کہ جس کو اس تاج  
 تعلق ہی چنانچہ جب دو تان خان نے یونانیوں کے شہروں میں شہر بن کو جو قریب ہانگ چانگ فو کے  
 واقع ہی محاصرہ کر لیا تو آون حاکم شہر قلعہ سنگ ان میں جو راہ پر تھا فوج داخل کر کے دس ہزار سپاہی  
 کے ساتھ دریا کنارے پر رہا اور صبح کو کوہ کتیاں کے پر او کو متعین کر کے خود آٹھ سو چوبیس ہزار  
 زور اور جنگ آزمودہ و جان شاکر کو ہمراہ لیکر اوس مقام کے پر مثل یونانی لی آئی ڈاس کے دست  
 بقضہ ہو کر مغلوں کی راہ دیکھتا رہا آخر کو جب ونگا شکر پہنچا ایسا ایسا حملہ و نون طرف سے شروع ہوا کہ  
 تحریر و تقریر کی قوت باہر ہی اور صرف قیاس ہی کا کچھ امکان ہی کہ اوسکی صورت کو دریافت کرے  
 حاصل بھی کہ جب مغلوں نے چارون طرف سے گھیر لیا اور اون آٹھ سو چارون میں سے چند بانی رہے اور آون  
 نے پکارا کہ یار و بس اسی حملے پر منحصر کرنا چاہیہ کہ کونہ سمت میں ہی ہی بھی لکھراپے گھوڑے کو آپ  
 ہی ہاتھ مار کر دو کر ڈالا تاکہ دشمن کو اوتنا ہی فائدہ اوس سے نہ ہو و اور بھائی اور چند رفقا کو  
 لیکر مغلوں کے پرتال چلے اور جس پر ہاتھ ڈالا دو کر دیا آخر کو جب مارا گیا تب ہی دشمن کو اوس کے  
 سے آ کے بڑھنے کی راہ ملی اس شخص کے سوا خانی سپہ سالار رنگ کانگ بڑی بڑی لڑائی  
 مغلوں لڑیں اور ان کو ایسی شکست متواتر اؤ کو دی کہ صوبہ تاجی جو تین وعیزہ کو خالی کر کے شمالی صوبہ

کی طرف مغلون کو ناچار جانا ہوا۔ اسی صے میں اوگتائی خان ایک شب کو زیادہ شراب پی کر  
 جو سویا تو خون نے غلبہ دیا۔ پراپا کیا کہ اس خواب سے بیدار نہ ہوا۔ اسی کتاہی کہ یہ شخص بھلا  
 اور عادل و مدبر اور عالی طبیعت تھا اور اس کے وزیر آلچی چوسی نے جس کا حال سنے لکھا جاو گیا اور چونکہ  
 یہی وزیر اور موجود ان قوانین کا تھا جو مغلون میں اس وقت سے آج تک جاری ہی خاقان کو شوق علم  
 دلوا یا اور عالم اور فضل کا قدردان بنایا تھا۔ چونکہ اپنے پوتے شیرامون کو ولیعهد مقرر کر گیا تھا۔ اسی  
 چاہا کہ فرمان کے مطابق وہی خاقان مقرر کیا جاوے لیکن ٹورا کینا خاتون اوگتائی خان کی بیگم نے اسی  
 کین کہ اس کے بطن کا بیٹا گائی یوک خان کو قاتل کا تختے اور آخر میں اس کا مقصد پورا ہوا اور جھوٹ  
 جمع ہوا جو قورگتائی کہلاتا ہی اور قاتل کے منصب پر سرفراز ہوئے وقت وقوع میں آتا ہی اس وقت علا  
 اکابر اور خواتین تاتار کے مسودیک فرمان فرمایا اور اہل تاتارستان اور ازغن آغادالی خراسان  
 اور امرای عراق اور اذر بائجان اور تبرستان اور شروان اور شاہ رکن الدین اور شاہ ابن کا بھائی اور  
 وبادشاہ کرچستان اور ناصر شاہ بادشاہ حلب وشیخ محمد الدین قاضی القضاۃ بغداد اور اپنی خلیفہ اسلام  
 اپنی خلیفہ عیسائی جسکو روم کا پوپ یا پاپا کہتے ہیں اور جبرسکاس امیر الامرا مملکت روس اور سیکڑون  
 اور امرا حاضر اسی ایک نکتے سے قاتل کو بار کا جاہ جلال دریافت کیا۔ چونکہ گائی یوک خان کی تخت نشینی  
 وقت بڑا بھلا ہوا تھا اور اس کا بیان تیسرے دفتر میں موقع کے ساتھ لکھا جاسکتا ہی بھان آتا ہی کہنا  
 ضرور ہی کہ مغرب اور مشرق کے تمام ملکوں کے سفیر حاضر اور اپنے آپنے آقا کی طرف سے نذر دیکر سرفراز ہوئے  
 چار برس کے بعد باتو خان کو قاتل نے حضور میں ہمک حلالی کی قسم کھلانے کے لیے طلب کیا اور چونکہ وہ  
 جانی دونوں میں ہمیشہ سے ہی باتو خان نے اپنے بھائی کو بھیجا اسی شب کو شراب کی صحبت میں قاتل نے  
 باتو خان کی شان میں کچھ ایسا سخت لفظ لکھا کہ اس کے بھائی نے بگڑ کے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا  
 یہ دیکھتے ہی خاقان ہی طیش میں اٹھ ا اور یہ تک کہ لوگ درمیان میں آوین دونوں میں چل گئی  
 اور قمر واری جو سب قہم کے غصے سے زیادہ طالب خون ہوتا ہی دو چار ہاتھ میں دونوں کو تمام  
 کیا اور خاقان کی تلوار جو نہیں باتو خان کے بھائی کے شان پر پڑی اور کمر تک تیر گئی اس کی تلوار خاقان

کی پسلیوں کو مثل کبیر کی قاش کے کاٹنی آنتوں کو پیچھے لے آئی اور ایک لاش کے اوپر دوسری چوگری گویا موٹے اسطرح سی دونوں میں بغل گیری کروا کے صلح کروائی تب اس شخص کے منگو خان بیٹا تولی کا قاتل ہوا اور اس نے اپنے بھائی قبل خان کو صوبہ ارکر کے مالک بالکل املاک کا جوہین میں مقبوضہ مقبوضہ تھے مقرر کیا اور چونکہ اس شخص کا حال تفصیل کے ساتھ اس مقام پر تحریر میں آئیگا کہ جہاں بیان اس کے فقور ہونیکا درج کیا جاوے گا چنانچہ اس پر بھی کہنا کافی کہ طفولیت کے ایام سے برابری اور سنجیدگی اور رحم دلی اس میں پائی جاتی تھی اور چونکہ اس کا استاد ایک خانی نفل ایک نھا اور عالی طبیعت تھا اس نے اپنے شاگرد کی جبلی صفتوں کو تحصیل علوم اور حکمت عملی اور نصیحتوں سے زیادہ کیا اس شخص کا نام پاؤچو تھا اور چند عہدہ وزارت کا قاتل کے دربار میں اس کو تھا لیکن خوانین کی بدیوں اور رنجوں سے فتنہ اور عہدے سے مستعفی ہو کر اپنے وطن صوبہ ہونان میں اسے گوشہ اختیار کیا تھا کہ اتنے میں قبل خان جو صوبہ دار مقرر ہوا اس نے فوراً اپنے استاد کو بلوایا اور اپنا خاص شیر نایا اور وسیلہ صلاح سنا دیا کہ اے اون عایا کو اپنے گہروں میں بلوایا جو مغلوں کے خوف سے جنگل اور بیابان میں جا چکے تھے وہاں سپاہیوں کو دیکھا اون کی حاجتوں کو موافق نقد و جنس کھریا اور کشت کاری کر کے قبل خان نے دیا اور خانی علما کو طلب کر کے مصاحبت میں مقرر کیا اور امور سلطنت کے فرائض کے بعد فرصت وقت علوم و کمیتوں میں اون سے مباحثہ کرتا تھا اور اس طرح کئی بہانا تھا یہ حال دیکھ کر ان کو مغلوں کی جہالت اور ہنری اور زلی رحمی کے باعث جو نفرت تھی رفتہ رفتہ کم ہونے لگی بلکہ اکثر جب اپنے فقوروں کی برائیاں سننے یا دیکھتے تھے یہی چاہتے تھے کہ قبل خان اگر اس کے تحت پر تکیہ گزین ہو تو ویسے یگانوں سے یہہ بگاہ نہ بہلا ہی و سب کا کیا کھنا و پینا شوق اس کی ذات حمیدہ صفات کے تھے ہی تھے سنہ ۵۳۲ھ سپریمین بہین شاہ آرسن قاتل کے حضور میں آیا اور فرماں مساجت میں دایا طاق تھا اور جیہ خوبصورت اور لطیف طبع ایسا کہ قلیل عرصے میں منگو خان کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کر دیا بیان تک کہ اس سے عیسائی مذہب اختیار کر دیا اور عہدہ بیان جو دونوں میں ہوا اس کے شرائط سے ایک شرط یہ تھی کہ قاتل اسلام کی منت و نابود کرنے اور خلیفہ

بغداد کے ماسٹر اور سب طرح سے مسلمانوں پر تباہی لانے میں متوجہ ہو چنانچہ اوسے عہد کے وفاء  
 کرنے کے لیے قائل اپنے بھائی ہلاکو خان کو قلعہ قندھار کی طرف روانہ کیا غرض بعض مہلت  
 بچھ ہی کہ خواجہ نصیر الدین طوسی ہلاکو خان کو بہ سبب عداوت جانی کے جو اوس کو خلیفہ کے ساتھ ہی  
 ترغیب دی تھی بہر حال جو ہو لیکن حکم اوس کو دیا گیا کہ قبل خلیفہ پر تاحنت کرنے کے قوم اسماعیلیہ  
 محدین کو ہستان کو بیچ و بینا و غارت کرے ان لوگوں کے طریقہ ایمان میں بعض باتیں قرآن کی اور  
 کچھ کفر و بت پرستی اور خصوص تناسخ کی ہتھیں لیکن بڑا رکن اوس کے مذہب کا یہ تھا کہ اونکا امام جو  
 کھے اوس کے بچا لائیں جان تک دینے نکلے چاہے حسن بن صباح کے یہ مرید تھے اور مقام رودبار اور  
 الموت میں بھاڑوں پر قریب کر زمین کے اونکی بود و باش تھی اور تاریخوں کے خصوص گارستان اور تاریخ  
 گزنیہ اور زینت التاریخ سے ظاہر ہے کہ کیسے بڑے لوگ ان محدوں کے ہاتھ سے مار گئے ہیں چنانچہ  
 نظام الملک وزیر ملک سلجوقی اور ایسا کوئی قلعہ اور حصار محفوظ نہ تھا جہاں پر اونکا جا پونچا لیکن  
 تھا اور ایسا کوئی بادشاہ یا سردار نہ تھا جس کے سینے پر سر فرمکا اپنے سامریہ اگر اوس نے پہنچا جاتا تو  
 چڑھ نہ بیٹھتا چنانچہ تاریخ گزنیہ سے سلطان سنجر کا حال ظاہر ہے ہی اونکا لقب فدوی تھا اور انہیں  
 محدوں کو حسنی یعنی مرید حسن صباح چونکہ کہتے تھے اور وہاں لوگوں کو مارنے تھے اس سبب سے لفظ  
 اندک تغیر ساتھ فرنگ کی اکثر زبانوں میں اوس ملعون کی شان میں استعمال ہوتا ہی جو دغا سے کیسے مارتا  
 چنانچہ وہ لفظ اساساً لغرض سنہ ۴۸۳ ہجری میں اونکی بنیاد جیل عراق عجی پر پڑی تھی  
 اسکے بہ سبب اونکا بادشاہ شایع اجمال کے لقب سے ہی مشہور تھا اور ایک سے ستر برس  
 کی سلطنت اونکی موچکی تھی اور رکن الدین قاہر شاہ اونکا امام تھا جب ہلاکو خان اونکی حاکم  
 میں جا پونچا اور کئی قلعے اونکے لیکر ایسا تنگ کیا کہ جان کی امان اونہوں نے مانگی اور  
 چونکہ رکن الدین اپنے لڑکوں کو لیکر ہلاکو خان کے پاؤں پر گر پڑا و سنے رحم کھا کے جان بخشی  
 کر کے خاقان کے حضور میں روانہ کیا لیکن ہلاکو خان نے حکم دیا کہ اوس فریقے کا ایک شخص  
 بچنے نہ پاوے اور اسی کے موافق بارہ ہزار محد مارے گئے اور قیاس اگر چہ یہی چاہتا ہی تھا

ایک منتقل اس قوم کا زندہ بچھوٹا لیکن چونکہ اسے ستمبر ۱۹۴۷ء ہجری میں بیت سے لوگوں کو مروا ڈالا جو فدوی کے لقب سے مشہور تھے اور عادات و فاسے مارنے اور اپنے امام کے تابع دار اوسطی طرح سے ہونے کے اولین تہین اس جہت سی غالب ہی کہ اوسے فرسے کے بچے بچاتے دو چار جو رہ گئے مورث ان بدبہادوں کے تھے بعد اسکے رواتی تمام اون بدیو کا جو اکثر خلفای آل عباس نے کیا تھا شل و زقیامت کے آن پونچا اور پلا کو خان بغداد کی طرف متوجہ ہوا اوس واقعہ کے ہونے پر بعض اہل تاریخ نے تعجب کیا ہی غرض راقم کو حیرت اس اقبال پر یہی کہ جسے قبل اس ایام کے بوم زوال کو قصر خلافت پر بیٹھنے نہ دیا تھا کیونکہ دوسری باتوں کو جانے دیجیے اگر او کا ظلم صرف بنی فاطمہ کے او پر خیال کیا جاوے تو تعجب ہی ہی اہل اسلام نے اپنے پیغمبر کی آل کے قاتل کو کیونکر دم بھر کے لیے زندہ چھوڑا تھا سوائے اسکے دولت کے زوال کے لیے کئی باتیں مخصوص ہیں یعنی ظلم اور غرور اور عیش و طمع اور نفاق اور ان پانچوں میں سے خانہ خراہی کے لیے ایک کافی ہی غرض خلیفوں میں خصوصاً متصم باللہ کی انت میں بھی صفیقین تمام موجود تھیں اور اسی سبب سے کہ اس قدر قیام جو آل عباس کو ہوا کیونکر ہوا چنانچہ اسر خلیفہ کا ظلم الیسا تھا کہ سجدہ اور بے رحمیوں کے ہزار پانی فاطمہ کو دیواروں میں اوس نے چنوا دیا تھا اور دوسرے غرور الیسا کہ اپنی دہلیز کے پتھر کو مثل حجر اسود کے بڑے بڑے امراؤ سلاطین سے بوسہ دلوانا تھا اور عید اور بقرعید میں جب نماز کے لیے گھر سے نکلتا تو اس ہوتا تھا برف منہ پر صرف اسی خیال سے ڈالتا تھا کہ کسی شخص کو قابل کہنے کے نہیں جانتا تھا اور میسرے اوسکے عیش اور بدبستی اور شہوت پرستی تن پروری کے حالات لکھنے میں شرم آتی ہی اور اس امر میں کچھ کہنا نہ فائدہ ہی کیونکہ مسلمان عالم کو تاریخ کے رو سے سب معلوم ہے اور جاہل مسلمان کے آگے اگر کھا جاوے گا تو جانے گا کہ شاید راقم اختلاف مذہب کے تعصب سے کہتا ہی اور جو ہر طمع حضرت کی ایسی تھی کہ تمام فوج کو صرف تنخواہ کے بچانے کے لیے اونہوں نے جواب دیا اور پانچویں بیوٹ اور نفاق جو شیعہ اور سنی کے جھگڑوں کے باعث سے ہر چار طرف

امرا اور وزرا میں موجود تھا وہی اوسکی بربادی کے لیے کیا کم تھا الغرض اگر یہ خلیفہ کی بیان قابل  
 اور ہی منہ کے تین جواہر کم محبت کو ملی لیکن اوسکے وزیر محمد الدین مجد الملک علمتی کو نمک حرامی  
 اپنے آقا سے کرنی کسی حال میں لازم نہ تھی اور اوسنے کیا کیا دغا دی اور کس کس طرح سے  
 خلیفہ کو طمع دی کہ سپاہیوں کو جواب دلویا اور نمک حلال سرداروں کو دور دراز پر حیلے  
 بھانے سے بھیج کر ہلاک کو خان کو خط لکھ کر بلایا چنانچہ ہر آن سے کوچ کر کے بغداد کے دروازے  
 پر وہ آیا سوا اسکے جب امرا نے خلیفہ کو کھلا بھیجا کہ حضرت عیش کو چھوڑے اور آنکھ کھول کر  
 دیکھیں کہ کیا حال ہو رہا ہے تو اسوقت مستحضر سے صلاح حال کو خیال میں نہ لایا اور کھانہ کھنچ  
 کی کیا حاجت ہی شہر کے لڑکے بالے مارے ڈھیلوں کے مغلوں کو ہنگام دیونگے یہ سب  
 حال چونکہ عزلی اور فارسی تاریخوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہی راقم نے اس اشارہ سے زیادہ  
 لکھنا ضرور نہ سمجھا کیونکہ یہ تاریخ صرف اسی واسطے تصنیف و تالیف کی گئی ہے کہ جو احوال عربی  
 اور فارسی زبانوں میں نہیں تحریر ہوئے وہ بیان پایا جاوے تو وہ مہینے مغلوں کے محاصرے کو  
 کدز چکے تھے اور اسوقت تک خلیفہ کو بہت تو بھڑکھیش کے کچھ خیال نہ تھا بقول شاعر کے بہر و اصرار  
 رزم گرم بود جب آخر کو وزیر دیکھا کہ خلیفہ کی آنکھ کھلی اور اوسکی دغا بازی ظاہر ہو گئی اپنے  
 لوگوں اور دوستوں کو لیے ہلاک کو خان کے پاس علانیہ چلا گیا اور مغلوں کو ایسی راہ ملی کہ آگاہ  
 لشکر قلعے کے اندر داخل ہو گیا اور خلیفہ کو قمار ہو کر سامنے آیا تو اسوقت کیسا ہی شگدل آدمی ہوتا  
 تو اس انقلاب فوج کار کو دیکھ کر آج بھڑا کہ کس مرتبے کا شخص ہے کہ دربار میں ادنیٰ سا شخص سلطان تھا  
 جسکی دہلیز کے بوسہ دینے کا اشتیاق شہنشاہوں کو رہتا تھا اور صد ہا کا شوق دل ہی میں رہ گیا  
 اور اوس سیاہ منحل کے پردے کو جو دیوان عام کے باہر دروازے پر لٹا رہتا تھا اوسکا وہرے  
 بھی دیکھنا نصیب نہوا اور جسکی سواری کو ایک دفعہ دیکھنے کی ارمان سے  
 لوگ صد ہا کو سس سے عید و بقر عید میں آتے تھے اور راستے کی دونوں  
 قطاروں کے مکانوں کے چٹوڑوں میں دم بہر بیٹھے صرف اوسکے جلوں کو دیکھنے کے لیے ہار رہا



روپیہ کرایہ دیتے تھے وہ شخص روبرو ہلاکو خان کے جب گلے میں رسی ڈالے کھڑا ہوا تب تمام عیب اور سکا فراموش ہو گیا اور گنہگار کیا مظلوم نظر آیا چنانچہ خود ہلاکو خان کو اس انقلاب روزگار سے ایسی عبرت ہوئی کہ بدیر سنائے میں رہا کہ ایسے شخص کے ساتھ کس طرح سے پیش آیا چاہیے آخر حکم قید کرنے کا دیا اور شیروں نے جو صلاح بیچ دی کہ او سے گھسیٹ کر وہاں جکڑ دینا لازم تھا جہاں آدمیوں کو قابل اپنے منہ دیکھنے کے نہیں سمجھتا تھا اور جہاں کہ لوگوں سے تہ کو بوسہ دلوا یا دیکھا شگ راہے او سکی ناک اور منہ کو توڑ دانا مناسب ہی تب ہلاکو خان نے مکمل میں اوس کو گھسیٹ اور رسی سے کسوا کے بغداد میں کو چہ بکو چہ گھسیٹوایا اور اسی خرابی سے خلیفہ مستعصم باللہ کی جان گئی اور آل عباس کی پائے میں جس کی بزرگی خاک میں مل گئی چپا س طور سے خلیفہ مارا گیا اور بغداد سات روز تک ٹہا ہلاکو خان ملک شام کی طرف گیا اور وہاں جو کچھ اپنے کیا اوس کا حال و فرعون کے ملاحظہ سے معلوم ہو گیا غرض اسی ایام میں پیرغریب خان چین کے کوئی بادشاہ مشرق میں تان کے مقابلے میں نہ تھا اور اس لیے کہ اون لوگوں کا بھی ملک بالکل چین جاوے قاآن نے قبلا کو اشارہ کیا کہ کسی جیل سے بگڑے صوبہ سی چوٹین کو لیا چاہیے آخر موقع ملا اور قبلا خان و قراآن نے صوبہ شنسی کو فتح کیا اور اون دونوں بھائیوں نے مخصوص قبلا خان نے مالیت قلوب کی باتیں الہی کیں کہ اکثر خدائی خود آ کے اون کے نزدیک اپنے ملکی حاکموں کے ظلم سے نیاہ لیتے تھے غرض شہر جو چو واقع صوبہ سی چوٹین پر قاآن نے چڑھائی کی اور خدائی سپہ سالار و انگ کینگ نے اسی لڑائی کی کہ مغل سب بارہا حملہ کر کے ہٹ آئے اور بھانگ بگہرا لے کہ قاآن کو خود جانا اور دلاسا دینا ضرور ہوا آخر کار جب عرصہ کڈرنے لگا تو فتح کی صورت نہیں دیکھائی دی مشکو خان نے خود حملہ کیا چنانچہ اسی جنگ میں مارا گیا اس سانحہ کے واقع ہوتے ہی مغل سب ہٹے اور خاقان کا خباڑہ لیے قبلا خان کی طرف گئے اوس وقت وہ صوبہ ہو کو انگ میں تھا اگرچہ قاآنی کے منصب کا وہی حقدار تھا اور ترکستان کے قورلتائی کے مجمع میں اس کا جانا ضرور تھا لیکن بے کوئی ٹہری لڑائی فتح کے اپنے ملک کو عود کرنا مناسب سمجھا و سنے جو چاہئے

کے شہر عالیشان کو فتح کیا اور اس مقام پر ایسی خونریزی ہوئی کہ فقور نے صلح چاہی عرض  
 بیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج اس سے قبول کروا کے قبل خان ملک تانا کو گیا اور وہاں بڑے  
 بچل کے ساتھ قآن مقرر ہوا اور تمام خاص عام کو اس امر کی نہایت خوشی ہوئی اور با تو خان  
 کی اولاد جو قچاق کے بادشاہ اور ہلاکو کے لڑکے ہائے جو ایران کے بادشاہ تھے اور چغتائی  
 کے بیٹے جو مارا انہر کے مالک تھے بسہون نے نذر بھی بجز اس کے بہانی کے جسکا نام عارخ ہو گا تھا  
 جو اپنے کو خطاب عالی دے اور فوج جمع کر کے قبل خان سے لڑا لیکن مغلوب ہوا سنہ ۱۲۶۶ء میں  
 قبل خان قآن ہوا اس نے تخت پر بیٹھتے ہی چاروں طرف سے علما اور فضلا کو بلوایا اور جو چاہتے  
 بخشی آگے اور سکا بیان ہو دیکھا غرض اس نے فقور کے پاس سفیر بھیجا اور خراج موافق عہد کے طلب کیا  
 جب نہ ملا اور لپچی قید کیا گیا بلکہ مارا گیا قبل خان نے دیکھا کہ بجز اپنے جانے اور ختا کو اس سے  
 اس سے تسخیر کرنے کے دوسرا چارہ نہیں ہی اس نے لشکر کی طیاری کا حکم دیا لیکن آٹھ برس  
 کئی باغیوں کو سر کرنے میں گزرے بعد اس کے تیس لاکھ فوج ختا میں یورش کرتی ہوئی صوبت  
 سی چوئین اور ہو کو انگ میں آئی اور وہاں کے اکثر مقاموں کو فتح کر کے شہر سینگ نام کا محاصرہ  
 کیا اور بھیان پر ایسی لڑایاں و نون طرفت میں ہوئیں اور ختا یوں نے یہ حکمتیں کیں کہ اس کے  
 بیان کو دستان مطول چاہیے عرض یہی شہ کا فی ہی کہ مغلوں کی جب فتح ہوئی اور قبل خان  
 روبرو ختائی سپہ سالار گرفتار ہو کر آیا اس نے صدمہ تعریف اسکی جو المزدی اور نیک حلالی کی  
 کر کے انعام و اکرام سے نہال کیا اور بڑی خواہش بلکہ عجز سے کھا کہ اسی شخص کو میری نوکری  
 لراو سے گردن جھکا کے کھا تا مل کیا ہی سر کاٹ لیجے مگر آپ میرے خاوند کے دشمن ہیں  
 آپکی نوکری ہرگز کر نہ سکتا ہوں بلکہ مناسب مجھے کو مار ڈالنا ہی کیونکہ میں جیسے جی آپ کے مارنے کے  
 خیال سے غافل نہ ہوں گا یہ سستے ہی بعض اوجٹ مغل نے چاہا کہ اسکو مارے لیکن قبل خان  
 نے زیادہ انعام دیکے اور یہ کہ رخصت کیا کہ میں نے تجھے پرا حسان کیا اب جا اگر اپنے  
 محبت مار سکتا ہی تو مار خاقان کا بھہ کہنا تھا کہ سپہ سالار دڑہین مار کر روایا اور قبل خان کے پانچ

گر کے کہنے لگا کہ اسوں ہزار افسوس کہ ایسے قدردان کی نوکری میں نہیں کر سکتا قبل خان نے  
 گئے سے لگایا اور بہت سی تعریف کر کے اسے رخصت کیا بعد اس کے بابائیان خان کو سپہ سالار  
 جمیع فوج کا کر کے قاتان نے پاس تخت پر فقور کی طرف بھیجا اور اسے رو کیا نگ سے عبور کے  
 وقت کئی لشکر ستانی کو شکست دی اور کئی سرداروں کو چارون طرف سے فوج مغل کے ساتھ طرا  
 وجواب کے قلعوں کے فتح کرنے کے لئے بھیجا اگر فقور کے ورزا اور سپہ سالاروں میں اتفاق  
 نہ ہوتا تو مغلوں کو قیام کرنا ختامین مکان سے باہر تھا لیکن صد ہا خانی سردار اور امر بابائیان خان نے اسے  
 غرض بعض ایسے لڑے کہ سجان ابد اور سیکڑوں نے مقابلہ کر کے جب دیکھا کہ فتح و شواہی آج  
 عیان اطفال کو فوج کر کے خود کشی کی اور بھٹے جو لڑائی میں گرفتار ہوئے اور بابائیان خان نے  
 اونکی بھادری پر آفرین کر کے فوج میں مہت دینے کے لیے بہت سمجھایا لیکن انہوں نے نہ مانا  
 اور جیتے دم تک مغلوں کی بزرگی کو قبول نہ کیا چنانچہ شہر کوچو کا حاکم می یو نے ایسی بھادری  
 کی کہ مغلوں کو حیرت ہوئی چنانچہ جبروت اسکی فوج پس پا ہوئی اور اسے پکارا کہ اسی خستہ ہو  
 تک حراسی ہی اور کسی نے نہ سنا تو دونوں ہاتھ میں تلوار لیکر خود اپنے مقام پر کھڑا رہا اور  
 اگرچہ زخمیوں سے چورتھا لیکن ایک قدم بھرنے کے بیچے نہ ہٹا آخرش مغلوں نے چارون طرف سے  
 گھیر کر کھڑا کیا اور بابائیان خان کے سامنے لے آئے اور اسے جب سمجھ بوجھ کے دیکھا کہ  
 بھرم جانے کے اوس ختانی کو کچھ خوش نہیں ہی تو کے بیٹے کو بلا کر اسے کھاکہ تو اپنے  
 باپ کو سمجھا چنانچہ وہ پانون پر گر کے رویا اور کہنے لگا کہ ہاں پتیرے مر جانے سے  
 یہ کیا حال ہو گا اوس نے بیٹے کو گکے سے لگا کے کھا کہ تو راہ میں جا کے تنہا کھڑا ہو جو کوئی اسے  
 شخص نہیں کہ تجھ کو می یو کا بیٹا جان کر فاکر نے دیوگیا آخر کو بابائیان خان نے اسے مرد و آلا  
 انفر من بھیہ سب سرکشت راہ میں موقع میں آئی کہ جب بابائیان خان فوج قہار لیکر باپی تخت ہلک  
 چوکی طرف چلا جاتا تھا آخر جب جامی مقصود پر پہنچا اور چارون طرف سے شہر کو گھیر لیا فقور کی ماں  
 نے بہت طرح سے صلح کا پیغام بھیجا لیکن مغلوں نے کچھ نہ سنا اور بابائیان خان نے صرف ہی جواب دیا

کہ خانوادہ سنگ کا دورا اوٹھ گیا خدا کی مرضی یہی ہے کہ قبل خان کو اوکا تخت سے بعد اوس کے  
 شہر پہلا ہوا اور فقور کفر قمار ہو کر خاقان کے حضور میں بھیجا گیا جیسا کہ باب سابق کی آخرین لکھا ہے  
 بلکہ اوس مقام کے لاحت سے معلوم ہوا ہوگا کہ سنگ کا خانوادہ کس طرح سے ختم ہوا اور قبل خان  
 فقورون کے تخت پر بیٹھا سنہ ۱۲۷۷ میں یہ واقعہ ہوا اور تارخون میں ایسی ایسی خبریں  
 اس طرح حکم بہادری اور ننگ صلائی جو کہ خانیوں نے کی جب ان کی سلطنت چہن گئی کم و بیش  
 میں آتی ہی جلد اول کے انگریزی باب میں اقم نے ثابت کیا ہے کہ قبل خان کے برابر کوئی بادشاہ  
 رومی میں پر نہیں ہوا ہی اور چونکہ جو کس سیزر مقصر روم قدیم اور سکندر اور فرانسیس کا شہنشاہ نہیں  
 ہونا پارتھ سب سے نامی ہوئے ہیں عاصی نے ہر ایک کے افعال کو قبل خان کے افعال کے  
 ساتھ تطابق دیکر اہل الفصاحت کا ادعا ہی نہیں کیا کہ ان چاروں میں بزرگ کون تھا غرض افسوس اردو  
 زبان میں حال لکھنا نہیں جاسکتا ہے کیونکہ ان اشارات اور نکات کی تفصیل ننگ کی تاریخوں  
 میں درج ہی اور جس حال میں ہر نکتے کی تفصیل کے لیے بیان مطول چاہیے راقم نے اوسکو بیان  
 لکھنا مناسب نہیں سمجھا انگریزی انون کے لیے وہ حال لکھا ہے اور بیان پر دوسرے انداز کی  
 تقریر سے اوسکی بزرگیوں کا اظہار کرتا ہے چنگیز خان اور اوس کے بیٹے اور ترک کا شہنشاہ تھیل جسکا  
 حال تیسری قرین درج ہی اور بادشاہ اور تیمور لنگ اور شاہان ایران پیشداد اور کیان اور ساسانی  
 کے خاندان میں سے اور کس اور روم سے کوئی شخص قبل خان کے مقابلے میں نہیں ٹھہرا ہے اس لئے  
 کہ ان میں جو ب عالی طبیعت اور عادل یا صاحب تدبیر تھے بہادری اور سپاہ گری میں کیا  
 نہ تھے اور جو تلوار کے دہنی تھے رحم اور تالیف قلوب و عدالت ان کی سرشت نہ تھی چنانچہ چنگیز اور  
 تیمور اور تھیل کے احوال سے جو اس تاریخ کے سوا اور روایتوں میں بھی ہے اگرچہ ظاہری کہ وہ  
 ایسے غازی اور شجاع تھے کہ جدھر گئے فتح منحل لونڈی کے تابعدار تھے اور شکست مثل عقاب کے  
 کہی دکھائی ندی لیکن درندوں کی طرح فقط خونریزی سے انکو شوق تھا اور تمام عالم کے  
 سر کر نیکاد دعویٰ اور جو صلہ بھی تھا غرض غریبوری اور خلق کی راحت رسانی اور عایا کے لیے

درو فرزند ہی اور نوع انسان پر رحم و کرم سے اولن لوگون کو کچھ علاقہ نہ تھا اور باوجودیکہ تڑکات  
 تیموری سے دریافت ہوتا ہی کہ تیمور لنگ بھی ان سب صفوں سے موصوف تھا لیکن ایسے بیان  
 کا اعتماد کیا جاسکتا ہے کیونکہ منہ سے کہنا اور بات ہی اور اوپر عمل کرنا کچھ اور ہی ہی اور تمام تاریخ نویس  
 اوسکی قزاقی اور خونریزی اور مردم آزاری کا حال ظاہر ہی چنانچہ اسی جلد میں کچھ تذکرہ اوسکا ہی  
 ہی لیکن قبل خان میں بجا درسی اور دہری کے ساتھ خلق پروری سنی اگرچہ شوق ملک ستانی  
 اور تسخیر عالم کا اوسے بھی تھا لیکن ساتھ ہی اوسکے بھائی آرزو سنی کہ اگر دنیا پر حکم جاری ہو  
 تو عظم کا دور اٹھ جاوے اور خلق اسد ہر دم دعا گو رہے چونکہ نیت ایسی ہی خداوند قاسم کے  
 برکت ہی اوسکی حکمرانی کو ایسی ہی کہ جتنے در تک اوسکا فرمان جاری ہوا اسکندر کو بھی اوس قدر  
 نصیب نہوا اور قبل خان جب شاقان نامارا و فغور خا ہوا دنیا کے بادشاہوں میں ہر طرح کی شل  
 و نظیر تھا اور بحر شمال مطلق البردہ کی حد سے بحر لنگانک و بحر مشرق سے مغرب میں تبت و قیبر  
 اوسکے تابع تھا اور اوسکی خوبیاں سنکر ادن قوموں نے خود آکر خراج دیا اور اپنے کو داخل عایاد کر  
 میں کیا جو چنگیز خان کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور ہمیشہ سے سرخوردہ تھے پس جبکہ اور ون کی  
 شجاعت زیر نگر سکی قبل خان کی عدالت نے نابہار کیا اور یہ حال اوس شخص کا تھا کہ جس حکم کو  
 فوراً وہاں کے خاص و عام کو فرمان بردار کیا اور وہاں کے لوگ اوسکے عاشق قرار ہو گئے تھا مگر  
 یہ کہ تالیف قلوب کی ترکیب مثل اوسکی بجا درسی اور سپاہیگری کے سنی، اور دونوں کی نظر  
 آج تک رہائیں نہیں دیکھنے میں آئی ہی اور ان سب صفوں کے ساتھ ایسا خوبصورت تھا کہ ہر  
 اوسکی صورت دیکھی اوسے پہرہ نکی لگ گئی اور شیرین زبان اور جادو بیان اس قدر تھا کہ  
 اوسکی بات جسکے گوش نہوا یکدم ہونی اوسکو تمام عمر بھلا می کی تمنا ہی اس بیان مجمل یہاں کہ لوگ  
 گمان مبالغہ کا نہیں لازم ہے کہ تفضیل کے ساتھ بعض امور کا حال لکھا جاوے علاوہ اون کے  
 تفصیل کے جو اوسکی قدر دانی اور رحم دلی اور دوسری صفوں میں لکھے گئے ہیں مدبر ایسا تھا  
 کہ قاتل ہونی کے ساتھ ہی ہر قوم اوہر ملک کے علما کو جمع کر کے ہر ایک کے ذمے اون

امرون کی تدبیر کو متعلق کیا کہ حکم عالم اور تجربہ جسکو زیادہ حاصل تھا چنانچہ پونٹنگ چانگ اور چینی  
دو ختائی فاضل کو اپنے قوانین اور ضوابط کے درست اور بعض کے ایجا کرنے اور تمام اہلک کے محاکم  
اور مخارج اور تجارت کی آمدنی اور رفتی کا حساب لکھنے کا حکم دیا اور پنج جہاں الدین ایرانی منسیر  
اوہیت دان بردست کو تقویم تیار کرنے اور اون علموں کے آلات کے بنانے اور مغلوں کو او  
استمال سے واقف کرانیکا حکم دیا گیا اور فرنگی طبیب نوکر رکھا گیا تا علم ادویات اور دوا سازی  
میں چند مغل تعلیم کیے جاوین اور ایرانی اور عرب اور راء النہر اور اگیور کے ملکوں کے بڑے بڑے  
عالموں کو جو دربار میں حاضر تھے حکم دیا کہ اپنے ملکوں کی معقول کتابوں کا ترجمہ ختائی زبان میں  
کریں مغلوں کو پڑھا کر ان کے مضامین سے آگاہ کریں اور یہ مجمع فاضلوں کا ہاں لین کھلاتا تھا  
اور اب تک بھی ایسی ہی ایک مجمع ختائین اوسی لقب سے موجود ہی اور مملکت کی تاریخ نویسی اور  
مستقلین اور مثبت بزرگ سے ایک فاضل زبردست بلوا کے رسومات دین وغیرہ کو اس سے متعلق کیا اور  
اپنے استاد یا دوچو کے ساتھ شورا کر کے تمام سلطنت کے بڑے شہروں میں مدارس اور کتب خانوں  
میں کتب خانے مقرر کر کے کتب چین ایران عرب و فرنگ کا ترجمہ کی زبان میں کر کے مغلوں کے  
لڑکوں کو تعلیم دینا فرمان جاری کیا اور اوس میں تاآن نے یہ مصنفون لکھا کہ اہل خا اور دوسرے  
ملک کے لوگوں کی لیاقت اور شایستگی دیکھ کر مجھے ستم آتی ہی کہ ہماری قوم میں یہ جہالت اور  
نا فانی باپنی جاسو پس مناسب ہی کہ ہر شخص اپنے لڑکے کو سرکاری مکتب خان میں بھیجے اور لڑکے  
سکھلانے سے چند روز نال کر کے انسانیت کی راہ تباہ دے اور حسب وقت فقور ہوا ختائی علما کا  
جمع کثیر دربار میں فتنہ رفته پیدا ہوا اور سبکو حکم تھا کہ جس امر میں صلاح دینا مناسب معلوم ہو وہ  
فورا اسکی اطلاع حضور میں کریں چنانچہ جو مہینہ چین کا تمام ملک سر ہوا ایک ختائی فاضل نے در خواست  
دی کہ مناسب ہی کہ بالکل لوک جو جنگ میں پکڑے گئے اور بنیدینخانہ میں پکڑے میں مخلصی یا یون  
اور اوسکی التجا قیدیوں کے لیے سنی گئی شعلہ کی ترقی اور امن کی صورت پیدا ہونے کے لیے  
جب اس طرح سے فقور نے تدبیر کی جزائر جاپان کو سر کرنے کے لیے جنگی بھرتیاں مہوئی اور فوج ملک



نامک چین اور یاجین کی فتح کو روانہ کی گئی لیکن منزل مقصود کے قریب ایسی آندھی آئی کہ نصف بحر غرق  
 ہو گئی اور باقی جو بچی اہل جاپان نے گھیر کر تیس ہزار مغلوں کو مار ڈالا اور ستر ستر خٹائی اور اہل کوتایا  
 کو قید کر لیا اور یاجین پر چوٹ کر گیا اور کوسو صلح کے جانے سے دھوکا دیکے اہل یاجین نے شیخون مارا  
 ماجراؤن سے قبلا خان کو بڑا غم ہوا لیکن اوسنے لوگوں کو بھی جواب دیا جب اونہون نے ہنسنا  
 کیا کہ اس طرح کا حادثہ کبھی کبھی اگر واقع نہوے اور ہمیشہ سرسبزی رہے تو بادشاہون کو  
 انقلاب روزگار کی یاد باقی رہے اور اوسکی فراموشی سلاطین کے حق میں نہایت مضر ہے  
 بلکہ ایسی فراموشی علامت نوال ہی بعد اوسکے قان کی فوج چنگو کے ملک پر چڑھ گئی اور کئی  
 ژانہون کے بعد پاس تخت کو فتح کر کے مملکت کا ایک صوبہ اوسے قرار دیا ۱۲۸۶ء ایسی میں  
 اکثر ملک کے تاجر قبلا خان کی عدالت کا شہر منکر صوبہ تو کین میں جازون پر آئے اور غفور نے  
 حکم دیا کہ اوس ایسی محبت بڑھانی جاو کہ بارہا وہ آدین اور تجارت کی سہولت کے لیے قبلا  
 نے نہر ختا کو کند وایا جسکا بیان راقم نے پہلی جلد میں کیا ہے اور اتنا مفید بھی امر سب  
 کے لیے ہوا کہ اگر کوئی خوبی اس شخص کی نہوتی تو فقط اسکی ساخت کا ذکر فی تھا اس لیے کہ ملک  
 ختا کی نسبت میں اس نہر کا وہی رتبہ ہی جو جسم انسان میں رگ جان کا ہی یہ نشانی اوسکی  
 عقل اور دانش کی ایسی رہ گئی کہ قیامت تک قبلا خان سلاطین ووزکار سے ستھنا رہا اور اہل  
 اوراکا اوسکے نام پر دروڈ پڑھیں گے چین شہر کو مغلوں نے سابق سے بسا با تھا غرض جب یہ  
 شخص اوصاف میں بے نظیر و بجا درو باد بے غفور ہوا اوسنے اس لحاظ سے دار الخلافہ بنایا کہ  
 تاتاریوں کے ملک سے ہی قریب ہووے اور چ سلطنت میں اپنی بود و باش رہے اور چونکہ  
 اس شہر کے عرصے اور صوبت کا بیان جلد اول میں آچکا ہے بیان اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ شہر کے  
 ہر روز وازے پر ایک ایک ہزار مغلوں کا پہرا رہتا تھا اور اپنے محل کی حفاظت اور ہر وقت کے  
 جلوس کے لیے بارہ ہزار سوار متعین تھے اگرچہ اکثر خٹائی اوسکی سلطنت سے راضی تھے تاہم خود  
 بعض شخصوں کا تھا چنانچہ نقل ہی کہ جب شنگ کا گھرا تباہ ہوا ایک وزیر گرفتار ہو کر آیا جو کہ خانہ بد کی

خیر خواہی جو اوسنے کی تھی سنورنتی قبلا خان نے فرمایا کہ اسی مردنیک حضال و نمک حلال ہو گیا  
 نوکری کر اور جیسے اپنے پرانے خاوند کی رفاقت تو نے کی ہی ویسے ہی میری کراوس نے جواب  
 دیا کہ میں سنگ کے خاوند یکا پروردہ ہوں اور جب دوزخ سے میل چھینا نمک حرامی ہی اور نوکری کر کے  
 مجھ سے بہتر بہت ملنگے بلکہ مجھے مار ڈالنا صلاح ہی اس لیے کہ کہنی اپنے خاوند کے دشمن کا تین  
 خیر خواہ ہونوگا مجھے سنکر قبلا خان نہایت محظوظ ہوا اور چاہا کہ اوسکو سرفراز کرے لیکن وزیروں نے  
 اوسکے خلاف شہنشاہ کو ایسا سمجھایا اور زمین و آسمان اس قدر جھٹکایا اور وہ ختائی بھی اپنے مرے  
 لیے ایسا مقرر ہوا کہ آخر قبلا خان نے آئندہ ہو کر فرمایا اگر مرنے ہی چاہتا ہی جسطرح سہولت تھے  
 موت میں نظر آوے اور پسندیدہ ہو اپنے خاوند پر سے تصدق ہو جائے عرض اس طرح بعض ختائیوں  
 کی طبیعت جو اوسنے دیکھی حفاظت اوسے لاد ہوئی اور اس قدر پہرا چوکی اوسی سبب سے مقرر کیا  
 سبب مملکت خطا اور اطراف و جوانب کے تمام ملک اور اقوام پر جب غفور غالب آیا آخر کو برکاتی  
 طرف لشکر بھیجا اور بعد بہت خونریزی کے اوسپر طغریاب ہوا اور بعد اوسکے قریب تھا کہ  
 بنگالے پر یورش کرے لیکن بی بی کے منع کرنے سے باز رہا غرض جاپان اور سیام سے خراج لیا ایسا  
 خوش نصیب شخص شاید دنیا میں کوئی پیدا نہ ہو کیونکہ ملک گیر سی اور جاہ و شہرت اور تمام عالم  
 کی محبت کا مجھ حال تھا جس کا ایک مغمہ مؤلف نے بیان کیا اور خانگی امور کا مجھ طور تھا کہ بی بی  
 ایسی نیکخت اور عاقلہ تھی کہ قبلا خان کے سے شخص کو اوس سے شورا کر نیکی حاجت ہوتی تھی اور سب  
 کو فی ہمہ دینیش ہوئی یا نیا قانون اجرا کرنے کا قصد اوسنے کیا وزیروں کی صلاح کے علاوہ  
 خاتون کا مشورہ ضرور تھا اور میان بی بی میں پہلے رد و کد ملتا تھا تب مرنگین میں حکم ناطق دیا جاتا  
 تھا اور اوسکی عقلندی کی بھلیک بڑی دلیل ہی کہ جب سنگ کے گہرا نیکا وہ غفور گرفتار ہو کر آیا قبلا خان  
 نے خوشی سے پہول کزلی بی کو آگاہ کیا خاتون نے سنکر آہ بہر کر یہ کہا کہ اسی قاتل نے یہ مقام شہ  
 کا نہیں بلکہ رنج کا ہی کہیں کہ جب بھرنے میں ہی آیا ہی کہ انقلاب دوزخ کا سب سلطانوں کے لیے لازم  
 ہی تو یہی روزه وال و خرابی کا تہارے گہر کے لیے ہی آئندہ ہی پس ان بچاؤن کے ساتھ

ایسی ہی پیش آجیسا کہ چاہیے ہو کہ ہماری اہل کے ساتھ دوسرا پیش آوے اگر خدا نخواہستہ ایسا دن  
 دیکھنا اونکے نصیب میں ہی ہو وہ نصیحت سن کر خاقان سنا میں سرزا نو پر رکھکے دیر تک خاموش  
 رہا اور بعد اسکے حکم دیا کہ ہر طرح کی غرت اور آرام سے ختا کے شاہنشاہ کو نظر بند رکھا جاوے  
 اور ایسی بی بی کے سوا بیٹا ذی شعور غافل نیک نہاد اور سپاہی سنے بدل ایسا تھا کہ لوگوں نے  
 او سے سہوت ٹھہرایا اور بچنے میں جب کسی شخص نے او کو پیش بھا جو اہر دکھلایا اور او کا  
 مول بوجھا ولی عہد نے جواب دیا کہ آئیں تن کے لیے تو بیچہ و مری کی قیمتوں میں ہی جہنگاہی  
 لیکن اگر اسکی فروخت سے دو چار ہزار غرابہ پرورش پاوین تو البتہ پیش بہا ہی اسکا نام جن کن  
 خان تھا اور او کے باپ کے استاد پانچو نے او کو حکمت علمی اور تاج اور گنگ فوزی کی تسنیفوں  
 میں ایسی تعلیم دی کہ او کی نیک خلقت کو دونا جلوہ ہوا اور پیتا لیس برس کی عمر میں جو اسے انتقال  
 کیا ساک عالم کو صد سہ ہوا کیونکہ ایک عیب ہی اس میں نہ تھا اور پانچو نے او کے باب میں یہا  
 کھا تھا کہ قبل خان کی نیکی کو کچھ تباہی کے بیٹے کی نیکی کے مقابلے میں نہ تھا العرض قول شاء  
 کلچ ہی سدا عیش دوران کہتا تانین اور تمام عمر ہر طرح کے آرام میں گوشتی خاتون اور ولی عہد  
 نے پی در پی تھوڑے عرصے میں جو انتقال کیا فغور کو ایسا سچ دو فون کے لیے ہوا کہ کہتے ہیں کہ  
 پہر کسی نے قبل خان کو ہنستے نہ دیکھا اور جب تک دم رہا غم رہا اور چند سال کے بعد سنہ ۱۲۹۴  
 مسیحی میں وہ بھی گذر گیا اس مختصر بیان سے ظاہر ہے کہ رافتم نے کچھ مبالغہ نہیں کیا جب یہ لکھا کہ  
 روی زمین پر قبل خان کا سا کوئی پادشاہ آج تک پیدا نہیں ہوا کیونکہ عالم زبردست ارباب سخن ہر  
 اور تک حلاوت کا قدر ان بہادر بے بدل بدر بے مثل حکیم ہمنش عالی طبیعت کریم و رحیم تھا اور اسکی  
 تمام صفوں کو ایک لفظ میں اگر کہنا چاہیے تو وہ لفظ یہی ہے کہ خیر خواہ خلق تھا چنانچہ خود اہل خاقانہ  
 عالم اس کو کہتے تھے اگرچہ خانیوں کا خاصہ نفس اپنی قوم کو نیک اور ہمہ صفت موصوف جاننے  
 اور غیروں کو محض حقیر سمجھنے میں مشہور ہی اور اسی جہت سے کئی عیب اونہوں نے قبل خان کے  
 ذمے کیا ہی اور ہم ہی اون عیبوں کی طرف محاذ کرتے ہیں تاکہ تاریخ نویسی کے ادب کے موافق عیب

وہندو نوٹکی تجویز ہو کہ بعض ختائی مونی کہتے ہیں کہ قبل خان متصب ایسا تھا کہ بجز مذہب لاسرگد  
 کے دوسرے کو محض باطن جانتا اور زن مردی اور زری پستی اور عشق بازی اوس میں حد سے یاد  
 ہتی اور دوزخ و راز ملکون کے فتح کرنے کی ایسی آرزو اوسکو ہتی کہ لاکھوں فوج اوسکی جائز جاپان  
 یورش کرنے میں نقصان ہوئی نہ انصاف سے دیکھا چاہیے کہ ان ارا مونی میں امتحیق کس قدر اور بناوٹ  
 کس قدر ہی اور متصب کے باب میں جو وہ مونی کہتے ہیں تو اسی قدر ہی کہ لاکھ مذہب کو بہتر جانتا تھا  
 اور یہ کچھ عیب اوس کے لیے نہیں تھا کیونکہ ہر شخص اپنے طریقہ ایمان کے باب میں مختاری اور چونکہ اس  
 امر کی درستی یا نادرستی کی تجویز خدا تعالیٰ سے متعلق ہے کسی شخص کسی مذہب میں ایمان لانے کے سبب  
 بہ کہنا حق ہی سوائے اسکے آدمی کی جہلی ہی کہ کسی نہ کسی شی پر ایمان لاوے کیونکہ آجک نہیں  
 میں نہیں آیا ہی کہ کسی قوم کے تمام یا اکثر شخصوں کو کسی شی سے اعتقاد ہو پس جبکہ ضروریات سے  
 ہی کہ ایک نہ ایک طریقہ ایمان ہر گروہ میں واجب پاوے اور یہی بھایت واجب ہی کہ اوس گروہ  
 کے سردار کا جو عقیدہ ہی وہ بہ سبب اوسکی سرگرمی کے ایسا مشہور ہووے کہ کسی کو اس باب میں شبہ نہ  
 پس قبل خان نے جو طریق اختیار کیا اور بھایت مستقل اوس میں با تو ضابطہ بادشاہی کے خلاف  
 اوس نے نہیں کیا اور زن مردی جو اوس کے رشک سے یہ لوگ کہتے ہیں تو بجز اسکے کہ یکم سے شوا کرنا  
 تھا اور اوسکی عقل اور حسن کا عاشق تھا دوسری کوئی بات اس طرح کی نہیں پائی جاتی ہی اور اگر کسی  
 بی بی کی باتیں سنتی زن مردی ہی تو راقم تمام دوستوں اور خصوص اپنے لیے یہ دعا کرتا ہی کہ خدا  
 عالم ایسی ہی جوڑ او نہیں اور ہمیں بخشے کہ ہم لوگ ہی مثل قبل خان کے حاجت اوس سے شورش کی  
 رکھیں اور اس طرح سے فائدہ اوٹھاوین نتیجہ اعیب زری پستی کا جو اوس کے ذمے کرتے ہیں اوسکا  
 جواب صاف یہی ہی کہ زری پستی میں کہی عالی بہتی نہیں پائی گئی ہی اور اگرچہ درست ہی کہ  
 تحصیل دارون کو حکم تھا کہ ان عایا کے ساتھ جو خزانے کی ادا میں غفلت یا گمراہی کرین سختی سے  
 پیش آوین اور ان زیروں سے خوش رہتا تھا جو بہتر تدبیر میں حاصل اور آمدنی کے زیادہ کرنے  
 میں کرتے تھے لیکن یہ باتیں محبوب تب ہی ہو تیں جب صرف امانت کرنے اور گنج جمع کرنے کے لیے

وقوع میں آتین غرض بہتری خلایق ترقی علم اور مدد دانی علما اور ساخت انھارا در عمارت و  
 استفادہ عام اور آرائش ملک وغیرہ میں نہ تن پروری میں یہ نہ صرف ہوتا تھا چنانچہ سرکار کی  
 طرف سے غلوں کے جمع رکھنے اور رعایا میں قحط کے وقت مسمت کرنے کا دستور جبکا اکثر ذکر علیہ  
 اول میں آیا ہی قبل خان سے شروع ہی اور چوتھا عیب تلے دور و دراز ملکوں کی فتح کی آرزو میں  
 افواج کثیر کا نقصان کروانا اور اسکی نسبت میں اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ نطفے کی تاثیر کو بڑا دخل سی و دیکھا  
 چاہیے کہ پوتا اور بیٹا کن شخصوں کا وہ تھا بلکہ اگر سبقت اقلیم کے فتح کرنے کی آرزو اور مقصد اس میں پایا  
 نہیں جاتا تو تعجب ہوتا اور ایسا ہونہیں سکتا کہ اسی ایک عیب کے رہنے سے مرد کامل اور سکونہ بین  
 کیونکہ اس درجے کے لیے بجز عدم قناعت یعنی حرص ملک گیری کے اور سب باتیں اس میں موجود  
 تین اگرچہ حجت و تقریر کے بنا ہونے کے لیے یہ کھاجا سکتا ہی کہ اس قدر صاحب راہ صرف  
 اسی واسطے تھا تا کہ غیر ملکوں کے رعایا یعنی خلق اللہ کی زیادہ تر بہتری اسکی حکمرانی سے ہو  
 چنانچہ صد ہا نظیر ہیں کہ اقوام مفتوحہ کو اپنے ہمقوم و ہم وطن حاکم کے وقت میں اس قدر آرام  
 کبھی حاصل نہ تھا جو قبل خان کی تابعداری میں ملا لیکن یہی بات بناوٹ کی ہی کیونکہ اصل حجت  
 اسکی دراز و سی تخیر عالم ہی اور بعد اس مطلب کے برآز ہونے کے بہتری رعایا اور پرورش  
 درجہ ثانی میں اس سے ملحوظ ہی جبکہ اپنی رعیتوں میں وہ قوم داخل ہوتی ہی اگر حکمت کی آنکھ سے  
 دیکھیے تو یہی ایک عیب قبل خان میں تھا لیکن یہی کہنا چاہیے کہ مثل سب اوجہ سب  
 تھے اور یہی امر ذمہ کی دانست میں بہترین صفات سے تھا بلکہ بعض بعض دفعہ اگر اسکا وجود قبل  
 کے مزاج میں نہ پایا جاتا تو وہ پس میں ہی کہتے کہ ابلہ بادشاہ اگر گھر کے بیچ میں آگیا ہی اس نام  
 سے تخت چہین لو اور قیاس ہی چاہتا ہی کہ وہ سب اگر اسکو محض حکیم طبیعت پاتے  
 تو باغی ہو جاتے ان غرض راقم نے صفات اور عیوب جو تھے سب کو بیان کیا ہی آگے ارباب  
 انصاف جو داد کہ لائق اس کے حال کے سمجھیں ارشاد فرما دیں لیکن اتنے میں تو کچھ شک نہیں  
 ہی کہ مثل کی قوم میں آدمیت اور فضیلت بلکہ بزرگی قبل خان کی ذات حمیدہ صفات سے

پیدا ہوئی اور وہی لوگ جو ایسے وحشی تھے کہ حروف پہنچی تک اون میں نہ تھے اور بجز گویائی کی  
اظہار طلب کے لیے اونکی زبان میں تحریر نہیں تھی چنانچہ قبل خان کے حکم اور مدد سے پاسے تخت  
کے علمائے ایجاب مغلی زبان کے حروف کا کیا اون میں بڑی بڑی درویش اور حکیم ہونے اور اگر  
دوسرا کوئی امر اس کے بزرگ ہونے کے دعوے کے لیے کافی نہ تھا تو فقط موجد حروف زبان مغل  
ہونا پس تھا کیونکہ جب اتفاق آراے ارباب فصیلت اور اصحاب تاریخ کا اس باب میں ہی کہ وہ شخص  
کہ جس نے تحریر کی ایجا و کو صورت کو شکل مجسم دی یعنی کس حروف پہنایا وہ قابل پرستش کے ہوتا  
خدا نہ تھا تو بیشک مرتبہ ولایت کے قابل وہ شخص ہی کہ جس نے اپنی قوم کے الفاظ مخرجی کے ہوائی  
وجود کو مجسم محسوس کیا قبل خان اپنے پوتے تیمور خان یعنی ولی عہد مرحوم کے بیٹے کو جانشین مقرر  
کر گیا تھا لیکن اس کے بیٹوں نے قصد اس کو مخرم رکھنے کا کیا آخر کو مغلی سپہ سالار بابا نیا خان  
تلوار میان سے نکال دربار میں جا کھڑا ہوا اور جب تک بہوں نے ولی عہد کے بیٹے تیمور خان کو تخت  
دینے کا اقرار نہ کیا اپنی جگہ سے وہ بیٹھا اور جب تیمور خان جلوس کر چکا اور وقت سردار نے تلوار  
کو میان میں کیا باوجود اس عداوت کے جو چوچون نے کی تھی تیمور خان نے معافی نامہ اپنے دشمنوں  
کی حرکت ناشایستہ کا جاری کیا اور ایم ماضی کی یاد کو دل سے بھلا دیا اس کے عہد میں ایک دفعہ جنگ  
ایسی ہوئی کہ فضل حل گئی لیکن مغفور نے غلہ اپنے سرکار کے انبار خانوں سے جو قبل خان کے  
جمع کیے ہوئے تھے رعایا اور غریبا کو کھلا دیا بعد اسکے لوٹیروں نے بہت عاجز کیا اور بعض  
بعض جگہ شہر کے شہر کو لوٹ لیا اور ایک دفعہ سیطرح سے پانگ چوک کے شہر کو تاخت و تاراج کیا  
اور وہاں کے حاکم کو مار ڈالا غرض اسی سانحہ کی ایک نقل ہی کہ چوٹوں کے سردار نے اسی  
حاکم کی بیوہ پر عاشق ہو کر پیغام نکاح کا دیا بتاؤ اس عورت نے کھا کہ اگر میرے خاوند مقتول کی لاش  
جلانے دے تو میں اس امر کو قبول کروں گی اوس ڈاکو نے خوشی خوشی اجازت دی اور اپنی شادی  
کی تیاری کی غرض وہ نیک بخت اپنے شوہر کی لاش لکڑیوں پر رکھوا اور خود آک لکھا اس طرح  
آگ میں کود پڑی کہ جل گئی قصہ سارے عالم کو بھیہ نیک بخشی اور شوہر پرستی ایسی پسند آئی کہ



شعر نے اوسکی صبح میں قصیدے لکھے اور فقور نے یہ خیر شکر فرار پر تحفہ میں اوس نیک نحت کی خاکستر کو گڑا یا اور سرکار کی طرف سے لوہان ہمیشہ جلایا گیا اور پھول کی کرسی بارون ہینے چڑھانے کا حکم دیا گیا برتا کے ملک کا بادشاہ شہنشاہ کے پاس نذر دینے کو جب آیا فقور بہت غلو سے پیش آیا سنہ ۷۳۷ھ کی میں تیمور خان فقور چین و خاقان تاتار نے انتقال کیا اور عدالت اور شجاعت اور عیا پروری و قدردانی میں پیرو اپنے دادا کا ایسا ہوا کہ اسکے انتقال سے خاص عام کو صدمہ پونہچا چونکہ کوئی بیٹا ہوکا نہ تھا اوسکا بیٹا کائی شان خان تخت پر بیٹھا اور عیا پرور ہوا باوجودیکہ شراب و کباب زندیوں کا برائے شائق تھا سنہ ۷۳۱ھ میں یہ مر گیا اور اسکا بیٹا جن سنگ یعنی ابھی اپنی توجہ خان قائم مقام ہوا یہ بڑا قدردان حکیم گنگ فوزی کی حکمت کا تھا اور اوسکے مریدوں کو مرتبہ عالی کو پونہچایا اور اپنی قوم کی تربیت کے لیے اوسکی تصنیفوں کو ترجمہ کروایا اور جب تک جیا علما اور شعر کا بڑا قدردان ہا اور اپنی مملکت میں ہر جگہ مدرسہ غیاکی تعلیم کے لیے بنوایا اور تاکہ ختائی اور تاتار دونوں قوم راضی رہیں اور جگہ جانب کشتی کا نکرین ہی فقور نے یہ قانون نکالا جو اوس وقت سے اب تک جاری ہی کہ کچھ وزیر تاتار اور کچھ ختائی ہوں یعنی مرتبہ وزرات میں دونوں کو شریک کیا اور عادل ایسا تھا کہ اپنے دوستوں و دشمنوں کو اسی کے وقت ایک نظر سے دیکھتا اور پر ہیز اور جزا دیتا تھا باوجود اس بدبری اور نیند و لبت کے لوٹروں نے آکر ستایا اور ایک دفعہ کی نقل ہی کہ کسی گاؤں میں اوسکا طابقہ لوٹنے کو گیا اور ایک گھر میں جو گیسے تو ایک بوڑھا اور اوسکے بیٹے کو وہاں پایا جو نہیں اون بدکرداروں نے قصد اوس بچاری کے سرکاٹنے کا کیا بیٹے نے اپنے کو درمیان ڈال دیا اور ان پر جو زخم پڑنے والا تھا خود لیا اس حرکت سے وہ چوٹے بھی ایسے خوش ہوئے کہ مال و زرد و نون کو دیکے چلا اور فقور نے اوس کے نام کی ایک بڑا دگر کے لیے بوائی اور عمدہ معقول سے سرفراز کیا سنہ ۷۳۸ھ میں اس شہنشاہ عالیجاہ عالم کے خیر خواہ سے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چوٹے خان جسکو ختائی مورخ سنگ سنگ کہتے ہیں سند پر آیا اور ختامیوں کے اکثر رسوم اختیار کرنے سے خوا

نامور ہوا اور غالب ہی کہ اگر زیادہ جیتا تو بڑے بڑے کام کر نام لیکن میرے  
 پس کسی موزی کے ہاتھ سے بلکہ کہتے ہیں اوسے کے اشارے سے جو بہادری کے  
 قائم مقام ہوا مارا گیا چونکہ فقور لاؤد مرا لیسن تیمور خان پوتا قبل خان کا تخت نشین ہوا  
 اور اوس کے عہد میں کوئی بات قابل ذکر کے نہیں ہوئی سوائے اسکے کہ بودہ  
 کے مرید و خادم بہت سے آئے اور سب کا مال جس جس  
 کے ایسا بے حق ہو کر کھانے لگے کہ آخر کو لوگ تنگ آئے اور تمام رعایا نے ہتھیار  
 کو درخواست دی اور چاہا کہ اون بلاؤں کو منع ہووے کہ اپنے ملک سے نہ بھگیں اور خانیوں کا سر  
 کھانے نہ آویں حسن اتفاق سے اسی عرصے میں قحط اور وبا اور زمین لرزہ بہت ہوا اور لوگوں نے  
 لاؤن کی بدذاتیوں کو باعث ٹھہرایا اور فقور ایسا ڈرا کہ باوجودیکہ اون لوگوں کو بہت مانا تھا لیکن  
 سبھوں کو نکال دیا اور عود کر نکلیو منع کیا سنہ ۳۲۸ھ آجی میں شہنشاہ نے انتقال کیا اور چونکہ  
 بیٹے جوان تھے لوگ سمجھے کہ تخت کے باب میں قصہ ہو دیکھا لیکن جیو تا طوطی مار خان باوجودیکہ صاحب  
 قوت تھا اگر چاہتا تو مسند چہمین لیتا غرض شے بہانی کا حق اوسے سمجھا اور اوسے کو باپ کا مقام  
 کیا مگر عجب اتفاق ہوا کہ جس وزوہ بیٹھا شب کو صین جلسے کے وقت دفعہ مر گیا اور اہل دنیا نے  
 اوس کا خون بھائی کے سر چڑھایا اور یہ خیال نہ کیا کہ جب خود طوطی مار خان نے تاج بخشی کی کیا  
 ضرورت اوس کو نہ ہر مینے کی تھی لیکن یہی حال عوام الناس کا ہمیشہ ہی اور نے تحقیق کیے اور سمجھے  
 بدی کا گمان کرنا اور جو کچھ منہ میں آتا ہی سننے مال کھے بیٹھا اونکا شیوا ہی آتھہ اوسکا چھوٹا  
 بھائی گدی پر بیٹھا اور لاؤن کو کے مذہب کا ایسا مددگار ہوا کہ اوس کے خادموں کے سردار کو  
 اپنا اوستا و بنایا اور تمام امرا اور علماء سے اوسکی تعظیم کروائی اور اوس کے ساتھ عبادت میں ہمیشہ  
 ایسا مشغول رہا کہ اموات سلطنت کا انتظام ایک اور شاہزادہ بن لئی مار کے حوالے کرنے پڑا  
 تاکہ بوجھ کی فرستے اور اوس موزی نے رعایا کو ایسا ستایا کہ رفتہ رفتہ اوسے کا سامان نہ رہا  
 اور کئی صوبوں میں خانیوں نے ناماریوں سے مقابلہ بھی کیا غرض کوئی بات اور طرح کی

او سو ق و ق و ق مین نہ آئی کہیں عرصے مین فقہور نے دنیا سے رحلت کی یہ سنہ ۳۲۲ ۱۳۲۲ مین اسکا  
 بیٹا الیق جی پان خان جو اوس وقت ساتھ برس کا تھا تخت پر بیٹھا اور نیابت سلطنت کا عہدہ  
 اوسکے مان کے سپرد ہوا لیکن برس دن مین وہ لڑکا مر گیا اور توپان تیمور خان ایک شانہ دارہ قائم  
 مقام ہوا اور ایسا بھول اور کابل اور بزدل اور عیاش نکلا کہ بلوے پر بلوا ہوا اور اوسکو سو آزدی  
 کے کچھ خیال نہ تھا اور سپہرب مخط ہوا اور عایا کو ایسی فاقہ کشی ہونے لگی کہ آدمی کا گوشت آدمی  
 کھانے لگا تب ہی اس سخت سخت پاجی کو مطلق تردد نہوا آخر کو جب تمام خاص عام کا منتھن ملز  
 دم اٹھا لیسے بغاوت ہوئی کہ ساری رعیت دفعہ بگڑ گئی اور خود مصل کے سردار سب آپس مین لڑنے لگے  
 اور دوسری قومیں تاتار کی باغی ہو گئیں غرض نہ وال سلطنت مغلیہ کے آثار زمین اور آسمان پر پلید  
 ہوئے اور مخط پر مخط زلزلے پر زلزلہ اور انواع طرح کی دوسری علالتیں نمودار ہوئیں جو اگرچہ اوسہو  
 سے وقوع مین آئیں لیکن عوام الناس نے اوسے غضب آہی قرار دیا مملکت مین بھہ ہل چل اور بد عملی  
 دیکھ کر دیائی ڈکیتوں نے دس ہزار ہزار تیار کیے اور تاجرون کو ایسا لوٹا اوتارا کہ سو اگری  
 بند ہو گئی اور ہر گجھ کی آمدنی و رفتی موقوف ہو گئی اور علی ہذا القیاس خشکی مین ہی لوٹروں نے  
 سب کو تنگ کیا انرضن چارون طرف سے جب بھہ ہونے لگا ایک ختائی سردار نے لوائے بغاوت  
 بلند کیا اور چونکہ بہادر اور مدبوہ نیک طوار تھا لا کون ختائیوں نے اوسکا ساتھ کیا اور ایک صوبہ  
 کے بعد دوسرا اوسے مغلوں سے چین لیا یہاں تک کہ دار الخلافہ پر چڑھ آیا اور مغلی شکر کو دفعہ  
 شکست دی تیسرے ہی فقہور کو ہوش نہ آیا اور جو حال بدکاریوں کا تھا برابر رہا اور کس کس طرحی  
 بد اطوریان مغلوں مین پائی جاتی تھیں اوسے اشتہار سے ظاہر ہیں جو سردار ختائی نے  
 چھپو کر ہر گجھ ہیچ دیا اوسکا ایک مضمون بھہ ہی کہ تیمور خان کے وقت سے خاقان کے  
 اقرباؤں مین ہی دیکھنے مین آیا ہی کہ ہائیوں نے ایک دوسرے کو تخت کے لیے  
 زہر دلوا یا اور بیٹوں نے باپ کی جرمون پر ہاتھ ڈالا اور لڑکا جنوا یا یہاں تک کہ حسن  
 کے چار یا چھ لڑکے مین نصف باپ اور نصف بیٹے کے جنواے مین انرضن اسی

ایک بات سے ظاہری کہ دنیا کے عیب اوسے گہرین پائے جانے لگے جہاں قبل خان کے وقت میں تمام نیکیاں ہتھیں اور جیسی جزا اوسے سبب ملی تھی کہ ختا کے اسے ملک کا تخت چھوڑ دیا کہو حاصل ہوا اویسی ہی سزا اوس خاندان کے بد کرداروں کی ہوئی کہ سوا تخت چھین جانے کے مثل سب دوسری اقوام تارمین ہی ذلیل و خوار ہو گئے آخر کار تو گات مورخان فقور ختا نے بجز ملک کو چھوڑ کر صحرائین پناہ لینے کے کوئی صورت نہ کی تھی اور اس طرح سے مغلوں کی حکمرانی ختامین سنہ ۱۳۷۸ میں تمام ہوئی اور اصلی ختائی کے ہاتھ سند شاہنشاہی پھر آئی انگریز آفتاب زامی سلطنت چین کو آفتاب سے تشبیہ دی جاسکتی ہے چنانچہ چنگیز کے قبل قوم مثل لیت و خوار می کی اندھیری غالب تھی بعد اوس کے فتح کی سپر زین کو مانند آفتاب صبح دم کے چنگیز خان نے اوس تاریکی سے نکالا اور حسب طبع آد روز سے تاریکی دور ہوتی ہے اوس سپر کی بنود اوس قوم کی خوار می کی ضلالت معدوم ہو گئی تب جیسا کہ آفتاب چوں جیون بعد طلوع کے وسط النہار کی طرف جاتا ہے تیوں تیوں تابندگی اوسکی بڑھتی ہے اور اوس مقام پر ساری جلالت اپنی دکھا کر رفتہ رفتہ اوس میں تنزل واقع ہوتا ہے اور آخر کو غروب ہونے سے سابق کی اندھیری کا سیاہ پردہ کھینچ جاتا ہے اوس طرح چنگیز خان کے وقت سے قبل خان تک سلطنت کو ہر لمحہ ترقی رہی اور شاہنشاہی کی بزرگی اسے حد کو پہنچائی گویا قبل خان آفتاب نیم روز خاندان آفتاب زاکا تھا اور اوس کے بعد سے جو تنزل شروع ہوا تو ہر بادشاہ میں زیادہ تر کمی پائی گئی آخر کار تو گات مورخان کے ساتھ ذلت و ضلالت و منگی حال ہوئی اور مثل کی دولت کا آفتاب غروب ہو گیا۔

ستر مہوان باب

ہنگ کے گہرانے کے بیان میں

بعد اول کے دیباچے میں راقم نے علم تاریخ کی تعریف میں یہ لکھا ہی کہ مورخ کو اکثر  
 امور و منوی میں ایسی آنکھ ہو جاتی ہے کہ اس کے تفرس کو قوت پیش گوئی کی اور زبان کو تلانی  
 فال سیانی کی حاصل ہوتی ہے اور قیاس کو مزاوت کے باعث یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ سبب کی  
 دریافت سے انجام کا حال آغاز حال میں کھدیتا ہے جیسا کہ اہل منطق صغریٰ و کبریٰ کے  
 نتیجہ کمال لیتے ہیں اور نتیجہ سننے ہی سبب کو معلوم کر لیتے ہیں چنانچہ کسی ملک کے حکام اور امرائے  
 اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جائینگے تو اغلب ہی کہ مال حال کو سننے نال کھد یو گکا  
 غرض اس تعریف کی راستی کی ایک ثبوت یہی ہے کہ مغلی خانوادہ کے اخیر کے بادشاہوں  
 کے حالات جب مورخ کو علم ہو دیکھانے تردد تفرس صحیح کر گیا کہ ان کا نتیجہ کیا ہوا کیونکہ تمام  
 میں یہی ہوتا ہے کہ بزور شمشیر جو ملک قبضے میں آتا ہے اور تہذیب معقول سے پہلے وہاں عمل  
 ہوتا ہے وہ تب ہی تک تابع دار یا باجگدار رہتا ہے جب تک تلوار کے دہنی اور عقل کے غنی فرمان  
 ہوتے ہیں اور اسکی نظیر میں اسی تاریخ میں اتنی ہیں کہ کیا بیان خاص بیان پر ضرور نہیں غرض  
 بادشاہوں کے خانوادے اچھے لوگوں سے شروع ہوتے اور برون کی پوج حرکتوں سے  
 تمام کیے جاتے ہیں اور رنگ کے گہرانے کی بنیاد جس شخص سے ہوئی طبیعت اسکی اوسی  
 حمیر کی تھی جیسی بانی سلطنت کی ہمیشہ ہوتی ہے بلکہ طبیعت ہانگ و کی جسے ملک کو مغلوں  
 کی اطاعت سے نجات بخشی اور خاکی ریاست چین کی قریب قریب قبلا خان کی طبیعت کے  
 سنی ایک غریب دور کا بٹا یہ شخص تھا اور چونکہ خلقت کا بازک اور ضعیف النیان نکلا پاپ  
 کا پیشہ باربرواری کا اختیار نہ کر سکا اس سبب سے بعد میں لاماؤن کی خدمت گزار مری میں  
 نوکر ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک اون لوگوں کے ساتھ رہا لیکن چونکہ اسکی طبیعت او  
 ڈھنگ کی تھی اون لوگوں کی کاہلی اور بد فعلی سے گھبرا یا اور وہاں سے نکل کر سپاہیوں  
 میں نام لکھوایا اور باوجودیکہ ہاتھ پاؤں کا ضعیف تھا لیکن دل کا ایسا مضبوط تھہرا کہ چند  
 میں اپنا نام اوسنے کالاس سے میں ایک سردار عالی وقار کی بیٹی سے شادی ہوئی اور

رفعتہ رفعتہ عزت اور توقیر اوسکی ایسی بڑھی کہ مغلوں کی فوج سے جب جدا ہو گیا ہزاروں ختایوں نے آکر اوسکے علم کے نیچے اپنے کو پونہ جایا اور چونکہ ملک میں یہی اور رہی تھی اور رعیت مظلوم اور زالان اور جان بلب ہر طرح سے ہو رہی تھی لو اسے بناوت جب اس نے بلند کیا سرکشوں کی جمعیت سے لشکر نگیں موجود ہو گیا اور اوسکی مدد سے جی کیا نگ کے صوٹے کو اس نے مغلوں سے چھین لیا اور اس طرح سے وہاں اس واماں دیا کہ رعایا نے اتنے دن کے بعد مہیا اسے عمر میں دوسرا ایک باغی سردار ختائی حسد سے دشمن قوم کو چھوڑا نگ ووسے لڑنے آیا اور سبب رشک یہودہ کے چونکہ وطن کو دل میں جگھہندی مغلوب ہی اوتنا ہی ہوا جس قدر حسد تھا اور نگ نے فوراً ہو کو انگ اور کیا نگ زری کے دونوں صوبوں کو اپنے قبضے میں کر لیا اور مغلی فوج کو ہٹا دیا اور ان تینوں صوبوں میں ایسا بندوبست کیا اور ضبط و ربط رکھا کہ چوری اور سرزوری موقوف ہو گئی اور ڈکیتوں کی جمعیت اور جرات میں کمی آگئی اور جس وقت رعیت اسودہ اور مظلوموں اور مظلومی کے غم اور چوری کے ڈر سے اذکورہائی ملی دعا کرنے لگی اور خداوند تعالیٰ کی درگاہ مقدس میں دعا اونکی استجاب ہوئی اور فوج اوسکی ہر جگہ ظفر نای ہوئی اور اوسکے سپہ سالاروں نے فو کینگ اور کو انگ ٹنگا وروسے تین صوبوں کو مغلوں سے چھین لیا اور ہانگ ووسے شمال کی طرف جو رخ کیا تو لڑتا بہڑتا مغلوں کو شکست دیتا دار الخلافہ پر چڑھ گیا اور خانوادہ مغلیہ کے آخری فقیر توکات مورخان کو ملک سے بھگایا جیسا کہ آگے بیان ہوا ہی اور اس وقت اپنے کوشنشاہ کہوایا اور اس کے قبل جب چالپوہوں نے خطاب فقوری کا کہی عرضی میں لکھا تھا کہ عضوہ ہوا اور فرمایا کہ جس وقت شنشاہ کے تحت پرست کر ونگا اوس درجہ کا خطاب لونگا اور ابھی اگر میری خوشی چاہو تو راحت دہندہ خلق خدا مجھے کہو القصد جب اوس نے جلوس کیا تمام کانچا ملک کا بندوبست آیا اور شن کی طرح فرمایا اور اس بل چل اور بد علی میں جسکا جو نقصان ہوا تھا سرکار سے عوصن ملا اور بیون اور تہیون کی پرورش کے لیے وطنیہ مقرر ہوا اور اونکی جائداد فقور نے اپنے اخراجات کو کم کر کے خاص تحویل سے نکالی اور رعیت اوس امرین طلبی کی



غرض اپنی تکلیف گوارا کی مگر عایا کو تصدیق دی اور ہمیشہ اس کا بیان ہی تھا کہ میں اپنی جہت کے لیے کسی ایک اور فی شخص کو تکلیف دینی نہیں چاہتا چہ جائیکہ تمام رعیت کو اس مشقت و کھار کے آرام کے لیے جو زیر خاک اونس کے ساتھ مل جائیگی آزار و بچاؤن اور موت اور سیرجہی اوسکی اسی سے زیادہ ثابت ہے کہ جب توکات مورخان کا پوتا کپڑے کے آیا تو اوس کے ساتھ باوجود باپ دادوں کی دشمنی کے اس خوبی سے مسلوک ہوا اور اس غصے رکھا کہ جب چیل کے بعد نفور نے اوسے اپنے ملک جانے کی اجازت دی تو شہزادے نے وہ بات بچا ہی اور حضور میں عمر کاٹنے کی درخواست کی اسکی بہادری اور دہری کا بیان کرنا حاصل ہی اور اوسکی مدبری کی ہی ایک ٹی دلیل کافی تھی کہ تھوڑی عرصے میں ختاک کی وسیع مملکت میں اوس نے بجلی اور ظلم و ستم اور لوٹ و تاراج و بد انتظامی عظیم کا مطلق نشان باقی نہ رہا اور سوائے کئی قوم تاتار کی خود بخود تاراج اور جان نثار ہوئیں اور ختاک تاتاری سرحد پر ہمیشہ دوسرے اقوام تاتار کے ساتھ نفور کی طرف سے لڑتی رہیں اور اوس شخص کی بردباری اور خاکساری کے بیان میں یہی نقل کافی ہے کہ ہمیشہ اپنی خاندانی ہڈیاں زمین جا کر دنیا کی ناپائیداری کے تصور میں بیٹھا رہتا تھا اور اکثر دربار عام میں مغلی شہنشاہ سے کہتا تھا کہ تمہارے خاندان عالی کی سلطنت عظیم کو خدا مجھہ ادنیٰ مزدور نیچے کے ہاتھ سے اس لیے توڑ دیا تاکہ سلاخ روزگار کو عبرت ہو کہ ظالم اور مغرور کا زور و شور اوسے اس قدر ناگوار ہے کہ تاج چنگیزی کو مزدور کے لونڈے کے پاؤں سے روند دیا یا قبل خان کی بیگم جیسی عاقلہ و عقیقہ اور نیک صلاح و خوش مشورہ تھی ویسے ہی اس نفور کی دینی ناشی تھی جسکی ساتھ شروع اقبال میں شاوی ہوئی ایک سردار جلیل القدر کی بیٹی تھی کہ اس قدر خوش نامی جو نفور کی ہوئی اوسکی صلاح چلنے سے ہوئی اور مدبری اوس بادشاہ کی پرچہ تھی اس غم و غصہ کی عیسیٰ کے علاوہ و سعید اپنے عہد میں بے مثل بہال تھا اور فرس سپاہ گری میں طاق بہادری مدبری میں شہرہ آفاق نیک کردار و مستثنای و زکا تھا لیکن حکمت حکیم مطلق کی کچھ سمجھ میں نہ آئی جب بھیہ نوجوان باپ کا دل

وجہان سپرخت جگر عمد شباب میں جہان سے رخصت ہوا اور پیری اور صد بیماری میں باقی  
 داغ دے گیا ولیہد کے مرگ کے قبل بادشاہ یکم نے انتقال کیا اور اجڑا عجیب ہی قید خان  
 کی بی بی اور بیٹے کا جو حال تھا اور جس طرح سے اونہوں نے انتقال کیا اس فقور کی سیکم اور بیٹے  
 میں شال زندگی اور مرگ کی پانی جاتی ہی غرض فرق اتنا ہی ہے کہ قتل خان کو صد غم عظیم ہوا لیکن  
 اس فقور با شہور نے ایسا ہی ناحق کیا کہ امور سلطنت سے اندک بھی غافل ہو کر بلکہ حب تنہا گیا  
 زیادہ سستہ اور سرگرم ہوا اور اپنی رعایا کو فرزند عزیز کے عوض جان کو زیادہ پیانے لگا باوجود غم الم  
 کا ہاٹلک سے ٹوٹ پڑا لیکن اس ناغت سے مطلق مجبور ہوا اور دم مرگ سنہ ۱۳۹۸ تک ایک طرح پر  
 مزاج رکھا اور یہی ہمیشہ کہتا تھا کہ بادشاہ کو باوجود رعیت کے فرزند کی کون سی حاجت ہی اور اس  
 کہ میں نے جب اس بیٹے کو بہت چاہنا شروع کیا شاید رعیت کا خیال دل میں کچھ کم ہوتے لگتا تھا  
 کہ خدائی اس کو اٹھالیا بعض مورخ اس بادشاہ کو سنگدل اور انتقام گیر بٹراتے اور اس پر یہ دلیل لاتی ہیں  
 کہ مغلیہ سردار اور سپاہی جنہوں نے خاوند کی نمک حلائی کی اور جنہیں جہان پایا قتل کروایا اگر حکایت  
 اس میں سچ ہی کہ خانیوں نے جہان موقع دیکھا تا ماریوں کو زندہ نہ چھوڑا لیکن اس ولایت کی اس  
 میں ہی فرق ہی کہ فقور کی مرضی سے یہ غور پزی نہیں ہوئی بلکہ حب بے رحمی کی خبر سنی اس نے  
 سرداروں کو تنبیہ کے سوا اسکے اگر دوسری لیل نہ تھی تو کات مورخان کے پوتے سے جس طرح  
 فقور ہمیشہ مسلوک ہوا یہ کیا بیان ایسی تمت کی تردید میں کافی تھا لیکن ایک نادانی خلاف عقل  
 اور تجربے کے اس بادشاہ دورانہ پیش سے ایسی ہوئی کہ اس کی دانائی کی جہان بات چٹیری  
 جاوہان اگر اس کا کوئی ذکر کرے اچھوت کہلاوا اور لوگ ہی کہیں کہ ایسے پتھر نے والے ایسی  
 حرکت سرزد ہوئی بعید القیاس ہی غرض بڑی سیانی جو ہوتے ہیں اگر خطا کرتے ہیں ایسی ہی  
 کرتے ہیں والا کبھی چوکے ہی نہیں اور جب گوتے ایسی منہ کی کھاتے ہیں کہ غلام کی ہر توجہ  
 سے اتنی مضرت اذ کو پہنچتی نہیں جو ایک ایسوں کی چوک میں حاصل ہوتی ہی انقصہ فقور نے  
 کیا بڑا کیا کہ اپنے سب بیٹوں کو ملک تقسیم کر دیا اور ہر ایک کو کئی صوبے حوالہ کر کے سلطان کا

مرتبہ عنایت کیا اور فساد کا تخم بویا بھیہ بات جو کہ صاف ملک داری کے خلاف ہی البتہ صلی  
 ہتی لیکن ایسی نادانی امر شدنی کے آثار سے ہی تیمور لنگ صاحب ان فنی تین دفعہ تھیں کیا  
 تاخت کرنے اور اس فقور سے آل جنگیز کے انتقام لینے کا کیا تھا پہلے او سوقت جب منسلک چین  
 سے نکالے گئے تھے اور دوسری دفعہ جب فقور نے تیمور کے سفیرون کو قید کیا اور تیسرے  
 مرتبہ سنہ ۸۰۵ھ اسچی میں غرض پہلے دو دفعہ کئی سبب یورش کے مانع ہوئے جس کا حال  
 اسی تاریخ میں موقع پر مبین ہی اور تیسرے مرتبہ غم باخترم کر کے اور فوج قتار لیکر شہر دہلی  
 کی ۳۲ تاریخ کو سنہ ۸۰۷ھ ہجری میں جب اس طرف کو روانہ ہوا اس کے قدم کو دست اجل نے  
 پکڑ لیا الغرض فقور نے اپنے مرنے کے قبل بیٹوں کو اور کئی سلطنتوں میں بھیج دیا تھا تاکہ پوتے  
 کے جلوس کرنے میں کوئی فتور برپا نہ کرے غرض جو نہیں بھیہ امر کہیں اتنی کے جلوس کا اسکے  
 دادا کے مرنے سے موقع میں آیا یہ شاہزادوں کو اس کا تخت نشین ہونا ناگوار ہوا اور فقور نے  
 بھی یہی جانکر اپنے چچاؤن میں سے کسی کو ایک ایک کر کے تباہ کر ڈالا تھا اور اس کا ملک حمین بلیا  
 غرض ایک یعنی سلطان ننگ نے آخر کو لشکر جمع کیا اور اس کا اقبال ایسا چمکا کہ بارہا شہنشاہ  
 کی فوج پر طغریاب ہوا یہاں تک کہ دارالامارت پر چڑھ آیا اور دربار میں تھلکہ ڈال دیا تب فقور بہت  
 گھبراہٹ اور چچا کو کھلا بھیجا کہ آپ کی منظور ہی جو آپ نے بھیہ کیا اسے جواب دیا کہ جن لوگوں نے  
 ہمارے بیٹوں کو دلیل کر نیکی صلاح تھیں ہی ہی اور انکو میرے حوالے کر دیا وہ انکی املاک جو تھے  
 ضبط کی ہی واپس کر دی ہی یہ سوال ہی زیادہ اس سے چاہتا نہیں اور کم اس سے لوگ انہیں بھیہ  
 فقور کو غصہ آیا اور لاکھ سپاہ کی فوج سے سلطان ننگ کا مقابلہ کیا اور ایسا مغلوب ہوا کہ  
 پامی تخت چھن گیا اور فقور چند دوستوں کو ساتھ لیکر ایک خانقاہ میں جا بیٹھا اور سر منڈا  
 بودھ کا پوجاری ہو گیا قصہ جب سلطان ننگ اپنے باپ کے تخت پر بیٹھا نام اپنا ننگ  
 رکھا اور بیٹے کا نام فقور وں کو شماری باہر کیا اور چلا فرمان اس معنوں کا اجرا کیا کہ جو شخص ان  
 مشیر کاروں کا نام بتلا دے گا جسکی صلاح سے کین وانیٹی نے اپنے چچاؤن کو ستایا ہی وہ اگر نفا

سے بھی موہ گیا تیسرے درجہ کے ماڈرین مین نے اخل کیا جاوے گا کس حکم خلاف عقل اور عدل اور اب شاہی سے یہ اجازت جو ملی لوگوں نے اپنے دشمنوں کو نشان دیا اور قتل کروایا اور تمام شہر میں اسپرچ سے خون کے نالے بھی اور ہزار ہا امیر و غریب قاتل و جاہل ہلاک ہوئے اور عالموں کے شان حکیم شان کو جو قاتل اس طرح پر ہوا کہ جب نیگ نے کہا کہ تم ہمارے دشمن ہیں ہو اور صلاح مناسب امور سلطنت میں دو تپاؤں میں دیکھو اور راست گونے جواب دیا کہ میری اسے اگر چہ تو کین و آنٹی کو تحت دو اور آنٹی باب کی مرضی کے مطابق کو یہی سن کر نیگ پوش میں آیا اور فرمایا کہ پھر ایسی کتانی کرو گے تو تم کو اوتھارے تمام کنبے کو مرواؤ گا اس میں بھی پرچم نڈرا اور جواب دیا کہ اگر ایسا خون ناحق کرو گے تو غرض یہ وہ خلاف کسلاؤ گے اور ہزار برس نام ہو اسے نفوز نے نہایت پر قہر ہو کر کہ کم کا سنہ موفون کا لون تک پڑواؤ والا اور قید خانے میں بند کیا لیکن اب بھی تلامیذ کو خوف ہوا اور زندان میں استاد سے ملاقات کر نیکی اجازت اس ظالم سے چاہی تب غضب میں آکر اس نے کہا ٹھہرو میں تمہاری کتانی استاد سے ملاقات کروا دیتا ہوں تب کم دیا کہ حکیم کو قتل کر کے لاش کو لے آؤں اور جب لاش آئی شاہ راہ پر چنکوا دینے کا حکم دیکر تلامیذ کہا جاوے ملاقات کرو اس پر ہی لوگوں کو مطلق ہیت نہ آئی اور بڑی ہوم اور ترک شاہی کے ساتھ اس کو دفن کیا اور تین برس تک کس ماتم پہنا لقمہ نیگ نے اس طرح کی بیرجی اور خورجی سے تخت پر جلوس کیا اور ناحق ہزاروں کی جان گئی جب اپنے خانگی دشمنوں کے خون سے سیر ہو افتخار نے تلامیذ کے ملک پر چڑھائی کا قصد کیا اور وہاں بھی کچھ صلہ بٹایا اس میں ماچین کے ملک میں ہنگامہ اور فساد ہوا اور نفوز نے اس طرح سے فیصل کیا کہ ماچین اور مانگیں کے ملکوں کو مملکت خاکی صوبوں میں اخل کیا باوجودیکہ اس بادشاہ کی جبلت طرف لڑائی اور خورجی کے مال تھی لیکن آخر کو علما کا ایسا قزداں ہوا کہ شعرو سخن کا ہر اچر چھوٹا اور حکما سے سیکڑوں خرچین کنگ فوزی کی تصنیفوں کی ہوئیں سنہ ۱۲۲۵ میں نیگ کو انتقال کیا اور اس کے عہد میں شاہ خلیل بادشاہ سمرقند اور چین کے نفوزوں سے نامہ پیام شروع

ہوا اور نیک لوگوں نے اہل تجارت کی بہتری کے لئے ایسے سے قانون نکالے کہ سوداگر بہت  
 بہت پاپ کے ہندوستان لے کر گالہ اور عدنان راجہ مشرق کے تمام جزائر یعنی سیلانڈیپ وغیرہ کے  
 خٹامین گئے اور کابٹیاہن ساگت قائم مقام ہوا اور اون مانڈر نیون کو بچال کیا جو  
 اوسکے باپ کے وقت میں کینن مانتی کے وزیروں میں ہونیکے شبہ پر معزول کیے گئے تھے  
 اور سو آسکے غراب کے حال پر نہایت مہربان اور علما کا بڑا قدر دان تھا لیکن چند ہی روز چلا  
 اور سو ن سنگ اوسکے بعد گدی نشین ہوا اسکے عہد میں موبلوے ہوئے ایک خٹامین  
 جسکا بانی فقیر کا اپنا چچا تھا اور دوسرا چین میں جہان معند سلطان جنگ تاجکو  
 فقیر نے نیابت لیک دیا تھا ان دونوں فادین پہلے کو بادشاہ نے اپنے خطہ  
 مٹایا اور دوسرے میں سلطان جنگ چھپا رہا اور ملک خزانہ جو اوسکے ہاتھ لگا سرحد ہو گیا  
 سنہ ۱۳۶۶ میں فقیر نے انتقال کیا اوسکی بادشاہ یکم ازبکہ عاقلہ اور عقیفہ نائب سلطنت  
 ہوئی اس لیے کہ ولی عہد نیک سنگ باوجودیکہ تخت نشین ہوا لیکن فقط آٹھ برس کا تھا اور  
 اوسکی ماں سے احکام اجرا پایا کرتے تھے اور اوسے باعث سے سنہ ۱۳۶۳ میں اکتاہن ہا  
 اور رعیت مرفوعہ مال تھی اور سلطنت کی ہر طرح سے بہتری ہوئی لیکن جب ہمرگے کلید ملک داری  
 ایک خوجے کے ہاتھ آئی کیونکہ فقیر کو اوسنے گود میں پالا اور بڑا کیا تھا اور وہ بھی انصاف  
 اوس سے مانوس تھا غرض جب اختیار کلی اوس شخص کو حاصل ہوا اوسنے کئی حزیرون کو  
 جان سے مارا اور کئی شخص کو ذلت سے معزول کیا اس لیے کہ اوہنوں نے شہنشاہ کو وہ  
 قانون یاد دلایا جو اوسے خاتواؤ کے پہلے فقیر نے کہندوایا تھا کہ خوجون کو جلیل القدر  
 عہدہ سرکار خٹک سے کبھی رویا نہ جاوے اور کسی خواجہ سرا کو خیر محل سرا کی درباری یا  
 خاک ریزی کے دوسری خدمت نہ ملے اس گاہی سے بھی فقیر جنگ ٹانگ ہوشیار  
 ہوا اور خوجے کو وزیر اعظم بنایا اور اوس نے جی بہر کے انتقام اوس امر کا کیا اور  
 بے گناہوں پر ظلم قرار دیا مئی شروع کیا کہ اتنے میں تمار کے ایک قبیلے کے سردار

سپینگ نے پیغام بھیجا اور عقد نکاح فقہور کے خاندان میں چاہا پہلے اس بات کو خوب  
 نے قبول کیا بعد اوس کے ذاتی ملوں طبعی مزاج میں آیا ایچوون کو اوسنے تو تھار کر کے  
 نکال دیا اور من سپینگ نے اس سخت کا ایسا عوض لیا کہ فوج تھار لیکر ختایں جلا آیا  
 اور ایک لڑائی دونوں ملکوں کی سرحد پر فقہور نے ایسی ہاری کتاتار یون کے ہاتھ گھسیٹ  
 ہوئی لیکن اوس جنگ میں شہنشاہ نے ایسی بہادری کی اور بھیہ دیر سی اور موت  
 کی شے پروائی اسیری کے وقت دکھائی کہ سزار تاتار متجب ہوا اور اوسکو غت سے اپنے پاس  
 رکھا مگر فدیہ اس قدر چاہا کہ ختایوں سے دیا جائسکا اور فقہور قید رہا چونکہ تخت شہنشاہ خانی  
 ہوا اوسکا بہائی جنگ و انگ جانشین ہوا آخر کار سات برس تک جب نامہ میام آیا اور گیا اور  
 کچھ رفع ہوا تاتاریوں نے پھر دلا کیا اور سپینگ اور اخلافتہ پیچین میں شکر جہار لیکر یوچا لیکن ختائی  
 اپنے بادشاہ کی مخلصی کے لیے ایسے لڑے اور جان کو ہاتھ میں لیکر ایسے گھسیٹے کہ تاتاریوں  
 کو شکست کا مل ہوئی اور وقت سپینگ کے کچھ قلیل سا فدیہ لیکر فقہور کو چھوڑ دیا القصہ جب وہ اپنے  
 ملک میں چھوٹ کر آیا تمام رعایا برائے سامان خوشی کا طیار کیا لیکن اوسکا جی ایسا چھوٹ گیا  
 تھا کہ تخت کو دیکھ کر بہت روبا اور تارک الدنیا ہونا چاہا اور کتنے روزوں تک کوشے میں بیٹھا رہا  
 غرض آخر شش سہون کے کہنے سے سمجھانے بھجانے سے پہر اپنے تخت پر بیٹھا اور چونکہ آزار اٹھا  
 چکا تھا کیکو اپنے جیتے جی آزار نہ یا سنہ ۶۴۴ میں اوسنے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا سپینگ  
 قائم مقام ہوا لیکن ضعیف العقل اور زن مرید ایسا نکلا کہ خوجون کے سکھانے ایک نیا حکم  
 اوسنے بنایا اور خوجون کو بھیہ اختیار دیا کہ بد معاشوں کو سنے قصور ثابت کیے بھی فقط شبہ  
 پر سزا دیوین اور بد اطواروں کی مطلق رعایت نکرتین غرض اس بہائی سے خوجون نے  
 جسکو چاہا دہر کر کے مارا پٹا اور ہلاک کیا اور باز پرس کوئی نہوا جب ماندڑیوں نے بہت  
 داد و بیداد و مالش و فریاد فقہور کے حضور میں کی اور فتنہ کی نیا علانیہ پڑی تب محکمہ چند  
 مہر قوف ہا لیکن ریخاست نہیں کیا گیا اس بادشاہ عقیل کی عقل شریف کی ایک تو یہی



وکیل ہی اور دوسری جیہ کہ بودہ کے پوجاریوں کے ساتھ اکثر اوقات رہتا تھا اور وہ  
 لوگوں کی طرح افیون کھائی بینک میں پڑتا رہتا تھا اور اس کا ہلی کو جذب کامل سمجھتا تھا  
 لیکن چونکہ خوش نصیب تھا نہ کوئی باہر کا غنیمت آیا اور نہ گھر میں کوئی بامعنی ہوا والا ایسے  
 شخص نے وقوف سے سخت کاچیں باڑی بات نہ تھی اور تعجب بھی ہی کہ ایسا ہوا سنہ ۱۲۸  
 میں جب مر گیا اوسکا بیٹا سنگ چچی تخت نشین ہوا وہ باپ سے زیادہ مخبط نکلا اور اکر سیر تقار  
 کا برابر ستلاشی رہا لیکن اٹھارہ برس کی ریاست کے بعد بہری جوانی میں جہان سے  
 رخصت ہوا اور سنہ ۱۵۰ میں اوسکا بیٹا اوساگ پندرہ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا غرض باپ  
 اور دادا سے بھی بدتر ہوا اوسکو سوا عیش کے کچھ ہو جھٹانہ تھا اتنے میں ایسا خط ہوا کہ تو  
 آدمی کو آدم حوزی کی پونجی اور اوس پر جو خون کا وہی محکمہ اس لعنتی کے بیوقوف دادا کے  
 وقت کا دوبارہ جو گرم ہوا قیامت عظیم کا سامنا دیکھائی دیا لیکن دزیرون کے باعث سخت  
 اٹھنے اور لٹے سنبھل گیا اس لیے کہ سلطان نینگ نے علم بغاوت کو بلند کر کے لشکر حرا برطیا کیا  
 اور بہت سے ادا رہی اوسکے معین ہوئے بلکہ ایسی رعیت کو لیکر باطلے غرض اتفاق سچی  
 کے ایک وزیر نے بھی نمک حرامی نکی الا قیامت ہوتی بلکہ انہوں نے تیرا لہی کی اور لشکر کی داری  
 ایسے شخصوں کو دی کہ سلطان نینگ کو بڑی شکست ملی اور باغیوں کو اب مستاصل اوسنی کیا کہ  
 تیس ہزار سپاہی لایک نہی کیا لنگ کے دریا میں ڈوب گئے اور تلوار کے نیچے بٹھا کر رہی میان  
 کہ سلطان نینگ میدان جنگ میں گرفتار ہوا اور اپنی سزا کو پونجا اور اوسکے بعد سلطنت میں  
 وزیرون کی بدلت اس میں چین ہر جگہ ہوا چار برس قبل اس مغفور کے انتقال کیے سنہ ۱۵۱  
 میں فرماندہ پیرز وندکرا دٹی تاجراہل برتیکیز شہر کا تھان میں آیا چون کہ اس مغفور نے لاو  
 انتقال کیا ایک شانہ زادہ سنگ کا پوتا تخت پر بیٹھا پہلے پہل بعد جلوس کر کے شہر سنگ  
 امور مملکت میں ایسا سرگرم ہوا کہ خاص و عام نے سمجھا کہ اور فقہورون کی طرح واپس بات میں  
 اوقات بہترین کر گیا اور غریب پرور ہو گا لیکن اکر سیر تقا حاصل کرنے کا خط چند روز بعد اوسکو

ہی سایا اور شاعری کا بھی ایسا شوق پیدا ہوا کہ بحیران و کامون کے تیسرے کی طرف ہم  
 متوجہ نہ ہوتا تھا اور نتیجہ اس کا ہلی کاٹھو بریت جلد آیا پہلے تو ماچین میں بلوا ہوا ہر خد تمام فوج  
 ختا کی اہون سرکشوں کے سر کرنے کے لیے متعین ہوئی لیکن اوتھون نے اپنی بغاوت کو  
 کمنارہ نکلیا بلکہ سرخودی کا دعویٰ بجالا رکھا اور ایک ماچینی میر اپنے ملک بادشاہ ہوا اور فقور  
 کو خلیج کیا نذرانہ تک نہ بھیجا تاہم جو دیکھ ماچین کا صوبہ فقور سے زور شمشیر چین لیا گیا لیکن اس پر بھی کچھ  
 ہوش اوسے نہوا اور پستور فقور کسی وقت اکیس لقا کی تقریر یوپیاریون سے کرتا اور کبھی فضول  
 غزل گوئی کی فکر میں رہتا تھا بادشاہوں کی اپنی حرکتوں کی خبر ہر جگہ ہوتی ہی اور ایسے شخصوں  
 کی ہر بات کی شرح خلق کرتی ہی اور سب ان کا صیغہ شکی اور بدی کے بیان میں صرف کرتی ہی  
 چنانچہ اس فقور کی کاہلی مشہور ہوئی اور نیکامی لایا جاتا رہا کے سردار نے شنسی کے صوبے میں  
 یورش کر کے اس قدر لوٹ اور تاراج کیا کہ بالکل تباہ کر ڈالا یہاں تک کہ ایک گھانس کو اوسکی  
 جگہ پر باقی نہیں بچا اس خبر سے فقور بہت گھبراہٹا اور زرا پشی کر کے ایسا بندوبست کیا کہ  
 وہ تاراج نہ بڑھا اور لوٹ پاٹ کر کے پہر گیا بعد اس کے اگلے چلن پر چب خود بدلت چلی گئی  
 جاپان کے بادشاہ نیک تو نے ختا کے مشرقی صوبوں پر تاخت کر کے مال لوٹا اور غارت  
 کیا اور ہزار ہا رہایا کو بھی اسیر کر کے لی گیا اور اپنے ملک میں غلام بنایا بلکہ چوران کا جزیرہ اور اس کے  
 گرد و اطراف کے چوٹے جزائر پر قابض ہوا اور ختا یون کو بیدخل کیا غرض اس قدر تنگ کرنے  
 پر بھی بھیہ فقور جاہل خافل اور اکیس کے ذکر اور اشعار کے فکر میں مصروف تھا  
 تب محتسب نے ایک عرصہ حصور میں کی اور ایسی ایسی سخت باتیں اوس میں کہیں  
 اور فقور کی خبطگی اور کاہلی کے بیان میں ایسی تلخ گوئی کی کہ شہشاہ پر ہر ہوا اور  
 اوس خیر خواہ کو قید شدیدی میں ڈال دیا لیکن دوسری روز جو وہ عرضی ملا  
 سے دوبارہ گدزی اوسکی توجیہ دل میں چھب گئی اور نکواری اور جان نثاری  
 اوس مذہبیک تدبیر تلخ تقریر کی پسند آئی قید سے اوسکی مخلصی ہوئی اور عزت اور وقار

زیادہ ملی الغرض اس کے بعد فقوز اپنی سلطنت کے بندوبست میں بہت متوجہ ہوا اور اغلب  
 کہ اگر چند روز جیتا تو ایام تغافل میں جو ضرر ملک میں پہنچا تھا اس کی تلافی کرتا لیکن جو نہیں  
 کی اصلاح اس طرح سے ہوئی موت اُن کر سب تدبیروں کو اولٹ دیا غرض مرتے وقت فقوز  
 نے وصیت نامے میں لکھوایا کہ اپنی کاہلی سے بد عملی ہوئی تھی اور اپنی تقصیر کے لیے جو توبہ  
 کی اس کی بھی تحریر کرائی اس فقوز کے جلوس کے پہلے ہی سال یعنی سنہ ۵۵۲ھ آجی  
 میں ایک شخص ولی کامل نیک سرشت خدا پرست عیسائی مذہب کا یعنی فراتیسس نے اور جب کے  
 بڑے بڑے معجزے صفحہ بیان میں مندرج ہیں ملک خاکی طرف وعظ کرنے اور واپس آئے  
 مذہب کو دینے کی لیے مخاطب ہوا اور اغلب ہی کہ ستارا عیسائی مذہب کے لوگوں کا جب کو اس  
 خانوادے کے بانی نے بسبب عینت و اقتدار کے جو مغلوں نے او کو دیا تھا نہایت آزار  
 پہنچایا تھا پہر سابق کی طرح چمکتا لیکن اس ولی نے جزیرہ سائن سنی آن میں عین سولہ  
 پر انتقال کیا سنہ ۵۶۶ھ فقوز کا تیسرا بیٹا محسنگ قائم مقام ہوا اور اس نے بندوبست  
 اچھی طرح کیا اور پانچو تار کے سردار تینٹا کو جسے اس کی باپ کے عہد میں شنسی کے صوبے کو  
 لوٹ لیا تھا عمدہ منصب عنایت کیا اور اس کی قوم کو تجارت کے لیے ختامین آنے کی اجازت  
 دی اس میں بیر سے اس کو پوریش سے روکا سنہ ۵۷۲ھ میں اس فقوز نے انتقال کیا اور  
 اس کا بیٹا شینگ سنگ تخت پدشا اور جب تینٹا نے صوبہ شنسی میں جاگیر پانے اور رہنے کی  
 درخواست دی فقوز اور وزیروں کی یہی رہا ہوئی کہ اس بل تلمی کو بغیر نیکیجے اور اس کی خواہش کے  
 مطابق زمین دیجیے سنہ ۱۶۱۸ء میں فرنگستان کا ایک بڑا مشہور سیاح پادری رچی صاحب  
 کئی پادریوں کو لیکر فقوز کے حضور میں گیا اور باوجودیکہ وزیروں نے پناہ دار لانا  
 کی سیر کرے لیکن حکم عالی ہوا کہ جب تک چاہے رہے انہیں لوگوں کے آنے سے  
 عیسائی مذہب کی ترقی ختامین ہوئی ہر سال بلکہ ہر روز پانچو تار کا زور بڑھا اور سنہ ۱۶۱۸ء  
 میں اون لوگوں نے بلوا کیا اور خانی فوج کو کاٹ ڈالا اور بہت سی قلعہ انداز کو کئی قلعہ

چہن لیا برسوں روز دوسری فوج فقوز کی طرف سے جو اونکے سر کرنے کے لیے گئی ہو  
 بھی ایسی شکست ہوئی کہ فقوز گہرا لیا اور کھاؤ سے اہل پرکیز قوم فنگستانی کو تار کے متعلق  
 کیلے بلوایا اس سے مین تار یون نے نووٹنگ کے صونے کو لوٹ و تاراج کر کے کو یا  
 کے ملک پر قصد کیا اور چونکہ وہاں کا بادشاہ باجگزار خا کی سرکار کا تھا اس نے شہنشاہ  
 مدد مانگی لیکن اس وقت اونکے ہاتھوں سے فقوز خود مجبور تھا بلکہ ایسا رنجور تھا کہ سنہ ۱۶۱۲  
 میں کرہہ کر کے مر گیا اور اسکا بڑا بیٹا کو انک شگ جانشین ہوا اور اس قدر شبانہ روز کو  
 سلطنت میں مشغول ہوا اور تار یون کو عنیت و نابود کرنے میں مصروف ہوا کہ اس وقت  
 میں برس ۱۶۱۲ میں بھی ہنن گذرا کہ خانوادہ مینگ کے زوال کے آثار سے ایک بھیہ ظاہر ہوا  
 کہ بھیہ بہادر اور بد فقوز مر گیا اور اسکا چوٹا بھائی ہی سنگ قائم مقام ہوا اور اس کے وقت  
 میں فتنہ و فساد کا بھیہ سامان ہوا کہ خالتمہ خانوادے کا اس نے سی عقل مند کو بخوبی دکھائی دیا  
 اور پانچو تار یون کی قوت کو دن بدن ترقی ہوئی لیکن ختا کے اور صوبوں پر انہوں نے  
 یورشیں کی اور فقط چھیر نے اور انواع طرح سے ارار پونچانی اور عرصی میں امرا اور وزرا فقوز کو  
 گالی دینے میں چھہ برس انہوں کو گذرے جو ہنن سنہ ۱۶۲۴ میں ہی سنگ کا انتقال ہوا  
 اور اسکا بیٹا کوئی سنگ تخت پر بیٹھا تار یون کا سردار اپنی جگہ سے اسے تخت خا کی طرف  
 بڑھا اور اتنا اپنی کو قوی سمجھا کہ علانیہ کہنے لگا کہ شہنشاہ کا منصب اس کے نصیب میں بلکہ سنہ ۱۶۲۹  
 میں اپنے کو اس نے خطاب فقوز کا دیا بھیہ خبر نہ کر کوئی سنگ نے چاہا کہ فوج قاہرہ بھیجے  
 اور تار یون کی گستاخی کی سزا دیوے لیکن اپنی بگڑی ہوئی رعیتوں کی فکر مقدم تھی  
 کیونکہ گہرا ایک دشمن باہر کے سو کے برابر ہوتا ہی اور لی اور شاہنگ و شخص بد برا اور عباد  
 مکر بد معاش اور بد اطوار ملک کی بد عملی اور سلطنت کی ضعیفی دیکھ کر چوری اور سرزوری پر  
 کمر بستہ ہوئے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ اتنے بد وضع راہ زن مل گئے کہ بھیہ فقوز  
 دوسرا رفسی اقتدار مومے اور سر ایک کا حکم چار چار فوجوں پر تھا تاکہ اس میں لوٹ و تاراج

کے وقت قلعہ اور فساد ہنود وے اور ہونے ہو شکاری سے مملکت خٹا کی دو تیسہیں کہیں  
 اور دونوں طرف لوٹتے اور اہلک فغفور پر قابض ہونے کے ارادی سے چلے پناہ شاہگاہ  
 سی چوہین اور ہوگو انگ کے صوبوں کو چھین لیا اور خود قابض ہوا اور آئی نے ہونان کے  
 صونے کو لیکر صوبہ کینقن کے پاس تخت کے ناظم کو ایسا محاصرہ کیا کہ رسد کا پونچا بند ہو گیا  
 لیکن شاہی لشکر نے اس پر بھی دروازہ نہ کھولا اور نوبت روم خوارمی کی ایسی پونجی کہ مردوں  
 کا گوشت بازار میں بکنے لگا اور سپاہیوں کو اسے پکاکے کھایا اور مقابلہ فیصلوں پریم  
 سے کیا غرض اس عرصے میں شہنشاہ کی ایک فوج اون بہادروں کی مدد کے لیے آئی  
 اور اونہیں خوشی ہوئی کہ رہائی کی صورت دکھائی دی سپہ سالار نے سرکشوں کو اس  
 سے جو دیکھا ڈرا اور مقابلے کا انجام بڑھ کر اور تدبیروں سے ڈکیتوں کو ہلاک کر دیا  
 لیکن اس کا نتیجہ اسکی طرف والوں کے لیے بد نکلا اور وہ موقع میں اس طرح سے آیا کہ شہر دیر  
 سطح آب کے نیچے واقع ہی اور اسی جہت سے دریا کے دونوں کناروں کو بند اور پشتوں سے بند  
 ضرور ہوتا ہی تاکہ اطراف کی زمین ڈوب نہ جاوے الغرض جب شاہی سپہ سالار نے سرکشوں  
 سے حربہ کرنا مناسب جاننا ہو انگ ہو دریا کے اوٹن طرف کے باندھ کو اسنے کاٹ دیا  
 جس کنارے پر شہر واقع تھا تا غنیم کے معسکر پر دفعہ سیلاب آکر اور اسکا لشکر ڈوب جاوے  
 لیکن قضاے کرگزار سرکشوں نے فرار اپنے مقام سے ایسا کیا کہ مطلق اور نہ صدمہ نہ یونچا  
 مگر شہر ڈوب گیا اور دو لاکھ آدمی سے زیادہ کا تیانہ لگا اس ماجرای شکر کا احوال  
 لی کو جب پونچا نے تامل و سنے ہونان اور شہنشی کے دونوں صوبوں کو فتح کیا اور ساری  
 تمام عہدہ داروں کو جان سے مارا اور رعایا کو زمین لاخراج بخش دی اس جہت سے  
 عوام الناس اس کے ساتھ ہو گئی اور بھی نہ سمجھی کہ بخشش وہی کہلاتی ہی جس میں اپنی  
 گرہ کی کوڑی خرچ ہوتی ہی اور مال مفت کوٹا دینا کرم نہیں کہلاتا ہی الغرض رعایا کے  
 علاوہ فغفور کے سپاہی ہی بہت کھائے اور آئی نے شہنشاہ کا خطا اختیار کیا اور چھین کی

طرت روانہ ہوا اور اکثر سیکھ لوگ اوسکی بیرونی کے خوف سے خود بخود ساکھی ہوئے اور شہر کے دروازے اوسکے حکم سے کھل گئے کیونکہ جہان کچھ بھی کسی شہر کے حاکم نے تو کیا اوس کچھ کا اور شہنشاہ کا وہی حال ہو جاتی تھی کہ شہر کا اس مذہبی فی کیا تھا اور دنیا کی یہ مشہور ہوئی کہ حکمران فرجیت کی اس حرکت لڑائی ڈالی یہاں تک کہ شہنشاہ کی کہاتیاں لاشوں سے بھر گئیں اور باغیوں کی فوج لاشوں کے پل پر سے فصیلوں پر داخل ہوئی تب لی سے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ پلج کر کے چاروں طرف سے لگا دی اور وہاں کے ایک آدمی یا جانور کو زندہ بچھوڑا انھن جب یہ حال اوسکی سختی کا سننے میں آیا کسی نے مقابلہ کیا اور اوسکی لشکر قہار اور سردار خونخوار کے سامنے کوئی نہ ٹھہرا اور سیطرہ سے لوتسا مارتا مات و تاراج کرتا دارالامار پوچھین کے قریب آگن پونچھا اور فغفور ہجوم افکار سے بیکار اور غلبہ یاس سے بدحواس تھا کہ اتنے میں دارالامار کی حفاظت میں جو فوج تھی یہ گئی اور غنیم سے جا ملی اور دغا بازوں نے شہر کی صدر ڈیو بھی کھول دی اور آگنی کی فوج نے ترمو محسن اندر داخل ہوئی یہ خبر وحشت از فغفور کے کان تک جب آئی اور صوت رہائی کی باقی نہ رہی بادشاہ حکیم اپنے بچوں کو گئے لگا کر ڈاڑھین مار کر خوب روئی اور خوف کشی کی تب بادشاہ نے اپنی جوان پندرہ برس کی بیٹی کو بلا کر کھا کہ تو کیوں ایسے کم صحبت کے گھر پیدا ہوئی کہ اس کم سنی میں تیری جان گنی بھی کہتی ہی ایک تلوار ایسی ماری کہ وہ گر پڑی اسکے بعد اپنی حرموں اور خواصوں کو کہا کہ تم لوگ بھی ہلاک ہو جاؤ بے نال بہون نے اپنے گئے پر چوڑی چلائی اسطر سے جب ایک ناموس اوسکا زندہ نہ رہا فغفور نے یہ جملہ کاغذ کے پر پر لکھ کے تخت پر کھدیا کہ ہماری بے انتقامی سے یہ نوبت ہوئی اور اوسکی سزا ہم کو مل چکی اس سبب سے میری لاش کو اگر جی چاہے تو کٹ کرے کرواؤ لیکن رعیت کا کچھ قصور نہیں اور پیر بدعت کی سچو اتنا لکھ کر اپنے کمر سے گئے میں یہاں سے نکلا کر مر گیا اور اس طرح بیگ کے خانہ اوسے سی خنکا کا تخت چن گیا اور چند روز تک آگن ہلاک رہا لیکن اوساں کوئی سپہ سالار عالی وقار جو اپنا تار کے ملک



کی سرحد پر فوج لیکر متعین تھا اور اسے بھیہ حال سنا اور اس قبیلہ تاتار سے صلح کر کے  
 اونکے لشکر کو اپنی حمایت میں لیکر آئی کے مقابلے کو آیا اور دارالامارتہ کے باہر باغی کی  
 فوج سے سامنا کیا مگر پہلے حملے میں پس پا ہوا غرض جب تاتار نے دوبارہ مدد کی طرف بایں  
 ہوا اور سرکشوں نے کئی لڑائیاں متواتر ہاریں تباہ و کو بھیہ خوف پیدا ہوا کہ دارالامارتہ میں  
 آگ لگا کے ہماگ کئے اور جنگ ٹنگ ہونے کے شہر میں ٹھہرے غرض وہاں بھی اوسان کی  
 سات ہزار تاتار جہاں اپنی فوج کے علاوہ لیکر تعاقب میں گیا اور آئی کو صوبہ بخشی سے بھاگا یا اور  
 کوئی من مزار سرکش میدان جنگ میں ہنگیہ القصد جب بھیہ ہوا اور باغی کا خوف مطلق نہ رہا اوسان  
 کوئی نے تاتاریوں کو انعام و اکرام دیکر رخصت کرنا چاہا لیکن اوسکے سردار کو بھیہ منظور نہ ہوا  
 اور اوسے ختائی سپہ سالار سے کہا کہ مجھے دارالامارتہ بچپن میں حفاظت کرنے کے لیے بھیج دو  
 جب تک کہ دوسرا فقور تخت پر قائم نہ ہو اور ملک میں امن و چین نہ ہو بھیہ سخن ظاہر قابل قبول  
 کے تھا اگرچہ مصلحت سے بعید تھا کہ ایسے لوگوں کی بات پر اعتماد کلی کیا جاوے غرض اوسان کوئی  
 نے اجازت فوج تاتار کو بچپن میں چند ہی اقامت کر نیکی دی لیکن جونہیں بھیہ لوگ داخل  
 ہوئے اپنے سردار کے بیٹے بخشی خان کو اور انہوں نے فقور بنایا اور شہنشاہ ختا کے تخت  
 پر بٹھایا اور وہی خانوادہ اور وقت سے آج تک ملک چین کے تاج و تکیں کا مالک ہے فقط

## اٹھارواں باب

اچوتاتار کے خاندان کے احوال میں

قوم نیوچی تاتار کو جب چنگیز خان اور اس کے بعد اوسکتائی خان نے ملک ختا سے نکال دیا اور  
 زعم میں سب کو نیست و نابو کیا جیسا کہ بیان میں آیا ہی تب بچے بچے آفت کے مار  
 جو لوگ کہ زندہ رہی اور انہوں نے صحرا کی راہ لی اور اپنی اصلی بود و پیش کے مکان پر یعنی سی بیار پور

میں جو ملک گوریا کی شمال پر واقع ہیں جاچھے اور بد توں کچھ اصل انکی نہتی بلکہ دوسرے قبیلوں کی بہ نسبت محض بے حقیقت تھے اور جس لایم میں نخل کی قوم سے خٹاکا تخت چہن گیا تو اہلکار روزگار نے مغلوں کو ایسا طیانچہ عبرت کا مارا کہ اوسکے بعض فرقتے انہیں لوگوں میں اوسی حال خستہ و خراب سے جاچھے جو نیوچیوں کا مغلوں نے اپنے دور میں کیا تھا لیکن اوہوں نے کچھ برخاستہ مغلوں سے نکلی بلکہ شادی کی راہ رسم و دونوں قوموں میں پیدا ہوئی اور جیہت ہی کہ قوم ہانچو کے قفقز اپنے کو اولاد چنگیز سے بیان کرتے ہیں اور یہ بات قابل کتبہ کی جی کہ خانیوں نے اوان نیوچیوں کو مغلوں کے پناہ گیر ہونے کے باعث اسے بڑی سزا دی لیکن خداوند تعالیٰ کی مرضی بھی ہوئی کہ اس ذلیل ناچیز قوم کو بڑھائے اور اہل خٹاک کی دانش و دولت کو گھٹائے اور ظالم کو مظلوم اور حاکم کو محکوم بنائے اور یہی ہوا کہ رفتہ رفتہ بستی ذلالت سے بلند می جلالت حاصل ہوئی غرض جب اس قوم کو سلطنت خٹاک کی ملی اور فقط مقتضای مشیت ایزدی ہاتھ آئی مزاج میں رعوت سامی اور اپنی کم اصلی کو چھپانے اور بزرگی بڑھانے کے لیے اپنی نسل کو آسمانی ٹھہرایا اور اوسکی بنا کی بھی صورت دہن سے نکالی کہ قدیم لایم میں سپید ہاروں کے درمیان ایک جہیل سوج اور عمیق آب لبال سے بلبل تھی اور تین دریا کا خزانہ اوس میں تھا ایک وزیرین بہین بہشت نژاد فلک ہناد اوس جہیل میں نہائیں اور ایک نیل کنٹھہ کوئی لالہ کا کامیوہ ایک دامن میں ڈال کر اوڑ گیا اور اوسنے نے کٹھ اوٹھا کر کھالیا چند روز میں حمل کا طور نظر آیا اور چور دنوں کی بعد بیٹا پیدا ہوا جسکی صورت پری کی تھی اور اوسکی زبان اوسی وقت سے کہلی اور تولد ہوتے ہی گہری گہری فامست اوسکی بڑھی اور چند روز میں جب اوسکی ماں کی وہ لڑکا ایک ڈونگی پر سوار ہو کر کسی سمت کی طرف چلا اور شتی اوسکی از خود بغیر کھینے کے جد ہر گئی لڑکے نے جانے دی آخر ایک مقام پر جا کر آپ سے آپ ٹھہ گئی اور لمبے کے بعد ایک شخص بستی سے نہائے کو آیا اور لڑکے کو دیکھتے ہی نے اختیار پکارا دھکا کہ دوڑو لو گو فلک کی طرف سے ایک بادشاہ آیا ہی تاکہ ہلوگوں کا مناقشہ قوم کی سرداری کے لیے ہو

ہو دے یہ سنکر لوگ آئے اور پہرہ اونکی صوٹ اور شیریں بیانی پر محو رہے آخر شاہ  
 ہاتھوں کی کرسی بنائے او سے اٹھائے گئے اور بے تردد بادشاہ بنایا اور تینوں شہزاد  
 جو آپس میں تخت کے لیے لڑتے تھے وہ بھی خوشی خوشی آئے اور تابعدار کہلائے پھر  
 اوسے بادشاہ فرستادہ خدا کی آل سے بقول ختایوں کے وہ سردار تھا جو شاہنشاہ ختاکا ہوا  
 اس تقدیر میں البتہ مفسد کا دعویٰ بنی آدم سے بزرگتر ہو گیا اور علاقہ بہشت کے باشندوں سے کہنی  
 کا بجایا والا قابل اعتبار کے وہی بیان ہی جو اس باب کے شروع میں روایت صحیح کے موافق  
 راقم نے گذارش کیا ہی اور علاوہ اسکے آٹا ہی کہنا چاہیے کہ مشرقی اتراک کے قبیلوں سے  
 یہ فرقہ ہی اور اوائل میں یہ لوگ قوم ختاکان دوسرے قبیلہ مشرقی اتراک کے تابعدار تھے  
 سچی تک رہے اونکی قوم سے ایک شخص میرا اور سیاہ دھڑی او کوٹا خان نے بلوا کیا اور  
 کئی لاکھوں کے بعد اپنے گھر سے طوق اطاعت کا نکال ڈالا اور اپنے خاندان کو التوائے کا  
 لقب دیا چنانچہ عرب کی تاریخوں میں ان کے سردار سب کو تو ان خوانین کے لقب سے نامزد تھے  
 غرض اس وقت قوم ختاکان کے ہاتھوں سے ختائی بڑے عاجز تھے اور انہیں نیوچون سے مدد  
 طالب ہوتے یہ لوگ آئے اور ختائیوں کو مار کے نکال دیا اور انکی جگہ پر قائم ہوئے  
 غرض رفتہ رفتہ انکا جاہ جلال ایسا بڑھا کہ تمام ملک اور قوائم تار مع قوم مغل تابعدار رہے اور  
 ایک سو میں سب تک ان کے مقابل میں کوئی نہ رہا بعد اسکے چنگیز خان پیدا ہوا اور اس نے  
 جس طرح ان لوگوں کو نیست و نابود کیا اور اپنے کو بڑھایا بیان میں آچکا ہے آخر کار پندرہویں  
 دن سپر اور رفتہ رفتہ آج ہوا اور حسب طرح سے پہلے دفعہ اہل ختاکان ختائیوں سے لڑنے  
 کے لیے اڑکھو بلوایا ہوا اور حسب طرح سے دوبارہ جو دوسرے ایک دشمن سے لڑنے کے  
 لیے طلب کیے گئے انہوں نے مالک ملک اپنے کو بتایا اور اس وقت سے آج تک تخت  
 ختایہ موجود ہیں چنانچہ سردار نے سنگ کا نوان بیٹا جن جی خان یا شمش خان جب اس  
 دفعہ سے ختاکان کے تخت پر بیٹھا تو اوسان کوئی ختائی سپہ سالار کو جس نے اس قبیلے کو

کو بد میں بلایا تھا دو صوبوں کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور حالانکہ تاتاریوں کی لپٹ سے  
 دفاع سے ہیامکت ہو لیکن خاموش رہا اور موقع دیکھ کر سکوت اختیار کیا اور جو عہدہ اونہوں  
 نے دیا اس سے نہایت غنیمت سمجھا اور اس باغی کی کے عقاب میں برابر رہا جب تک  
 کہ اس کا سر کٹ کر نہ آیا اور وہ بد نہاد بانی فساد فی الارض تھا اس عرصے میں  
 تانگین کا شہر جو اکثر پائے تخت جنوبی بادشاہوں کا رہا تھا تخت گاہ خانوادہ مینگ کے  
 ایک بادشاہ کا ہوا جس نے اپنے کو مغفور قرار دیا اور تاتاریوں کو غاصب ٹھہرایا اور قصد  
 پیچین کے چین لینے اور تاتاریوں کو نکال دینے کا بیان کیا غرض قصد حضرت کا زبان  
 ہی پر رہا اور باوصفیکہ فوج معقول پاس تھی اور خزانے کی بھی حیدان کمی نہ تھی لیکن عیش و  
 آرام کا وہ طالب ہوا اور مطلق خیال ملک کے بند و بست کا نہ کیا اور برعکس اسکے چچی خان شہزادہ  
 تدبیر مملکت میں مصروف اور تمام ملکہ اری کی صفوں سے موصوف تھا اور خاتونوں کو مثل  
 فرزند کے دیکھنے اور امر اور عیال کی قدر دانی کرتے لگا اور مینگ کے وقت کے عہدہ داروں  
 کو بدستور اپنے کام پر بجال رکھا اور تامل بقدر کیونما رامن نکیا غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود  
 ختائی چچی خان کو غنیمت سمجھنے لگے اور تانگین والے بادشاہ سے ناراض ہوئے باوجودیکہ  
 ایک سرشتہ ہم وطنی کا تھا اور دوسرے دشمنی لیکن نیک اطواری اور رعایا پروری نے  
 بیگانوں کو یگانہ کیا اور مردم آزاری نے یگانوں کو بیگانہ بنایا القصہ اگرچہ پیچین میں اس  
 نئے بادشاہ کے تخت نشین ہونے کی خبر تانگین والے کو پہنچی اور یہ بھی کہ راہ میں مینگ  
 کی سپاہ نے مقابلہ کیا اور بڑی خونریزی ہوئی لیکن اس حالت میں ہی اس بادشاہ کو  
 عیش نے فرصت نہ دی اور چونکہ مدد اپنی فوج کو اس نے یوپیچائی محاصرے میں وہ آگئی  
 اور ایسی مقتول ہوئی کہ ایک تھائی کی جان باقی نہ رہی غرض اس کے بعد سامنیا تاتاریوں  
 کا کسی نے نکلیا اور تانگین کے اطراف میں فوج غوغاں ہوئی بادشاہ کو خبر پہنچی اور خارجی  
 کی نیند سے گھبراہوا ہوا ہوا سب کو متحیر دکھیا اور حال سنا چند رفیقوں کو لیکر بھاگا

اور قصد دوسرے شہر میں تپا دے لیے گا کیا لیکن بہون کو اسن ماقول کا تباہ ہونا پس  
منظور تھا کہ کسی حاکم نے دروازہ اپنے شہر کا کھولا اور بادشاہ جنگل اور میدان میں مارا  
پہرا اور رٹھکانا قدم ٹھہرائے گا نیا یا آخرش تا تار یون کو کسی دشمن نے اس کے حال سے  
جو آگاہ کیا کئی شخصوں نے پتھیا کیا مگر جو نہیں دی پونچے اور اس کے لیے حرم اور ہمایا باد  
نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا اور چند امرا کے ساتھ ڈوب مرا انکا مقصد اس طرح سے توفیر  
فیصل ہوا اور ہزار نگین کے شہر میں تا تار یون کا ڈنجا بجا کر نیک کے خاوادیکا ایک شہزادہ  
چی کیا لگ کے صوبے کو اپنے قبضے میں لے گیا تھا اور اسکا سر کرنا ضرور ہوا لیکن جو نہیں تا تار  
کی فوج پاسے تحت ہانچو کی طرف روانہ ہوئی شاہزادہ نے سردار تا تار کو بھیجے بات کہلا  
بہیجی کہ ہم کو اپنے نفس کے لیے منظور نہیں کہ ہزار ہا منہ خدا نقصان ہووین اور ہماری  
ریاست کے لیے خلاف مرضے خدا جنگ کرین اس کا طے سے مقابلہ ہم تمہارا نہیں کرتے  
اور یہی چاہتے ہیں کہ تم خوشی سے مالک اس شہر کے رہو اور اس رعیت کو جو آگے ہاری  
تھی اور اب تمہاری ہی ایدانہ پونچاؤ بھیجے پیام دیکر دروازہ شہر کا اسے کھلوا دیا اور خود  
میں جا بیٹھا اگر قبلا خان ہوتا تو ایسے نیک نہاد شخص کو گلے لگا تا لیکن اوجھٹ تا تار یون  
قتل کیا اور اسکی زبردستی کو نہ سمجھا کہ وہ کیسا شخص تھا جسکی زبان سے ایسا کلمہ اپنے اور  
غیروں کے باب میں نکلا عرض اس بگیاہ کے قتل کا حال شکر چوچھی خان نے بہت خوش  
کیا اور اون سرداروں کو جو وہاں اس خون ناحق میں شریک تھے ملامت کی اس حال  
میں ایک سمندر می کیت چینگچی لنگ نے ایسی شہرت پیدا کی تھی کہ اس کے نام سے لوگ  
کا پتے تھے اور صد ہا جہازوں کی بحیر کا وہ مالک تھا اور یہاں تک اس نے ہزار نگین کے  
بادشاہ کو تنگ کیا کہ مجبور ہو کر اسے اسکو امیر بنایا اور منصب کبیر دیا اور ایک شاہزادی  
ساختہ اس عدے پر بیاہ کر دیا کہ وہ خود لوٹ سے ہاتھ اور ہوا دوسرے ٹو کیتون کو سر  
کرے عرض پتھ قول کے مطابق چلا اور ایک ڈاکو کو باقی نہ رکھا اور چونکہ اونکی گاتوں کے

آگاہ تھا ایک شور و شب نہ بجا اور ہر جگہ امن ہوا لیکن جب تاتاریوں کی چڑھائی اوس کے سر  
 پہنے ٹانگیں کے بادشاہ پر ہوئی جنگی لنگ نے کھرا می اس طرح کی پر کی کہ یانگ زئی کی لنگ  
 کے دریا میں اوسکی بھر لنگرین تھی اور تاتار کی فوج اوہری سے اوتری لیکن اوس نے مزہمت  
 نہ کی حالانکہ اگر چاہتا اوں کو پار ہوتے مذتیا دریا کے عبور صحیح کرتا لیکن برس وقت کا ساتھ شرف  
 میں سے ہی کم کوئی دیتا ہی اور بھیہ حرام زادہ تو ڈوکیت تھا سب طرف تاتاریوں کی عمل ہو لیکن  
 فوگینگ کا صوبہ یینگ کے ایک شہزادے ٹانگ کے اختیار میں تھا اور اوس نے فرمان اس  
 مضمون کا ہر طرف جاری کیا کہ یینگ کے سرکار کے کچھ ارب اطاعت تاتار کی نہ قبول کریں  
 اور حتی الامکان ہم بہرہ و نہیں ملک میں رہنے مذیوں بلکہ صوبہ فوگینگ کی رعیتوں سے  
 آں میں اور اون ہوزیوں پر دفعہ فاخت کریں اس فرمان کی خبر جب تاتاریوں کو ملی اسی وقت  
 اوہیں اس وقت سوچی کہ اوسکا نتیجہ سلطنت کا چین جانا تھا لیکن اقبال بلند اور نصیب ور  
 آور تھا کہ بگڑا ہوا مقدمہ سنبھل گیا حال بھیہ کہ اوہوں نے حکم دیا کہ جتنے حائی کہ تک خوار  
 سرکار تاتار کھلایا چاہیں اوں کو لازم ہی کہ شل تاتار کے وہ سرسند آوین اور چوٹی رکھیں اور  
 پوشاک اوں کی وضع کے موافق پہنیں بھیہ نے کے ساتھ کہاں تو ختائی سب ایسے راضی تھے  
 کہ اپنے شاہوں پر تاتار کو ترجیح دیتے تھے کہاں ایسے بطرح بگڑے کہ طرفہ العین میں ہوا  
 عام ہو گیا اور سرکشوں نے چاروں طرف کھیر لیا اور ایسا اندھا دھند مانا شروع کیا کہ اوں کی  
 ساری سپہ گری بھول گئی اوہا درمی مطلق کام نہ آئی اور ایسے بدحواس ہو کے بہاگے کہ  
 یانگ زئی کیا تک کے دریا میں ہزاروں ڈوب گئے اور ہزاروں قتل ہوئے اور چہ کیا تک اور  
 کیا تک بان کے دونوں صوبوں سے نکل گئے اگر اس فتح پانے کے ساتھ ہی شاہزادہ تاتار  
 تاتاریوں کا تعاقب کرتا اور اوں کے پیچھے پیچھے چین تک فوج قاہرہ ہیتھا اور گری ہوئی عایا  
 کو زیادہ عرغلانہ ہوا چلا جاتا تو تاتار کا تخت اولٹ جاتا اور یینگ کے خانواد کے ہاتھ زسرو  
 تخت آتا لیکن آپس کی ہیوٹ بستر خزانہ لائی لڑتے جواہرین میں لڑتے ہین نادان ہین وہ



مگر اپنی دانش پر نازان میں نہ کچھ سری میں بہرتے ہیں سب مال و زرہ نہیں بچے آگے کی  
 کہتے جتنے لڑائی میں کہو کر کے سرمایہ سب گدائی کرینگے برنج و لقب ٹھیکہ ثابت ہی عاقل سے  
 نکتہ درخشاں میں ہمیں پھوٹ سے بدلتا الغرض و موقت سلطان کو دوسرا دعویٰ تحت  
 کا موقع باکی چکیانگ کے صونے میں تاتاریوں کے بعد داخل ہوا اور ٹانگ سے فوگینگ کا صوبہ  
 چین لینے کا قصد کیا اس سبب تاتاریوں کا چچا ٹانگ نکر سکا اور خانگی دشمن کی تدبیر میں رہا  
 اور اون لوگوں کو بھیہ حملت ایسی غنیمت ملی کہ سپاہ جو پریشان ہتی جمع ہوئی اور دوبارہ جو  
 تاتاریوں نے خود کیا تو اس نور و شور سے کہ آنا فائما میں جتنے صونے چین گئے تھے پہر ہاتھ  
 لگے بلکہ فوگینگ کا صوبہ ٹانگ کے ہاتھوں سے چھوٹ کر اون کے قبضے میں آیا وہ اپنی سلطنت  
 چھوڑ کر سب گالیکن جب گھر گیا اور سامان اپنی گرفتاری کا دیکھا کوئے میں ڈوب مرا اور  
 سلطان کو قتل ہوا اور وہ ڈکیت چنگی ٹانگ ہی دغا سے مارا گیا جب تاتاریوں نے فوگینگ کو  
 قبضے میں کیا ٹانگ کا بہائی کان ٹان کے صونے میں آیا اور اسکو تین سلاطین نے ملکر  
 قرار دیا لیکن کو ٹانگ سی کے صوبہ دار خانوادہ ٹانگ سے دوسری ایک شخص کو بادشاہ کیا اور  
 ان دونوں کم سختوں میں زیادتی رتبہ کے لیے ایسی نزاع ہوئی کہ دونوں کے سر تباہی آئی  
 چنانچہ تاتاریوں نے نے کھٹ اور نکال ملک اور خزانہ چھین لیا اور سنہ ۱۶۴۸ میں کو ٹانگ  
 اور کان ٹانگ کے دونوں صوبوں کے مالک ہوئی ٹانگ کے سترہ تاتاریوں نے ایسی  
 زیادتیان شروع کیں کہ بلوا ہوا اور کیا ٹانگ سائی وہاں کے خاکم نے لشکر جمع کر کے تاتاری فوج  
 کو بالکل فتح کیا اور دوسری لڑائی بھی ایسی ماری کہ شینسی خان کو اون طغریاب باغیوں سے  
 خوف ہوا اور اپنے چچا آمانیاں خان کو کئی ہزار چیدہ تاتار کا سردار بنا کر اس ختائی سبیہ  
 کے مقابلے کو بھیجا غرض لڑائی کے خاتمے تک اگر وہ بجا در مارا نجاتا تو ان تاتاریوں کو  
 بھی باقی نہ رہتا لیکن جوہن اپنی فوج کو کچھ روز شمشیر تاتاریوں کے محاصرہ سے چھوڑا یا اور  
 پہر کے اونکی صفوں کو صاف کرنا شروع کیا ایک تیر صلیا یا ہوا ختائی بد تقدیر کا اس کے

سینے کو توڑنا دل پر بیٹھا اور اس رسم وقت کو تمام کر دیا اسکے گرتے ہی شکر اور سکار دیا  
 ہوا اور سب سالار تار میدان جنگ سے طرفیاب پہرا اسکے بعد اور ایک سرکش پیدا ہوا  
 کہ اسکی حرکتوں کا بیان اس لیے قابل ذکر کرنی کے ہی تا ایک نظیر تاریخ میں داخل رہے کہ اس  
 بعض آدمی کی صورت میں فرشتہ مجسم رہتا ہی ویسی ہی مہیت انسان میں شیطان مرد درج  
 بھی ہوتا ہی اس ناکار لعین و زکا کا نام چنگ ہینگ چنگ تھا اور ڈکیتی کے وسیلے سے بہر  
 حکومت ہوا اور ہو کو انگ کے صوبے کو تاخت و تاراج کیا اور شاہی فوج کو ہٹا دیا غرض جب  
 سی چوٹین کے صوبے کو بالکل چھین لیا اپنے کو بادشاہ قرار دیا اور تمام علما اور شعرا و خواجہ  
 کو ماحق مار ڈالا ایک تو بھہ حرکت اس خونخوار بد کردار نے کی تھی دوسری بھہ کہ کسی سپاہی  
 نے ایک مقام پر بڑی بہادری کی اور اسکے صلہ میں ایک پرملہ اسکو ملا وہ کچھ ناراض ہوا  
 اور صلہ کے باب میں کوئی کلمہ حقارت کا زبان سے نکالا اگر بہت سزا ایسی ناشائستگی کی  
 ہوتی تو اسکی جان جاتی اس سے زیادہ حیرت ہوتی لیکن اس کمبخت نے ساری ملٹن کو حسین  
 وہ سپاہی تھا خواہ مخواہ قتل کروا دیا تیسری حرکت بھہ اس کی کہ بودہ کے پوجا یون کو  
 ایک روز دعوت اور کوچ کے بہانے سے بلا کر کئی ہزار کو مار ڈالا اور حکم دیا کہ جو پوجا  
 بمان ملے تامل مارا جا حالانکہ ان بیچاروں نے کوئی مقصود اسکا نہیں کیا تھا چوتھی  
 حرکت سب بڑھ کے بھہ ہوئی کہ اگر تمام کتب تاریخ میں اسکی نظیر ڈھونڈیے گا تو اسکے  
 مقابل میں نہیں پائے گا وہ بھہ ہی کہ جب تار کی فوج اس مودی کے سر کرنے کو آئی  
 ایک سردار بے عہدی اس سے کی اور جو ملٹن کہ اسکے تابع تھی تار یون سے جا ملی  
 بھہ شکر چانگ ہینگ چنگ کو ایسا غصہ ہوا کہ صوبہ چوٹین کے تمام ہندوؤں کو قتل کر دیا  
 مقصد اس نے کیا اور پہلے چنگ ٹوپا نے تخت صونے کی چارون طرف کے رہنے والوں  
 کو نکالا اور ایک ایک کر کے چھ لاکھ پیر نو سالہ سے بچے شیر خوار تک کو مار ڈالا اور ایک  
 نچوڑا اور مقتولوں کی لاشوں سے دریا کو بہر دیا آخر کو جب تار قریب تر آئے اس جلاو

بدہنامی اپنے لشکر کو جمع کیا اور کہا کہ دیکھا تم لوگوں نے کہ کیا انتقام اور اپنا عجب  
 پردہ الا اب ایک امر اور کرنا ہی اوس کے بعد حاکمی بادشاہت کا مالک ہونا اور تار یون کو اپنے  
 ملک سے نکال دینا ادنیٰ سی بات ہی اور پھر نیک صلاح وقت ہی کہ لشکر کے ساتھ جہتی ہو  
 میں سب بیچ کی جاوین بھی نہایت انس ہی اور اوسکو جہان تنے کیا مجھ کو یقین ہوا کہ منزل  
 مراد قریب اور اوس تک پونچھا ہمارے لیے سہل ہی کیونکہ وہی مسافر حلیہ تھا ہی جو بے جھج  
 ہوتا ہی اور نڈیوں کو ساتھ لے لیا کاندھے کو باردار کرنا ہی بھی کہہ کر اوس سے اپنی بی بی اور  
 حرموں اور خواصوں اور کنیزوں کو لشکر کے آگے بیچ کر کے ڈھیر کر دیا اوس کے بعد چار لاکھ  
 سہی سوار پندہ بان معکر سے نکالیں اور بارڈالی گئیں اس قتل سے جب فراغ ہوا خبر داروں نے  
 حال تار یون کے قریب آئیکہ کہا پھر مکر اوس نے جواب دیا کہ اگر تو جو بھٹہ بوتا ہی تو اس سے  
 بہتر تھا کہ تو پیدا نہوتا اس طرح کی دہکی دیتا ہوا جو نہیں آگے بڑھا اوس خبر کرنے سے پیچھے  
 سے ایک تیر حرام مغزین ایسا مارا کہ وہم سے منہ کے بھل وہ نا بجا مردم آزار لغین و زکار  
 گر پڑا اور شیا طین ہم جنس کے شریک ہوا اس اس طرح کی نقلیں جب تار یون دیکھی جاتی ہیں  
 دل میں فوراً ہی خیال گذرتا ہی کہ کیا اتنے لوگ جیکو اوس موزی نے ستایا اور ان  
 میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ایک ضرب شمشیر سے ایسی ہلاک کو دفع کرے لیکن غور کرنے سے یہ محفل  
 کی ہی ہی کہ وہ موزی قوی طبیعت کے سبب کام تھا اور اسکی ساتھی طبیعت کے سبب سے حکومت ہی کیونکہ جو شخص  
 قوی طبیعت کا بنا ہوا اگرچہ ادنیٰ پیادہ تھا وہ ظالم مارا گیا اور آخر ش حکومت کی بنا اس طرح  
 ہوتی ہی اور ہمیشہ ہوتی ہی اور ہودی کی کہ ایک شخص قوی طبیعت کے گرد جو نہیں چند لوگ  
 طبع آتے ہیں فوراً مطیع ہو جاتے ہیں جیسے مقلد طیس ہو ہے اور کہ باگہاس کو اپنی طرف  
 کہینچتا ہی اور بھی وجہ اس واقعہ کی ہی جو اکثر دیکھنے سے میں آتی ہی کہ ایک شخص کے  
 طبع اور فرمان بردار بہت سے لوگ خود بخود معاً اوس کے سامنے آنے سے ہو جاتے ہیں اور  
 عوام الناس بے غوس اور خود رکھ بیٹھتے ہیں کہ فلاں کے پاس موہنی یا منتری غرض منتر

تو کچھ نہیں لیکن وہی تاثیر قوت طبیعت کی ہی جو ایسے ایسے مقام پر مثل سحر کے اپنا عمل کرتی  
 ہی الغرض جو نہیں بھیہ نا بکار فی البار ہوا اسکا لشکر پس پا ہوا اور تاتاریوں کے مقابلے میں  
 نہ ٹھہرا جن صوبوں کی لوگ ناراض و بیدل تھے سبھوں میں ختائی حکام فغفور نے بھیجے اور  
 حکیم گنگ فوزی کی آل سے ایک شخص کو صوبہ دار کا نشان کا بنایا اور اس اس طرح کی جوئیوں  
 سے سبکو رام کیا یعنی انوکھ اپنے ملکی بادشاہ کا مکھرام کیا القصہ فتر رفتہ سب شہروں اور  
 صوبوں کے لوگوں نے تاتاریوں کی اطاعت کا طوق گلے میں ڈالا الا کاشان کا شہر  
 جہان ننگ کو اپنے کو بادشاہ خاقان دے بیٹھا تھا غرض آٹھ مہینے تک تاتاریوں کا محاصرہ  
 اور چنگ چنگ کنک بیٹا اوسی فکیت چنگی گنگ گاجو دغا سے تاتاریوں کے ہاتھ مارا گیا  
 تھا اوسی سب پر سرد اور غلہ سمندر کی راہ سے پونچا کے اتنے روز تک عظیم کور و رکھا  
 غرض سنہ ۶۵۰ میں ملک حرام نے خاوند کو دغا دی اور شہر کا دروازہ شب کو کھول کر تاتاریوں  
 کو جیل ہونے دیا قہر سے بہرے ہوئے تاتاریوں نے بی کھٹکے قتل عام کیا اور اپنی دہشت میں سبکو  
 زندہ بچوڑا لیکن گنگ صرف جان لیکے شاہ پنگو کے نزدیک پناہ گیر ہوا اور سات برس تک  
 اوسکی دار الخلافہ میں بہت عزت اور حرمت کے ساتھ اپنی میزبان کی شرافت کے باعث  
 رہا لیکن آٹھویں برس کوئی چو کے صوبے میں بلوا جو ہوا اور ننگ کو کو باغیوں نے تخت و تہ  
 کو بلوایا لاج سے بچھ گیا لیکن اسی میں اوسی صوبہ دار نے جسے تاتاریوں کو ختائیں بلوایا تھا  
 ننگ کو کو مار لیا اور ننگ کے خاوندی کے پر تخت ختایر بیٹے کی ہید منقطع کی جب کاشان  
 کا شہر تاتاریوں کے ہاتھ آیا صوبہ کو ننگ ممان جسکا وہ پانچ تھا تمام سر ہوا اور اس کے  
 بعد اوج کا صوبہ نے لڑے بڑے ملا غرض تمام ختایر شمال تا جنوب اور شرق سے مغرب  
 تک تاتاریوں کا عمل ہوا اور کوئی سر اوٹھانے والا نہ رہا الا کیت چنگ چنگ گنگ جسکا لگزی  
 تارخون میں گاگز کا کھتے ہیں اس شخص نے عجب عجب طرح سے تاتاریوں کو ننگ کیا اور  
 ایک دفعہ چار ہزار تاتاری کی ناک اور دہوں کان کاٹنے فغفور کے یہاں تھے کے طور پر یہی آیت کر

فارموسا کے جزیرے کو ولندیزیہ چین لیا اور اوسکو اپنا پائے تحت نبایا اور  
 توہین جو کہ ہر مقام سے ہاتھ آئی تھیں اذکو اس سلیقے سے قلعہ پر اوستے جایا اور  
 گولنداز معقول رکھا کہ جب تاتاری بحیرہ سپاہ لیکر فارموسا کی فتح کو گئی گولند کے  
 آگے سے ہمیشہ ہٹا کین آخر فغفور مجبور ہو کر چپکا ہو رہا اور کاک زنگا برس میں دوا کفہ  
 ہزار ڈیڑھ ہزار جہاز لیکر تھا کی سرحد پر آتا تھا اور کنارے کنارے لوٹ و ماراج کر کے اپنے  
 جزیرے کو پہنچاتا تھا سنہ ۶۵۱ھ فغفور کا چچا وزیر اعظم اور مہتمم سلطنت کا مرگیا اور چچا  
 خود مختار ہوا حالانکہ نابالغ تھا ایسا قدردان علم و دانش کا بیٹھ شخص نکلا کہ ایک عیسائی پادری  
 آؤم شال نام کا شاگرد ہوا اور اوسکی صلاح سے بہت قوانین ایسے جاری کیے گئے  
 کہ تاتاری کی سلطنت کو استحکام ہوا اگرچہ ظاہر میں بھی پادری عاقل اور فاضل محکمہ ریاضی  
 اور شاہی رصاد کا حاکم لیکن در پردے وزیر اعظم تھا اور اوسکی صلاح سے علم کا چراہیت  
 پھیلا اور طلبہ کے امتحان کے لیے ایسا ایسا سخت قاعدہ مقرر کیا کہ بے فضل اور کمال حاصل  
 ہوئی سرکاری عہدہ جو کیکو ملے امکان سے باہر تھا اور ایک دفعہ ثبات ہوا کہ چیلین  
 رشوت دیکر کام لیا تھا چچی خان نے سب کو قتل کیا باوصفیکہ بھیہ شخص عادل تھا لیکن  
 نے ایک مرتبہ اوس سے بڑا ظلم کروایا یعنی زن شوہر دار پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت میں لایا  
 اور جب اوسکے خاوند ایک سردار تاتاری نے اپنی جود کو لغت ملامت اوس کی حکمت کے لیے کی  
 زانیہ نے فغفور سے ہبات کہدی اور اونوں نے اوس سردار کو بلوا کر اپنے ہاتھ سے ایک  
 تھپڑ منہ میں مارا اوس سردار غیرت دار کو اس ہتک برو سے ایسا صدمہ ہوا کہ مارے رنج  
 مرگیا لیکن اوسکا صہبہ شہنشاہ پر فوراً پڑا اور سودای دست بدست کا حساب ہوا کیونکہ اوس  
 زانیہ کا محل میں قدم رکھنا تھا کہ فغفور نے انتقال کیا اور سنہ ۱۶۶۱ء میں اوسکا بیٹا کا  
 آٹھ برس کی عمر میں سند نشین ہوا اور اوسکی نابالغی کے باعث سے امر اپنے دمر  
 میں چار شخصوں کو وزیر نبایا اور مہتمم سلطنت اونہیں سپرد کیا اختیار اپنی اوزیرون فی قانون جاری

کیا کہ کوئی خواجہ سرا عہدہ دار سرکار نہیں ہو سکتا ہی اور ان لوگوں کو برطرف کر کے شہر بدر کیا  
 جب ڈکیت کا کڑنگا اور اس کے بیٹے نے زیادہ ستایا اور لوٹ و تاراج کیا شروع کیا وزیرین  
 حکم دیا کہ بحر محیط کے کنارے پرستے لوگ اپنے مکانات اور جاہے بود و باش کو موقوف  
 کریں اور دوسری جگہ کئی منزل کے فاصلے پر اندرون ملک مکانات بنا دیں تاکہ ڈکیتوں کو موقع  
 اور سہولت نہ ملے اور اتنی عقل و تدبیر موقوف وزیروں کو نہ تھی کہ نقل مسکن سے رعایا اور  
 ملک کو کس قدر نقصان ہوا اور سمندری تجارت کو ہرج پونہی کیونکہ سودا گروں کو تردد و خرید و فروخت  
 کرنے میں جب ہمیشہ ہو گیا اور طرح کا ہرج صرف بابر واری کا لینے ایک ایک ملک سے  
 جہاز پر آئیکا اور دوسرے کنارے سی شہر میں خشکی چلی پھیل ہو اتنا سودا اگر دوسرا بازار تجویز کر لیا  
 جہاں کچھ بکیرے نہ رہیں اور بنادر ساحل پر بدستور ہو دیں دوسری قباحت عظیم بھیہ وقوع میں  
 آئی کہ اتنی زمین جو آباد نہ ہوئی برباد ہوئی اور تیسری بات یہ کہ جب لاکھوں آدمی کی اوقات  
 دفعۃً ویسی جگہ پر مقرر کی گئی جہاں کہ اصلی باشندوں کی روٹی مشکل سے ہوتی تھی تو گرانی  
 خواہ مخواہ ہوا چاہے اس طرح کے نقصان کے علاوہ غراب کو اور کتنی حیرانی و تباہی ہوئی اور وزیرین  
 کو نہ سوچا اور اپنی دانست میں یہ عقول ڈکیتوں کی پوریش موقوف کرنے کے لیے اونہوں نے  
 کی حالانکہ تباہی اپنے ہی لوگوں پر آئی سوا اسکے بیان ہو چکا ہی کہ عیسائی یا درمی آدم  
 شال کی بڑی قدروانی مغفور مغفور نے کی تھی اور اس کے علاوہ اور اہل فرنگ کی دلا  
 اور علم و وزیر کی پسند کر کے ہر ایک کو علیحدہ خدمت دی تھی غرض ان وزیروں کو بھیہ  
 بات ناگوار معلوم ہوئی تھی لیکن شاہنشاہ کے جیتے جی اون سی کچھ تہ بن بڑی غرض  
 اونہیں جب اختیار ہوا فرنگیوں کو اونہوں نے فوراً مغزول کیا اور اکثر کو قید میں ڈال دیا  
 ان حرکتوں کے ملاحظے سے مغفور اگر یہ بچہ تھا لیکن سمجھا کہ وزیروں کو سلطنت کر نیکا  
 سلیقہ نہ تھا اور جو نہیں مہتمم اول کا انتقال ہوا کان ہی نے زمام حکومت کو اپنے ہاتھ  
 میں لیا اور تینوں وزیروں سے محاسب طلب کیا اور تفصیل عظیم ثابت کر کے قتل کا حکم دیا بعد



عیسائی پادریوں کی مجلسی ہوئی اور فقور نے اون لوگوں سے تحصیل علوم اور فنون کیسائی  
 کی شروع کی اور چونکہ صغریٰ سے طبعی توجہ علم کی طرف تھی اور فضیلت اپنے بیان کے علوم  
 میں حاصل ہو چکی تھی اس لحاظ سے اسکی طبیعت نے زیادہ مشقت کے تربیت پذیر ہوئی  
 کیونکہ ذہن کا مادہ جب نہایت قابل ہوتا اور معقول استادوں کے درس ملتا ہی تو جس قدر  
 بار طبیعت کو دیا جاتا بخوبی سمجھتا ہی بلکہ کثرت خیال سے تیز تیز و تندی قوت مدرکہ کو حاصل  
 ہوتی ہی اور اسکی دلیل نہیں چاہیے کیونکہ ظاہر ہی کہ ایک علم جو حاصل ہی دوسرا وی نہیں مشکل  
 الغرض شہنشاہ کو معقول صفت چند روزوں میں حاصل ہوئی باوصفیکہ باغیوں کے لئے کھڑے  
 سے تمام روز تدبیر مملکت میں مصروف رہتا تھا اور فقط شام کو فرصت اور استراحت کے وقت  
 شغل علم کا کرتا تھا اوسان کوئی اپنے خاوند نیکو کا خون کر کے جیسا کہ بیان صوبہ بیان  
 میں صوبہ داری کرتا تھا اور مستحکم سرکار کا دو باعث سے تھا اول کارگذاری دوسرے اس کے  
 بیٹے پچین میں بطور برغمال کے حاضر تھے غرض یہی اسکی دل میں ہمیشہ سے تھی مگر بوسے  
 کی فرصت اوس نے نہ پائی غرض اوس وقت موقع جو اوس نے پایا بغاوت کی بنا ڈالی اور  
 سانپ کے بچے سانپ ہی ہوتے اوسان کوئی کے بیٹوں نے یہ تدبیر کی کہ نوروز  
 دن جب تمام خانی اور تاجاری امرا اور وزراء حضور میں سلام کے لیے جمع ہووین تو سب کے  
 سب فقور سمیت قتل کے جاوین اسکی خبر شہنشاہ کو پہنچی اور تحقیقات جو اوس نے کی تو دارالامان  
 میں ہزاروں خانیوں کی سازش معلوم ہوئی باوجودیکہ اس قصور کے سبب سب ہی قتل  
 کرنا واجب تھا لیکن اتنے کا نقصان جان نامناسب سمجھ کر فقور نے معافی عام کا شہا  
 کیا مگر اوسان کوئی کے بیٹوں کو بہت ذلت اور ادنیٰ سے مارنا سیاست ملکداری سے  
 باہر نہ سمجھا گیا جب اوسان کوئی نے دیکھا کہ بید کھلا اور بیٹوں کا وہ حال ہوا علانیہ اور  
 بغاوت کا نشان اور ایا اور کئی سلاطین جو سابق فقور کے خاندان سے تھے اور کان  
 اور فوکنگ کے سب جو بطور جاگیر کے انہیں ملے تھے سبھوں نے باغی کا ساتھ دیا اور مغلوں

کی فوج شمال کی طرف سے یورش کرنے کے لیے تیار تھی اور دفعہ جو چاروں طرف سے  
 بیچہ سامان ہولناک سامنے موجود ہو گیا باعث اسکا بیچہ تھا کہ اوسان کوئی نے آگے سے تھپ  
 لڑائی کی کر رکھی تھی اور سب کو مہیا کر کے اپنی طرف سے بنا ہوا ت کی ڈالی تھی ایسا ویسا کوئی  
 شخص ہوتا تو دشمنوں کی تیاری دیکھ کر گسرا جاتا لیکن فغفور کی عقل جولان کو وسعت تدبیر ایسی  
 مقام تنگ میں ملی چنانچہ چوتھے ہی سلاطین تیوان اور فوگینگ کے آپس میں اوسے قضیہ یا  
 اور جب وہ اودہر آپس میں لڑنے لگے اور جو فوج کہ فغفور کے مارنے کے لیے تیار ہوئی  
 تھی آپس میں اوچھی کان ہی مغلوں پر فوج قاہرہ کے ساتھ چڑھ گیا اور کئی شکستیں دیکر اپنے  
 الامان پکڑا یا اور اپنے فائدے اور ان کے نقصان کا اون سے عہد پیمان کر دیا وہاں  
 سے پھرتا ہوا باغیوں کی طرف جو آیا تھم فساد کا حاصل خرمن میں تیار دیکھا کہ دونوں سلطان  
 ایک دوسرے کو تباہ کر چکے تھے اور وہاں رعایا فی فغفور کا آنا اور جنگ جلد کے بلا سے انکو چھوڑنا  
 غنیمت جانا آخر کار من کی صورت جو دونوں صوبوں میں ہوئی کانٹان کے سلطان نے بھی  
 معافی چاہی اور اوسان کوئی کو بچر ہاگنے اور نینان کے صوبے میں نیاہ لینے کے دوسری  
 صورت نہ دکھائی دی اور پونچر غم و غصے سے اوسکا دم خفا ہو کر نکل گیا غرض تاتاری کی فوج  
 اوسکے پیچھے پیچھے لپیٹی ہوئی گئی اور اوسان کوئی کے بیٹے نے مقابلہ کیا لیکن جب مغلوب ہوا  
 گلے میں سی لگا کر مر گیا اور اوسکے مرنے سے فتنہ و فساد مٹ گیا چون کان ہی ہمیشہ قدیم حکیم  
 فغفور کی پیروی کرتا تھا اور حکیم گنگ فوزی کے احکام پر چلتا تھا اس سبب تھا میں غیر  
 ملکوں کے آنے اور وہاں رہنے کو تجارت کے وسیلے سے اوس نے منع کیا اور جب کانٹان  
 کا سلطان اوسکے خلاف مرضی کے غافل ہوا اور اپنے فائدے کے لیے حکم ملا فغفور نے رستم کی  
 دھوری اوسکے پاس بھیج دی اوس اشارے کو وہ سمجھا اور پہانسی لگا کر مر گیا اور اوسکے دیکھا  
 دیکھی اوسکے نو مشیر اور وزیر بھی اوسی طرح سے خود کش ہوئے سنہ ۱۶۸۱ میں سلطان کینگ  
 نے ظلم اپنے رعایا پر شروع کیا اور نالاش جو فغفور کے پاس پونچھی اوسکی طلبی ہوئی دس ہزار

میں وہ قیسمہ کیا گیا اور چیل کو دن نے اوسے کہا یا اس کے بعد مغفور نے اپنے اقرباؤں کو  
 کبھی ریاست ندی اور تمام صوبہ نجات میں عالموں اور فاضلوں کو ماطم کر کے یہ سجدیا سہ <sup>۱۹۵۳</sup>  
 میں فارمو سے کا جزیرہ جو کا کیڑنگا وکیت کے گہرائی سے متعلق تھا اس طرح محکمات تھا  
 تاج پور کو کینگ کے صوبہ دار کو مغفور نے حکم جزیرے کی فتح کا دیا اور موقع ہی بتلایا چنانچہ ملوث  
 اور اٹھاری کے اوس نے اشتہار کیا کہ جو لوگ بغاوت اور شہنشاہ سے عداوت کر کے اپنے  
 وطن اور باپ دادلوں کے ہر دار کو چھوڑ پھاڑ کے غیر ملکوں میں گریہ اور غضب مغفور سے  
 لرزان و ترسان ہیں ان کو قسیمہ قرار سرکار کی طرف سے دیا جاتا ہے کہ اگر وہ لوگ اپنے اپنے  
 گھر پر آویں اور غیر ملکوں میں نہ رہیں کسی طرح پرانے انتقام تو کیا مطلقاً باز پرس نہ کیا جائے گا  
 یہ اشتہار نہایت عقل اور دوراندیشی اور مردم شناسی کی دلیل ہی اور نتیجہ اوسکا وہی ہوا جو  
 مغفور نے سمجھا تھا چنانچہ اوسکے شہر ہوتے ہی ہزاروں باغی فارمو کے جزیری سے اپنے  
 اپنے وطن کو دفعہ چلے آئے اور جب باقی نے دیکھا کہ صوبہ دار نے مواخذہ نہیں کیا وکیت کا حق  
 چور کر اکثر خاتین انکر رہے اور مراد مغفور کی برائی کیونکہ طاقت اوس قراق ابن قراق کی  
 ایسی کم ہو گئی کہ جب فو کینگ کے صوبہ دار نے اوس پر سخت کی اتنا کمزور اوس نے اپنے کو دکھایا  
 کہ مغفور کو عرض کر کے اوس نے جان بخشی چاہی القصہ بچپن میں وہ آیا اور شہنشاہ نے اوسے  
 سرفراز کیا اور منصب امیر کبیر کا دیکر اپنے حضور میں رکھا اور دشمن جانی کو دوست دلی بنایا  
 عرض اس طرح ہی فارمو سے کا جزیرہ تابعہ اوس کا تھا ہوا کان ہی کی مدبری کی بھی کتنی دلیل  
 جو اقم نے گذارش لیکن اس طرح کی بہت ہیں اور نسب کا اگر بیان کیا جاوے تو کئی جز کی کتاب  
 تیار ہووے عرض عاقل کے لئے اتنا ہی کافی ہی اوسکی بہادری اور سپاہ گری بھی  
 اوس بیان سے ثابت ہی جب خود اپنی فوج کا سپہ سالار ہو کر مغلوں کے ملک پر چڑھ گیا تھا  
 اور دوسری دلیل اوس کی بھی ہے کہ قلاق کا قبیلہ تاتاریوں کا جب بہت زبردست ہوا اور  
 قلاقان خان اوس کے سردار نے لشکر متار لیکر کئی قوم تاتار کو جو ایک رختا کی سرکار کی تین تیاہلی انھوں نے

مغل کو جس سے کان ہی نے عہد و بیان کیا تھا تب فقور درسیان میں آیا اور چند سال لمبی  
 وغیرہ پہچکر قاکد آن خان کو سمجھا کے زیادتیوں سے باز رکھا لیکن جب طبیعت اس شخص کی شاہ  
 نے مائل بفساد دیکھی اور اسکی حرکتوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح چہا مارنا بلبی کی جلی ہی  
 اوس طرح مردم آزاری اوسکی خلقت ہی تب فقور نے اپنے متعلقین کی مدد کی اور فوج قاہرہ  
 کی سپہ سالاری خود لی اور اس حال کی سے اون صحرائیوں پر تاخت کی کہ بے مقابلہ کیے وی پہا  
 اور دم بہر سامنے نہ ٹھہرے غرض بارہ ہزار چیدہ اور جنگ آزمودہ سواروں کو لیکر فقور نے بے قوت  
 تعاقب کیا اور قاکد آن خان نے بہت تنگ اور عاجز ہو کر اوس سے امان مانگی اور صلح چاہی  
 اس سے درپیش پاپ کے ملک تمار میں کسی قبیلہ تاناکو نے باجگزار کیے فقور نے پتھوڑا اور  
 اور ہر مقام پر سپاہ گری اور بھادری اور مدبری اس طرح پر اظہار کی کہ سہون پر ثابت  
 ہوا کہ کان ہی کا اقبال ترقی پر ہی اور پردہ گارنے طاقت ملک گیری کی اور قابلیت ملک داری  
 کی دو صفتیں جو اتفاق سے باہم جمع ہوتی ہیں اوسکو عطا کی ہی اگرچہ یہ حال دسکا امور ملک  
 میں تھا اور کسی بڑی سلطنت اوسکی تھی ظاہر ہی ہی لیکن علم کا شوق اوس میں جو کم فکریہ  
 بھی نہ گیا اور قاعدہ کان ہی کا تھا کہ خواہ ابراخلافہ میں ہو خواہ دشت تمار میں خیمہ ڈالے ہو لیکن  
 ہر روز شام کے وقت تحریر اقلیدس کا شغل باہنیت کلبیان حکمت کی گفتگو یا منطق کی بحث یا شعر کا  
 مذاکرہ ہمیشہ اوسکی صحبت میں رہتا تھا اور جو اوقات کہ اکثر بادشاہ حرم سرا میں مستور اس کے  
 ساتھ کاٹتے ہیں اون وقتوں میں کان ہی فرنگی اور خانی عالموں کی صحبت میں بیٹھا رہتا تھا  
 یا حصول علوم کرتا یا تالیف و تصنیف میں مشغول ہوتا تھا اور حال پر گوئی کا چھ تھا کہ سوئے  
 سے زیادہ اوسکا کلام ہی اور خانی زبان کی پہلی لغت تیس جلدوں میں اور حکما کے تیداؤ  
 مضامین ایک ایک جلد میں سب فقور کے اہتمام میں چھپیں اور اگرچہ حق ہی کہ بادشاہوں اور  
 امرا کی تصنیفوں میں حکما مؤیدہ حال اور شعراء بے زرد اقبال کا بہت دخل رہتا ہی اور  
 اس حجت سے کچھ شک نہیں کہ اس فقور نے ہی تصنیف و تالیف کے مار میں اور دن کا کام لیا

اور اپنا نام کیا لیکن اتنا تحقیق ہی کہ شاعری اور منشی گری میں اوسکو آمد اور غور و تلاش کی وقت گوارا تھی اس سبب اتنا کچھ جو کیا تعجب نہیں ہی چنانچہ ایک فقرہ اس وقت یاد آیا کہ اوسکا ترجمہ بھی ہی کہ تمام خلایق کو اپنے سے راضی کوئی بادشاہ نہیں رکھ سکتا بلکہ خدا تعالیٰ کو اس میں مجبور ہی ہی کیونکہ جب باران رحمت سے نعمت برستی ہی تو جس مقدار سے پیاروں کے رہنے و دل خوش رہتے اور اس سے موافق جانتے ہیں میدان کے ہشتادو سے سیلاب سمجھتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں اور جب ان کی مرضی کے موافق پانی برستا ہی کو ہستانی اساک باران بھالان ہوتے ہیں پس جب کہ پروردگار سب کو خوش کنی سے ناچار ہی تو ادنیٰ سے ایک آدمی کی کیا حقیقت ہی کہ وہاں شکایت اس کے حق میں نہ کیلے عرض اس طرح کے لطیفے اور فقرے فقہور کی تصانیف میں ہی ہیں اور ادنیٰ اوسکی طبیعت اور رسائی ذہن کے ہیں سو ان باتوں کی نفور کا قاعدہ تھا کہ دو سو تیس سال ہر صوبے میں جاتا تھا اور پر گئے پر گئے کے کاغذات کو خود ملاحظہ کرتا تھا اور حکام کے ساتھ ہوؤں کو داد دیتا تھا اور اس کے سوا جب ناراضی نہیں رہتا تو کوئی امر ادنیٰ سے ادنیٰ نہ تھا جسکی تجویز و تدارک اپنی ذات سے متعلق نہیں رکھتا تھا انہیں سفرون میں سے ایک دفعہ کی بھیہ نقل ہی کہ فقہور چند آدمیوں کو لیے گھوڑے پر سیدھی سادی وضع سے چلا جاتا تھا کہ ایک بوڑھا راہ کے کنارے پر بیٹھا رو رہا تھا فقہور نے پوچھا کہ امی پیرم دکیوں گریہ کرتا ہی اوس نے بی بی سچا نے جواب دیا کہ اے درویش میری آنسو کا حال کیا پوچھتا ہی میری ایک بیٹا ہی جوان اکھون کی روشنی اور اس ضعیفی کا عصا ہی اوسکو اس صوفے کے ناظم نے زبردستی اپنے پاس لوکروں میں داخل کیا ہی نہ اوس یہاں آنے نہ مجھے وہاں جاتا ہی بھیہ سکر فقہور نے اوسے کھا کہ آئیں بیچھے زمین پر بیٹھ لے اور وہ ملعون جہاں ہوتا ہی اوسکا گھر تباد دے دیکھیں تو سہی چلے کہ میرے کہنے سے تیرے لڑکے کو چھوڑ دیتا ہی یا نہیں وہ غمزدہ سوار ہو کر فقہور کے ساتھ روانہ ہوا فقیر نظامت

میں یونہی چکر فقور نے ناظم کو طلب کیا اور جو زمین اوس نے بادشاہ کو دیکھا سرینچے کی چپکا  
 رہا غرض جب وہ لڑکا اندر سے آیا اور فقور نے دیکھا کہ حقیقت میں ناظم کا قصور تھا اپنے  
 ہاتھ سے فوراً اوسکا سر کاٹ ڈالا اور بوٹے ہی کھا کہ میں اس ظلم کے عوض تجھے صوبداری  
 کا عہدہ دیتا ہوں خبردار رہنا کہ کوئی قصور تجھ سے ایسا نہ صادر ہو کہ ایسی ہی سزا تو پاوے  
 خدا کے قوانین فوجداری میں ۸۹ قانون بھی ہے کہ بوٹے اندھے لنگڑے بولے لاچار جنگا  
 نہ کوئی اپنا کچا نہ ہی اور نہ استطاعت خود رکھتے ہیں انکی خوراک و پوشاک اور ہر طرح کی  
 پرورش سرکار سے متعلق کی جاوے اور اگر ایسے کسی شخص کی درخواست کی طرف حاکم کم تھی  
 کر کیا باش کے ضرب سبزا پادیکھا غرض اس کے مطابق ہمیشہ عمل میں آتا تھا لیکن سنہ ۱۶۸۷ عیسوی  
 اس فقور باشور نے حکم اسکی اصلاح میں بھی جاری کیا کہ ستر برس کے آدمی کو خوراک و پوشاک  
 موافق دستور کے ملے لیکن اسی برس فالون کو علاوہ اس کے ایک تھان ریشم اور کئی من چاول  
 او گوشت اور چار پن سیری وئی ملی اور نوے برس کی زیادہ عمر والون کو تاحین حیات اسکا  
 دوا دیا جاوے چنانچہ مطابق اس کے شمار کیا گیا کہ تمام صوبجات مملکت میں ایک لاکھ چوراسی ہزار  
 چھیاسی آدمی ستر برس اور ایک لاکھ اوہتر ہزار آٹھ سو پچاس آدمی ستر برس کے اور دس ہزار  
 آدمی نوے برس کے اور اکیس آدمی سو برس کے اس فقور کے وقت میں پرورش ہوئے  
 غرض باوصف اس کرم و رحم کے جو کان ہی نے اپنے جلوس کے ستائیسویں برس سے شروع  
 کیا اور دستور قدیم کو اس خوبی کے ساتھ اصلاح دیکر زینت بخشی جب سنہ ۱۷۲۷ میں اسکو  
 ساٹھ برس تحت پر بیٹھے ہوئے فقور بنے پائے تحت اور اطراف کے بوڑھوں کی دعوت  
 ایک وزر سہو کو کی اور سب کے کہانے پینے کا ہنم خود رہا اور انعام و اکرام دیکر رخصت کیا  
 غرض چونکہ اس کے پوتے کین لنگ نے ویسی ہی دعوت کی ہتی او اسکا نوکر وہین ستر  
 ہی اس واسطے او سکا شہوار احوال اوس مقام پر ملاحظہ کرنا چاہتے تھے کہ پوتے نے اس  
 میں ادائیگی پڑی ہر طرح سے آرائش مجلس وغیرہ میں کی تھی اسی سال میں سیہ سالار کی غرض سے



خبر ملی کہ قلماء تاتار جنہوں نے تبت بزرگ میں یورش کر کے لانا گرو کے مال اور  
 خزانے کو لوٹ لیا اور اوس طبقی کو بالکل برباد کیا تھا اونکو ایسی شکستیں متواتر ملیں تھیں  
 کہ اونکے ہاتھ سے ملک مقبوضہ چین جانے کے علاوہ اوس قوم میں ایذا رسانی کی طاقت  
 باقی نہیں رہی تھی غرض تبت سرکار ختا کا باجگزار اوس سال سے آج تک ہی دوسرے  
 برس یعنی آخر سنہ ۱۹۲۲ء میں مغفور کو اپنے وطن یعنی ملک مانچو تاتار میں جانے کا اتفاق  
 ہوا اور وہاں پر جب وقت شمال کی مرطوب ہوا سے بڑوت ملاح میں اس قدر سہائی کہ  
 تمام اوویہ اور تدیر اطبا بر غالب ہی اور منیام اجل کالے آئی کسی روز قبل مرگ کے مغفور  
 نے اپنے بیٹے نینگ چینگ کو جانشین مقرر کیا اور تخت پر وہی بیٹھا قبلا خان کے سواکان  
 کے برابر کوئی مغفور مدبر اور بہادر اور عالم اور عادل نہیں ہوا اور اوسکی عادات اور حرکات  
 سے بھی ظاہر تھا کہ اس دل و دماغ کا آدمی دنیا میں کم ہوتا ہی اور جب آتا ہی ایک عالم کو  
 زیر و زبر کرتا ہی باپ کا جو نہیں انتقال ہوا نینگ چینگ نے کسی ایک عیسائی پادری  
 کے سوا سب عیسائیوں کو مملکت سے نکال دیا اور اون لوگوں کے جانے سے علم کی زبردستی  
 دن بدن کم ہوئی اس لیے کہ ریاضی کے اصول اور فروع میں جو خامی علما ختا کی تھی  
 اور پادریوں کے رہنے سے مٹی جاتی تھی وہ موقوف ہوئی دوسرے جگہ کہ فرنگستان  
 کی مٹی ایجا دین پادریوں کے وسیلے سے ختامین راج پاتی تھیں اور انہیں لوگوں سے  
 اون چیزوں کے نیگے دریافت ہوتے تھے اور کاریگر نقل بناتے تھے جیسے سباز  
 موقوف ہو میں مورخوں نے پادریوں کی اور خشکی ہونے کا دوسبب لکھا ہی ایک تھے  
 کہ خاندان مغفور میں سے کئی شخصوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا دوسرے جگہ  
 علما ختا کی بزرگی چونکہ اون ہوشیاروں کے رہنے اور برابری بحث کرنے سے کم ہو گئی تھی  
 اس سبب سے پادریوں کے زیادہ تروے دشمن تھے لیکن کان ہی کے جیسے ہی  
 کچھ کر نہیں سکتے تھے غرض اوسے مرستہ ہی نینگ چینگ کوں نے فرنگستانوں

انکی طرف سے ایسا بد کیا اور اس قدر ڈرایا اور بکایا کہ سب کو اوس نے ملک سے نکال دیا اور چا  
 کو پاس تخت میں اس لحاظ سے رکھا کہ تقویم کی درستی اور کسوف و خسوف کے حساب کی  
 صحت جو ان سے ہوتی تھی ختائی ہیئت دانوں سے ناممکن تھی سوا اسکے طبیب کامل  
 بھیہ لوگ تھے اور باوجود کئی علاج کے جس میں سیمانی اور منوں کی ہتی سنہ ۶۹۲ میں  
 کان ہی کو ایسی تپ آئی کہ تمام ختائی طبیبوں نے کنار کیا اور بہرہ و ساؤ کے بیچے کا  
 کسکو نہا اور وقت پادری گریسون صاحب گنٹین سے اچھا کیا اور رتبہ اون بزرگ  
 کا آگے سے بہت زیادہ ہوا الغرض نیک چینگ کی بی و قونی کی وہی ایک حرکت کہ جو  
 شروع جلوس میں اوسنے کی تھی والا تدبیر ملک اور رعایا پر ورعی میں کوئی بات ایسی اوس  
 سرزد نہیں ہوئی جس سے بدنام ہوا اور کم عقل باطل کہلایا ہوا و سکی ملین ہی کہ ایک دفعہ  
 جب چمکی اور ساٹانگ اور ہونان کے قیون صوبوں میں محط ہوا فقور نے مانگداری  
 اوس سال کی معاف کردی اور دوسری ماب عقل اور قدر دانی کی اوس بھیہ ہوئی کہ ہر  
 شہر پر فرمان گیا کہ اپنے اپنے نقشے میں جتنے خا پرست اور نیک طوار و خوش کردار لوگ  
 نکلیں سب کسب پامی تخت میں بھیج دیئے جاوین تاکہ انکی دعوتیں ہووین اور سرکار  
 انعام پادین اوسکی رواج پانی سے اکثر لوگ جو آگے بد و ضعی کی بدنامی سی ڈرتے نہ تھے  
 ظاہر انکی اختیار کرنے لگے تاکہ بادشاہ کے منظور نظر ہووین اور بجلنسیت کی جزا ہاتھوں  
 ہاتھ پادین علی نہ القیاس کشت کاری کو ترقی دینے کے لیے انعام اوس کشتکار  
 لیے مقرر کیا گیا کہ جس نے خراب زمین کو آباد کیا ہو یا شقت یا جد و جہد سے اپنے  
 کہیت کا حاصل بڑھایا ہو ایک قانون اس طرح کا اوس نے جاری کیا کہ سرکار کے عہدہ دار  
 سب کی سرگرمی اور جستی اور راستی یا کاہلی و برائی کی خبر ہر ناظم اور حاکم کی ماہوار سی اطلاع  
 میں دی جاوے تاکہ نیک کو جزا اور بد کو سزا دیئے جائے حالانکہ اس قانون سے اکثر ایسا ہوا کہ لوگوں نے اپنے  
 دشمنوں سے عوض لیا اور دوستوں کا پاس کیا لیکن بھیہ برائی قانون کی کچھ نہ تھی فقط اون کھرمون

کی بدذاتی جنوں نے خاوند کی بہتری پر اپنے دل کی خواہش کو مقدم کیا اور جو شخص کو  
 بیجا بادشاہ بگیم بہت سلیقہ شعار و خیر و دار عالی وقار اور رحم و کرم اور داد و بخش کی غرض  
 اور عقل و دانش کی معدن تھی اور اغلب ہی کہ غفور نے اکثر قوانین مستحسن اور عورت نیک سیرت  
 کی صلاح سے اجرا کیوں غرض اپنے نام سے بادشاہ بگیم نے دو قانون نکالی ایک یہ کہ جو بیوہ بیوہ  
 کے نام پر بیٹھے ہے اور دوسرا نکاح نہ کرے اور یہ فعل شو و تو سرکار سے اسکی پرورش کے  
 لیے وظیفہ قابل حیثیت کے اور دوسرا قانون یہ تھا کہ ستر برس کے سن سے زیادہ جو عورتیں ملک  
 میں ہو وین اونکے لیے وجہ گزران مقرر کی جاوے تا آخر عمر کو ٹنڈے جی سی وی کاٹیں اور  
 دم واپسین تک عادیوں سنہ ۷۳۷ء میں صوبہ بھلی میں رزلہ اس شہر سے ہوا کہ ہزاروں آدمی ہزاروں  
 کے پیچھے دے مر گئے اور عمارتیں لی شہر گر پڑیں غرض غفور نے مبالغہ کثیر خرچ کیا اور جب جس  
 نقصان ہوا تھا عوض کر دیا اور جب کا شوہر اس سانچی میں گذر گیا اسکی بیوہ کے لیے وظیفہ  
 مقرر ہوا اور اوسط طرح تمام یتیموں اور سکیوں کی خبر اس غریب پرور کی اور حتی الامکان ہر آ  
 کو تسکین دی یہ رحم اور کرم فقط رعیت کے واسطے تھا لیکن اپنے بھائیوں کا ایسا دشمن تھا کہ  
 کوئی کسی غیر کا بھی کم ہوتا ہی چنانچہ اپنے تیرہ بھائیوں پر بڑا ظلم اوسے کیا اور بلا واسطہ  
 اونیہیں لٹا اور مارا اور بعض کو قتل اور بعض کو خارج البلاد کیا اور یہ ایک فطرت خلقت انسان  
 کی سرشت یہی ہے کہ ایک ہی شخص کے مزاج میں ظلم اور عدل یا اسکا بے اصراف یا خلق و بی مروتی  
 کا ساتھ رہتا ہی اور کبھی ایک اور کبھی دوسری رگ زور کرتی ہی اور ایسی نیرنگی دیکھاتی  
 ہی کہ اسی شخص کی ایک حرکت فرشتے کی اور دوسری شیطان کی معلوم ہوتی ہی اقصہ  
 سنہ ۷۳۶ء میں غفور نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا کین گنگ قائم مقام ہوا جس وقت یہ  
 غفور تخت پر بیٹھا باپ کے کھالے ہوئی شہزادوں کو اوسے سچپن میں پر بلوایا اور اس طرح ان  
 مظلوموں کے ساتھ پیش آیا کہ گذشتہ ایام غم و سوگم کا اون لوگوں کی یاد سے جاتا رہا خاص عام  
 کو غفور کی شفقت اور دردا قربانیت پسند ہوا کیونکہ اون بچاؤ کے حال پر سب کو افسوس کی

تھا اور نیک جنگ کا ظلم نالینہ اور موجب گزند تھا حالانکہ کین ٹنگ کے باپ کی ایسی ہی سبب  
ریاست تھی لیکن بوسے اور فساد کی نمائش کہیں پر پہنچی اور ظاہر اس قوم قلاق تانار کے  
ساتھ صلح رہنے کا ہی تھا کہ اگرچہ وکروڑ اور اور کینہ ور تھے اور قابو پاسے تو تیار پر یورش  
کرتے لیکن نیک جنگ نے اپنے اور اونکے ملک کے درمیان لشکر قاہرہ نگہبان کہا تھا  
سوا اسکے مغفور نے اون لوگوں کے خانگی قتلوں میں ہاتھ نہ ڈالا اور نہ اپنے طرف سے ہی کوئی  
بات ایسی کی کہ موجب اونکے مال کا اور سبب تکرار یا جواب و سوال کا ہو لیکن کین ٹنگ  
کو لڑائی اوشیح میں نام نہ کمانے کا شوق تھا اس لحاظ سے جب قلاق تانار کے ایک سردار  
امور سنانے آن کر مغفور کے پاس نالیش کی کہ دوسرے سردار نے اس کے میراث چھین لی تھی  
کین ٹنگ نے فوج قاہرہ اس کے ساتھ بھیج کر غاصب کے قبضے سے ملک چھین کر اس کے حوالہ کیا  
عنان حکومت مغفور کے ہاتھ میں رہی یہ بات امور سنانا کو ناگوار معلوم ہوئی اور چھین  
حتائی لشکر اس میں سے روانہ ہوا اور موقع اس نے پایا مغفور کے باقی آدمیوں کو نکال دیا  
اور اختیار اپنے ہاتھ میں لیا مغفور اس خبر سے پر قہر ہوا اور دوسرا لشکر بھیج کر شہر ایل تھر  
ملک قلاق کو چھین لیا اور امور سنانا کو ملک سے نکال دیا وہ پہلے اپنی قوم کے بعض سرداروں  
پاس پناہ کے لیے گیا لیکن دفا کے خوف آخر روس کی مملکت میں جا رہا شہر ایل کی  
فتح کے بعد ختائی سپہ سالار اور سردار سب اس سمجھ کر غافل رہنے لگے اور کرغز اور قزاق  
اور تورق اور گوبارہ و قبائل تانار کے دل میں جو بغض تھا اس سے بے آگاہ نہ تھے جن  
اک ہی دفعہ ان چاروں قبائل نے ختائی لشکر کو گھیر لیا اور رسد بند کر دی اور ہر طرح سے  
آناٹنگ کیا کہ اگر دوسری فوج مدد کو جلدی نہ پونہتی تو یہ محاصرہ میں مار جاتی اور ایک سپاہ  
کی خبر نہ ملتی غرض جب دنوں ختائی فوجیں اس طرح سے ساتھ ہوئیں تو چند روز میں بقول  
ختایوں کے دس لاکھ قلاق کی لاشیں ڈھیر کی گئیں اور یہیہ شقام مغفور نے لیا کہ قلاقوں میں  
سرکش باقی نہ رہا اور انکا تمام ملک ختائی تحت میں آ گیا بخاری کے دو مسلمان سرداروں کی میراث اس

ملک کے بادشاہ نے چہین لی تھی لیکن جب مغفور نے بزورِ شمشیر اور کھاتق دلوادیا اون یوفاؤ  
 نے بلو کیا اور امور ساما کی طرح خانیوں سے پیش آئے غرض مقابلے کے وقت ہے اور ہندوستان  
 کی طرف بہا گمراہ مین گھیرے اور مار گئی اور ان کی مملکت ختائین داخل ہوئی اوسے پامین  
 دوسری فوج ختا کی کاشغر کے تاتار پر غالب آئی اور ان کی سلطنت بھی چہن گئی ان فوجوں کی  
 خبر حنور مین پونہنے سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ سپہ سالار میدان جنگ سے جو پہر تو مغفور کے  
 حکم سے دولت سرا کی شیر مہیون تک گھوڑے پر آئی اور مغفور ساتھ اعیان اور ارکان ریاست کے  
 آئے اور انکو گھوڑوں سے اتار کے قصر شاہی مین لے گئی اور اپنے ہاتھوں سے ضیافت کھلائی اور  
 سارے شہر مین روشنی ہوئی اور آتش بازی چھوٹی سنہ ۷۶۷ھ مین شاہ برہان کوئی وجہ لڑائی کی  
 مغفور نکالی تب فوج ختا کی اوس طرف روانہ ہوئی لیکن برہان نے کین گاہ مین گھیر کر لسیا  
 شب خون مارا کہ بجز چند سپاہ کوئی ختائین پہر نہ آیا غرض جب اون لوگوں کے حال معلوم ہوا  
 مغفور دوسرا لشکر روانہ کیا اور سپہ سالار کوئی سردار بجا در اور مدبر اوس فوج کو لیکر گیا لیکن جنگ کی  
 تپاں شدت سے فوج کے بچ مین نمود ہوئی کہ ادھی سپاہ زیادہ زیر زمین گئی اگر چہ اس سے  
 مجبور ہو کر کوئی پہر کیا لیکن اوس پہر بھی عہد پیمان اس بند و بست کا شاہ برہان سے کہ اوس کا سفیر  
 بیچین مین آیا اور اپنے آقا کی مہر عہد نامے مین کی اس مہم کے نتیجے سے مغفور کو بڑا فخر  
 ہوا لیکن ساتھ ہی اوس کے ایک مرالیا وقوع مین آیا کہ رنج خوشی سے مبدل ہو گیا خیا چہ جب  
 قلات تاتار کا ملک ہاتھ آیا اوس قوم کا ایک قبیلہ اوس کی مملکت مین جا بسا تا غرض سنہ ۷۷۱ھ  
 مین واپس وطن مین پہر آئی اور مغفور کی تابعدار کہلانی اور ہر چند روسیوں نے قصد انکو روکے  
 اور اپنی ریاست سے نجات دینے کا کیا اور مغفور کو بھی ہم کیا لیکن اون لوگوں نے مانا اور کین لنگ  
 کچھ سنا اور اوس قبیلے کی سرداروں کے ساتھ بہت احترام سے دربار عام مین پیش آیا صوبہ سی چوین  
 مین ایام قدیم سے چند قبیلے ایک قوم تبتی کے سنگی مکانات اور سنگ ہی کے قلعے اور شہر بنا  
 کے ہزاروں درمیان مین رہتے تھے خانوہ دینگ صلی مغفور وں باجگزار رہتے اور حیلانچ

تاتا رکا دور ہوانے لڑے بھر سکے اور نئے تابعدار ہوئے غرض کین لنگ کے وقت میں اتھا  
 ایسا ہوا کہ اس قوم کے دوسرا دن میں قصہ کی بنا ہوئی اور ایک کو جو شکست ملی فتنہ کی پائے  
 فریاد کی اور اوہر سے ایک فوج مدد کو گئی لیکن کوہستانیوں نے خانیوں کو ایسی شکست دی تو  
 اس طرح سے فوج کو کاٹ کوٹ کھا کر دیا کہ ایک شخص کا پتہ نہ ملا یہ سن کر دوسرا لشکر شاہنشاہ فی ہجرا  
 غرض پہلی فوج کا جو احوال ہوا تھا اسکی ضرب قریب و نکاہی حال ہوا آخر کو کین لنگ نے اپنے سارے  
 توکانگ کو پیغام صلح کا دیکر روانہ کیا غرض اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خانیوں کو بزدل اور کمزور سمجھا کر  
 لوگوں نے باج دینا موقوف کیا اور سہ ۵۸ء میں یورشون کی ایسی بنا اوہوں نے ڈالی کہ اپنا کین لنگ  
 سے چودہ برس تک خوب لیا آخر کوئی وہی سپہ سالار جہاڑیہ گیا اور اس نے تیرے معقول سے کشن  
 سردار کو گرفتار کر کے پچپن میں داخل کیا اور شاہنشاہ فی اپنی نامنی اسوڑی جان کند سے ہلاک کر دیا اور  
 کین لنگ کو ہمیشہ شوق یہ تھا کہ جب کوئی مجرم جرم عظیم میں گرفتار ہو کر آتا تھا تو اپنے دربار  
 بدبخت کو صیحت کے ساتھ مروا ڈالتا اور جیسے خفا ہوتا تھا اسکا خدای حافظ تھا غرض اس سنگدلی  
 نتیجہ آخر کو اس طرح پہلو میں آیا کہ نان وی اور وان لنگ و خانیوں نے اس کے ساتھ بیٹھ کر  
 ایک جگہ جمع کیا کہ بارہنہار کا ایک سنگین لشکر تیار ہوا اور دفعہ جو نشان بلوی کا اور اسونیک کے کام  
 سے کچھ بن نہ پڑا اور شہر چین کروان لنگ نے اپنے کو فتنہ قرار دیا غرض ایسا سفلہ تھا کہ باج و رشوت  
 اوقات کاٹنے لگا اور یہ نہ سمجھا کہ ملک گیر ہی ہوتے ہیں جو چنی چبا کے لڑتے ہیں اور تپا کر  
 لوٹا دیتے ہیں جو عیش طلب ہوتے ہیں آخر تاتاری کی فوج اسکی حالت غفلت میں آن پونچی اور شکست  
 کا مل جو وان لنگ کو ملی خود کشی اوس کی اور اسکا ساتھی نان وی گرفتار ہوا اور در اخلانہ  
 کی طرف بھیج دیا گیا اور کین لنگ نے اسکو اور چند باندیشوں کو ایک ہی دفعہ کمال اذیت سے ڈالا  
 فتنہ کا اقبال زبردست تھا کہ کسی اتفاق سے وہ موافق معمول کے کشاکش کو واپس نہیں گیا والا باخینوں نے  
 بند و بست اوس کے اسیر کر لینے کا کیا تھا اور نہ آدمی چھوڑا ورنہ ناز کو کین گاہ میں بٹھایا تھا اگر فتنہ  
 میدان میں نکلتا تو بے شک گرفتار ہوتا بلکہ جان مارا جاتا جب وہ چین تل گیا نہ آدمی کی حالتی ہوئی



ہزار طرف پہیلی اور غفور کو فوراً خبر ہوئی اور اسی کو موقع معقول سمجھ کے عیسائیوں کے دشمنوں  
 فریب لیکر اون پچارون کو خواہ مخواہ اوس بلوی کی صلاح سے بدنام کیا اور غفور کے تحقیقات کے  
 اور ثبوت کے فقط مسندوں کے کئے پر اوس قوم کی ساتھ دشمنی کی طرح پیش آیا اور ہر جو نہیں قتل ہوا  
 دوسری طرف شروع ہوا اور ایک قوم ختائی جو کنول گئے کی قوم کہلاتی ہی ستھ لہو  
 ہوئی اور اس بلوی کے محرک نے جو بیٹھی لاوی کی لیکن اپنی قوم کے سوا اوسکی پشت پر کوئی نہ تھا  
 اس لیے مراد اون کی نہ آئی وہ مارا گیا اور اوسکی وجودن کی لاشیں اوس کے دونوں بھائی میں  
 میدان جنگ میں ملین غرض اون دونوں نے یوں ایسی جراتیں کیں تھیں کہ بڑی بڑیاور سپاہیوں  
 اقرار کیا کہ اپنے ہوش بہرین اوس کے مقابل کسی شخص کو کم دیکھا اور اوسکی سپاہ بکری کا حال نہ غفور  
 کو اون دونوں کی صوت دیکھنے کا ایسا شوق ہوا کہ اون کا سر کاٹ کے دارالامارہ میں آیا اور  
 خاص عام بھرت دیکھا کہ اس نزاکت کے ساتھ اتنی مضبوطی کیونکر شامل تھی غرض اس بات کو  
 اونہیں سوچنا تھا کہ یہاں درسی قوت سوج پر موقوف ہی اور ہاتھ پاؤں گوشت ہڈی وہ چھوڑ  
 نہیں ہی ورنہ طاقت جسمانی پر اوس کا وجود قائم ہی کیونکہ کون ایسا ہی کہ جسے کسی سنگ آدمی  
 کو کسی مٹھی کی سامنی سے نوک دم ہاگتے نہ دیکھا ہو کہیں لنگ نے باپ و ردا کی طرح انہا بھی  
 طریق رکھا کہ ملک کے صوبوں اور پرکنوں میں اکثر وہ جاتا تھا اور مظلوموں کی فریاد کو خود پوچھا  
 تھا اور اس طرح پڑنا تھیں کے ناظم پر ظلم جو ثابت ہوا غفور نے اوس کو قتل کیا اسی صین میں  
 لا مارو کے دیکھنے کا شوق جو اوسے ہوا بہت کرو فراد و رخدم و حشم کے ساتھ وہ شخص  
 پیچپن میں آیا لیکن عجب طرح کی ایشیائی بودہیوں کو ہوئی جب تیلامین اوسکی موت دارالامارہ  
 میں ہوئی اور اون لوگوں کے فقروں کا عقدہ کھلا اور خاص عام پر ثابت ہوا کہ اوس شخص  
 کو بقانہ تھی اور بنی آدم کے فنا اوس کے حصے میں ہی وترسی تھی جو نہیں لا مارو نے  
 انتقال کیا مسندوں نسبت میں فساد اوٹھایا اور بلوے کا حاصل بھی ہوا کہ تبتیوں کی بھی  
 سرخوردگی معدوم ہو گئی وہ حصہ بخارا کا جو صوبہ کیا لگ سی کی تحت میں آیا تھا اوس میں حید قبائل

ترکی اور علقا تاتار کے ٹلی جلتے رہتے تھے اور دوقرقہ ایک سفید کلاہ والے یعنی آق باشی اور  
دوسرے سرخ کلاہ والے یعنی قرل باشی رہتے تھے اتفاق ایسا ہوا کہ آپس ہی میں دو بگڑے اور  
جنگِ جہل پر موجود ہو اور مذہب ہی کا سبب تھا کہ یہ مقدمہ پہلا کیونکہ ایک نے دوسری کے طریق  
کو نادرست ٹھہرایا اور آق باشی نے جو سنی تھے قرل باشیوں کو اپنے طور پر لانی کا قصد کیا اور شیخ  
شیخون نے تبر کیا اور شیخون نے اوشین رضی کیا اور اوشون نے خارجی ٹھہرایا اور لوگوں کا  
ٹپنگ و ٹیکر صوبہ دار کیا نگ سے نہایت خفا ہوا اور کہلا بھیجا کہ تم دونوں عجب ہو قوف ہو کہ باوجود  
ایک مذہب و راست محمد ہونے کے ادنیٰ سے امر لے جو تمہارا اصل دین سے کچھ متعلق نہیں  
کیونکہ تمہارا کیا بگڑا ہی کہ علی کو لوگوں نے چند روز تحتِ خلافت محروم رکھا آپس میں سرکٹل کر لی  
ہو پس اگر تم لوگ آپس کی خونریزی سے دست کش نہیں ہو گے تو میں سب کو مملکت سے نکال دوں گا اس  
دہلی سے قرل باشی قصہ سے باز آئے لیکن آق باشیوں نے کچھ خیال نہ کیا اسی سبب صوبہ دار نے  
اوس قوم کے دس ہزار آدمی کو خارج البلاد کیا اور جو دیانے بیزار رکھے تو مسلمان تاتار کو غیب  
دینے لگے اور خانیوں کو کفار قرار دیکر قصدِ یورش اور انتقام کو جہاد ٹھہرایا اور ستر  
لاکھ آدمی دستِ پیشہ ہوئے غرض حاکم بیک ایک سردار اوس مسلمان امیر کو گرفتار کر لیا جو  
باغیوں کا سپہ سالار ہوا لا تھا باوجود اس طرح پر پہلے ہی قدم پر ٹھوکر کھانے کے آق باشیوں  
نے صوبہ کیا نگ سے پرتاخت کی اور چند پلٹینیں سرکار کی جو مقلاتے میں آئیں شکست کھا کر  
بھاگیں لیکن جب خبر ہوئی کہ اب کوئی سپہ سالار جہاد فوج قہار لیے اونکی طرف تاتاری آ رہی ہے  
قدم ہٹایا اور سنگین قلعے میں پناہ لی غرض جب یہاں پر خانی سردار یونچا اور الیاستدید  
محاصرہ کر بیٹھا کہ اب دانہ اور لوگوں کا بالکل بند ہو اتب مسلمانوں نے اپنے لشکر کی تمام  
مستورات اور لاکھوں کو مار ڈالا تاکہ غلہ چند روز اور بھی کفاف کرے لیکن کوئی نہ ملتا  
ایسے حلی کیے کہ خانی سب قلعوں کی دیواروں کے پار ہو گئے اور قتل عام کرنے لگے اور اوس  
سپہ سالار خونخوار نے بجز چند سرداروں کے جنکو غور کے ہاتھ سزایانے کی لیے پھینچ دیا اور سب بے جا

باقی ایک مفتض کو زندہ بچھڑا بلکہ شہنشاہ نے حکم دیا کہ صوبہ کیا گیا سی مین کوئی مسلمان  
 نپدرہ برس سے زیادہ سن کا باقی نہ رہے اور فرمان کے مطابق کوئی عمل مین لایا پیچھے ساتھ  
 سنہ ۸۴۷ مین ہوا اور چونکہ سال بھر کے بعد یعنی سنہ ۸۵۷ مین مفتض کے جلوس کا  
 پچاسواں برس ہونے والا تھا اسی وقت سے ہر صوبہ اور سرشہر کے نظام اور حکام پر حکم جاری  
 کیا گیا کہ ان کی تحت حکومت مین جتنے لوگ سال خوردہ جلیل القدر ہو وین سب کو سواری اور  
 سفر کا خرچ مطابق حیثیت کے دیکر دارالامارۃ کی طرف روانہ کریں اور تاکہ تمام اہل کارار بابت  
 وقلم ادنیٰ سے اعلیٰ تک کو انعام و اکرام دیا جاوے اور زیادہ حیثیت کے طلبا کو نوکری ملے اور  
 بندی خانوں کے قیدیوں مین کم تصور والوں کو مخلصی اور مجرم جرم کبیرہ کی سزاؤں مین تخفیف  
 کی جاوے نہایت ہر فرد کی حقیقت سال کی طلب کی گئی اور تمام رعایا کا خزانہ ایک برس کا معاش  
 کیا گیا العرض جب فرمان جاری ہوا خاص عام کا دل شاد ہوا اور بوڑھوں کا سارا دودھ  
 دور ہو گیا جدھر دیکھیے یہ سب خوش و لباش تھے گویا حاجت ہاتھ کے عصا اور انکھوں کے  
 چشمے اور غیر کے سہار کی نہ رہی یہاں تک کہ جوانوں کو پیر نو سالہ سے رشک ہوا آخر چوبیس  
 ماہ فروری سنہ ۸۵۷ مین کو روز جمعہ آیا اور سب بوڑھوں تین ہزار کو جو سب سے سید  
 تھے رقبہ نوید مفتض کا دستخطی دیا گیا اور قصر شہنشاہی مین سب جمع ہو آٹھ بجے حضرت شہنشاہ  
 دربار عام سے فراغت کر کے ایک بڑے سفید سنگ مرمر بنے ہوئے تخت مرصع پر جلوہ فرور ہو اور چو  
 لوگوں کی طلبی ہوئی قطار قطار سے موافق رتبے کے میزوں کے گرد بیٹھے لوگ بیٹھے اور ہاتھ  
 پر چوب پڑھتی دروازی چاروں طرف کے کھلے اور دسترخوان پر ہزاروں قاب کھانے کے خے گئے  
 اور مفتض کے خاصے کی شراہوں پہلے بلب کی گئے اور حضرت کے بیٹے اور پوتے اور خاص اقبال  
 خدمت گاروں کے ہر شخص کی رکابی مین کھانا دیتے اور انواع طرح سے دجھانیاں کرتے پہرتے تھے  
 اور مفتض کی توجہ سب کے حال تو تھی ہی لیکن کسی شخص کو جو خاص اپنے ساتھ ایک ہی میز پر بیٹھے تھے  
 اونہیں حضرت نے اپنے دست مبارک سے کھلایا اور پلایا غرض جب سب قسم کے کباب و رشک و او

سالن اور رومی اور مربے میوے وغیرہ تمام ہوئے اور کسی اکول کی ہی سیر ہوئے کمر  
 باقی نہ رہی سترخان اوٹھا اور بھانڈا اور نفال اور گویے سب آویا بچن کو ہنسنا ہنسا کر گیا  
 ہنسنے لگا ایک بھوک ڈالائی اور پیری کے انکار کے بچے اٹارٹاے جب و رخصت کی گئی فقور نے  
 ہر شخص کو ایک ایک کر کے مایں بلایا اور ہر کسی کا پیالہ اپنے ہاتھ سے بہر و عادی کے اس کے ساتھ  
 سبھوں کی باری ہو جانے فقور نے استراحت کر لیا حکم دہین دیکر رخصت کی او وہ محل میں  
 گئے ایدہ انعام بٹنے لگے اور ہر شخص موافق حیثیت کی سیم وزرا اور کھواب اور رشیم کے تہان پر  
 رخصت کیا گیا تو ارلامارہ مین تین ہزار روڑ ہون کو جو ہر شہر کے خواص سے تھی فقور نے اپنے ساتھ  
 کو ملایا اور اسی وضع سے اسی در معہود پر نظام اور حکام اپنے اپنے دسترخوان میں اون لوڑ ہون  
 کی دعوت کی جو کہ بچپن میں طلب نہیں ہو تھی اور اون لوگون میں سی ساٹھ برس والون کو چار  
 عمدہ چاول اور ایک تھان سوئی کپڑا اور پیرشتا دس سالہ کو آٹھ من چاول اور دو تھان کپڑا اور پیر  
 والون کو چوبیس من چاول اور دو تھان رشیم ایک موٹا اور ایک باریک ورسو برس والون کو چار  
 من چاول اور دو تھان باریک رشیم کی عنایت ہوئی سو اس کے جمیع رعایا کو ایک ایک برس کا خراج  
 معاف کیا گیا اور فقور پین کی رعایا پروری اور بہانی سے غیا نوازی اسی ایک بات سے  
 ایسی ظاہر ہوئی کہ اگر اسی تیار خیمین صد ہا دلیلیں انہیں صفتوں کی نہو تین تو یہی ایک کافی تھی  
 فقور کاں ہی نے اپنے جلوس کی ساٹھویں سالگرہ میں ایسی ہی دعوت کی تھی اور ایسا  
 اس دستور کا اوسی پر شعور سے ہی اور کہین لنگ نداد کی پیری ہر امر و نہی میں کی تبعہ  
 کئی برس تک چاروں طرف امن ہا لیکن جب باچین کا تخت کسی بہادر مستمت آگیا بادشاہ  
 ملک سے چھین لیا اور وہ فقور کے پاس مدد کی واسطے پہنچی ہوا اوسکی درخواست کے موافق لشکر گیا  
 اور اوائل میں فتحیاب ہو لیکن اخیر کو باچینیوں نے بدستور ایسا شب خون مارا کہ جو قصے کے  
 تصفیے کے واسطے گئے تھے اونکا آپ ہی قصہ تمام ہو گیا اور حیدر سپاہ کسوا اوس  
 مرگ سے کوئی جیتا نہ پیرا اور دوبارہ فقور نے قصد اوس طرف کا کیا سنہ ۸۷۸ھ میں

فائز سوسا کے ہندون نے بلوکیا اور سب اوسکا میہ ہوا کہ ختائی مانڈرین سب ہندون  
 پر ہمیشہ ظلم کرتے تھے اور آخر کو ایک کشکار سے کسی مانڈرین آٹھ ہزار ٹیل ویسی ایک قطعہ  
 خزانہ لینے کا قصد کیا جس سے ایک جہاں سب بچا کر کو وصول نہیں ہوا تھا اس لیے انکار مطلق  
 مطلوبہ کی اداس سے اوس شخص نے کیا اسپرمانڈرینوں نے اوسے قید میں ڈال دیا غرض اوس کے  
 بھائی برادروں نے بگڑ کر اوس مانڈرین کو جان سی مارا اور صوبہ فوکنینگ کے ناظم نے باغیوں  
 کو چوریت سی سگیا پشخون کو قتل کیا اور اپنی دانت میں عجز مانڈرین کے خون کا لیا لیکن اس  
 ظلم کا نتیجہ بلوای عام ہوا اور فارموسین سرکاری سپاہ اور عہدہ داروں میں سے ایک کوئندہ  
 سمجھتا بلکہ جو شکرتا سے آیا اون لوگوں نے شکست دیکر اپنی دانت میں کسی کو باقی نہ کہا  
 غرض اسی طرح سی لاکھ آدمی سے زیادہ فغفور کا مارا گیا لیکن سرکشوں کا سر نہ جبکا آخر کو ہر صورت  
 سے تنگ ہو کر کین لنگ نے اپنے ایکسالی کو طہار فوج دیکر بھی لیکن خضیہ حکم غنیم کو زراشتی  
 قابو میں کر لیا دیا القصد اوسے جا کر جب وہیہ ذریعہ سی باغیوں کے آپس میں نزاع ڈلوای  
 تب ہی مراد علی سنہ ۷۹۲ء میں ختا اور نیپال سے لڑائی ہوئی اور نیا اوسکی یونج ہی کہ جب  
 لا مار کو انتقال پچھن میں چپکے ہوا جیسا کہ مذکور ہوا ہی ثبت کے سرداروں سے ایک شخص  
 نے دولت کثیر لیکر نیپال میں رہنا اختیار کیا غرض اوسکا مال و اموال دیکھ کر نیپالیوں کو  
 لالچ جو ہوا وہوں ثبت میں جاشو لامیو کا شہر ملکین سے چین لیا اور لا مار کی خانقاہ کو ٹوٹا  
 اور برباد کیا اور سونے کی اینٹیں جو صدر معبد میں لگین تھیں سب اوسکا ٹکر لیگئے اس غارتگری  
 کی فزاید دلائی لا مار اور پچھن لا مار دونوں نے فغفور کے پاس کی اور و اوری چاہی پہلے  
 کین لنگ کو تامل تھا لیکن پٹانیا جب تھہ گرویدگی اوسہوں نے عرضی کی ختا سے فوج قابو  
 گئی اور گورکھوں کو کئی شکست متواتر دی اور اس قدر اونکو تماروں نے تنگ کیا کہ بالکل بغاوت ہوئی  
 واپس آیا اور طوق اطاعت گلے میں ڈالا اور ثبت کے لوگ زیادہ تر تابعدار اور منون چہاں  
 فغفور کی موی جب کین لنگ کو ساٹھ برس تحت پر بیٹھے ہوا ولندینوں اور انگریزوں نے



مبارکبادی کے بہانے سے نمایاں سفیر بھیجا اور اسی وسیلے سے چند امر و کا حصول بھی کیا  
 فقیر اونکے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا ظاہر خاطر داری جیسا کہ چاہیے اوسنے کی اور اپنی  
 طرف سے ہی تحفہ بھیجا لیکن جو اصل مقصد سفیروں کا تھا اوس امر میں اونکو مایوس بھیج دیا گیا  
 اسکا حال دوسری تقریر میں مذکور ہے بعد اسکے چونکہ اوسکے جلوس کا ساٹھ برس تمام ہوا اور مملکت یورپ  
 کی دعوت دوبارہ اوس طرح برکی جیسا کہ دس برس پیشتر کر چکا تھا اپنی خوشی سے تارک الدنیا ہوا  
 اور تخت اپنے بیٹے کیا کنگ کے دیکر عبادت میں مشغول ہوا اور تین برس کے بعد اٹھاسی برس کی عمر  
 میں انتقال کیا حالانکہ کیننگ کو لڑائی بھڑائی سے شوق تھا لیکن خود میدان جنگ میں نہ گیا  
 غرض تدبیر ریاست میں بڑا ورور و رائے نشی اور تیز فہمی میں لکھا دھڑلے اور فاضل متبحر تھا اور شاعر  
 اور غنشی خاصہ و محنت کش اتنا کہ ایسی وسیع مملکت کے تمام کاغذات کو خود دیکھتا تھا اور اکثر پر  
 حکم اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا جو صفین بادشاہ کو چاہیے سب اس میں تھیں لیکن سنگدلی  
 کیننگ کش ایسا تھا کہ اہل در و اوس پر نفرت بھیجیں گے اور ارباب تاریخ افسوس کریں گے کہ سلطان کا  
 میں نے عیبی کی جہت سے ممتاز ہوتا اور مرتبہ گرامی رکھتا اگر نفسانیت کا پردہ عدل و انصاف  
 وقت اوسکی آنکھوں پر بعض دفعہ پڑتا جاتا اور رحم و کرم کے مانع نہ ہوتا اپنے قائم مقام کیا کنگ  
 کو فقیر نے سب بیٹوں سے بہتر سمجھ کر تخت پر بٹھایا تھا لیکن وہ مہول اور کم عقل اور دائم خمر  
 ہوا اور کم بخت ہی ایسا نکلا کہ عہد جلوس سے مرگ تک مملکت میں برابر بیوا اور یتیم  
 اوسنے انتظامی رہی اور بجز سنگدلی کے باپ کی کوئی بات اس میں نہیں پائی گئی اور  
 کیننگ کے سے عاقل اور مردم شناس شخص سے تعجب ہی کہ ایسی غلطی صریح صاحب  
 ریاست کی تجویز میں اوسنے کی غرض سوا محبت کوئی دوسری وجہ ایسی چوک کی عقل کے  
 نزدیک قرار نہیں پاتی اس لیے کہ اور بیٹوں سے چھوٹا اور بچہ سی شوق اور بد نفس معلوم  
 ہوتا تھا سنہ ۱۸۰۳ء میں کیننگ کے بیٹے جو تخت نشینی سے تائبوس کے گئے تھے بہت  
 امرا جو فقیر حال کے ستائے ہوئے تھے سب اوسکے قتل میں ہمدستی کر رہے تھے کہ



کسی جہدار نے فقور کے گوش گزار کر دیا فقور چکار ہا مگر ایسا بند و بست کیا کہ روزِ معرکہ کو جب سب جمع ہونے وقفہ مقرر ہو گئے اور انواع طرح کی اذیتوں میں موت تک پوسنے کو بھی بلو کر ہونا گیا کوئی تل میں تھاکا کوئی قیمتی ہوا کوئی دار پر کینچا گیا کوئی تختوں میں کسا گیا اور مال اور ملک اور گون کا ضبط ہوا اور کئی مارے قصور فقط و ولتمند ہونے کے سبب سے اسی سازش کی فریب میں ماری گئے اور اونکا گھر دروازہ دینے کی تلاش میں کود گیا غرض بقدر روپیہ اس ظلم سے اوسکے ہاتھ آیا اوسکا ڈیوڑھا اس طرح سے خرچ ہوا کہ فقور نے بلوائیوں کے مقابلہ کرنا مفید نہ سمجھ کر ریاستی سے مفسدوں کو فساد فتنہ انگیزی سے باز رکھا۔ ایام ہل چل یا بی انتظامی میں سمندر می ڈکیتوں نے ہمیشہ خا کو ستایا ہی اور فقور کنگ کو جب اون لوگوں نے شبِ روز مخمور اور عیش میں ڈوبا اور ریاست سے غافل دیکھا رفتہ رفتہ اپنا زور پڑھایا اور جب وہاں امیر السجہ ببار اور بدبر معزول ہوا اور فقور نے خوشامدیوں کی صلاح سے ایک شخص نا تجربہ کار اور وہی مزاج کو مقرر کیا ڈکیتوں نے ہزار جہاز بڑے اور اٹھ سے چھوٹے اور کوئی ساٹھ ہزار سپاہ جمع کر کے لوٹ و تاراج اور انواع طرح کا ظلم و ستم فقور کی رعیتوں اور ملکی سودا گروں پر کرنا شروع کیا اونکی بھری جھپٹہ میں تین اور ہر ایک میں ایک ناٹ سردار کل کی طرف سے رہتا تھا نام اس سردار کا چنگ ہی تھا اور بڑے دل و دماغ شخص تھا اور مثل اوس فکیت کی جسے تاتاری اوائل عملداری میں اراکین دولت کو ستایا اور قاضی تنگ کیا اس فکیت کا بھی قصد تاتاریوں کو خا سے نکال دینے کا تھا اور کیا کینگ کے لیے فقور کے سر سے تاج شاہی اوتار لینا چنگ ہی کے دماغ و گردے کے آدمی کو محال تھا اور اگر زیادہ جیتا تو قریب قیاس کے ہی کہ مراد دل کو اگر نہ پاتا پھر بھی سرکار کو ایسا عاجز کرنا کہ اپنے حق میں جو چاہتا قبول کر دیتا غرض اوسکی تدبیر و کمال نقشہ اراد کی صفحے سے ہوا۔ کیا جب کہ ایک روز ناگمان سمندر میں گر کے ڈوب گیا مگر اوسکے مرنے سے ڈکیتوں میں بھڑک چڑھ کر نہوا کیونکہ اوسکی بی بی قائم مقام ہوئی اور ایسی عاقلہ تھی کہ شوہر کے نسب پر ہوا

اوسکی حکومت کا اقبال خوشی سے کیا اور اپنے کو آگے سے زیادہ تالبار سمجھا اپنی بحر  
 میں کئی قانون کو اوس نے اجرا کیا اور اس باعث سے ایسا انتظام ڈکیتوں میں تھا  
 جو کہ فقوز کی ملک میں نہ تھا چنانچہ ایک دستور اوس نے یہ کالاکم جب اپنی بحر کی کسی تقسیم کے  
 جہاز اجنبی سوداگر کے جہاز کو سمندر میں دکا اور اوس سمبولی محصول لیا تو سوداگر کو ایک پر  
 اوس عورت کا دستخطی دیا جاتا تھا تاکہ بحر کے اور جہاز نگریں اور اوس کے افسر خزانہ طلب کریں تو  
 اوس کا غزوہ سیلے اوسکو رہائی ملی اور بندر تک اون لوگوں کے ہاتھ سے ستایا سجاوہ قیہ قانون غریبی  
 سوداگروں کی لمبی تالیکن خانی تاجروں کی اون لوگوں سے بند و بست کر کے ہر جہاز کی آمد و شد میں  
 کر دیا تھا اس سبب سے اوس کے مال پر دست اندازی نہیں ہوتی تھی سو اس انصاف کی حکم تھا  
 کہ چونکہ عداوت فقط تارکین سے تھی ختا یوں سے رسد اور جنگ سامان اور سباب بول لیا اور  
 نرخ کے موافق دام دینا لازم تھا اسی طرح کے کئی قانون ہی رعایا بھی خوش تھی اور کائنات کے  
 شہرین بیکڑے سوداگر ڈکیتوں کو خفیہ ہر طرح کا سر انجام پونچھاتے تھے غرض بند و بست اس  
 دریائی ریاست کا علی الخصوص جب جنگ ہی کی لڑائی سردار ہوئی ایسا خوب تھا اور اس کا اسکا  
 اور جنگ کا سلیقہ اس طرح پر اوس عورت نے درست رکھا کہ فقوز کی جو بحر اس لڑنے والی شکست  
 پائی جب صوبہ کائنات کے ناظم نے دیکھا کہ اون کا مقابلہ محال ہی اوس کے حکم کیا کہ کوئی جہاز  
 چھوٹا یا بڑا ختا کے کسی بندر سے نکلے نہ پاد اور کسی سبب سے لنگر نہ اٹھا دیکھتے ہی رسد کے  
 بند کرنے کی صوبہ دار ٹھہرائی کیونکہ جاسوسوں نے پونچھائی تھی کہ سوداگروں کی سازش سے  
 اسباب جنگ اور ماکولات اور مشروبات ڈکیتوں کو ملتا ہی غرض اون لوگوں نے اس پر  
 کا جواب یوں دیا کہ کناری کے شہروں کو لوٹا اور جلانا شروع کیا اور جب کسی جگہ پر  
 تاخت کرتے تو ہزاروں تانہا عرب بادی ہی اقتدار جو پا گرفتار کر کے لے جاتی اور جب تک اون کے  
 اقربا بے کثیر دیکے بھیرے مقید کہتے تھے انصاف جب ڈکیتوں کا اقبال اپنی حد کو پونچھا اس کے  
 دوسرا دون میں قضیہ اور خوریزی ہوئی اور اون دونوں میں وہ شخص جو کہ اپنے کو مجرم جانتا

تھا سردار کے خوف سے ہبا کا کیونکہ اسے امر میں وہ عاقلہ کننگار کو قتل کرتی تھی اور آپس کی لڑائی  
 کے اثر سے کو خوب پہچانتی تھی غرض جب آٹھ ہزار سپاہ لیکر وہ مجرم سردار فقور کے عملوں  
 جاللا اور عمدہ اوسکو سرکار کی امیر البحری کا عطا ہوا چنگ ہی کی نی لی بھی کہ وکیتوں کی  
 ساعت بگڑی اور اپنی قسمت کا ستارہ اقبال کے گھر سے نکلا اور خانہ زوال میں داخل ہوا  
 یہ سچ کر اوس نے پیغام صلح کا فقور کی پس بھیجا اور خدیو شہر الٹا جو اوس میں درج تھے جب قبول ہو  
 جنگ نہ ہاتھ کہنیا عورتیں حتامین مدبر اور از بسکہ زیرک ہوئے ہیں لیکن اس عورت عالی  
 اور رسم حرات اور اسطو فطرت کے آگے کوئی بجز قتل خان کی نی لی کے آنکھ پر نہیں جڑتی  
 اور یاد رکھنے کی بات ہے کہ ستر ہزار وکیت پر بھیہ قادر تھی یعنی اون لوگوں پر جو کہ نہ ایمان لیتے  
 اور نہ خدا سے ڈرتے تھے جو کہ خونریزی کو ہولی کہلینی جاتے تھے اور طمع کی پرستش کرتے تھے جب  
 وکیتوں سے اس طرح صلح ہوئی اور ختم کی آگ سمندر سے بھی دوسری طرف فساد کا تھم بویا گیا اور  
 جرتب تھا کہ خود بدولت کا قصہ فیصلہ ہوا اور جہان سے اونکو جواب ملے چنانچہ سنہ ۱۱۳۸ھ میں  
 پیچیلی اور ہونان اور شان ٹانگ کے صوبوں میں کئی گروہ چوٹوں کے پیدا ہوئے  
 اور لوٹ و تاراج کرنے لگے اور آپس میں اونکے ایسا اتفاق تھا کہ ایک سردار حکم  
 سب کے واسطے کافی ہتا غرض جو طائفہ صوبہ پیچیلی کے ویران کرنے میں مشغول تھا  
 دفعۃً اونہوں نے فقور کے دولتانے پر حملہ کیا اور اگر اسوقت شاہزادہ عالی تبار جواب  
 فقور ہی اور چند بگڑا جہان نشاری پر موجود نہ ہوتے اور فقور کے تن اور ڈاکو کے  
 آہن کے درمیان اپنی جان کو ڈال دیتے تو میان کیا گینگ کے نامہ اعمال کے پیچے  
 اوسی روز تمام شدہ لکھا جاتا غرض چند شخصوں کی بہادری علی الخصوص ولیعہد کی  
 دلیری نے بچا لیا اور فقور نے سبکو جاگیر اور منصب دیا اور اوس شاہزادے کو  
 ولیعہد فرمایا اور باپ کا قائم مقام وہی ہوا چنانچہ اسوقت تخت پر وہی موجود  
 ہی القہ جب مسندوں کے ہاتھ فقور نہ آیا اور مقصیہ بالعکس ہو گیا بلو احوال کے

باعث سے ہونے والا تھا موقوف رہا اور چند دیکھتوں کی گرفتاری جب ہوئی اور جانکنی  
 سے تفتیش کی گئی تو قریباً پادشاہ سے دو شخص پر سازش ثابت ہوئی اور انکی ہلاکت  
 جس طور سے وقوع میں آئی اور دوسرے سرکشوں کی جو نوبت کی گئی اوسکی بیان  
 چونکہ یہی حاصل ہو گیا کہ اہل در کو صدمہ پہنچے گا اس لحاظ سے ناگفتہ بہ سنہ ۸۱۰ھ  
 میں ایسی قحط سالی ہوئی کہ اناج کی صورت مفقود ہو گئی اور ہر چند مغفور نے بعض شہنشاہ قدیم  
 کے موافق گریہ وزاری و روزہ و نماز اختیار کیا اور اپنے بیٹوں اور وزیروں کو ہتھکڑوں  
 میں بست مانی اور زاری کرنے کو بھیجا لیکن مراد بہنہاد کی درگاہ حق سبحانہ تعالیٰ سے  
 کب ملتی ہے جو اس اندھی کافر کو پتہ نہ ہو سی حاصل ہوئی غرض جب خداوند کرم کی مرضی ہوئی او  
 ستر اوسکی بندوں کو مل چکی وہ بات آپ سے آپ مٹ گئی چند روز کے بعدین نان اور  
 سی جوین کے صوبوں میں ایسا بلوا ہوا کہ مغفور کا کوئی سپہ سالار سرکشوں سے عہدہ برا  
 نہو سکا آخرش زرباشی سے فتنہ برپا ہونے لگا یا حاصل کلام جب تک کہ وہ کم نخت جیا ایک نہ  
 ایک فساد ہمیشہ رہا اور عجیب طرح کا بد پیرا تھا کہ رنج و عن لپنے ساتھ لایا اور برابر اپنے پسانے بوم خصال  
 سے متعلق رکھا اور جب مر گیا سن ۸۲۰ھ اسی میں اوسنے انتقال کیا اور ولی عہد تخت  
 ٹا کو انگ کے تخت پر بیٹھا اور چونکہ ہنوز وہ زندہ ہے زیادہ حال اوسکا معلوم نہیں کیونکہ  
 دستور ہے کہ خاکی بادشاہوں کا احوال تصریح کے ساتھ اونکی حیات میں نہیں معلوم  
 ہوتا مگر جو کچھ کہ ایک نہ ایک ذریعہ سے راقم نے بہم پہنچایا یہی خصوص جو کہ اوس لڑائی  
 کی جہت سے ظاہر ہوا جو سرکار انگلزی سے سنہ ۸۱۸ھ اسی میں شروع ہوئی جسکا بیان  
 دوسرے دفتر میں مندرج ہی اوس سے اسی قدر معلوم ہے کہ اس مغفور کے چند روز  
 تخت نشین ہونے کے بعد بخارا خردین جب کو کینگ لنگ تی فتح کر کے داخل مشا  
 سلطنت کیا تھا بلو اسی عام ہوا اور کئی برس کے بعد باغیوں پر فتح کامل ہوئی اور ہر  
 صلح ہوتی ہی قوم سیاہی کو ہتھکڑوں نے کہ جسکا حال تیسرے دفتر میں آیا جا گیا

دفعہ چھٹروں سے اتر کے ایسی یورش کی کہ چار شہر خانی پر و خلیاب ہوئی تب  
 کانٹان کے صوبہ دار کو حکم ملا کہ جلد سے اور سرکشوں کو نیست و نابود کرے غرض  
 خانی لشکر بھاگے میں فتح مسد ہوا اور ناظم معزول اور ذلیل کیا گیا بعد اس کے صوبہ دار  
 ہونان نے جو دو ایک لڑائی فتح کی بڑی سرفرازی اسے ہوئی غرض باہمیہ کو شہنشاہ  
 نے لوٹ و تاج اور خون ریزی کر کے خانیوں کو سخت عاجز کیا اور یہ حال دیکھ کر  
 مغور نے نر پاشی کر کے اور لوگوں سے صلح کی سنہ ۸۳۸ھ کی میں یہ بات وقوع  
 میں آئی اور مغور نے اسکو فتح اور باغیوں کی پائمالی قرار دی حالانکہ اگر ان لوگوں  
 سے بند و بست روپیہ دیکر کیا جاتا اور انگریز کی لڑائی کے وقت یہ کوہستانی بغاوت  
 میں مستقل رہتے تو بڑا بچ پڑتا اور دونوں طرف کے حملوں میں تحت مغوری اور لڑتا  
 غرض خیر ہوئی کہ اس طرف فتنہ کی آگ پہلے بجھ چکی تھی تب وائل سنہ ۸۴۰ھ میں جنگ  
 درمیان ممالک چین اور انگلستان کے شروع ہوئی جسکا حال آگے کہنے کا انشاء اللہ

دفتر اول جلد دوم تمام ہوا



مقدمه جلد دوم تاریخ ممالک چین





جس طرح سے اور بہت سے امرون میں قتل کے دستور اور ملکوں کی رسم سے علیحدہ ہیں تجارت کے باب میں بھی علیٰ ہذا القیاس فرق ہے چنانچہ سب جگہ خصوصاً فرنگستان میں یہ رواج قدیم سے ہو کہ جن ملک کی جو چیز کثرت سے ہوتی ہے وہ اور ملک کے اوس جنس سے عوض کی جاتی ہے جسکی ضرورت اپنے یہاں عدم تولید یا قلت پیدائش کے سبب سے پیش آتی ہے اس رسم سے طرفین کو فائدے بہت حاصل ہیں اور اجناس کے مبادلے اور عوض و معاوضے کو خداوند تعالیٰ نے ذریعہ قوام انسان کے ایسی موافقت کا قرار دیا ہے اگرچہ اس طرح کے سابقے میں کچھ نقصان بھی متصور ہے کیونکہ ہر امر دنیوی میں سیخ و راحت اور ضرر و نفع کا ساتھ نہیں چھوڑتا غرض وہ خسارہ ایسا نہیں ہے کہ اوسکے بچنے کے واسطے تجارت کے فائدے ہاتھ سے جاویں چنانچہ ہر ملکوں سے دوستی اور راہ و رسم کا ہونا اور ہر جگہ کی بہتر باتوں کا اخذ کرنا ذریعہ انسانیت حاصل کرنے کا ہے اور چونکہ غایت آدمیت کی یہی ہے کہ ہر طرح کے فضائل کا کسب کیا جاوے یہ دستور ختم کا یعنی کہ سوائے اپنی قوم کے کسی سے راہ و رسم بوسیہ تجارت نہ پیدا کی جاوے بیشک جبراً ہے اور ظاہراً وجہ اس ممانعت کی یہی ہے کہ غیرون کو کسی طرح سے اپنے ملک میں دخل دینا موجب قباحت کا ہو سکتا ہے یہ خوف

افراط مال اندیشی سے پیدا ہے اور چونکہ افراطیگی کی بھی بد ہے یہ زیادتی ختائی حکما کی خیر اندیشی کی متبادل ساتھ اپنے ہی نقصان کے واقع ہوئی ہے بادی النظر میں یہ مال اندیشی بہتر معلوم ہوتی ہے لیکن غور کرنے سے ویسی ہی خامی عقل کی آہین پائی جاتی ہے جیسا کہ اوس شخص کے طریق میں جو شب کے آرام کرنے میں خوف کر کے کہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی خواب میں بستر مرگ آرام کروں کہ سر تکیے پر نہ ہوں اور اس راحت سے باز آؤں اور کسی کا حال سنتے ہی کہ راستے میں ٹھوکر کھاکے جو گرا اور ویسے ہی رہ گیا تو فوراً بیٹھ جاوے اور کہے کہ میں ہرگز قدم اٹھانے کا نہیں دیکھو فلاں راہ چلتے مر گیا اگرچہ مشابہت ایک عظیم الشان سلطنت و ایک مرد خام خیال بڑھت کے درمیان بادی النظر میں درست نہیں لیکن حکیم کی آنکھ میں ایسا فرق نہیں ہے جیسا کہ ظاہر میں لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ملک وہی شے ہے جس میں بہت سے شخص ایک جامع ہوتے اور ایک وضع کی راہ و رسم پر چلتے ہیں اور چونکہ دستورات مروجہ ہر دیا ر نوع انسان کے مقاصد اور عادات و حرکات پر مبنی ہوتے ہیں تو اکثر یہ ہیں ہوتا ہے کہ جو امور خلاف عقل کے کسی فرد انسان ملاحظہ ہونگے وہی سب ملک کے لیے بھی باعتبار اوس کے مجمع افراد ہونے کے نامناسب سمجھے جائینگے اور اسی جہت سے تہذیب نفس کو حکمائے بنیاد تدبیر منازل اور حکمت سیاست میں قرار دیا ہے غرض اس تقریر کے طول میں برسی وسعت ہے لیکن اتنا ہی مختصر کرنا چاہیے کہ جیسا کہ حماقت اوس شخص کے خوف میں پائی جاتی ہے جس کا حال مثیلاً بیان ہوا ویسی ہی بے وقوفی اس خوف سے بھی ظاہر ہے کہ اگر اغیار سے دوستی کی جاوے تو ایسا نہ ہو کہ دشمن ہو کر ملک چھین ليوے الغرض اغیار کو اپنے ملک میں آنے نہ دینے اور حرکات ناشائستہ سے اونکی ہمیشہ کی آمد و رفت کو ناگوار کرنے کے لیے ختائی اسی پوچ اور چھوٹی حرکتیں کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص انکے تمام حالات سے آگاہ نہ ہووے اور فقط اوس شخص حرکتوں کا احوال سنے تو یہ سمجھے کہ پروہ زمین پر آئے زیادہ بد اور نا آشنا اور بی رحم اور تلوار کوئی نہیں ہو اور چونکہ اہل فرنگ کی گولہ اندازی سے نہایت خائف ہیں تو یہ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ تجارت کے وسیلے سے ملک چھین لیں

اور چونکہ ہندوستان کی تاریخ سے واقف نہیں ہیں یا مہارٹا ہر کہتے ہیں کہ ہند کی طرح چین کو بھی  
انگریز تجارت کے ذریعے سے قبضہ کر لیں گے حالانکہ اگر حقیقت حال سے واقف ہوتے تو بخوبی دیکھتے  
کہ پلاسی کی لڑائی سے جس میں لارڈ کلیمو بہادر نے نواب بنگالہ سراج الدولہ بدکردار کو خوار پر فتح پائی  
تاجنگ گجرات جو ۱۷۷۳ء میں واقع ہوئی اور جس کے سبب سے پنجاب کا ملک سلطنت انگریزی میں  
کیا گیا ایک لڑائی اسی اتنے عرصے میں نہیں ہوئی ہے جس کے سبب سے انگریزوں پر اعتراض ختم  
یا یورش یا قہر وارادہ غصب ملک کاوار ہو سکتا ہے الغرض ان امور سے لاعلمی نے ختامیوں  
کے ذہن میں اس خیال خام کو پیدا کیا اور اویسکے باعث وہ جنگ ہوئی جس کا عہد نامہ شہزادان  
میں لگایا گیا غرض قبل اسکا احوال لکھنے کے مناسب ہے کہ اور اقوام فرنگ سے جو تجارت اہل  
سے ہوئی ہے معرض تحریر میں آوے \* پرتگیز قوم فرنگستانی ۱۴۹۲ء میں  
افریقہ کی طرف سے سمندر کو طے کر کے جزیرہ ملابار میں پہنچے اور جب  
بندر ملاکا آونکے ہاتھ آیا اور کئی ختائی جہاز کو وہاں تجارت کرتے اور ٹھون  
نے دیکھا دل اوسکا چاہا کہ ملک ختامین جسکا حال کچھ سنا گیا تھا وہاں جائیے اور تجارت کیجیے  
تب ایک شخص بنام اسٹرافیل پریزٹر آلو ۱۵۱۲ء میں ختائی سرحد پر آیا اور جب اوسنے مال بھجی اپنا  
خاطر خواہ بیجا اور راہ گھاٹ دریافت کیا اور جو کچھ دیکھنے بھالنے کا تھا دیکھ بھال لیا وہ پھرا  
اور جب اپنے گروہ میں آیا سارا احوال سنا کر اون سب کو تعجب میں ڈالا فوراً طمع کی آگ بھڑکی اور اٹھ  
جہاز اور سپاہ اور کئی ذی رتبہ شخصوں کو اوتھون نے بھیجا کہ عہد و پیمان ختامیوں سے کریں  
اور تجارت کی بنا ڈالیں جب پونہ پہلے کچھ فساد ہونے والا تھا اور ختامیوں نے قصد اون  
سمجھوں کے مار ڈالنے کا کیا لیکن پرتگیزوں نے روپیہ صرف کیا اور کدورت کی گرد کو زریا  
کے آب سے دبا دیا غرض اس طرح کا طور بہت دن تک رہا کہ ختائی سب جب اونکے معاملے  
کو بگاڑنے پر مستعد ہوتے تھے وہ لوگ روپے کی مدد سے بنالیتے تھے آخر کار چون ہی  
انکی مقصد برآنے کو تھی اور پچپن تک پریزٹر آلو پونچا تھا کہ قضا کر دگا ملا کے کا بادشاہ

فغفور کے حضور میں آیا اور ہدیہ اور تحفہ پیش کیا اور اپنے کو رعیت قرار دے کر تالش کی کہ اہل پیکر  
 نے اوسکو بے تاج و تخت کیا اور ملک چھین لیا اس خبر کے سنتے ہی فغفور بڑبڑا ہوا اور وکیل  
 پرتگیز کو دار السلطنت سے ساتھ دولت کے نکال دیا بلکہ کہتے ہیں کہ کائنات کی طرف قید شدہ  
 میں ڈال کے روانہ کیا اور اوسکی معرفت پرتگیزوں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم سب فرمان پاس تے ہی  
 ملا کے کا ملک خالی نہیں کر دو گے تم سبھوں پر غضب نازل ہوگا جب تک کہ یہ بیان پوچھ  
 پرتگیز سب جو جہاز پر تھے اور خانیوں سے جو بگوسی تو خوب ہی لڑائی اور خون ریزی ہوئی اسی  
 خبر جب پہنچی تو وکیل اور اوسکے ساتھی سب مارے گئے دوسرے سال جب پرتگیزوں کے  
 اور جہاز آئے خانیوں نے بہت سے چڑھنداروں کو شب خون مارا اور اوسکے بعد تجارت  
 کی راہ چندے مسدود رہی لیکن چونکہ سرکار خا اور علی الخصوص صوبہ دار کائنات کو فائدہ عظیم پرتگیزوں  
 کی تجارت سے تھا اس لیے جب وہ سب پھر اوس امید سے آئے گوانگ کینگ ایک  
 مانڈین نے بہت سی رشوت لی اور صوبہ دار سے اجازت تجارت کی دوائی اوسوقت مکاؤ  
 کے شہر کی بنیاد پری چند دن میں اس جگہ کی صورت بدل گئی لیکن چینگ چو اور نینگ پو  
 میں جواونکی کوٹھیاں تجارت کی تھیں اونکو خانیوں نے بند کر دیا اور پرتگیزوں کو وہاں سے نکال  
 باہر کیا اور باعث اوسکا یہ تھا کہ جب خانی اونکو ستاتے تھے پرتگیز جھجھلاتے تھے اور چونکہ صلا  
 ظرف نہ تھے کیونکہ پرتگیز کے جتنے چور چکار بھگتوراندہ درگاہ تھے سب جہازوں پر یہاں آتے  
 اور زیادتیان کرتے تھے اور مال اندیشی چونکہ تھی ذری سی بات میں لڑ پڑتے تھے بعضے منور  
 نے خانیوں کو برا بھلا بہت سا کچھ کہنا ہے کہ یہ سب انگریزوں کے ساتھ خواہ مخواہ بھی بعض  
 رکھتے ہیں فی الواقع یہ درست ہے اور ارقم بھی اسی باب میں نفرین کرتا ہے لیکن اگر نظر عدلت  
 غور کیجیے کہ پہلے قوم فرنگستانوں کی جس سے سابقہ اسے ہوا اوسنے کیا سلوک کیا تو انصافاً  
 یہی کہنا ہوگا کہ اونکے دل میں جب وہ بات پڑی ویسی ہی رہی اور پرتگیزوں کی بدولت خانیوں  
 نے سب فرنگیوں کو بد سمجھا القصد سوا مکاؤ کے کسی جگہ پر رہنے اور سوا کائنات کے کہیں پر

تجارت کے لیے جانے نہیں پاتے تھے اور مکاؤ میں بھی اونکو ختمی سب چین سے رہنے  
 نہیں دیتے تھے اور ڈانڈ اور جربانہ اور رشوت و شکیش لیتے لیتے اور گالیاں اور دھمکی سناتے  
 سناتے دم ناک پر اوتنا نہیں جتنا کان پر اونکے لاتے تھے اور پرتگیز ہی تھے کہ اونھوں نے  
 یہ سب دلتین اور ٹھائین اور فائدے کے تصور میں برداشت کیں کیونکہ سوائے ختمی سوداگری  
 کے جاپان کے جزیرے میں ایسی کسی بد فروخت تھی کہ سال بھر میں سوداگر امیر ہو جاتا تھا اس  
 جہت سے زیادہ لالچ پرتگیزوں کو تھا کہ مکاؤ میں رہیں اور ختمیوں کی صلواتیں سنیں اور باپ  
 کی گالی سمجھ کر تجارت کیجے لیکن جب ۱۶۱۳ء میں جاپان کے پادشاہ نے عیسائی مذہب والوں  
 پر جہاد کیا اور اس ملت کے بہت سے آدمیوں کو مارا اور باقی کو نکال دیا اور اسکا دوبارہ آنا منع  
 کیا پرتگیزوں کی تجارت بہت کم اور مدھم ہو گئی اس عرصے میں ولندیز اور پرتگیزوں سے فرنگستان  
 میں ایسی بگڑی کہ ولندیز جو ہندوستان میں تجارت میں مشغول اور نہایت قوی تھے اونھوں نے  
 پرتگیزوں کی تمام املاک چھین لینے اور تجارت کو بند کرنے کا قصد کیا اور پندرہ جہاز لیکر مکاؤ کو  
 فتح کرنے کو آئے لیکن جلدی اور بے تدبیری ایسی اونھوں نے کی کہ شکست کھائی عنبر  
 کا نشان میں دو چار جہاز نے جا کر تجارت شروع کی اور اونکے ساتھ چونکہ چند جہاز انگریز کے  
 بھی تھے پرتگیزوں کی تجارت میں اور بھی کمی آئی جو وقت کا ان ہی فغفور ہوا اونکو کینگ  
 کے صوبے میں ڈکیتوں نے بہت تنگ کیا اور سوقت مکاؤ قریب تھا کہ ویران ہو جائے  
 کیونکہ فرمان یہ جاری تھا کہ کوئی شخص سمندر کے کنارے نہ رہے اور اپنا گھر و وارہ اور جائیداد  
 اور کنارے سے فاصلے پر آباد کرے جیسا کہ اسی جلد کے صفحہ ۵۹ میں بیان ہوا ہے  
 تب ایک عیسائی پادری نے التجا کر کے مکاؤ کو اس فرمان سے خارج کر دیا پرتگیزوں نے  
 میں پرتگیزوں نے چھ جنگی جہاز اپنی طرف سے فغفور کی بحر میں داخل اور سمندری ڈکیتوں کو  
 نیست و نابود کیا اور اس مدد کے لیے اسی ہزار ٹیل اونکو ملی لیکن علاوہ اسکے جو اقرار کیا  
 تھا طور میں نہ آیا القصد اسطور پرتگیزوں نے ختمیوں سے تجارت کی اور اب سوائے مکاؤ

کے کانٹان میں بھی اونکی کوٹھیاں ہیں لیکن تجارت اونکی برائے نام ہے اور فقہور سے ایسے خایف میں کہ حال میں جب لڑائی و زمین انگریز اور خالی کے ہوئی کانٹان کے ناظم نے حاکم مکاؤ کو حکم دیا کہ انگریزوں کو اپنی حد حکومت میں رہنے دے چنانچہ اوس نے مطابق اوسکے جمیع اہل انگلستان کو رخصت کیا فقط۔

## دوسرا باب

۱۸۲۱ء میں ولندیزی کی قوم کو بڑا اوج ہوا یہاں تک کہ انگلستان سے جب لڑائی ہوئی تو انہوں نے ہر جنگ جہازی میں اس بہادری اور تدبیر کے ساتھ لڑائی کی کہ شکست اگرچہ ہمیشہ کھائی لیکن خود دشمنوں نے اونکی تعریف کی غرض یہ لوگ جب اسپانیول کی اطاعت سے گردن کش اور خود مختار ہوئے انکے سوداگروں کو ضرورت ہوئی کہ اسپانیول کے بندروں سے تجارت موقوف کیجیے اور غیر ملکوں کی طرف جائیے اور سوقت ایک شخص بنام ہٹ مان انکے یہاں تھا اور چونکہ اوسنے پرتگیزیوں کی نوکری کی تھی اور ملک مشرق اور بحر مشرق کی تجارت سے آگاہ تھا چند جہاز اوسکے سپرد کیے گئے اور اوسنے مشرق کے ٹاپوڈن میں انکے خوب تجارت کی اور جاپان کے جزیرے پر شہر بانٹم میں کوٹھی بنائی اور سکے بعد جب ولندیز ہندوستان میں پونچے اونھوں نے شکستہ ایسی ہی میں تین جہاز ختا میں تجارت کے لیے بھیجے غرض ولندیز کے موی سیگون اور چشم ازرق دیکھ کر ختائی گھبرائے اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ غول کہاں سے آئے تب پرتگیزیوں نے شوشہ چھوڑا کہ یہ وحشی بانی ڈکیت ہیں چنانچہ لفظ ولندیز اور ڈکیت کو متراوٹ المعنی سمجھا چاہیے اور اونکے ساتھ کاروبار کرنا اور لوٹا جانا لازم و ملزوم ہے یہ سن کر ختائیوں نے اوسکے جہازوں کو پھیر دیا غرض ۱۸۲۲ء سال میں جب ولندیز کی بنیاد ہندوستان میں مضبوط ہوئی ایک بحراونھوں نے ختائی طرف روانہ کی اور حکم دیا کہ اگر تجارت کرنیکی اجازت میٹھے منہ سے ملے تو خیر ورنہ جس طرح بنے اس امر کو تاہم براہ پنجائو اوسی دفعہ یہ آئے اور پرتگیزیوں سے خواہ مخواہ لڑے اور شکست کھا کر پھرے جسکا حال باب سابق میں مذکور ہوا ہے غرض جب یہاں سے مایوس پھرے تو تینگو کے جزیرے



کی طرف گئے جو انوکھنگ اور فارموسا کے درمیان واقع ہے اور قصد وہاں اپنی تجارت گاہ  
 بنانے کا رکھتے تھے اور بیشک یہ بات سہلاً حاصل ہوتی اگر حقائی ہر وقت انکو نہ ستاتے القصد بہت  
 خون و خرابی کے بعد یہ سب ایک جگہ پر قائم ہوئے اور خانیوں سے بدلہ لینے لگے اور  
 جتنے جہاز انکے ولندیز کی بستی کے سامنے سے گزر کرتے تھے پکڑے جاتے تھے اور جو کچھ جنس  
 مال نکلتا ولندیز لوٹ لیتے تھے اور آدمیوں کو جبراً و قہراً غلام بناتے تھے بعد چندے فارموسا  
 کے جزیرے کو بھی انھوں نے دخل کیا اور ایک قلعہ بنام ذمی لان ڈیا بنایا اور چونکہ کوئی چھینٹیر  
 کوس چین سے اور ایک سے پچانوے کوس جاپان سے یہ جگہ واقع تھی تجارت یہاں رفتہ  
 چمکی اور ولندیز کے سوداگروں کی ترقی ہوئی کیونکہ خانی تاجروہاں جانے اور خرید و فروخت کرنے  
 لگے اور روز بروز ہر جگہ کے بے بھلے فلک کی چمکی کے ملے دانہ پانی کی تلاش میں یہاں  
 انکے بود و باش اختیار جو کرنے لگے ذمی لان ڈیا کا شہر وسیع ہوا مگر قلعے کو تنگی حاصل ہوئی کیونکہ  
 بے مرمت رہا اور ولندیز نے خانیوں اور چیسے کے اہلی باشندوں کو تھرا اور سحر ات و  
 حوصلہ سمجھ کر روپیہ پیدا کرنے کے دہن میں مشغول رہے اور پشتہ قلعے کے جس طرح گھرے ویسی ہی تہ  
 دیے اس عرصے میں قوم تارتار نے خاک کے ملک پرورش کی اور مملکت انکے ہاتھ آئی اور ہر جگہ  
 خاطر خواہ ثروت حاصل ہوئی تو ایک روزی قوم خانی بنام چینگچی لنگ نو کو ولندیز کا اوس نے  
 کیا کام کیا کہ سوئی دہرا و تلو اور پکڑ کے تاکا چھوڑ سلسلہ بہادری کا تھا بنا اور جتنے بہت  
 قلعہ میں ملے انھیں قبای بہادری اوس نے پہنائی اور تارتار کے نام کی دشمنی کی سو گند کھلا جہازوں  
 پر سوار کیا اور تارتار کو بحرون کو لوٹا چلا چنانچہ اسکا حال اسی جلد کی صفحہ ۱۵۲ میں منبج ہے +  
 اوسکے بیٹے کا کزننگا نے بعد اوسکے ولندیز کو محاصرہ کیا چنانچہ بہت سی لڑائیاں ہوئیں  
 اور ایک مہینہ کا کزننگا مارا گیا غرض آخر کار اوسکے بیٹے نے ان لوگوں کو فارموسا  
 سے نکال کر باہر کیا القصد سید طرح سے ولندیز عرصے تک جو بے خانمان رہے کانٹا ان کی  
 تجارت نہ کر سکے لیکن ۱۶۷۲ء میں انکو بعد پری کوشش اور خرچ کے وہاں کو بھی بنانے

کی اجازت ملی اور سب جگہ چھوڑ کر فقط وہیں پر تجارت کرنے لگے اور انکی خرید و فروخت سب  
چمکیاں لے لیتے کہ ولندیز کے برابر کوئی فرنگستانی قوم سوداگری میں لاوری اور جفاکشی کم کرتی  
ہی غرض جب پولین ہونا پارٹ شہنشاہ فرانس نے ولندیز کے ملک کو تسلیم نہ کی  
میں چین لیا اور ملک فرانس میں بطور صوبہ مفتوحہ کے داخل کیا تب ولندیز کی سوداگری  
کامیابان کے شہر میں چند روز موقوف ہوئی اور جب پھر اس امان ہوا اونھوں نے خفا کی تجارت  
کا سامان کیا اور چند جہاز بھیے لگ گیا وقت پھر اونکے ہاتھ نہ آیا اور تجارت اونکی مدھم جو ہوئی  
وہیسی ہی رہ گئی اور اب برای نام ہے غرض اس سے اور خانیوں سے پھر کبھی نہ بکری اور  
اوسکا یہی ہے کہ ہر طرح کی ذلت اونھوں نے گوارا کی فقط یہ

### تیسرا باب

بیان میں تجارت درمیان اہل روس اہل تہلکے

ایام قدیم سے رسم تجارت کی درمیان ان دو ملکوں کے اکثر اوقات قائم رہی ہے اور  
کے قبل یہ طور تھا کہ روس کے سوداگر کے قافلے دارالامارتہ چین تک آتے تھے اور خرید  
فروخت کرتے تھے اور پوسٹیں اور اکثر جانور کے چمڑے اور پیرین لے آتے اور ریشم کے تھانے  
اور چائے وغیرہ سے عوض کرتے تھے غرض اوسی سال میں گرائی دونوں ملکوں میں سرحد  
دسوانہ کی تکرار سے جب شروع ہوئی تجارت موقوف ہو گئی اس جنگ کی بناؤں پڑی کہ جب  
ماچو تاتار کا دور ختامین ہوا ایک شخص بہادر قسمت آدنا سپاہی بچے نے نہایت اسیسی میں دہشت  
سپہریا کے باشندوں کو بوسیلہ اپنی فوج کے جس میں ہر ملک مخصوص روس کے جلے تین  
لوٹ کے بھوکے خون کے پیاسے شامل تھے فتح کیا اور اسید طرح سے رفتہ رفتہ تیس برس  
کے عرصے میں سرحد میں مالک چین اور ملک روس کی یہاں تک قریب چین کے سولے کی تکرار  
شروع ہوئی غرض دریائے ساکھیلن کے مہانے میں خود و قلعے روس کے تھے اون  
سے ایک گوج خانیوں نے محاصرہ کیا شکست کھائی لیکن دوسری فتح کر کے جتنے قلعے

اہل روس کے جو امور کے دریا پر واقع تھے سب کو سر کر کے تمام اہل قلعہ کو قنائیوں نے قید کیا اور چین میں بھیجا اور کو سفیروں نے تکرار سرحد کے لیے بھیجا گیا اور مفتخور کان ہی نے دو عیسائی پادریوں کو فوج کے ساتھ گمشدہ کرنے کے لیے ۱۶۸۹ء میں بھیجا کہ دریا کے کریمچی اور وہ قطار پہاڑوں کی جو وہاں سے بحر مشرق تک واقع ہے دونوں ملکوں کی سرحدیں مقرر ہوں اور اس کے جنوب کے اٹلاک متعلق چین اور شمال کے قلم و روس کو سمجھ جائیں سوائے اسکے کئی اور شرطیں دوستی بڑھانے اور آپس کی راہ و رسم کی سہولت بخشنے کے لیے پھر بعد اسکے پھر تجارت دستور کے موافق شروع ہوئی ۱۶۹۲ء مسیحی میں شہنشاہ روس جبکا نام پیٹر اور مفتخور کان ہی کا مہمصر تھا جس نے روس کے ملک کی بہبودی کی بناؤالی اور جبکی تعریف لکھنے کے لیے داستان طویل چاہیے اور مفتخور کے پاس سفیر بھیجا تاکہ روسیوں کو تجارت کرنے میں سہولت ہو لیکن ختائی ایسے چالاک ہیں کہ اونھوں نے جب دیکھا کہ صرف سمور کی خواہش سے جو انکی پوشاک کے لیے چاہیے روسیوں سے تجارت رکھنے کی حاجت ہوتی ہے اونھوں نے اقوام مغل کو اشارہ کر دیا کہ اس چیز کی تلاش اپنے دشت میں ایسی کریں کہ وہ حاجت باقی نہ رہے غرض اس طرح سے مصروف کے موافق حاصل ہونے کی امید جب نہ رہی راہ تجارت کی بند ہوئی والا مسدود ہو جاتی کیونکہ یہ لوگ اغیار کو ملک میں کسی بہانے سے آنے دینے میں نہایت نڈاڑ ہیں ۱۶۹۷ء میں دوبارہ اوس شہنشاہ روس نے سفیر بھیجا اور وہ چین میں مقیم ہو لیکن دو برس تک قنائیوں نے روس کے تاجروں کو یہاں تک ستایا اور زلیل کیا کہ اوس سفیر کو اپنے خاوند کی طرف سے ختائی وزیر اعظم کو سب حال سے مطلع کیا اور وہ جب نہایت کم تنگی سے پیش آیا بلکہ کہنے لگا کہ تم سب کج کی تاریخ سے یہاں آنے پاؤ گے اگر ضرورت تجارت کی ہے تو آئندہ دو شہروں میں جو سرحد پر واقع ہیں تم لوگ آیا کرو اور ہمارے ملک کے تاجر وہیں جاویں گے تب سفیر روس نے اپنے پادشاہ کو سارا ماجرا لکھ بھیجا اور قنائیوں کے تکبر

اور کج خلقی کا حال سن کر پیڑ بگڑا اور قصد جنگ کرنے کا کیا لیکن اسی عرصے میں فقور کا انتقال ہوا  
 اگرچہ طبی طبیعت کا کوئی بادشاہ ہوتا تو اس وقت کہ ملک چین چندے گویا بے سر ہو رہا تھا نہایت  
 بہتر موقع لڑائی کا سمجھتا لیکن وہ عالی منشا ایام غم کے آخر ہو جانے تک اپنے قصد سے باز نہ آیا  
 عرصے میں خود ہی مر گیا اور بات ویسی ہی رہی غرض ۱۸۰۰ء میں عہد ویمان دونوں ملکوں میں  
 دوبارہ ہوا اسکی پانچویں طہ یہ تھی کہ چھ طالب العلم اہل روئے چین میں اسے تحصیل ختائی زبان کے  
 رہیں اور ایک گرجا لکھنے مذہب کا اونکی عبادت کے لیے دارالامارہ میں بنے یہ طور ۱۸۰۳ء  
 تک جب قریب تھا کہ پھر لڑائی ہووے لیکن کسی سبب سے موقوف رہی اور ملکہ ورس کا تھیرین  
 جب بچھا کہ ختائی دوسرے کسی امر سے یجرو سیون کے چین میں جانے کے راض نہیں ہیں اسے  
 حکم دیا کہ اس کے ملک کے سوداگروں کی فرود گاہ شہر کے آگٹا واقع سرحد تاتا مقرر ہووے  
 ان غرض اسی کے مطابق جب ورس سے مال آتا ہے وہیں اور تاتا ہے اور ختائیوں کا مال اس  
 شہر میں جسکا نام میا چین ہے ٹھہرتا ہے لیکن سابق کی طرح زیادہ تر دقت روسیوں کو آئیں ہوتی ہے  
 غرض تجربہ اسکے کچھ چارہ نہیں کیونکہ جب ۱۸۰۵ء میں اونھوں نے کئی جہاز کا تان میں بھیجے فقور  
 نے سنبھل دیا بلکہ غائب فرمایا کہ ایک اہل سہ تھا سہ ہمارے درمیان تجارت کا کاروبار ہے پھر  
 دوسری راہ سے کیا سبب ہوتا ہے کہ اہل ان غرض کل دونوں ملکوں تجارت کا بازار گرم ہے چنانکہ  
 ۱۸۰۵ء میں قریب دو کروڑ سولہ لاکھ روپے کی بیرون کی خرید و فروخت آپس میں ہوئی ہے

## چوتھا باب

بیان میں تجارت درمیان اہل فرانس و ختائیوں کے

تاریخ ختائے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۰۵ء میں فرانس کے جہاز کا تان میں آئے لیکن سلامی کی  
 توپیں جو اونھوں نے چھوڑیں ختائیوں نے اونکو قیام کے نہ دیا چنانچہ کسی اہل طرفت نے  
 کھلا بھیجا کہ جب سنہ ۱۸۰۵ء سے متاعل کر سکتے ہو تو معلوم نہیں کہ ختائیوں نے کیا کرو گے  
 اس وقت تو یہ نصرت کیے گئے لیکن چندے بعد فرانس کے پادریوں نے آندو شد

خاتمین کی اور بعض اون میں سے فغفرون کے بیان علم ہیت و ہندسہ کے باعث نہ بڑے  
 عہدون سے سرفراز ہوئے لیکن تجارت کا امر جو کہ اوشکے درمیان کبھی نہیں آیا اس سبب سے  
 اہل فرانس ختائیوں کی آنکھوں میں بہت ذی رتیبہ ہیں کیونکہ چین میں سوداگر کو لوگ محض نا اسیس  
 اور ہمیشہ کما کرتے تھے کہ تمام اقوام فرنگ سے صرف فرانسس شریف ہیں اور باقی سب بے چارے  
 ۱۷۲۲ء کی لڑائی کے عہد سرکار کینی بہادر کے ساتھ ختائی ماندڑین برابر کی ملاقات نہیں کرتے  
 تھے بلکہ جس خط میں عرضی کا لفظ لکھا نہیں رہتا تھا اس کی طرف مطلق ملتفت نہیں ہوتے تھے  
 چونکہ تجارت کا باب کھلا رہنا ہر ملک کے حق میں مفید ہے جیسا کہ بدن انسان کی صحت کے لیے وجہ ہے کہ  
 اس کی تمام حاجتیں غذا وغیرہ کی رفع کیجاوین جیسا ہی ملک کی بہتری کے لیے ضرور ہے کہ جناس طبعی و صنایع  
 کی آمدنی اور رفتی سے ہر طرح کی حاجت رفع ہووے اس لیے ۱۷۲۳ء میں بعد تمام ہونے لڑائی درمیان  
 ختائی اور انگریز کے بادشاہ فرانس نے سفیر بھیجا اور عہد و پیمان میں تجارت کا بھی ذکر کروایا اور شہنشاہ  
 اس عہد نامے کی بہت خوبی کی ہیں کہ اس کی رو سے حقیقت ہے کہ چین میں فرانسسوں کی جو قدر ہے  
 کیسی نہیں ہے چنانچہ دیباچے میں اسی عہد نامے کے شاہ فرانس کا نام جہاں آیا ہے وہی حروف ختائی زبان  
 کے صرف ہوئے ہیں جو مخصوص فغفور کی شان کے بیکے نشانی ہیں اور اسی سے اہل فرانس کی غربت جو  
 کرتے ہیں ظاہر ہے کیونکہ اپنے شاہنشاہ کو ختائی سارے عالم کے پادشاہوں پر ترجیح دیتے ہیں غرض  
 اس کے دستخط ہونے کے وقت بڑی حوم سے تہنابزی چھوٹی اور توپیں سلامی کی داعی گئیں اور  
 روشنیوں کی ٹیٹوں سے شب کی تاریکی زائل کی گئی اور یہ بھی لیل ہے کہ خود ختائیوں کو اس امر سے خوشی  
 حاصل ہوئی اور دوسرے سببوں میں سے جو باعث ایسے معقول عہد نامے کے لکھے جانے کے ہوتے مقدم  
 یہ امر تھا کہ یاروں نے فغفور کے کان میں یہ پھونک دیا کہ اہل فرانس اور انگریز محض خود غرض اور لالچ ہیں  
 اور اہل فرانس ایسے عالی طبیعت ہیں کہ صرف دوسروں کی بھلائی ڈھونڈتے ہیں اور تجارت کو کچھ چیز نہیں  
 جانتے غرض جس حال میں کہ فرانسس کی تجارت کو ختائیں اس عہد نامے کے باعث سے نہایت  
 رسانی حاصل ہوئی ہے غالب ہے کہ چند سال میں دونوں ملکوں کے مابین تعلق کثرت ہو جائے گا لہذا ان دونوں ممالک میں

## پانچواں باب

بیان میں تجارت درمیان اہل امریکا اور ختائیوں کے

تجارت ان لوگوں کے زمانہ میں شروع ہوئی چنانچہ اسی سال میں امریکا سے ایک جہاز کانسٹان  
 ٹین آیا اور جب پولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کے عہد میں ولندیز کے جہازوں کو ختائین کے لئے کی  
 ممانعت تھی امریکا کے سوداگر سب چلاؤ کے ملک میں پہنچا کرتے تھے اور چونکہ اس وقت اہل امریکا  
 کی سلطنت نوعی تھی اور انھوں نے اطاعت و نخونے چھوڑ دی تھی اور ان لوگوں نے بہت چاہا کہ انگریز  
 کی تجارت ختائین بند ہو جائے تاکہ اس فریضے سے انگلش کو ضرر پہنچے اور اس ارادے سے چالیں وضع کر  
 اور انھوں نے ختالین کہ انگریز کو بالکل مات کیجیے مگر بازی اور ختین کی گھٹ گئی ۱۸۲۱ء میں امریکا کی ایک  
 خلاصی گورنر پر تہمت یہ دیکھی کہ اس نے ایک ختائی عورت کو عداوت مار ڈالا حالانکہ اتفاق سے اس نے جہاز  
 سے ہانڈی جو پھینک دی تو اس عورت کی کھوپڑی پھوٹ گئی اس امر کو بہانہ قرار دیکر صوبہ کانسٹانٹین  
 اور ان لوگوں کی تجارت کو بند کر دیا اور جب تک وہ بیچارہ گورا اس کے حوالہ نہ کیا گیا اور اس نے برابر نام تہمت کے  
 اور سکو گلا گھسٹا کے مار ڈالا باب تجارت کلندر ہا پستک کے سیمین عہد نامہ جو میں شرمطون کا درمیان سلطنت اور  
 اہل امریکا کے عمل میں آیا خلاصہ و سکا یہہ ہر کہ اور ان پانچ بندروں میں جہان انگریز کو اجازت تجارت کرنے کی  
 ملی ہر اور انکو بھی دیجاوے اور محصول معمولی سے زیادہ اس نے لیا جاوے غرض کئی باتیں جو فرانس کے عہد  
 میں مخصوص اور مکے فائدے اور غرت کے لیے دخل میں ہیں وہیں کی گئیں ان کے فرض سب اہل انگلستان کے  
 جنگی تجارت ساتھ ختائیوں کے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اور اسی لیے علیحدہ باب میں لکھا گیا  
 یہی کئی اقوام فرنگستانی ختائین تجارت کرتے ہیں اور ملک ثبت اور راجہ اور جزائر کوچ کے ساتھ تجارت  
 ختائیوں کی ہر اور سکا بیان ساتھ انھیں ملکوں کے احوال کے لکھا ہوا اسی جلد کے تیسرے دفتر میں جو دوسرا  
 اور کسی طرف توجہ ضرور نہیں اور ختائیوں کی جو خاص تجارت آپہنچے اور سکا کچھ شہہ جلد اول کے پہلے دفتر میں شہر  
 کے بیان میں اقم نے درج کیا ہوا اور یہاں شاید اتنا کہنا بھی فضول ہو کہ ختائے شہروں میں ابھی موم و ہام تجارت  
 کی اور کثرت تجارت اور جہازوں کی ہر کہ اگر تمام دنیا کی خرید و فروخت کو ایک جامع کیجیے تو اس کے برابر تو کیا ہو



کہ سویتے کی زیادتی محتاجی کی طرف ہتھی اور تین سب سے یہ مہر سطور پر وقوع میں آیا ہے پہلے یہ کہ  
 ویریا اور ہنر و نکتہ کثرت ہے کہ جس شہر کو بلکہ اکثر جس بازار میں سوداگر چاہتا ہے بے تکلف چلا جاتا ہے اور دوسرے  
 یہ کہ بعض صوبوں میں کمیابی طبعی اور صنعتی چیزوں کی اور بعض میں افراط ہوتی ہے اور جب یہ ہو خواہ مخواہ  
 لازم ہوا کہ جس چیز کی زیادتی ہوئی اس کی قدر گھٹن میں نہ رہی اور اس کی فروخت اس جگہ پر کرنی ضروری  
 جہاں اس کی احتیاج ہوئی اور تیسرے یہ کہ ہر کار تجارت پر چونکہ رعایا پروری ختم ہو رہا ہے بھی اس موضع صوبہ  
 یا شہر کا بہت کم خزانہ مقرر ہے جہاں قلت معاش اور کثرت احتیاجوں کی زیادہ ہوتی ہے اور اس کے محض  
 جس جگہ میں طبعی یا صنعتی چیزوں کی افراط ہو وہاں خزانہ سرکاری زیادہ ہے اور یہ دستور العمل سبب غلیم کثرت  
 تجارت کا ہے کیونکہ محتاجوں کو سہولت مالگداری کے سبب سے سکت اپنی ضروریات کے لینے کی ہوتی  
 ہے اور جب ہر بار خزانے کا زیادہ ہے اور انکو کوشش روپیہ پیدا کرنے کی واجب ہوتی ہے +

## چھٹا باب

بیان میں اس تجارت کے جو انگریز اور محتاجوں میں شروع ہوئی تا بشروع لڑائی درمیان دونوں ملکوں کے

اگرچہ حقیقت ہے کہ اعیانہ کو ملک میں آنے دینے اور تجارت کرنے کی جو حکیم گنگ فوڑی نے کی تھی  
 بیشک بد ہے کیونکہ خود مختاری بہت سے فائدے سے محروم ہے لیکن جواب اس اعتراض کا بہت خوب  
 اور موجب ہے کہ یہ امتناع اس بزرگ کی تجربہ کاری اور دانائی اور دور اندیشی کی کامل دلیلوں سے ہے کیونکہ  
 ملک کی زر خیزی اور افراط قسم اجناس حیوانی و نباتی اور جمادی سے جو کہ طبعی اور طبقے میں ہوتی ہے جو  
 واقف تھا چنانچہ جلد اول کے پہلے دفتر کے ملاحظے سے ناظرین تاریخ چین کو اسکا حال روشن ہوا ہے  
 سوا اسکے حکیم کو اس کے ہم وطنوں کی بزدلی و قواعد جنگ گم نشانی معلوم تھی جیسا کہ راقم کے بیان سابق اور  
 بھی آئندہ سے ظاہر ہو پس انھیں دو جہتوں سے خائف ہوا کہ اگر اعیانہ انگریز ملک کی زر خیزی اور باشندگی  
 بزدلی سے واقف ہو کر اپنے وطن جانینگے تو چین کی دولت کے بیان سے لوگوں کو لالچ دکھائینگے اور محتاجوں  
 کی کم زوری حملہ گروں کے دل کے پوریش کی خوف کو دور کرے گی انقضاض اصل سبب امتناع کے یہی تھے حالانکہ  
 حکیم نے امتناع کی وجہ میں ظاہر نہیں کی کہ جس کے ملک میں دنیا کی نعمتیں موجود ہیں اور ہر اہل حق کے دوست

قوموں میں یہ قابلیت اور نہایت بنیں ہو کہ قسیم اور سہیم اور لطیف چیزوں کی ہر وہ چیز جس حقیقت اسکی اتنی ہی  
 ہے جو راقم نے نہایت غرض سے حاصل کر کے بیان کی ہو کیونکہ اگر حکیم سمجھتا کہ اختیار سے راہ درست ہے  
 میں کچھ اندیشہ قباحہ آئندہ کا نہیں ہو تو ایسی چھوٹی نظر ایسے سیر چشم اور عالی مبالغہ اور دانا و بینا کی نسبت  
 کہ نعمت ایزدی کی برکت سے کسیکو قابل محرومیت کے سمجھے + اگرچہ بعض بعض خدائیوں نے ایسا سم  
 اور حال میں بڑی بڑی بہادران کی ہیں چنانچہ اسی جلد کے ذکر سابق میں اسکا حال مہین ہو لیکن اکثر کی  
 جبلت میں بزدلی ہو اور بعضے جو تلوار یا چھپی کی لڑائی میں کسیکے مقابلے سے قدم بھر چھپے نہیں ہتھ  
 تو پتہ تنگ کے نام سے بدحواس ہوتے ہیں اور اسکی نظیریں بالفعل کی لڑائی میں دیکھیں میں آئیں غرض انگریز اور  
 خدائیوں کی تجارت کا بیان شروع سے چاہیے تاکہ باوجود جنگ یافت میں آئے ۱۷۵۶ء میں ملکہ ایلینا  
 بادشاہ گلستان نے جسکی تعریف میں اتنا ہی کہنا کافی ہو کہ ہم لوگ اسکے عہد کو موجب اپنی قوم کے فتح  
 کا قصو کرتے ہیں نامہ مغفور کو لکھا جسکا خلاصہ یہ ہو کہ امیر شہنشاہ چین اور چارڈا کوٹ اور اس بلوچستان  
 شہر لندن کے تجارت آپ کے ملک کی زر خیزی کا حال سنکر اجازت ختامین جانے اور تجارت کرنے کی  
 چاہتے ہیں تاکہ اپنے ملک کی ناہنجیریں آپ کے یہاں لیجاویں اور وہاں کے تحفے اپنے یہاں لائیں +  
 ان غرض وہ بہار حبیب یہ لوگ اس نامے کو لیکر خدائی طرف جاتے تھے راہ میں مارا گیا بعد اس کے  
 ۱۷۵۷ء میں کئی انگریزی تاجروں نے شاہ چارلز اول کا فرمان اجازت حاصل اور عہد پیمان ساتھ پر تگیز  
 کر کے ناظم کو آ کے مل میں آئے اور کہتاں ڈٹل صاحب کئی جہازوں کی بحر لیکر بندر مکا دین پہنچ گئے  
 وہاں کے پرتگیز حاکم نے خدائیوں کو ناراض کرنے کے خوف سے انگریزی بحر کو آگے بڑھنے سے منع کیا  
 لیکن اس بہادر کہتاں نے کہلا بھیجا کہ اب میں یہاں آچکا ہوں اور یہاں نہیں ہو گیا کہ جیسا آیا ہوں اور  
 پانوں پھر جابوں خیر تم اگر جگہ اپنی لنگر گاہ میں نہیں دو گے تو میں اپنے لیے جاؤں سب تجویز کروں گا یہ کہ اپنی  
 بحر سے سپاس جو انوں کو اسے شکر ایک چھوٹی سی مہین پر دریا کا نشان کے مہانے کی تلاش کو اسے بھیجا  
 رور کے بعد مہرے والوں کی ایک ٹونکی ملگنی اور انعام کے لالچ سے وہ ساتھ ہوئے اتنے میں خدائیوں کی  
 علی اور میر البحر نے جب سنا کہ مہانے کا پتا انگریزوں کو ملا نہایت پر قہر ہوا اور بہت سا ناپاکو داغ غرض بعد

بڑی حجت و تکرار کے اونسے اجازت دی کہ تین شخص اس پنس سے ایک جنگ یعنی ختانی جہاز پر کائنات  
 میں جاویں اور تجارت کرنے کی اجازت ناظم سے مانگیں غرض جو بہن قریب کائنات کے یہ لوگ پہنچے چند  
 ختانی اس شہر سے ناظم کے بھیجے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ تم سب مکاؤ میں پھر جاؤ اور وہاں بندوبست  
 تمہاری تجارت کے باب میں کیا جا چکا یہ سنکر وہ لوگ اسی قدم پھرے اور بحر انگریزی میں چلے غرض ان  
 ہوا کہ اجازت مطلوبہ نہیں سب انگلی تب صلاح یہ ٹھہری کہ تمام بحر کائنات کی طرف فوراً روانہ ہووے چنانچہ وہی  
 اور کئی روز تک کوئی فراہم نہیں ہوا غرض جب قریب کائنات کے انگریز پہنچے ختانی ڈرے اور غامی راہ  
 اوٹھوں نے کہلا بھیجا کہ اگرچہ وز تک قریب اس قلعہ کے جو لب یا پر ہی انگریز کی کشتی لگان کے آگے  
 نہ بڑھے تو عہد نامہ ان کے حسبِ لخواہ طیار ہووے گا یہ سنکر وہ سیدھے سادہ لوح ویسے ہی عمل میں لائے اور  
 سفید نشان جو علامت صلح کی ہے جہاز پر سے بلند کیا یہ دھوکا دیکر ختانیوں نے ٹپکے سے کئی توپوں کو  
 قلعے پر چڑھا کر تمام سان جنگ مہیا کیا اور ساتویں وز جو نہیں انگریزی بحر کا لنگر اٹھا اور دیر جہاز پہنچے  
 ختانیوں نے دفعہ کی نگاہ سے گولہ مارنا شروع کیا مگر نشانے پر کمتر پہنچا اس غلامی سے انگریز کو قہر آیا اور  
 جہاز کو قریب لپکا کے اوٹھوں نے مارے گولوں کے آنا نا مانین ختانیوں کو ایسا دھن الا کہ اس طرف کی  
 بارہد موقوف ہو گئی تب فقط سو جوان کنارے پر کود پڑے اور ایک ہی حملے میں مصلیوں پر چڑھ گئے اور ختانی دوا  
 چوٹیں لٹکے بھاگے بعد اس فتح کے انگریز کائنات قلعے پر اوڑا اور فوراً پیغام صلح کا آیا اور اس لڑائی سے  
 یہ باتیں حاصل ہوئیں کہ انگریز کے جہازوں نے کائنات میں پونچکر حبیبی اور سوئٹ کی بھجائی کی اور سواصول  
 اجازت تجارت پر دانگی ملی کہ دریا بحر کائنات کے باہر جس جگہ کو چاہیں قلعہ بندی کر کے کوٹھی مال کی امانت اور  
 حفاظت کے لیے بناویں + دس پندرہ فرسنگ ظاہر ہوا کہ باعث سطر علی اجازت دینے کا یہی تھا کہ فرصت سے  
 جنگ کی زیادہ ملے چنانچہ تہمت خلاف عہد کی انگریزوں پر اٹھنے لگے رکھ کر دو چڑھندار و نو ختانیوں نے قید کیا  
 اور انگریز کی بحر کو لانے کے قصد سے سات جنگ کو اکٹھا باندھا اور اوٹھوں کی باروت اور آتش گیر سوزیدہ مصالح  
 اور دوسری چیزیں جو آسانی سے جل وٹھیں اور جلد نہ جھجیں بھرا دے فیتلہ سلگا کے عین بھلائے کے وقت اس  
 انداز سے انگریز کی بحر کی طرف چھوڑ دیا کہ قریب پونچھا باروت اوڑ جائے اور مصالح چاروں طرف پھیل کے

جہازوں میں آگ لگا دیوں لیکن انگریز خبردار جو ہوئے تو کئی فوٹگیوں کو پیش بندی سے اوشیشیا کی سیر  
استقبال کو بھیجا اور لہجہ سی رسی اور زمین باندھ کے دور گھسیٹے اور خون اور خیراوسی چھوڑا اور الگ ہو کر  
تاشاد میا کہ بے پیس کوڑی کی خرچ کے آتشازی لطف پیدا ہوا اور تو سطح ختائیوں کا مقصد حاصل ہوا اور انگریز جی ہند  
جوتیہ پوتھے اور خون نے دم کا یا کہ اگر ہمیں مخلصی نہیں دے کے تو آتش شیشے سے شہر کو ہم جلا دیں گے اسپر ہوا  
اور خون نے چھوڑ دیا کہ اتنے میں انگریز کی بھر مکا تو سے بہر انتقام روانہ ہوئی اور ختائی بھر کو شکست دیتی اور پانچ  
جہازوں میں آگ لگاتے شہر کو کو فتح کرتے کائنات میں آن پہنچی یہ صورت دیکھ کر اندریوں نے پر تگیز کو بانی فساد  
کھڑا یا اور مبلغ کثیر بطور جرمانہ اونسے انگریزوں کے نام سے لیکر پیغام صلح کا بھیجا اور یہ عہد کیا کہ انگریز دو ہزار  
ٹیل اور چار لوہے کی توپیں اور پچاس بندوقین فغفور کو سالانہ دیکر بخوشی تمام تجارت کریں بعد اسکے ستم تجارت  
ایک نوع سے برقرار رہی حالانکہ ختائی مانڈیرین سوداگر سب جہد مکان کوئی موقع ستانے کا نہیں چھوڑتے تھے  
اور یہاں تک عاجز کیا کہ جب شکستہ سی میں الی جزیرہ فارموسا یعنی کاک زنگانے انگریزوں کو اپنے ملک  
میں تجارت کرنے کو بلایا تو سرکار کمپنی نے بخوشی تمام ایک جہاز کو بھیجا اور وہاں کو بٹھی اور گودام غیر بنایا  
اور ۱۸۵۷ء تک کائنات کی طرف رخ نکلیا عرض و سوقت سے ۱۸۵۷ء تک کوئی امر قابل بیان کے واقع نہیں ہوا  
بخرا اسکے کہ انگریز سب تجارت موقوف ہونے کے خوف سے قانیوں سے بگڑتے نہ تھے حالانکہ وہ انواع  
طرح کی حرکتیں نازیا کرتے تھے اور خواہ مخواہ ہر دفعہ سخت و ناسزا باتیں کہتے تھے اور ختائی دلال اور بازار  
لوگ انگریزوں کو ٹھکنا اور ہر طرح سے رک دینا واجبات عقلی سے جانتے ہو خیاں چھوڑا قتلوں میں سے ایک یہ  
ہو کہ ایک انگریز ریشم خریدنے کے لیے کائنات میں گیا اور ایک دلال سے اپنا مطلب کہا اونسے جتنے  
پنڈے ضرور تھے موجود کیے اور اوسکے مالک ایک ختائی سوداگر کو بھی ساتھ لے آیا خیر مول تول ہوا  
اور اوپر کا پنڈا جو کھولا گیا انگریز نے دیکھ کر کہا سبحان اللہ یہی میں چاہتا تھا اور پوچھا ایسی ہی قسم کا تمام  
سودا کرنے جواب دیا لا کلام آپ بخوشی رکھے اور ایسی چیز ایسا ستا پھر جب پاسی بند ہی کو جو چاہیے سو کہتے  
انگریز نے اپنے ملک کے فروشدون کی رستی پر خیال کر کے سمجھا کہ کس کتا ہی قیمت دے کہ اوسکو خدمت کیا  
گھڑی بھر کے بعد اتفاقاً جو اونسے دوسرے پنڈے کو اوٹھا لیا اور کھول کر دیکھا تو وہاں وہ عجیب گنہ گار

پایا نہ پہلے ریشم کا رنگ نہ دیک سمین تھا اور یہ محض بھوسٹ اور بد رنگ کا کارہ نکلا این گل و گیت  
تو لپک کے اوس ریشم والے کو انگریز پکڑ لایا اور کہا کیوں رہے جیانا بکار چوٹوں کا تھا لگی دار  
تجھے خدا کی سزا یہ کیا اور یہ کیا اور یہ کیا ہو اور اس طرح پر سب پلندوں کو جو کھولا سواا و سکے سب کو  
ایک سے ایک برابا یا غرض تان کی جان یہ ہو کہ وہ خانی مسکرایا اور جواب دیا کہ عاصی نے قصو  
ہو اپنے دلال سے آپ سمجھ لیجیے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ آپ ایک ہی پلندے کو کھولینگے اسلئے  
بندہ ایک تو آپ کو دکھانے اور باقی بیچنے کو لایا اگر وہ کہتا کہ آپ کو کھولینگے اور پسند کر کے لینگے  
سب سے ہی لاتا ہر اجنبی خصوصاً انگریز کے ساتھ اس اس طرح کی حرکت کرنی اپنی سعادت یہ جانتے  
تھے اور جب کسی نے قشہ اس پچ عادت حرکت کا دیا اکثر ان نے یہی جواب دیا کہ خریدنے اور بیچنے  
والوں میں ہمیشہ نزاع ہو کیونکہ مشتری یہ چاہتا ہو کہ اگر مال مفت ملے تو ایک پسند تیجھے اسلئے فروش  
بھی دل میں کہتا ہو کہ اگر اسکی گپڑی تک دام کے شامل چلی آوے تو لے لیجیے اس سبب سے  
ایک دوسرے کو ٹھگنے کا قصد کرتا ہو اور اسمین جو سر سبز رہا اوس کا کلب کہنا  
الغرض اسمین ٹانڈرینون نے سرکار کمپنی کو ایسا ایسا بھروسہ تجارت کی سہولت کا دیا کہ ایمانی  
کے سوا کا نشان میں اوسکے جہازوں کا آنا جانا شروع ہوا لیکن فغفور کین لنک نے اپنے شروع میں  
میں کا نشان کے دس بڑے بڑے تجارت خانی کی ایک کردہ کو جسے ہانگ کہتے ہیں مقرر کیا اور ان  
کے ہاتھ مال بیچنے اور لے خرید کرنے کی اجازت مخصوص انکو دی اور عوض میں جوابدہ واسطے محصول  
سرکاری کے ٹھہرایا پس انگریزوں کو اختیار دوسرے کیسے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا باقی نہ رہا اور یہ  
سوداگران ہانگ جو چاہتے تھے سو کرتے تھے اور جنس نرخ سے اپنا زیادہ فائدہ سمجھتے تھے انگریزوں  
مال لیکر ادھر ادھر روانہ کرتے تھے اور خاتونوں سے خرید کر کے انگریزوں کے ہاتھ بیچتے تھے اور  
نتیجہ اوس دستور بد کا فوراً پیدا ہوا یعنی بجز اوسکے دوسرے خانی سوداگر سب اور فرنگی خوب ہی موٹے جاتے  
تھے اور یہ بد ذات ہانگ والے بیچ میں فرے سے دونوں ہاتھوں ہتے مارتے تھے اس خاص خرید و  
فروخت کے اجارے سے نقصان انگریزوں کو ایسا ہوا کہ انھوں نے تین لاکھ روپوں کی زرباشی کر کے

اس لئے میں اسکو موقوف کروایا اور دوسروں سے خرید و فروخت کرنے کی اجازت فقور کے حصہ  
 سے ملی لیکن اس امر سے زیادہ حیرانی اہل فرنگ کو ملی کیونکہ ہانگ والون نے مانڈرینوں کو رشوت دے  
 کر اپنے ہاتھ میں اجارے کو سابق کپڑج بحال رکھا اور تاکا اونکی گرہ سے رشوت دینے میں جو خرچ  
 ہوا مع سابق نفع کے وصول ہووے مال کو دونوں گران کر دیا اور چونکہ اسکی لپش فقور تک پہنچی سبب  
 مانڈرینوں کی رشوت ستانی کے دشوار تھی انگریزوں نے دیکھا کہ سولے ترک تجارت کے دوسرا  
 کوئی چارہ نہ تھا کہ اتنے میں تجارت انگریزی کا پانا بعض بعض ہانگ والون کے پاس سابق خط کھلا اور انھوں  
 نے اس قرض کے اداسے انکار کیا آخر مناسب سمجھا گیا کہ شاہ انگلستان کسٹم سے کوئی سفیر فقور کے دربار میں  
 جاوے اور ان حرکتوں کی نالیش کرے چنانچہ ۱۷۹۲ء میں ہارڈسکاٹنی بہادر جو سابق میں ملک مندر اس  
 گورنر تھے اس عہدے پر مقرر ہوئے اور تحائف لیکر اونکی بحر کا نشان میں ۱۷۹۳ء سال کے جون مینے  
 میں پہنچی اور چونکہ اسکی آمد کی خبر فقور کو پہنچ چکی تھی ہر شہر کے حاکم اور ہر صوبوں کے ناظم پر فرمان جاری ہوا  
 کہ شاہ لندن کا سفیر فقور کا مدعو سمجھا جاوے اور ہر طرح سے اسکی خاطر کجاوے اور ہر کار کسٹم  
 سے رسد پیچھا اور بار برداری کی سہیل ہووے چنانچہ ویسے ہی عمل میں آیا اور کا نشان سے چین تک  
 ہر تہل پر مانڈرینوں نے تحفہ شہر میں اور لطیف کماے سفیر انگریز کے سامنے چن دینے کے سولے جو کچھ طلب ہوا  
 بے مال حاضر کیا القرض کا نشان سے انگریز کے جہاز مندر کی راہ سے جب صوبہ پٹی کی بند میں پہنچے صوبے  
 کا ناظم بہت کروفر کے ساتھ استقبال کو پچاسوں من حق حکم شہنشاہ کے آیا اور شہر لن ہانگ میں سفیر کو لئے  
 اور بڑی دھوم دھام سے ضیافت کھلائی اور سرکاری کشتیاں بوقلمون تکھٹ گوناگون سے سجیں سفیر اور  
 جلو کے خدام کی سواری کے لیے متعین ہوئیں اور پھو کے دریا سے شہر مان ہو میں جو چھ کوس الیاف  
 چین سے ہو جب پہنچے تو وہاں دعوت کھا کے پالکیوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر انگریز پائے تخت میں پہنچے اور  
 چونکہ فقور موسم گرما میں شہر جہول واقع مرحد تار میں رہتے ہیں اور اس وقت تک چین میں تبریف نہیں لائے  
 تھے اطلاع سفیر کی آمد کی وہاں گئی اور جب تک جواب نہیں آیا میں میں کے باغ میں جا  
 تقریف راقم نے جلد اول میں کی ہی اتوار سے گئے اور وزرا اکثر آئے اور سفیر



کو کہا کرتے تھے کہ آپ کو لازم ہے کہ موافق دستور کے فغفور کو گوٹو یعنی سجدہ جو کہ درباری کورنش ہے  
 سجالا لیکالیکن و بخون نے برابر انکار کیا اور کہا کہ ہمارا بادشاہ نہ باج گزار نہ فرمان بردار فغفور کا ہے اور نہ  
 کسی طرح سے رہتے اور شان شوکت میں اس سے کم ہے پس ہم کیونکر گوٹو کر کے ایک نوع سے قبل  
 تھاے بادشاہ کی نبرگی اور اپنے خاوند کی خود سی کا کرن الغرض بعد بڑی حجت و تکرار کے ختائی  
 وزیر نے ہٹ کر ناچھوڑ دیا اور لارڈ کمارٹنی نے ساری گفتگو اسی بات پر ختم کی کہ ہم جیسا اپنے بادشاہ کو کورنش  
 کرتے ہیں اسی وضع سے فغفور کے حضور میں آداب سجالا وین گے \*  
 یہ نہ سمجھا چکا کہ اشارہ شہنشاہ کا سفیر انگریز سے سجدہ کروانے کا نہ تھا کیونکہ یہ وزیر جو اس قدر مہر اس  
 امر میں ہوئے سکھلائے پڑھائے ہوئے تھے اور سفر میں کسی دفع ایسی ایسی حرکتیں بخون نے کی تھیں  
 جس سے عوام الناس پر ظاہر ہوئے کہ شاہ انگلند نے فغفور کو خراج بھیجا چنانچہ چھوٹے دریا سے جس وقت  
 سفیر کا گزر ہوتا تھا کشتیوں پر ایک نشان مانند نیون نے لٹکایا جس پر لفظ باجگزار ختائی زبان میں چہیا تھا اور  
 چونکہ کسی خیال و سپرنگیا تمام مشہور یہی ہوا کہ شاہ انگلند نے تمنا سے اپنے کو فغفور کے باجگزاروں میں داخل کروایا  
 حاصل یہ کہ حکیم امرباب اور آداب کے علی ہو چکے فغفور نے جی ہول میں سفیر کو بلوایا اور راہ میں بدستور خاطر  
 داری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوا اور درود کے کئی روبر بعد خاص خیمے کے اندر جہان دنیا کے  
 تکلفات اور آرائش تھے فغفور نے سفیر سے ملاقات اور نہایت توجہ سے بات کی اور شاہ انگلستان کے  
 مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اور جو خطا و بخون نے بھی تھا سفیر کے ہاتھ سے خود بدست خاص لیا چنانچہ  
 تمام لطف ایک طرف اور یہ توجہ ایک طرف سمجھی گئی اور اس امر سے عزت افزائی کو صدر پر پونچھا دیا سوئے  
 اسکے تحائف جو پیش کیے گئے نہایت غلق اور شکر کے ساتھ مقبول ہوئے حالانکہ لارڈ کمارٹنی نے  
 سچ کورنش سلطانی جو انگریزوں میں مروج ہی یعنی گٹارن میں ٹیکنے اوز ٹوپی اٹھانے کے ختائی آداب کچھ  
 کیا بعد برخواست دربار خاص کے سفیر اور دوسرے جلیل القدر انگریزوں کو مسندین منحل کی فغفور کی بائیں  
 طرف ملین اور دائیں طرف اقربائے قریب کی قرابت والے اور کئی سلاطین باجگزار بیٹھے اور چنڈلے کے بعد  
 دو دو شخصوں کے سامنے ایک ایک سپاہی نیز کی قسم سے لگا اور ان تمام طرح کا لذیذ کھانا چاہا گیا اور فغفور نے بھی

نوش جان فرمایا انھیں ہفتے روز تک انگریز جہول میں رہا اور وہی عرصے میں فغفور کی تراسوئیں برس کی  
 سالگرہ بری دہوم و ہام سے ہوئی اور اوسکی خوشیاں اور رنگ یلیان جب تمام ہوئیں انکو خست ملی اور بری  
 نہ ختا سے جانے کی اجارت دی گئی اور شاہ انگلند کے نام کے جواب میں فغفور نے خط بہت محبت کے اظہار  
 سے لکھا لیکن اجارت تجارت کرنیکی بندر چوڑاں اور نیمپو اوٹین سنگ میں سوا کا نشان کے جو طلب ہوئی تھی  
 حیلے حوالوں سے ٹال دی گئی عرض فائدہ اس پیغام و سلام سے یہی ہوا کہ صوبہ دار کانٹان جس کے انگریزوں  
 زیادہ طلبیان کی تھیں معزول ہوا اور اوسکے قائم مقام کو حکم دیا گیا کہ خبردار رہے کہ بار دیگر ایسی بات نہ کی جائے  
 چنانچہ دو برس تک انگریز تہائے نہیں گئے لیکن فغفور کین کینگ جب اپنے جلوں کے ساتھ ہیں تمام دوسرے  
 موافق منت اور نت کے تحت سے مستغنی ہو کر گوشے میں جا بیٹھا اور اوسکا بیٹا کینگ مستنشین ہوا  
 ہانگ کے تاجروں نے اپنا پرانا دھنگ نکالا اور بدستور انگریز کے ہاتھ بیچنے میں سوداگران کیا  
 اور اون سے خرید کرنے میں نرخ گھٹا دیا اور اسی طرح دونوں طرف سے ضرر پہنچایا  
 لیکن بجز برداشت کرنے کے کچھ چارہ نہ تھا تا جروں نے خاموشی اختیار کی  
 شہر کی آخری میں نامہ و پیغام اور تحفہ تحائف کا ارسال دونوں طرف سے درمیان شاہ انگلند و فغفور کے  
 وقوع میں آیا لیکن شہر میں دو مہینے تک تجارت اس سبب سے بند رہی کہ دلکان درمیان سرکار کپنی کے  
 چند گورے خلاصیوں اور بعض ختائی لچوں کے ہوا اگرچہ انگریز کے آدمی بعد قضیے کی شروع کے پر خاں سے  
 باز رہے لیکن ختائیوں نے اپنے گوزر اور سمجھ کر انگریز کی کوٹھیوں پر ایسی کلوخ اندازی کہ راہ بند ہو گئی آخر  
 کو غائب ہو کر کپنی کے خلاصیوں نے سردار و نکا کہنا مانگے اور پراسیا حملہ کیا کہ ایک چینی مارا گیا اور باقی کا غول  
 بھاگا چون گویا صوبہ دار کانٹان کی مرضی کے موافق ہوا کیونکہ خاصہ بہانہ انگریزوں کے ستانے کا  
 ہاتھ لگا چنانچہ اوس نے اونکا آنا جانا شہر میں اور خرید و فروخت کرنا بند کر دیا اور ایک اور سحارے  
 گورے کو نامزد کر کے قتل کر نیکو طلب کیا جیسا کہ انہوں نے اہل امریکا کے ایک شخص کو کچھ تھقت دیکر  
 ہلاک کیا تھا لیکن انگریزوں نے اپنے آدمی کو جو لے نکلیا اور یہی جواب دیا کہ اول تو اوس ہڈیوں  
 معلوم نہوا کہ کسکے ہاتھ سے وہ شخص ختائی مارا گیا دوسرے یہ کہ اگرچہ نشان بھی دیا جاوے

تو اس نے اپنی حفاظت جان کے لیے مارا اور ایسے امر کو خون باحق یا عداوت سے تصور کرنا  
 خلاف عدالت کے ہے + یہ جواب با صواب دیے اور پانچ لاکھ روپے  
 نذر و ن میں جس طرح کر کے ابواب تجارت کھلوائے اور اس ادنیٰ شخص کی  
 جان کے تصدق میں مبلغ کثیر صرف کیے اسی سے ترددانی اور رفیق پروری  
 ہماری قوم کی ظاہر و باطن خواہ مخواہ تجارت کرنے کی متناع ہوئی اور پانچ برس کے بعد جب  
 پھر انگریز کی سوداگری موقوف ہو گئی سر جارج سٹائن اور سر ٹی سٹاکوف صاحبوں نے کانٹان  
 میں شکایت ان مردوں کی صوبہ دار سے کی عرض کیا اس نے مطلق توجہ نہ کی اور بخون نے حکم دیا کہ  
 تمام انگریز شہر کا نشان کو چوڑ دین اور جازون کو بندر سے نکال لے جاوین یہ ستم ہی ماند بیون  
 کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے نتیجہ پرا نکلا و اسی ڈر سے کئی باتیں جو انگریزوں کو سخت ناگوار  
 تھیں موقوف کی گئیں لیکن تاہم اکثر مردوں میں فرق نہوا یہاں تک کہ دوبارہ کسی سفیر جلیل القدر کا بھیجین  
 جانا ضرور سمجھا گیا اور اسی ارادے سے لارڈ دامر سٹ ہاؤس کے ایجنٹ فروری کو لندن سے  
 روانہ ہوئے اور صوبہ بھیلی کے کول میں اسی سال کے گت مہینے میں داخل ہوئے اور چونکہ حکام  
 کانٹان نے دروغ گوئی کر کے مغفور کی طبیعت کو انگریزوں سے برشتہ کیا تھا مانڈانینوں نے نور  
 اول سے اسی کو ٹوکا کہ یہ انکا لاکھ کیوں کہ معلوم اونہیں تھا کہ اس کو رش سے جو سواے خدا تعالیٰ کے  
 کسی مخلوق کو شاہنشاہ روی زمین کیوں نہ کرنا چاہیے انکار کر دیا اور یہی بہانہ مغفور تک نارسانی کا قرار  
 دیا گیا چنانچہ پہلے ہی سوال وکیل سلطنت نے لارڈ صاحب سے یہی کیا کہ ہمارے خاوند کو شہید  
 کر دے یا نہیں انقض وہ خاطر سفیر کی ہین کی گئی جو آگے ہوئی تھی اور بخت کے کچھ حال نہوا اگرچہ پیڑ  
 ملک سفیر کو پانچ لاکھ لگایا ویسا ہی پھر آیا بلکہ حق تو یہ ہے کہ مغفور نے کوٹس کے باب میں انکار سنکر حکم دیا کہ سفیر  
 لندن دم بھر دارالامارتین میں رہنے پناوے بلکہ شاہ لندن کے نام سے جواب میں ایک فقرہ ہی  
 لکھا گیا کہ بار دیگر حاجت نہیں کہ تم اتنے دور سے سفیر بھیجو اور اس دفع ہم نے  
 صرف شہر بدر ہونے کا حکم دیا حالانکہ اس کی گستاخی قابل سخت نرا کے ہے +

لازم تھا کہ اسی حرکت نازیبا کو جو خلاف ضابطہ سلاطین کے واقع ہوئی انگریز وجہ لڑائی قرار دیتے اور غفور بے شعور کو خوب ہی دہشت کھاتے لیکن صد افسوس کہ چونک گئے اور خاموش چور اور غم کیا تو سلاطین کی لڑائی کا تحم بویا والا اگر فوراً پر خاش پر کمر بستہ ہوتے تو خالی دہ جاتے غرض پلج جرسی بلا ہوا اور تجارت کے موقوف ہونے کے خوف سے شکایت تک سنین کی اور ایسے صیر نامناسب سے تشغیل اور بنیاد کا اپنے اوپر دار دیکھا تھا اول شہر اس چپ سے کا اوس سال نمود ہوا جب سرکار کپنی کا جہاز لا رڈا محسٹ کو صوبہ پھلی میں پہنچا کر کاٹان میں پھرایا کیونکہ جاگنی جہاز اوس میں کمنے کا قصد جو ہوا خانیوں نے مال کو لینے ندیا اسپر بہت سی عرضیان انگریزوں کی گذرین لیکن بے حصول جواب کے ویسے ہی پھیر دی گئیں بلکہ بعضوں کی مہرین تک نکلیں یہاں تک کہ جب جہاز کا کپتان یعنی ناخدا عاجز ہو کر شہر کا ٹان میں گیا اور اپنے ہاتھوں سے درخواست گذرانی تو بھی مطلقاً توجہ نہ ہوئی بلکہ جو خالی باعث اس سالی کا ہوا تھا اوسپر ایسی مار پڑی کہ جب ہی کہ تلون کی راہ سے اوسکی جان نہ نکل گئی اس ذلت کے واسطے سرکار کپنی نے بدستور مناقشہ کیا اور اگرچہ ہندوستان کے بادشاہ بین لیکن ختامین ادنیٰ بینے کی طرح دو گالیاں کھا کے چلے ہو رہے حالانکہ سکوت سے فائدہ تو نہیں ضرر عظیم تو بھی رہا تھا چنانچہ شاہ انگلنڈ کا ایک جہاز نام ال سیٹ کے کپتان ٹاکس ول صاحب نے ہانڈینوں کی اجازت اپنے جہاز کو دریائے کاٹان میں لیجا کر مرمت کرنے کے لیے موافق عہد کے طلب کی اور اسے ہانڈین کے چرب بات مال دی اوسے فوراً لنگر اٹھایا اور جاے مقصود کی طرف چلا تب دفعۃً قلعہ سے نو توپوں کی بارہ جہاز پر چلی اور خالی جہاز کی سے بھی گول اندازی شروع ہوئی لیکن اس بہادر بے بدل نے جہاز کو مورچوں کے سامنے لیجا کر ایک بارہ ایسی ماری کہ قلعے کے توپچی فصیلوں پر سے بھاگے اور اس کے بعد بڑی قدر اس صاحب کی خانیوں نے کی سوائے اسکے ایک دفعہ اور اسے اس کی انگریزی جہاز کو رے خلاصیوں اور خانیوں میں جب نکلا اور خون و خراب ہوا اور تجارت موقوف ہوئی مسٹر جنرل رمن صاحب جو مختار کل کپنی کی تجارت کے تھے اونہوں نے فوراً دوسرے کماشتوں کو ساتھ لیکر کاٹان کو ترک کیا اس کمر بستگی کو دیکھتے ہی ہانڈینوں کو خوف ہوا اور گر گر کر اسکے اونہوں نے نہایت کھلا بھیجا کہ

آپ پھر تشریف لائے اور بدستور تجارت کیجیے اور اس ہمت و چالاکی کے لیے صاحب مدوح کا ہمتا  
 سرسنی خان بہادر کا ہوا علاوہ اسکے ۲۵ ملین مسرجہ نہایت ہی صاحب سودا گرجات کے کے تنہا ایک رو  
 کا نشان کے صوبہ دار کے پاس بھیجی گئے اور اجازت مانگے بی تکلف چلے گئے اور شکایت سخت کیے  
 اور محصول کو موقوف کر دیا جو سودا گردن سے اس طور پر لیا جاتا تھا کہ جب اپنے آل و عیال کو دیکھتے تھے  
 میں وہ جاتے اور وہاں سے اپنے کاروبار کے لیے کا نشان میں پھر آتے تھے تو آنے جانے میں کوئی  
 سات آٹھ سو روپیہ محصول کا ہر دفعہ اون سے لیا جاتا تھا پس جب کہ حکم انگریزی کی بی بیون کو بجز نکا و س کے  
 کا نشان میں بننے کا تھا اور کا نشان میں آنا اون کے شوہر کو ضرورت تھا تو دو فی مہصبت لڑکے بالے والوں  
 عائد حال ہوتی تھی ایک جدائی اور دوسری ادا اس سخت محصول کی انقض صاحب مدوح نے اپنی جان پر  
 کیل کے اس محصول کو موقوف کر دیا اور دوسری دلیلون میں سے کہ انگریزوں کی ہمدردی اور  
 قواعد و آلات جنگ سے خدائی خائف ہیں ایک یہ ہے کہ جب دھمکی ملی  
 کج خلقی اونکی موافق بزدلوں کے قاعدہ کلیہ کے موقوف ہو گئی اگرچہ ظہر میں  
 تھا کہ خنائیوں سے دہن میں قباحت اور دھمکانے اور برابر آنکھ ملانے میں فائدہ  
 تھا لیکن خوف تجارت کے موقوف ہونے اور چاہے نپانے کا کہنی کو ایسا تھا کہ سب کچھ گوارا  
 کیا گیا قصہ ۳۵ میں فرمان فغوری امتناع میں انگریزوں کے افیون لانے اور خدائیں بیچنے کے باب  
 میں جاری ہوا بلکہ حکم ہوا کہ بندر ہوام پاؤسے افیون کے ہمارے نکال دیے جاویں چنانچہ لنگر گاہ  
 لندن میں وہ جا لگے اور اگرچہ صوبہ دار کا نشان خود چاہتا تھا کہ افیون کا کاروبار ایک قلم موقوف ہو جاوے  
 لیکن جب اس نے دریافت کیا کہ بالکل مانڈرین کو اسکی خفیہ تجارت سے فائدہ کثیر حاصل ہے وہ بھی زیادہ سہی  
 باز رہا عرض ۳۵ سال میں ایک محتسب نے عرضی شہنشاہ کے حضور میں بھی کہ مملکت کی تمام چاندی  
 افیون کی خرید میں نکل جاتی ہے چنانچہ فغوری کے جلوس کے تیسرے سال سے تاج تحریک دو کروڑ  
 چونتیس لاکھ سے زیادہ کی چاندی ملک سے نکلی اور اس کے عوض ایک سم قائل جان مال کا نقصان  
 اور قطع نسل کرنے والا مملکت میں آیا تھا اس واسطے لازم تھا کہ سخت امتناع اسباب میں ہووے

چنانچہ فرمان پر قمر موافق ہو سکے جاری ہو لیکن ختائیوں کو یہ چاٹ اس نہر کے استعمال کی پوری ہی اور اس کالی بلا کے اوپر مجنون کی طرح ایسے عاشق تھے اور انگریزوں کی سکی تجارت سے منفعت کثیر حاصل تھی کہ دونوں کے مشورے سے بہتوں اس کی خرید و فروخت چوری سے بحال رہی چونکہ افیون کی بابت انگریزوں اور ختائیوں میں ملکہ نہیں لڑائی ہوئی اور غالباً کچھ کسی وقت دوبارہ اسی بات پر قصہ پھیلے مناسب ہو کہ اسکے رواج پانے کا کچھ حال لکھا جاوے تاکہ اس فساد کی بنیاد سمجھ میں آوے۔

اطلاسے خٹا نے ہمیشہ سے استعمال افیون کا دوا درست سمجھا ہوا اور صوبہ بن نان میں اس کی پیدائش ہوتی تھی اور قبل اس کے دو سو صندوق سے زیادہ ہندوستان سے مملکت چین میں نہیں جاتے تھے لیکن جب پرتگیزیوں کی تجارت شروع ہوئی رفتہ رفتہ ہزار صندوق کی نویت بھی اور جب یہ بات مشہور ہوئی کہ ختائیوں کو اس جاذب خون کی چاٹ پڑی اور لاکھوں روپے کی یافت اس کی تجارت میں ممکن تھی انگریزوں کی سرکار کمپنی بہادر نے اس کی سوداگری شروع کی اور بیس برس میں انہیں لوگوں کے وسیلے سے دو ہزار صندوق کی خرید و فروخت ہونے لگی اور آگاہی فقو کو جو اس کی ہوئی اس نے نعمت متنازع اور صوبہ دارین تان کو تاکید کی کہ پیدائش افیون کو موقوف کر کے نہ اٹھیں قصاص اور قرقی معاش اور نقدیر کی اون کو دیوے جو افیون کے پیدا یا استعمال کرنے یا بیچنے میں پکڑے جاوے غرض باوصف اس طرح کے فرامین کے استعمال اس وبال جان کا دن بدن بڑھا اور انگریزی تاجروں کے جنگی جہاز دریا کے کاسٹان کے جزیرہ لن تان کے پاس لنگر پر تھے اور شہر کلکتہ دارالامارہ انگریز کی مملکت ہند سے جہاز افیون سے لے کر جا کر انہی جہازوں میں داخل کرتے تھے تب شب کو ختائی کشتیاں جن پر چالیس یا پچاس خٹکے مضبوط ڈانڑی ٹڈر شیطاں سے لڑوانے والے رستے اون جہازوں کے پاس جاتیں اور موافق نرخ کے چاندی سے افیون لے لے راتوں رات پھیر آتیں اور سوداگر راتوں رات لے جاتے اور بیان تک اس کیمت نشے کا شوق ختائیوں کو ہوا کہ ستر سال میں چالیس ہزار صندوق افیون کے چین میں گئے اور کوئی پچاس لاکھ کی چاندی وہاں سے عوض میں چلی آئی اس کی خبر جاسوسوں نے شنشہ کے حضور میں پہنچائی اور عمائد بارگاہ اور وزراء اور حکما کو حیرت کیا وہشت اور فقور کو وحشت ہوئی کہ کیا بلانازل ہوئی کیونکہ اور قباحتوں میں تین قباحت اس



کی نظر میں کہ اس کا علاج دشوار دکھائی دیا اول یہ کہ اس پوچ خیر کے عادی رہنے سے آدمی بیکار محسوس ہوتا ہے اور اپنی نسل کا آپ قاطع اپنے مال کا آپ خائن اپنے عیبوں کا آپ غلام اپنی صحت کا آپ مادم اپنے رموز کا آپ پروردہ و اپنی جان کا آپ قاتل ہوتا ہے اور اگرچہ شروع عادت میں اندک تفریح طبع حاصل ہوتی ہے لیکن جوں جوں عادت بڑھتی ہے وقت معمولی پر خوشی تبدیل برنج اور سیری تبدیل بجابت ہوتی ہے اور جوں جوں افیون کا مقدار زیادہ ہوتا ہے حسی اور چالاکی اور سرخروئی اور آنکھوں کی روشنی اور ہاتھ پاؤں کی طاقت اور چہرے کی تازگی اور مزاج کی قوت حاصل کلام انسانیت کم ہوتی ہے دوسری قباحت یہ تھی کہ سال بسال ہزاروں میں چاندی ملک سے نکلی جاتی تھی اور عرصہ میں اس کے ایک شی مملکت ملتی تھی اور نتیجہ ہکا بکا ہوتا تھا ہر چاہے پچاس برس میں ملک کی دولت غیروں کے حوالے ہو جاتی اور امید دوسری کی پیدائش کی باقی ہوتی کیونکہ کسے کسے کیا ہو کہ افیونی سوائے غوث میں مجبور محض ہو کر بیٹھے رہتے اور انکے منہ کیے چوڑے کھانے اور کیا کے بات کرنے اور گپ بیودہ سے کے کسی نیک کام کے قابل نکلا ہو پس جبکہ اپنے حواس کی خرابی بچا رہے مجبور کو نہیں تو کیونکہ توقع اوس سے کاروبار کی ہوشیاری کی یا تکلیف صنعت و دستکاری کی یا کشت کاری کی مصیبت یا تحصیل علم کی دقت کی جائیگی یہ تیسری قباحت یہ نظر آئی کہ اہل فرنگ خصوص قوم انگلش کی زیادہ آمد اس جنس کے سبب سے ملک میں ہونے لگی اور ایک تو استیلا حکما کی اغیار سے زیادہ خلا لا کہنے کی تھی ہی تھی علاوہ اسکے زیادہ تر نفوت ہوا کہ مبادا ہندوستان کی سی صورت خفا کی نگرین کہ تاجر ہو آوین اور ملک کے مالک بن جائیں ان فرض انہیں خیالات سے فقور نے حکم دیا کہ جو شخص چندویں دوکان رکھیکاد م خفا کہے مارڈالا جائیگا اور اس کا شریک ٹھہر گیا سو ضرر میں بانس کی تلووں پر کھا کر خارج البلاد کیا جائیگا اور مہربانے والے جو اسکے اطلاع نہیں دینگے سو ضرر تلووں پر کھا کر تین برس کے لیے وطن سے نکال دیے جائیں گے اور کوئی نوکر سرکار اگر چہ ڈوبے گا دو مہینے تک گلی میں ہی لٹائی ڈال دی جائیگی جس کا حال راستہ میں پہلی جلد میں لکھا ہے سولے اسکے نوکر سے معزول کیا جائیگا اور یہ مار کھائیگا کہ چہ مہینے تک اوٹھ لے سکے اور علی ہذا القیاس اولی آدمی کے لیے کم نرا اور اکابر کے واسطے سخت نرا اس جرم کے لیے مقرر ہو و گی چنانچہ ۱۸۳۷ء کے فروری مہینے میں ایک خانی چندویں دوکان والا عین انگریز کی کوچنی کے سامنے ہلاک کیا

اہل قصہ ہی اور تجارت کا تہا کہ ۳۰ سال کی چھیسویں فروری کو ایک ختائی جواہل فرنگ کا دھال افیون کی  
 خرید و فروخت میں تھاپڑا گیا اور انکی آنکھوں سے سانس قتل ہوا یہی گویا پہلی شاخ نخل فساد سے پیدا  
 ہوئی اور انگریزوں کے سودا دوسرے فرنگیوں نے بھی اپنی اپنی کوٹھیوں کے نشان کو اتار لیا اور اسی  
 طور سے اپنی بخش کا اظہار کیا غرض ۱۰ ماہ مابین سنہ مذکور کو ایک مانڈرین جلیل القدر جس کا نام لن تھا غفور کا  
 بیجا ہوا شہر کا نشان میں پونچا اور آتے ہی ایشیا دیا کہ جس قدر افیون جہازوں اور گولوں میں ہونے والے  
 کی جاوے اور تمام تجارت فرنگ سے اتار اس شرط کے ساتھ تحریر میں آوے کہ بار دیگر کوئی شخص افیون  
 کا کاروبار کرے گا واجب القتل ہوگا چونکہ کتیاں ایٹ صاحب جواہل وقت سرکار انگریز کے بڑے کماٹے  
 کا نشان کی تجارت میں تھے بندر مکاؤ میں کسی کام کو گئے تھے تجارت انگریز نے اس ایشیا کا جواب  
 انکے آنے پر موقوف رکھا اتنے میں ۱۹ تاریخ کو لن نے حکم دیا کہ اہل فرنگ کی آمد و شد درمیان مکاؤ اور  
 کا نشان کے موقوف ہووے بلکہ اپنی اپنی کوٹھی سے باہر کوئی انگریز نہ نکلے چنانچہ ہم تاریخ کو کتیاں  
 ایٹ صاحب جو نہیں کا نشان میں آکر اپنے مکان پر اور ترنا چا با سیکرہوں خانیوں نے جنگ کھاٹو گہر  
 لیا اور سیطح سے وہ بزرگ بھی قیدیوں کے شریک ہو گئے اور لن کی دھکی میں ایسے اگے  
 کہ تیسویں کو انھوں نے جمیع تجارت انگریز پر شہتبار دیا کہ بالکل افیون کو حوالہ کریں چنانچہ بیس ہزار دو سو سی  
 صندوق کو سودا گروں نے مجبوراً کوٹھی سے نکال دیا اور دس ہزار صندوق جہازوں کو اتار دیے اور  
 سہ اپریل تیسویں تک لن نے اس افیون کو اس طرح نقصان کیا کہ تین بڑی بڑی کھانیاں کھدوا اور خچہ کھولے  
 ایک ایک مقدار افیون پانی میں گھول کے لاون میں پینکی جاتی تھی اور لوگ نمک اور چونا او سمین مخلو کرتے تھے  
 باوجود اتنا نقصان انگریزوں کا کرنے کے لن نے پہرہ چوکی انکے گھروں پر سے موقوف نکلیا بلکہ زیادہ شد  
 سے نظر بند کیا اور اٹھارویں مئی کو دوسرا ایشیا چہا پاکہ انگریز کا نشان سے اگر چلے جانا چاہیں تو چلے جاویں  
 بشرطیکہ پھر اپنا موند نہ دکھائیں چنانچہ اسی اجازت کو اس حال میں غنیمت سمجھ کر کتیاں صاحب موصوف اور دوسرے  
 سب انگریز کاؤ میں آئے لیکن اور بھی انواع طرح سے خانیوں نے ایذا پہنچائی یہاں تک کہ تیسویں گشت  
 انگریزوں نے جزیرہ ہانک کانگ میں اقامت اختیار کی اور جب اسی مہینے کی اکیسویں کو لن نے تمام

ختائیوں پر شہتارے کے حکم دیا کہ انگریزوں کو جہد ہر پادین مارڈالین تب کپتان ایٹ نے بندر کائن  
 میں ختائی جہازوں کا آنا جانا بند کروادیا حالانکہ صرف ایک ہی جہاز ملکہ انگلنڈ کا مسمی و لا آراوس مقام  
 پر تھا غرض جب دوسرا انگریزی جہاز مسمی ہیا سنہ شروع ماہ ستمبر میں نچا ایٹ صاحب نے قصد کیا کہ کچھ  
 بندوبست ہوئے تاکہ تجارت موقوف نہ رہے لیکن کئی حرکتیں ختائیوں نے ایسی کیں کہ مطلق اعتماد و  
 قوافل پر کرنا خلاف عقل کے نظر آیا چنانچہ اٹھائیسویں اکتوبر کو ایٹ صاحب اپنے یہاں کے دو جہاز  
 کو لیکر غرض کے پاس گئے اور ایک خط اس مضمون کا بھیجا کہ اگر ختائی ایذا رسانی سے باز نہیں آؤ گے  
 تو انگریز انتقام لیوینگے اسکا جواب یہ ملا کہ دوسری مہج کو ختائی میر پھر کانا نام کو آن تھا جنگ جنگی لیکر لٹلکو  
 آیا اور انگریزوں نے صرف دو جہاز سے سب کا مقابلہ کیا اور چار گھنٹہ میں تین جنگ کو ڈوبادیا اور  
 تین میں اگل گادی اور باقی لوگ بچے ہو کر ایدہر او دہر پناہ گیر ہوئے اس شکست کامل کو کپتان نے  
 فتح قرار دیکر فہفور کو اطلاع کی اور اپنے بھانپنے کو انگریز کا ریز کرنا ٹھہرایا لیکن حقیقت حال دربار میں کھلا  
 تو وہ عہدے سے منزول کیا گیا ۱۸۳۹ء کا سال اسی وضع سے تمام ہوا اور اسی عرصے میں لندن  
 میں تمام کیفیت گئی اور وہاں سے ملکہ نے حکم نواب گورنر جنرل بہادر کے نام میں بھیجا کہ فوج بحری و  
 ختامین واسطے انتقام کے روانہ کی جائے چنانچہ اوسکے بموجب ۱۸۴۰ء کی تیسویں جولائی کو چودہ جہاز جنگی  
 اور چار روحانی اور چھاس جہاز بار برداری کے اور چار نہر ارفوج خشکی کلکتے اور مندراس سے سینکا پور میں  
 پہنچی اور سرکار ڈن بریر بہادر کے تابع لشکر بحری تھا اور کرنل بل صاحب گورنری اٹھارہ ہین بلڈن کے  
 سر ارفوج خشکی کے ساتھ پہنچتا ہی حکام ہیانتک نا واقف انگریزوں کی بہت اور سپاہ گری سے تھے کہ بہت شہتارا  
 مضمون کے انھوں نے چھاپ کر ہوادیہ کہ چالیس ہزار روپیہ اوس شخص کو دیا جائیگا جو دشمن سے کسی  
 توپ والے ایک جہاز کو چھین لائیگا اور بیس ہزار اوسکو جو اسی جہاز کو جلا دیگا اور انگریزی میر پھر کو جو گرفتار  
 کر کے لائیگا دس ہزار پائیگا غرض اسی طرح ہر شخص کے ہارنے یا گرفتار کرنے کے لیے ختائی حکام نے  
 نرخ مقرر کیا لیکن وہی روز میں ان باتوں کی لغویت اور اپنی بے حقیقتی اور انگریزوں کی سپاہ گری کی کیفیت  
 کمال گئی کیونکہ انگریزی جہاز جنگی چالیس توپ والا جسکا نام بلائڈ تھا جب قلعہ اٹھائے گئے قریب پہنچا اور

ختائی میربحر کو خط دینے گیا اور نام صاحب ترجمہ کشتی پر سفید نشان علامت ایچی گری بند کر کے کنارے کی طرف  
 متوجہ ہوئے اور خانیوں نے خلاف آئین جنگ کے اوپر گولہ مارا بلکہ قلعے اور کنارے کے مورچوں سے  
 دفعہ توپیں اس جہاز اور ایچی کی کشتی پر چلنے لگیں تب کپتان برٹیر صاحب نے بلا ٹکڑو قریب لیجا اور فیصلوں  
 سے ملا کر دو گھنٹے تک ایسی باڑہ ماری کہ قلعے کے سپاہیوں کی ساری سپہ گری بھول گئی اور گتے ہی  
 بن آئی لیکن چونکہ انگریزوں کو قلعے پر اس وقت دخل کر لینا منظور تھا اور اس کا قبضہ میں آنا ان  
 کے قصہ کے لیے کچھ ضرورت تھا انہوں نے صرف اسی قدر مزاد ہی پس سمجھی لیکن خانیوں نے  
 مشہور کیا کہ تمام بحر انگریزی کو انہوں نے مہا دیاہد بعد اس کے جزیرہ چوڈانگ کی سمت ہمارے  
 یہاں کی بحر چلی اور شہر کنیکا کی کے مقابل میں رکی اور سرگاردن پر میر نے اس بچہ دھوی انگریز کے  
 دخل پانیکا کیا اور چھ گھنٹے کی مہلت دی کہ ختائی سوجین کہ تا بعد اسی اور جنگ کرنے میں بہتر کیا ہی  
 تب ختائی میربحر نے انگریزوں سے شبانہ روز کے عرصے کی پیش کی اور انگریزوں نے قبول کی حالانکہ  
 اوپر ظاہر تھا کہ یہ مہلت جواب صاف اور ناطق دینے میں صرف اسی واسطے طلب ہوئی تھی تاکہ  
 سامان جنگ کو زیادہ تر مہیا کرنے کی فرصت ملے غرض پانچویں جولائی کو موافق اقرار کے اڈھائی  
 بجے دن کو آواز ایک توپ کی جو نہیں اید میر ہوئی ختائی بحر اور قلعے سے دفعہ باڑہ چلی اور دوسرے  
 بھی ہوئی شروع ہوئی اور کئی لمحے میں انگریز کے گولوں نے منہ مار کر ڈالا اور تین گھنٹے میں شاہ نکلند  
 کا نشان فیصلوں پر اوڑا اور چونکہ شب ہوئی اس لیے شہر پر حملہ صبح تک موقوف رہا لیکن جاگم وہاں کا  
 شرمندہ ہوا کہ ڈوب مرا اور باشندوں نے راتوں ات فرا کیا یہاں تک کہ فجر کو فوج خشکی انگریز کی  
 ملے کے واسطے جب تیار ہوئی خبر ملی کہ حاجت لڑائی کی نہیں ہے کیونکہ شہر سنسان پڑا تھا عرض لوگوں  
 نے دیکھا کسح ہو اور بے تکلف دوسرے میں اور شہر کنیکا ہائی اور جزیرہ چوڈان میں صاحبان کا دخل ہو  
 ساتویں جولائی کو کپتان الیٹ صاحب کے چچا انرل الیٹ بہادر میربحر جو شاہ لندن کے مقرر کیے  
 ہوئے تھے پھر بحر کے مالک ہوئے اور کرنل برل صاحب کو اس جگہ کا حاکم بنا کے اور کچھ  
 فوج و جزو ہاں متعین کر کے باقی کو لیکر تیسویں جولائی کو صوبہ چلی کے بندر کی طرف روانہ ہوئے

چونکہ حکم دینگے کہ ختائیوں کے رسوم اور دستور کے خلاف کوئی بات وقوع میں نہ آوے کرنل صاحب  
 نے اپنی فوج شہر کے کسی بختہ مکان میں اترنے مذہبی و دنیوی میں ہان کھیتی کی زمین پر ڈیرا کھڑا کیا اور انگریزی  
 اطبا کا کھانا نہ سنا حالانکہ انہوں نے بارہا کہا کہ زمین سرد اور نمناک ہے اور اکثر مقام پر پانی جما ہے جس میں نباتات  
 سڑتے ہیں اور جبکہ ایسی جگہ کے انجر ہے ہمیشہ مہلک ہوتے ہیں تو وہاں رہنا خلاف عقل اور تجربے کے ہے  
 غرض ڈاکٹروں کی صلاح اس بزرگ نے نہ سنی اور فوراً وہی بات سانسے آئی اور چھ مہینے میں چارسی  
 اڑتالیس گورے صرف تو بچانے کے اور تین بلٹیں سہال و ترپ اور چشپ اور دوسرے امراض میں مبتلا ہو کر  
 مر گئے القصد یہ رہا کہ گت کو بھرا انگریزی دریائے پھیو میں جسکا مہانا بندر چلی میں ہے پونہچی اور سردار کشن  
 نے جو قائم مقام کن کا ہوا تھا اپنے نائب کو بھیکرا انگلستان کے وزیر عظم کا خط منگو الیا اور اہل سحر کو بھیکر  
 رسد پانیکا حکم صادر کیا اور دس روز کی مہلت فقور کے دربار سے جواب منگوانے کے لیے چاہی چنانچہ  
 دی گئی اور اس عرصے میں کشن نے کٹائے پرقات کھڑی کر کے ایٹ صاحب کی دعوت کی اور یہ خاطر  
 اور بوشو کی کہ اوس سیدھے سادے انگریز کو اس کے قول فعل پر عتماد ہوا حالانکہ یہ مہلت سامان جنگ  
 مہیا کرنے اور قرار واقعی رکھنے کے لیے طلب ہوئی تھی بلکہ اس ختائی کو انگریزوں کے اس قدر االام  
 کے قریب آیکا یہ خوف تھا کہ اوس نے خوشامد ہی امید سے کی تاکہ کسی جیلے سے وے فاصلے تجارت چنانچہ  
 دس در تمام ہونے سے چہرہ روز اور کی مہلت اوس نے چاہی اوس کے بعد یہ فقرہ دیا کہ دربار فقور سے  
 حکم آیا ہے کہ چونکہ فساد شہر کا نشان میں شروع ہوا دین اوسکا تصفیہ کرنا لازم ہے غرض اسی طرح کی باتیں بنا کر  
 کشن نے اسی جگہ سے جہان سے فوراً پائے تخت کے ملک پر چڑھائی مشکل سختی جہازوں کو کھلو  
 کے کا نشان کی طرف لے جانے کو کہا اور کپتان الیٹ بھی ایسے سیدھے تھے کہ مثل مینا کے اوسکا کلمہ  
 آپ ہی پڑھنے لگے الغرض بحر اوسی سمت کو چلی اور کشن نے خشکی سے وہی ملی اسی عرصے میں دو جہاز  
 انگریزی جو چوزاں کے خبر سے سے کلکتے کی طرف روانہ ہوئے تھے راہ میں مارے گئے اور ایک  
 لوگ بچے پچائے آفت کے مارے کشتی پر جزائر کو چورچسکا ذکر اسی جلد کے اخیر میں ہی پونہچی اور وہاں  
 لوگوں نے نہایت دلجوئی اور بھاری مصیبت زدوں کی کی اور کھانے پکڑے اور رہنے کما

سامان حاضر کیے خلاف اسکے دوسرے جہاز کے چار شخص کو جو اس بحرِ فحاش سے بچے اور  
 آفت کے مارے خاکی سرزمین پر پہنچے فوراً سیکڑ چڑھ کر لے گئے اور بی بی نوبل صاحبہ اس جہاز  
 کے ناخدا کی زوجہ کی گردن میں اور مرد کوں نے بھاری زنجیر دے کر بند پاد اور برہنہ سر کیست کے  
 کوئی دس کوس لے گئے اور ایک شہر میں برس چوک اس بد بخت کو کھڑا کر کے انواع و اقسام کی سزا دے دیا گیا  
 اور آخر کو لوہے کے گرنجر اونچے اور پون گرنجنے اور آدھ گرنچرے قفس میں اسے بند کر کے  
 نینگ پوکے شہر میں لے گئے اور ساتھ میں انگریز کے جو اسی جہاز کی تباہی کے شریک حال  
 تھے زنجیروں سے باندھ کر قید شدیدی میں ڈال دیا آگے ان لوگوں کا زیادہ حال  
 کھلے گا لیکن یہاں ایک نقل عجیب و غریب لکھنا چاہیے جو اس وقت وقوع میں آئی  
 ستمبر مہینے کی پندرہویں تاریخ کو آتش ٹروٹر صاحب مندراس کے توپخانے کے کیتان شام کو  
 وقت اپنے پیچھے میں مسکر کے اندر شہر ٹنگ بائی میں سوئے ہوئے تھے کہ دفعۃً خواب میں جنمیں مارے  
 اور ہاتھ پاؤں پھینکے اور قصد بھونے سے اوٹھنے کا کرنے لگے دوسرے ایک صاحب نے دوڑ کر جگا دیا اور کہا  
 خیر باشد کیا حال ہے تب آتش ٹروٹر صاحب نے ہوش سنبھال کر جواب دیا کہ اس وقت خواب بریشان  
 اسطور کا میں دیکھ رہا تھا کہ میں جو باہر مسکر کے بدستور سیر کرنے اور جا بجا کی تصویر کشی کرنے کو گیا تو خاتون نے  
 دغا سے گھیر کر مجھے ہانڈہ والا اور میں انکے ہاتھوں سے چھوٹنے کے لیے زور کر رہا تھا اور مرد کے  
 لیے چلاتا تھا کہ تم نے جگا دیا غرض وہ بات رفت و گذشت ہوئی لیکن دوسرے ہی روز اسکی تعبیر اس طور سے  
 ظاہر ہوئی کہ صاحب موافق دستور کے شہر کے شمالی دروازے سے تنہا صرف ایک بڑھے خلاصی کو ساتھ  
 لیکر نکلے اور بستی کی طرف گئے اور دس بارہ قدم چلے ہوئے کہ پھر کے اونھوں نے دیکھا کہ خاتون کا  
 ایک غول تباہی شہر ہوا کو کچھ ہوا کتر کے دوسری پگڈنڈی اونھوں نے لی کہ اتنے میں وہ گروہ ان  
 پونجی اور اس میں سے ایک سپاہی دفعۃً نکل کر اس بڑھے خلاصی کو مارنے وڑا دے بھاگ کر صاحب  
 کے پاس آیا اور اونھوں نے چونکہ ہتھیار پاس نہ تھا وہ کی گھنٹی اس کے ہاتھ سے لیکر اس نامرد  
 خانی کا مقابلہ کیا وہ تو سہا لیکن دوسرے خاتون نے بھالے اور برچھے سے گھیر لیا غرض باوجود



اسکے صاحب نے پیچھے ہٹنے کے سبھون کے وار کو روکا اور چار شخص کو اسی کھتی سے مار کے گرا دیا اتنے میں وہ خلاصی ہو کچھ پیچھے پڑ گیا اور ان حراغہ اوروں نے اس بڑھے کو فوراً لے ڈالا اور پچھاڑ کے تھروں سے خوب ہی کچلا اپنے رفیق کے گرتے ہی صاحب نے اسے بچانے کے لیے حملہ کیا اور پیچھا جو خالی پڑا خائون نے موقع پا کے صاحب کو ایسا ہاتھ مارا کہ گھٹنوں کے بھال آتے ہے اس پر بھی دو چار ہاتھ لڑے لیکن انہوں کا جواب کما تکتا در کب تک ہو سکتا ہے آخر کار صاحب گرا اور ان مردوں نے رسی سے ہاتھ پانو باندھ سہین ڈٹا دے کے نینگ پوت کے شہر میں لے گئے غرض قبل جانے کے طرہ یہ ہوا جس سے ان حضرات کی بہادری ثابت ہے کہ باوجود سرے تا پار سی لیٹ نے کے صاحب کے گھٹنوں پر دس بیس ضرب لاکھی کے مار لیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ راہ میں رسی توڑ کر بھاگ جاوے اور ان کے سینہ پر چڑھ بیٹھے خیر جب شہر میں پہنچے کوئی دس سیر کی بیری اور گڑے ہاتھ پانو میں ال کر ایک قفص میں جو گر نہر لمبا اور کر نہر اونچا اور آدھہ کر چوڑا تھا ڈال دیا اور خوب ہی کسا کہ سوا آکر ڈبٹھ رسنے کے کچھ جارہ تھا اسکے سوا وہ نامردے ایسے بو دے تھے کہ گلے میں ملوق دیکر زنجیر سے ہاتھ پانوں کو جو قفص کو مکان کی چت سے منقل کیا اور شب کو ایک شخص سر ہانے میں شمع رکھے قفص کے قریب سوتا تھا اور اغلب ہے کہ یہ شخص پہان دو سر خائون سے بہادر تھا اور سب کمال ہمت اور دلوری کے مطلق ترس و ہیبت نہیں رکھتا تھا کہ قفص کے اندر سے قیدی شاید چھوٹے یا وہیں سے اونگلی کر دے تو غضب ہووے القصہ یہی حال کوئی مہینے بھر رہا اور علاوہ اس نقل کے ضرور نہیں کہ خائون کی نامردی اور بے بس پر جرمی کے باوجود کوئی نقل اور تحریر پذیر ہووے بلکہ حق تو یہ ہے کہ جرمی اور زبردلی لازم و ملزوم ہے اور بہادر شخص سنگ دل ہوئے نہیں! وہی زندگین بی بی نوبل صاحبہ اور ملک صاحبہ اور باقی انگریز سب جو جہاز کی تباہی میں خائون کے ہاتھ پڑے تھے ملاقات ہوئی اور سبھون نے اپنی اپنی ساری ہمتی کہہ سنائی ایک اور نقل قابل یاد کے ہے جو اسی صحن میں وقوع میں آئی ہے حال یہ کہ انگریز کے دور کے جہاز تھے اور سودا خریدنے چورازان کی گرد و نواح میں گئے روپیہ سوچا جس ایک چٹکے کے چین

تھے اور بڑے کے ہاتھ میں دو نالی بندوق چترے سے بھری ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک خانی  
جو بکری بانگے چلا جاتا تھا سوراہ میں ملا دو چار بکری کو دیکھ بھال کے انگریز کے ٹکون نے داغ پو  
اور جھٹکے نے جیسے روپیہ بنگالاجی اوس خانی کا لپچا یا دو نو ٹکوں کم سن بیکر سمجھا کہ روپیہ چین لینا اور پیسے  
اسی خیال سے دفعہ چھٹکے نوڈے کو گود میں اوٹھا کے گانو کی طرف لے بھاگا لیکن چند قدم نہیں  
گیا تھا کہ دوسرے بڑے کے بیٹے اور بندوق او سکے کان میں لگا کر داغ دی ادھر دم سے بد گرا  
اور ادھر سے کئی خانی اونکو پکڑنے کو دوڑے تب چھٹکے نے کہا بھائی تمہاری باری ہو چکی یہ چوتھی  
سے مجھے بندوق دو چنانچہ چھٹکے نے لیکر چھٹیا کے کٹھار ہا اور جو بنین زد پر خانی پونچے سرے والے  
کو جن کراش بہت سے اوس نے سینے پر چھڑا مارا کہ وہ بھی اوندھے منہ گرا اوسکا خاک پر پوس  
دینا تھا کہ بالکل خانی لمبے ہوئے اور یہ دوڑ کے ایک تیرہ اور ایک پندرہ برس  
والے کے سامنے سے ایسے کئی خننگے ہاتھ پانوں والے بھاگے کہ دیدہ شنیدہ  
بہادری کی جس قدر کمی اس قوم میں پائی گئی اسی قدر زیادتی اسکے ملزوم یعنی دغا بازی  
کی ظہور میں ہمیشہ آئی خیانچہ کشی نے فقرہ دیکر چھو کے مہانے سے انگریز کی بھر کو کھلوادیا اور آپ علی  
قصہ کے تصفیہ کے واسطے اوسی سمت روانہ ہوا لیکن مصاحب اوسے مقصود تھا کیونکہ برابر باتیں بتاتا رہا  
اور اوسکی خوش نصیبی تھی کہ کتاں الیٹ صاحب کا سادہ لوح اور صاف تحقیق شخص اوسکے ہاتھ لگ گیا  
اور اوسی سبب سے بیسیوں اقرار اوس نے کیے اور بیسیوں کے خلاف وقوع میں آیا الغرض جب سارا سارا  
قلعہ بندی اور فوج کشی اور ہر طرح کی مضبوطی کا مہیا اور کشن کو زعم فتح کا اپنی چالاک اور الیٹ صاحب کی ہوتو  
سے دل میں پیدا ہوا تب اوس نے چھٹی جنوری ۱۸۵۷ء کو فففور کا فرمان دے دیا جس کے مضمون کا خلاصہ  
کہ لو کی عرضی سے بالکل حال قوم نامرشد و جاہل یعنی انگریز کا معلوم ہوا اور کشن کی عرضی سے بھی ظاہر  
ہوا کہ یہ بد لوگ آگے سے زیادہ گستاخیان اب شہر کا نشان میں گرتے ہیں پس چونکہ حکم عالی تمام حاکموں  
اور سپہ سالاروں پر اس مضمون سے جاری ہوا ہے کہ قلعہ بندی کو زیادہ مضبوط کریں اور ہر وقت  
طیارہ میں اندر جمیع مائثرینوں پر یہ فرمان صادر ہوتا ہے کہ اگر اوس قوم جاہل و بے وقار یعنی انگریز بد اطوار

کا کوئی شخص درخواست دیوے التفات اور اسکی طرف مطلق نکی جاوے اور اگر کوئی جہاز نکالے تو توپ کے گولوں سے اسکو غرق آب کرنا چاہیے الغرض شکہ کی پانچویں ستمبر سے کشن نے رفع فساد کے بہانے سے پکتان ایٹ کو فقرون پر رکھا تھا اور درپردہ فقور کو زیادہ بنگال انگریزوں کی طرف سے کیا جیسا کہ خود فرمان سے ظاہر ہے لیکن دروغ کو فروغ نہیں کیونکہ فقور کے ساتھ دروغ کوئی کرنے میں آخر کو مغرول ہوا اور انگریزوں کو جو بھٹکے ہوئے فوج آراستہ کیا اس سے کچھ فائدہ نہوا کیونکہ قرار واقعی لڑائی اور خائیوں کی خونریزی اور خرابی قبل اس فرمان کے وصول کے وقوع میں نہیں آئی تھی بلکہ یہ چوٹیں جو چلیں اور بیان میں ہیں مثال اس دھمکی اور گھر کی سے کہتی ہیں جو قبل و شخص کے ہاتھ پائی بان کرنے کے ظہور پائی ہے

## ساتواں باب

بیان لڑائی کے ترقی کے وقت سے تا بقتام اور وقوع عہد و پیمان در میان ملک و خفا اور پاکستان جو مشہور ملقب عہد نامہ نکلیں

حبوقت کشن نے موقع دیکھ کے فرمان فقور سی پیش اور اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا پکتان ایٹ صاحب یچارے پر تب ثابت ہوا کہ اس لائی نے کلنک کاٹیکا اپنی پیشانی پر سبب فریب اور دروغ کوئی کے دیا حالانکہ اور انگریزوں کو اول ہی سے شک اور میں تا تا رہ کر دار کی راستی گفتار و رفتار کے باب میں پیدا ہو چکا تھا الغرض اس وقت اوکھون نے دیکھا کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے کشتی تدریس کو دریائے جو کے دھارے پر چوڑا واجب ہے اور اجازت امیر فوج اور امیر بحر کو دی کہ بھی کو جو مناسب سمجھیں عمل میں لاوین چنانچہ ساتویں جنوری ۱۹۴۷ء کو بحر فوج خشکی کے لیے کھلی اور متوجہ مقام بوگ کے قلعون کی طرف واقع بیس کوس تکاؤ سے سج دریائے کا نشان کے ہے ہوئی اور نوین تارخ کو وہاں سے تین کوس کے فاصلے میں لنگر گاہ پر آئی اور تین دو خانے جہاز موسومہ غنیمتس اور ان گریز اور ٹراکا پر چڑھ کے قریب تیرہ سے سپاہ ہر قسم کی توپیں لیکر کنارے میں قلعہ چمپئی کے خشکی سے ہلکے کرنے کوئی اور سیمبر پٹ صاحب گورے کی ۲۶ پلٹن کے سالار دو غول میں اسکی صفین باندھے طیارے کے فیصلوں کی توپوں کی بارہ کم ہونے سے ہلکے جاوے اتنے میں پانچ جہازوں نے مورچوں کے

مقابل میں لنگر کر کے بم اور دوسری قسم کے گولوں کی بوجھار قلعوں پر یہی برساتی کہ قتالی سب  
 اپنی توپیں چھوڑ کر جو نہیں تیجھے بیٹے اور بھاگ نے پرستند ہوئے خشکی کی فوج نے ایک حملہ دراندہ اور  
 حرات تختہ نشین سے فوراً مورچوں پر اپنے پونچھایا اور جہازوں کی ناؤں پر پھری فوج بھی سمندر کی طرف سے  
 قلعوں میں داخل ہوئی اور وقت عجب طرح کی کشت و خون خٹائیوں کی ہوئی کہ بیان سے باہر سے  
 اور انگریزوں اور خٹائیوں سے ویسے ہی مقابلہ ہوا جیسا شیر اور بکریوں سے مختصر یہ کہ ادھ گھٹے میں  
 قریب چھ سے خٹائی ہلاک اور اسی قدر بلکہ زیادہ مجروح ہوئے اور انگریز کی طرف صرف اڑیس آدمی  
 زخمی کیے گئے اور اکثر انہیں اتنے ہی گھائل ہوئے کہ دوسری پٹی میں چنگے اوٹھ کھڑے ہوئے +  
 ایدھر چھپتی کے قلعے پر ملکہ انگلستان کا نشان فتح تو امان اوڑا اور دھڑکیس سنسنی و وفانی نے تنہا  
 تمام بحر خٹائی سے جس میں اسی توپیں تھیں مقابلہ جو کیا تو پہلا بم کا گولا ایسے نشانے سے لگا یا کہ خٹائی میربحر  
 کے جہاز کے عین صحن میں جہاں تو دے باروت کے تھے چلا پونچا اور جامع تمام لوگ قریب دو  
 کے جو اوپر تھے آسمان پر اوڑ گئے اور کسی متفنس کے ایک عضو کا ٹھکانا نہ لگا +  
 بعد اسکے اور گیارہ جنگ کو اسے تباہ اور باقی کو تین تیرہ کیا انقض اس طرف خٹائی بحر کا  
 قصد یوں فصیل ہوا اور دھڑک کے دوسرے قلعے بیٹھاگ پر جہاز انگریزی نے مورچوں کے مقابلہ  
 لنگر کر کے دھا دھم گولا مارنا شروع کیا اور گھٹے بھر تک خٹائیوں نے بھی جواب دیا غرض جب انکی  
 توپیں کچھ دب گئیں فوج بحری نے کشتیوں پر چڑھ کے فسیلون پر حملہ کیا اور کوئی ادھ گھٹے تک تلواروں  
 اور سنگینوں کی چوٹیں بار بار چلیں آخر کو خٹائی نہایت عظیم اوٹھا کے بھاگے اور قریب سو شخص میدان  
 پر رہ گئے اور اس قلعہ میں بھی ہمارے یہاں کا تین سو سب انقض ان دو لڑائیوں میں مقابلہ درمیان دو  
 ہزار فوج خٹائی مع سو توپوں کے اور تیرہ سو سپاہ انگریزی مع چند توپوں کے ہوا اور نتیجہ وہی ظہور  
 میں آیا جو بیان کیا گیا ہے + دوسرے روز قلعہ کی بعض توپوں کی رنجاک دانی میں لوہے کے  
 کانٹے مار کے ناقص کر اور بعض کو سمندر میں ڈال کے انگریزی فوج پھر جہازوں پر سوار ہوئی اور  
 وائٹ اور ٹانگ اور آئنگ مٹی کے قلعوں کی طرف ہر توجہ ہوئی اور ٹیسس نے برستور کے عجیب

سے فوج خانی پر جو صف کشی کے آنگ مٹی کے کنارے پرستود جنگ کے تھی گولہ مارنا شروع کیا تھا کہ دفعۃً کپتان ایٹ صاحب کے جہاز کے مستول سپید نشان علامت صلح بلند ہوا یہ دیکھ کر انیس کی بارڈہ موقوف ہوئی اور طاس ہوا کہ کشی نے پیغام صلح کا بھیجا چنانچہ بیسویں جنوری کو کپتان ایٹ صاحب نے شہا ماس امر کا کیا کہ بجلائے اٹا محمد نامہ سپر کشن دستخط کرنا کہ موجود تھا ایک تھی کہ جزیرہ ہانگ کانگ شاہ لندن کو نذر دیا جاوے اور دوسری یہ کہ ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تادان و خسارہ جنگ انگریز کو ملے اور تیسری یہ کہ دونوں ملکوں کے اہل کار کے درمیان نانہ بیام برابر کے رتبے کا ہونے اور چوتھی یہ کہ باب تجارت خانی سال نو کے دس روز بعد سے پھر کھلے غرض ان سب شرطوں میں سے صرف یہی پوری کی گئی کہ ۲۶ جنوری کو سرکار انگریز کے دخل میں جزیرہ ہانگ کانگ آیا اور سٹائیسون کو کشن سابق کیطرح کپتان ایٹ صاحب کو دعوت کھلاپا کے اور لطیف رنج قان سحر چپڑا اور قند خوش آمد کوئی سے تلخی شکایت کو دور کر کے تیرہویں فروری تک فقر و فاقہ بھلا رکھا لیکن جب یہی تاریخ مہمودہ واسطے ایفامی شرط و پیمان کے گذر گئی اور کوئی صورت تصفیہ کی نظر نہ آئی بلکہ خبرداروں نے خبر پونچائی کہ چاروں طرف کے صوبوں اور برگون کے کشش قوج کی صورت کا نشان کی طرف ہو رہی ہے اور دن بدن سپاہ کی کثرت اور قلعہ بندیوں کی مضبوطی زیادہ ہوتی جاتی ہے تب اپنی سادہ دلی پریشان ہو کر ایٹ صاحب نے حکم دیا کہ لڑائی پھر شروع ہو چنانچہ بیسویں فروری کو سرکار انڈون بریمر ہادر قلعہ آنگ مٹی کی فتح کو بھر لیگے اور اس مقام پر خانیوں نے قلعہ بندی اور توخا نے سے ایسا سامان جنگ کامیا کیا تھا کہ اگر ان کی جگہ پر انگریز ہوتے اور جس طرح سے ہمارے یہاں کی بحر مقابلہ کو کئی تمام روی زمین کے جہاز جمع ہو کر لڑنے آتے تو زبرد پر ہیتے پہنچتے مارے گولوں کے تختے تختے ان کے جدا کر دیے جاتے اور بعض جہاز فلاک لافلاک ہوا و آدے جاتے اور بعض تحت التری کی خبر لیتے لیکن اول تو خانیوں کو جزات کمان اور دوسرے یہ کہ تو بعد جنگ اور گولہ اندازی سے ایسے ناواقف تھے کہ اپنی دانست میں نشانہ جہازوں پر لگاتے لیکن گولوں کو معلوم نہیں کیا رحم آتا تھا کہ ایک پٹن آتا تھا اور تاکہ قریبے گذرنے میں اندیشہ تک انگریزوں کو نہ ہو

پاؤں سے اور پاؤں سے کھل جاتے تھے عرض چھپوین فروری کی سناں کو کپتان اور  
 اور دوسرے افسروں نے اڑھائی سو فوج لے ایک ٹیکرے پر تین توپوں پر چڑھا کے دوسرے تو  
 علی الصبح شمالی وائنگ ٹانگ کے قلعے اور خانی مسکر پر جو ہار تلی میں واقع تھا نہایت مضامی  
 گولہ مارنا شروع کیا اور یہ بات قابل لکھنے کے ہے کہ قریب دو سو توپوں کے گولے خانیوں کی طرف  
 سے چھ گھنٹے تک بے طاقتہ اعلین لکھنے کے ان چند آدمیوں پر ساون بجا ورن کے منہ کی طرح برے  
 لیکن ایک شخص ہمارے طرف کا مخرج ہوا اور اتنے گولے سمندر میں گرے کہ دریا کا تلاء آہنی ہو گیا ہوا  
 عرض اس ٹیکرے تک منت کا بھی کوئی گولہ نہ پہنچا کہ اتنے میں قریب دو سو کے چار جہاز نے دریا کے  
 مشرق پہلو کی گڑھیوں کے مقابلہ میں ان گولہ مارنا شروع اور تین جہاز نے مغرب کے کنارے  
 کے قلعہ کا سامنا اسی طور سے کیا اور باقی بحر نے شمال کے قلعوں کی توپوں کا جواب دیا اسی  
 بیان سے ظاہر ہے کہ خانی قلعے تین طرف سے تھے اور بحر انگریزی بیچ میں یعنی دے مثل مارے  
 کے اور یہ مثل مرکز کے واقع لیکن بائیمہ بحر خدی گولے کے جو بعض جہازوں پر ان لگے باقی خالی گئے  
 عرض گھنٹے بحر میں انگریزی توپوں نے ایسا کام کیا کہ دو چار گولے جو نشانے پر آتی تھیں بھی تھے رک رک  
 آنے لگتے ہر فلنگ سن ہوئیں صاحب بہادر صرف تین سے جہازی سپاہ اور گورون کو لیسکر  
 آنگ سہی کے قلعے کے کنارے پراوترے اور فیصلوٹ چڑھنے میں زیادہ فراحت جب ایک  
 مقام کے نہ پائی اور اس مقام پر خانی امیر بحر کو آنگ صرف کئی بہادر کو لیے قدم بھر جیتے ہی نہ سٹا  
 اور اس مردانگی سے مقابلہ کیا کہ ہماری فوج سے بے ساختہ واہ واہ کی صدا اڑی اور اس کی دلیری اسی  
 پسند آئی کہ جب بعد اختتام لڑائی دوسرے روز کو آنگ کے دوست دیگانوں کی لاش کو ڈھونڈنے لگے  
 کھالا اور صندوق میں رکھ کر دفنانے کو چلے تو سلامی کی توپیں انگریز کے جہازوں سے چھوٹیں اور  
 اور نشان نصف مستول تک موافق اس دستور کے کہ کسی جلیل القدر کی میت میں ہوتا ہے لٹکا یا گیتا ہتی  
 بڑی لیل انگریزوں کی قدر دانی کی ہے اور یہ بات کچھ اون لوگوں پر موقوف نہیں کیونکہ اس وضع کی  
 طبیعت سب بہادروں کی ہوتی ہے خواہ کسی قوم خواہ کسی مذہب اور رنگ و روپ کے ہوں البتہ



اگر اوس سے خانی واقعہ ہوتے تو ہزاروں آدمی جو بعد لڑائی کے گرفتاری کے خوف سے دُوب مر  
 بچ جاتے لیکن چونکہ دستور ہے کہ آدمی جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی درون کو جاتا ہے اور خانیوں نے یہی سمجھا کہ اگر  
 بڑی طرح سے پیش آویں گے اور عذاب سے ہم پر جانے کے حالانکہ جیسا انگریز کی جرات و حکمت کا شہرہ اوس سے زیادہ فکرم کرم کا آواز  
 انگریز آنگر ہٹی کا قلعہ اس طور سے ہاتھ آیا اور میرزا صاحب نے قلعہ شمالی و آن ٹانگ پر ڈیڑھ ہزار  
 خانیوں کو شکست دیکر نشانِ انکھستان کا بلند کیا اور جب اسی طرح لوگ کے تمام قلعے فتح کیے گئے  
 اور سوا اسی خانیوں کے جو میدان جنگ پر خواب واپسین میں پڑے رہے باقی سب پریشان ہو کر  
 بھاگے اور انیس جہاز نے ٹیکا کے قریب جو مسکر خانی تھا اوس سے چینیوں کو بم کے گولوں اور  
 چھڑوں سے بھکا دیا اور اوس جا پر ایک دشمن مقابلے پر نہ رہا لیکن خبر پونچھی کہ اوس جگہ درہوام کو آ کے  
 درمیان ایک مورچہ خانیوں نے نہایت مستحکم کر کے دو ہزار فوج اور سوا اسی توپوں سے آراستہ  
 ہے غرض ستائیسویں تاریخ کو کپتان ہربرٹ صاحب پانچ جہاز اور دو دغاٹیوں لیکر وہاں پہنچے اور خانیوں  
 بڑی جواہر دی کی اور برابر چوٹیں دیر تک چلیں لیکن بہادری بے پناہی کے بیکار رہے اور اسی  
 سے باوجود یہ خانی جوڑے لیکن آخر میں باہمی غرض شکست سے خانی سخت متحیر ہوئے کیونکہ یہ فوج جدیدہ اور  
 جنگ آزمودہ تھی اور صوبہ ہونان سے مخصوص اسیدو اسطے منگوائی گئی تھی کہ انگریز کو شکست دیوں لیکن جب  
 یہ ٹھہرے مجھے کہ اب حکمتِ عملی سے اونکو رک دینا چاہیے چنانچہ پھر انھوں نے مصالحے کی بات کہنا بھیجی  
 اور کپتان ایسٹ صاحب کی آنکھوں میں خاک ڈالی اور مطابق اوس سادہ دلی کے جو صاحب میں کئی دفعہ پائی  
 گئی انھوں نے جنگ کی ہمت چار درز کے لیے کروادی اسی عرصے میں یعنی مارچ مہینے کی دوسری  
 تاریخ کو سیر خیرل جیو گاٹ صاحب دہان پونچے اور افواجِ خشکی کے بالا رہے اور یہ وہی بزرگ تھے  
 جو بعد اسکے لارڈ گارف ہورے اور فرنگستان کی لڑائیوں کی ناموری کو سکھوں کو کئی دفعہ شکست دی  
 اور آخر ملک پنجاب کو فتح کر کے زیادہ کیا اور انکی مرضی کے مطابق اگر کپتان ایسٹ صاحب عامل ہو تو خانیوں  
 کی فقرہ بازیوں کی طرف التفات نہ کر کے برابر انکو شکست دیتے ہوئے شہر کا نشان میں فتح کا نشان بلند  
 کرتے لیکن تیسری تاریخ کو حاکم کا نشان نے آن کر ایسا افسوں اونکے کان میں ڈیڑھ دیا کہ چار درز تک

سحرانگریز کا لنگر اٹھا اور سوا اسکے صلح کی واقع ہو گیا یہاں تک یقین لیت صاحب کو ہوا کہ بے ہل  
 اونھون نے پان سے سپاہی جو بنکالے کی پلٹنوں سے خامین لڑنے کو اپنی خوشی سے آئے  
 تھے جھنٹ کر دیے اور ایسے وقت میں ایک تو تھوری سی فوج انگریزوں کی تھی ہی تھی اور بھی کم  
 ہو گئی غرض چوتھے روز اس خواب غفلت سے صاحب کی آنکھ کھلی اور ساتویں ماہ کو بھارس لڑی  
 اونھون نے شہرت دی کہ خانیوں نے دغا بازی کی اور اتنی فرصت تدبیر صلح کے لیے نہیں ملی  
 تھی غرض لڑائی جو پھر شروع ہوئی جتنی گڑھیاں دریا کے دو کنارے پر انگریزی سحر کو شکست دینے کے  
 لیے مکاؤ سے کاشان تک اس قلیل عرصے میں بنائی گئی تھیں ایک بعد دوسرے کے فتح کی گئیں  
 اور سمندر کی راہ سے گئی جہاز شہر کاشان تک پہنچا اور پھر سہی و خانی کئی نا ولیکرو دوسری طرف سے  
 ایک نالے کی راہ سے گیا اور تن تہناسات گڑھیوں کو اسی طرح سے سمار کر کے جیساڑ کے چوٹی  
 کی ماند کو ٹھوکروں سے گرا دیتے ہیں وہاں کی بالکل توپوں کو جو سو سے زیادہ تھیں جھین کر جنگ  
 دانی میں لوہے کی سیخ مار کے غرق آب کرنا اور نوجنگی جنگ پر تباہی لاتا شہر کاشان میں آئے پہنچا  
 اور اس لڑائی میں ایسا ایسا کام اوس نے کیا کہ خود انگریزوں کو تعجب ہوا حالانکہ کتر کوئی بات ہے  
 جس سے ہم لوگوں کو تعجب ہوتا ہے چنانچہ فنک کی حکمت نے یہ یہ تماشا دکھلایا ہی گویا حیرت کا لفظ  
 لغت سے خارج کر دیا گیا ہی اور خانیوں کا دم اوس کے دیکھتے ہی تھا ہو جاتا تھا اور اونھون نے  
 جب ملاحظہ کیا کہ بغیر کھینے یا بادبان اٹھانے یا اور طرح سے ظاہر کوئی قصد کرنے کے خود بخود یہ جہاز  
 ہوا اور دھارے اور جوار بھائے کی سمت کے خلاف جدھر جی چاہتا ہے تامل جلا جاتا ہے  
 اور دشمن کی صوت دیکھتے ہی پورے غنیم کی کثرت یا قلت کے طرفہ عین میں جا پڑتا ہی اور ان کی ان  
 عین مارے گولوں کے اندھانہ کے چار سو پریشان کر دیتا ہے اور پناہ گیر ہونے کی فرصت نہیں  
 دیتا ہی سوا اسکے عمیق پانی یا کم پانی سمندر یا دریا باندی یا نالہ اسکے نزدیک سب کیساں ہی بہا  
 کر کھیتوں کے ہاتھ بھر پانی میں دشمن کو رگید کے چھڑے چھڑے کر ڈالتا ہی یہ حال دیکھ کر خانیوں نے  
 اوس خانی کا نام تیر شیطان رکھا چنانچہ اب تک اسکا چار سنا اور حقیقت ہے کہ دوحانی نے ایسی

جگہ پر پنچو خاتون کی بھرون اور گڑھیوں کو شکست سی و نقصان کیا ہی کہ اس کے ناخدا کپتان <sup>ہلال</sup>  
صاحب بہادر کو عمدہ میر بحر کا اگر دیا جاتا تو اس کی شجاعت اور علم ہارانی اور پستی اور چالاکی اور عقل اور  
تجربہ کاری کے مقابل میں بہت کم ہوتا اور اگرچہ او کو یہ پایہ ضابطہ کے روتے نہیں مل سکتا تھا اور  
سین ملایکین شاد باش جو خاص و عام ادنی سپاہی سے امرای لشکر اور ملکہ گلستان تک نے کہا  
یہی کیا کم سی ملکہ ایسی طبیعت کے شخص کے دست میں اتنی قدر دانی بخشش سلطنت سے زیادہ ہی العن  
تیرہ دن کے بیچ میں انگیزیوں نے مقابلے کے تمام دشمنوں کو صاف کر کے شہر کا نشان کے  
سامنے لنگر کیا کہ اتنے میں بدستور سابق پیغام صلح کا خاتون نے پھر بھیا اور الیٹ صاحب نے باجو  
اتنے تجربوں کے پھر قبولی اسی شرط پر کیا کہ تجارت پھر شروع ہووے اور اگرچہ مثل مشہور ہے کہ دنیا بڑا بڑا  
ہوتا ہے چنانچہ لفظ بنیادین جزیری کی تعریف میں مستعمل ہوتا ہے لیکن اس بزرگ میں خلاف قاعدہ عام  
کے بیوقوفی اور بنیادین کی حالت مساوی تھی اگر اگے سے تجربہ نہ بھی ہوا رہتا تو عین اسی معرکے میں  
دو ایک امر ایسے قوع میں آئے کہ خبر الیٹ صاحب کے تمام لشکر کے لوگ ادنی سے علی کو یقین ملی ہوا  
کہ بدیر کر کے دغا دینے کے لیے مصاصے کا امر پیش کیا گیا ہی خیا پنچہ فرمان فغوری کشن کی مغرولی  
اور ایک شخص سی یا نگ کی بجالی کے باب میں صادر ہوا اور کشن کے دوسرے قصور و سحر بدیز  
یہ ٹھہرا کہ الیٹ صاحب کے ساتھ صلح کی گفتگو اس نے کی تھی سوائے اسکے کہ اتنا ہی نشان چین کے  
فوج خاص سے چیدہ سالار مقرر ہو کر یہ حکم پا کر یا نگ کے ہمراہ آیا کہ جاؤ اور ایک باغی یعنی انگیزی کو باقی نہ رکھو  
اور خبر ہوئی کہ قبل حکم شنشا ہی پو پچنے کے نینگ پو میں جو انگیزی سب مقید تھے چھڑا کے  
لائے گئے تھے والا اونکی بڑی خرابی ہوتی کیونکہ فغور نے حکم کپتان انسٹو تھر صاحب  
کے سرکاٹ ڈالنے کا بھیجا اور حالانکہ اس شہر کے حکام کو اس صاحب نے اپنی  
خوش طبعی مخصوص مصوری سے نہایت رخصی رکھا تھا اور سبھوں کی تصویر کھینچ کھینچ کر  
اپنے سے مالوں بہت کیا تھا لیکن اون لوگوں کو یہہ مقدور تھا کہ بت کو راہ دی کہ  
حکم فغوری پر عامل نہوتے اس اس طور کے امروں سے سب پر ظاہر تھا کہ شعبہ

مصالحہ کا صرف شکار کی ٹٹی تھا تاکہ اس کے پیچھے ہٹ کر نشانہ بخوبی کیا جاوے لیکن صاحب کو پرانوں کی باتوں نے مثل فنون کے اثر کیا اور بیسویں ماہ مئی تک دن کو گون کو پھر مہلت ملی اور او دھروے جنگ کی طیارے میں مصروف ہے اور ہر کپتان صاحب سب کچھ بھول بھال کر چار کی خریدیں ہمیں مشغول ہوئے

القصدہ اکیسویں تاریخ کو اونھون نے اشتہار دیا اور انگریز اہل تجارت کو شہر کا نشان کے قریب جا کر منع کیا اور دس بجے اسی شب کو خانیوں نے کئی ایک ٹیرہ باندھ کے اور اسپرستور سوزندہ مصالحہ بھر کے بھر انگریزی کے رخ پر بہا دیا لیکن اس چالاکی اور ہوشیاری سے انگریزوں نے اس کے رخ کو بدل دیا کہ اس نے نقصان منونے کے سوا اولن بیرون نے بہت سے خالی جنگ کو جلا دیا سوا اس کے معان بیرون کے چھوڑنے کے خانیوں نے ایسے ایسے مقام سے گولہ مارنا شروع کیا جہاں کسی کو گمان گرھی یا توپ کے رستے کا تھا اور ٹرے ٹرے چوکھڑوں اور بیرون پر توپیں لگا کے بھر انگریزی کے مقابل آئے اور دفعہ کوئی دوسری جنگ چلی نمودار ہوئے لیکن عین میں دخانی نے صبح ہوئی ہی اونپر حملہ کیا اور تین گنتے میں نصف سے زیادہ کو غرق آب کر دیا اور باقی کو ایسا بھگا باکہ تپا نہ لگا ہی عرصے میں تین اور جہاز انگریزی نے شامین کے قلعے والوں کی ماری گولیوں کے بھگا کے توپوں کو چھین لیا غرض چوبیسویں تاریخ تک فوج اور بھر انگریزی بادشاہ کے سبب جمع منونے پائین اور یہ وقت فرصت پاتے خانیوں نے انگریز کی تجارت کی کوٹھی کو جو شہر کا نشان میں تھی ایسا لٹا کہ تھکا چھوٹا مگر مقام کا دن چار ہی پانچ روز میں پہنچا کیونکہ چوبیسویں تاریخ کو قصبہ ٹنگامی کو فتح کر کے کوئی گیارہ بجے دن کو فوج انگریزی کی چار تقسیمیں کی گئیں اور ایک ایک حصہ کو حکم اون چار قلعوں کو فتح کر لیا جو شہر کا نشان کی حفاظت کے لیے فیصلوں کے قریب واقع ہیں حاصل یہ کہ گنتے بھر کے عرصے میں انگریز کا نشان چاروں کی برہن پر پہنچا حالانکہ خانیوں نے چندے دلیری کے ساتھ سامنا کیا غرض بہان جب دخل ہوا تو مسکرت خانی پر جو کوئی پاؤ کو س کے فاصلے پر نہایت مضبوط قلعہ بندی کے ساتھ کثرت سپاہ اور توپخانے سے آراستہ تھا حملہ کیا گیا اور صرف دو گورے کی بلٹنوں نے ایک ہی دھاوی میں ارود کے اندر اپنے کو پھنچایا اور بہت سوز خانیوں کو بھر بھاگ جانے کے چارہ نکلا اگرچہ گولہ اندازی اونھون نے جیسی چاہئے کی

اور شہر کانٹان کی توپوں نے زنجیر سی گولہ اور چھپڑا اعلیٰ حساب مارا۔  
 یہ سب مقام جب ہاتھ لگا گویا کانٹان فتح ہوا کیونکہ گولی بھر کے پٹے پر شہر کی چار دیواری اور  
 قلعہ بندی تھی اور قلعوں کی توپوں کا منہ اگر خود خدائی اہل قلعہ شہر کی طرف پھیر دیتے تو سمار کڑا لے  
 چہ جائیکہ انگریزوں کو ایسا موقع ملے چنانچہ جو نہیں اور نہ داخل رہا ایک ماڈرین نے سفید نشان مٹا  
 صلح و امان کا اور لایا اور لارڈ کاف بہادر کے قصد کو موقوف رکھا اتنے میں آفتاب غروب ہوا اور  
 صبح تک عوض لینا اس شہر سے جہان اہل فرنگ کو بار بار اور خواہ مخواہ اور بے بسی کے سبب سے  
 ذات و تنگ فریج اٹھاتا ہوا تھا موقوف رہا اس عرصے میں شہر کے ہزار ہا بلکہ لاکھوں باشندوں نے  
 کچھ کچھ نقد و جس لیکر راتوں رات فرار کرنا شروع کیا اور ان عورتوں نے پردے کے باہر قدم کھا  
 جنکا سایہ اپنے دروازے کی دہلیز پر بھی کبھی نہ پڑا تھا بڑی بل جل ادنیٰ اور اعلیٰ کے گھر دن میں پری  
 اور پریشانی سب کے عائد حال ہوئی آخر کار جو نہیں فوج کی سپیدی نظر آئی اور ادھر سے تیار می جملے  
 کی ہو رہی تھی کہ ماڈرینوں نے فیصلوں پر اگر دھڑلہ خدا و حضرت عیسیٰ کا دیا کہ ایک روز کے لیے جنگ  
 موقوف رہے تا وقتیکہ جوابا دوسرے پیغام کا نہ آوے جو کپتان الیٹ صاحب کے نزدیک بھیجا گیا تھا اگر  
 اس بات کی طرف التفات نہ کی جاتی اور چھ دن کی دوا یک بارہ سے شہریوں کو کیفیت انگریز کی گولہ انداز  
 کی معلوم ہوتی تو بار دیگر کے لیے اونکو عقل ہوتی اور اگرچہ یہ امر خلاف قلعہ جنگ کے درمیان نہ یہ شہریوں کے  
 ہمیشہ تھے لیکن خائون کے کئی دفعہ ایسی غباری کی تھی کہ اونکی نسبت میں ایسی رسم کو راہ دینی نامنا  
 القصد جنگ ایک روز کے لیے موقوف رہی اور دوسرے دن ستائیسویں تاریخ کو سب سامان ہٹا کر نیکارا  
 تھا یہاں تک کہ مشعل توپوں کی جل چکی تھی اتنے میں پروانہ الیٹ صاحب کا آن پہنچا اور اسکا مضمون  
 تھا کہ تین شرط کے ساتھ صلح خائون سے ہوئی اول یہ کہ چھ روز کے اندر تین ماڈرین جوڑائی کے  
 انجام کار کے لیے فقور کے بہان سے بھیجے گئے اور ان کے ساتھ تین فوج آئی تھی جو صوبہ کو اننگلنگ  
 کے متعلق تھی شہر سے حضرت ہو کر تیس کو س پر جا رہے اور ادھر قدم نہ اٹھاوے دوسری یہ کہ  
 ایک کروڑیس لاکھ روپیہ زنا دان ہفتے روز کی میعاد میں سرکار انگریز کو دیا جاوے اور تیسری یہ کہ

جب تک ان دونوں شرطوں پر عمل نہ کیا جاوے فوج انگریزی اپنی جگہ پر منحصر ہے اس اہمیت وضع کر  
 عہد نامہ کو دیکھ کر تمام انگریز نہایت ناراض ہوئے لیکن مجبور تھے چپکے رہیں کیونکہ اگرچہ امرائے فوج اور عہد  
 رتے اور کپتان الیٹ صاحب کے پاس زمین و آسمان کا فرق تھا لیکن کپتان صاحب قبل سے  
 سفیر شاہ لندن کے تھے گویا بادشاہ کی جا پر تصور تھے اس باعث سے ان کے حکم کے تابع  
 سب تھے غرض چار روز صلح کے نہیں گزرے تھے کہ دفعۃً کوئی پندرہ ہزار خٹائی دور سے دکھائی  
 دیے کہ غول باندھے اور شور کرتے اور نقارہ اور ڈھول بجاتے اور سبھی سے اچھل اچھل کے پتہ اڑتے  
 اور بکر کو دوتے لڑائی کے قصد سے چلے آتے ہیں اور چونکہ خبرداروں نے جزو پنجابی تھی کہ انگریز  
 کی فوج کل بیس سو سے زیادہ نہیں ہے اور نہیں ان لوگوں کے شکست دینے بلکہ باہمال کرنا  
 ایسا غور و پیرا ہوا تھا کہ مارے خوشی کے گلیل کرتے بڑی ڈھٹائی سے مقابلے کو آئے یہ حال  
 دیکھتے ہی لارڈ گارفیلڈ نے سینٹیوین ملین مندراجی سپاہی اور انچاسویں ملین سے گورے کی  
 خندق کھدائی کو سامنے بھیجا حاصل یہ کہ مندوق کی چار پانچ بارہ مارے ہی خٹائی پس پاہوے  
 اور جیون جیون فوج نکلشہ آگے بڑھی اور انکی سپاہ پیچھے ہٹی آخر ایسی شکست کامل اور نکو ہوئی کہ  
 ڈیڑھ ہزار لاش میدان جنگ میں رہی اور کوئی پانچ ہزار سے زیادہ آدمی سخت مجروح ہوئے  
 اور باقی جدھر سے آئے تھے اور دھری بھاگے اگر تعاقب کیا جاتا تو کئی ہزار کا قصہ فیصل ہوتا  
 لیکن لارڈ گارفیلڈ نے رحم کھا کے اور شیش و گرگ کی لڑائی سمجھ کے پھپھارنے نہ دیا غرض یہ  
 خٹائیوں کا جو نہیں پریشان ہوا دوسرا ایک مجمع کوئی چھ ہزار آدمیوں کا سہارے اور نظر آیا  
 اور اسی وقت طوفان آیا اور بادل نے کرکنا اونہ نہ بربنا ایسا شروع کیا گویا خٹائیوں  
 کا ساتھ دیا کیونکہ باروت جو بھنگی تو اکثر مندوق بھک کھا کے رہی اور بخر سنگیں لٹکے دوسری  
 صورت نہ پائی یہ حال دیکھتے ہی خٹائیوں کی جرات بڑھی اور قریب ان آن کر لم رہی تو ہارنے  
 ہی تھے ایک اور طرح کے حریکا استعمال کرنا شروع کیا جس سے زیادہ لوگ متحیر ہوئے اور  
 صورت یہ تھی کہ لمبی سی چھپ پمپ میں لوسے کی انجی مثل منی کے لگی تھی اسی سے اول



سب کی پوشاک کو گرفت کر کے تین چار خٹائی ملے اور سے اپنی طرف کھینچ لاتے تھے اور  
 اتوار سے سرکاٹ ڈالتے تھے، سطر سے کوئی ڈیرہ سحر آدمی انگریز کے مارے گئے آخر کو جب  
 لارڈ گارف نے دیکھا کہ سب بندوقین نکلی ہو گئیں اور سطر کے بنی کے کھیل میں لوگ نقصان  
 ہونے لگے ہلے کا حکم اونکو دیا تب خٹائی پس پا ہوئے اور آدھ گھڑی کے بعد بے تحاشی اچھا  
 اس حملے کے قبل مندرجی سپاہی کی سینٹیویں پلٹن کی ایک کمپنی قریب ساٹھ سپاہی کے اور تین انگریز  
 افسر کو لارڈ گارف نے چھٹیویں پلٹن کے گورے کے ساتھ باہم ہونے کے لیے بھیجا اس صبح  
 میں اور فوج انگریزی نے ہلے کیا اور خٹائیوں کے تعاقب میں دوسرے گئے اور یہ کمپنی راہ بھول گئی  
 کیونکہ پانی کی بوچھاڑ اور آندھی سے کچھ سوچتا نہ تھا اور اس ہان کھیتی میں سیلاب ایسا ہوا کہ نشان  
 سب ڈوب گئے اور اس صبح میں کسی کو کچھ خیال نہ ملا کہ کس رخ سے آئے تھے اور کہہ کر جاتے ہیں  
 کہ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ کوئی تین ہزار خٹائی ایک طرف سے آنے لگے اور اپنے گروہ کو کثیر دیکھ کر  
 حشرات مچاتے اور کھیل کرتے اور انواع طرح سے دھمکی دکھاتے چاروں طرف سے گھیر لیا اسی صبح میں  
 پانی جو دم بھر کے لیے رکھا سپاہیوں نے تین چار بار بھٹ متواتر اس نشانے کے ساتھ ماری کہ خٹائی  
 پیش قدمی سے دبا رہے ہوئے چلے آتے تھے رکے لیکن پھر جو پانی برسے لگا ایک پتھر کلا بھی کام  
 نہ آیا اور اسی روز کے تجربہ نگین سے ثابت ہوا کہ پتھری والی بیڑی کی کچھ حقیقت ٹوپی دار بندوق کے  
 سامنے نہیں ہے اور اگر دوسری کوئی فوج ہوتی تو لامحالہ یا امان باگتی یا بیٹھ پھرتی لیکن انگریز کے  
 قواعد جنگ اور ضوابط ایسے معقول ہیں کہ یہ ساٹھ سپاہی تین ہزار سپاہی سے مطلق خائف نہ ہوئے اور  
 ویسے ہی دلجمعی کے ساتھ کھڑے رہے جیسا کہ ایام صلح میں اپنے اردو کے سامنے صبح و شام کو مشق  
 قواعد کرتے ہیں اور تین انگریز افسر ہاؤفیلڈ صاحب اور برکلی اور ڈبیر و صاحب نے ان جوانوں کی چوٹی  
 صف باندھی اور چاروں طرف کی چوٹوں کا جواب دیا اور کام ان بہادروں نے یہ کیا کہ بندوقوں سے  
 بھیکا تو تاحال اور گھٹنے بھر پانی میں تو کھڑے ہی تھے اور یہیں بندوقوں کو دھودھو کر اور اپنی گڑھی  
 وردی کی ٹوپی کے نیچے تھی اور سے پھاڑ پھاڑ کر زناں کو خشک کر اور ٹوپی کی آڑ میں بوچھاڑ سے بچا کر

دوسری باروت سے کوئی بھر کے ٹمنون کے سرداروں کو مارتے تھے اور نیکیں سے اون ہونٹوں  
 جواب دیتے تھے جو قریب آن کر خانی مارتے ان فرض کوئی ویرہ گھنٹے تک حال ہی رہا کہ یہ چند لمبی  
 بیچ میں اور وہ ہزار ہا غنیم چاروں طرف دس بارہ قدم کے فاصلے پر شور قیامت برپا کیے نیزہ ہلم  
 مارتے رہے اور اگر ایک بھی حملہ مردانہ کرتے تو انگریز کا ایک آدمی نہ پتا کیونکہ جب دھڑ ساٹھ اور اوڑھ  
 تین ہزار تھے تو حساب صاف ہے کہ ایک کے اوپر چاس تھے اور حملے میں بہت مارے جاتے تو  
 ایک کے کتھ سے ایک گرتا باقی انچاس تو کفایت کرتے لیکن بزدلوں کو کہاں یہ سوچتا ہے اون میں ہر  
 شخص بھی جانتا ہے کہ اگر اگے بڑھتا تو میں ہی مارا جاؤنگا اور دوسروں کو چھوڑ کے اڈنڈا کے مجھ کو صاف  
 کرینگے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر ایسا ہوا کہ ایک بہادر نے سو آدمی کو روک لکھا خیر جب خانیوں نے  
 دیکھا کہ باریکی لڑائی میں یہ ساٹھ شخص سب پر بھاگے تھے بعض جو سب بودوں کے بودے تھے  
 ایک توپ کی فکر میں گئے اور ڈھونڈ کے لائے اور کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر اس ٹھپ سے  
 لگایا کہ اگر بے نشانہ باندھے بھی یوں ہی اندھا دھند مارتے تو اون چند آدمیوں کو ایک لمحے  
 میں صاف کر دیتے تب تو اون بہادروں کو خوف ہوا کہ اس توپ کا جواب ایسی تنگ جگہ میں دینا  
 دشوار ہے اب اور چارہ نہیں بجز اس کے کہ حملہ کر کے توپ کو چھین لیجے یا اسی قصد میں مرجائیے یہ  
 سوچ کر ہاڈفیل صاحب دسے ہی حکم دینے پر تھے کہ ایک صدا بلند ہوئی اور دو کمپنی جہاز سیاہ  
 کی جواون لوگوں کی تلاش میں بھیجی گئی تھی قطار آئی محب طرح سے حافظہ قحقی نے یہ مرد بھی اور وقت  
 میں نہی کہ کوئی صورت دم بھر بچنے کی باقی تھی ان فرض ان گورے پادوں کا اسے انا اور بارہ  
 مارنا تھا کہ خانی پرستور بھاگ گئے ہمدرد ہو دیکھا اہل چین نے بار بار دغا دی تھی اور اونکی باتوں کا  
 مطلق اعتماد تھا اور یہ بھی ظاہر تھا کہ اگر حکم شہر کا ہٹان پر پہلہ کر لیا دیا جائیگا تو دولت انہوہ دیکر خانی ان  
 مانگینگے لیکن اپنی وضع رہتی کی جواگر نیوون نے ہمیشہ رکھی ہے اور وہ زیادہ تر باعث اونکے  
 بخت اور اقبال کے رونق کا ہے اوسکے خلاف مطلق وقوع میں نہ لائے اور جو نہیں کر ور پتہ  
 فدیہ کے روپیوں سے وصول ہوا لشکر انگریزی جہازوں پر سوار ہو کر خبریہ ہانگ کانگ میں

مقیم ہوا۔ اسی عرصے میں لندن سے خط آیا کہ ملکہ وکٹوریہ اور وزرائی انگلستان کو کپتان الیٹ صاحب کا رویہ اور طریقہ نیکو اور معلوم ہوا کہ سفارت کے عہدے سے اوشین مغول کر کے سربراہی بہادر کو جنہوں نے حیدر آباد سندھ اور دوسرے کئی مقام پر ہندوستان میں بڑا نام کارگزاری اور مدبری کا پیدا کیا ہے اس عہدہ جلیل القدر سے سرفراز کیا گیا اسی جہت سے جون مینے کی پہلی تاریخ سے اکت مینے کی دسویں تک تا وقتیکہ پاسفیرینین پہنچا تھا کوئی امر قابل ذکر کے وقوع میں نہ آیا نیز اسکے کہ بڑا طوفان جسکو خائی زبان میں بیفون کہتے ہیں اور جسکا سال میں کئی دفعہ بحر مشرق اور ختا کی زمین آباد اجات سے ہے اسی زور و شور سے آیا جس کا ایک شمسہ راقم نے جسداول میں بیان کیا ہے اور اوشین انگریزوں کا بڑا نقصان ہوا اور کپتان الیٹ صاحب اور سر گارڈن بریمیر صاحب ہزار ہا پر مکاؤ سے آئے تھے کہ راہ میں یہ طوفان ملا جو کچھ بہر مقدور ہو سکا ہزار کو تباہی سے بچانے کے لیے کیا گیا لیکن علم ناصدا ئی ایسے ایسے مقام پر صرف ہونے سے حاصل اتنا سے ہوتا ہے کہ انسان کی قدرت اور حکمت کی بیکاری کا ایسا تجربہ ملتا ہے کہ محض لاپرواہ اور یہودہ شخص کو بھی خطا یاد آتا ہے۔ پچیسویں جولائی کو اس گردباد نے ہزار کو اپنے دامن میں لپیٹ کے دوسرے روز کنارے پر ایسا ٹپک دیا کہ ایک تختہ ثابت زربا بری خرابیوں سے تیس شخص بچے اور جب سمندر کے تنگ کے دھن سے مثل بونس کے نکلے ختائی مچھوے جو کنارے پر ملے اونھونے سب کا کپڑا تاجیں لبا بلکہ قصدا رڈالنے کا کیا کہ اتنے میں قصئہ اتفاقی سے ایک شخص چنیا گیا جو کپتان الیٹ صاحب سے واقف تھا اور اس نے چھ ہزار روپیہ کا انعام قبول کروا کے دو ڈونگے پر چار لگنے یعنی سر گارڈن بریمیر اور کپتان الیٹ صاحب اور دوسرے دو صاحبوں کو چڑھا کے مکاؤ میں پہنچا دیا لیکن وہاں پہنچے پہنچے تک بھی سلسلہ خطرہ باقی رہا کیونکہ راہ میں ختائی جنگ جنگی ملا اور اسے ناصدانے ڈونگے والے سے پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہوا دے بے تامل جواب دیا کہ چانول اور چونکہ انگریز کشتی کے تلے چٹائی اوپر سے اوڑھے لیٹے ہوئے تھے بچ گئے ورنہ اگر ذرہ سا بھی شبہ ہوتا ملاشی میں کیا معقول تین شکار ماڈرنیوں کے ہاتھ لگتے کہ بے لڑائی بھرائی

یاترو دیکے انگریز کے کیسے بڑے سردار مفت قبضے میں آئے غرض ہوجون اور ڈوکیٹون سے خطوں  
مانڈینیون سے جو دونوں خطر سے زیادہ تھے کیونکہ سمندر کی بحری اور ڈوکیٹون کی خود غرضی اور  
میں باہم غمی یہ لوگ بچ کے مکاؤ میں آئے اور اون ملاحوں کو قول و قرار کے علاوہ جیسا سچا تھا خوش  
القصد نئے سفیر سر ہنری پانچراورنیا ایریجر سر ولیم پارکر کے وارد ہوتے ہی طیاری شمال  
کی طرف جانے کی ہوئی اور بیسویں گشت کو سارا سامان مہیا ہوا اور تمام کچر و کوچ خبریہ ایمانی کے  
سر کرنے کو روانہ ہوئی اور پچیسویں کو وہاں لڑائی ہوئی جسکا حال جلد اول میں تبیین ہے  
حاصل یہ کہ یہاں بھی بدستور فتح پائی اور پانچ سو توپوں کے قریب غرق آب یا اور طرح سے  
نقصان کی گئیں غرض یہاں پر ساڑھے پانسو سپاہی اور تین جہاز حفاظت کے لیے چھوڑ کر  
بحر انگریزی پانچویں ستمبر کو جزیرہ جوزان کی طرف چلی اور وہاں پر ایسی قلعہ بندی نظر آئی کہ سب کو  
حیرت ہوئی اور اگرچہ صرف سات مہینے انگریزوں کو چھوٹے ہوئے گذرے تھے لیکن اس عرصہ قلیل  
میں ایمانی کی قلعہ بندی کی طرح یہاں پر کوس بھر تک اونھوں نے گرھیاں بنائیں تھیں اور  
قریب دو سو توپوں سے آراستہ کی تھیں اور ایسی جلدی مضبوطی جو دیکھنے میں آتی سب کو یقین ملی  
ہوا کہ دیوار خا اور نہر خا کے عرصہ قلیل میں تیار ہونے کی روایت درست ہے یہ ساحل دریا کے  
علاوہ جتنے ٹیلے اور ٹیکے قریب واقع تھے سب پر توپیں اس انداز سے بچھیں تھیں کہ اگر خلد میں  
کو گولہ اندازی کا کچھ بھی شعور ہوتا تو کیا مجال تھی کہ ایک جہاز اس مہلے سے ثابت گذرنا سوا  
دریا کے دھارے ایسے بندھے تھے کہ چھتیسویں رخ بہتے بہتے تنکے کے ٹکڑے ہو جاتے  
تھے اسی جہت سے پچیس روز جہازوں کو اس نثرل کو تاہ کے طے کرنے میں لگے اور پہلی  
اکتوبر تک لڑائی نہیں ہوئی غرض اس لڑاکا فہمادر ہندو سے سپاہ کی ایک تقسیم اور ہزار  
سپاہ کی دوسری تقسیم کشیوں پر پڑھانے کے کنارے پر اور تر کر قلعے کی پہلو کی طرف سے بہت گزینکا حکم  
دیا چونکہ فوج انگریزی ہمیشہ ہر مقام پر ہادری کرتی سے خواہ دشمن قلیل یا کثیر خواہ ہم قوم یا غیر کھو  
خواہ شب یا روز خواہ خشکی یا تری خواہ جاڑے یا گرمی میں بلکہ ہر اس لیے راقم ادنیٰ جرات کے

باب میں لکھی گئی ہے کہ جب یہی خاصہ سپاہ انگریزی کا ہے اور انکی بہادری کی تعریف کی گئی ہے  
 زیادتی ہے جیسے حاتم کی تعریف سخاوت میں تھی غرض اس مقام پر گورے کی پچپن بلٹن نے جو کام  
 کیا قابل ذکر کے ہے چنانچہ خانی مہوج ایک ٹیلے کی چوٹی سے توپ اور منبوق سے بوجھا  
 گولیوں کی کرتی تھی اور یہ بلٹن نیچے سے دھاوا مار کے اور پونجی اور شہین کو شکست دی باوجودیکہ  
 اس عروج و صعود میں خانی سر پر سے بے تحاشہ بارہ مارے تھے اور انگریزوں کو ایک گولی  
 چلانے کا موقع نہ ملا ان غرض لشکر شاہی اور سرکار کپیتی کی سپاہ ملکی اور انگریزی خشکی اور بحری  
 جو حق جو انگریزوں کا تھا ادا کیا اور تمام گڑھیوں کو قبضہ کر لیا اور انگریز کا نشان فتح تو امان شہر نکھائی  
 پائے تخت پور ان میں ملے ہوئے بعد اسکے جب شہر چنگھائی کی طرف جو اس جگہ سے کوئی پچیس کوس  
 دریاے نیگ پو کے مہانے کے بائیں کنارے پر واقع ہے جانا اور فتح کرنا منظور ہوا تو چار  
 سو سپاہی شنگھائی میں حفاظت کے لیے چھوڑ کر ساتویں ماہ اکتوبر کو بحر اگلشیہ روانہ ہوئی اور صبا  
 میر پور و مہوج دو خانی پر آگے سے گئے تا شہین کی قلعہ بندی کی مضبوطی اور سپاہ کی جمعیت اور  
 سامان جنگ کا حال قیاس کے رو سے اور جاسوس کے ذریعہ سے دریافت میں آوے چنانچہ  
 معلوم ہوا کہ شہر میں تین ہزار چیدہ سپاہ تیار اور قلعے میں چار ہزار جوان کارزار کرتی توپوں کے  
 ساتھ متعین ہیں اور دور دور تک چاروں طرف گڑھیان اور صد با توپ و سپاہ ہیں  
 اور مہانے پر بڑے بڑے ستون لوہے کے نوک والے دریا میں گاڑے ہوئے اور موٹی  
 موٹی زنجیروں سے اون میں جھری بندی کی گئی ہے اور دونوں کنارے مہوج خانی بحر جنگی توپوں  
 اور سپاہ سے آراستہ موجود غرض حفاظت کے لیے جو کچھ خشکی اور تری میں ضرورت تھا  
 وہاں دیکھنے میں آیا لیکن ہی خامی جو ہر جگہ نظر آئی یہاں بھی باوجود اتنے تجربے کے موجود  
 تھی اور وہی نقص عظیم جسکے واقع ہونے سے دنیا کی قلعہ بندی مثل لڑکون کے گھوڑے  
 کے بیکار ہوتی ہے یہاں بدستور تھا اور تاکہ کسیو شبہ نہ رہے کہ یہ نقص کیا تھا کہنا چاہیے کہ قلعہ  
 جنگ کا رکن حفاظت پہلو ہے جیسا کہ حکمتی میں سر کی چوٹ انارسی سے بھی سہل میں رکھتی ہے

لیکن گہرا اور طمانحہ بچانا دشوار ہوتا ہے غرض ختائی سب اپنے شہروں کے سامنے قلعہ بندی کے تھے  
اور یہ خیال نکھیا کہ اگر سامنے نہ آئے دشمن پانچ چار کوس پراوتر اور کاوا دیکر نہیں بائیں کے آئینگے تو  
سامنے کے مورچے کیا کرینگے پس اگر کچھ بھی قلعہ سازی کے علم سے واقف ہوتے تو دریائی دشمن  
کے مقابلے کے لیے وہاں پر گڑھی بناتے جہاں سیلا مارنے اور پائے آب کرنے کی جگہ تھی  
لیکن ان مقاموں کو چھوڑ چھاڑ کر قصد انہیم کے لیے راہ رکھ کر صرف زیر شہر مضبوطی کرتے تھے اور  
اکثر یہی ہوا کہ جب جہاز سب گڑھی کے مقابلے میں اگر گولہ مارنا شروع کرتے تھے تو پیادہ لشکر یا گڑ  
حکبہ دیکھ کر فاصلے پراوتر کر سہلو پر آن پڑتا تھا اور دونوں طرف کی چوٹوں کے سامنے خصوصاً  
کہ اوسکے مارنے والے انگریز تھے بچا رہے ختائیوں کو بھاگتے ہی بن آتا تھا اور سید طرح کی ناواقفیت  
علم قلعہ بندی سے شہر کا نشان کی لڑائی میں ظاہر ہوتی کہ حصار شہر کے قریب اور اوسکی دیوار سے  
بلند ٹیلے واقع ہیں جن پر ہر چند کہ حصار میں لیکن پھر بھی خوف ہے جیسا کہ ظہور میں آہی چکا ہے  
کہ اگر دشمن انہیں فصل کرے اور وہیں کی توپوں کا رخ خود شہر کی طرف پھیر دیوے تو حصار شہر میں کوئی  
صورت حفاظت کی ہے جب کہ زیادہ بلندی سے قلعے کے گولے شہر کے اندر نہایت سہولت سے  
پونج سکتے ہیں اور حصار کے گولے بہت مشکل سے اگر فضیلوں کے گنگرے تک جائے تو جاتے  
چنانچہ اسی وجہ سے اہل فرنگ کے جتنے قلعے دیکھیں سب کی چاروں طرف میدان وسیع کئی گولوں کے  
ٹپے تک ہمیشہ رہتا ہے اور ادنی سا گھر تک وہاں نہیں بٹے پاتا ہے جہاں پر مطلق اندیشہ ہوتا ہے  
کہ دشمن اوسکی آڑ سے سرنگ دوڑا سکتا ہے یا اور طرح سے فتح پاسکتا ہے + الغرض جنگی  
میں ختائیوں نے اپنے طور سے جہاں تک مضبوطی چاہی تھی کی اور نوین تاسیخ کو بحر انگریزی قلعہ بند  
سے فاصلے پر لنگر کر کے شب بھر رہی اور صبح کو چار جہاز متعین ہوئے کہ قلعے پر سامنے سے گولے پڑائیں  
اور دغا بیوں کو حکم ملا کہ سہلو سے باڑہ ماریں اور باقی پر فوج خشکی سوار ہو کر دہسے کنارے اور تر گئی غر  
جب امیر البحر نے اپنے جہاز کے مستول پر نشان جنگ بلند کیا جہازوں نے ختائی بحر کا قصد آنا "فانا"  
میں فیصلہ کر فرامحت کی ٹٹی جو بیچ دریا میں کھڑی تھی توڑاڑ دہنے بائیں کی گڑھیوں کے لوگوں کا



جواب قرار واقعی دیتے اصل قلعے کے سامنے جا پونچھے اور قیامت برپا کی اتنے میں چار  
 فوج کی تین تقسیم ہوئیں اور تین طرف سے ختائی کے تینوں معسکر چلیں دو جگہ پر تو ایسا کچھ  
 کشت و خون ہوا کیونکہ فوج ختائی دو چار ہاتھ لڑ کے لمبی ہوئی غرض تیسری جگہ پر کوئی دس ہزار  
 ختائی مورچہ باندھے کنارہ دریا پر کھڑے تھے اور جب دیکھا کہ صرف پانچ سو گورے چار تو ہیں لیے  
 مقابلے کو آتے ہیں شور کرنے اور چلانے اور بعضے مسخرے دونوں ہاتھ سے تلوار پکڑ کر کھڑے  
 اور خوشی کے مارے ناچنے لگے کہ یہ جو کئی شخص آتے ہیں ہم اتنے ملکر اوبھین چٹنی کر ڈالیں گے  
 اس خیال سے انواع طرح کی لطیف حرکتیں جو عوام بنگالی اور ماہی ہٹے کی پھونپن ہیں کی کھٹکا  
 فضیحتی میں کرتی میں کرنے لگے کہ پہلو کی طرف سے کئی ٹیلو نکا کا وہ دیتے صرف ہزار گورے  
 کئی تو ہیں لیے ان پونچھے ان کو دیکھتے ہی مسخرے ختائی سب تو نہیوش ہو کر کڑے اور اکثر کی  
 جتنی امید فتح کی تھی سب بدل یاں جانکاہ سے ہو گئی اور صد ہا کے ایسے جھکی چھوٹے کہ تو پون سے  
 صرف ایک دفعہ باڑہ مار کے دوبارہ کچھ نہ کر سکے اور اونکی آڑ میں شل ہو کے بیٹھ گئے غرض  
 باقی نے دو پہلو پر دشمن اور پشت پر دریا موت کے آنے کی چاروں طرف سے راہ  
 اور اپنے محفوظ نکل جانے کی صورت منقطع دیکھ کر تو ریاس سے خوب لڑے لیکن کہا تک  
 انگریزوں نے ایسی ایسی باڑہ ماری کہ ایک گولی خالی نگئی اور لاش پر لاش ڈھیر ہوئی  
 چلی کہ اتنے میں ختائی صف بھٹی تب پوری خرابی اوس گروہ کی ہوئی حربہ بھینک بھینک  
 ہزار ہا پانی میں ڈگر ڈوب مرے اوکھی سے جو کشتی کے پل پر گرتے پڑتے ہوئے اور  
 اوس پار بھاگ چلے اونکا پیچھا چند گوروں نے کر کے سب کو مار کے پانی میں  
 ڈال دیا بہتوں نے پیش قبض سے اپنا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اپنے کو فوج کرنے اوس  
 سردار حوج تانانی چاہا جسے فغفور کو سابق ایک دفعہ کھلا بھیجا تھا کہ اگر حکم ختائی ہو تو جستان ہو  
 میگوں چشم از دق یعنی انگریزوں کو ایک کڑی سے جال میں پھنسا کے اونکا گوشت گدوں کو کھلا  
 دیوے اور اونکی جڑے سے فوج حضور کی لیے ستون بنوادی غرض اوس مرد بزرگ کی ساری سنجیدگی

روز تھل گئی لیکن جوہنن اوس نے چھری گلے میں لگائی ایک انگریز نے اسی ضرب تلوار کی ہاتھ پڑ  
 ماری کہ چھری ہاتھ سے گر پڑی اور دوسرے قیدیوں کی طرح اوسکی مشکین باندھی گئیں اور جب بعد  
 لڑائی کوئی پنج سو خانی کو صرف چوٹی کا ٹکے غلصی دی گئی اوسکو بھی اوسی حال سے رہائی ملی + ایہ  
 یہ خرابی پیادہ فوج کی ہو رہی تھی اوس عرصے میں ہزاروں نے اصل قلعہ کو دھن ڈالا اور پرزے پڑے  
 اور ادیا آخر الامر گیارہ ہینن بچے تھے کھجے کا نشان چنگیائی کی فیصلوں پر بلند ہوا اوسکی طرح کے دشمن کا پتا  
 باقی نہ رہا اور یہاں تک خوف اس لڑائی کے ہونے سے اوسکو ہوا تھا کہ تیرھویں اکتوبر کو شہر تنگ پور کو  
 فتح کرنے جو فوج و بکر انگریزی روانہ ہوئی تو یہاں سے وہاں تک غنیم کی صورت نہ دکھائی دی بلکہ  
 جب صرف نہر اسپاہ شہر کے دروازے پر پہنچی خانیوں نے بے تامل دروازہ کھول دیا + چونکہ  
 جاڑے کے ایام آئے بلکہ شدت سرما کا حال لوگوں نے بیان کیا امیر فوج اور امیر بحر نے حکم دیا  
 کہ سپاہیوں اور ہر طرح کے ہمراہیوں کے لیے مکانات بنیں چنانچہ ویسے ہی ہوا اور خانی سب  
 اگرچہ پہلے خائف ہو کر گھر دروازہ چھوڑ چھا کر چلے گئے تھے رفتہ رفتہ انگریزوں کے عدل و نیکی  
 کا حال سن کر بھڑکے اور بدستور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے اور انگریزوں کو رسد  
 اور معمار کی اسباب وغیرہ پہنچانے لگی حالانکہ فغفور کے فرہین میں مضامین تھے کہ ایک غمی سرخ بال والا جوشی  
 فرنگی بچے نیامے + یہ حال من کا ۱۸۴۲ء کی مارچ مہینے تک رہا اور انگریزوں کو خیال ہوا کہ ایشیائی مار  
 کہا کہ بصلح و آشتی کی اہل تھا کہ دوسری بات رہیں ہے اور اسی حجت سے شہر کے دروازے کی حفاظت  
 کو لپی خدی پیادہ سیاہ کافی سمجھے گئے لیکن یہ سن سان اور طہیمان شل اوس سناٹے کے تھا جو قبل  
 اندہی کے ہوتا ہے کہ شجر خیار کی پتی تک جو ہر وقت تھر تھراتی رہتی ہے اوس وقت ہلتی نہیں اور  
 تبس ہوتی ہے گویا طوفان کو زیادہ تیز و تند ہونا کہ کرنے کے لیے قبل سے اجرائی قوت کو جمع کرے  
 کی خاطر آرام کرتی ہے جیسا پہلوان قبل بدی کشتی کے سورمہا ہے چنانچہ شروع مارچ سے  
 ہشیار لوگوں نے دیکھا کہ رفتہ رفتہ خانی و وکاندار وغیرہ اپنا مال و اسباب شہر سے باہر لیجانے  
 لگے اور جینی لوگ جو ان قوی میل دو دو چار چار کر کے آنے لگے عرض خانیوں کی اتنی جڑا

لگان کے سیکو تھا کہ یہ پھر مقابلہ کر نیکی لیکن آٹھویں تاریخ کو چند خائی لونڈے جبکہ باپ لڑائی میں  
 گئے تھے اور انکی بیٹی اور سہیلی پر اہل لشکر انگریزوں کے کھانے پینے کو دیتے تھے اور وہ لڑ  
 بھی بہت کام کاچی تھکے اور گوروں کے ساتھ رہا کرتے تھے وہی خوف زدہ اور لرزان اور  
 ترسان شہر سے معسکریں آئے اور اپنی زبان میں کہہ کہہ کر رونے لگے کہ کل پرسوں تم سب مارے  
 جاؤ گے اس سے زیادہ حال کچھ کھلا نہیں اور شب بیدار کا جو اس بیان سے پیدا ہوا تھا پانچ تھیں  
 اور سوت پونہ چاب اوسی شب کو سب لڑکے دفعۃً معسکر سے چلے گئے اور پھر نہ آئے یہ حال  
 سب ہوشیار ہوئے لیکن اوس شب کو کچھ ہوا غرض دوسرے روز لارڈ کافٹر کا چوزان  
 کی طرف واسطے تدبیر جنگ اور شور کرنے کے لیے جانا تھا کہ اوسی شب کو خائیوں نے شب خون  
 مارنے کا قصد کیا اور امیر فوج کی غم حاضری کو نہایت معقول موقع جانا حالانکہ یہ نہیں سمجھا کہ انگریزوں کے  
 قواعد جنگ کے رو سے ممکن نہیں کہ کسی حال میں فوج بے سردار کے رہے کیونکہ اگر تمام افسر سپا  
 سالار سے ادنیٰ تک ایک ایک کر کے سب کٹ جاویں تو ادنیٰ سا تفکیک بھی اوس وقت سرداری کر  
 سکتا اور غرض دسویں تاریخ اور تین بجے رات کو دکھن دروازے کی فصیلوں پر ایک خائی سیڑھی  
 لگا کے چڑھا اور ہرے کے سپاہی نے جو کئی دفعہ ٹوکا اور جواب نہ پایا بندوق مہتیا کے ایسی  
 گولی ماری کہ اوس شخص کی لاش نیچے گر پڑی اس آواز کا ہونا تھا کہ دفعۃً ہلا اوس دروازے  
 اور مغرب کے دروازے پر خائیوں نے کیا اور سپر ہیان لگا کے شہر کے اندر شور کرتے ہوئے  
 گھسے چند سپاہی انگریزی جو کہن کی طرف با سپاہی میں تھے اوس جہنم کو دیکھ کر باڑہ مارتے ہوئے  
 پیچھے ہٹے لیکن مغربی دروازے پر فٹنٹ آرم اسٹریٹنگ صاف رخ چڑھ گوروں نے ہزاروں  
 گولہ روک رکھا کہ اتنے میں ملہور معسکر انگریزی میں بجا اور کرنل منٹ گمری صاحب چار ہلکی توپیں  
 اور سو گورے لیکر موجود ہوئے پھر جو خرابی دشمن کی ہوئی ہے کیا امکان ہے کہ بیان ہو سکے  
 اور اوس کشت و خون کو پرانے پرانے سپاہیوں نے دیکھ کر بے مبالغہ کہا ہے کہ صد لڑائیاں  
 اور خون نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں لیکن ایسی خونریزی کبھی نہیں نہ آئی تھی مختصر یہ کہ دکن کی

طرف جو ختائی آئے اور ساتھیوں سے ملے تو ایک کو بے مین پھنسنے اور ناکار روک کے  
 جو ایک توپ اور چند بند و قون کی بارہ اونپر دفعۃً علی الشون گئے ڈھیر ہو گئے اور کوئی سو قدر تک  
 لاشوں کا جو ترہ قدر آدم سے زیادہ اونچا بن گیا اگر راستہ چڑھا ہوتا اور چاروں طرف توپ بانیجا  
 موقع ملتا تو ایک ختائی نہ پچتا غرض ایک ہی توپ نے ایسا نقصان کیا کہ اگر رحم کھا کے انگریز بارہ  
 موقوف نہ کرتے تو اسی ہی سے ہزاروں ٹھکانے لگ جاتے تھے اس حملے کے بعد انگریز  
 پر ختائیوں نے ہلہ کیا اور جہازوں میں آگ لگا دینے کے لیے سوا اوس طرح کے پیرے  
 کی ترکیب کی جو صدر میں بیان ہو اکیس کشتیوں پر قسام رنگ کے کبس اور ٹھارے اوس وضع  
 کے جس میں کچھ اب اور تین ختائی سوداگر رکھتے دھارے پر چھوڑ دیتے اور اوس میں اسطرح  
 کے اجرام تگب کیے ہوئے پھرتے تھے کہ ہوا لگنے کی نہ تھی چنانچہ ایک جہاز میں نے نیما لہڑنے  
 کے قصد سے جو نہیں ایک کبس کو گھسیلا اس زور شور سے اڑ گیا کہ اوسکا تو کیا تپا ملا کشتی کے  
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور لمحہ بھر لڑہ زمین کو رہا غرض یہ سب کچھ بیکار نکلا اور خشکی اور ترسی  
 شجھون کے حملوں سے بھی ثابت ہوا کہ انگریزوں اور ختائیوں کی جرات اور سپاہ گری میں  
 اتنا فرق ہے کہ اگرچہ اونھوں نے غاصب شب خون مارا لیکن پھر کچھ نہوا حالانکہ دنگو غافل پایا اور طرہ  
 سب پر یہ تھا کہ اس حملے کے واسطے دس ہزار چیدہ تار جہاز اور قوم میا وری کے کوستانی  
 انگریز کے دشمن جانی اس کام پر مقرر کیے گئے اور انعام دے دے کر بلائے گئے تھے  
 نینگپو کے سوچینگمانی کے انگریزی اہل قلعہ پر اوسی شب کو حملہ کیا گیا لیکن وہاں کے لوگ  
 بسبب اپنی گروہی قلت کے اپنے ہتھیار تھے کہ ختائی دروازے تک پہنچنے نہ پائے +  
 ان دونوں مقام پر اس بند و بست اور چالاک سے ختائیوں نے سارا سامان کیا تھا کہ دوپہر  
 رات تک کسی کو کچھ آہٹ نہ ملی اور نہ ادنی سی بات میں کسی اوروں سے فرق ہوا لیکن طرہ قلعہ  
 میں فوج کثیر اور کئی ضرب توپ خشکی اور تری پر گویا سحر کے ذریعہ سے موجود ہو گئی اور سب کو  
 حیرت ہوئی کہ یہ بلا کہھر سے آئی زمین سے نکلی یا آسمان سے گری یا ہوا پر سے پونجی +

دوسرے روز معلوم ہوا کہ رفتہ رفتہ گرد و نواح میں دشمن نے فوج جمع کی تھی اور شمالی صوبوں سے دس ہزار چیدہ سپاہ مقابلے کے لیے بھیجی گئی تھی چنانچہ نینگپو سے پانچ کوش شہر لکی میں کئی معسکر لشکر حاکم تھے اور یہ لوگ جو بخون مارنے آئے تھے وہیں کے تھے یہ خبر پاتے ہی لاٹروگان بہا دربارہ سے سپاہ اور چند توپ لیکر اوسٹسٹ فٹ پیدھوین تاسیح کوروانہ ہوئے وہاں پونج کے دیکھتے ہیں کیا کہ ایک بلند ٹیلے پر ختائی سامان جنگ سے موجود ہیں بات کے کہتے ہی انگریز وہاں چڑھ گئے اور ختائی بھی تابدر ایسا لڑے کہ جب آخر کو ہٹے اور بھاگے تو ہزار آدمیوں سے زیادہ میدان جنگ میں رہ گئے اور کئی افسر انگریزی بھی مارے گئے بعد اسکے وہاں سے اٹھ کوس پر دوسرے اردو ختائی کی خبر جوبلی فوج انگریزی وہاں پہنچی لیکن لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ ختائی ہر چند کہ اوس مقام پر قلعہ بندی خوب ہی کیے ہوئے تھے اور فوج و خزانہ اور انکی معمولی سبھی اور بکرو دین کچھ کمی نہ تھی لیکن خوف انگریزوں کا ایسا سما یا ہوا تھا کہ انہوں نے سامنا کیا اور گورون کو دور سے دیکھتے ہی چلیے آفرض دوسرے روز شہر نینگپو میں انگریز پھرائے اور ساتویں ماہ مئی کو اوسے چھوڑ کر آگے بڑھے لیکن اس طرح دینے کو جو مانڈرینوں نے شکست انگریز قرار دی تو فرمان غفوری جاری ہوا کہ شاہباش جو امر دوا سیطرح سے اگر دو چار دفع ظفر یاب ہو گے تو شیاطین ازرق چشم کو حد ملک سے دفع کر دو گے اور تمام عمر کے لیے مرفراز ہو گے غرض باوصف اسکے اٹھا رہوین تاریخ کو بندر جاپو کے اوپر چھپ گیا مائی سے بیس کوس پر ہے انگریزوں نے چڑھائی کی اور چونکہ اٹھ ہزار چیدہ تانہ نے مقابلہ کیا خوب ہی لڑائی ہوئی کیونکہ اون میں سترہ سے تانہ تو ران کے بہادر و دل میں نامدار موجود تھے اور جب ملکی صلی ختائی بے تحاشی بھاگے یہ لوگ قدم قدم پس پائے اور ایک منڈپ میں پناہ گیر ہو گے اچھا لڑے اور دیر تک ہر چوٹ کا جواب دیا کیے اور باوجودیکہ انگریز کے گولوں نے دیواروں کو چور کر دیا اور چیت میں آگ لگا دی لیکن ایک شخص اون میں سے نہ ہٹا اور ہزاروں کو اس کے آگے امان مانگو اور حربہ رکھ دو لیکن اس مقام میں جواب زبان سے تو چھپ نہ دیا لیکن گولیوں

اور تیروں کی بوچھار سے گویا کھلا بھیجا کہ جسے جسے جو باتیں ہونگی اسی ذریعہ سے مارے چلے جاؤ  
 دیکھیں کون ہٹتا ہے آخر کار چھت جو بل ہی رہی تھی ٹیٹھ گئی اور ساتھ اسکے دیوار جو مارے  
 گولوں کے بل چکی تھی ہٹ کر کے گر گئی اور اون بہادر وں کی سی گور ہوئی اور وہ دھوان  
 جو آسمان کی طرف اوس مقام سے بلند ہوا گویا منارا اونٹنی مور کی ہوا اور شہر اسکے ذریعہ سے  
 فلک الافلاک تک پہنچا + اتنی لڑائیوں میں ہی ایک نظیر اوس بہادری کی ملی جو یاد دہ اوس  
 وقت اون لوگوں کی ہوئی جب کہ انکے ابا و اجداد چنگیز خان اور باتو خان اور ہلاکو خان کے  
 ساتھ دنیا کی فتح پر مستعد تھے + جلد اول میں بارہا مذکور ہوا ہے کہ اکثر شہروں میں اصلی ختا  
 جدا اور تاتار جدا رہتے ہیں غرض چاہوں میں عجب سانحہ شکر وقوع میں آیا چنانچہ جب انگریزوں نے  
 تاتاری شہر کے اندر قدم رکھا تو ہر طرف لڑکوں اور عورتوں کی لاشیں نظر آئیں کیسے گلے میں  
 پائے لگی ہے کیسے دلیر چھری پیچی ہے زہر سے کیسا بدن سیاہ ہو گیا اور پھول رہا ہے کسی  
 اپنے کو کنو میں ڈال دیا ہے اور عادت تاتار سے جو واقف تھے اوھوں نے یہ ماجرا دیکھتے ہی  
 کہا کہ شوہروں نے اپنی جوروں اور عروں کو اور باپ نے اپنی بیٹیوں کو آبروریزی کے خوف  
 سے مار کر چلے گئے ہیں + القصد بعد اس جگہ کی فتح کے انگلستان اور کلکتے سے فوج بحری او  
 خشکی مدد کو پونجی چنانچہ پندرہ جنگی جہاز اور دس دخالی جنگی کشتی اور جہاز کے ساتھ اور سپی تو سچانہ  
 اور پانچ ٹینین ملکی سپاہ اور ایک پلٹن گورے کی کل میں کوئی بیس مزار فوج آئی اور یہ قوت جو پائی  
 فوراً سالار فوج اور میر جبر نے یا بک زئی کاکٹ کے دریا سے گزر کے اوسانگ اور شانگ ہی  
 اور دوسرے شہروں کو فتح کر لے ہوئے دار الخلافہ پر چڑھ جانیکا قصد کیا اور بیسویں مئی کو پہنچے  
 روانہ ہو کر تیرھویں جون کو اوس دریا میں بحر انگریزی پہنچی اور پندرہویں کو شہر اوسانگ کے مقابل  
 میں آئی دو گھنٹے تک اچھی کھسان لڑائی رہی اور ختائیوں نے اور دفعہ کی نسبت خوب گولہ اندازی  
 کی اور ایک سے پچھتر توپوں سے ایسی بارہ متواتر ماری کی کہ کئی جہازوں کے مستول اوڑھنے  
 لیکن آخر کار انگریزوں کی فتح ہوئی + تیسرے دن خبر ہوئی کہ ومان کی فوج پس پامو کر شانگ ہی کے



لشکر متعینہ کے ساتھ جابلے فوراً بجز روانہ ہوئی اور اٹھارویں تاریخ کو وہاں پہنچی غرض قبل ہی سے ختائی فوج گزیراں ہوئی تھی اور اسکی فتح میں دو ایک گولی سے زیادہ کی موت نہ آئی اور تین سے چوتھے توپین یہاں کی اور اسانگ کی ملا کے انگریزوں کے ہاتھ آئیں اور مسابا جنگ باروت وغیرہ اور غلے کا کچھ شمار تھا بعد اسکے شہر سوچو کے جابینکا قصد ہوا لیکن دریا کی کیفیت کما حقہ نکلنے سے جون کی تیسویں تاریخ کو شانگ ہی کو چھوڑ کر فوج انگریزی اسانگ میں بھڑائی اور شہر چکیانگ فوراً چڑھائی کرنے کی فکر ہوئی اور اسکو دخل میں لانا گویا نصف سلطنت کو چھین لینا تھا کیونکہ ایسے مقام پر یہ واقع ہے کہ تجارت کی آمدنی اور فتنی بذریعہ نہ تھا وہیں سے شروع ہے بلکہ دارالسلطنت چین میں غلہ اور اکثر اسباب اسی راہ سے پہنچتا ہے اس امر کی قطعیت سے ایک تو اس شہر کو قبضہ کرنا ضرور تھا اور دوسرے یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے نام کے پر مغزوؤں سے جو کچھ ہو سکیگا تصویر میں کرکھا انقضائے بیسویں جولائی کو سب انگریزی شہر کے فضیلوں کے سرکھا میں آئی اور جب یہ کسی صورت نظر آئی ورنہ صد اکیڑھ کل تک پہنچی اور ایک سناٹا ماندر محلہ خاصہ شان معلوم بعض لوگوں نے سمجھا کہ سیت زدہ ہو کر خانیوں نے شہر کو ترک کیا تھا اور جیسا کہ مقام سکی پر ظہور میں آیا یہاں بھی کسی ہو و گیا اور بعض کا قیاس یہ تھا کہ دھوکے سے مارنے کے لیے ختائی دیکے ہوئے بیٹھے ہیں کہ جونین فوج انگریزی سپرھک اور لاپرواہی کے ساتھ فتح کی خوشی سے بے صفت باندھ شہر کے اندر داخل ہوئے گھیری جاوے اور حلقے میں پھنس کر مفت میں ماری جاوے غرض دونوں قیاس درست تھے کیونکہ ختائی فوج کی دو حصے دو اڑاھی کوس پرٹیلون پر قلعہ بندی اور کلکی مضبوطی کیے لڑائی پر مستعد تھے اور ایک حصہ جن میں بہت نفس اہل تانار اور جرات و قوت میں بیکتاے روزگار تھا شہر کے اندر اس لیے متعین تھا کہ اگر باہر کا لشکر شکست پاوے اور انگریز قصد شہر میں جانے کا کریں یہ سب خواہ فرحت کی دیوار کی طرح کھڑے ہو جاویں یا دشمن اونکی لاشوں پر سے گذر کریں اس ارادہ و مانہ کو تانار اس کام میں اور حق ہے کہ حب وطن اور شجاعت کا جو مقتضا تھا اتنا ہی انہوں نے کیا اور اسی لڑائی

کہیں پر کم ہوئی ہے جہاں اتنی جرات دیکھنے میں آئی غرض چونکہ اس دفعہ جو مقابلہ انگریزوں  
 کا ہوا اور دستی سے ہوا مناسب ہے کہ اسکا بیان کچھ تصریح کے ساتھ ہو جسے  
 شہر میں یہ سنائے گا حال دیکھا گیا اور دغا کا خیال لا رڈ گات بہادر کے دل میں گزرا  
 فوج کی تین تقسیمیں کی گئیں اور دوطرف معسکر خانی کے روانہ ہوئیں اور تیسری تقسیم یک ٹیلے  
 کے اوپر شہر کے فضیولوں کے قریب مستعد رہی غرض معسکر خانی پر جو چڑھائی ہوئی دہلی کے  
 ہاتھ سے ہاتھ لوگ نقصان نہیں ہوئے کہ جو دھوپ اور تمازت آفتاب سے مارے پڑے پچھا  
 اٹھا نوے پلٹن گورے کی گئی جہاں اس چڑھائی کے وقت لوہ کے مارے بدم ہوئے  
 گر پڑے اور بعد لڑائی لے اور بھی تڑاؤ ہی صرف دھوپ کے صدمے سے مر گئے غرض  
 معسکر میں خانی اچھی طرح لڑے ویشل اور دفعہ کے جھٹ پٹ نہ بھاگے لیکن آخر کار فوج  
 انگریزی کا مقابلہ دشوار سمجھ کر دے رفتہ رفتہ پس پا ہو کر جان لے اور پیچھے دیکھ کر ہٹتا  
 نکل چلے اور سپاہ کی دردی اور حربہ پھینک کر اطراف کی بستیوں میں دوسرے باشندوں  
 ساتھ مل گئے اور اس قریب سے ہزار ہا بیان اور دوسری لڑائیوں میں بھی سج کے  
 جو اگر سچا نے جاتے تو مارے پڑتے اور چونکہ خانی اکثر سپاہی اسی ضلع کی ہیں کہ انہی ہتھیار  
 بھی کرتے رہتے ہیں اور صرف جنگ کے وقت دردی پہنتے ہیں اس سبب سے جب  
 اپنے ساز و مارا لیتے ہیں تو اور دن کے ساتھ بے تردد و ملجائے ہیں کیونکہ اگرچہ ہر  
 پیشے اور ہنر والے کی وضع سبب و وجہ اور چال چلن ایسی نرالی ہوتی ہے کہ ہتھیار اور تجربہ کا  
 آدمی کسی شخص کو دیکھتے ہی اس کے ہنر اور پیشہ کو بے تامل کہہ گیا لیکن وہ کبھی اور ترچھی نگاہ اور  
 تول تول کے قدم رکھنا اور پنچوں کے بھل چلنا جو سپاہی کے واسطے موضوع ہے  
 او نہیں نہیں پائی جاتی سنے القصہ معسکر والوں کی لڑائی کا نتیجہ ہوا لیکن شہر کے اندر  
 جب تاتاریوں سے چلی تو اور ہی بات وقوع میں آئی اور اسکا حال راوی بہت  
 اپنی آنکھوں کی دیکھی ہوئی کہتا ہے کہ جب حزل شاہ دوسرا انگریز قلعہ بندی کے

پارسی بھی لگا کے دخل ہوئے مقابلہ تاتاریوں نے جیسا کہ مردوں کو اپنے وطن اور اہل و عیال کی حفاظت کے لیے زیبا ہے خوب ہی کیا اور اگرچہ آلات و قواعد جنگ فرنگی ایسا بہتر ہے کہ وہ دشمن اور طور سے لڑنے آئے بیشک شکست پاوے اور ممکن نہیں کہ فوج نیاوہ کی ٹوٹی دار بندوق اور سنگین اور اسے تو بچانے انگریزی کا مقابلہ تیرا ورتلوار اور جھگی و تفنگ توڑے وارا اور بچاؤن سے کبھی ہووے اور سی جہت سے انگریز کے فتیاب ہونیکا کچھ شک و مہر کے لیے کیونکہ تھا لیکن پھر بھی تاتار جو ہٹے دشمن کو پیٹھ نہ دکھائی اور قدم قدم نہایت جرات سے چوٹیں مارنے کوئی کھاتے پس پا ہوئے اور جس مقام کچھ سہارا گسی حویلی یا باغ یا گلی سے پایا جم کے کھڑے رہے اور کتنی دفعہ حملہ مردانہ سے باد تزدکی طرح انگریزوں پر چھک کے سینہ بسینہ گھڑیوں لڑے اور تب ہی ہٹے جب انھوں نے دیکھا کہ اپنی طرف نقصان پہلے میں دشمن سے وہ گونہ ہوتا ہے اور فرنگی کا قدم آگاہی پڑتا ہے غرض اسی طرح سے حق و لاوری ایسا اونہوں نے ادا کیا کہ چار گھنٹے میں فوج انگریزی پورب وروازی کیچھ تک پہنچی حالانکہ آدھ کوس سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا اور اسی سے ظاہر ہے کہ تاتاریوں نے کیسا کچھ سامنا کیا اور ہر قدم پر روکا نہوگا جب کہ اس قدر عرصہ ایسی تھوڑی سی راہ طے کرنے میں گذرا الغرض ا دھر سے فوج انگریزی کی ایک تقسیم کچھ دروازے تک پہنچی کہ میں پر دوسری فوج آن ملی تاتاریوں کے دل میں ہیبت سالی اور حید لفظ آپس میں کیلے اوٹکی صفت کی سپاہ ایک ایک کر کے دھنہ ہٹیں غائب ہو گئی یہ دیکھتے ہی آوازہ فتح کا لشکر انگریزی سے بلند ہوا اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ لڑائی اب نہیں ہونے لگی لیکن تاتاریوں کے اوس وقت غائب ہو جانے کا سبب دوسرے روز معلوم ہوا چنانچہ حال یہ کھلا کہ جب چاروں طرف سے غنیم کو دخل کرتے اور گھیر لیتے اوٹھوں نے دیکھا اپنے اردو کی طرف جہاں گھر دروازے جو دروازے کے اون سب کے تھے گئے اور وہیں پراونکے سردار نے سب کو جمع کر کے کہا کہ یارو

زمانہ سم لوگوں کے لیے انگشتری سانگ ہوا جو کچھ کہ منشاے دلیری کا تھا عمل میں آچکا ہے اب یہی باقی ہے کہ تم سب اپنے ناموسوں کو دشمن کے اختیار سے باہر کرو اور بعد اسکے ایک ہی حملہ مردانہ میں خواہ قہیاب ہو یا بہادری کی طرح خون دشمن میں ڈوب مرو یہ سنکر تار یون نے اپنے اپنے گھر پر جا اٹھنا نہ اور حرمون اور باندیوں اور لڑکوں اور بوڑھوں کو والان میں بلا کے گلے سے لگا کے قطرے خون جگر کے آنکھوں سے بہا اتنی ہی کہا کہ دشمن بونچا ہے اب مزہ زندگی کا باقی نہ رہا اونکی زبان سے یہ کلمہ پورا نہ نکلا کہ ایک اپنے پیٹ میں گٹار مار بیٹھی کوئی گلے میں چھری کوئی پھانسی لگا کے کوئی کنوے میں ڈوب کے کوئی زہر کھا کے مر گئی اور جو ذرا سہلچپائی اور جان شیریں کے دینے میں رُکی فوراً اسکے خاوند یا بانی یا مانے ایسی تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور اس کے سبھوں کی زندگی بھی سیطرے سے قطع کی گئی الغرض جب اون میں سے کوئی زندہ نہ رہا تار یون نے تلواروں کی میان کو پھینک اور پھر صفت باندھ کر اس سردار کے ہمراہ جنگ لڑا جو بونچے تو اٹھا رہوں اور اونچا سوں پلٹیں گورے کی اپنے مقام پر آرام کر کے اور کچھ ستاکے کھانے پینے کے خیال میں تھیں کہ دفعۃً ایک گلی کی موڑ پر دہی گروہ تار کی سامنے آن پڑی اور انگریزوں کو اسی بارہ مار بیٹھی کہ دوسرے دار کئی اور گورے مارے گئے اور کتنے مجروح ہوئے طیش میں آکر انگریزوں نے حملہ کیا اور تار بھی گٹھی بھرتک قدم سے قدم ملائے یاس کے تھوڑا ورخانہ بربادی کے کینہ اور ترک جان کی آرزو کے ساتھ لڑے آخر کار جب دوحے سے زیادہ مارے جا چکے باقی تھے اور اون میں ہیلنگ وہی سردار جرات تھا جس نے حکم سپاہیوں کو اپنے اہل و عیال کے کشت و خون کا دیا تھا غرض یہ نیم بھاچا کہ اپنی جان کے خوف سے بھاگا کیونکہ اس کو زندہ گرفتار ہونا اور دشمن کی قید میں جانا منظور نہ تھا چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ اس کا ارمان پورا نہ ہوا اور اصل سیطرہ اسکے آغوش میں نہ آئی ہر خیداو سننے و ست آرزو

پیش کیا اور جان زیادہ کشت و خون ہو رہا تھا اپنے کو بیدار کر ڈال دیا تھا آخر کو کھڑے  
 کی باگ پھیر کے اپنے گھر آیا اور ایک کوٹھی میں جو لکڑی اور گھاس سے بھری تھی اپنے گھر  
 کو لیکر کرسی پر بیٹھا اور نوٹروں کو آگ لگائی کو کھدیا اور اس جرات کے ساتھ اپنے کو ایسی  
 سخت اور پرانہ موت سے ہلاک کیا کہ دوسرے روز جب انگریز کا جانا اوس طرف ہوا  
 تب اونھوں نے دیکھا کہ اوسکی لاش صلیب کی کرسی پر موجود ہے اور اسی سے ظاہر ہے  
 کہ جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی رہ گیا اور جلنے کی سختی میں بھی جنت تک نہ گئی اوسکے قریب ہی ایک لاش  
 پڑی تھی اور معلوم ہوا کہ وہ خانی منشی تھا جو خاندان کا ساتھی ایسے وقت پر ہوا کہ جولائی ۱۸۵۷ء کی  
 بائیسویں تاریخ کو آفتاب عالم تاب اگرچہ زمانے کی وحشی اور الم کو دیکھتا رہتا ہی ایسا سا  
 رومی زمین پر نہ کیا ہو گا جو شہر چنگ کیا نگ فوجیں اس واقع ہوا اور معکرتانا کی طرف جو  
 قدم اٹھاتا تو ہر مقام پر ستورات اور لڑکوں کی لاشوں کا تو وہ نظر آیا چنانچہ ایک گھر میں ساتھ  
 شخص ایک کے اوپر ایک ڈھیر کیے پڑے تھے اور ایک پر مرد و بچہ تھے جو دو چھوٹے  
 بچوں کے منہ میں پانی پینے کا قصد کر رہا تھا لیکن اون معصوموں کی ریڑھ کی ہڈی او  
 فصائی باپ گردن اور پانچ پر کے توڑ ڈالی تھی عرض و کٹاڑ پنا اور چین باننا اور جانکن  
 میں بیٹھنا اور بیچ و تاب کرنا ایسا تھا کہ پرانے پرانے اہل فوج جنھوں نے سیکڑوں میدان  
 جنگ میں انواع طرح کی جرات اور جانکن کو بے آہ بھرے ملاحظہ کیا تھا اونسے اوس  
 طرف دیکھا گیا اور آنسو بے اختیار ٹپک پڑا پھر عورتوں کی تراکت اور خوبروئی سے معلوم  
 ہوا کہ کسی سردار عالی کا یہ گھر تھا جسے مستورات کو مارنے کے اون لڑکوں کی مکر توڑ ڈالی  
 تھی چنانچہ ایک جمیلہ چھوٹری پنہ سولہ برس کی جسکے چہرے کی سرخی اور سپیدی کو زبردی  
 موت نے مٹا یا تھا کلائے گلاب کی طرح پلنگ پر پڑی تھی اور پائنتی گئے پاس لگی  
 دایہ زہر کھا کے لیٹ گئی تھی اور برآمدے میں دو جوان عورتیں پھانسی میں لٹکی ہوئیں تھیں  
 عرض یہ طرح سے ایک گھر خالی ایسے منظر دل شکن سے تھا اور ہر قدم پر ثبوت جنت

اور اوس پاس حرمت کا تھا جو اہل تمار کا خاصہ نفس ہے چنانچہ اسکی ایک نظیر کے سامنے  
 نظر آئی جب انگریز کے آدمی لاشوں کو جمع کر کے دفن کرتے تھے اور کوون میں اکثر عورتوں کو  
 مرے تھے اور انکی لاشوں کو نکال کر دفنانا بہت مقدم تھا تا کہ نقصان سے وبا پیدا نہ ہو ورنہ  
 اس لیے ہر کوئی عورت اور بچہ تھے کہ اتنے میں ایک جوان عورت نہایت جمیل ایک  
 کوے میں زندہ کسی آسے سے لپٹی ہوئی جو نظر آئی خوشی سبکو ہوئی کہ کوشش سے غالب ہے  
 کہ جان اوس بیماری کی بچ جائیگی غرض اسکو اچھی طرح سے نکالنے کی تدبیر ہو رہی تھی کہ ایک تاندر  
 جو مجروح جان بلب اپنے ہاتھ کا زخم کھائے پڑا تھا یہ حال دیکھتے ہی ادھکرایا اور کوئی میں  
 جہانگتے ہی اوس عورت کو جو زندہ دیکھا فوراً کو ڈرانا اور اوس ماہر کو لپٹ کر تیرے آب ہو گیا  
 تمام عالم کو اس بیماری کی حرکت سے حیرت ہوئی نقیض کرنے سے یہ کیفیت کھلی کہ وہ شخص  
 بشوہر اوس نازنین کا تھا اور عاشق اتنا کہ جب اوروں نے اپنے اہلخانہ کو مار ڈالا اوسکا  
 ہاتھ اوسپر نہ اٹھ سکا آخر جب کوئی چارہ نہ تھا اور بچہ باہر مت مر جانے اور بے ننگ  
 زندہ رہنے کے علاوہ گذار نہ تھا اوس نے کوئی کھنا ہے اوسکو لا خوب سار دیا اور دفعہ پہلے  
 دل کو تھام کر دھکا اوس زہرہ جبین کو دے کوے میں ال دیا کہ اوسکی اذیت اور جان کنی  
 نظر نہ آوے بعد اوسکے اپنے پیٹ میں چھری مار بیٹھا کہ اتنے میں انگریز آن پچھے غرض  
 اوسکی جو رو اس کو روٹ سے کوے میں گرمی کہ کنارے کو بکڑے ڈوبنے سے بچی  
 تھی کہ اوس غواص نے دیکھا اور لوگوں کو اوسکے نکالنے کے لیے بلایا یہ سنتے ہی وہ  
 تاتارا اوسکا شوہر اگرچہ ادھ موٹا پڑا اور گلے میں اوسکے گھر گھری لگی تھی ہشیار ہوا کہ اوسکی  
 ناموس زندہ ہے اور دشمن کے قبضہ میں آگے بچمت کی جائیگی اس خیال سے بچے  
 بچائے خون نے جو مثل جیون کے پیٹ کے زخم سے بہ رہا تھا ایسا جوش کیا کہ وہ کھڑا  
 ہوا اپنے بے مبالغہ آدمے دھڑ کو جبر موت نے قبضہ کیا تھا اوس نے عزائیل کے  
 ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے کوے میں جو رو کے اوپر ایسا ڈال دیا کہ اوسے لیے



دوب مرا اور سکے پیچھے بہت سے لوگ اترے لیکن ایسا اپنے کوتاہ بین نہ چاہتا تھا کہ دوروں  
 تک پتانہ لگا اور تیسرے دن جب لاشیں پھول کے اٹھیں اور نکالی گئیں تو کون نے  
 دیکھا کہ مرد نے عورت کا زخا دانتوں سے ایسا بکڑ لیا تھا کہ کسی حال میں اوسکا پچھا دشوا  
 تھا نہ ناظرین مثل تصویع پر بیچ و الم اوس جابر جمع تھے اور راقم کے دوست نے جس نے  
 اپنی انگٹوں سے یہ سب ماجراے شگرف دیکھا تھا ابدیدہ ہو کر مجھے تمام حال سنایا اور یہ  
 کہا کہ تو اپنی تاریخ چین میں درج کر کے اس سانحہ غم اقرار ہے اپنے قدر و انون کو مطلع کر  
 القمصہ چنگ کیا نک فو کی لڑائی کا نتیجہ اور انگریزوں کی جرات کا شہرہ ایسا پھیلا کہ فقہور  
 لوزان و ترسان دشت تاتار کی طرف بھاگنے کے لیے مستعد ہوا اور سلطنت مابچو کاروا  
 نزدیک سمجھا گیا کیونکہ سردار ہیلنگ پر جسکے حملہ مردانہ اور خود کشی کا بیان صفحہ سابق میں  
 ہو چکا ہے اعتماد فقہور کو مرتبہ تھا لیکن جب وہ شکست کھا کر ندامت سے خود کش ہوا  
 کسی کو نہ ہا کہ خاتمہ دولت تاتار کا نزدیک ہے اس خوف سے وزیر ایلو پو دار انحلافت  
 پیچین سے صلح کا پیغام لیکر روانہ ہوا غرض گت مہینے کی دوسری تاریخ نو تھوڑی  
 سی فوج چنگ کیا نک فو کی حفاظت کے لیے متعین ہوئی باقی مع بحر شہ نالکین سابق  
 دار سلطنت چین کی طرف روانہ ہو نیکو تھی کہ چند ماڈرین جلیل القدر مہنہ بی پابجہ کی نزدیک  
 اور التجا کی کہ انگریز کے نہ برہین کیونکہ وزیر ایلو پو صلح کرنے کے لیے آتا ہے اوسکا جواب  
 اوس سردار عالی وقار نے دیا کہ اگر صلح فقہور کو منظور ہے تو مہر اور دستخط خاص سے  
 جب تک کہ شقہ ایلو پو کے نام پر متضمن مضمون صلح پیش نہیں کیا جا بیگا فوج انگریز کی قدم  
 ایکدم کے لیے آگے بڑھنے سے باز نہیں رہیگی کیونکہ بارہا ایسا فقرہ صرف کیا گیا ہے  
 اور تمہاری باتوں کا اعتماد باقی نہیں رہا بلکہ اگر ایلو پو حقیقت میں آتا ہے تو لکھنہ بھیجو کہ نالکین  
 اگر ہم سے ملاقات کرے ہم بھی وہیں جاتے ہیں یہ سکر ماڈرینوں نے سمجھا کہ یہ مرد مستقل  
 کپتان الیٹ نہیں ہے کہ فریب میں آوے اور غالب ہے کہ اس جواب مردانہ اور

عاقلاً نہ سے وزیر کو مطلع کیا خصوص جب کہ ان کے رخصت نہوتے ہوئے بچر کھلی اور شہر کو آچوسے لاکھ روپیہ فدیہ لیکر نائکین کی طرف مثل باوند کے روانہ ہوئی اور پانچویں تاریخ کو مقابل شہر کے پونچی لیکن چونکہ سپید نشان صلح اور امان کی علامت کا قلعے کی فصیلوں پر بلند تھا جہازوں نے لنگر ڈال کے قیام اختیار کیا اور نوین تاریخ کو جب ظاہر ہوا کہ خانیو میں شش و پنج ہو رہا ہے اور ایلو پوڈو فرمان مفعوری و پیش نیکیا سرھنری پانچمر نے حکم فوج کو جہاز سے کنارے اترنے کا دیا خوف کے مارے خانی سفیر کامینشی یا نگ منت و آزد سے ترویک انگریزوں کو آیا اور اسکی تقریر سے اتنی تشغی خاطر سرھنری پانچمر کو ہوئی کہ اٹھا رہوین اگست کو اوٹھوون نے اٹھار کیا کہ چونکہ صلح اور عہد و پیمان کی گفتگو شروع ہوئی ہے جنگ ملتوی ہے چنانچہ تیسرے دن ایلو پوڈو گمینک اور دوسرے اکابر خانی جلوس کے ساتھ سرھنری پانچمر صاحب کے ملاقات کو آنا چاہا اور یہی گویا پہلی دلیل خواہش صلح کی تھی کیونکہ نظام اور حکام خانی کبھی اسکے قبل کسی قوم فرنگ کے اکابر کے ساتھ برابری کی ملاقات نہ کی اور بیشک یہ خلق ثبوت کامل ہے کہ انگریزوں نے زلزلہ سلطنت میں ڈال دیا تھا ورنہ دو برس قبل اسکے یہ ہوا تھا کہ دریاے پھیو کے مہانے پر جب انگریزوں نے کشن کو ملاقات کے لیے جہاز پر پیش قدم ہو کر آنے کہا تھا اس نے نہایت تکبر سے یہ جواب دیا کہ آج تک ایسا نہیں ہوا ہے کہ اس سلطنت عرش پاکہ کا لدنی سا عملہ کسی خلیل لہر شخص غیر اور جنب کے پاس پہلے گیا ہوا تعرض یہ وقت اور سی تھا اور مانڈرین سب صلح کروانے کی تمنا سے خود پیش قدمی کر کے آئے اور سرھنری پانچمر نہایت غرت اور احترام کے ساتھ جیسا کہ چاہیے تھا اون لوگوں سے مسلوک ہوئے اور توپوں سے شلک چھوڑ والی عذر گنتے بھرتک ہمیں اختلاط کرتے اور چیری براڈمی شراب پیتے رہے اور دعوت ضیافت اکابر انگریز کی کر کے وے اوٹھے اور سب غرت کے ساتھ رخصت کئے اور پوسٹیں تاریخ کو سردار ان انگریز ضیافت کھانے کو نائکین میں گئے اور اہل مانڈرین و ملی حرام

استقبال کو آئے اور ایک مکان پاکیزہ اور آراستہ میں لیکر بٹھایا اور انواع طرح کی خاطر کی اس عرصے میں طرفین کے مینیشیوں نے باہم ملکر شرائط عہد نامہ تیار کیا الغرض ۱۷۸۳ء کے اگست مہینے کی اونیسیویں تاریخ کو جمیع اکابر حتمی اور نظام و حکام اور صوبہ داران کمپن اور وزیر پلو جہاز کارن والس کے اوپر دھوم و دھامی جلوس لیکر آئے اور جب سر ہنری پانچر بہادر اور دوسرے سرداران فوج و بحیرہ انگریزی جمع ہوئے عہد نامہ دفعہ دفعہ کر کے حقانی اور انگریزی زبانوں میں پڑھا گیا اور جب سفیران فقور اور ملکہ و کٹوریہ نے مہر اور دستخط کی تو یون کی سلامی ہوئی اور اون شرائط سے خاص شرطیں یہ ہیں یعنی پہلی یہ کہ درمیان دونوں مملکتوں کے صلح اور رشتہ ہمیشہ رہے دوسری یہ کہ فقور چین چار کروڑ بیس لاکھ روپیہ زرتاوان اخراجات لڑائی کے باب میں سنہ روان اور اینڈ و و ہرسون کے عرصے میں ادا کرے تیسری یہ کہ کاتمان اور امائے اور فوج و اور نینگ پو اور شانگ ہائی کے پانچوں بنا و میں انگریزی تجارت کرنے اور اون کماشنگان سرکار انگریز رہنے پاویں اور سمندری اور ہلکی سوار کی آمدنی اور فتنی کے محصول کا نرخ نامہ عدل اور انصاف کے رو سے قرار پاکر خاص عام پر مشہور ہوئے اور چوتھی یہ کہ ہانگ کانگ کا جزیرہ شاہ انگلستان اور اسکے قائم مقام جانشینوں کو سلا بعد نسل و وام کے لیے حوالہ کر دیا جاوے اور پانچویں شرط یہ کہ شاہ انگلڈ کے جتنے رعایا خواہ ولایت فرنگ خواہ دوسری ملکوں کی جو کسی حکم پر مملکت چین میں مقید ہو وین فوراً مخلصی پاویں چھٹی یہ کہ فقور فرمان اپنی خاص مہر و دستخط سے جاری کرے کہ اون تمام بیون کی طرح کی پر خاش ہنین کی جائیگی جنہوں نے سرکار انگریز کی تحت میں سکونت اختیار کی ہے یا وہاں نوکری کی ہے یا راہ و رسم رکھی ہے سنا توین یہ کہ خط و کتابت و ملاقات درمیان عملگان سرکار ختا اور سرکار انگلستان کے برابری کے پاسے ہمیشہ وقوع میں آوے اور آٹھویں یہ کہ جب تک فقور اس عہد نامے کو قبول اور زرتاوان ایک کروڑ بیس لاکھ ادا کرے انگریز کا قبضہ شہر نانکین اور شہر ختا کے مہانے پر گویا ختا ہو

کے نزدیک پر اور شہر چنگی مانی پر بحال رہے غرض تا وقتیکہ بالکل مبلغ تاوان نہ دیا جاوے  
 اور بنا در نامبر وہ دین تجارت موافق تیسری شرط کے شروع نہوے جزا جو زائد و کرنا  
 انگریز کے اختیار میں ہے الغرض کینک سفیر تھا اور سرہنری پانچ کی دستخط اس عہد نامے پر جو ہینر  
 ثبت کی گئی تو پون کی سلامی نے خاص و عام پر شہر کیا کہ جنگ در میان تھا اور بھگستان  
 کے تمام ہوئی جس میں فقہور کی دو ہزار ایک سے اٹھارہ تو ہین چھین لی گئیں اور میں ہر فوج  
 کے قریب ماری گئی حالانکہ انگریز کی طرف صرف اونتر آدمی ہلاک اور چارسی اکاؤن مجروح  
 ہوئے تھے اس حال کے ملاحظہ سے خیال بھی گذرتا ہے کہ انگریز اگر اب چاہیں تو ملک ختا  
 کو سر کر کے مثل ہندوستان کے اپنے قبضے میں کر لیا کچھ بڑی بات نہیں ہے لیکن عورتوں  
 سے تین باتیں اس امر کی مانع موجود ہیں پہلی یہ کہ انگریزوں کا خاصہ نفس غصب و ملک  
 ستانی نہیں ہے اور نہ یہ اونکو منظور ہے کہ کسی کے ملک اور دولت کو چھین کر اپنا خزانہ بھر  
 اور اسکی ولیمیں اپنی میں کہ راقم دعوی کر کے کہہ سکتا ہے کہ جتنے پادشاہ روئے زمین پر  
 پیدا ہوئے ہیں کسی میں یہ قناعت نہیں پائی گئی ہے جو انگریزوں میں ہمیشہ سے ہنوز ظاہر ہے  
 بلکہ اکثر ایسا ہوا ہے اور زیادہ عرصے پر بجا کے قریب یعنی اسی ہندوستان میں یہ بات پائی گئی  
 ہے کہ دشمن نے جب بواسطہ خود لڑائی ڈالی اور انگریز نے اپنی حفاظت کے لیے شمشیر  
 جنگ میان سے نکالی ہے تو غنیم کو سر کر کے دوبارہ اور سہ بارہ اس کے ملک کو اس  
 پھر حوالہ کر دیا ہے اور جب تجربے سے آزما کے دیکھا کہ بغیر دشمن کو بے تخت و تاج کیے  
 اس کے ملک کو داخل اپنی سلطنت میں کرنے کے اپنے واسطے سراسر زیان اور نقصان  
 ہے تب بھی اس دشمن اور اسکی آل و اولاد کو امیرانہ طور پر آؤتہ دیا اور ان کے احترام  
 کچھ فرق نہیں کیا انہیں باتون سے ظاہر ہے کہ انگریز کو خواہش ملک گیری کی نہیں ہے بلکہ  
 یہی آرزو ہے کہ جس ملک اور عایا پر خدا نے اونہیں اختیار کیا ہے اسکی بہتری بہر حال  
 ہووے اور عیت کی بہتری اور یہودی کے لیے اصفان کا دروازہ کھلا ہے علم کا پرچا

زیادہ ہووے باکہ بکری ایک گھاٹ پر پانی پیے امیر وقیر کی جبکہ عدالت میں ایک ہی  
 ہووے الغرض چونکہ راقم اپنی قوم کی صفت کو زیادہ بیان اگر کیا تو مداح کملائیکا اس تقریر  
 کے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ انگریزوں کو خوش ملک گیر ملی نہیں ہے بلکہ صرف چار  
 کروڑ لیکر جوا و خون نے مقصور سے صلح کی یہی کسی بڑی قناعت کی دلیل ہے کیونکہ اگر چاہتے  
 تو اس سے وہ گو نہ تاوان کے بہانہ سے لیتے اور دارالامانہ چین کو لوٹ لیتے اور مہیا  
 روپیہ زر نقد لاتے ایسا کہ اولی خلاصی امیر ہو جاتا یا دو تین صوبے کی خواہش کرتا تو انکار کی طاقت  
 کیسکو تھی پس سبب اول چین کو سر کر نکلیا ہی تھا جو راقم نے بیان کیا کہ انگریز بہادر کو ملک  
 ستانی اور خلی خدا پر دست جنگ سے ایذا پہنچانی اور کسی جی سر خودی کو تباہ کرنی خلاف  
 جلت قوم انگریز کر ہے ۴ دوسری وجہ یہ ہزار ہا کوس کے طول و عرض کے ملک کی نگہبانی کے  
 لیے فوج کثیر چاہیے اور صوبہ وطن ختایون کا خاصہ ہے اور مدت مدید کے بعد اور تباہ  
 کشت و خون کے بعد جو کہ انگریزوں کو کسی حال میں منظور نہیں اون لوگوں کی سر خودی  
 معدوم کی جاتی اور رعایا کے شب خون مارنے اور تاتاریوں کے یورش کرنے کے  
 خوف سے ہزار ہا فوج کو ساکھ دراز تک کر بستہ رکھنا ضروری ہوتا اور برطان کے تین جزائر بنگلہ  
 ایرلینڈ، سکاٹ لینڈ کی تمام سپاہ اگر صرف نگہبانی میں مصروف ہو تو ممکن تھا لیکن او دھراؤ کا  
 وطن اور ہندوستان وغیرہ حفاظت رہتے ۴ اگر اس تقریر پر کوئی ایراد کرے کہ تاتاریوں کی دولت  
 کس طرح مقرر ہوئی اور دوسے برس سے قائم ہے تو اس کا جواب صاف یہ ہے کہ تاتاریوں  
 نے خٹا کو فتح کر کے دشت گردی اور خیمہ باشی سے تارک ہو ملک مستوحہ کو وطن  
 قرار دیا اور دشت صبیابان ترکستان کا نام لیا اسی حجت سے اونکا قیام ہوا اور انگریز بھی  
 اوسط طر سے انگلستان کو چھوڑ کر سرزمین ختایون ان بسین تو اسکو زیر نگین کرنا نہایت سہل  
 ہے لیکن جب اپنے ملک کی حفاظت مقدم ہے تو اگر خواہش انہیں خٹا کی سر خودی کو خاک  
 میں ملا دیے کی بھی ہوتی تو کثرت سپاہ اتنی نہیں ہے کہ کفایت ہر طرف کی حفاظت کی

۷۴۲  
 کر کے ہتھیری بات یہ کہ اگر مقصد ملک گیری اور امکان ملک اری دونوں ہوتا بھی تو  
 دوسرے سلاطین فرنگ مانع اس وضع کے غضب کے ہوتے بلکہ ختائیون کو مدد دیتے  
 کیونکہ خود انکی سر خودی اسی امر سے متعلق ہے کہ دوسرے بادشاہ فرنگ کو اتنی قدرت  
 حاصل نہ ہووے کہ بگڑنے سے انکو پامال کر سکے پس اگر ختا کا ساز و خیر اور آباد ملک شاہ  
 انگلستان کے ہاتھ چڑھے تو عالم گیری کی خواہش کا شبہ اس حرکت کے وقوع سے پیدا  
 ہونا ممکن ہے اور اس حال میں اوروں کو اتفاق کر کے انگریزوں کا زوال چاہنا بعید  
 القیاس نہیں ہے چنانچہ نیپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس نے جب چاروں طرف کے  
 بادشاہان فرنگ کو عاجز کرنا اور انکا ملک چھین لینا اور بعض کو بے تخت و تاج کر کے  
 اپنے بھائیوں کو انکی مسند پر بٹھانا شروع کیا سبہوں نے آخر کار اتفاق کیا اور سپلا  
 انگلستان ڈیوک آف ولنگٹن بہادر کے ہاتھوں سے شکست دلو اگرچہ مشرق کی ایک  
 جزیرہ میں شکستہ سی میمن دائم محبس کیا بس اگر سرکار انگریز کو ختا کی فتح کا لالچ بھی ہوتا تو ممکن تھا  
 انقضائیں تین سیوں سے علی الخصوص پہلی وجہ سے چین کا ملک بچ گیا اور حفور کے  
 قبضے میں موجود ہے

دقر دوم جلد دوم تمام ہوا



قسم جلد و قلم رخ ممالك حسن



بیج بیان اداں ملکوں اور قوموں کے جو باعجز اور فقور کے یازیرنگین مملکت حسین میں

## پہلا باب

بیان عادات اور حرکات و سکنات رسوم و قواعد جمیع اوقات امر کرنا

سرمین کرتان کے باشندے اور اولق و دق بیابانوں کے رہنے والے  
جو مملکت چین کی شمال اور رخ بائیں پر ہنوز قریب برحالت اصلی کے موجود ہیں وہی لوگ  
ہیں جنکے آبا و اجداد نے دفعات قدم اپنی حد سے باہر اٹھایا اور جس طرح دنیا کی دیگر  
مقابلین ٹھہر نہ سکا اور روم قدیم و نوادر روس ایران ہندوستان و خٹا و کئی ملک فرنگستان پر غالب آئے  
اور دعویٰ تمام عالم کو اپنے زیر حکم کر نیکار کہتے تھے اور یہ کچھ چھوٹے منہ کی ٹبری بت  
نہ تھی کیونکہ اصل حقیقت میں باوقبال انکے نشان کو ہمیشہ بلند رکھتی تھی اور فتح کی تلوار کو پروں  
نے دست قدرت میں مثل برق جہان سوز کے فیکر میت عالم بہت گویا تو بہ تو بہ  
اجازت قتل بنیان بنی آدم دی تھی یہ اسی جلد کے پہلے و فقر کے پہلے باب کی شرح  
میں راقم نے بیان کیا ہے کہ یافت ابن نوح آٹھ بیٹے چھوڑ گیا اور ترک جدا قوام تیار کا  
ہے اور یہ حقیقت ہے کیونکہ تمام تاریخوں سے ثابت ہے کہ اگرچہ جدا جدا قومیں تیار کا  
کی بالقاب علیحدہ ہیں لیکن تمام کی بنیاد اسی ایک جڑ سے ملتی ہے اور سبوں کے مورث

وہی ہنگو یا ہن یا ہنی تاتا رہیں جنکا بیان اسی جلد کے پہلے دفتر میں آچکا ہے کہ فقور ان  
چین کو انہوں نے بارہا ستایا غرض ان امر و نکار زیادہ بیان مناسب ہے تاکہ یہ تاریخ  
ہر طرح سے کامل اور جمیع حالات پر شامل ہووے اور یہ تصنیف اس سچپان کی کار و ورقیات  
تک رہے۔ جب وقت کہ ترک اپنے باپ یافث ابن نوح کا بھیجا ہوا دشت کی طرف گیا تو  
اوس مقام پر اوسے خیمہ کیا جہاں اب اگر خوں قنلق رہتے ہیں وہیں پر اوسکی گروہ بھی  
اور اوسکی تابعدار رہی کیونکہ سب سے ضروری چیزوں کی ایجاد اوسنے کی اور اپنی دانش اور  
جرات کے وسیلے سے اوس حکومت کو بحال رکھا جو نیرگون کی دی ہوئی تھی چنانچہ اسی  
طرح سے چھ پشت تک یہی صورت رہی کہ بیٹوں نے سلسلے سے اپنے باپوں کی قائم مقامی  
میں ریاست کی اور گروہ ایک ہی رہا غرض کہ خوں کے جسکو چلنی بھی کہتے ہیں تو ام دو بیٹے پیدا  
ہوئے ایک کا نام نعل یا نکل یا نگو خان رکھا گیا اور دوسرے کا نام تاتار خان تھا اور یہی دو  
شخص مورث بالکل اقوام تاتار کے ہیں جو عربی تاریخوں میں اتراک کہلاتے ہیں اور یہی لوگ  
جب قومی اور غازی ہوئے اور عالم کو زیر تلوار لانے پر کمر باندھے تو اپنی بنیاد کو آفتاب  
سے قرار دیا اور آفتاب زالی کہلائے۔ ہر قوم کے دو عہد کی تاریخ نہ قابل لکھنے  
اور نہ لائق سننے کے ہوتی ہے ایک تو وہ جب اسی جہالت اور پیر چھائی رہتی ہے کہ ہر امر  
خواہ ادنیٰ خواہ اعلیٰ کو از غیبی قرار دیکر پے مبالغے کے ساتھ انکے پہلے مورخ بیان کرتے  
ہیں کہ آج کل کا دس برس کا ہیوش یا لڑکا ان انسانوں کی بعید القیاسی پرسکرایمگا اور  
دوسرا وہ عہد ہے جب قریب کی قوموں سے جو مانند انکے نہایت جاہل اور مثل حیوان مطلق  
کہے ہیں لڑایان شروع آبادی ملک میں بعد شکست و رندوں کے ہوتی رہتی ہے۔ بجز  
کٹول اور خونریزی اور لوٹ و تاراج کے دوسری کوئی بات وقوع میں نہ آتی ہے۔ انفضل اد  
تاریخ نویسی راقم کی دانت میں بھی ہیں کہ اول تو اقوام کی شروع کا احوال اوسے قدر لکھنا  
چاہیے جو متعلق کسی آباد اور نامور ملک کے ہووے جیسا کہ یورپ و مشرق و جنوب کی کسی حکومت

جہان کی تہائی قابل یاد کے ہے تاکہ اوس نوکر سے اخذ نصیحت اور تجربہ ہووے اور دوسرے  
یہ کہ اگر وحشیوں کی تہائی سلسلے کے ساتھ تحریر میں بھی آوے تو آپس کے کشت و خون کا محض شاہ  
رہے اور صرف اونگے کئی مقام سکونت پہنچ عہد باد یہ سپائی کے لکے جاوین کہ کس جا سے  
اوٹھ کون راہ سے کدھر گئے اور وہاں سے پھر کس طرح کر کر کہاں پر پہنچ کر یا مقیم ہو کے  
دشت گردی کو ترک کیا اور انسان کی طرح کشتکاری میں مشغول ہوئے یا رگ حیوانی کی کشت سے  
مثل درندوں کے کسی ملک آباد ہو جاوے اور شہر و مکان اور غلہ و گھلیان کو مثل اپنے  
بیابان کے صاف کرتے باد سموم کی طرح چلے گئے لقصہ اقوام تاتار کا حال شروع میں لکھا  
موج کے اسی لحاظ سے قابل تحریر کے نہیں ہے کہ دشت گردی کی اوقات اور آپس کی  
مار کٹول اور یورش کے سوا دوسری بات نہ تھی اوس وقت ہوا لنگو یا ہنئی کے لقب سے  
مشہور تھے اور فرق اون میں یہی تھا کہ ختائی تاریخوں میں وہ کروہین جو صوبہ یچیلی کے شمال  
سے بحر شرقیہ تک رہتی تھیں بلقب شرقی وحشیوں کے نام و تھیں اور مورث ان دنوں  
کے مشرقی تاتاریوں کے یہی لوگ تھے اور وہ کروہین جو صوبہ چین سی کی شمال میں اور  
صوبہ یچیلی اور شاکسنی کے دامن کو ہستان میں پڑے پھرتے تھے وحشیان مغربی کہلاتے تھے  
اور جداون اقوام کے تھے جو اب مغربی تاتار کے لقب سے مشہور ہیں غرض حال اقوام  
ہنئی کا یہی تھا جو آج کل بھی اکثر امور میں ہے چنانچہ جدے جدے فرقے جدے جدے سرداروں  
کے محکوم تھے اور بغیر اسے صلح کے وقت ایک دوسرے سے فاصلے پر رہا کرتے  
تھے تاکہ گھوڑوں و مہوں اور خانہ پروردہ جانوروں کی چرائی میں تنگی قریب کی محبت سے  
ہنووے لیکن جب ختائیوں سے یا اوروں سے بگڑتی تھی تو ایک جمیعت سبکی ہوتی تھی +  
اہل تاتار کی نوش و پوش وغیرہ زندہ بار قسم کے جانوروں گھوڑوں میل گائے بکری دبے  
ہمیشہ متعلق ہے اور چار ہزار برس سے جو رواج چلا آیا ہے ہنوز موجود ہے کہ انہیں خانہ پروردہ  
جانوروں کا گوشت کھاتے دودھ پیتے چمڑے کی پوشاک کرتے اور شہم کے غدے بناتے

اور سب سے اوپر بناتے اور لید کو جلاتے اور کھوڑی کو دورہ کو جوش دیکر خیر نکالتے اور شہ  
 اوسکی طیار کر کے پتے میں گویا تار کا گلا اوسکے حق میں دنیا و مافیہا سے کہ تمام حاجت اوسی  
 سے رفع ہے + خیمے انکے نمبرے اور پوستین کے لکڑی کے چار پہیے  
 کی گاڑیوں پر ہمیشہ ایسا رہتے ہیں اور جس وقت نقل مکان کرتے ہیں بیس بیس  
 میل کو ہر گاڑی میں وہ جوت دیتے اور عورتیں اور ضعیف بیمار لڑکے بالے  
 سب اوس میں چن سے بیٹھے رہتے ہیں اور مرد سب برق و ش کھوڑوں پر سوار گلوں کو آگے  
 لگے لٹکے لیجاتے اور جہان پر علف گاہ اور سبزہ معقول دیکھتے ہیں مقام کرتے ہیں اور جب  
 وہاں کی چرائی تمام ہو جاتی ہے کسی اور طرف رخ کرتے ہیں + یہ بات بہت دور کی ہے  
 اور عقل کے جن کے لیے گرہ مشکل ہے لیکن غور کرنے سے اسکا حل کرنا سہل ہے کہ غذا  
 اور باویہ پیمانی اور جمیع حالات تاتاریوں کی اوقات بسری کی سہی تین و چہیں بختیں کہ وہ ہون  
 نے اتنی سلطون کو پایمال کیا اور یہ میب اپنے کو بنایا کہ عورتوں کا سقا طاعل کا نام ستے سے ہو گیا  
 اور انکے وسم نے بڑی بڑی بہادر وں کا رخا بدخواہی میں شب کو دبایا + اول تو او کی غذا ایش  
 خون خوار سی اور برق کردار کیا اس طو پر تھا کہ اس نے میں بھی قوم قصاب سے کوئی سنگدل  
 بنیں اور تاتار سب شبانہ روز انھیں جانوروں کے خون میں لودہ رستے تھے جب کو بچنے سے انہوں  
 لیال پوس کے بڑا کیا اور جب کہ بے ترس ہو کر وزیر فرما اپنے ہاتھ کے کھلائے پلائے اور  
 اپنے سے ملے ہوئے جانوروں کو انہوں نے ٹکڑے کر ڈالا اور گوشت کو انکار وں پر برا  
 نام رکھ کے کچا کھایا تو رحم اور در در رفتہ رفتہ طبیعت سے رخصت ہو کر خونخواری طبیعت ثانی ہوئی  
 اور وہ پھر جب دشمن کو قبضے میں لانے تو جلی سنگدلی طیش جنگ سے وہ گونہ بڑھ گئی اور ان  
 کی صدا گوش صوم از قہر پائز نہیں کرتی تھی + اگرچہ بعض حکامی فرنگ اور عرب اور یونان بڑا  
 بڑا فقر تہ ثابت کرنے کو نکلا ہے کہ غذا طبیعت میں فرق لاتی ہے اور گوشت خوار اقوام  
 سنگدل اور خونخوار ہوتے ہیں اور اناج پھل پھلری ساگ تر کا سی کے کھانے و لے حیم



اور دروند ہوئے ہیں اور اس قول کی ایک دلیل اہل تانا اور منہو کو گردا ستے ہیں کہ ایک بجز  
گوشت کے کچھ نہیں کھاتے اور دوسرے صرف اناج اور شرکاری اوقات بسر کرتے ہیں لیکن  
ہم اس دلیل کو کسی قاصد قدام کے مقرر کرنے کے لیے کافی نہیں سمجھتے ہیں یہ نہ کہلے اگر اون  
بزرگوں کا قول ہوتا کہ کچھ گوشت کے کھانے والے قوی ہوتے ہیں تو ہم بے تامل اس قول کو  
قبول کر لیتے لیکن گوشت کی غذا پر خواری منحصر کرنا مناسب نہیں اور اسکی زیادہ دلیل بجز اسکے  
نہیں چاہیے کہ اہل ہندوستان و ایران اور فرنگستان میں بالکل خواص اور اکثر عوام گوشت ہی  
کھاتے ہیں اور ان لوگوں سے رحیم و سلیم کتر کین پر دیکھتے ہیں آتے ہیں انقض تانیوں کی غذا  
جو سامنے کے پالے اور اپنے بے ہوئے معصوم جانوروں کو اپنے ہی ہاتھ سے ہلاک  
کر کے نیم خام خون آلودہ کھانے سے حاصل تھی بٹ سنگد لی کا تھا اور دوسرے یہ کہ اگر یہ  
غذا انکی نہیں تھی تو غلہ سا کھنا پڑتا اور ویسی گروہ بے شمار کے واسطے غلہ ساتھ لیے  
پھرنا ایسا کچھ اسوتا کہ تانیوں کی آمد کی خبر پر حکمہ مہینوں پیش سے ہوتی اور یہ شہرت انکے  
حق میں مضرب ہوتی کیونکہ دفعۃً انکا آنا اور لوٹ و تاراج کر کے طرفۃً لعین بن صحرانے بیج بھر غائب  
ہو جاتا غضب تھا اور بھی باعث ہمیشہ کی فتح کا تھا کہ فرصت تدبیر جنگ کرنے کی لیکو کم ہوتی  
تھی اور آندھی کی طرح انکا رسالہ خو خوار برق رفتار آتا اور اپنا کام کر کے نکل جاتا تھا اور پورے  
وقت اپنے لڑکے بالوں اور تمام جانوروں کو صحرانے چھوڑا اور اپنی سواری کے علاوہ ہت  
سے فالتو گھوڑے ساتھ لیکر جس سمت کی طرف مرکز خاطر جانا تھا روانہ ہوتے تھے اور فالتو  
گھوڑوں سے دو کام نکلتے تھے ایک یہ کہ اگر دور کا سفر ہوا تو ہر مقام پر اوہین سے دس  
پندرہ کھانے میں آتے تھے یا اگر اپنی ران کا کھوڑا گر گیا یا جنگ میں مجروح ہوا تو مرے کو  
کھاتے اور اس کے عوض فالتو گھوڑے سے ایک کو داخل کرتے تھے پس ظاہر ہے  
کہ انکی غذا سبب عظیم خو خواری اور برق کرداری کا تھا اور اناج کے کھانے والے اگر ہوتے  
تو جو جانوروں نے کیا گہمی نہ کر سکتے اب دریافت کرنا چاہیے کہ آیا تانیوں کی باد یہ پائی



جملہ اسباب و نکی فتح یابی کا وجہ عظیم تھا یا نہیں، تو نہیں جنگ سے ایک یہ ہے کہ سردار فوج مسکر کے خیموں کو اور ہر قسم کی سپاہ خواہ سوار خواہ پیادہ کو ایسے ایسے مقام پر رکھے کہ تھوڑے عرصے میں بہت کی گنجائش ہووے اور اگر شب خون مارنے کا حملہ غنیمت کرے تو سب کو اپنی اپنی جگہ جمعیت کرنے کی ایسی معلوم ہے کہ منتشر حواس کوئی نہیں ہووے غرض یہ قاعدہ ہر شام کو تاتار کے مسکرمین اس طور پر عمل میں آتا تھا کہ مقام ہوتے ہی ہر گروہ جدا ہو جاتی تھی اور اپنی گاریوں سے جنگجو سپہ دار مکان کما چاہے تو چوڑی حصار ہو کر اس عرصے کے اندر تمام جانور عورت مرد لڑکے اس موقع سے رہتے تھے کہ اندھیری سی اندھیری رات کو ان ہزار ہا انسان اور لکھنا حیوان میں مطلق ہریشانی نہیں ہوتی تھی سوائے اس مشق بیچ ترکیب معسکر کے تاتاریوں کی باد پیکار او کو تمام دشت تاتار کے نشیب و فراز اور راہ گھاٹ سے واقف کراتی رہتی تھی اور ان مرو کا علم سپہ سالار کو خواب رہنا ایسا واجب ہے کہ اگر زمین سے فوج کا سردار خوب واقف نہوگا تو اگر غنیمت اس سے بہت کمزور بھی ہو تاہم غالب ہے کہ شکست اٹھائیگا چنانچہ اسی جگہ کو فستاروں میں نقل کر کے کس طرح سے تاتاریوں کے سردار میٹھی نے فقور تھا کا وئی کو دفعہ گھیر لیا اور زمین معلوم ہوا کہ کدھر سے یہ چار لاکھ سوار پیدا ہوئے اور مثل بلائے آسمانی کے آن پڑے اور یہی ہی دلیل اس امر کی ہو کہ زمین کی اقصیت سپہ سالار کو نہایت عجیب ہو چنانچہ اسکی لاعلمی نے اس بچارے فقور کو تباہی کیا تھا اور اسکی وقف کاری نے اس ٹانجو کو ویسے کین گاہ پر بٹھایا الغرض تاتاریوں کی باد یہ پیمانی گویا سبق روزانہ دفتر زرم کے تھا اور اسکا علم اور دن کو صرف زر سے بھی میسر تھا اور او کو خود بخود آتا تھا، تیسری وجہ تاتاریوں کے ہمیشہ قحیاب ہونے کی اونکی جمیع اوقات کو ٹھہرایا چاہیے اور اسکی صرف بیان سے یہ بخوبی ظاہر ہو گیا چنانچہ بچنے سے تاتار سب تیر لگانے اور تیرہ چلانے تلوار مارنے اور گھوڑے پر چڑھنے کے عادی ہوتے تھے بلکہ بجز ان باتوں کے کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھیں نہ کہ پڑھنے لکھنے کے چرچے کو بوجھ قرار دیتے تھے اور امور خانہ داری کو اپنی مستورات کی متعلق کرتے تھے اور غلاموں کے

ہاتھ کھڑوں اور جانوروں کی چرائی اور خبر گیری حوالہ کرتے تھے پس اس حالت بیکاری میں  
 سوائے حربوں کی ورزش اور ایام صلح میں شکار کرنے کی تیسری صورت صرف اوقات گتھی  
 اور اونگے ہاتھ کی صفائی اور شہسواری اسن واماں کے وقت و رندوں کے شکار سے  
 دیکھی جاتی تھی اور جنگ میں دشمنوں کو اسکا حال بہتر معلوم ہوتا تھا سوا اس طرح کی شوق کے جو  
 ہر تنفس کے شوق پر موقوف تھا قواعد جنگ میں براق رہنے کے لیے ایام صلح میں گرد و نواح  
 کے تاتار سب ایک جگہ سے ہودہ کو مقرر کر کے دس بیس کوس کے فاصلے پر چاروں طرف  
 قطار سے کھڑے ہوتے تھے اور وقت معینہ پر طرف ایک ہی مقام مقرر کی جیسو مرکز دایرہ سمجھا  
 چاہیے ایسی صف بندی کر کے روانہ ہوتے تھے کہ جنگل کے جانور و رندے و دندے بھاگنے  
 کی کوئی صورت نہیں پاتے تھے اور چاروں طرف سے رفتہ رفتہ جب گھر جاتے اور تاتاریوں  
 کے دایرے کی وسعت کم ہوتے ہوتے دس بیس تیر کی گھیر رہ جاتی تھی تب اون بہادر و  
 میں جو چیدہ چیدہ شہسوار ہوتے بیچ میں اگر شیر اور ار نے چتے اور گنڈے اور دوسرے زندوں  
 کا مقابلہ کرتے تھے اور ہرن وغیرہ جو بدو اس یا مخرج ہو کر صف توڑنے اور نکل بھاگنے کا قصد  
 کرتے مارے جاتے تھے انھیں اس شکار میں سواروں کو بھیل اور دریا پیرنا اور پہاڑوں پر  
 چڑھنا اس انداز سے ہوتا تھا تا کہ صف نہ ٹوٹے اور یہی کوسنی شوق قواعد جنگ کی تھی کہ صف بندی  
 کی ترکیب سے طبیعت عادی ہے اور ایسے ایسے بنیڈے مقاموں پر قطار نہ پھٹے بد انھیں  
 جن قوم کی غذا اور بادیہ پیمائی اور جمیع اوقات اس طرح کے ہو وین جسکا ایک شہ بیان میں آیا  
 تو کونسا تعجب ہے کہ اونہوں نے سیکڑوں ملکوں کو برباد کیا خصوص جبکہ علاوہ ان وجہوں کے  
 سمجھوں کے درمیان ایک اور اتفاق ایسا تھا کہ جو نہیں انبار سے مقابلے کا قصد ہوا پس  
 کے قصوں کو فراموش اور دل کی کدورت کو دور اونہوں نے کیا اور سارے تاتاریوں کے  
 لکھہ ہاتھ میں ایکجان آئی اور لکھہ ہاتھ میں کو ایک دست ارادے نے کھینچی ڈوستورات اور قوانین  
 انکے درمیان نہایت کم جاری تھے کیونکہ ہر قوم کے ایام ہل میں قاعدے اور رویے چند

اور مختصر سبب اسکے ہوتے ہیں کہ امور دنیاوی کی نیرنگی اور کثرت ترقی عقل سے پیدا ہیں  
 ایسی باعث زیادتی قواعد کے ہوتے ہیں تاکہ ہر امر میں عامل ہونیکا بہتر طریقہ معلوم ہو سکے لیکن  
 اقوام تاناؤ و بھروسہ اور شکار کے دوسرا کام نہیں کرتے تھے غرض اگرچہ نہ علم نہ نوشت خواند  
 انہیں تھا لیکن اپنی بات کی ایسے کپے اور قول کے ایسے سچے تھے کہ اغیار انکے ہاں اور نیز  
 پر اور حروف اور دستاویز سے اعتبار زیادہ کرتے تھے اور بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی  
 یہی مضمون سکھایا جاتا تھا جبکہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے کس اختصار اور شستگی سے  
 اس شعر میں بیان کیا ہے شعر راستی موجب رضای خداست + کس ندیدم کہ کم شد از رہ راست  
 خون ناحق اور زنا سے محسنہ کی سزا قبل تھی اور سنگین چوری کی بھی وہی سزا تھی کیونکہ آپس میں  
 دزدی نہایت محبوب تھی اگرچہ غیروں پر دیکھتی خوب تھی + ارث کا حال یہ تھا کہ اگر اسن و چین  
 اور ایام صلح کے وقت باپ یا بزرگ خاندان بیماری سے مر جاوے تو بڑا بیٹا یا جو کہ متوفی  
 سے زیادہ قرابت رکھتا تھا وارث مال و اموال کا ہوتا تھا لیکن اگر جنگ میں مارا گیا تو جو اسکی  
 لاش کو اوٹھالایا یا دشمن کے ہاتھ سے او سے چھین لیا وہی شخص متوفی کا وارث کل ہوتا تھا اور  
 اور یہ آئیں ایسی قوم سپاہ کے لیے مفید اس طور سے تھی کہ جس حال میں محبت و ستانہ یا جذبہ  
 یگانہیت و وسپاہی تو حافظ زندگی میں ایک دوسرے کی جان کا اور موت نبزد میں ایک دوسرے  
 کی لاش کا نکرے تو لالچ و سبکدوشیا کے حصول کی وہی مطلب اور ہوس ہے کیونکہ لازماً  
 اوچین رائج تھی اور اپنے باپ کی حر مون اور سوتیلی ماؤں کو بیٹا اپنی خدمت میں لاسکتا تھا اور  
 ایک بہائی کو دوسرے کی جوڑوں کو حرم بنانا جائز تھا اگر کے ہوش سنبھالنے کے وقت  
 سے بڑی بڑی بکریوں اور دنبوں پر سوار ہو کر چوٹی کمانوں سے چڑیہ اور لومری وغیرہ  
 کا شکار کرتے تھے اور اسطرح سے جو جو زیادہ بڑھتے اپنے قد و قامت اور طاقت  
 کے موافق کھوڑوں پر چڑھتے اور استعمال تنہا رکارتے تھے غرض جب تک تنہا شیر یا  
 اور کسی بردست درندے کو جنگل سے مار کر نہیں لاتے تھے مردوں کے ساتھ بیٹھنے یا فوج

مین نام لکھا نے نہیں پاتے تھے اور بچ پنے سے گھوڑے پر چڑھنے کی یہ عادت ہو جاتی  
 تھی کہ گویا سونا اوٹھنا بیٹھنا سارا کام اونکا گھوڑے کی پیچھے پر انجام ہوتا تھا سیطرے لڑائی میں  
 تو اونکی فتح غلبہ تھی ہی تھی اونکی شکست بھی موجب ضرر و خطر ایسی تھی کہ جس قدر نقصان غنیم کو  
 اونکے پیچھے پٹے اور بھاگنے سے تھا اونکے آگے بڑھنے اور حملہ کرنے سے نہ تھا کیونکہ  
 جب لڑائی ہارتے تھے تو گھوڑے کے رخ کو صحرا کی طرف کر کے خود پھر کے بیٹھتے یا اکثر کھڑے  
 رہتے اور دشمن جو تعاقب میں چلے آئے اونکی طرف نہہ کر کے ایسے تیراوسی رو میں ہار  
 بھاگتے چلے جاتے تھے کہ ایک چوٹ خالی نہیں جاتی تھی کیونکہ اول تو اونکی پشت اور  
 ہاتھ کا انداز اور ملک تیر اندازی میں تھا کہ ہر نشانہ ایسا تھا گویا ملک الموت نے زہ پر تیر حجابا اور دوسرے  
 یہ کہ تعاقب کرنے والا فتح کے زعم میں ہندو گریزندہ کو ناخیر سمجھ کر بغیر اوس حفاظت اپنی ڈھال سے  
 کرنے کے جو کہ غنیم کے حملے کے وقت کرتا ہے صرف مارنے کے دشمن میں بے تحاشہ  
 آتا ہے اور اوس اندھا دھند تک و پو میں ہر ایک اپنی صفت سے جدا ہو جاتا ہے پس ایسے  
 بے پروا دشمن کو مار لینا کونسا مشکل تھا بلکہ یہ طور غنیم کی ہلاکت کا ایسا سہل تھا کہ اکثر مرتبہ تاتا  
 سب جس وقت اونسے اور کسی مضبوط دشمن سے سابقہ پڑتا تھا کہ ایک چوٹ کھا دو اور دو لگا دو  
 جسکا ہر وار پر قدم آگے اوٹھے اور پیچھے نہ ہٹے تو یہ لوگ سیطرے کی فکر کرتے تھے اور  
 دھوکے میں اگرچہ نہیں دشمن اونکے تعاقب میں چلتے تھے وہ بے مزے سے جی بھر کے  
 پیٹھ لیتے تھے اور ایک ایک شخص کو جو نمود کے دکھائی دیتے تیر و سبز زین و برز میں لے  
 تھے اور جب اونکی صفت تعاقب کے سبب سے ٹوٹ جاتی تھی تاتا سب دفعہ رکھتے  
 بیٹھ کر گھوڑوں کو پھیرا یا حملہ کرتے کہ دشمن جو تعاقب کے زعم میں بے پروا تھے اس  
 آنا فانا بجلی کیسی پلٹ سے ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ حزب ہاتھ میں لیے ایک سر کا منہ  
 دیکھنے لگتے تھے اور تار تار و خونخوار اونکے غول کو ٹاپوں سے روند ڈالتے تھے الغرض وہی  
 شکست میں بھی انکی شہسوار سی کام آتی تھی اور ساٹھ اسی کوس کے گھوڑے ایک سڑی میں نکل

جاتے تھے اور ندی نالہ اور جھیل دریا رگستان اور کوہستان کسی سے فراحت اونکی گذر کی  
 نہیں ہوتی تھی اور پل بھرن ایسے غایب اور بے نمود ہو جاتے تھے جیسا مشہور خاک کوثر  
 ہوا میں کوئی گھوڑا اور پناہ دے القصہ ان بلاؤں کا رولہ تھا اور فرنگ اور روم و روس اور ایران  
 کی سلطنتوں اور مشرق کے تمام ملکوں پر بار ہوا اور جنہیں سے بعض یورشون کے بیان سے  
 تاریخ کے ناظرین کو فائدہ حاصل ہووے گا اور اقم کو بھی منظور ہے کہ جو بات قابل یاد کے ہووے  
 وہی لکھی جاوے نہ کہ انکی آپس کی سرکٹول کا حال تحریر میں آوے جسکے ملاحظے سے سہید  
 استفادہ حاصل ہے کہ آپس کے کشت و خون نے اول تو اتنے موزیوں کو ایک دوسرے کے  
 ہاتھ سے قتل کروایا اور جنس انسان کے دشمنوں کو اسطرح سے کم کیا اور دوسرے یہ کہ اپنی  
 خونریزی میں جتنے روزوں مشغول رہے گرد و نواح کے ملکوں میں امن رہا ورنہ اگر آپس کا  
 نفاق نہ ہوتا تو کسیکو اونکی یورشون سے دم لینا مشکل ہوتا ہے

## دو باب

بیان بہن کی سلطنت کے دور و شور پیدا کرنے اور بعد ازاں ضعیف ہو کر دو قسم ہو جانے اور ایک کے تباہ ہونے اور دوسرے کا نام پیدا کرنا

اس تاریخ میں ذکر آچکا ہے کہ قوم تاتار بلقب بہن یا ہانگٹو کی بنیاد سنہ ۲۲ میں قبل  
 حضرت عیسیٰ کے قرار دی گئی ہے بلکہ ہیا کے لقب خاندان کے ایک فغفور کا بیٹا اس  
 قوم کا مورث کہلایا ہے غرض اس سے بہن کچھ مطلب نہیں اور بیان اتنے ہی کا چاہیے کہ  
 اس وقت سے فغفور چنگوٹائی کے دور تک اکثر اونکا بھی کام تھا کہ دفعہ آتے اور سرحد چین کے  
 املاک کو لوٹ و تاراج کر کے اپنے صحرا میں چلے جاتے تھے غرض اس بہادر اور مدبر فغفور نے  
 خوب دھنیں شکست دی اور دیوار تختا کی ساخت شروع کی جبکہ حال جلد اول میں ہمیں ہے +  
 اس تحقیق کے ساتھ نہیں معلوم ہے کہ قابل درج تاریخ کے ہووے کہ ان تاتاریوں کے  
 بادشاہ یعنی مانجو سب کس سلسلے سے ایک بعد دوسرے کے حکم ان ہووے بغایت ٹوٹان  
 کے وقت تک جبکہ بیٹا وہی میٹی تھا جبکہ حال اسی جلد میں لکھا گیا اور جس سے حق ہے کہ

اوس قوم کی عظمت اور جلالت شروع ہوئی اور اوسکا حال تارخون مین یون دیکھنے مین آیا ہے  
 کہ لیجیہ جب مقرر ہوا تو اوسکی سوتلی مان نے اپنے بیٹے کو مرتبہ اور پایہ دینے کے لیے شوہر  
 کو ایسا درغلانا کہ اپنے بیٹے کی کو اسنے یوچی تارخون کے پاس بطور پرغال کے بھیج کر  
 اوس قوم سے خواہ مخواہ لڑ پڑانا کہ بیٹے سے باپ کی بد عہدی کا کینہ دیکھو یون اور اوسے مار  
 ڈالین چنانچہ ویسے ہی کرنا یوچی نے چاہا لیکن بیٹی ایسا ہشیار اور زور و درس تھا کہ قبل اس  
 فساد کے وہ خفیہ کل بھاگا اور اپنے باپ کے ملک مین پھر آیا اور چند سپاہ جمع کر کے جنگ  
 قواعد اور فنون مین ایسا پکارت کے کہتے اوہنیں بنا ڈالا اور ایسا خیر خواہ بنا لیا کہ نقل ہے  
 کہ ایک دفعہ اوسکے حکم کے مطابق اون تارخون نے اپنی سب سے غریب و روزن اور حرمون  
 کو تیر و نشان بنایا اگرچہ یہ بات قابل فخر نہ کہ تخرین آفرین کے ہے لیکن جو چیز اس سے بہت  
 مین ایک اون تارخون کی تابعداری اور جان نثارتی اور دوسری یہ کہ حکومت دوسری  
 سنیں مگر نتیجہ اوس تاثیر کا جو ایک قومی طبیعت چند ضعیف طبیعتوں پر معا و قوع قربت کے کرتی تھی  
 غرض جب یہ فوج قابل میدان لینے کے ہوئی بیٹی نے ذوق سے اپنے بڑے زن مرید باپ پرورش  
 کی اور بڑی شکست دی بلکہ اوس پر نابالغ کی جان اوس لڑائی مین گئی اور ساری عورت نے  
 پیشانی فرمان برداری کو سیٹی کے گھوڑے کی ٹاپ پر رکھی بعد اوس فتح کے اوس ٹانگو  
 نے اپنی سوتلی مان اور اوسکی لڑکون اور باپ کی سب حرمون کو جان سے مارا اور خاصہ  
 عام کے دل مین زلزلہ پڑ گیا یوچیون سے پھر اوس نے انتقام لیا اور دوسری اقوام تارخون کو باجگذا  
 کیا اور رفتہ رفتہ یہاں تک قوی ہوا کہ مشرق کے ملکوں مین بھر فتنہ و صحن کے کوئی سردار اوسکے برا  
 نہ تھا بلکہ کئی ختائی موضوعون کو جو اوسکی سرحد کے قریب واقع تھے قبضہ کر بیٹھا آخر کار فقور اوسکی  
 دھٹائی پر غضب ناک ہو کر مستحق جنگ ہوا غرض برے ہاتھون جا پھنسا اور ناکاری صورت سے  
 مخلص ملی جیسا کہ اسی جلد کے فتوہ اول مین مبین ہے بعد اس جنگ کے ستائیس برس تک  
 تانجو جتیار رہا اور اوس عرصے مین بہت سے اقوام تارخون کو اسنے سر کیا اور حقیقت خاقان تانا



تھا اور فقہورون سے جو جو صلح جنگ وقوع میں آئیں اسی جلد کے پہلے دفتر میں انکا اشارہ ہے  
 اور دوبارہ حاجت بیان نہیں ہے۔ بعد اسکے مرگ کے اوسکا بیٹا لاوچام تخت ناجو بیٹھا  
 اور چین کی نسبت میں وہی وتیرہ سابق کے لوٹ و تاراج کا اختیار کیا اور فقہورون کو بدرجہ استیلا  
 سوانحائیون کو عاجز کرنے کے کئی قوم تاتار گوناخو زینگیں لایا اونکے درمیان قوم کوچی نامور تھی  
 جسے ہمیشہ ہن کی قوم سے مقابلہ کیا تھا غرض اس ناجو نے اومین کئی لڑائیوں میں شکست دیکر  
 اونکے پادشاہ کو مار ڈالا اور ایسا تنگ کیا کہ اپنے ملک کو جو سوچو کے قریب تھا چوڑ کے بچے  
 بچائے بھاگے اور بت بزرگ میں جا بسے اور اوس ملک کو آباد کیا اور اوس دیار کے  
 پہلے باشندے وہی تھے غرض اومین سے جو فرقے زیادہ بہادر تھے آگے بڑھ گئے اور  
 چند دنوں میں ماوراء النہر اور دشت قبیاق اور خراسان میں ایسے قومی ہوئے کہ اون ملکوں کے  
 اکثر مقاموں کی ریاست اونکے قبضے میں تھی۔ جب لاوچانگ ناجو مر گیا اور اوسکا بیٹا کوئی جنگ  
 جانشین ہوا اور فقہور کو یورثون سے عاجز کرنے لگا اومین کوچیون سے فقہور نے قصد عہد رسائی  
 کرنے کا کیا تاکہ دونوں طرف سے قوم ہن پر جو جانبین کے دشمن تھے تاخت ہووے لیکن پتہ  
 راہ میں گرفتار کیا گیا اور ناجو نے جو دس برس اوسے قید رکھا وہ قصد میں تک ختم ہوا۔ اوس  
 سے پونو ناجو کے وقت تک یعنی ایک سو چوبیس برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 تک کئی ناجو املاک تاتار کی ریاست کے تخت پر بیٹھے اور سو فقہور ان چین کے جنگ سے تھے  
 جتنی لڑائیاں میں سبکا ایک ایک شہر اسی جلد کے پہلے دفتر میں ہر شہنشاہ ختا کے عہد دولت  
 کے بیان میں مذکور ہے۔ ناجو اطراف و جوانب کے ملکوں پر برا بھلا یورش کرتے رہے  
 یا اور قوموں کے تاخت کا جواب دیتے رہے اور ان لڑائیوں کے بیان کی طرف اشارہ بھی کرنا  
 مولف نے غمت سمجھا کیونکہ بیان اومین مرو نکا چاہیے جسکے مطالعے کو کچھ فائدہ کسی طرح کا ہووے  
 اور خطہ سرکول کے اذکار یعنی کتنے فلائی طرف مارے گئے اور زید نے بکر کو کس طرح مارا  
 اور عمر نے لیک کے زید کو کس طرح دو ٹکڑے کیا یہ سب محض فضول ہے اور تارخ نویسی ہے

ادب کے خلاف سے عرض اسی ستمچی میں پن کی پادشاہت کی دو تقسیمیں بسبب امر  
اور سرداروں کے آپس کی تماریح کے ہو گئیں اور شمالی اور جنوبی ملکیتیں کھلانے لگیں اور اسی طرح کو  
کے مورخوں نے نسل اور تاتاری علیحدہ سلطنتوں کی بنا قرار دی ہے عرض ششمالی تقسیم  
یعنی قدیم اقوام نسل کی سلطنت میں رفتہ رفتہ ایسا ضعف آگیا کہ سترہ میں اقوام جنکے شامل رہنے سے  
ایک صورت سلطنت کی تھی باربار کی شکست سے عاجز ہو کر جدا ہو گئے اور بادیہ پیمانی کرتے جدھر  
سے موقع پائے نکل گئے اور ذیل کے بیان سے معلوم ہو ویکاکہ انہیں میں سے بعض نے دوسرے  
ایاموں میں بڑا نام پیدا کیا یعنی عالم میں اپنی پورشوں سے زلزلہ ڈلوادیا غرض سترہ مسیحی میں جن کی جنوبی  
سلطنت بھی گویا تمام ہو گئی کیونکہ مانجوسی اوپو کے مرنے سے دوسرے شخص کو خطاب مانجوکاندیا  
گیا اور اقوام جن میں اختیار عدالت اور قتل و قصاص اور دوسرے ملکوں سے عہد و پیمان کرنا چاہتا  
قبائل کے ہاتھ میں دیا گیا اور چونکہ یہ لوگ جب تک بال اوکے سپید نہیں ہوتے تھے اس محلبر  
میں خل نہیں کیے جاتے تھے اس جہت سے عجی اور عربی پورشوں نے اور خاؤر لقب ریش سفید کیا  
یہ حالت تباہی کی واقع ہونے سے فغفوران چین کے تابع بعض فتنے جنوبی جن کے سے اور اکثر  
جمعیت نے پہلے لقب ہان کا اور بعد اوسکے چاؤ اور بعد ازاں بین کا اور آخر کو لیام کا لیا اور  
انہیں فتنوں میں جنکو مؤلف نے نامزد کیا سرداری اورون پر رہی اورون کی حالات آپس کے جھگڑے  
اور غیرون پرورش کے قابل درج کے نہیں ہیں پور مغربی جن کے جنوبی روم قدیم وغیرہ ملکوں کی سخت  
کی کہ اونکا کچھ بیان تھا تفصیل کے اسبے چنانچہ باب آئندہ میں حال کہلیکا انشاء اللہ تعالیٰ حفظہ

### تقسیم ابا

بیان شاہ آتھیل کے ٹراٹونکا اور پہلی پورش اقوام تاتار کے ملک فنگ پر جو اس نے کی اور قوم جن کی شاہنشاہی معلوم ہو  
جب اقوام جن کی تقسیم ہوئیں اور شمالی و جنوبی سلطنتیں کھلائیں اور شمالی کو تباہی ہوئی اورون جمعیت کے  
اقوام میں پریشانی آئی جیسا کہ باب سابق میں مذکور ہے تو اونکی بعض قوموں نے ولایت فنگ  
کی سرحد کی طرف رخ کیا اور بعض نے ایران کی نوحی میں بیٹے جانور کو چرانا اور بوٹ و تاراج کرنا اختیار کیا

عرض اس باب میں ذکر اور نامتطور ہے ہونے کا یہ دریا سے اتیل پر جسکو فرنگ کی رچوں  
 میں و الگ کتے ہیں اور اسی کے گرد قیام اختیار کیا اور وہاں سے جنوب کی طرف سمت قیام  
 میں شہر کا شہر تک اپنے تابع کیا یعنی گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا اگرچہ چند ہی روز بعد خطا  
 اقامت اور پر کنارے دریا سے اتیل کے لیے زور و شور کا اظہار اور ہونے لگا لیکن آثار عالم  
 کے تہ و بالا اونکی یوریتوں سے ہونے کا اتھیل کے وقت تک پیدا رہیں ہوئے تھے +  
 لقب غضب الہی کا اوس نے خود اپنی شان میں کہا اور جمیع مورخ مقررین کہ لقب نہایت درست  
 اور راستی سے ایک نقطہ کم و کاست نہیں تھا + ہن گری کے ملک کے اہل فرنگ اس شخص کو بلقب  
 اپنے بادشاہوں کے زمرے میں داخل کرتے ہیں اور اگرچہ تحقیق ہے کہ قوم ہن کے اوس ملک  
 میں بود و باش کرنے سے نام اوسکا ہن گری ہوا لیکن ہن قوم تانار نے اوس ملک میں ش کی پہلی  
 دفعہ ہن نے اتھیل کے وقت میں اور دوسرے مرتبہ قوم آڈ آرستہ بھی میں اور تیسری دفعہ قوم  
 ترک یا باگیار نے ۸۹۹ء میں اور اگرچہ یہ تینوں قوم ایک ہی ہیں بنا مختلف لیکن رشتہ اہل ہن  
 کا قوم آخر سے ہے الغرض جب روگیداس بادشاہ ہن نے انتقال کیا اوسکے دو بھتیجے تھیل اور  
 اور بلی ڈا اوسکے بھائی من دگ کے بیٹے جانشین ہوئے اور چونکہ بعد نہایت کشت و خون کے  
 اوسکے چچا سے اور روم نویعے قسطنطنیہ شہنشاہ تھیودوسیوس سے عہد و پیمان ہونے کی گفتگو شروع  
 ہو چکی تھی طرفین کے سفیر تھیل اور بلیڈا کے حضور میں حاضر ہوئے اور غور و راؤن و لون کو اپنی  
 توانائی کا ایسا تھا کہ گھوڑوں سے قلعہ کے لیے نہیں اترے اور عہد نامہ پر دستخط کھڑے کی  
 بیٹھے پر بیٹھے کیے اور بے اعتنائی کچھ عین تک ختم نہیں ہوئی کیونکہ صلح نامہ کی ہر شرط سے  
 یہی ظاہر ہے کہ شاہ قسطنطنیہ اتھیل کی نظروں میں نہایت بے حقیقت تھا بلکہ تمام شرائط شاہ ہن  
 اپنی مرضی کے موافق لکھوا دیے اور سفیران روم کو مجبور قبول اور منظور کرنے کے چارہ نہ تھا چنانچہ  
 ذلت کی اور باتوں کے جملے سے ایک شرط یہ تھی کہ شہنشاہ روم سات ہزار روپیہ خرچ سالانہ  
 دیوے اگرچہ مبلغ کی کچھ حقیقت نہ تھی لیکن ایک پیسہ اس طور سے دینا کہ ورور پیسہ کی غرت ہوتا

بعد اس صلح کے اقوام تاتار اور منگی اقوام چین اور شمال کے ملکوں اور قوموں کو تباہ کرنے میں  
 دونوں بھائی مشغول ہوئے اور گوجین تاتاروں کو سر کیا۔ چندے بعد تھیل نے اپنے بھائی  
 کو کسی جیلے سے مروا ڈالا اور مالک کل ہوا بلکہ ثابت ہے کہ بلکہ اکو شک سے اس نے قتل  
 کیا۔ اہل تاریخ پر ظاہر ہے کہ اس ایام میں روم قدیم کی سلطنت عظیم کی تقسیم تھیں اور ممالک مشرق  
 و مغرب کے لقب سے مشہور تھیں اور تقسیم کا بادشاہ اسی سرحد میں خود مختار تھا چنانچہ پانچ تخت  
 ممالک مشرق کا شہر قسطنطنیہ تھا اور ممالک مغرب کا پاپے تخت وہی شہر روم کا تھا جو ہمیشہ سے  
 دار السلطنت تھا الغرض ان تینوں شاہ ممالک مغرب کی بہن ہوئی اور ایسی صاحب عقل اور سن  
 تھی کہ اس کے بھائی بلکہ ان کو جو حقیقت میں سلطنت مغرب پر فرمان روا بنے کے نام سے پکارتی  
 اور قاتان بے پایاں نام انجلیت تھی یہ خوف ہوا کہ اگر اس کی شادی ہووے گی تو اس کی ولادت سے قوت  
 میں ڈالے گی اس شہد سے خطاب آگسٹہ یعنی عالیجاہ دختر شاہ کا اس سے دیبا گیا تاکہ طاقت کسی  
 امیر کی نہ ہووے کہ پیغام شادی کا کرے بلکہ سو کسی بادشاہ مساوی درجہ والے کے بیاہ کی  
 نوبت کسی اور سے نہ آوے اور چونکہ اس پاپے کا شخص اہل روم کے زعم میں وہی زمین پر  
 نہ تھا کہ ان کے شاہ کی دھڑ سے عقد کرے اس لیے یہ خطاب لینا عذاب تھا بلکہ ساری عمر کی  
 ناکتخانی کا گویا بے تراب تھا غرض ہونواریا کی جلیب سے ہی مایل طرف زوجیت اور خواہش اولاد  
 تھی جیسے بی کی جلیب توڑے کے متوجہ ہوتی ہے اس نے خطاب عالی کو سر پر سیات سلام  
 کر کے رکھ لیا لیکن قدم اطوار کو دائرہ محفت سے نکال کر ایک ملازم وجیہ کے دست اشتاق  
 میں جانے دیا چند روزوں میں تخم عشق نے شرہ فساد دکھایا غرض جو بہنیں حمل ظاہر ہو امان نے  
 قید کر کے اپنی اور سلطنت کی ذلت کو بھی گھٹیف کر کے خاص و عام پر شکار کیا عرصے بعد  
 شہر قسطنطنیہ میں شاہ تھیوڈوشس کے دربار میں مقید رہنے کے لیے بھیجی گئی چنانچہ بارہ ہجودہ پر  
 وہیں رہی غرض جب تنگ ہوئی اور صورت مخلفی کی بہن دکھی اس نے شاہ آتھیل کو اپنی کشتی بھیجی اور  
 اطوار اپنے عشق اور تمنائے عقد ساتھ اس کے پیغام بر سے گیا اہل بلکہ نقیب ہے کہ صرف انتقام

لینے کی خواہش سے ہو نوریا نے یہ پیغام دیا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ آتھیل جب ایلن ٹینی بن  
 کے دربار میں لینے نکاح کی خواہش کا پیغام بھیجے گا وہ طیش میں آگے ایک اوجھ بات اب میں اسے  
 سخت کئی گنا جسکو آتھیل وجہ لڑائی کی قرار دیکر فوراً یورش کر چکا اور عشق کا کچھ لگاؤ اس میں تھا کیونکہ اسی  
 صاحب طبیعت اور جمیلہ عورت کا عاشق ایسے مرد میمون شکل پر ہونا جسکے مذہب اور نادانیاں و  
 حرکات اور غذا اور وضع کوئی ایک بات قابل پسند کے تھی بعید العقل سے غرض جب نگشتی  
 اور پیغام آتھیل کو پوچھا اور تمام حال سے واقف ہوا خاموش رہا لیکن جنگ کا حیلہ اپنے ہاتھ آنے  
 سے دل ہی دل میں خوش ہوا کہ داشتہ آید بکار غرض چونکہ اس وقت اور ملکوں سے لڑائی منظور تھی  
 شاہ تانار نے اس نکاح کی جھڑپ نہ نکالی غرض جب یورش گال کے ملک چسکواب فرانس کہتے  
 ہیں اور جو اس وقت مثل اور ملاک فرنگستان کے روم قدیم کی تحت میں تھا اسکو منظور ہوا اپنا سفیر  
 والن ٹینی بن کے دربار میں اسے بھیجا اور پیغام اسکی بہن سے نکاح کرنے اور بانی و وزیر قابل  
 پادشاہ کے اپنی ہمیشہ کے ساتھ دینے اور ویسے بادشاہ کے اپنی جو رو کے ساتھ لینے کے  
 جو مناسب حال تھا اس ایلچی سے کہلایا اس خبر کے سنے ہی تنگہ ملک روم میں پڑ گیا اور سب کی  
 عقل جرح ہو گئی کہ یہ کیا بلا آئی آخر یہی صلاح سوچھی کہ ہو نوریا کو کسی قدرے سے برائے نام چکے پیادہ  
 کر کے کہلا بھیجے کہ چونکہ اسکا شوہر موجود ہے ویسا ام خلافت مذہب اور دین عیسائی بلکہ عکس  
 عدل اور انصاف کے نامکون ہے چنانچہ یہی ہوا اور اگر چہ غصہ ایلن رہائی کو ہو نوریا کی حرکت پر لیا  
 ہوا کہ حرارت قہر صرف اس کے خون کے گھونٹ سے دفع ہو سکتی تھی لیکن آتھیل کے غضب کو  
 خدا کے غضب سے زیادہ ڈر کے اس بیچارے کی جان کو تو نہیں باز آسکے ایک پوچھنے  
 ساتھ جھوٹ موٹ کہ نکاح پڑھوانے کے قید شدہ بد میں ڈال کر دائم بحبس رکھا۔ سفیر کا پھر جانا اور  
 اس عذر یہودہ والن ٹینی بن کی طرف سے کرنا آتھیل کی عین مرضی کے لئے تھا کیونکہ فوراً اسکا  
 لشکر جو ہر وقت پابریکاب رہتا تھا مثل طوفان شمال کے ملک گال یعنی فرانس کی طرف  
 روانہ ہوا شہر بعد شہر کے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند ڈالا گویا سور قیامت اہل فرانس کے

لیے موجود ہوا اس عرصے میں سپاہ سالار ایشی پس شہنشاہ روم کی فوج کا اور بھی اوڈورک شاہ  
 قوم گاتھ کا جو ملک جرمن کے اصلی باشندوں کی قوم تھی اور تھیل کی تابعدار مثل اور بعض قوم  
 جرمن کے تھی اور شہنشاہ روم سے موافقت اور عہد و پیمان کرتی تھی یہ دونوں شخصوں کو فیہ تھیل  
 کے مقابلے کو پونہچے اور سو وقت شہر آری ان کو جو واقع دریا سے لو آ رہے محاصرہ کیے شاہ  
 ہن ٹھیا تھا غرض جب دشمن قریب پہنچا تھیل نے ہٹ کے دریا سے سین جھکے کنارے پر  
 شہر پارس دارالامارت ملک فرانس اب ہے پارہو کے شالون کے میدان پر جو نہایت  
 وسیع اور اپنے رسالے سے لڑائی کرنے کے لیے نہایت مناسب تھا استعداد جنگ ہوا  
 طرفین کی سپاہ اور سرداروں اور علی الخصوص تھیل اور سپہ سالار روم اور شاہ گاتھ اور اسکے  
 بڑے بیٹے ٹارس سنڈ نے برابر اکام کیا اور بعض روایت ہے کہ ڈیڑھ لاکھ اور بعض یہ کہ تین لاکھ  
 آدمی دونوں طرف کے نقصان ہوئے جسمیں بھی اوڈورک مارا گیا آخر تھیل جس کا قدم و وقت  
 تک بہر دشمن کے مقابلے میں آگے ہی بڑھا تھا کچھ پیچھے ہٹا اور اپنے لشکر کی گاڑیوں سے جکا  
 بیان ہوا ہے کہ اقوام تاراج باد یہ پیمانی کرتے عورت اور لڑکے اور ضعیف اور مریض اور  
 سوار رہتے ہیں اور باقی گھوڑوں کی پیچھے رہ پوتے ہیں قلعہ بندی کرنے کے اس حصار میں بنا گیر  
 ہوا اور اگرچہ اس طرح کی چال قہقری شکست کامل تو اعد جنگ کے رو سے نہیں کہلاتی مگر  
 لیکن ایسے شخص کی نسبت اس طرح سے حفاظت ڈھونڈتی بیشک نہایت اور ٹھانی تھی غرض  
 طرف ثانی کو اس کی جرأت اور قوت اور سپاہ گری کا اتنا تجربہ ہو چکا تھا کہ اس حصار میں تھیل کو  
 اور ہخون نے زیادہ ٹھیرا اگرچہ دو ایک حملہ بطور آزمائش کے کیا جسمیں تارایوں نے مارے  
 تیرون کے اندھا بنا دیا آخر کار روم اور گاتھ کی فوجیں اس مقام سے روانہ ہو گئیں اور  
 اٹھیل لوٹ و تاراج کرتا اپنی سلطنت کی خدمین پھر گیا غرض اس نہایت سے وہ کچھ خائف نہوا کہ  
 سال آئندہ موسم بہار میں دوبارہ اس نے وہی پیغام نکاح اور دہنیر پانے کا والن پٹی بن  
 کے دربار میں بھیجا اور پھر حیلے اور بہانے سے اس نے ٹال دیا یہ خبر سنے ہی تھیل



اٹالی میں جب کا پاس تخت روم قدم تھا اور سہوڑے یورش کرتا شہر اکوئی لیا کو محاصرہ کر بیٹھا اور وہ  
 شہر ایسا مضبوط تھا اور باشندے ایسے جری تھے اور قوم ہن کے تیر و تلو اور برق و شس  
 گھوڑوں سے جو صرف میدان کے کام کرتے تھے مضبوط قلعہ بندی پر اثر کرنا ایسا دشوار تھا کہ نہیں  
 حصار کے گزر گئے اور ہن سب یہاں تک عاجز ہوئے کہ وہاں سے ہٹ جانے کی صلاح کرنے  
 لگے کہ ایک روز انھیں نے اتفاق سے دیکھا کہ ایک لگ لگ اپنے بچوں کو لیے شہر کو چھوڑ کر گھل  
 کی طرف اڑا جاتا ہے فوراً اسی طرح کا ایک فقرہ اسے سوچھ گیا جو عوام الناس کے دلوں میں  
 مثل منون کے تاثیر کرتا ہے اور پکار کے اوس نے کہا کہ دیکھو یا رو لگ لگ شہر کی تباہی کی گاہ  
 پاکے چنگل کو چلا در نہ ممکن نہیں کہ ایسا جانور کہ جسکو اس انسان سے ہے خود بخود اسکی صحبت کو  
 ترک کرے اور یہاں کی راہ لیوے یہ فقرہ سنتے ہی امید تازہ سب کے دلوں میں پیدا ہوئی اور  
 بے کے بعد بلا اوس مقام کی دیوار پر چہان سے لگ لگ نے پرواز کیا تہاں تو اتر کے ساتھ  
 گیا گیا کہ ہن سب کو دخل ملا اور انہوں نے شہر کا جو حال کیا مونیخ روم کے اسی فقرے سے ظہر  
 ہے کہ دوسری پشت کے لوگوں کو آگوئی کیا کے خرابی کے آثار تک نہ ملے یہ اسطرح  
 سے چھ شہر ملک اٹالی کے اور بھی برباد کیے گئے اور کئی شہر کے لوگوں نے جان بخشی  
 اپنی تمام دولت دیے کروائی یہ تمام ملک میں یہ تہلکہ مٹ گیا کہ ولسن بنی ایک شہر سے دوسرے  
 میں حفاظت کے لیے بھاگا بلکہ مستعد تھا کہ اگر چھیل یا وہ تنگ ہو تو بلا سے وطن اختیار کیجے  
 آخر جب کچھ سن نہ آئی ایلچی کو پیغام صلح لیکر حقیقت میں زخو است امان کی تھی بھیجنے کی صلاح  
 ٹھہری اور تین شخص بزرگان قوم اور دین سفیر ہو کر انھیں کی حضور میں گئے اوس نے بہت  
 غرت کے ساتھ ملاقات کی اور آخر شش بات یہی ٹھہری کہ شاہنشاہی ہو تو ریا کے حصے کی جتنی  
 املاک سے سب فوراً شاہنشاہ کے حوالے ہو اور خود شاہنشاہی بعد چندی اوسکو  
 سفیروں کے سپرد کی جاوے اس مضمون سے عہد و پیمان ہو کر انھیں اپنے لشکر کو لیو  
 شاہ روم کی حد سے باہر چلا گیا لیکن یہ دھمکی دیکر سراسی والن بنی کو حیرت کیا

کہ دیکھو اگر شہزادی کو موافق وعدے کے صبح و سالم نہیں پہنچاؤ گے تو ملک روم کو خاک سیاہ کرونگا  
اور تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ میرے گھوڑے نے جس سرزمین پر ٹاپ ماری وہاں پھر گھاس  
نہیں اڑی۔ جب اپنے قصر شاہی میں جو لڑکے بچا ہوا وسیع اور عالیشان دریائے دانیوب کے  
اوس کنارے پر میدان میں واقع تھا وہ پہنچا جی اوسکا چاہا کہ نہراں ہا جو روان اگرچہ تھیں لیکن ایک  
دوسری جمیلہ چھوڑی ازواج شاہ کے شامل کیجئے۔ غرض اسی طرح کی دھوم دھام سے جوان  
خون خوار خوشیوں میں دستور تھا اٹھیل کا بیاہ اوس حسینہ سے ہوا اور شب کو خوب ہی چڑچاشیف  
شرابوں و نیم نچتے کبابوں کا پھیلا اسکے شریک بادشاہ ویر تک رہا آخر شجے سے اٹھا اور بی بی  
کے محل میں شب باش ہونے کے لیے گیا صبح کو عرصے تک جو محل سے نہ نکلا گان ہوا  
کہ بی بی کی صحبت اور عشق تازہ کے جوش میں دربار بدستور کرنا بھول گیا غرض دن دو پہر جو ہوا  
سرداروں نے محل کے دروازے پر هجوم کیا اور انہیں سب سے جو منہ پڑھا تھا دستک دوبارہ  
اوسنے دیا جب کچھ جواب نہ آیا شور بھون نے کیا آخرش دروازہ توڑ کے اندر جو گئے تو دیکھتے  
کیا ہیں کہ وہیں بیٹی رو رہی ہوا اور تھیل چت بیدم پڑا ہے دریافت ہوا کہ زیادہ کھانی کے جو بی  
کے ساتھ سویا خون نے ایسا جوش کیا کہ شریانون کو تاب اوسکے غلبے کی بردہشت کی نہیں  
ہوئی اور ایک جو سب میں ضعیف تھی پھٹ گئی اور خون کو تھنوں کی طرف سے سبب چت پڑ  
سے کے راہ جو نہ ملی پھی پڑے اور معدے میں بے تحاشہ جو پٹ گیا دم تھا ہوا اور یہی خاتمہ  
اتھیل کا جسکا نام قہر آئی تھا ہوا ا قوام ہن کو بڑا غم ہوا اور میدان میں شامیانے کے نیچے لاش  
کو نہایت توڑک سے رک کر چیدہ رسائے تار یوں کے لگے اسکے اوصاف کو بطور مرثیہ کے قوت  
کے ساتھ بیان کر کے گرد پھرنے لگے مضمون اوس مرثیہ کا چونکہ بروقتی کا بیان تھا اس لیے  
مولف اسکو لکھتا ہے اور مختصار کے ساتھ جمیع فضائل اور زائل اس شخص عجیب کے اوس سے  
اہل ادراک معلوم کر لیں گے جس کہ شک خون رور و کے دے کئے لگے کہ ہم لوگوں کا  
بادشاہ جب تک جیائیتاے زمانہ رہا اور مرتے دم تک کسی کو اپنے مقابل میں نہ دیکھا رعانا

کو اپنا فرزند جانتا تھا اور دشمن کے حق میں تازیانہ بھڑکتا تھا اور اطمینان میں زلزلہ اسکے خوف سے  
 پڑتا تھا بد مولف نے جو کہا کہ اشک خون رورو کے اون تانایوں نے اپنے بادشاہ کے گرد  
 پھر پھر کئے اسکے اوصاف کو پڑھا تو یہ اشک خون کچھ شعرا کے اشک خون تھے کہ صرف  
 چشم گمان کو نظر آوین کیونکہ اون وحشیوں کا دستور تھا کہ جب کوئی سردار عالی وقار اور غریزہ عا یا مرنے لگتا  
 تو اسکی لاش کے گرد جمع سپاہی گھوڑوں کو چکروں دے دے کر چھری کی ضرب اپنی پیشانی اور گالوں  
 میں مار تے تھے اور اس دستور یہ وہ کار و چاروں اور اون وجہ بہادر و دلیران اس سبب سے تھا کہ بھول  
 اسکے طبیعتی اشک صرف لڑکوں اور عورتوں کے لیے پہلے یہ اور مردوں کو گریے اشک خون زیبائے  
 سیولے اس دستور ناستودہ کے ایک اور اس سے زیادہ بدیہ تھا کہ ہر سردار غریزہ کی قبر کے گھونٹے  
 اور کھٹانے اور دفنانے میں غلاموں اور سیران جنگ کو شریک کر کے بعد اختتام کے اون بیچاروں  
 کو بون فوج کر کے بادشاہ کی قبر کی پائنتی میں گاڑ دیتے تھے اور اسکی دو وجہ بیان کرتے تھے  
 ایک یہ کہ عالم ارواح میں سرداروں کی خدمت نگہداری کے لیے وہ لوگ مارے جاتے تھے اور  
 دوسرا سبب یہ کہ چونکہ تانایا سب بادیہ پھلتے اور انکے اقوام میں ہمیشہ جنگ و جدل رہتا تھا  
 اور اغلب تھا کہ اگر کسی قوم مخالف کو دوسرے فرقت کے سردار کے دفن کی جگہ سے آگاہی ملتی  
 تو انکے اوس مقام پر سے دوسرے علف گاہ کی طرف جاتے ہی اوس لاش کو دشمنوں کو کہا  
 کہ اوسکی خرابی ضرور کرتے اور زندوں کا انتقام مردوں سے لیتے اس جہت سے جتنے غیا  
 کھن دفن کے شریک رہتے تھے مارے جاتے تھے یہ وجہ کچھ ضعیف سی ہے غرض اصل حقیقت  
 وہ تھی جسکو مولف نے وجہ اول اس دستور کی قرار دی ہے یہ القصد تھیل جب مرا تو انہیں بھول  
 سے گرا اور شب کے وقت لاش پہلے سوئے گئے صندوق میں بند ہوئی بعد اوسکے چاندی کے  
 تابوت میں وہ رکھا گیا اور وہ لوہے کے صندوق میں بند ہو کر اوس زمین کی گود میں سپرد کیا  
 گیا جسکو ہر وقت زلزلہ اسکے گھوڑوں کے ٹاپوں سے رہتا تھا اور جیسے جتنے ہی دشمن کے  
 خون میں گویا نہانے رہتا تھا نسل موت بھی دشمن ہی کے خون سے ہوا کیونکہ صد ہا سیران

جنگ تربت پر قتل ہو کے پائیتی مین کاڑھے گئے۔ اٹھیل کا لڑکا کہ اسکی سلطنت مین جو ہزار ہا اقوام کے تابع دار ہونے سے قائم ہوئی تھی تفرقہ پڑا اور اکثر قوموں کے سرداروں نے اپنے اپنے فرقے کو اس جماعت سے جدا کر کے اپنا اپنا رستہ لیا۔ یہ ہونا تھا کہ چند روز مین قوم مین کی شاہنشاہی معدوم ہو گئی اور یہ پہلی یورش قوم تاتار کی فرنگستان پر جو اٹھیل کے اس تذکرے مین مذکور ہے کبھی وقوع مین نہ آئی اگر اٹھیل کا شخص پیدا نہ ہوتا جس نے اقوام تاتار کو پہلے اپنا تابع دار کر کے فرنگ کے ملکوں پر مثل غضب الہی کے ٹوٹ پڑا بلکہ تاتاریوں کی تاریخ مین بھی دیکھنے مین آیا ہے کہ جب سمجھوں نے اتفاق بسبب کسی ایک شخص مدبر اور بہادر کی بعد ازاں کے کیا ہے اقلیموں مین اونہوں نے تہلکہ ڈال دیا ہے جیسا کہ اس بات مین اور چینگیہ اور باتو خان کے احوال مین بیان ہوا ہے اور آگے کچھ اور بھی مذکور کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

## چوتھا باب

زیادہ تر بیان اقوام تاتار اور اون فرقوں اور شخصوں کا جنہوں نے قبائل ترک اور منغل اور سلجوق اور ازبک وغیرہ مین شہرہ کی پیش تاتاریوں کی یورش مین مملکت ایران پر ہمیشہ سے ہوئی مین چنانچہ ہنوز سابق کا دستور اون یروش کا مین چھوٹا ہے اور جسے قدیم الایام مین جب کبھی ملک مین کچھ فتور ہوتا تھا یا کسی بادشاہ ضعیف العقل یا عیاش کے ہاتھ مین زمام حکومت رہتی تھی ان لوگوں کے ابا و اجداد و ماخت کا موقع پا کے فوراً یورش کر بیٹھے تھے اسی طرح سے اب بھی اون کی اولاد اگرچہ وہ لوگ القاب مختلف سے ملقب و مشہور مین لیکن سب اترک مین اور ایک ہی شجر قندہ کی شاخ مین ہمیشہ گما مین لگے رہتے مین اور جہان خالی پاتے مین وار کر بیٹھے مین۔ اگلے زمانے مین جب جیچون کاور یا ممالک ایران اور توران کا جواب ترکستان کہلاتا ہے سونا تھا تورانی یعنی تاتار سب جب موقع دیکھتے تھے صوبہ خراسان پر یورش کرتے تھے اور اگرچہ رستم نے اور بہت سے کام کیے لیکن ایک طور سے گویا اسکی ساری عمر اسی صوبے کی حفاظت اور شاہان توران کے یورشوں کے جواب با جواب دینے مین کٹی۔ چونکہ یہ تاریخ صرف اسی واسطے لکھی

کہی ہے جیسا کہ مولف اکثر گزارش کر چکا ہے تاکہ صرف وہی احوال سہیں رہے جو اور مشرقی تاریخ  
 میں موجود نہیں ہے اس لیے تو ایرانیوں اور ایرانیوں جو ارمیاں ہمیشہ رہیں ان کے بیان میں  
 بجز ایک دو اشارے کے راقم کو زیادہ لکھنا سنا چاہیے کیونکہ عجم کے تذکرے علی الخصوص  
 شاہنامے میں ان کا حال مندرج ہے چنانچہ شاہ فریدون کا اپنے ممالک کو تین قسمت میں تقسیم کرنا اور  
 سلم کو ایک حصہ ملک اترک کا دنیا اور طور کو دوسرے حصے سے جو اس جہت سے توران  
 کہلایا سر فراز کرنا اور ابرج کو ایران بخشنا اور دونوں بھائیوں کا رشک سے ابرج کو مار ڈالنا اور  
 فریدون کا اون خونیوں کے فرزند عزیز کا انتقام لینا اور قتل کرنا اور افراسیاب سپریشک کا تیس ہزار فوج  
 سے یورش کر کے اور نودہ کو مار کر کے تخت ایران بارہ برس تک بیٹھنا اور دوسری نے جب  
 بیان کیا ہے تو خاتمہ تحریر و تقریر کا ہو چکا ہے بعد اسکے سودایہ دختر شاہ ہانا اور ان کا اپنے سوتیلے  
 بیٹے سیاوش ابن کی کاؤس پر عاشق ہونا اور اپنے سے متنفر پاکر اس پر ہمت رکھنا اور سیاوش کا  
 اپنی پاکی اور بکینا ہی کو آتش سوزان کی آزمائش سے ثابت کرنا اور اس بدکارہ کے خوف سے  
 افراسیاب کے پاس چلا جانا اور وہاں تہریران ویسے وزیر شاہ توران کو پہلے اور بعد اسکے فر  
 دختر افراسیاب سے نکاح کرنا اور افراسیاب کے ہاتھ شہیدین باراجانا اور بعد اسکے قتل ہونے کے  
 اس کے بیٹے کیخسرو کا پیدا ہونا اور کی کاؤس شاہ ایران کا اپنے بیٹے سیاوش کا انتقام لینے کو واسطے  
 افراسیاب پر چڑھائی کرنا اور کیخسرو کا تخت ایران پر بیٹھنا اور سلطان باتون کے اور بت سے  
 حالات جو مورخان عجم اور خصوص فردوسی نے بیان کیے ہیں تاریخ تاتار سے نہیں معلوم ہوتے  
 کیونکہ تاریخ نویسی غایت ترقی علوم کے ایام میں وقوع میں آتی ہے اور علم کو چہ رونق اون دنوں  
 توران میں نہ تھی اور ایسے اذکار کا اس ملک کی کتابوں میں نہ ہنا دلیل نا درستی تذکرہ فردوسی نہیں  
 غرض اس اہل شعر ایران نے جو ایک مقام پر لکھا ہے کہ ستم زابلی نے شاہ چین کو ایک لڑکی  
 میں اسیر کیا تھا تو یہ نہ سمجھا چاہیے کہ غفوران ختا سے کوئی شخص وہ تھا کیونکہ خاص اہل ختا اور  
 ایرانیوں سے کہی گئی نہیں ہوئی اور شخص مذکورہ فردوسی شاید اون ملک طوائف میں سے

تھا جنہوں نے کئی دفعہ فغفورون کو ضعیف پا کر صوبجات چین پر قابض ہو کر خود بادشاہ ہو گئے اور بعض دفعہ جو زیادہ توانا ہوئے تو آپ ہی آپ فغفور کہلائے جیسا کہ ذکر اول کی جلد دوم میں موقع پر مذکور ہے سو اسکے وہ بیان کہ شاہ کداسپ جانشین کچیسرو نے شاہان اور چین سے خراج لیا اسی قدر نادرست ہے کہ اس مقام پر طلب کسی ایک سلطان ملوک طوائف سے ہے نہ کہ فغفور سے بلکہ ایک نکتہ ناظرین تاریخ ایران کو یاد رکھنا چاہیے کہ چین کا جب لفظ شاہنامے یا تاریخون میں ملے تو اسکو ملک ختانه سمجھیں اور اون ملکوں سے جانیں ہو کہ سرحد رگستان اور ختار واقع ہے اسطرح سے صاحب زینت تاریخ جو لکھتے ہیں کہ سکندر نے شاہ فور ہندی کو فتح کر کے شہنشاہ چین پر چڑھائی کی اور اس نے صلح چاہی تو یہ ماجرا فغفور ختا کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ قید کے ساتھ جو بادشاہ ختار قوم تاتار کا تھا اور اس امر کا فغفور سے کچھ سروکار اس ماورے میں نہ رکھنا تھا اور یونان کی تاریخون سے ثابت ہے کیونکہ ختائی تذکرون میں اس نے سا بھی اشارہ ایسے امر کا نہیں پایا جاتا اور یونان کے مؤرخوں نے بالاتفاق تاخت سکندر کو ٹاکسل یعنی قید شاہ تیبیا یعنی رگستان پر قرار دیا ہے + یاد رکھنا چاہیے کہ وہ طبقہ جو دریائے جیون اور جیون کے درمیان میں واقع تھا توران کہلاتا تھا اور اس کے مشرق پر اور شمال و مشرق یعنی رخ باب پر جتنے اہلک تھے عجی مورخ اونکو چین اور ختا کے اقبا سے نامزد کرتے ہیں حالانکہ وہ تمام دیار ترکستان یعنی ہندو و باش اقوام تاتار کا تھا اور اسی سبب سے خلط و ملط اور اخلاق انکی روایتوں میں بگیا ہے اور ختا کی تاریخون سے جن میں سے اکثر کی صحت کا کچھ شک نہیں تطابق نہیں دیا جاتا ہے اور یہی جہت ہے کہ جب کوئی بڑا سردار اقوام تاتار کا مارا جاتا یا گرفتار ہوتا تھا شہنشاہ چین اسے کہلے اور اس ماجرے کا بیان کرتے ہیں الغرض جغرافیہ سے لوگوں کو اس زمان میں واقفیت نہ تھی اور وورود راز ملکوں اور قوموں اور شاہوں کے ناموں میں فرق کرنا کچھ تعجب تھا ہر گشتا سپ شاہ ایران نے جو مذہب زرتشت یعنی آتش پرست کا اختیار کیا اور جا سپ شاہ توران نے جو اس مذہب سامان لڑائی کا اس کے



تیار کیا جس میں شاہ ایران کے بہائی شاہ توران کے بیٹے مارا اور  
 اسے دیار گشتاب کے بیٹے کے ہاتھ آپ قتل ہوا جس پر ارجاسپ نے ایران پر یورش  
 کر کے گشتاب کو شکست دی اور اوسکی بیٹی کو سرسیر کر کے لے گیا جسکے بدلے اسے دیار گشتاب  
 اور مغالطہ دیکر شہر دوندیا میں چند جوانوں کو لیے گھس گیا اور ارجاسپ کو مارا اور اسکے تخت کو  
 اپنے باپ پاس بھیج اور اپنی بہن کو خلاص اور تورانی بادشاہت ایک مرد نیک باخدا اولاد  
 اگر ایش کو بخش کر کے اپنے ملک میں چلا گیا ان سب امروں کا بھی حال اگرچہ تاری تاری تاریخ میں  
 نہیں معلوم ہوتا لیکن سچ ہونے میں کچھ تعجب نہیں شاہ اسفندیار نے تاتاریوں کو جو اس طرح  
 سے توڑا اور اوندیں بوزن آئیں کے جگڑے بھی اوندھوں نے ایسے شروع کیے کہ ایران کے  
 بادشاہوں کو ستانے کی فرصت اوندیں نہیں ملی چونکہ اوندے آپس کے سرکٹوں کے احوال  
 راقم کو مطلب نہیں اسلئے بہرام گورساسانی کے وقت میں جو ایرانیوں اور تاتاریوں سے  
 بگڑی اون لڑائیوں کی طرف مخاطب ہونا چاہیے یہ جب کہ جن کی بادشاہت میں تفرقہ ہو کر  
 اوس سے دو سلطنتیں جن شمالی اور جن جنوبی کی پیدا ہوئیں اور ایک نے دوسرے کو تباہ  
 کیا اور شمالی سلطنت کے اقوام اونکی بادشاہت بگڑنے سے دو دو چار فرقے ہو کر جدا ہو گئے  
 جیسا کہ مذکور ہوا ہے تب اوسی تقسیم کی بعض قومیں طبقہ فرنگ کی سرحد کے قریب باورپیما  
 میں مشغول ہوئیں اور رفتہ رفتہ اتفاق کر کے تھیل کے وقت روم نوا اور قدیم اور فرنگ  
 ملکوں ستا یا جیسا کہ لکھا گیا ہے اور بعض قومیں طبقہ ماوراء النہر اور خوارزم اور بحر کا سین  
 مشرقی کنارے پر اور ختن اور سجد ایران پر جارہیں پانچ سو برس سے زیادہ اون لوگوں  
 کو باورپیما کی کرنے اور رفتہ رفتہ باہم ہونے میں گزرے بعد اوسکے اپنے کو قومی جانکر و  
 ممالک ایران پر وی تاخت کر بیٹھے اور یورش کا وہی وقت مناسب سمجھے جب ان میں بہرام گور  
 کی تخت نشینی کی شادی اور خوشی ہر جگہ پھیلی ہوئی تھی اور نواح و رنگ کے چرچے نے پرو  
 غفلت کو چشم میدار و ہمیشہ پڑا ل دیا تھا بدستور دریائے جیحون کے پار ہوا صوبہ خراسان

مین پچیس ہزار تاتار و فوج آں پوچھے اور قتل اور لوٹ اور تاراج حسب خواہ کرنے لگی اس  
 ناگمانی بلا سے لوگ گھبرائے ہوئے توتے ہی تھے کہ اتنے میں خبر ہو پہلی کہ بہرام گور نے  
 پاؤ تخت کو چھوڑ کر ملک آرمین پناہ لی بدحواسی سب کے دشمنیہ حال ہوئی اور خان تاتار  
 یہ بات سمجھی کہ مثل فراسیاب کے ایرانیوں کی سرخودی اوسکے ہاتھوں میں تمام ہوئی کہ  
 ناگاہ ایک اندھیری رات کو مسکرتا تاتار پر جب بخوف و خطر وے نشے میں مڑا دیدھرا و دھڑے  
 تھو بہرام نے سات ہزار چیدہ سپاہ سے بلکہ کیا غل جو پڑا کہ دشمن آیا تاتار اوس تاریکی میں  
 کے خواب سے گھبرائے ہوئے جو اٹھے تو ایک دوسرے کو دشمن جانکر قتل کرنا شروع  
 کیا اور کچھ آپس کی سرکول اور باقی بہرام کی چوٹوں نے چند لمحے میں اگرچہ اندھیری تھی لیکن  
 مطلع صاف کر دیا اور تاتاریوں نے گرتے پڑتے تھجوں کی طرف فرار کیا و بہرام مثل جن کے  
 ساتھ لپٹا گیا اور راہ میں ایسا قتل و ن مودیوں کو کیا کہ دو چار ہزار کے سوا جو اپنے گھوڑوں  
 کی باد پائی کے سب سے بچے باقی سب ماری گئے بہرام دشمن اس طرح سے دفعہ ہو چکا معلوم  
 ہوا کہ بہرام جو تاتاریوں کی یورش کے وقت غائب ہو گیا تھا تو کچھ خوف زدہ ہو کے بھاگا  
 نہیں تھا کیونکہ اوسنے ویسے وقت پر جب تاتاریوں خوار سارے سامان سے تیار برق کی شب  
 اور ہلاکی سے آن پڑے اور ایرانیوں کو خوشی میں غل و بے پروا پا کے مقابلہ دشوار بلکہ  
 نہایت نامناسب سمجھ کر چکے سے سات ہزار چیدہ سوار جان نثار لیکر شہر سے نکل گیا اور درندہ  
 کی راہ سے شانہ روز دھا و امارتا ہوا سمندر کا سپین کے کنارے کا وادیا ہوا مسکرتا  
 تاتار کی پشت پر سے چکے چا پونچا اور دوپہر رات کو جب وہ مودی سب موافق عادت کے  
 حلق تک ادھ کچا گوشت کھائے اور ناک تک گھوڑی کے دودھ کی مٹی ہوئی شراب سے مست  
 سوئے ہوئے تھے اور نہ مثل غضب خدا کے جا پڑا جیسا کہ بیان اوسکا گذرا اب اس شب خون  
 میں خان تاتار خیمے میں خود بہرام کے ہاتھ مار گیا اور اون لوٹیرون پر ایسا رعب شاہ ایران کی  
 جرات اور سپاہ گری کا پڑ گیا کہ اوسکے اور اوسکے بیٹے نیردگردستانی کے عہد دولت میں اونہوں نے

اپنی حد سے قدم نکالا عرض جب بہر فرجھوٹا بیٹا نیرود کر دیا اپنے باپ کا جانشین ہوا اور فیروز کا  
 بڑا بھائی محروم کیا گیا وہ جیون کے پار فرار کر کے شاہ تاتار کے پاس ماوراء النہر میں پناہ گیر ہوا  
 اور اپنا انیساد کھڑا رویا کہ خان جس کا نام بقول فردوسی فغانش تھا لیکن چونکہ اور نور خان مجھ نے  
 اوسکو خوشنوار کہا ہے اور وہ اسم سہمی تھا اس لیے راقم کو بھی اوسے لقب سے اوسکا ذکر کرنا  
 چاہیے لشکر قہار اوسکی مدد کو لیکر مملکت ایران میں چلا آیا اور فیروز کی فوج ایرانی اور حمایت کی فوج  
 تاتاری نے بہر فرج کے لشکر کو ایسی شکست دی کہ وہ گرفتار اور فیروز تخت نشین ہوا چونکہ اوس وقت  
 خوشنوار ہی نے اوسکو باپ کی سند پر اپنے ہاتھوں سے بٹھایا تھا اور فوج قاہرہ کو سہ لیے پام  
 میں موجود تھا فیروز نے عہد و پیمان کیا کہ اپنی بہن کو خان سے شادی کر دیا لیکن جب خوشنوار  
 اپنی حد میں پھر گیا فیروز حسان فراموش ہو کر اسی فکر میں مستعد ہوا کہ اپنے محسن کو تباہ کیجیے چنانچہ  
 فوج قہار لیکر شاہ تاتار کی طرف روانہ ہوا اوس سبب اس تاخت کا بقول صاحب وضو الصفا کے یہ بیان کیا  
 گیا ہے کہ خوشنوار اپنی رعایا پر ظلم کرتا تھا اس جہت سے فیروز اوسکی تنبیہ کو روانہ ہوا خان تاتار  
 اپنے کو عہدہ براندیکر اس ارادے سے پس پا ہوا کہ موقع پر پونچھ کر سامنا کیا چاہیے کہ اتنے میں ایک  
 سردار تاتار نے خاوند پر سے اپنے کونٹا را اور ایرانیوں کو شکست کامل سے ذلیل و خوار  
 کرنے کے ارادے جسم کو خود زخمون سے چور بلکہ ایک ہاتھ اور پاؤں اور کان اونیاں کٹوا  
 راہ پر اپنے کو ڈلوا دیا جب لشکر ایرانی پونچھا فیروز نے پوچھا کہ تو کون ہے او کیوں ایسے سے  
 حال میں بیان پڑا ہے تاتار نے جواب دیا کہ کیا پوچھتے ہو میرے ظالم بد اطوار خاوند خوار  
 میری ایسی سزا کروا دی اس لیے کہ میں نے صلاح دی اور رہت بات کہی تھی کہ تو لشکر ایران  
 سے نہ لڑ اور فیروز سے بہادر بی شل کا مقابلہ نہ کر عرض میرا بدلہ لینے کو تم پونچھے ہو مجھے اٹھو لو  
 میں اسی راہ سے تمہیں اوس مودی کی پشت پر سے لے جاتا ہوں کہ بے تردد تم سب کو مار  
 لوں گے اوسکی یہی حالت نے مہر صداقت اوسکے بیان کذب پر کی فیروز کو اعتماد ہوا اور  
 اوسکے کہنے کے مطابق چلا لیکن قہار ایسے دشت میں لشکر ایران کو لے گیا کہ جہاں کوسوں

پانی کا نام نہ تھا اور جب بے آب و دانہ لوگ ترپنے لگے اور دفعۃً چاروں طرف سے تاتار  
 ان پر بے انتظام ہوا کہ اوس بہادر اور جان نثار تاتار نے دغا دی اور گمین گاہ میں پھنسا یا  
 غرض وہ کسی طور سے بعد اسکے فرج کیا گیا غرض حصہ لشکر ایران قتل ہوا اور فیروز نے ان  
 مانگی خوشنواز نے اپنی خوشنوازی سے اوسے مخلصی ہی اور اوس سے قسم کھلا کے اور با  
 دیگر لڑائی نکرینکا قولی لیکر ایران میں بہت توڑک کے ساتھ بھیج دیا اور خود عہد کیا کہ کھوا پنا دوست  
 جانوا اور جب کبھی دشمن میں شتاوے ہم مدد کو حاضر میں غرض موافق قاعدہ کلیہ کے فیض احسان ہو  
 پر قینا احسان کیا جاتا ہے اسی قدر وہ زیادہ دشمن جان ہوتا ہے فیروز اپنے ملک میں پہنچ کر  
 چندے کے بعد خوشنواز سے پھر لڑنے گیا اور جس طرح سے لشکر ایران کو پھر شکست ملی اور  
 فیروز کی جان گئی اور اسکے بیٹے قباد کی گرفتاری ہوئی تو ایسے عجم سے ظاہر ہی سے بلکہ دوسرا  
 مکت شاہ ایران فیروزانہ سالانہ خوشنواز کو بھیجا لیکن بعد اوسکے اوس قوم تاتار پر رفتہ رفتہ تباہی دو  
 سببوں سے آئی ایک یہ کہ قوم ترک کی قوت زیادہ ہوئی چنانچہ پشت تاتار میں اونکی جو حکومت  
 بڑھی رفتہ رفتہ ماوراء النہر کے مے مالک ہوئے اور قوم ہن کو دبانے لگے اور دوسرے یہ کہ  
 نوشیروان کا دل قباد کا بیٹا کہ ایک سردار تاتار کی مٹی کی طرف سے تھا تخت ایران پر بیٹھا اور  
 جیچون کے اوس پار فرغانہ تک جو اوسنے اپنے قبضے کیا تو اوس قوم تاتار کا ان دنوں طر  
 کی کشمکش میں تیانہ لگا غرض اغلب ہے کہ اتراک نے اونکی سرخودی کو تمام کیا جب وقت  
 شمالی ہن کی سلطنت کو جنوبی ہن نے تباہ کیا جیسا کہ مذکور ہے تب اخیر بادشاہ مملکت شیلی  
 کا ایک بیٹا اور ایک بھتیجہ پہلے کا نام کاشان اور دوسرے کا نام ناگوس کسی فکر سے اچھی رو  
 اور لڑکوں کو لیکے جنوبی ہن کے ہاتھوں سے بچ کر وے سب بیابان کی طرف بھاگے اور  
 کوستان میں جا چہے رفتہ رفتہ اونکی اولاد بڑھی اور ابو الفارسی خان بہادر مورخ اقوام تاتار فرماتے  
 ہیں کہ پانسو برس میں اون لوگوں نے ایسا قوی اپنے کو سمجھا کہ اون بہاروں سے اتر کے  
 اپنی قدیم سلطنت ترکستان حاصل کرنے کو چلے اور چند روزوں میں اکثر اقوام تاتار پر ظفر

۲۷  
 ہوئے بلکہ تو موہن جان جسکو بل خان بھی کہتے ہیں خاقان ترکستان ہوا اور ماوراء النہر اور حد  
 ایران اور روم قدیم تک ایک طرف اور سرحد چین اور روس تک دوسری طرف اوسکا فرمان  
 جاری ہوا کہ کتنی قوموں کو کس کس طرح سے اوس نے فتح کیا اور کسکا حال کیا ہوا اگر ایک  
 شہمہ بھی لکھا جاوے تو ایسی دس جلدیں ہووین غرض اتنا کہنا کافی ہے کہ اوسکی سلطنت  
 ایسی لمبی چوڑی ہوئی کہ ایک شخص کو تمام مملکت کی نگہبانی دشوار ہوئی تب خاقان تو موہن  
 بل خان کے پوتے نے دو تقسیمین کر کے ایک کو مشرقی اتراک اور دوسرے کو مغربی اتراک  
 کے لقب سے نامزد کیا غرض چونکہ ابوالغازی خان بہادر نے نہایت فصاحت اور لطافت  
 کے ساتھ اتراک کا حال بیان کیا سے راقم کو اتنا ہی لگنا چاہیے کہ مشرقی اتراک سے اور  
 مغربی اتراک سے کوئی دو سے برس تک اکثر مقابلہ رہا اور خٹائیوں نے رفتہ رفتہ یہاں  
 اونکو تنگ کر ڈالا اور کوئی چالیس برس قبل اونکی سرخوئی کی معدومی کے آپس میں بھی ایسی  
 جنگ وجدل اور سرکٹول کی تھی کہ نفاق کے سبب سے مغفوروں کی تاخت کا جواب اوس  
 مطلق نہ ہو سکا چنانچہ کشمیری میں آخری خاقان اقوام مشرقی اتراک کا قوم ہوئی کی کہ لہجہ ہاتھ سے  
 مارا گیا اور تمام قومیں جو اوسکے تابع تھیں مغفوروں کو خارج دینے لگیں یہ تو حال مشرقی مملکت  
 کا ہوا اور مغربی اتراک ایرانیوں اور رومیوں سے برابر لڑتے رہے چنانچہ نوشیروان شاہ ایران  
 نے جب ماوراء النہر تک پنا فرمان جاری کیا تو مغربی اتراک سے خراج لیا لیکن اوسکے بیٹے ہر  
 ثالث کے وقت میں اگر بہرام چوہین سپہ سالار ایران نے نہیں شکست نہ دیا جب خاقان مغربی  
 اتراک کا سائی شاہ نے جو ہر ہر کا باموختافوج قہار جمع کر کے جھجوں کے پادشہ شاہ ایران کو کنگا  
 کہ میں ہمارے ملک کے اندر سے براستہ چاہتا ہوں تاکہ شاہنشاہ مسططنطہ پر یورش کروں اور  
 ہر ہر اوسکی قوت سے خائف ہو کر اجازت دینی چاہتا تھا کہ وزیر نے منع کیا اور بہرام چوہین نے  
 بارہ ہزار چیدہ سپاہ کو لے کے بازندران اور خراسان کے درمیان کے پہاڑوں میں قیام کیا  
 روکا اور اتراک کو ایسی شکست دی کہ خاقان کی جان اوس لڑائی میں گئی تو اغلب سے

کہ بیچ پڑتا غرض تمام جی ہو خان بیاستول خاقان کا اپنے باپ کی جگہ میں جب قائم ہوا لاکھ  
 سواروں کا لشکر لیے سمرقند اور ایران کے کئی صوبوں کو آؤسے اپنے قبضے کیا اور وہاں  
 جو ملک و س کی سرحد پر پونچا تو اس ممالک کے بعض ریگنوں کو چھین لیا غرض بزرگی مغربی  
 اتراک کی اسی شخص کے ساتھ رخصت ہوئی اور اگرچہ اوسکے جیتے جی تفرقہ آپس میں شروع ہوا  
 تھا لیکن اوسکے رعب سے بڑھنے نہ پایا غرض جو نہیں وہ مرخو انین میں بگاڑ غلامیہ شروع ہوا اور  
 رفتہ رفتہ معمولی نتیجہ آپس کے جھگڑے کا ظہور میں آیا اور ایک فرقے نے مغفور کی مدد مانگی چنانچہ  
 خانی فوج آئی اور دوسرے قبیلے کو اونکی طرف سے شکست دی اور بعض خوزین نے بخوشی م  
 مغفور کے تابعداروں میں اپنا نام لکھایا انرض ایک طرف سی تو اہل ختا کے عوج کی بنیاد اور  
 کے اطراف میں مغربی اتراک کی سلطنت کی خرابی پر قائم ہوئی تھی دوسری طرف سے عربوں نے  
 خاندان ساسان سے تلج ایران کو چھین کر مشرقی املاک کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھنا شروع  
 کیا اور خطبہ سپہ سالار خلیفہ عبدالملک بن مروان آل معادیہ نے اتراک کو قریب بخارے کے  
 شکست دیکر اوس شہر کو دخل کیا اور رفتہ رفتہ ماوراء النہر میں فتح کرتا ہوا پونچا اور دو لاکھ اتراک  
 کو جو ایک ہی لڑائی میں اوسے شکست دی اوس قوم کی گویا کر ٹوٹ گئی اور دسویں برس اوس  
 عرب بے مثل و بہال نے خوارزم اور سمرقند کے ملکوں کو اتراک سے بعد بڑی بڑی لڑائی کے  
 چھین لیا چنانچہ خلیفہ کا نشان اطراف و جوانب کے شہروں میں بلکہ فرغانے میں بھی بلند ہوا اور  
 شہر سیسی میں سالار عرب یعنی اسد بن عبداللہ نے ترکستان میں یورش کر کے اتراک کو ہار  
 کیا انرض سبطور سے مغربی اتراک کی سلطنت بسبب آپس کے تفرقے اور ختائیوں اور عربوں کے  
 ہاتھوں سے دونوں طرف سے شکست کھانے غیبت و نابود ہو گئی اگرچہ یہی احوال جو  
 راقم نے نہایت اختصار سے لکھا اتراک کی مشرقی اور مغربی سلطنتوں کا ہے یعنی اوسوقت  
 کا جب نصف اقوام ترک ایک خان کے تابع اور نصف دوسری کے فرمان بردار تھے اور  
 دو تیسریں مشرقی اور مغربی سلطنتوں کے لقب سے نامزد ہیں لیکن انہیں دونوں کی



بہت سی شاخیں قبل اور بعد ہر دو سلطنت کی تباہی کے نخلین یعنی کئی فرقے اور سرور اور  
لوگوں میں سے دور و دراز ملکوں میں نامور ہوئے اور بادشاہ کھلائی چنانچہ مشرقی اقوام میں ایک  
ٹوپا تاتاؤ نے خٹا کی نواحی میں تاج شاہی سر پر رکھا اور اسی سے تین خاندان گوئی کے نکلے  
جو منصوران خاندانہ سنگ کی برابری چین میں کرتے رہے اور خٹا کے شمالی صوبوں پر ایک بعد  
دوسرے کے ساتھ تین سو برس سے کچھ زیادہ قابض رہے ہین ٹوپا تاتاؤ کے ایک سردار  
ٹولان شخص بہادر اور مدبر نے اپنے فرقے کو جدا کر کے کوچین کا لقب دیا اور پہلے خطاب  
خاقان کا تاتاریوں میں اسی شخص نے لیا۔ شاہ مسیحی میں اسکا زور شروع ہوا اور پانچ سو  
رہا جب خاقان مشرقی ترک نے کئی شکستیں ہین الپی دین کہ اونکی سر خودی تمام ہوئی لیکن  
چند فرقے اوسمیں سے بچے بعضے ملک سرکاش اور گرختیان کے پہاڑوں میں جا چکے اور  
اور اونکی اولاد وہاں اب تک موجود اور مذہب سنت جماعت کا رکھتی ہے اور اکثر فرنگستان کی  
طرف جانے اور چندے بعد اپنی یورشون سے اہل فرنگ خصوص شاہ فرانس اور شہنشاہ  
روم یوسفی قسطنطنیہ کوستانے لکے اور انکے سردار بایان خان نے فرنگ میں تہلکہ ڈال دیا اور  
لوگ بھی سمجھے کہ مثل شاہ اچیل کے دوبارہ قہر مجسم ہو کر نازل ہوا چنانچہ اوسے سالاران قوم  
کو کئی دفع شکست دیکر نذرانہ شاہنشاہ قسطنطنیہ سے قبول کروا دیا اور اپنے کو ایسا قومی اور روم  
والے کو ایسا ضعیف اور ناسمجھ بنا تھا کہ ادنیٰ سی بات کے لیے لڑ پڑتا تھا جب شہر کو اون  
کفار بے پر صاحبان ہرزہ و تیرتختستان اور ملک گیر نے غیبت و نابود کیا اور دریائے دجلہ  
کے اس پار کے باشندوں کو اور پانچویں کے لوگوں کو اپنی تابعداری کے پیالہ زہر کس  
سے انہوں نے پلایا اگر لکھا جاوے تو شتمہ کا بیان داستان مطلق ہو جائے غرض مختصر یہ کہ  
مشرق کی سرحد پر شاہنشاہ روم کا ایسا قومی کوئی دشمن دوسرا نہ تھا اور فرانس اور اٹلی کے  
ملکوں میں لڑکوں کو انکے نام ڈراتے تھے انھیں ۹۶ مسیحی میں شارلی میں شاہنشاہ  
فرانس جو یادگار روزگار بہادری اور مدبری اور طاقت جہانی اور قوت روحانی میں تھا

اون بلاؤن کو اپنے ملک کی سرحد سے دفع کرنے کا ہوا اور چونکہ اتفاق حد سے زائد زمین  
 اوار یعنی اوہ زمین تاتار میں چندے آگے سے تھاسی تھا شاہنشاہ فرانس بخوبی مقصد  
 ہوا اور متواتر بخین شکست دیا حد فرنگ سے نکال باہر کر دیا۔ اس طرح سے اوتیس فرقے  
 تاتار کے ایک بعد دوسرے کے مشرقی اتراک کے زمرے سے جدا ہو ہو کر ترکستان  
 اور چین کے شمالی صوبوں میں سوسوا اور دو وقتین تین سو برس کی ریاست کئے اور زمین  
 میں سے اقوام کیشان اور نوچی تھے جنکا ذکر اسی جلد میں آچکا ہے چنانچہ فقور لن چین میں چھوٹے  
 تاتار کے ہیں اور وہی فرقہ جو آگے نوچی کہلاتا تھا جب چنگیز خان اور اوغٹائی خان نے اونکو  
 تباہ کیا اب مشہور باجو کے لقب سے ہے جیسا کہ ذکر اول کے اٹھارویں باب کی شروع  
 میں بیان ہوا ہے الغرض جس طرح مشرقی اتراک کی یہ قومیں جو صدر میں مذکور ہیں حد  
 ختا پر ہنے کے سبب سے اوس ملک اور اوسکی گرد و نوچی میں رولہ مچایا کرتے تھے  
 بخیر قوم اوار کے جو فرنگ کی طرف نکل گئے اس طرح سے مغربی اتراک کے بہت سے قبیلے  
 ایران اور ماوراء النہر اور ہند اور روس اور دوسرے ملکوں میں بسبب قریب کے جا پونچے  
 اور کہیں ناموری کہیں شہنشاہی کے ہا اٹھا دن فرقے ہیں اتراک کے اونکی ترکستانی  
 سلطنت کے بجا رہنے اور تباہ ہونے کے بعد بہت مشہور ہوئے چنانچہ سکیتگیں اور اوسکی بیٹے  
 محمود نے غزنین کی سلطنت کو قائم کیا اور ہند اور ایران اور ماوراء النہر میں جو جو کام اونہوں  
 نے کیا ادنیٰ اسی تاریخوں میں ظاہر ہے اور قبیلہ تاتار سلجوقی نے سیوا کرمان اور حلب اور  
 دمشق وغیرہ کے خود ایران میں اٹھا دن برس جیسی بادشاہت کی کہ طفل بیگ اور الپ  
 الرسلان اور ملک شاہ اور سلطان سبجراوس خاندان کے پادشاہوں نے ایران کی تکی  
 کو کیا مینوں اور نوشیروان کے وقت کے برابر کردی تو انچ عجم سے ظاہر ہے ہے اس کے  
 اتابک سب عراق عجم اور آذربایجان اور ایران اور لارستان کے بڑے مشہور شخص ہوئے  
 جیسا کہ ابوالفدا اور ابوالفاج اور دوسری تاریخوں میں مبین ہے اور سلاطین بخوارزم

اور قبائل ترکمان سب کے درخوین بلخانی اور چغتائی اور قپچاقی اور بخارا اور کاشان اور جہانگیر  
اور قلماق اور مغل اور آذربائیجان اور تاتار اور گورگن اور مغربی ترک تھے اور راقم انہیں تین جوناورد  
اخیر میں انکا ایک ایک شتمہ بیان لکھتا ہے تاکہ اوہیں جو لوگ ان سب کے نامی ہوئے اور کادرا سب کے نامی  
میں بچھوئے بہ چنگیز خان کی سلطنت کس طرح سے بڑھی اور اوسکی اولاد نے کس طرح سے چین  
بادشاہت کی اس میں محمدان خوشہ چین مورخان نے اپنی دست میں اسی جلد کے سولہویں باب میں  
تصریح سے لکھا ہے اور بحث رشتہ علاقہ کو جو قوم مغل اور ملک ختا سے ایک وقت میں تھا اور  
اوس قبیلے کے سرداروں نے سواحین کے اور ملکوں میں کیا کیا معلوم کرنے کے لیے اس  
مقام کو بادیہ نظر سے دیکھنا چاہئے بہ باتو خان نے تمام فرنگ کو اپنے زیر نگین لانے کے ارادے  
سے ملک وں کو کس طرح سے پامال کیا لکھا جا چکا ہے اور ہلاکو خان نے محمد وں کو  
کیونکر فی النار واستقر کیا اور خلفای آل عباس کی بزرگی کو خاک میں ملا دیا تحریر میں آیا ہے غرض جب  
منگو خان نے انتقال کیا قبل خان نے اپنے بھائی ہلاکو خان اور اوسکی نسل کو تمام املاک مغربی  
بخشیدیا اور صرف اتنے ہی قول کر لیا کہ جب کوئی نیا خان اوس کے تخت پر بیٹھنا چاہے تو خاقان  
تاتار یعنی اولاد قبل خان سے اجازت لےوے بہ اس عرصے میں خلیفہ مستعصم باللہ ماراجا چکا  
تھا جیسا کہ اسی جلد کی ایک سے اٹھارہ صفحہ میں مسدود ہے اور ہلاکو بغداد کی فتح کے بعد جب ہوجو  
شام کی طرف ہوا تو بدزد الدین لولی شاہ موصل اور نصیر دین شاہ دمشق اور نصیر شاہ حلب وغیرہ  
اکثر مارے خوف کے اور بعض نے بعد لڑائی کے فرمان برداری میں اپنا نام لکھایا اور بہتین شاہ  
ہلاکو کے دوست جانی اور دختر خاتون ہلاکو کی بی بی جو دونوں عیسائی تھے نصرت مذہب کے باعث  
سے خان مسلمانوں کی تباہی کو جو خلیفہ کے مارے جانے سے شروع ہوئی تھی حد نہ تھا کہ ہوجو  
دیس کے لیے چونکہ ہمیشہ درغلاستے تھے اوسنے قہار فوجیں چاروں طرف بھیجیں اور نفاق و  
میں تھا زیادہ باعث وکی سرخودی کے تمام ہونے کا سوا غرض جب تک خود ہلاکو لشکر میں موجود  
تھا ہر جگہ فتحیاب ہوا لیکن جب وہ مشرق کی طرف کارا باغ کے اردو میں خاقانی کے تلج کو

اپنے سر پر کھینچے گیا مسلمان سب ملک منظر سیف الدین شاہ مصر کی فوج سے مدد پا کر دفعہ اولہ کھٹے ہوئے اور ایسے کچھ بھول کے مغلوں پر چھاو کیے اور اتفاق اور تقصیب سب دو ایسے تھے اسباب جمع ہو گئے کہ اپنے دشمنوں کو اوہنوں نے خوب ہی شکست دی یہاں تک کہ فوج مغلیہ تمام ملک شام کو چھوڑ چلا اور اس کی طرف بھاگی غرض حیدری بعد پلٹہ دیکے ہلاکو کے ساتھ آئی اور مسلمانوں کی جو خرابیاں بیان ہوئیں اور سیکڑوں شہر کو جس طرح سے وحسب خرابی بنائے بیان کرنے سے صبر اوسچی غص کے بعد القیاس نہیں ہو سکا جس نے تارخون کی سیر کی ہے لیکن عوام الناس باوجود ذرا آئی اور دمی مریع الاعتقادی کے فساد عجایب سمجھے گی چنانچہ دیار بکر کے قلعے میا قمرین کے اور وائے کو جب ملک کمال نے جسے اشراف بھی کہتے تھے نکھلا دیا اور بغل سب حصار کر اور اہل قلعے کو فاقون سے مار کر آخر شاہ حسین بخل ہوئے تو بھر ملک کمال کے جسکو زیادہ اذیت سے مار کے لیے اسوقت صرف گرفتار کر لیے باقی ایک تنفس کو زندہ بچھڑے اور اشراف کو رنج و دل سے لاد کے دانا پانی بند کر دیے اور جب بھوک سے وہ بیتاب ہوتا تھا اوسکے گوشت کو چھری سے کاٹ کے اوسی کو کھلاتے تھے چنگیز خان تمام ایران کو فتح کر ہی چکا تھا اور جب مراٹھے چوتھے بیٹے تولی خان کے حصے میں ایران اور خراسان اور کابل وغیرہ چھوڑ گیا لیکن جب وہ خود تھوڑے عرصے میں انتقال کر گیا تو اوسکا بیٹا سنکو خان خاقان تاتا رہا اور ایران وغیرہ دوسرے بیٹے ہلاکو حصے میں آیا الغرض جب سب طرف امن ہوا اور بیجان کے شہر مرزا غلطیف آب و ہوا خوش وضع میں جو خیر ترین پائے تخت ملک کے اور سب شہروں سے بہتر تھا ہلاکو خان نے اقامت کی اور چونکہ طبیعت ہمیشہ علم کی طرف راجع تھی اگرچہ خون خرابی میں اکثر اوقات کچھ مجبوری اور کچھ عادت کی باعث سے کٹی تھی اس لیے جب اس مقام دلکش پڑ فصحت فصیح ہو اعلیٰ اور فضلا اور شعرا اور فضیلا حکما و بعاہر ارباب کوس کی کرد و نواح کے بعض مطابق فرمان قضا تو امان کے اور اکثر خبر قدر دانی اور غلط غنایت و شفقت کی حجت سے حاضر ہوئے اور خواجہ نصیر الدین طوسی جسکو ہلاکو خان نے محمدان کو ہستان کے بادشاہ کے دربار مقام رودبار سے چھوڑا تھا جہاں جبرائیل و

کر دی۔ بخاری سے مقرر کر کے پونچایا گیا تھا اور مجمع العلماء کا سرگروہ مقرر کیا گیا اور تاریخ جدید الہی کی سیر سے معلوم ہوا  
 کہ صاحب اخلاق ناصری نے ایک بلند شیلے پر مہر صد بنایا اور چونکہ حملے سے اور فضائل سے  
 خصوصاً ہیئت اور ہند سے مین وہ اکمل الحکم تھا اس بزرگ نے وہ زراعت طیار کیا جو زراعت  
 ایلخانی کے لقب سے مشہور عرب اور عجم میں ہوا اور ہر ہیئت دانان مشرق تھا الغرض اس  
 بزرگوں کی صحبت میں ہلاکو خان کی معیاد حیات پوری ہوئی اور ساتویں بیع الثانی ۶۶۱ھ ہجری  
 کو اس نے نہان سے رحلت کی اور پندرہ لڑکے ہلاکو کے تھے لیکن ابا کا خان کو اپنا  
 جانشین مقرر کر کے ایران اور خراسان اور عراق عرب و عجم اور آذربایجان اور خوارستان  
 اور دیار بکر اور سرزمین روم اور آرمین اور گرجستان وغیرہ کا مالک مقرر کیا۔ اگرچہ ایسے بڑے  
 ملکوں اور کروہار عیتوں کا مالک ابا کا خان تھا لیکن سب سے زیادہ فخر اس کا یہی تھا اور سب  
 کی دست میں خاتمہ خوش نصیبی کا اس پر اس وجہ سے ہوا کہ شیخ جلال الدین مولانا روم اور  
 شیخ سعدی شیرازی کی صحبت سے مستفید ہوتا تھا غرض سترہ برس تخت پر بیٹھا اور بعد اسکے  
 ۶۸۱ھ میں اس کا بھائی نیکو دار قائم مقام ہوا چونکہ اس کی مذہب عیسائی رکھتی تھی اس طرح  
 یہ بھی رہا لیکن جب تخت پر بیٹھا مسلمان ہو گیا اور احمد کہلایا اور موافق قاعدہ کلیہ کے کہ جو شخص  
 ایک مذہب اور مقلد دوسرے کا ہوتا ہے اس کے برابر دشمن دین مٹو کہ کا کوئی مہین ہوتا ہے احمد  
 گرجوں کو توڑ ڈالا اور پادریوں کو مروا ڈالا اور عیسائیوں کو نیست و نابود کرنے کا قصد کیا لیکن وہی  
 ظلم باعث اس کی جان جانے کا ہوا اور ارغون خان ابن ابا کا خان اس سے مار کے موافق خون منہل  
 کی آرزو اور قبلہ خان کی مرضی کے تحت نشین ہوا غرض اس نے احمد کا طور تعصب مذہب کا دوسری  
 وضع سے اختیار کیا یعنی اہل اسلام کو بتلے لگا نہایت کہ بقول مورخ کے سلجوقی خان ہوئے  
 کہ مسجد کعبہ کو کوئی روز گرجہ عیسائی نہ وہ نابڈا لے غرض ساتویں برس بعد وہ مر گیا اور اسکے کشتی  
 کو خاٹوا اور پادشاہ خان ایک بعد دوسرے کے ہوئے تب غادان خان سپر ارغون خان تخت پر بیٹھا  
 اور امیر نوروز اس کے وزیر بنے جو اس زمانے میں مدبری اور سپہ گری اور علم و دانش میں بی نظیر



تھا ایسا افسون مارا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور سات ہی لمحوں کے بقول صاحب حبیب امیر کے قریب  
 لا کھتا تا کہ اسی روز مسلمان ہو گئے اور یہی ابتدا اسلام کی مغلوں میں نمود ہوئی بعد اسکے اسی  
 امیر کے کہنے سننے اور کافروں کی فرمان برداری مئی شرم دینے سے غازان خان نے خاقان تاتا  
 کا نام سکے سے موقوف کر کے کلمہ اسلام چلایا جو ہمیں اس طرح سے طوق اطاعت کو اوسے گلے  
 سے اوتارا خاقان نے فوج قہار چیون کے پابھی لیکن فوج ورنے اور ہمیں شکست دی کہ بھا  
 ہی بن آئی + سلطان محمد خاندہ اپنے بھائی غازان خان کے مرنے سے ناشین ہوا اور شہر  
 سلطانہ کو اوس نے آباد کیا اور اپنا پایہ تخت بنایا غرض اسکے مرنے اور اسکے بیٹے ابوسعید  
 سہا و خان کے بارہویں برس کی عمر میں قائم مقام ہونے سے آثار زوال حکومت کے خاندان  
 ہلا کو خان میں جو آگے سے کچھ کچھ نمایاں اگرچہ پنهان تھے سلطنت کے اندر بخوبی باہر اور کور عقل  
 پر بھی ظاہر ہوئے چنانچہ امیر چوپان نائب سلطنت نے اپنے منیب کی بہن کو جو اپنے عقد میں لایا  
 خاص عام نے دیکھا کہ بساط سلطنت پر بادشاہ کو فرزند نے خانہ لاچار سی میں بند کیا اور  
 بعد اسکے جب اوس امیر کی بی بی بغداد خاتون پر جو امیر حسین سے بیاسی ہوئی تھی ابوسعید ایسا عا  
 ہوا کہ شوہر سے حیران اطلاق دلوں کے اپنی نکاح میں لایا امیر چوپان کے خاندان کی سرور بھی نفلک  
 یونہی چنانچہ جب سلاطین ابوسعید انتقال کیا صرف لقب و تلج شاہ ایران کا خاندان ہلا کو  
 کہی شخصوں کو ملا والا اختیار کل امرے ملک کے ہاتھ میں تھا اور خاندان ہلا کو کا ایک امیر  
 بزرگ بغداد اور گرد و نواح کے املاک پر قابض ہو کر خاندان ایلمخانے ال چنگیزی کا بانی ہوا اور  
 فارس امیر مبارز الدین کے اختیار میں آیا الغرض یہی حال رہا کہ اسی عرصے میں تیمور لنگ چنگیز  
 ثانی کا دور ہوا اور اس نے چنگیز سلطین اور خونین کی حکومت کو خاک میں ملا دیا اگرچہ ہمیشہ ظاہر  
 اوس گھری بزرگی اور اپنی کمتری کو پس پیرلاتا تھا چنانچہ جب خان چغتائی پر جو آل چغتائی نے  
 چنگیز کے دوسرے بیٹے سے تھا ظفریاب ہوا اپنے کو صرف نائب سلطنت اوسنے  
 قرار دیا حالانکہ کوئی شخص خانی کی حکمت میں بے اوسکی اجازت کے ہمیں سجال ہوتا تھا اور اس طرح



سے جب قتل خان کے گھرانے سے تخت چاچن گیا تو تیمور لنگ نے تین دفعہ ولایت چین کی فتح کی آرزو کو جو ہمیشہ سے اسے تھی قصد ہتمام آل چنگیز قرار دیا اور یہ حکمت عملی اور اطوار خاندان پرستی کی راہ سے اس نے یہ فقرہ ہمیشہ زبان پر رکھا کیونکہ اس کے آبا و اجداد سے ایک شخص چنگیز خان کا وزیر تھا الغرض اس وقت سے جب تیمور لنگ نے تعلق تیمور خان الی کا شغراؤ بدخشان کو جو دشمن ہو کے آیا تھا حکمت عملی سے دوست بنالیا یہاں تک کہ اپنے کو والی ماوراء النہر مقرر کر وایا تا وقتیکہ سلطان الیدرم بائزید فتح پاک را اور اسے گرفتار کر کے مملکت چین پر یورش کے نتیجے میں دست قضا نے اس کے قدم غم کو پکڑ لیا اس پچاس برس سے زیادہ کے عرصے میں جو جو کام اس نے کیے شرف الدین علی یزدی کی تاریخ اور خود نزو کات تیموری سے ظاہر ہے اور ان کتابوں کی سیر سے معلوم ہو گیا کہ کس جرأت اور حکمت سے قلعہ کارشی کو اس نے چین لیا اور کاشغرا و خوارزم اور خراسان اور کامل و قندھار اور سیستان اور ماہ نذران کو فتح کر کے چو کے پار لشکر قہار لیکر گیا اور آل ہلاکو کی بچی بچائی حکومت کو پائمال کیا اور والیان گرہستان اور شرو اور قوم لاشنی کے خان کے گلے میں طوق فرمان برداری کا ڈال دیا اور صفہان کو دوبار فتح کر کے وقت کس طرح سے قتل عام اس نے کیا اور والیان یزد اور کرمان و لارستان سے باج لیا اور عراق و فارس میں یورش کر کے قلعہ سفید کو جس کا نام رستم کے کارناموں میں مندرج ہے فتح کرتا ہے کی طرف روانہ ہوا اور جس طور سے شاہ منصور ابن زین العابدین والی فارس کو بڑی ہمسائیگی کے بعد شکست دیتا اس شہر میں پونچھا اور تمام آل منظر کو قتل کیا اور بعد اس کے بغداد کو لیا اور قلعہ تکریت میں کس محنتوں سے داخل ہو کر کئی فوجوں کو گرد و نواح کی فتح کو بھیج کس طرح سے قباچق کے درمیان سے یورش کرتا ملک و ب میں جا پونچھا اور پائے تخت ملک کو ٹوٹا حاجی ترخان کو پائمال کرتا گرہستان اور سرخرس میں جو کچھ قابل لینے کے تھا یعنی حسینان دیار کو لیتا دیتا اور جس جس نے اندک بھی مقابل کیا اپنی شمشیر قضا کی ہمیشہ کی کیفیت دکھاتا ترکستان میں پھرا یا اور ہندوستان کے سر کرنے کو مستعد ہوا اور کیا کیا خرابی مندوں کی اس یورش میں ہوئی اور لاکھ سیر سے زیادہ کس

بیرجمی سے اوس پرچم مردم آزار نے خواہ مخواہ مار کے دہلی اور میرٹھ اور دوسرے شہروں اور  
 گڑھوں کو قلعہ اور قتل عام اور حد امکان تک پامال کرتا سر قند کو بچھ گیا اور اہل بغداد کو غیبت میں  
 سرکشی کی سرے معمولی دیتا یعنی قتل عام کرتا والی گرجستان کو سہ بارہ زیر اطاعت لایا اور مصر  
 شام اور ولایت روم جدید کے مالک ہونے کے لیے ایلدرم بایزید عثمانی کو کسی شکست اوس نے دی  
 اور ان سب جنگوں اور فتوں سے اوس کی طبیعت سیر نہو کر سخت خستہ چھین لینے کے غم ثالث کی عین  
 تیاری کے وقت شہر تاراب میں اوس کی موت الی اور جہان کے سر کرنے کی خواہش اور اس  
 کو منقطع کیا ان سب مردم کی تصریح میں بڑی بڑی تاریخیں لکھی گئیں ہیں اور یہاں اون اذکار کا کچھ  
 درکار نہیں ہے الغرض اقوام شمالی اور جنوبی اور مشرقی اور مغربی اتراک میں سے جو سب ایک ہی  
 بنی آدم کے ہیں ہی کئی شخص اگلے زمانے میں اورون سے زیادہ نامور ہوئے اور بالفعل یعنی  
 میں بیکی جان اذکبتا رکا خان برازبرہست شخص ہوا اور چونکہ مغربی اتراک کا ایک قبیلہ ملا خود  
 چنگیز کا گھرانہ یہ فرقہ تارون کا ہے اور مملکت ایران میں ہمیشہ اون کی پورشون سے خونریزی با او  
 خوف سے بے چینی سمجھوں کو اکثر ہوئی ہے اس لیے راقم نے دو چار جملہ اون لوگوں کے  
 حال میں لکھا مناسب سمجھا اگرچہ چین سے اونہیں کچھ علاقہ کہنیں تھا بہرہ وقت کہ باتو خان  
 چنگیز نے پوتے نے اور اوس کے سردار بایدار خان نے قدیم دار السلطنت ملک روس کو لوٹ  
 و تاراج کیا جیسا کہ اسی جلد کے ایک سحر میں صفحہ میں مذکور ہوا ہے تو اوس اطراف کی سرزمین کو  
 باتو خان نے اپنے ایک اقربا شیبانی خان کو عطا کیا چنانچہ رودجا ایک کے کنارے پر اوس نے بودوبا  
 اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اوس کے گھر کا ایسا اوج ہوا کہ روسیوں سے بہت سالک و سکی آل نے  
 چین لیا لیکن وال بھی بتدیج اوس خاندان پر آیا یہاں تک کہ روسیوں نے اپنے ہاتھ سے  
 گئے ہوئے املاک کو باز لینے کے سینوا او بھین خوب تنگ رکھا اور تیمور لنگ نے اوس پر  
 میں جا کر ذری سی زبردگی جو باقی تھی خاک میں ملا دی غرض قسمت کا چرخ موافق دستور کے  
 گردش میں جو آیا تو اود بار کا آرمینجے کی طرف جھکا اور زبردگی کا ارہ اوڑھتا تو سلطان صاحبک

اوس گنہگار پیدل اور اسکی مدبری اور بہادری نے آپس کے فرقوں کا تھلکہ مٹایا اور بدستور قدیم  
 سب اقوام نے جو بہنیں فرمان برداری میں نام لکھایا صاحب بیگ غیر ملکوں کی یورش کی طرف  
 متوجہ ہوا اور اگرچہ ماوراء النہر کی زمام ریاست ایک شخص بڑے مدبر کے ہاتھ میں تھی لیکن لشکر  
 قماریکہ دفعۃً ایسا آئے پڑا کہ اوس ملک کو سلطان سین مرزا سے چھین لیا اور بعد اوس کے خراسان  
 میں تاخت کرتا ہوا آل تیمور کی بھی بچائی حکومت کو اوس دیا زمین اسے نیست کیا اور خوارزم  
 کو بھی زیر فرمان لایا یہ حال دیکھ کر شاہ اسماعیل صفوی شاہ ایران نے مقابلہ اوس سے کیا اور  
 ایسی شکست اسے خراسان میں دی کہ خان اوزبک صاحب بیگ کی جان گئی الغرض اوسکی  
 آل نے بخارا میں اپنی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور جب کبھی ایران میں کچھ بدل چلتی تھی  
 فوراً یہ قوم یورش کو بیٹھتی تھی اور چونکہ خاندان صفوی اور سات قومین قزل باش کی جنہوں نے  
 اوس گھر کو تخت پر شیخ صدر الدین صفوی کے احسان کی یاد سے بٹھایا اور سچا رکھتا تھا سب مذہب  
 شیعہ رکھتے تھے اور اوزبک تاتار سب اہل تشن تھے تو تعصب مذہب نے آپس کی دشمنی کو ایسا  
 کیا تھا کہ دونوں میں سے کوئی موقع پانے سے چوٹ دوسرے پر کرنے میں بہنیں چوکتا تھا چنانچہ  
 جب شاہ طہماسپ کے وقت میں سلطنت ایران میں رخسہ داران قزل باش کے آپس کی  
 نزاع سے پڑا خان اوزبک نے خراسان میں تاخت کر کے ہرات کو اٹھارہ مہینے تک محاصرہ  
 کیا کہ اوس قلعے کے لوگوں نے مجبوری سے کتے بلی کا گوشت کھایا اور اگر شاہ طہماسپ  
 کو نہ پونچتا تو خان اوزبک اس مقام کا دوبارہ وہی حال کرتا جو مغلوں نے چنگیز کے وقت میں  
 کیا تھا جیسا کہ اسی جلد کے ۱۰۴ صفحہ میں لکھا گیا ہے لیکن شاہ عباس کے وقت میں انہوں نے  
 پھر رولا کیا اور نو مہینے کے محاصرے کے بعد ہرات میں داخل ہو کر علی قلی خان کم قلعہ اور چند امرا کو  
 مار ڈالا اور اس کے بعد تمام خراسان کو اکوڑیوں نے لوٹ و تاراج کر کے اپنی حد کی طرف  
 قدم پھیرا غرض وہی شاہ نے آخر کو ایسا بندوبست کیا کہ اول لوٹیروں کا زور و شور بہت کم ہو گیا  
 بلکہ آپس میں صلح ہوئی چنانچہ زبدۃ التاریخ اور ثاؤر پیر صاحب کی فراموشی سے معلوم

ہوتا ہے کہ امام قلیخان اوزبک کو جب آپس کی نزاع سے شاہ عباس ثانی کے پاس ایران میں  
 پناہ لینے کی نوبت آئی تو پندرہ ہزار سوار ایرانی کا شان سے اصفہان تک لے آئے اور خود شاہ  
 عباس مع جمیع امرا اور خیر خواہان سلطنت سات میل جا کر استقبال کر کے لے آیا اور جب تک خان  
 اوزبک ایران میں رہا مہمان داری اور قدردانی اوسکی کشتی کی و سکی تاسی پچھلے ظاہر ہو اور اس طرح جب  
 پیر محمد خان سرخان اوزبک کو شاہ جہان شاہ شاہ دہلی نے بلج سے بھگایا تو ایران میں مدد کے لیے  
 پونچھا اور مہانداری بخوبی کر نیکے علاوہ شاہ عباس نے لشکر قاہرہ دیا کہ اپنی مملکت کو حاصل کر  
 اور قریب تھا کہ شاہان ہندوستان اور ایران میں بگڑے الترض نادر شاہ کے وقت تک اوزبک  
 تاتاریوں کا نام بہت بڑا تھا لیکن اوس بہادر بے مثل نے اونکی ساری بزرگی خاک میں ملا دی  
 حالانکہ اپنے لوٹیرے پن کے سبب موقع پانے سے وہ نہیں چوکتے تھے غرض جب چنگیز  
 کے مرنے سے چنگیز کی آل ذکور سے کوئی باقی نہ رہا کہ جمیع اقوام اوزبک کا خان ہوئے تو دستور  
 اونیں یہ ایجاد ہوا کہ خواجہ زاد و نکو خانی ملا کرے اور یہ لوگ بیٹے اون سادات کے تھے جنکو  
 چنگیز کے گھر کی صاحب زادیاں ملی تھیں اور اسی طور سے قصد کیا گیا کہ چنگیز کی نسل کا کچھ علاوہ رہے  
 اور یہ عین حکمت تھی ورنہ تمام خونین آپس کے علانیہ لڑ پڑتے اور حالانکہ ظاہر اسبھون میں اتفاق  
 تھا لیکن علی نفاق کا معمولی نتیجہ نمایان تھا اور ضعف سلطنت اوزبکیہ میں ظاہر ہوا اور عین ایسے  
 وقت پر اگر امیر معصوم عوف بگی جان نہ پیدا ہوتا تو آغا محمد خان قاجار موسس اوس خاندان عالی کا  
 جسکے سر پر مملکت ایران کا تاج ہنوز ہے اون تاتار و نکو بیشک زیر فرمان لاتا لیکن بگی جان نے  
 اقوام اوزبک میں ایسا اتفاق کروایا کہ خود ایران میں اون لوگوں کا خوف سابق کی طرح پیدا ہوا  
 جب خواجہ زادہ عبدالغازی اقوام اوزبک کا خان ہوا پائے تخت کے امر سے ایک شخص  
 امیر دانیال نے خواجہ کو ایسا محیط کر لیا گویا خود بادشاہ ہوا اور جمیع اقوام اوزبک پر جو بخارا کے گرد  
 تھے اپنا حکم جاری کرتا تھا اس نیابت کے عہدے میں اس امیر نے بڑی دولت حاصل کی  
 غرض جب اس نے انتقال کیا اپنے بیٹے بگی جان کو اپنا جانشین مقرر کر گیا لیکن اسے دو بیٹے ہوئے

انکار کیا ایک یہ کہ اپنے مضمونیہ میں داخل کر چکا تھا اور دوسرے یہ کہ اوسکے باپ نے لوگوں پر برا  
 ظلم کیا تھا اور بیگی جان کو خوف ہوا کہ گھر میں مل جل دیکھ کر مظلوم سبب انتقام پر مستعد ہونگے انھوں  
 اس عقل کے سبب سے جو عین وقت پر صرف شخص ذہین کو صورت بہتر انجام کار کی برق کی زد سے  
 سوچا دیتی ہے بیگی جان کو وہی طریق سوچھ گیا جو مناسب حال تھا چنانچہ فوراً مسجد میں جا بیٹھا اور اپنے  
 ترکہ دولت پر ری کے باب میں کہہ دیا کہ اوسے لے جاؤ اور اون مظلوموں کو واپس کر دو جسے میرے  
 باپ نے جبراً لیا ہے بعد اسکے اپنے گلے سے سنگی تلوار لٹکائے نجات کی گلی گلی میں پھرنے اور  
 یہ پکارنے لگا کہ لوگو جو میرے باپ نے ستایا ہے بے تامل آؤ اور یا مجھے انتقام کی راہ سے  
 مار ڈالو یا اوسکی معصیتوں کو معاف کر کے جناب باری کے غضب سے اوسکو نجات بخشو  
 اسکے قبل خواص شہر اور علما اور فضلا میں بیگی جان کا بڑا رتبہ علم اور عبادت کے سبب سے تھا اور فقہ  
 میں کئی رسالے اسکے تصنیف کیے ہوئے مشہور تھے اور اب یہی باقی تھا کہ عوام الناس پر اسکی بڑی  
 ظاہر ہوئے تاکہ خاص و عام اطاعت میں آجائیں چنانچہ ان دو حرکتوں سے چھوٹے بڑے گرد  
 آئے اور سبھوں نے اسکے باپ کی برائیوں کو دل سے بھلایا اور معاف کیا بجز ایک شخص کے  
 جو کہنے لگا کہ تیرے باپ نے میرا لاکھوں روپیہ لوٹا اور میرے فقیر کردیا میں نے اپنا پیر پائے  
 ہرگز اس ظلم کو نہیں معاف کرونگا یہ سنتے ہی تمام لوگوں نے کچھ مچھلایا اور جب مبلغ کثیر اسکے ہاتھ لگایا  
 واپس لے کر قصور کو اسے معاف کیا جب چاروں طرف کی گشت تمام ہوئی اور ساری خلق اللہ سکھ  
 ولی جاننے لگی سبکی جان ایک مسجد میں جا بیٹھا اور دروازہ بند کر دیا اور کئی مہینے تک مراقبہ میں مشغول  
 رہا بعد اسکے حکم دیا کہ نجات لے میں ایک قناد یا شراب خانہ باقی رہے بات کے کہتے ہی خاص و  
 عام نے اون شیطانی مکانوں کو خرابہ بنا دیا یہ اس عرصے میں خواجہ عبدالغاری کی حکومت میں  
 جو برصغیر دانیال کی مدبری سے آگے سرسبز تھی اسی سے سرو سامانی آئی کہ خواجہ اور جمیع اراکین  
 دولت نے دیکھا کہ بجز بیگی جان کے دوسرے سے باریا بت اوٹھنے والا نہیں ہے اس  
 مسجد کے دروازے پر سب ان کے جمع ہوئے اور بالتجارت تمام اوسکے باپ کی قسب پر

بیگی جان کو لیجا کر قسم کھادی کہ اسور سلطنت میں صلاح اور مشورہ دیو پکا تب ظاہر ہوئی مجبوری سے  
 اوسنے نیابت کا عہدہ قبول کیا اور عبدالعازمی خان کی مسند کے نیچے ایک مرگ چھالا بچھا اور دوسرا  
 اوڑھ کر بیٹھا اور منہ ز اپنی جگہ پر آسن گرم نہیں ہوا تھا کہ خبر ایک سردار نیاز علی کے بلوے کی ملیطین میں  
 بیگی جان اوٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ چڑھ سوار چیدہ بے مثل اندھی کے سرکش پر جا پونچھا  
 اور دشمن کی سپاہ اوس صاحب کرامات کو مخالفت دیکر ایسی بھاگی اور ازبک کی فوج ایک لی کو اپنا  
 سردار جانکر ایسی لڑی کہ نیاز علی کی پوری خرابی ہوئی عرض اوس فتح نے بیگی جان کی سپاہ کی  
 کو اوس مرتبہ پر پونچھا جو اوسکی زبردگی اور مدبری کو حاصل ہو چکا تھا اور اوس روز سے تا زبردگی و شہادت  
 وہر صورت جمیع اقوام ازبک کا وہ مالک کل رہا اور خواجہ زادہ محض شیر قالدین بمقابلہ اوس شیر نیستان کے  
 رہا لیکن بنا طریق برویشا نہ اوس پتہ عقل نے برابر رکھا اور ایک باورچی اور ایک خدمتکار اور اپنے  
 استاد کے خج کے لئے فی نفر چار آنے سے کچھ کم روزانہ تحویل سرکار سے لیتا تھا اور بی بی کو  
 بارہ آنے روز اس نصیحت کے ساتھ دیتا تھا کہ تو محض فضول خرچ سے اگرچہ خاتون کو کچھ حاجت  
 اون پیسوں کی نہیں تھی کیونکہ دولت انہوہ اپنے نمبر سے لائی تھی لیکن شوہر کو راضی رکھنے کے لئے  
 چوبیس ٹکے مسکرا لیتی تھی اور حضرت کے کھانے کا یہ حال تھا کہ اوسی پھٹے پرانے قابل جاروب  
 کس کے رہنے کے خیمہ میں جہان وہ مہتر بزرگ خود بوریہ پر بیٹھا دربار کرتا رہتا تھا باورچی آنکرتین منٹ  
 کے چولھے پر کالی سی بانڈی میں کچھ خشک گوشت اور دو چار مو بھی چاول یا کیہون یاد ال کی جواو  
 جی میں آتا تھا تھوڑے سے پانی میں ال کر دو چار خشک لیاں بیچے جلا کر پان سات کھڑا دھو دھا سیل حرکت  
 دسرخوان پر رکھ کر اسی کھانا سے کچھ کتوں کے آتب کی شکل و زو باس کا ہوتا تھا خطہ ہر بعد اون میں اچھل  
 دیتا تھا اور میان اور استاد اور خدمتکار اور باورچی اور دو ایک بٹے مغز یا ایک بٹ لٹ الوش کھانیکے  
 تمنا مہینوں سے کر کے باری باری سے آنے پاتے تھے بیٹھ جاتے تھے اور کھاتے اور  
 کے انجور سے پانی پی کے اوٹھ کھڑے ہوتے تھے اگر سطر حکی اوقات کو بیگی جان  
 یقیناً سمجھتا کہ ہر شخص کو یا صرف بادشاہ و سردار قوم کے لئے زیبا ہے تو بے شک اپنے بیٹوں



کو اوسنی حال پر گستاخیں نہیں اون لوگوں کے لئے غذا و پوشاک اور کروفر شاہانہ حد سے زیادہ  
 تھا اور امر اردولت اور خیر خواہان سلطنت ہر طرح کے ترک سے دربار میں حاضر ہوتے تھے اور  
 اس سجادہ نشین کے گرد مودت بیٹھے تھے انقضائے نہیں باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ فقیر صادق  
 نہ تھا اور مثل اس وضع کے اکثر شخصوں کے یہ زالی طرز اوسکی محض بناوٹ تھی مگر انہیں مطلب  
 تک پہنچا اور اقوام مذہب میں اپنی حکمت کی حجت سے ایسا اتفاق پیدا کیا کہ اکثر ملک سیان جیون  
 اور سیحون دریاؤں کے اوسکے زیر فرمان آئے ہذا خراسان میں ایک دفعہ ہر سال وہ پوشش کرتا  
 تھا اور ایران میں باوجود خاندان کچر کے دبے کے ہمیشہ اندیشہ اوسکی تاخت کا لوگوں کو رہتا تھا  
 اور آغا محمد خان کچر سے شخص کی شان میں ایک دفعہ اوسے سدران خراسان کو لکھا کہ سمنے سنا ہے  
 کہ اختا خان تمہارے ملک میں آیا ہے اگر اوسے پکڑ کے میرے پاس بھیج دے سکو تو بہتر درجہ ہو تو میں انکے  
 اوس خواجہ ہر ادبیت شتر صورت و شتر خاصیت کی بگڑی ہوئی کل کو درست کروں ہذا باوجود اس  
 لغین طعن کی سماعت کے شہنشاہ ایران نے مقصد مقام اس سخت دشمن سے تنہا لینے میں مستعد ہوا  
 اور شاہ زمان شاہ کابل کی شرکت میں بخارے پر تاخت کر تیکے لئے صفیر بھیجا چنانچہ شاہ افغان نے  
 قبول کیا اور اگر مقابلہ اوس سجادہ نشین اور دونوں شاہوں میں ہوتا تو فتح کسکی ہوتی کینا دشوار ہے  
 لیکن اسی حین میں ملکہ کا تھیرن ثانی بادشاہ روس نے ایران پر تاخت کیا اور آغا محمد خان اس غنیمت  
 تر بہر دست کے جواب دینے میں مصروف ہو گیا تو بیگی جان سے معرکہ ہونے پایا القصد قوم مذہب  
 کو یہ بزرگی جو بیگی جان کی بدولت حاصل ہوئی ہنوز موجود ہے اور اون کے سفر اور بازخا اور ایران  
 میں صاحب قدر اور منزلت سمجھے جاتے ہیں اور نصف ترکستان اعلیٰ اکثر اقوام مسلم تاتار کے اوپر جو  
 سمرقند بخشتان اور فرغانہ میں انکی حکومت ہے اور میر بخارا کی فوج بعینہ بیس ہزار سوار اور چار  
 ہزار پیادہ اور اکتالیس ہزار توپخانہ ہمیشہ مہیا ہے مگر کام پڑنے سے پچاس ہزار سوار موجود ہے  
 جاسکتے ہیں انقضائے آدمیم ہر مطلب چنانچہ خانی ترکستان اعلیٰ اوس قدر ترکستان جو فقور کے تابع ہے  
 اوسکی دو تہیں مشرقی اور مغربی ہیں اور مشرقی وہ جو قریب تر سرحد مملکت کے ہے اور اوسکے

تین صوبے ہیں پہلے کا نام چینان ہے اور موگڈن کا شہر اوسکا پای تخت ہے لیکن خانی شہر  
 کی آراستگی اور تکلف کمان میسر باوصیفہ کئی عمارتیں عالیشان اور سلاح خانہ وغیرہ قابل دیکھنے کے ہیں  
 اس صوبے میں کوہستان بہت ہے اور چند پہاڑوں میں معدنیات کے اقسام ملتے ہیں دھن کوہ کی  
 زمین قابل زراعت کے ہے اور اگرچہ چانول کمتر ہوتا ہے لیکن اوجاس افراط سے پیدا ہوتی ہیں  
 دوسرے صوبے میں تین یا چار شہر چھوٹے اور کثیف ہیں لیکن یہاں کھجور اور پھاٹکیوں میں وہی جڑ  
 ہوتی ہے جو جن سنگ کھلاتی ہے جسکا حال اسی تاریخ میں مندرج ہے اور خواص کسیر اعظم کا  
 رکھتی ہے اور غفور کو جو کچھ کہ آمدنی اور فائدہ ترکستان سے ہے فقط اسی جڑی کی فروخت سے ہر  
 اور اوسے دیار میں ایک قوم تاتار کی ہے جو بہائم سے بدتر ہے اور بھجلی کے کچھ نہیں کھا  
 اور کسی قسم کے اناج کو نہیں پوتے اور فقط مٹیا کو کے کھیت لگاتے ہیں اور نہ علم نہ سیر نہ مذہب عقل  
 رکھتے ہیں اور مچھلی کا گوشت کھاتے اور اوسکا تیل جلاتے اور اوسکے چمکے و چڑے کی پوشاک بناتے ہیں  
 غرض اسی غذا کے کولے اور نہیں دوکھنا چاہیے کیونکہ اوس سرزمین میں عجب ایکیات سیاہوں کے  
 تجربے میں آئی ہے کہ سیاہ مچھلی کے کوئی جانور چرند و پرند کے ہشام سے قابل کھانے کے نہیں  
 ہوتا ہے اور سب کا گوشت ایسا کڑوا اور متعفن ہوتا ہے کہ حلق سے نہیں اوترتا ہے چنانچہ کسی  
 صاحب نے ایک مرغ کو بہت تکلف سے پکایا اور انواع ترکیبوں سے لقمہ لے کر کھڑا ہٹ کو  
 دور کیا اور کہا لیکن مقبول مددہ پھر بھی ہوا اور دوسرے ہضم میں قے ہو گیا بد خانی ترکستان کے  
 تیسرے صوبے میں تین قوم تاتاروں کی رہتی ہیں ایک کو ٹاگورس کہتے ہیں جو اوس دیار کے اصلی  
 رہنے والے معلوم ہوتے ہیں اور قد آورا اور وجہ اور محنت کش ہیں اور باوصیفہ اوتکے چاروں طرف  
 وحشی تاتار بہائم کی ہم شمار باویہ پائی کرتے پھر تے ہیں لیکن اوتکے قربت سے اثر بردار لوگوں  
 کے عادات میں پیدا ہوا چنانچہ یہ سب نکالوں میں رہتے اور کشتکاری کرتے ہیں دوسری  
 قوم کا حال خبر اسکے کچھ لکھنا نہ چاہیے کہ انکی عورتیں مردوں کی طرح گھوڑوں پر چڑھتی اور تن تہنا  
 ورنہ جانوروں کا سکار جھپی اور تیر و کمان سے بے تکلف کرتے ہیں پتھری قوم مانچو کی

کہلاتی تھیں اور دوسرے اقوام تاتار پر سبقت لی جانے کے سوا یہ لوگ مالک مالک تخت  
 خٹاکے ہیں اور جب سے خدا نے ان کو ہر طرح سے بڑھایا تو اپنی کم صلی کو چھپانے کے لیے  
 ان لوگوں نے وہ فقرہ اپنی جد و آبا کے باب میں طیار کیا جو اس جلد کے پہلے دفتر میں بیان کیا گیا اور  
 ختامین جا کر بت پرستی کی خطا اور ہونے کی ہے لیکن قبل اوسکے یہ لوگ موحدا اور خدا پرست تھے  
 اور ایک قادر حاضر و ناظر مطلق کی پرستش میدان میں جمع ہو کر کرتے تھے الغرض تینا لیس شہر اور قصبے  
 خٹائی ترکستان کی مشرقی تقسیم کے مینوں صوبوں میں ہیں اور خٹائیوں سے زیادہ ترقیت ہونے اور  
 راہ و رسم کھنے کی حجت سے مکان بنا کے رہتے ہیں اور بادیہ سپائی کی عادت رفتہ رفتہ بھولتے جاتے  
 ہیں حالانکہ مغربی تقسیم والے تاتاریوں میں وہی حال دشت گردی کا ہے جو ہمیشہ سے طرق اقوام ترکستان  
 کا مشہور ہے۔ خٹائی ترکستان کی مغربی تقسیم کا حال یہ ہے کہ بیان کے تاتار سب جملے میں بغل کہلاتے  
 ہیں اگرچہ انکو آل خلیج سے نہ سمجھا جائے کیونکہ اوسکے گھر میں خدا نے جو ریاست دی تو ایک نہ ایک مقام  
 پر انکی حکومت ہمیشہ رہی ہے لیکن یہ لوگ بیشک انہیں اقوام سے ہیں جنہوں نے خلیج اور اوسکے بیٹوں  
 اور پولون کی پارکابی میں نصف جہان سے زیادہ کوئہ والا کر ڈالا تھا اور انہیں مغلوں کے آباد اجداد  
 جب قبل خان کی اولاد سے تخت خٹا چھین گیا تو اوسر اور دھر پریشان ہو کر سرحد چین کے قریب چھپ گئے  
 مانچو تاتاروں کے تابع دار ہو کر رہے جب باقی فرقے اور انہیں اقوام کے آگے بڑ گئے اور سر قند ماورائے  
 میں جا گئے۔ ان دنوں چار قبیلے اس قوم کے علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن اکثر عادات اور رسومات میں  
 مشابہت ہے۔ چنانچہ سب کے سب میدانوں میں تیووقات کے نیچے پرے رہتے ہیں اور گرمیوں  
 میں دریائے کنائے پر اسلئے مقیم ہوتے ہیں کہ یہاں کی ہوا پانی سے مس کرتی ہوئی خشک آتی ہے  
 اور چرائی بھی اس موسم کے لیے اور دونوں کے لیے سوا ساحل آب کے میسر نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ  
 یہاں کھدست مثل بڑھکی ٹیلی کے خشک ہوتا ہے اور جازوں میں مان کوہ اور پہاڑیوں میں  
 یہ لوگ دیرے ڈالتے ہیں تاکہ باد شمالی جو مثل تیر کے سر میں چلتی ہے اس سے بچاؤ ہو سکے  
 اور جانوروں کو صدمہ نہ پہنچے۔ یہ قبائل مغلوں کے مثل اوسکے آباد اجداد کے جنہوں نے

انگلے و قوتوں میں وہ دھوم دھام مچانی تھی از بسکہ صاف باطن اور رست معاملہ اور دوستی کے پکے  
ہوتے ہیں اور سخاوت اور ساف مروی اور نیکی مثل کماوت کے مشہور ہے روئے عیسے کا اولن  
میں رواج نہیں اور خرید و فروخت اشیاء کے عوض و معاوضے سے عمل میں آتی ہے اور نہ گھٹی کٹے  
نہ باع لگاتے ہیں بلکہ سوا گھوٹے پر چڑھنے اور تیر لگانے اور شکار کرنے اور دنبہ چرانے کے اور بکا  
کچھ کام نہیں ہے اور جب بعض سیاحوں نے ان سے کشکاری نہ کرنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے  
یہ جواب دیا کہ اناج اور ترکاری وغیرہ بہائم کی خوراک ہے اور آدمی کی غذا کے لئے گوشت حاصل ہے ورنہ  
خدا تعالیٰ نے بہائم کو کیوں پیدا کیا اس سبب سے ہر طرح کا گوشت اور کو حلال ہے لیکن گھوٹے  
کے گوشت کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اس کے ٹکڑوں کو سوکھلا کے رکھتے ہیں اور جب کوئی مہم  
در پیش آتی ہے شخص سینے بھر کھانے کے لیے سوکھا گوشت رکھ لیتا ہے اور جہان مقام  
ہوتا ہے پانی دیکے گوشت کو اوبالے کھاتا اور بخنی کو پی لیتا ہے اس غذا میں بعض بیشک ہے  
لیکن قوت بخش اور مولد خون سے مگر جانوروں میں مغلوں کی غذا مکھن اور پیر اور دودھ کی اکثر موٹی ہے  
کیونکہ اس ایام میں برف کے باعث سے چرائی کم ملتی ہے اور جانوروں پر طیاری نہیں آتی ہے  
سوا اس کے دودھ کو سٹرا کے کسی ترکیب سے ایک عرق نشی یہ لوگ کھینچتے ہیں اور دبے کی بخنی اسی میں  
ملا کے مار لیم پاتے اور استعمال میں لاتے ہیں اور اسکی تعریف پینے والوں نے یہ کی ہے کہ ہاضم اور قوی  
اور نشی یہ بوزہ ایسا ہوتا ہے کہ ہزار و پیر کا معجون اس کے مقابلے میں بیچ سے پنج طاقت  
مغلوں میں شدت ہے اور چھوٹے بڑے آدمی بے تکلف گھوٹے کی لید پر ہند اچھا کے پٹے  
رہتے ہیں بلکہ اپنے جانوروں کی اونہیں یہ محبت ہے کہ جس بھی میں آپ رہتے ہیں اس میں  
اونہیں بھی رکھتے ہیں سوا اس کے دینے کے روٹن بھری پوشاک یہ لوگ پہنتے ہیں اور اگرچہ چرو  
کو خوب صاف کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی ایسی بدبو اس سے ہمیشہ نکلتی ہے کہ سوا اس کے دوسرے  
کو نہیں برداشت ہو سکتی ہے حاصل کلام پاکیزگی کا وجود اس کے ذمیان میں پایا نہیں جاتا ہے  
اگرچہ کثیر الارواحی کی امتناع مغلوں میں نہیں ہے لیکن سوا اس کے ایک جو روس کے دوسری نہیں

ہیں اور میت جب اونہیں ہوتی ہے تو لاش کو جدا کر خاکستر کو کسی ٹیلے پر دفناتے ہیں وہاں کی زمین کو کچھ بلند کر کے ایک نشان اوس توڑے پر گاڑتے ہیں ۛ لاش کو کاغذ سب اون لوگوں کا ہے اور بودہ کے پوجاریوں کو دوسری سب اوتنا ہی مانتے ہیں جتنا ہنود جابل برہمنوں کو دیتا کہتے ہیں ۛ چاروں قبیلے کا ایک ایک خان اعلیٰ سردار علیحدہ ہے اور جب سے مانچو تاتا تھا کے مالک بنے ہیں فغفورون نے نسب خوانین منغل وغیرہ کو محکوم کر کے منصب اور جاگیر دیکے اور انواع طرح سے تالیف قلوب کر کے اپنا کر لیا ہے لیکن ان خانوں کا اختیار اپنی اپنی قوم پر بہت ہے مگر قوانین صرف فغفور ہی کے مروج ہیں اور قتل قصاص اور جینی سزا میں مالی و بدنی جو سخت و شدید ہیں بے فغفور کی اجازت کے نہیں دی جاتی ہیں ۛ اگرچہ ترکستان ختائی کی مغربی تقسیم میں جتنی توہین میں سب بلقب منغل مشہور ہیں لیکن ایک خاص قوم منغل کی ہے جس میں چنگیز خان کی پیدائش ہوئی تھی اور اوس میں ننانوے قبیلے جدا گانہ ہیں چنانچہ ہر قبیلے کا ایک جدا نشان ہے اور ہر ایک میں صد ہا طائفہ ہیں جنکی پھر گروہ ہیں اور تقسیم و تقسیم آپس کی رشتہ داری جہت سے ہوئی ہے پس اگر سب کا شمار کیا جاوے تو لکھو کہا کا حساب ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اگر خلیج یا طیمور یا نادو کا سا شخص پھر پیدا ہووے تو مملکت چین کو یہ لوگ پھر اپنے قبضہ میں لاوین ۛ انہیں لوگوں کو ملک میں فغفورون نے جیہول کے شہر میں اپنے رہنے کے لیے بہت عمدہ مکانات اور شہری باغات بنوائے ہیں کہ اوس کے دیکنے سے غم مہل جاتا ہے اور جن صاحبوں نے اس تاریخ کی پہلی جلد کے صفحہ کو شرف ملاحظہ بخشا ہے وہاں پر خٹاکے باغات اور فن باغبانی کا حال رقم نے لکھا ہے وہی تصور کر سکیں گے کہ اس جگہ کی کیا کیفیت ہووے گی جسکو فغفورون نے اپنی تصریح میں ذکر لیے آراستہ کیا ہے ۛ دیوار خٹاکے قریب عیش گاہ واقع ہے اور شہر کے گرام سے آمد میرا تک فغفور بہ سبب دھوپ کی طیش اور گرمی کی شدت کے ڈار الامارہ چین میں نہیں رہتے اور جیہول میں بود و باش کرتے ہیں اور اسی شہر کی نواحی میں اور دوسری جگہوں میں دیوار خٹاکے قریب فغفور کے بیچ کی میراثی زمینداری آباد و احداث کے وقت کی ہے اور کھوڑے اور بے اور گائے

وہیل اسقدر افراط سے ہیں کہ مغلوں کی آنکھوں میں فقط اوسی کے اعتبار سے فقور کے برابر کوئی شخص صاحب مائین نہیں ہے اور چونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان اوسی شے کی قدر کرتا ہے جسکی حاجت اپنے کو زیادہ ہوتی ہے اس باعث سے مغلوں کے نزدیک خٹا کے خزانہ بے انتہا اور رعیت اور فوج اور ملک کا والی ہونا کچھ چیز نہیں مگر دو تین لاکھ دینہ اور اسقدر رگلے وہیل اور لاکھ سوا لاکھ گھوڑوں کا مالک ہونا نہایت فخر اور وقار کی بات ہے یہ کہ مستیوں کو فقور نے ان جانوروں کی خرید و فروخت کا اجارہ دیا ہے اور کہنے والے کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب کہ جو آمدنی اسطور سے ہوتی ہے اوسی قدر فقور اپنے خرچ ذات میں لاتا ہے اور محاصل ملک خٹا سے ایک حصہ اپنی خور و پوشاک و عیش و عشرت میں یقین صرف کرتا ہے چنانچہ ستے میں کہ بعد از حاجات مدائی اور انفاقی کے پس انداز مملکت کے محاصل کا سرکاری خزانے میں جمع ہوتا ہے اور فقور اپنے کو مثل خراجی سمجھتا ہے یہ الغرض ہوا خاص قوم مغل کے تین چار قومیں اور اس طبقے میں بود و باش کرتی ہیں جنکے حالات کو قصریٰ الکننا راقم نے فضول سمجھا بلکہ اسقدر جو لکھا گیا غالب ہے کہ واسطے علم ناظرین تاریخ چین کے نسبت حال ترکستان کے کافی ہوا اور کس خن جگر سے راقم نے ان اجار کو جمع کیا ہے اسکی داد سوا علمایکے جو اس وقت سے واقف ہیں کون بے سکتا ہے قحطانیہ

## تیرا باب

احوال اولن قوموں کا جو تاتاروں اور خٹائیوں سے فرق ہیں لیکن خائین بود و باش کرستے ہیں میان قوم سیفیان کا

کشور خٹا کے پچھ کوئے پرنسی اور سی چولین کے صوبوں کے قریب اور جو انکے ہوا اور یانک وی کیا دریاؤں کے درمیان ہیں یہ قوم سیفیان کی سکونت کرتی ہے اور ایام قدیم میں یہ لوگ ایسے زبردست تھے کہ خٹائیوں کو تنگ کیا کرتے تھے لیکن آپس کے خفاق نے اب یہ حال ان لوگوں کا بنایا ہے کہ اوسی مملکت کے یہ ادنیٰ اور حقیر رعیت ہیں غرض پھر بھی خٹائی کی نہیں بدلی اور گاہ گاہ فقور ناظموں سے یہ لوگ بے ہمتانیاں کرتے ہیں ان میں دو قومیں ہیں ایک کی قنائون کا سیاہ رنگ ہوتا ہے اور ایک کا زرد اور سیفیان سیاہ محض بہائم ہیں لیکن زرد و تبنو والے کچھ آدمیت رکھتے ہیں



اور بعض اوقات میں سے مکانات بنا کر رہتے ہیں مذہب ان کا لامگر و کلسے اور عادات اور رسومات  
اہل تبت سے مشابہت رکھتے ہیں اور اسی باعث سے قناس متفقین ہے کہ اسی ملک کی کوئی  
قوم اور بہاؤن میں کل آئی اور مکہ ہندو کے رنگی بدھ کی سرحد سے جو دریائے ہین میں  
سوئے کے درے میں اور یہ لوگ اس ریت کو کاٹا اور ظروف اور کپڑا بنا لیا کرتے ہیں اور ہایا  
اور تحائف جو ہمیشہ فقور کے حضور میں بھیجتے ہیں سوئے میں کی خیروں کی شرم سے ہوتی ہیں فقط

### لوگوں کی قوم کا بیان

یہ لوگ صوبہ بین نان میں رہتے ہیں لیکن عادات اور رسومات میں ختایون سے مطلق مشابہت  
نہیں رکھتے ہیں قدیم الایام میں ان کے حکام خود مختار تھے لیکن جب ختا کو اوج زیادہ ہوا اور فقور کی اونچ  
باج طلب کیا ان لوگوں نے بھیج دیا اور طوق بندگی کا پہن لیا غرض فقور سے یہ اقرار کر دیا کہ ان  
خاندانی امر کو اپنے اپنے علاقے میں عہدہ اور رتبہ ختائی مانڈر نیون کا ملے اور وہ مرتبہ موروثی ہوگا  
فوج پیادہ اور سوار کی اون کے پاس ہے اور تیر و کمان درجہ میں بانٹے ہیں پو شک انکی ایک کرتا  
بے آستین کا کٹھنوں تک لٹا اور سر پر گھاس کی بنی ہوئی ٹوپی اور پائونین چڑے کی خلیں چڑی  
رہتی ہے اور پاجامہ یا ڈھوئی کی قدر نہیں جانتے عورتوں کا بھی وہی پہنا دے لیکن کرتا پائونین  
لنگار پہتا ہے اور اگرچہ تحریر و تقریر اس قوم کی ختایون سے ملتی ہے لیکن مذہب میں فرق نہیں فقط

### میاوسی کی قوم کا بیان

اور یہ لوگ چھاپریہ میں اور ختاب کے گہی صوبوں میں کوستان کو آباد کرتے ہیں اور شطوع میں رہتے  
تبا بعد از فقور کے بہت مشکلوں سے کیے گئے اور اسکی صورت یون ہوتی کہ صوبہ سی چوانگ  
میں ان کے دو بادشاہ آپس میں لڑنے لڑنے لگے اور جب اس صوبہ کے ناظم نے دونوں کو  
جنگ موقوف کر کے لکھ کر کھلا بھیجا اس کے ایلچی کو اوہنوں نے بغرت کر کے اپنی حد سے  
خالی دیا اور چند سخت کلمے فقور کی شان کے خلاف کھلا بھیجا اور ان کے گستاخ ہو نیکا باعث  
یہ تھا کہ تھوڑے دن پیشتر دس ہزار فوج ختائی اور ہلا کر کے گئی تھی لیکن پہاڑیوں نے فہمیک

مقام میں غلطہ دیکر پھنسا یا اور نکلنے کی راہ بند کر کے فوج کو فاقوں سے ضعیف کر کے ایسا قتل کیا کہ ایک متنفس نہ بچا غرض یہ سب حال سن کر غفور بھوکا ہو گیا اور سپہ سالار کوئی کو چونکہ ان پہاڑیوں کو نسبت نابود کرنا واجب تھا اس لیے اختیار کل فوج و خزانے پر خلاف قواعد سلطنت کے دیا گیا یہ شخص نہایت بہادر اور مدبر تھا اور اسے چیدہ چیدہ سپاہ اور توپخانہ اور غلہ فراط سے ساتھ لے لیا اور بڑی جرأت اور فکر خرچ کر کے آخر کار اونکو زیر کیا اور ایک بادشاہ کو پانچ غفور کے حضور میں بھیجا اور جب دوسرے کی لاش کو میدان جنگ پر دیکھا سمجھا کہ شہر قتلے کا بیج و بنیاد سے اوکھڑ گیا تب وہاں سے پھرایا اور شہنشاہ کا زیادہ مقرب اور معتمد ہوا غرض اس رائی میں ایک عورت نے ایسا کام کیا کہ اس کا ہمیشہ رہیگا حال یہ کہ ایک چھوٹا سا قلعہ بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور دو مہینے سے غفور کی فوج محاصرہ کئے حیران تھی لیکن دخل نہ پاتی تھی ایک روز صبح کا جب وقت آہٹ کسی شخص کی آمد و رفت کی پیرے والوں کو جو جلی تو دو چار شخص آہستہ آہستہ چڑھ گئے اور دیکھا کہ ایک عورت پانی بھر کے قلعہ کے اندر لیے جاتی ہے فوراً اسکو اون لوگوں نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ کتنے لوگ اس قلعہ کے اندر ہیں جو دو مہینے سے ایسے بند و بست سے لڑتے ہیں کہ شہنشاہی فوج عاجز ہو گئی اور سوچا جائے کہ اتنے روزوں سے میں اکیلی تنہا تلوگوں کو عاجز کر کے ہوں اور اگر آج پانی نہ کم ہو جاتا تو جیسے دم تک تمہیں حیران رکھتی یہ بات قریب قیاس کے نہ ٹھہری اور سپاہی جمعیت کثیر کے ساتھ قلعے میں جو گئے تو دیکھا کہ فی الواقع ایک متنفس اس میں نہیں ہے آخر جب اس ماجوسے کا استفسار ہوا تو عورت نے لگی کہ اتفاق سے میں اس قلعہ میں رہ گئی جب تلوگوں نے محاصرہ کر لیا اور گزیر کی راہ سدود جو نظر آتی تو دروازہ و کنو بند کر کے فضیلوں پر چند بند و قین لیکر میں جا بیٹی اور اس تاریخ سے جس طرف سے دیکھتی تھی کہ تلوگوں نے قصداً پر چڑھنے کا کیا اوسی طرف جا کر پتھر کے چٹان اوپر سے لڑھکا دیتی تھی اور جو سنگ سے پتھا تھا اسے گولی سے مار لیتی تھی برابر میں ہی کہتی رہتی اور اس طرح سے ہمیں شکست ملی اور اگر دو روز سے پانی قلعہ کا نہ چک جاتا اور پیاس سے مجبور ہوتی تو ہر گز اپنی جان سے تلوگوں کے قلعے میں دخل نہ دیتی یہ کہتی ہوئی اس نے اپنی بات کی صداقت کر لیے

ختائیوں پر اوس ماجرے کو ثابت کر دیا تب صدائی واہ کی ہر فرد بشر کی زبان سے بلند ہوئی اور  
 سپہ سالار کو جو خبر پہنچی اوسنے جرات اور استقلال اور شعور کی داد دی اور شہنشاہ نے بھی اوسے بڑی کیر  
 عنایت کی الغرض سند مذکور سے فقہور کی اطاعت ان سپاہیوں نے قبول کی ہے اور مثل تار یوں  
 کے جانور پائنے کا بڑا شوق ان کو ہستانیوں کو ہے اور علینا بھی اونہیں کی طرح یہ میں لیکن رعیت  
 کرتے ہیں اور خدشہ کا موٹا کپڑا بٹے ہیں اور اون کا غالیچہ لپسا تھ بناتے ہیں کہ ختائی سوہاگر سب اوسے  
 بہت خرید کرتے ہیں ہانکی عورتیں عجب طرح سے بالوں کا سنگار کرتی ہیں چنانچہ جوڑا چاندی پر بانجھگر  
 سوم سے تمام سر کے بالوں کو چکنا تی ہیں جس طرح سے اوسے کی گمانیاں اور چھوٹے ٹانگے اور  
 کی دھانگر ٹیاں سامنے کی ٹانگیوں سے لٹھیرتی ہیں اور اگرچہ مستورات کا سنگار تمام دنیا میں  
 ایک نہ ایک طرح کی مصیبت سے متعلق ہے لیکن یہ عذاب اونکو کس طور سے پسند ہے اور سرسری  
 بڑی بلا بٹور کے کیونکر زندگی کرتی ہیں معلوم نہیں اور ساتھ اسکے برس میں چار دفعہ اوس موم کو چھوڑا  
 کر نیا چڑھانا بھی واجب ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ بڑا الاؤ جا کے سامنے بیٹھتی اور موم کو پھیلا  
 چھوڑاتی ہیں گویا آخر کار سنگار چھوٹے میں پڑتا ہے + اسی جلد کے پہلے دقہ کے چوتھے صفحے کے علاوہ  
 سے معلوم ہو وگا جو راقم نے اس قوم کے باب میں لکھا ہے کہ گوگ سبب کھڑی ناک اور بڑی آنکھ  
 اور ریش رکھنے کے کچھ نسبت تار یوں اور ختائیوں سے جو نبی آدم کی قسم بے ریشے سے نہیں  
 رکھتے ہیں اور معلوم نہیں ہے کہ اوس دیار کے اصلی باشندے یہ ہیں یا اونکا فرقہ اقوام ریشدار ہے  
 دیار سے باویہ پیمانی کرتا ہیں میں اگر ہاے الغرض ختائی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بد بھادا اور جو  
 ہوتے ہیں لیکن بعض تار یوں کا جو اتفاق اونکے بیچ میں جانے کا ہوا اونہوں نے نہایت رستہ عالم  
 اور صاف باطن اون لوگوں کو پایا فقط +

### چوتھو باب

احوال خبریہ مانی وان کا مسکواہل فرنگ فارموس کہتے ہیں +

مالانکہ صوبہ فوکنینگ کے بندر اور شہر ایمانی سے یہ جزیرہ ایسا قریب ہے کہ دن بھر میں

وہاں پہنچنا سہل ہے لیکن خانیوں کو وطن سے حبش کرنا اس قدر ناگوار ہے کہ سلسلے تک انکو  
 مطلق اسکی جبر تھی غرض جب سے غنغور کی تخت حکومت میں داخل ہوا تو کیننگ کا صوبہ دار اسپر  
 حکومت کرتا ہے۔ اسکی دو تقسیمیں ہیں شمالی اور جنوبی اور دونوں کے درمیان ایک قطار پہاڑوں  
 کی لکڑی ہے گو بذاتہ جزیرہ منقسم ہے اور صرف اسی قطار کی کچھ طرف کے باشندے سب غنغور کی تابع ہیں  
 اور انکے تین حصہ زیادہ نسل خالی ہیں کیونکہ جب پہنچتا تھا تو خانیوں نے اسکی کچھ طرف کے باشندے  
 اور یہاں آئے تھے مگر یہاں پر ب طرف اصلی باشندے رہتے ہیں جو محض وحشی ہیں اور انکا حال  
 مطلقاً معلوم نہیں کیونکہ وہاں کسی اہل فنک کا گز نہیں ہوا اور سوا ولایتوں کے کسی قوم کو یہ جرات  
 نہیں کہ دفعہ تن تہن ملک غیر میں جاوے اور کسی حال کو دریافت کرے۔ ۱۳۳۲ء میں ولندیزیوں  
 نے اس جزیرے میں قدم رکھا اور وہاں قلعہ تعمیر کر کے اسے اپنا پایہ تخت بنانے لگا۔ لیکن  
 درپیش برس کے بعد کاک زنگا دریائی دیکھتے تھے اور کاشتر و قلعہ چھین لیا بلکہ اس دیوار سے انکو  
 نکال کے خود وہاں پر مقیم ہوا جیسا کہ اسی جلد کے ۱۵۰ صفحہ میں ذکر کیا گیا ہے غرض انہیں اس  
 میں سے جو ولندیزی اور کاک زنگا سے ہوئیں ایک کی یہ نقل ہے کہ جب اس دیکھتے تو زبلا نڈیا  
 کے قلعہ کو محاصرہ کیا تو پادری ہام روکاک صاحب کو جو سیران جنگ سے تھے اسے ولندیزی  
 حاکم قلعہ کے پاس پیغام اس مقام کے جلد خالی کرنے اور ملک سے نکل جانے کا بھیجا اور  
 رخصت کرتے وقت یہ وعدہ لیا کہ جو غرض پھر نہ آوے اور سوال کا جواب خود پونچا وے چنانچہ  
 وہ شخص باخدا قلعہ میں آیا اور ولندیزیوں سے کہا کہ تم ہرگز ایسے بدکردار مردم آراؤ دیکھتے کہ وہاں  
 داخل نہ دو اور چندے اور بھی محاصرہ کو گوارہ کرو دیکھو تو پونچہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اور  
 ان کفار کا تہ بعد از ہونا میں نامردی ہے غرض اس طرح کے بہت سے کلمے کہ پادری صاحب  
 اور ملحقین پھر اس دیکھتے کی اسپر میں جانیکو موافق وعدے کے جو نہیں چلے ولندیزیوں نے  
 منزلت اور التجا کی کہ وہاں دیکھو کہ جاتے ہی جاتے جاؤ گے اور اسکی دونوں جہان بیٹوں نے بائیں کلمے  
 لپٹ کر دونا اور یہ کہنا شروع کیا کہ تم بے دار و قور پر رحم کرو اور اپنی جان ہفت میں نہ دے لیکن

یہی جواب اوس بہادر نے دیا کہ مرد کی بات ہانی کا دانت ہے جو منہ سے نکلا سو نکلا اور خیر روز  
 کی زندگی اگر دروغ گوئی سے ملی بھی تو کیا لطف ہے آخر شکر و کثرت کے پاس پھر گیا اور جو کچھ خود  
 اوس نے کہا تھا اور ولندیزیوں نے جواب دیا تھا سب موبہا اوس کا فرید کیش کے روبرو دہر دیکھا یہاں  
 کہ قہر نے انہی جگہ سے تڑپ کر اوس بدکردار نے پادری صاحب کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا  
 تاریخون کی سیر کرنے والے اس نقل کی مثال اوس ماجرے میں پاؤں کے جو تباخ روم قدیم سے ظاہر  
 کہ رگولس سپہ سالار روم اسی طرح سے جب کار تھج یعنی افریقیہ کی فوج نے اوس سے اسیر کیا  
 ایسے ہی وعدے لیکر روم کو بھیجا تو اوس نے بھی ایسی ہی صلاح صلح نہ کرنے کی دی اور  
 اپنے قول کے ایفا میں دشمن کے قبضے میں خلاف سب کی امتناع کے اپنے کو  
 پہنچایا اور اسطرح سے اون لوگوں نے بھی اوس سے مار ڈالا ۶ غفور کا کھٹی کے عہد دولت  
 میں یہ جزیرہ ملک تھا کے تحت میں آیا اور دارالامارتہ اوس کا ٹائی وان کہلاتا ہے اور اس قدر  
 آباد اور اجناس سوداگری سے معمور ہے کہ قحاک کے اکثر چھوٹے شہروں سے بدرجہ اولیٰ  
 ہے اور بہت آہستہ اور دونوں پٹی پر دکانیں اس افراط سے ہیں اور غل بیچنے اور  
 والوں کا ایسا رہتا ہے کہ کاشان کے شہر میں بھی ایسا مجمع کم ہوتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے  
 کہ بندر عظیم الشان ہے اور دنیا کی چیزیں وہاں میسر ہوتی ہیں ۷ یہ جزیرہ ایسا زرخیز ہے  
 کہ علاوہ افراط تمامی اقسام اجناس کے عجیب بات ہے کہ جتنے میوے کہ بعض قلیون  
 میں مخصوص ہوتے اور دوسرے میں میسر نہیں آتے ہیں وہ سب یہاں پیدا ہیں  
 اور ایک ہی سرزمین سب کو موافق ہے ۸ اس سے عجیب تر یہہ ماجر ہے کہ اکثر چٹانی  
 کے حق میں پانی اوس شہر اور نواح کے اطراف کا ہلال کی خاصیت رکھتا ہے اور جسے  
 ڈھٹائی سے پیا گیا شربت موت چکھا اور کسی ملک کا باشندہ کیوں نہ ہو اس جزیرے کا  
 پانی پینے پندرہ دن میں یا اوسے ہلاک کرتا ہے یا ایسا موافق ہوتا ہے کہ مرض اس کے  
 نزدیک جلد نہیں آتا ہے اور اسی سے ثابت ہے کہ راقم نے جو اوسے ہلال قرار دیا

تو بیجا نکلیا کیونکہ سنیات کی یہی خواص ہے غرض جو اصلی باشندے ہیں ان کے حق میں وہ آب حیات ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ جہان پانی ایسا مفسد ہے وہاں ہوا بہت لطیف اور صحت آور ہے اور بیماری کی صورت کمتر نظر آتی ہے غرض سوداگر اور جو اغیار وہاں رہتے ہیں دوسری جگہوں سے پانی منگوا کر پیتے ہیں + اس جزیرے کے اصلی باشندوں کے درمیان بیاہ طرفین کے عشق سے ہوتا ہے اور صورت اوسکی یہ ہے کہ جب کوئی نوجوان کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے تو پان سات روز تک اوسکے پیچھے ہٹتی بجاتا چلا جاتا ہے اگر جذب عشق نے چھو کر کے دل کو کھینچا اور افعیان کامل کو اوس لطیف بابے نے رجھایا اور آنکھوں میں عاشق بھایا تو فوراً اپنے والد کے یہاں اوسکو وہ لیجاتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ میں اس سے رہنی ہوں مجھے بیاہ دو غرض بعد ہوتا کے اوسی تاریخ سے دولہہ اپنی سسرال میں سکونت اختیار کرتا اور اپنے باپ مان کے گھر پھر نہیں جاتا ہے اور اسی سبب سے یہاں کے باشندے بیٹی کی بہت تمنا رکھتے ہیں کیونکہ اوسکا شوہر بیٹے سے زیادہ ہوتا ہے + سترہ ۱۶ میں ایک ایسا طوفان اور زلزلہ اس جزیرے میں ہوا اور سمندر کا پانی ایسا بڑھا کہ لکھا آدمی بہگئے اور مارے گئے اور جو بچے خانہ ویران رہے اس واردات کا حال شکر فغفور نے اپنی ستم رسیدہ رعیتوں کی بہت دلجوئیاں کیں اور غلہ اور روپیہ افراط سے بخشا بلکہ ہر ایک کا گھر بنوایا لیکن مصلحت ایزدی کے تباہ کیے ہوئے کو انسان کیا فروغ دے سکتا ہے اور وہ بات جو قبل تھی ایسی مٹ گئی کہ امید اوسکے عود کرنے کی باقی نہ رہی بائیس فغفور کو اس علاقے سے محال کثیر ہے اور اگرچہ چھ برس بعد اوس طوفان کے بلوا عظیم اوس جابرمانڈرینوں کی بزدکاری سے ہوا لیکن اب امن ہے فقط

### پانچواں باب

احوال کوئیا کی سلطنت کا جوباج گزار خٹاکی ہے



اہل فرنگ کے جغرافیہ میں یہ ملک کوریا کہلاتا ہے لیکن ختائی سب اس کو کاولی کہتے ہیں + اوتر کی طرف زمین اسکی ختائی ترکستان سے ملی ہوئی ہے اس سبب اطلاق جزیرے کا اوسپر نہیں کیا جاسکتا ہے ورنہ مینون طرف بحر محیط گرو ہے + اہل یہان کے باشندوں کی کسی قوم تار سے ہے لیکن یہ لوگ مثل مانچوتار کے اپنے کو دیوتوں کی اولاد قرار دیتے ہیں اور نوع آدم سے اپنے زعم میں فضیلت رکھتے ہیں اس ملک کا بادشاہ باج گزار اور تابعدار مغفور کا ہے لیکن اپنے ملک و رعیت پر مختار مطلق ہے غرض جب صاحب تخت فوت کرتا ہے مغفور کی طرف سے دو تین امیر عالی رتبہ شاہزادے و لعیہ کو باپ کا قائم مقام کرنے کے لیے روانہ کیے جاتے ہیں اور جب تک وہ نہیں پہنچتے ہیں امور سلطنت کے ملتوی رہتے ہیں + جاپان کے جزیرے والوں نے مسیحی مین اس ملک میں اپنا دخل اور تصرف کیا غرض جب مانچوتار کا وزیر ختایں ہوا اہل کوریانے اسے مدد لیکر ظالموں کو اپنے ملک سے نکال دیا اور مغفور کی اطاعت کو قبول کیا + ملک ان لوگوں کا وسیع اور زرخیز ہے اور آٹھ صوبے اور چالیس پرگتے میں تقسیم ہے اور اوسچین تینتیس شہر بڑے اور سو سے زیادہ چھوٹے ہیں اہل کوریا اکثر نیک نہاد اور جریح اور سلیم الطبع ہیں اور تحصیل علوم اور فنون میں زود رس اور علم کے ایسے قدردان کہ جب کوئی سوداگر کسی کے یہاں کتاب فروشی کو جاتا ہے تب خریدار پاک و صاف ہو کر اوپر چلے کپڑے پہنتا ہے اور لوہان جلا کر سجدہ کر لیتا ہے بعد اوسکے کتابوں کو دیکھتا اور اونکی قیمت کرتا ہے + مردے کو تین برس تک یہ لوگ دفن نہیں کرتے ہیں اور صندوق میں بند کر کے اپنے مکان میں رہنے دیتے ہیں اور جب زمین کو اوسکی امانت سونپتے ہیں تو جتنی چیزیں گزرے ہوئے شخص کو زندگی میں عزیز تھیں سب قبر کی چاروں طرف رکھ دی جاتی ہیں اور مائتی لوگ اگر چاہتے ہیں تو اوٹھا لیجاتے ہیں + باپ ماں کا غم تین برس تک اور بھائی بہن اور دوسرے

عزیزوں کا تین مہینے تک یہ لوگ کرتے ہیں اور اس عرصے میں کسی طرح کی شادی نہ اپنے گھر میں کرتے اور نہ اوروں کے مدعو ہوتے ہیں + علوم اور مذہب اور بعض دستورات اور پوشاک ان لوگوں کی خاتونوں سے اخذ کیے جاتے ہیں مگر بعض باتوں میں فرق ہے چنانچہ انکی مستورات پر وہ نشین ہو تین اور مردوں کی صحبت میں بیہوشی نہیں سوارے اسکے ماں باپ کو اختیار اپنی اولاد کو بیاہ دینے کا ہے اور طرفین میں محبت جب ہوتی ہے تب اہل فارموسا کی طرح انکے یہاں بھی صورت بنتی ہے + اجناس کی اقسام بیان لا فراط سے پیدا ہوتے ہیں اور معدن سونا اور چاندی اور لوہے کے پہاڑوں میں موجود ہیں اور ایک قسم کا کاغذ کپاس کا بنا ہوا خٹاکے مصور بہت خواہش سے منگواتے ہیں کیونکہ تصویریں اس کاغذ پر بہت جلوہ پاتی ہیں اور چونکہ مغفور کو اسکی حاجت دو لٹخانے کی آراشکی کے واسطے ہوتی ہے اس لیے باج کی چیزوں میں یہ رقم داخل ہے +

## چینا باب

احوال مملکت چین کا جو بابگذا رختا کی ہے

مملکت ماچین کی بافضل ترین تقسیمیں ہیں یعنی ملک کام بوج اور ملک ٹان کینگ جنہیں صوبہ مقرر ہیں اور خاص طبقہ ماچین جہاں بادشاہ خود رہتا ہے اور دوسرے چودہ برس قبل حضرت عیسیٰ کے مغفور چینگ وائی بہادر و مدبر و مہمانی دیوار خٹانے پہلی دفعہ ملک ٹان کینگ مذکورہ بالا پر جو اس وقت تینوں تقسیموں میں نہ تھا بزرگ شہر داخل کیا اور یہاں گروہ خاتونوں کے وہاں بھی بکراؤں لوگوں کے درمیان تخم آدمیت کا بویا کیونکہ قبل اس ایام کے بہایم سے بہتر وہاں کے لوگ تھے اور نہ علم نہ مذہب نہ ریاست کی صورت اور نہ بیاہ وغیرہ کا کچھ سرشتہ جاری تھا تب یہ تینوں ملک جواب سلطنت ماچین کے صوبہ کہلاتے ہیں داخل صوبجات خٹانہ کے تھے + سنہ ۱۲۴۱ مسیحی میں اس ملک کی دو عورتوں نے

بلوای عام شروع کیا اور انکی جرات اور عقل سے مدت تک قتل یون کو عاجز رکھا اور انکے  
 مارے جانے سے فساد نے طول نہ کھینچا ورنہ جیلح یہ فتنہ شروع ہوا تھا اگر اختتام تک  
 اوسکے جیتے جی نہ پہنچتا تو اسی ایام میں نحا کا دور اوس ملک میں باقی نہ رہتا غرض کہی سو  
 برس تک یہ بل چل اس ملک میں برابر تھی کہ اگر تمام دنیا کے سب اقلیموں کا بکھیرا ایک جگہ  
 جمع ہوتا تو مقابل میں نہ آتا چنانچہ کبھی بغفور کی حکومت تھی اور کبھی بلوے کی صورت نظر آئی  
 گا ہے دو دعویدار تخت کے درمیان آپس ہی میں چلتی تھی گا ہے اور ملکوں میں اون کی  
 یورش ہوتی تھی اور گا ہے اوس طرف سے عوص کی بنا پڑتی تھی آخر الامر حب بغفور نے  
 نے دیکھا کہ ان لوگوں کو غیور کی حکومت ناگوار ہے لڑائی سے دست بردار ہوے  
 اور ایک شخص کو شاہ مان کینگ کا خطاب دے کے اور اوس سے باج قبولوا کے  
 سنہ ۲۶۳ مسیحی میں الگ ہو گئے غرض سنہ ۱۲۶۶ مسیحی میں ملک میں بل چل دھیکر  
 پھر اپنا دخل کیا لیکن بائیس برس کے بعد دوبارہ ایک ملکی سردار کے حوالہ کر کے  
 اوس ملک سے کنارہ کش ہوے غرض سنہ ۵۵۵ مسیحی میں شاہ مان کینگ کے  
 طوق اطاعت کو اہل مانچین نے گلے سے اتار ڈالا اور انکے سردار نے شاہ مان  
 کا لقب اختیار کیا اور محض سر خود ہو گیا اور ادھر تو اوس ملک کا شاہ مان کینگ کے ہاتھ  
 سے نکل جاتا تھا ادھر اوس کے یہ سالار نے اوسکا ویسا قبضہ کر لیا کہ اوس تاریخ سے  
 سنہ ۵۴۷ مسیحی تک ملک مان کینگ میں یہ حال تھا کہ بادشاہ صرف برائے نام  
 نمود تھا اور اس سپہ سالار کی آل و اولاد کے ہاتھ میں کل اختیار تھا اور جس شخص نے  
 اس تیاست کی بنا کی اگر چاہتا تو خود بادشاہ ہو کر صاحب تاج کو تخت پر سے اتار دیتا  
 لیکن برا عقلمند اور دور اندیش تھا کیونکہ صرف نام بھرا دسکو چھوڑ دیا اور سب طرح سے قابض  
 مطلق خود ہوا اور بادشاہ کو اوسے کہا کہ پیر و مرشد کو خدا نے سلطنت حصول آرام کے لیے  
 دیا ہے اور بندگان شاہی کے نصیب میں دوسرے لکھا ہے پس حضور عیش کریں اور

ناچیسرا مرون کی طرف خیال نفر ماردین کیونکہ ہم لوگ آخر ش کسبدن کے لیے ہین الغرض  
اس اسطرح سے فقرے دیکر بادشاہ کو محسوس میں اوسے داخل کیا اور آپ انجام سلطنت  
میں مصروف ہوا بلکہ اپنے خاندان کی ترقی اور بہبودی کو دوام کے لیے قائم رکھنے کی یہ  
صورت اوسے نکالی ہے کہ عمدہ سپہ سالار کا موروثی ہووے مگر سنہ ۴۸۸ء ایسی میں صل بادشاہ  
زمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لی اور وہ ایسا مدبر تھا کہ اہل ماچین کو باج گزار کیا غرض سنہ ۴۸۸ء ایسی میں  
بلوالمک میں ہوا اور تین بجائی بنام مسین نے علم بغاوت کا ایسا دہ کیا اور اگرچہ او تین ایک شخص بنا  
اور دو کشتکار تھے لیکن ایسے مدبر اور بہادر کہ شاہی فوج اور ختا اور ماچین کی فوجوں کو جو بد کے  
لئے آئی تھیں سب کو ان قہیون نے متواتر شکست دی آخر الام لڑتے بھڑتے ستائیس برسوں  
میں ادن باغیوں کو جو اوس عرصے میں خود بادشاہ ملک مان کینگ کے ہوئے نوشاہ ماچین کے سر کیا اور  
برسوں کے بعد اونا تمام ملک ماچین کے قبضے میں آیا اور مسیحی میں کام بوج میں اوسکا دخل ہوا اور آج تک مملکت  
ماچین کے شامل یہ دونوں ملک ہین جیسا کہ صدر میں مذکور ہوا الغرض خاص ملک ماچین کے  
گیارہ صوبے ہین اور سونا اور لوہا اور دندان فیل و صندل اور قسام طرح کی قیمتی لکڑی اور روم  
اور گول مرچ اور دال چینی اور ریشم اور روئی اور چینی اور کئی طرح کے چانول کی پیدائش یہاں  
افراط سے ہوتی ہے اور اس دیار میں بارش کا ایام کاتک مہینے میں شروع اور چیت میں  
تمام ہوتا ہے اور جیٹھ بیا کھ میں جب ہندوستان کی چل اپنا اندھا چھوڑ دیتی ہے اور ش  
آفتاب کو بیٹھنے کی پرورش کے لیے کافی سمجھتی ہے اور بوقت ماچینوں کے دانت مثل  
پانے کے پختہ قرار باز سر مین بجا کرتے ہین ۴ ہونی کا شہر ماچی تخت ماچین سات کوس  
کے دائرے میں ہے اور سواے شاہی مکانات کے باقی گھر سب لکڑی کے ہین اور  
کچھ ل کی چھاؤنی ہے اور اکثر کے گرد خانہ باغ ہونے سے کمینیت یہ دکھائی دیتی ہے  
گویا ایک باغ وسیع میں ہزار ہا عیش گاہ بنے ہوئے ہین اور دریا کے کنارے ہزار ہا  
واقع ہے اور بہت سی نہریں شہر میں بہتی ہین اور چونکہ حسن شہر کے لیے جو قہیون خیر ضرور ہین

وہ یہاں موجود ہیں یعنی آب و سبزہ و وسعت اس سبب سے ہوئی کا شہر بہت خوب اور قابل انسان کے رہنے کے ہے اور پادشاہ اسی میں رہتا ہے اور اگرچہ وہ دوسرا ہے لیکن فغفور کا تابعدار کھاتا ہے اور تحائف نذرانے کے طور پر ہمیشہ بھیجتا ہے اور چونکہ مدت تک یہ ملک ختا کی عملداری میں تھا اس سبب سے اکثر قاعدے اور دستور العمل وہاں اس ملک میں بھی جاری ہیں اور بعض رسمیں جو فوق ہے بوجہ خاصیت ملک اور جلی خلق سمجھے قلعے اس ملک میں کم ہیں مگر آٹھ سو جنگی ہائی اور دو سو کشتی ایک ایک توپ گولی پر لیے اور چھ سو چھوٹی بڑی ناوین واسطے جنگ کے اور پچاس ہزار سپاہ ہمیشہ مہیا رہتے ہیں اور دولت سر کے گرد بارہ سو توپیں جوتی ہوئی ہیں اور نقل ہے کہ ایک شخص اہل برتکین کسی ایام میں اوس دیار پر جہاز کی تباہی کا مارا ہوا جا پہنچا تھا اور توپ ڈھالنا اون لوگوں کو اوس نے سکھایا بلکہ کہتے ہیں کہ قریب ہزار توپ کے اوس نے خود طیا کین ماؤرنگ لے آئے تھے اہل ناچین کو بتلایا + اس ملک کے لوگ بہت خلیق اور سلیم الطبع اور مسافر پرور ہیں نہایت شہوت پرست اور زن مریدا و رنچ رنگ کے عاشق ہوتے ہیں اور ایک رسم انکے یہاں عجیب و غریب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی علوت کا گویا کمر اس سے اور طبیعت اوسکی ہمیشہ اوٹھیں چیزوں کو نیک یا بد سمجھتی ہے جسکو بچنے سے مہربانہ کی نگاہ سے دیکھتا آیا ہے چنانچہ مان باپ اپنی بیٹی کو اور شوہر اپنی جوہ کو خواہشمند کے دھمچندے کے لیے حوالہ کر دینے میں تامل نہیں کرتے ہیں اور زیادہ تر حیرت کی جاتے ہیں کہ اوس ملک میں یگانوں سے اغیار و سافروں کی زیادہ تر خاطر ایسے امین کی جاتی ہے اور اگرچہ مسافر پروری صفت اعظم ہے لیکن یہ البتہ اوسکی تقریظ مایل معیوب ہے + ایک طرح کا درخت مخصوص اس ملک میں پیدا ہوتا ہے جسکے پتوں سے ایک سبز رنگ چھوایا جاتا ہے اور مثل نیل کے ٹکیوں میں جا کر بیجا جاتا ہے اور رنگ اوسکا زمرہ گون اور طوطے کے پر کو شرمندہ کرتا ہے + اکثر جانور درندے چرندے اور

پرنس جو ہند میں ہین ماچین میں بھی ہین بجز گیدڑ اور لومڑی اور خرگوش اور گدھے اور بھیر کے جنکی پیدائش نہ اس ملک میں نہ سیام میں ہوتی ہے اور میل سفید جتنے ملتے ہیں پرستش کے لیے معبد شاہی میں بڑے تکلف سے رہتے ہیں + دودھ کسی جانور کا اس ملک کے باشندے استعمال میں نہیں لاتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ دیوتوں نے دودھ بچے کی پرورش کے لیے مان کی چھاتی میں اوتارا ہے اور اسکو پینا بچوں کا حق تلف کرنا اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا ہے + ملک مان کینگ میں جواب ماتحت مملکت ماچین کے ہے آٹھ صوبے ہیں اور کیچو کا شہر پائے تخت سابق آباد اور دلکشا جگہ ہے اور نہایت فصاحت کے ساتھ اجناس تجارت سے معمور اور کثرت خلق کے لیے مشہور ہے اور لکڑی کے مکانات کھیرل سے چھائے ہوئے ہیں اور مقدور والوں کے گھر انواع نقشکاری اور تکلفات سے آراستہ اور پیراستہ ہیں چنانچہ کسی کا مکان سرخ رنگا ہوا سبز کھیرل سے چھایا ہوا ہے اور کیکی دیواریں زرد یا سبز ہیں اور چھاونی سرخ یا سیاہ ہے اور امر کے بعض حیث گاہ بالکل صندل کے بنے ہوئے ہیں اور دیا اور نہروں سے زمین اس قدر شاداب رہتی ہے کہ ہر فصل وہاں کی چوتھے مہینے میں کشتی ہے اور پانچ رنگ کے چانول اس ملک میں پیدا ہوتے ہیں یعنی سفید مثل ذرہ بلور اور سیاہ باتاب مثل حشم یا روز و مثل لاجورد اور سرخ مثل بایقوت کے ہوتے ہیں اور ایک قسم خوشبودار ہے جو امر کے دسترخوان پر چنا جاتا ہے اور ان پانچوں قسم چانول کو ملا کے اگر کوئی لکھنؤ کا باورچی پلاؤ پکا دے تو راقم کا اگر اختیار چلے تو ناظرین تانچ چین کو خوب کھلا دے + اس ملک کے لوگ میانہ اور گندم رنگ ہوتے اور کسی ترکیب سے دانتوں کو سیاہ رنگتے ہیں اور ایسے بہایم ہیں کہ دندان سفید کو دندان سگ کہتے ہیں حالانکہ قول شاعر کا سچ ہے جب معشوق کی طرف خطاب کر کے کہتا ہے ملے مستی رتبہ دانتوں کا بہت کم کرو یا + کیا غضب تنے کیا ہیرے کو نیل کر دیا + سو اس عیب کے یہ لوگ زربست اور کج باطن ہیں اور غیر دل کو



ٹھکنا نہ جانتے ہیں اور دروغ گوئی اگر ساتھ لطف اور فائدے کے ہو تو اس سے  
 عقل کی دلیل سمجھتے ہیں + بیماریاں جو ہر جگہ کم و بیش ہوتی ہیں لیکن جذام اس  
 کثرت سے ہوتا ہے کہ ہر صوبے میں دو ایک موضع فقط کوڑھیوں سے بسا ہوا ہے اور  
 اوس جگہ جو اس مرض میں گرفتار ہوتا ہے داخل کیا جاتا ہے اور آئین ملک ہے کہ اگر وہاں  
 نکل کر کوئی جذامی شہر میں آوے تو جب کاجی چاہے بے تامل مار ڈالے اور اوسکی نہ داؤتہ  
 ہوتی ہے اور وہاں پر جذامی مردوں اور عورتوں میں بیاہ ہوتا ہے اور اوسکے لڑکے بالے  
 والدین کے مرض کی لیے جہاں میں ایذا میں اوٹھانے آتے ہیں اور سرکار نے بھجوری  
 اس امر میں اجازت دی ہے کیونکہ خاصہ اوس مرض کا شدت باہ ہے اور اون لوگوں کو  
 خواہش مقاربت کی اس شدت سے ہمیشہ ہوتی ہے کہ اگر مباشرت موقوف ہووے تو یہ باؤ  
 بجاوین اور اپنے کو یا اوروں کو ہلاک کر ڈالیں + کو بازلی یا ہاتھ پاؤں کے معذور یہاں کم  
 ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی سال میں دو ایک دفعہ شب کو ایک مطلوب ہوا ملک موت کی پیدا  
 اس ملک پر سے بہہ جاتی ہے اور جو اسکے سامنے پڑتا ہے یا تو دفعہ ہلاک ہی ہو جاتا  
 ہے یا لقوہ و فالج میں ایسا گرفتار ہوتا ہے کہ باقی عمر جو ہوتی ہے سخت مصیبت سے کٹی ہو +  
 اہل ٹان لین کے کئی مذہب ہیں چنانچہ بعض شخص دنیا کو قدیم اور خدا کو واحد جانتے ہیں  
 اور نیک کردار کی روح کی بقا اور بد اطوار کی روح کی فنا کے قائل ہیں مگر بعض بودھ کو بوجتے  
 ہیں اور تناسخ کو درست کہتے ہیں لیکن وہاں کی عوام الناس تمام دنیا کی بلا کو پرستش کرتی ہیں  
 اور ایسے وسواسی اور وہمی اور بے وقوف ہیں کہ بعض بعض زمین دان کی قابل مضحکہ کے  
 ہیں اور بعض پر شدت سے کراہیت آتی ہے فی اشل جب دو تین دن اوسکے نوروز کو  
 رہتے ہیں جتنے بڑے اور بڑھیاں ہوتی ہیں سب اپنے اپنے گھر چھوڑ چھوڑ کے  
 مندروں میں جمع ہوتے ہیں اور جب تک نوروز کا دن پھر دوپہر نہیں گزرتا ہے خوف جان  
 سے اپنی جائے پناہ کو وہ نہیں چھوڑتے ہیں اور باعث اس چھپ رہنے کا یہ ہے

کہ شیطان بقول اوس کے اوس عرصے تک گلی گلی سن رسیدہ لوگوں کی تلاش میں دوڑا پھرتا اور جب کو سامنے پاتا ہے جہنم میں گھسیٹ لیجاتا ہے غرض نوروز کے دن اگر کوئی اجنبی مسافر ناان کین کے شہر دن یا بستیوں میں چلا آوے تو راہوں میں یہ سناتا پاوے کہ گمان محلہ خاموشان کا اوسے ہووے اور دوسرا سب اسکایہ ہے کہ اوس مذکور کوئی شخص اپنے گھر کے باہر بیلگون کے خوف سے نہیں نکلتا ہے اور سب کو یہی وہم رہتا ہے کہ اگر نوروز کو کوئی آفت آوے یا شگون بد کی طرح ہووے تو سال کے سب دن مصیبت میں کھینکے اور اگرچہ یہ بیات مضحکہ کے قابل ہے لیکن اسکے سوا ایک اور شوشہ شیطان نے اوس کے کان میں ڈال دیا ہے کہ نوروز کے غرنے کو یا ایک آدھ روز کے قبل یا بعد اگر کسی آدمی کوئی جان سے مار ڈالے تو قاتل کو اوس سال میں بہبودی اور ترقی جمیع امور دنیوی میں ہووے اور اس باعث سے عوام الناس اور جہاں کو فکر کسی کے مارنے کی اوس یام میں ایسی ہوتی کہ لوگ مارے ڈر کے کئی روز تک خایہ نشین رہتے ہیں اور بادشاہ کی طرف سے بھی پیر چوکی جاسجا متعین ہوتی ہیں تاکہ خون نہونے پاوے لیکن اوس پیر بھی صد ہا آدمی ہلاک کیے جاتے ہیں فقط

### ساتواں باب ملک تخت کا احوال

تخت کے دو صوبے ہیں جو میں اورین نان اور ملک برہمہ اور ملک تانا قوم محل یہ سب تخت کے چاروں طرف واقع ہیں اور طول میں شرقاً و جنوباً چھ سو نو تے کوں ہے اور عرض میں شمالاً و جنوباً دو سو چتر کوں ہے اور اگرچہ لاسے کے نام سے تخت ہر کسی کو معلوم ہے لیکن وضع ہو کہ لاسہ فقط اوس صوبے کا نام ہے جس میں لامہ گرد کا پایے تخت ہے اور سطر سے عوام الناس ہند تمام انگلستان کو لندن کہتے ہیں حالانکہ لندن صرف پایے تخت مملکت ہے لاسہ مسیحی سے اور ہر کا کچھ احوال

اس ملک کا ختائی تاریخوں میں مندرج ہے اور اوس کے اعتبار سے ہم لوگوں کو بھی کچھ معلوم ہے لیکن اوس کے قبل کے جو تذکرے ہیں بعض میں اس قدر اختلافات واقع ہیں کہ بالکل پرصداقت نہیں ہوتی اور بعض کی روایتوں میں یہاں تک مبالغہ ہے کہ پرند قیاس کو وہاں تک رسائی نہیں ہوتی ہے الغرض اس قدر تحقیق ہے کہ اوس ملک کا ایک بادشاہ تھا تمام ملک کا مالک اور طوفان کے لعنت سے مشہور لیکن سنہ ۶۳۴ مسیحی تک اوس سے اور فغفوران چین کے راہ درہم کی کوئی صورت نہیں ہوئی تھی غرض اوس سال میں سی لون کان تبت کے طوفان عینی بادشاہ نے پہلے اپنے ایلچی کی معرفت فغفور کے حضور میں مجرا اور کورنش کیا کہ اوس سرکار عالی میں وہ قبول ہوا اور حیا و دھرم سے دعا کی راہ موافقت کی گئی اور بعد سات برس کے فغفور نے اپنی بیٹی اور نکاح میں دی اور اوس سبب سے طوفان کے بازو میں یہ قوت آئی کہ رفتہ رفتہ اوس نے اپنی حکومت کے دائرے کو چڑا کیا اور ختا کی کچھ طرف جتنے سردار تھے سب سے باج لیا اور دوسو برس تک اوس کے گھرانے کا وہی زور و شور رہا لیکن اوس کے بعد وہ معرین ادبار میں آیا اور سنہ ۹۰۰ مسیحی میں اتنا ضعف طوفان کی حکومت میں آیا کہ کئی سردار خود کشاں ہو گئے اور کئی شخص لامہ عینی بودہ کے پوجاریوں کے زمرے سے اتنے قوی اور دولت مند اور صاحب زمین اور رعایا ہوئے کہ شل بادشاہوں کے راج رجنے لگے غرض پھر بھی فغفور کی تابعداری میں رہے آخر کار جب قبلانان ختا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اوس نے تبت کی طرف آنکھ اٹھا کر جو دیکھا تو بے نظام پایت اوس مدبر نے نظیر صاحب قلم و شمشیر نے اوس ملک کا اسطرح پر بندوبست کیا کہ ایک شخص لامہ کو اوس نے مالک کل بنایا اور خطاب کروکا دیا اور انوار طرہ سے مرتبہ اور خطاب و شاہی عمدہ عطا کیا غرض اوس تاریخ سے لعنت لامہ کروکا والی تبت کو ملا ہے اور اوس فغفور نے اپنے دین کا معلم اوس سے بنایا اور شاگرد فقہ میں خود بھی ہوا اور چونکہ باقی لامہ سب بھی اہل جاہلداد اور حکومت تھے سب کو خطاب سلطان کا سنہ ۱۴۱۴ء میں چین کی سرکار سے عنایت ہوا لیکن سب نے انہوں کو لامہ کروکا کے تھے الغرض سنہ ۱۴۱۷ء تک بحر و چار بلوے کے تبت میں امن رہا لیکن اوس

سال میں قلماق تیار کے سردار نے افواج کثیرہ اور قاهرہ لیکر قبت پر تاخت کیا اور لامہ گرد کو بری شکست دی یہاں تک کہ لامہ سب فقط جان لے لیکر بھاگے اور انکے خانقاہ لٹ گئے اور ہانکی دوت بے انتہا قلماق کے ہاتھ چڑھی تب دن لوگوں نے فقور کا سنی کی دہائی دی اور اکثر دن نے اس کے دہن و دولت کے سایہ میں پناہ لی اور اس مرد شمشیر زن و دشمن شکن نے انکو ایسی داد دی کہ لامہ گرد اپنے تخت پر پھر جا بیٹھا اور بہت سال بھی غارتگری سے بازیافت ہوا اس کے بعد عشرہ اے تک ہر طرح پر قبت میں امن و امان رہی کیونکہ فرے فرے سے بلوے جو اس عرصے میں مثل شر کے پیدا ہوئے اور فوراً غائب ہو گئے قابل تذکرہ کی اسی بڑی تاریخ میں نہیں ہیں لیکن اس سال میں اہل خیال ناحق بے وجہ فقط لوٹ اور غنیمت کے لالچ سے ساتھ جمعیت کثیر کے قبت میں دفعہ چاہٹے تب بیچارے لامہ سب گھر دروازے اور مال و متاع چھوڑ کر ایسے بدحواس بھاگے جیسے کبوتر کے غول میں جب باز گرتا اور ہر فرد کو پریشان کر دیتا ہے اور چونکہ میٹھو کو مہو کے خانقاہ کی دولت بے انتہا کی افواہ اولن لوٹروں کو طمع دیکر پہاڑوں سے اوتار لائی تھی اسی مقام پر یہ سیدھے چاہنے اور سقد نقد و جنس اٹھا لینگے کہ اگر اسکو قارون دیکھتا تو اپنے گنج کو ایک ٹپ پونجیے صراف کی پونجی جتنا اور اس خانقاہ کے طول و عرض کو اسی سے سمجھا چاہیے کہ اوسکی چار دیواری کے اندر چار پانچ مکان فقط گوشائیوں کے رہنے اور عبادت کرنے کے ہیں اور لامہ گرد کی دولت سرکاری ہزار کمر کی اوسکے اندر واقع ہے اور اس کی آرائش میں جو تکلفات بیغایات اور جواہرات افراط سے خرچ ہوئے تھے اگر صرف ایک فرد فقط اولن چیزوں کی اسم نویسی کی لکھی جاوے تو بڑی سی جلد بے طیار ہووے اس کے سوا اور امر اور لامہ کے مکانات اور دیورے اور مقبرے چھوٹے بڑے کتنے ہیں اوسکا حساب نہیں انظر اس خانقاہ کو جب نیلے سب لوٹ کر چلے گئے تب فقور کا سپہ سالار جبار فوج تیار لیکر لامہ کی مدد کو لاہر میں داخل ہوا اور جب ہانکی خرابی اور تباہی کا حال دیکھا تو زیادہ غضبناک ہو کر فوراً اولن لوٹروں کے تعاقب میں سرحد نیپال میں جا پہنچا اور جب ٹینگرے کے میدان پر کیا فوج نیپال اور تباہی سے مقابلہ ہوا اور دونوں طرف کی سپاہیں اسی جلی اور اتنی خونریزی ہوئی کہ نہ دیکر شہید تھی نہ

حق کی طرف سرسری رہی اور نیپالیوں کو شکست ملی جوین جیون قدم اونٹن چھپے ہٹا تھا یوں کانگے بڑھا  
 آخر شہر دوبارہ جب لڑائی ہوئی نیپالیوں کو یہی کامل شکست ملی کہ وہ التجا لائے اور ہزار ہفتوں کے  
 ساتھ چٹان شی چاہنے لگے تب تھائی سپہ سالار نے جو جو فرمایا اور یھین بجایا لٹا پڑا یہاں تک کہ لکڑی لٹ  
 و متلع جو لوٹا گیا تھا لا ماؤن کو لو آپس ملا اور والی نیپال یہاں تک کے خائف ہوا کہ فغفور کے آستانے پر  
 نذرانہ سالیانہ بھیجنے کا اقرار کیا بلکہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو اپنا حامی کرنا چاہا اور عالیشان مسجد نے  
 اسے کچھ بھروسہ دیا اور پکتان کرک پائریک صاحب کو اپنا سفیر کر کے شہر کاٹھمنڈو پای تخت نیپال  
 میں بھیجا اور حالانکہ کچھ بندوبست ہوا لیکن چٹائیوں کے دل میں انگریز کی طرف سے گرہ پڑ گئی اور اس کے  
 سوا یہ بھی ایک بات تھی کہ جب لا ماؤن نے گورنر جنرل سہادر سے نیپالیوں کے ظلم کی فریاد کی اور بدو  
 مانگی اور یھون نے توجہ کی غرض اس انکار اور اس اقرار کی یاد فغفور کو رہی اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ جب  
 بعد اس کے انگلستان کا سفیر تھامین گیا تو مقصد یہ اب نہوا جیسا کہ اس جلد میں نظر سے گذرا ہو گا  
 القصد اس وقت سے لامہ گرد کے ملک میں اس ہے اور بدستور فغفور کے حضور میں دنیوی مقدمات میں  
 تا بعد اسی کا مجرا اسکا ہوتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ درمیان میں آتا ہے تب لامہ کے آستانے پر  
 فغفور کی کورنش ہوتی ہے اور فرمانروائی چھین کے آنکھ بوندہ کے پوجاری کے روبرو جاتی ہے  
 تبت کے ملک کی تین تقسیمیں ہیں یعنی تبت بزرگ اور تبت خرد اور بھوٹ کا ملک اور ایک پہاڑ  
 ہے جسکو کانٹیل کہتے ہیں اور اس کے کچھ پر تبت خرد ہے جسکے باشندے مسلمان اور عیت  
 والی کشمیر کے ہیں اور اس پہاڑ کے پورب پر تبت بزرگ یعنی لامہ گرد کا ملک ہے اور بھوٹ کا  
 ملک تبت بزرگ کے دکھن اور نیپال کے پورب درآشام کے اوپر واقع ہے غرض اس تاریخ میں  
 صرف تبت بزرگ کا ذکر ضرور ہے کیونکہ وہ باجگذا رختا کا ہے اور اس طبقے کی زمین مطلق قابل زراعت  
 کے نہیں ہے کیونکہ فقط کہیں کہیں پر چبان دریا کا کنارہ اور برف سے بچاؤ ہی وہاں پر البتہ کچھ سنہر  
 دکھائی دیتا ہے ورنہ بجز بالو اور برف کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہی اور چالول کو وہاں کہی کوئی خواب میں  
 بھی نہیں دیکھتا ہی اور گہیوں بھی کم پیدا ہوتا ہے لیکن جو کی افراط ہی اور اسی پر سب کی اوقات ہے

غرض اناج کی قلت کا غرض پروردگار عالم نے جانوروں کی کثرت میں کر دیا ہے اور باوجودیکہ گھاس تپاؤ ہر طرح کا سبز گویا نہیں ہے لیکن گائے بیل بھیری بکری دنبہ وغیرہ اس حال پر بھی علی الحساب ہیں اور وحشی جانور خوردنی چرند پرند کی قسم سے بہت ہیں اس جہت سے خوراک کی مطلق تکلیف دودھ اور گوشت کی زیادتی سے نہیں ہے بہت بزرگ مین سانڈ بہت خوبصورت ہوتا ہے اور شکل اوسکی یہ ہے کہ گلا وٹھ پچھلے سے کچھ بلند اور زیادہ فربہ ہے اور سارا بدن پشم سے بھرا رہتا ہے خصوصاً انون کے نیچے اتنا لمبا ہوتا ہے کہ زمین تک لٹکتا ہے اور یہاں تک گرا نہا اور پسندیدہ ہوتا ہے کہ اوسکی دم کا چنور پادشاہوں پر جھلا جاتا ہے اور اگرچہ اوسکی بادہ بھی خوبصورت ہوتی ہے لیکن نر کی طرح پشم نہیں کہتی ہر غرض دودھ اس افراط سے دیتی ہے کہ ہندوستان کی چار کائیوں کا مقابلہ وہ کرتی ہے اور مالک دودھ میں اتنا ہوتا ہے کہ اوس سے بہت مکھن نکلتا ہے اور لذیذ ہونے کے سوا برسوں نہیں بگرتا ہے اور اہل تبت برف سے ہکو سخت کر کے دور دور ملکوں میں لیا کر اوسکو بیچتے ہیں غرض سب جانوروں سے زیادہ اہل تبت کی خوراک اور پوشاک بھیڑ سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسکا گوشت نہایت لذیذ اور فربہ نکلتا ہے اور اوسکو سوکھلا کے کھانے سے زیادہ تر مرغوب طبع ہوتا ہے لیکن خشک کرنے کی ترکیب تبت میں سب جگہ سے علیحدہ ہے اور اوس میں نہ نمک ناگ نہ دھوپ کا کچھ دخل ہے فقط ٹھنڈی ہوا میں ٹکڑوں کو بوے لٹکاتے اور سوکھلاتے ہیں اور یہ اثر اوس ترکیب کو کہ کہ برسوں گوشت نہیں بگرتا اور جب پکایا جاتا ہے تازے گوشت سے زیادہ فربہ دار ہوتا ہے پشم اس جانور کا نہایت باریک و نرم اور آب و تاب و چمک دیک کا ہوتا ہے اور گرمیوں کی پوشاک تبتوں کی اوسکی بنتی ہے اور جاڑوں میں اوسیکا چمچرا پشم سے بھرا ہوا ملبوسات میں خرچ ہوتا غرض تبت کی بکریوں کے پشم سے شال و شالہ اور کشمیر کا عہد پشمینہ سب بنتا ہے اور بڑے داموں کو بکتا ہے اور ہندوستان کی بکریوں سے اور ان سے قدر و قامت شکل و صورت میں بہت فرق ہے کہ تبتی بکریوں کا پشم مثل ریشم کے لچھے کے سارے بدن میں افراط سے ہوتا ہر غرض وہ پشم جس سے کشمیر کا و شالہ بنتا ہے وہ مثل سیل کی روئی کے پھاٹے کے بڑے بڑے بالوں کی طرح



روشنی طرح رہتا ہے جس طرح پرندوں کی بڑے پر و نکلے بچے قریب جلد کے روم ہوتا ہے اور بعض انگریزوں نے قصداً اس جانور کو انگلستان میں لہجانے کا اور ہندوستان میں پالنے کا کیا لیکن سمندر کی موج اور ہندوستان کا موسم گرم اور اسکی طبیعت سے ناموافق ہوا اور بعض کا پشیم گرم گر پڑا اور بعض کو خارش سے مار ڈالا انھیں اسکے روئیں کی تجارت سے اہل قبت کو بڑا فائدہ ہوتا ہے مگر اون سے زیادہ کشمیر کے پشمیت والوں کے ہاتھ چڑھ رہتا ہے ۛ مشک بھی افراط سے یہاں میسر ہوتا ہے اور حالانکہ خاص ملک خٹک کے بعض صوبوں میں وہ ہرن ہاتھ آتا ہے جس سے مشک ملتا ہے لیکن قبت بزرگ کے پناہوں میں اس جانور کی سکونت اصلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہاں پر مشک افراط سے اور سب جگہ سے بہتر ملتی ہے غرض اس جانور کا احوال چونکہ پہلی جلد کو دوسرے دفتر میں رقم فی تفصیل وار لکھا ہے اس لحاظ سے دوبارہ صرف مفید اشارہ کافی ہے کہ اس ملک میں ہی وہ پیدا ہوتا ہے اور مشک کی فروخت سے قبت کا بازار گرم رہتا ہے ۛ خداوند مطلق کی حکمت ابد کریمی ہر مقام پر سطح سے دیدہ عقل پر جلوہ گر ہے کہ کیسی ہی کور باطن کیوں نہ ہو دے تو کیا معنی کہ اس کے کارخانے کے ایک ذرے کو دیکھ کر جل جلالہ وجل شانہ نہ پکارے اور راقم کو اکثر اوقات نقطہ اسی خیال میں گھوم حیرت رہی ہے کہ وہ کون انسان بدتر از حیوان ہیں جو عالم اور فاضل کہلاتے ہیں مگر ہریان یک کر چاہتے ہیں کہ دہر کو قائم کریں اور اس جہان دی شایان اور بے پایاں کی بنیاد کو اقتاد اور کھان اور حسن اتفاق پر مبنی کرتے ہیں اور سطح سے بہت سا کفر بکتے پھرتے ہیں اور چونکہ محض بے ٹھکانے اور بعید القیاس باتیں کرتے ہیں جہاں کے نزدیک عاقل اور فاضل یا جتنے ہیں کیونکہ قاعدہ عوام کا ہے کہ جو بات اونکی سمجھ میں نہیں آتی ہے نہایت معقول ٹھرائی جاتی ہے غرض اس مقام پر یہ جملہ معترضہ راقم کو ایسے سوچا کہ قبت کی سرزمین میں قابلیت زرعیت کی جس قدر کم ہے اور سب قدر عوص میں جانوروں اور معدنیات کی افراط ہے اور سطح سے ہر ملک کے لوگوں کو پروردگار نے اگر بعض شخص شون سے محروم رکھا تو اونکی جگہ میں اور کچھ ایسا عنایت کیا ہے کہ عوص معاوضہ ہو گیا ہے چنانچہ قبت میں نمک معدنی اور سونا و چاندی اور لوہا اور تانبا اور سیسہ اور پارہ

اور شجرت پیدا ہوتا ہے اور سہاگا افراط سے ملتا ہے مگر سب معدنوں سے زیادہ مہاشے  
 کے معدن بہت کھودے جاتے ہیں کیونکہ تانبے کا خراج دیواروں میں واسطے طروف پوجا  
 پتر کے بہت ہے اور عوام الناس بھی مثل ہندوؤں کے اسکو سب معدنیات سے زیادہ پلک سمجھتی ہیں  
 + ٹیشو کو مٹو سے پندرہ روز کی راہ پر ایک بہت بڑی جھیل دس بارہ کوس کے عرصے میں ہے  
 اور اس جھیل میں یہ بات عجیب ہے کہ تھوڑے پانی میں کناروں کے قریب افراط سے سہاگا ملتا ہے  
 مگر گہرے پانی میں ایک قسم کا نمک اس افراط سے ہوتا ہے کہ تمام تبت اور اطراف کے ملکوں  
 میں خراج کیا جاتا ہے اور بھی کم نہیں ہوتا ہے بلکہ سالہا سال کے خراج پر بھی ظاہر ہی ہوتا ہے  
 کہ دن بھر میں جب قدرِ زرخیز سہاگا اور نمک کا خالی ہو جاتا ہے اوس قدر شب بھر میں آنکر موجود ہوتا ہے  
 اور روایت کہ تان رنر صاحب کی جو کمپنی سہاگا کی طرف سے سفیر ہو کر تبت میں گئے تھے یہ ہے  
 کہ یہ دونوں خیرین کسی اور جگہ پر تبت میں نہیں پیدا ہوتی ہیں + انگریزوں نے اکثر قصد کیا ہے  
 کہ لامہ گرو سے ربط بڑھا کر اوس ملک میں اپنی کو بھٹیاں بناوین اور تجارت کی راہ پیدا کریں اور  
 ارادے سے سنہ ۱۷۷۴ء اور سنہ ۱۷۸۳ء میں اونھوں نے سفیر بھیجا لیکن نیپالیوں کی یورپ سے  
 پیچ ٹرگینا با اینہم جب لامہ گرو پاؤں تخت پچین میں فغفور کین لونگ کی ملاقات کو گیا اور وہیں سیتلون میں  
 مر گیا جیسا کہ اس جلد میں ذکر ہوا ہے تب انگریزی سفیر جناب بوگل صاحب نے لامہ گرو کو ایسا ایسا  
 باغ سبز انگریزوں سے محبت رکھنے میں دکھلایا کہ جب فغفور نے اپنے گرو سے پوچھا کہ آپ کی جو  
 خواہش ہے فدوی حاضر کرے گا صرف حکم کا متوقع ہے تب لامہ نے کہا کہ انگریزوں سے اور  
 آپ سے اگر دوستی ہووے تو بہتر ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ ہندوستان کے گورنر  
 جنرل کو شفقہ لکھیے اور وہاں کے سفیر کو جبکہ ہم نے کانٹان کی راہ سے بلوایا ہے اوسکی آپ  
 عزت کریں اور باب محبت کو واکریں چنانچہ فغفور نے اپنے دین کے مرشد کی بات کو قبول کیا  
 لیکن بوگل صاحب کے پہنچتے پہنچتے لامہ گرو نے جواد حرا انتقال کیا تو وہ بات وسی ہی رہ گئی  
 الغرض بالفعل دو تین انگریز گئے ہوئے ہیں کہ لامہ گرو سے دوستی کر کے راہ و رسم انگریزوں کے

ساتھ پیدا ہووے خدا و خدین صحیح و سالم و بامراد پھیرے کیونکہ درمیان تبت اور محالک سرکار لکھنؤ کے بڑی تجارت ہو سکتی ہے۔ تبت کے باشندے سلیم اور حلیم اور مسافر پر ہوتے ہیں لیکن لاکھنؤ نے اولین بیچاروں کو ایسا احمق بنا رکھا ہے کہ جو صفیتیں متعلق علم سے ہیں اور عین ہنر پائی جاتی ہیں ہر ملک میں جدا جدا دستور آپس کے سلام علیک کا ہر علیٰ ہذا القیاس تبت میں بھی یہ دستور ہے کہ جب کوئی کسی کے یہاں جاتا ہے یا خط بھیجتا یا راہ گھاٹ میں ملتا ہے تو ایک سفید ریشمی رومال کی تصنع کرتا ہے فی لٹل خطوط رومال میں لفافہ کے عوض لپیٹ کر بھیجے جاتے ہیں اور جواب اوسکے اوسط طرح پر آتے ہیں اور مکان پر یا راہ گھاٹ پر ملاقات ہونے سے رومالوں کا عوض معاوضہ دوستوں میں ہو جاتا ہے اور یہاں تک اس رسم کی ادا کا خیال خاص و عام کو رہتا ہے کہ اگر کبھی اسکا سو ہووے تو نوبت لڑائی کی پہنچے غرض اس رسم کے حال پر مہنہ نہ چاہیے کیونکہ قاعدہ ہے کہ کہین کی صفیتیں اپنے یہاں محبوب ہوتی ہیں اور اپنے یہاں کی نیک باتیں اور ملکوں میں قابلِ نفرین کے ہوتی ہیں چنانچہ اسکی دو ایک نقلیں اس مقام پر درج کرنی بجا نہیں معلوم ہوتی ہے۔

بحر شمال میں اہل جزائر کا قاعدہ ہے کہ ملاقات کے وقت ایک شخص دوسرے کے پاؤں کو اٹھا کے اپنے منہ میں رکھتا ہے اور کسی جگہ پر لوگ ناک لڑاتے ہیں اور افریقیہ میں بزرگ اپنے خرد کے کپڑے کو اپنی کمر میں لپیٹنا شروع کرتا ہے اور ایک جزیرے کی عورتیں بزرگ کو سلام کرتی ہیں الف ننگے ہو جاتی ہیں گویا بے ستری علامت خردیت کی ہے اور قدیم الایام میں فرنگ کے لوگ اپنے سر کاٹھنی بھر بال نوچکے سلام علیک کے وقت دوست کے روبرو بطور نذر رکھ دیتے تھے

علیٰ ہذا القیاس جہطر سے قواعد صاحبِ سلامت کے سب جگہ جدا ہوتے ہیں اوسط طرح سے طریق کھانے پینے کے بھی اکثر جگہ جدا ہوتے ہیں چنانچہ بحر ہند میں ایک قطار جزائر کی ہے جہاں کے لوگ جب ارادہ کھانا کھانے کا کرتے ہیں تو گھر کے تمام دروازے بند کر کے کسی اندھیری کو ٹھہری کے کونے میں جا بیٹھتے ہیں اور ایسا اتفاق برسوں میں ایک کو وحہ دفعہ ہوتا ہوگا کہ دو تین دوست ملکر ہم طعام ہووے اور اوسط طرح سے اوس جزیرے کے لوگ جنکا ذکر صدر میں

ہوا ہے کہ عورتیں تنگی مادر زاد ہو جاتی ہیں غذا کے وقت جدا جدا خوان لیکر اور ایک دوسرے پر  
 پشت پھیر کر تناول کرتی ہیں یہاں تک کہ دو بجائی یا دو بہن یا مان بیٹی بھی کبھی ایک خوان میں  
 نہیں کھاتی ہیں اور ایک قوم امریکہ میں صاحب خانہ ضیافت کے وقت برابر اپنے دوستوں کو بھی کھانا  
 رہتا ہے کہ آپ سب کھائے جائیے کھائے جائیے مگر خود ایک نوالہ نہ پر نہیں رکھتا ہے اور  
 ایک اور ملک میں داعی طعام کے وقت بیٹھا گایا کرتا ہے اور اگر کسی تاناکا دوحث شراب پیئے سے  
 انکار کرے اور پہلے انکار کرنے کا گویا وغینہ قاعدہ کلیہ ہے تو داعی اور سکا کان پکڑ کر جب تک  
 نہ پیئے بے تکلف ملتا ہے اور جب وہ پینا شروع کرتا ہے تو وہ اسے پیالہ حوالہ کر کے مدعو کے  
 سامنے ناچنا شروع کرتا ہے اور اس کے قریب کے ایک ملک میں داعی بڑا سا ٹکڑا گوشت کا  
 کاٹ کے مدعو کے منہ میں بھرتا ہے اور جو کچھ منہ کے باہر رہتا ہے اسکو خود کاٹ کر  
 کھاتا ہے مگر سب سے ہیودہ دستور دنیا کے پردے پر نہیں لوگوں میں جاری ہے چنانچہ جب  
 داعی اور مدعو ایک کوٹھری میں جہاں غذا رکھی رہتی ہے جاتے ہیں تو داعی کے گھر کے لوگ  
 باہر سے آخ لگا کر اس کوٹھری کو مثل تنور کے گرم کرتے ہیں اور جیون جیون وہ بیچارہ کھائے  
 جاتا ہے تیون تیون داعی اس کے منہ میں ٹھونستا چلا جاتا ہے اور باہر کی آخ بھی رفتہ رفتہ زیادہ  
 کی جاتی ہے آخر میں مارے حرارت کے مدعو کو قوی ہو جاتی ہے اور وہ امان مانگنا شروع کرتا ہے  
 مگر اس سے کچھ فائدہ اسے نہیں ہوتا ہے کیونکہ داعی با اینہما کھلائے چلا جاتا ہے  
 الحاصل جب تین چار دفعہ اسطرح سے اسے تھے ہو جاتی ہے تو وہ یہ اور تحفہ داعی کو قبول  
 کر کے اپنی جان چھوڑاتا ہے : الغرض ظاہر ہے کہ ہر ملک و ہر سے مگر ایک دستور  
 تبتیون میں عجیب و غریب قابل نفیرین کے ہے کہ انسان میں تو کیا اکثر حیوانوں میں بھی وہ  
 روا نہیں ہے چنانچہ تبت میں پانچ سات بلکہ کبھی کبھی دس بارہ مردوں کے حصے میں لگتی  
 عورت رہتی ہے اور وہ زندہ سب کی جو روکھلاتی ہے اور اکثر یہی ہے کہ پانچ سات سگے  
 بھائیوں میں وہی ایک عورت سب کو حلال ہوتی ہے اور اسی سبب میں جو لڑکا پہلے پیدا

ہوتا ہے بڑے بھائی کا جنا کہلاتا ہے اور دوسرا لڑکا دوسرے بھائی کے ذمے کر دیا  
 جاتا ہے اور تیسرا تیسرے کے سر پر پاتا ہے غرض اسی حساب سے لڑکوں کی تقسیم ہو رہی ہے  
 اور اس شرکت میں کمال بے تکلفی ہوتی ہے اور سب اس دستور کا یہ ہے کہ بت کی سز میں  
 میں انات کی قسم کم ہوتی ہے اور اس سبب سے ہر مرد کے حصہ میں ایک عورت نہیں آ سکتی ہے  
 اور حالانکہ یہ امر واقعی ہے کہ جہاں پانچ بیٹے پیدا ہوتے وہاں ایک بیٹی پیدا ہوتی ہے لیکن  
 تاتار کے اکثر طبقوں میں بھی زن و مرد کی پیدائش کا حال یہ طور پر ہے مگر ایسا دستور بجز تبت بزرگ  
 اور ملک بھوٹ کے شمالی پرگنوں کے جہاں سبب تبت کی قربت کے یہ گندہ بوجا پونجی ہے  
 کسی دوسری جا پر جائز نہیں ہے اس سبب سے غالب ہے کہ اونکی جبلت میں عدم نفسانیت ہے \*  
 تبتی غراب کے مردوں کی بڑی خرابی ہوتی اور لاشوں کی یہ بڑی نوبت پہنچتی ہے کہ اوسکی  
 یا د طبیعت نفرت کرتی ہے چنانچہ جناب ٹرنر صاحب نے ٹیشو لومبو کے خانقاہ کے قریب  
 اوس جگہ کو دیکھا ہے جہاں غراب کے مردے ڈال دیے جاتے ہیں اور اوسکا بیان ہے  
 کہ وہ ایک گڑھا بہت گہرا اور چوڑا ہے اور اوسکی ایک پہلو پر ٹیلہ اور تین طرف اونچی دیواریں  
 ہیں اور منہ غار کا کھلا رہتا ہے تاکہ مردہ جو پرندے اور وزندے سہولت اوس میں جاویں اور  
 مردوں کو کھاویں اور جب کوئی عزیز مر جاتا ہے اوسکے دوست آشنا بھائی برادر اور سیطرہ سے  
 بے ہمتانے کفنائے یا اور کچھ تکلف کیے اوسی غار میں لاش کو پھینک کر چلے آتی ہیں اور صرف  
 اوسی شخص کی لاش کو جو بہت عزیز ہوتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر اوس غار میں ڈال دیتے ہیں  
 تاکہ فوراً کئی قسم کے جانوروں میں وہ تقسیم ہو جاوے اور کسی عضو کو پرندہ اور کسی کو درندہ کھا جاوے  
 تاکہ مردے کو ثواب ہووے اور عالم تسخیر میں کسی اچھی خیر کا چولا اوسے ملے غرض لاموں  
 کے لیے یہ ذلت نہیں ہے مگر اونہیں بھی جو دو تفریق ہیں اونکی لاشیں دو طرح سے سستی سنواری  
 جاتی ہیں چنانچہ جولا مہ سب کہ ہو ٹوکٹو اعمی بودھ کے اوتار کہلاتے ہیں اور جیسے ہندوستان  
 راجے رجاڑے ہوتے ہیں ویسی ہی یہ لوگ صاحب ملک و خزانہ مثل بادشاہ کے ہوتے مگر

مگر لامہ گرو کے تابع اور باجگذار سمجھے جاتے ہیں اونکی لاشوں میں محفوظیت کے لیے مصباح بھرا جاتا ہے اور جب مقدور چاندی یا سونے کے تابوت میں بند ہو کر خانقاہ کے اندر جو مکان اس صوفی کے لیے رہتا ہے اور بڑا معبد کہلاتا ہے وہاں پر بہت تکلف کے ساتھ اور دن کی پرسش کے لیے وہ رکھ دی جاتی ہے اور دوسرے درجے کے جولاہے میں اونکی لاش کو جلا کر خاک کرتے ہیں اور بودھ کی مسی مورتوں میں اس سے بھر کر معبد میں رکھ دیتے ہیں پختہ کے باشندوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جولاہے کہلاتے ہیں اور بجز نوچا اور بکر کرنے اور غذا و لطیف کھانے اور سو رہنے کے اور کام نہیں جانتے ہیں اور دوسرے قسم کے عوام الناس جو کھیتی کرتے اور بھیری بکری پالتے ہیں اور تجارت اور نوکری چاکری کرتے ہیں پختہ لاہر کے قریب ایک پہاڑ پر بہت عالیشان خانقاہ ہے جس میں لامہ گرو بہت شان و شوکت کے ساتھ رہتا ہے اور اس کے دربار کی یہ صورت ہے کہ ایک مسند تکلف پر وہ بیٹھا ہے اس کے عصا لیے لامہ گرو پہنچتی ہے تمام روز اور نصف رات تک ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے اور چار طرف کے لوگ دور دور ملکوں سے آتے ہیں اور یہ سمجھ کر اس کو سجدہ کرتے ہیں کہ بودہ کا وہ اوتار ہے یعنی وہ دیوتا اسی روپے بالفعل جلوہ گر ہے غرض تعظیم کیسے لامہ گرو نہیں کرتا اور شاہ و گدا کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے اور غفور کو بھی مثل اور دن کے ناخیر سمجھتا ہے غرض اتنا فرق کرتا ہے کہ جب غفور یا بڑے رتبے کے لامہ یا اقوام تار کے سردار عالی وقار آنکر سجدہ کرتے ہیں تب اونکے سر پر ہاتھ رکھ دیا جاتا ہے غرض ان لوگوں کے سوا اور دن کے سر سے سجدے کے وقت صرف عصا کی نوک چھلا دیتا ہے لامہ گرو کے مرنے پر یہ بات مشہور ہوتی ہے کہ بودھ نے ایک چولا چھوڑ دیا اور کسی دوسرے کو اختیار کیا تب ہوٹو کوٹو اعنی بڑے لامہ سب جمع ہو کر لامہ گرو کے چیلوں سے ایک لڑکے کو انتخاب کرتے اور قائم مقام بناتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ اوسمیں چند علامتیں ملی ہیں جسے معلوم ہوا کہ بودھ نے اس بچے کے تن کو اپنے انس سے مشرف کیا ہے غرض یہ فقرہ عوام کے بھلانے کے لیے طیار ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے



کہ موافق وصیت کے یہ امرو قوع میں آتا ہے اور سب چیلون میں جوڑ کا غریزہ ہوتا ہے  
 اسی کو یہ درجہ ملتا ہے کہ جب مغل تاتار کا دور ختام میں ہوا تب لامون کو بڑا دخل ہوا  
 اور قبل خان کا گھرانہ جب تک کہ ختام میں رہا کسی طرح کا تزلزل انکے رتبے میں نہ آیا لیکن جب  
 مغل کے خاندان سے ختا چن گیا اور ملکی بادشاہوں کا حکم پھر جاری تھا تب بودہ کے  
 پوجار یو پریخت سائیون کا غضب نازل ہوا اور مغلون کے ساتھی انکو بھی جان لیکر بھگنا  
 پڑا غرض جب بانجو تاتاریوں نے ملکی مغفوروں کا تخت چھین لیا تب پھر لامون نے چین  
 میں چین کرنا شروع کیا اور اب بہت غرت کے ساتھ اونکی اوقات گشتی سے اور باوجودیکہ لامون  
 کو ہر طرح کے عیش اور لذت دنیوی سے پرہیز کرنا ہوتا ہے اور اچھا کھانا اور پہنا اور چور  
 کرنا حرام ہے اور فقط نماز و روزی سے اونہیں کام ہے لیکن ناموری کا شوق اور خلعت  
 کو اپنے روبرو ہرقت سب سجدہ دیکھنے کی آرزو ایسی ہے کہ فقط اسکی بیاد نہیں مقصود اور ترک  
 لذات ظاہر منظور ہوتی ہے اگرچہ مغفور غریب ہے سب سے لامہ گرو کا طبع ہے لیکن  
 اپنے معتمدوں اور جاسموں کو ہمیشہ اسکے دربار میں متعین رکھتا ہے اور جب کوئی امر خدا  
 طبیعت کے واقع ہوتا ہے فوراً اوسکا تدارک اور امور دینی اور دنیوی میں فرق کیا جاتا ہے  
 اور لامہ گرو ہر سال مغفور کو باج اور پیشکش کے طور سے سونے اور تانبے کے پوتے بودہ  
 کی مورت کے اور مشک اور عینر اور مونگا اور حوام اور شہینہ اور عمدہ تلواریں بھیجتا ہے  
 اور ان تحائف کے ساتھ گنگا پانی بھی تا ہے کہ گھڑوں میں مغفور ختا کو خطا دین سے  
 پاک کرنے کے لیے ارسال ہوتا ہے فقط

## انجھوان باب

حامی کی بادشاہت کا احوال

ولایت ختا سے ایک سو پینتیس کوس رخ باب پر یہ طبقہ لذت دنیوی سے بھرا واقع ہے اور اگرچہ  
 طویل و عرض اسکی زیادہ نہیں ہے لیکن جس قدر سے باغ و بوستان پر شجر و ثمر ہے اور باوجودیکہ

دو پہلو پراس کے گوبی کا صحرا ایک گیتیان لت و دوت ہے مگر اسکی سبز زمین میں تمام دنیا کی  
خوبیاں جمع ہیں یہاں تک کہ نمونہ ارم ہے اور اس سے زیادہ نہ اس سے کم ہے اور اسی  
جگہ پر فصاحت و شت کف دست کے قریب واقع ہے تو گویا اسکی سیر حاصل کرتے کے  
لیے پروردگار نے آس پاس کے طبقوں کے اخلاط صالح کو نکال لیا اور ہمیں داخل کیا ہے  
اس جہت سے وہ سب گیتیان ہو گئے اور یہ بہشت شداد کو شرمندہ کرنے کے لیے  
پیدا ہوا الغرض اس ملک میں اناج اور میو جات کے اقسام افراط سے ہیں اور جو چیز وہاں پیدا  
ہوتی ہے لذت اور تحفگی کی جو بات چاہیے اور ہمیں پاتی جاتی ہے چنانچہ انار اور انگور کالی  
اور کشمیری مشہور ہیں اور شفتالو اور خربوزے ہندوستان کے اور کولے سلط کے اور بیچکا  
کے کیتا اور بے ہمتا کہلاتے ہیں لیکن جو ذائقہ انھیں میوؤں میں حامی کے ملک میں ملتا ہے  
وہاں نہیں پایا جاتا ہے جس خطے میں کہ مخصوص یہ میو جات پیدا ہوتے ہیں اور مغفور کے  
خاصہ کے لیے یہاں کا چانول اور خربوزہ ہمیشہ جاتا ہے اور خربوزے میں یہ تکلف ہے کہ  
اوسے خشک کر کے لوگ رکھتے ہیں اور جارتوں میں مثل خشک مرتے کے کھاتے  
ہیں اور آب و ہوا میں یہ کیفیت ہے کہ شبنم اور کوہا سا کبھی دیکھنے میں نہیں آتا ہے اور  
برسات فقط نام کے لیے ہوتا ہے اور اسپر بھی زرخیزی شدت ہے اور بارہ سینے ایک  
ہوا خوشگوار رہتی رہتی ہے اور آندھی طوفان اور زلزلہ و سیلابی کی صورت کبھی دیکھنے میں نہیں  
آتی ہے اور جانور ہر طرح کے چرندے اور پرندے اور پستان بکری اور دنبے کثرت سے  
میں اور معدنیات اور جواہرات کے اقسام میں خصوص سونبا بہت کھرا اور آب و تاب کا ہیرا  
اور ریشم رنگین اور قیمتی ملتا ہے حالانکہ کمتر دیکھنے میں آتا ہے کہ جو زمین نباتات میں سیر حاصل  
ہوتی ہے وہ معدنیات میں افراط کامل رکھتی ہے خلاصہ کلام ہے کہ حیوانات اور نباتات  
اور معدنیات کی برکت اور آب و ہوا کی لطافت اور ساری جہان کی کیفیت یہاں موجود ہے  
اور باشندے اس ملک کے بہادر اور شہ زور اور محنت کش ہوتے اور سپاہ گری کے فوج

جلد حاصل کرتے ہیں لیکن حیف ہے کہ اتنے نیکیوں میں ایک عیب ایسا اونٹن جو ہو کہ ساری صفقتیں اونکی خاک میں بلجاویں چنانچہ ٹٹون مزاج میں اس قدر ہے کہ دوستی کی امید اونے نہیں کی جاسکتی ہے اور غصے میں جب آتے ہیں تو اپنے عزیزوں کے سر کاٹ لینے میں تامل نہیں کرتے ہیں۔ اس ملک میں فقط ایک شہر پائے تخت سلطان ہے لیکن قصبے اور موضع مثل شہروں کے بہت ہیں اور تارخون سے معلوم ہوتا ہے کہ ۹۵۰ھ میں قبل حضرت عیسیٰؑ اس ملک کے بادشاہ نے تحائف اور سفیر فقہور کے حضور میں بھیجا اور تلوار پیش کیا اعمیٰ شہنشاہ تھائی کی تابعداری کا طوق گلے میں ڈالا مگر جب وقت چو کا گھرانہ کم زور ہوا اور سلاطین نے چاروں طرف سے بلوا کیا حامی کے ملک پر اقوام ہن کے ایک فرمے کا دور ہوا عرض اہل طرے ہمیشہ رہا ہے اور جب فقہور کی حکومت میں تزلزل واقع ہوتا تھا حامی کا ملک پھر چھپن جاتا تھا اور جب اوکے بازو میں زور ہوتا تھا اوکے اعلیٰ بہتور سابق ہوتا تھا اور جب اسلام کا نشان ایران اور ترکستان وغیرہ میں بلند کیا گیا گو بی کا صحرا اوکے دخل میں آیا اور حامی کا ملک بھی اوکے قبضے میں گیا مگر جب قبل خان نے خٹاکے تاج کو اپنے سر پہ رکھا یہ ملک داخل صوبجات چین کے ہوا مگر ۱۲۸۶ء میں مملکت خٹاک سے جدا ہو کر وہاں ایک سردار بلقب بادشاہ فقہور کی طرف سے مقرر ہو کر خٹاک کے باجگزار بن گیا لیکن ۱۳۵۲ء میں اسی بد انتظامی شروع ہوئی کہ آخر کوتا کی ایک قوم اوس ملک پر قابض ہوئی حاصل کلام ۱۶۹۶ء سے فقہور کا ٹھنی کے وقت میں جو یہ ملک خٹاک کے باجگزار بن میں شامل کیا گیا تو اب تک وہی علاقہ باقی ہے فقط

## نوائے باب

لوچو کے جزائر کا احوال

چھتیس جزیرے جو کوریا اور فارس اور جاپان کے جزائر کے درمیان واقع ہیں لوچو کہلاتے ہیں اور ۱۳۵۲ء میں اوسکا بادشاہ خود بخود فقہور خٹاکا تابعدار اور باج گزار ہوا مگر ۱۳۵۲ء میں سے پہلے طبقے کا حال تھا میں معلوم تھا لیکن ہینگ کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے ایسا سفیر باتدبیر

بھیجا اور اسے وہاں جا کر اپنے خاوند کا پیغام اس خوبی سے ادا کیا کہ لوچو کا بادشاہ نہایت خوش  
 ہوا اور فقہور کو خراج بھیجا چنانچہ اب تک نذرانہ اون چیزوں کا جو ختامین کیا ب ہین وہاں سے آیا کرتا ہے  
 اور پانچو تار کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے مہر اور لقب شاہ با جگرار کا وہاں کے والی کو دیا  
 ان جزیروں کے باشندے بت پرست ہین اور نو سو برس سے بودہ کا بھی مذہب چھین کے ویلے  
 سے وہاں پہنچا ہے چنانچہ تھمیر و تکفین کے باب میں مثل ختامیوں کے نہت و ہوم و دام  
 جوتی ہے لیکن لاش کو یہ لوگ جلاتے ہین علامہ اسکے کئی دستورات ختا کے مثل کثیر الماز و داجی  
 و غیرہ کے جاری ہین اور چونکہ جاپان کی بادشاہت کے قریب کئی جزیروں سے متعلق اسکے واقع  
 ہین وہاں کی زبان اور رسومات میں با تین اوس مملکت کی ملتی ہین غرض علوم اور فنون کی کثرت  
 ختامی زبان میں جاری ہین اور اسکے سلطان کی آمدنی بہت اچھی ہے کیونکہ معدنیات گندھک  
 اور تانبہ اور راسنگے کے اوسکی عملداری میں موجود ہین اور اجناس تجارت کے محصول سے اس  
 فائدہ کثیر ہے کیونکہ کئی اقلیم کے سوداگر وہاں آن کر خرید و فروخت کرتے ہین \* ان جزیروں  
 کے رہنے والے خوش طبع اور زچ رنگ کے شائق ہین اور چونکہ مصیبت کے صدمے کو  
 بسبب خلقت بشاش کے بخوبی برداشت کرتے ہین قتل نفس کے امر سے وہاں کوئی وقف ہی نہیں  
 التفقہ یہ سب ملک جنکا احوال اس دفتر میں لکھا گیا ہے تا بعد از اور باج گزار فقہور کے ہین  
 اور اس مذکورہ مختصر کے مطالعے سے بھی سب پر یہ ظاہر ہوو چکا کہ کس پایہ کا وہ بادشاہ ہے  
 جسکا فرمان اتنے دور میں جاری ہے \* واضح ہو کہ تاریخ مملکت چین با اوج و تمکین نامور برو  
 زمین اسقدر ہے جو اس ہیچوان خوشہ چین مورخان مقلد از و دوانان نا واقف لطائف سخن  
 جمیس کار کرن بعد نہایت کوشش و محنت کے اب خدمت میں جمیع ارباب فضل و کمال کے  
 پیش کرتا ہے اور اس خون جگر کے غرض میں اونسے نہیں چاہتا ہے کہ جو نقص و قصور

تاریخ ختا پر خطا اسم با سہمی میں پایا جاے وہ نظر عطا

## ابیات مولف

حق سے امید ہے کہ تا دم اس سے ہے نو بہارِ باغِ سخن لاکھ غنیمتوں کو جی سے دھوئے	قدردانِ سخن رہیں مسرور ہیں بھرے وصفِ نیکوئی سے اک ہنر پاک کے شاد ہوتے رہیں	کہ یہ ہیں آبِ بارِ باغِ سخن پاک ہیں عجب عجب جوئی سے اس جہان کو قیام ہو جب تک
---	--	--

رہیں قائم جہانیں یہ تب تک

## خاتمہ

لا سی مسئلہ کی بد از شر خاتمہ برآمدہ دست و قلم دریای فکرِ خارِ معرکہ سخن را مقدمتہ بحیث مولوی فدا علی عیش

وہ چہ رنگین برآد از قلمش | اگلِ بستانِ عیش باید دید

اندونون معشوقہ لفریب و شاہد با حسن و زیب غیرت لعبانِ خلق و چین غارتگر متاعِ دل و دین یعنی کتابِ لا جواب  
تاریخِ چین کہ سق ازین بدستگیری قلم ہزار رقم معنی آفرین ہر علم و فن میں شاق صاحبِ الاشان جیمہ کارکن  
مصنف جو ہر لائق زبانِ انگریزی سے عبارت اردو عام فہم کمال فصاحت و بلاغت موافق روزمرہ اردو  
مضامین ہندوستان ہوتی تھی اب نیو طبع سے ہر مہنت ہو کر زیب آغوش شائقانِ فن تاریخ ہوتی سجاں اللہ  
عجب کتاب نایاب ہے ہر فقرہ و لفریب میں لا جواب ہے آئین حال شاہانِ خا کا اس حسن کے ساتھ لکھا  
کہ دیکھانہ سنا سوادِ حروف کو مشکِ ختن کہنا سراپا خطا ہے ہاں اگر نگار خانہ چین کیے زیبا ہے  
ہر ورق اسکا قدس چینی پرند ہے اور ہر صفحہ چادرِ ارژنگ سے ہم پونید ہے مطبع بمبئی آسمانِ افضل و کمال  
معروف نزدیک و منشی نول کشور صاحب سلمۃ اللہ الواہب میں جلیطبع سے آراستہ ہو کر مشہور یارِ مہار ہوئی  
بہمہ وجہ زیورِ شوخ سے محلی ہو کر طیار ہوئی اربابِ فن تاریخ کہ ہر میں جلد تشریف لائیں اس متاعِ گزہا کو  
دست بہت بجا نقد جان خرید فرمائیں اصحابِ شعر و سخن نے جو تاریخین لکھیں ہیں ذیل میں تجریر کریں

ولہ قطعہ تاریخ طبع

منشی نول کشور امبری کہ لکھو | چشم کسی ندید و نہ گوش کسی شہفت | از بسکہ بہت مطبع او غیرت چمن



از شاخ طبع غنچه تاریخ چین گفت	مانی نقشه سخن و جوهری فکر	نقش حسین کشید و در نظم خوشت
بی روی انتظار عیسویش	رشک نگار خان حسین فرنگ گفت	
قطعه تاریخ طبع زاد استاد حسن بخند حدیقه شعر سخن آسمان نازک خیالی را ماه دو بهفت منشی گویند		
کتابی در او ده خبا شد طبع نه هرگز پیش او در شین به گواه گفتن من آسمان بس بر آید از لب روح الامین به ندانی معنیش در لفظ چو نیست اگر صحبت بیارنا زین به بسی به گفتم اکنون گویم این بس ز کلفت دور و با عشرت قرین به	کزونی قند به فی انگین به همه تن آنکه به باشد بهین است جز او چیزی نباشد بزمین به عروس معنی او در خط به چنین باشد به زلف عنبرین به نخاستن را بهین از چشم دیگر بسیه بر اهل مطبع آفرین به تو خواهی نقشه از تاریخ طبعش	دگر از آب و تاب او چه پرسی نمیگویم چنان به یا پسین به چه من در ضمن و صفت این صحیفه چو گرد و حبلو اگر از جوهرین به جز او دیگر که یار ندین هست که از هر چشم چشم در بین به دگر جز آفرین بر کس هر دم بسی تا گویند تاریخ چین به
قطعه تاریخ از طبع رسا منشی گویند رشا و فضا		
ز به منشی و الا و شکا به که به خاتم دولت نگینست ز دانش علم را باشد فروغ که رشک حاتم طائی بهینست	که روشن مثل خورشیدش چینست بودند نشین جا به و اقبال ز فیاضش استحکام دست چو شد مطبوع از شش کتابی	بود در دهر روغن نام پاکش مکان لطف و سان را کینست ز جودش لداین قول زمانه که از تاریخنامه خوشتر نیست
فضای زار سال عیسوی گفت	ایکی رشک نگارستان چیت	
قطعه تاریخ از تاریخ طبع کشف موزجلی و خنی میر نمون حسین المصلح به صفه		
چه خوش آمده تاریخ چین طبع بیا و از پی تاریخ عیسویش صفتی	کز عیان شد ننگ کاخ چین بگو به و نقش من نگار نه چین	

